

الدرر النکہ ادب

# لمعات الذهب

فی شرح

## مختارات الأدب

درجہ خامسہ میں پڑھائی جانے والی ”المختارات من ادب العرب للندوی“ کی اردو شرح، جس میں معرب عبارت، با محاورہ ترجمہ اور حل لغات کے ساتھ ساتھ تاریخ کا بھی احاطہ کیا گیا ہے، اہل علم کے لئے ایک بیش بہا قیمتی تحفہ

از قلم

عتیق الرحمن سیف کوٹ ادوی غفرلہ والدیہ

فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی



ناشر

ایچ ایم سعید کمپنی

آر بس نزل، پاکستان چوک، کراچی

الدرر کله لوب  
لمعات الذهب  
فی شرح  
مختارات الأدب

درجہ خامسہ میں پڑھائی جانے والی ”المختارات من ادب العرب للندوی“ کی اردو شرح، جس میں معرب عبارت، با محاورہ ترجمہ اور حل لغات کے ساتھ ساتھ تاریخ کا بھی احاطہ کیا گیا ہے، اہل علم کے لئے ایک بیش بہا قیمتی تحفہ

از قلم

عتیق الرحمن سیف کوٹ ادوی غفرلہ ولوالدیہ

فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی و متخصّص جامعہ حقانیہ ساہیوال سرگودھا

ناشر

ایچ۔ ایم۔ سعید کمپنی ادب منزل پاکستان چوک کراچی

## عرض ناشر

کسی بھی ملک و قوم کی زبان میں اس کا منشور و منظوم ذخیرہ ادب کے نام سے اس کے لئے مایہ افتخار و اغتباط خیال کیا جاتا ہے۔ اس سلسلہ میں عربی ادب مختلف وجوہ و اعتبارات سے جس امتیاز و فوقیت کا حامل ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ دراصل وہ عربی زبان کی اس خصوصی شان کی بنا پر ہے جو اسے دیگر زبانوں کے مقابلہ میں حاصل ہے۔

مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ نے ”مختارات“ کے نام سے اصل عربی ادب سے جو کہ تقلیدی اور صناعتی ادب کے برعکس حقیقی اور طبعی ادب ہے، چند چیدہ چیدہ شہ پارے جمع کر کے جو گلدستہ سالہا سال قبل مرتب فرمایا تھا اس کی طراوت و نصارت اور رنگینی و خوشنمائی تا حال قائم و سالم ہے بلکہ مرور وقت کے ساتھ ساتھ مزید بڑھتی معلوم ہو رہی ہے۔ یہ اتنی اہم و مقبول کتاب ہے کہ دنیائے عرب میں اسے داخل نصاب ہونے کا شرف ملا ہوا ہے۔ اب پاکستان میں بھی اسے وفاق المدارس کے تحت نصاب میں داخل کر دیا گیا ہے۔

مولانا شتیق الرحمن سیف نے وقت کی ضرورت کا احساس کر کے طلبہ کی سہولت کے لئے اس کا ترجمہ اور ضروری شرح کرنے کی خوب سعی فرمائی ہے جسے طبع اور شائع کرنے کی سعادت ہمارے ادارے کو حاصل ہو رہی ہے۔

ہم نے حتی الامکان بہتر سے بہتر انداز میں یہ خدمت سرانجام دینے کی کوشش کی ہے۔ امید ہے کہ طلبہ اور دیگر متعلقین کے لئے نافع ثابت ہوگی۔

مینجر

ایچ۔ ایم۔ سعید کمپنی

ادب منزل پاکستان چوک

کراچی

## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

### فہرست

نمبر شمار	عناوین	صفحہ
1	انتساب	7
2	تقریظات	9
3	حرف تمنا	13
4	مقدمہ لمعات الذهب	17
5	متعلقات ادب	17
6	مختارات من ادب العرب کی خاصیات	19
7	لمعات الذهب کا اجمالی خاکہ	21
8	ایک نظر صاحب کتاب پر	23
9	مقدمہ مختارات من الادب	35
10	عباد الرحمن	74
11	سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام	78



نمبر شمار	عناوين	صفحة
12	جوامع الكلم	87
13	الخطابة المعجزة	91
14	في بني سعد	95
15	كيف هاجر النبي ﷺ	102
16	ابتلاء كعب بن مالك رضي الله عنه	119
17	مقتل عمر بن الخطاب رضي الله عنه	137
18	اخلاق المؤمن	146
19	إخوان الصفا	150
20	وصف الزاهد	158
21	بين السيدة زبيدة والمأمون	163
22	بين قاض وقور و ذباب جسور	167
23	القميص الأحمر	173
24	كيف كان معاوية رضي الله عنه يقضي يومه	182
25	استقامة الامام احمد بن حنبل وكرمه	188
26	اشعب والنجيل	193
27	رسالة عتاب	198

نمبر شمار	عناوين	صفحة
28	حديث الناس	201
29	في سبيل العادة واليقين	214
30	وفات السلطان صلاح الدين الايولي	222
31	علو الهمة	232
32	سيد التابعين سعيد بن المسيبؓ	238
33	النبة الحمدية ﷺ وآياتها	247
34	الظلم مؤذن بخراب العمران	259
35	المدينة العجمية عند بعثة الرسول ﷺ	266
36	اهل الطبقة العليا من الأمة	272
37	رسالة محمد ﷺ	279
38	الكوخ والقصر	301
39	سيدي أحمد الشريف السنوسي	306
40	الدين الصناعي	326
41	سالم مولى أبي حذيفة ؓ	334
42	الفردوس الإسلامي في قارة آسيا	355



# انساب

اس بلند و بالا ہستی سے لے کر  
ان مقدس ہاتھوں کے حاملین  
کے نام جن کے طفیل بندہ نے  
اسلام کی راہ تاباں دیکھی۔





بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

### تقریظ

استاذ العلماء استاذی المکرم حضرت مولانا مفتی سید عبدالقدوس صاحب الترمذی دام اقبالہ  
نحمدہ ونصلی وسلم علی رسولہ الکریم۔ اما بعد!

مختارات الادب، مفکر اسلام حضرت مولانا ابوالحسن ندوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک ایسا  
ادبی علمی شاہکار ہے جو رہتی دنیا تک ان کے نام کو ادبی حلقوں میں زندہ رکھے گا۔ پھر یہ صرف  
ایک ادبی شہ پارہ ہی نہیں ہے بلکہ فصاحت و بلاغت کے بلند و بالا مضامین پر مشتمل ہونے  
کے ساتھ ایک اخلاقی و علمی دستاویز بھی ہے جس نے قدیم ادبی مذاق سے ہٹ کر ایک صاف  
ستھرا اور نہایت پاکیزہ ادبی معیار قائم کیا ہے۔

کتاب کی مقبولیت کا اندازہ اس سے بھی ہوتا ہے کہ پاکستان کے مدارس کی سب  
سے بڑی تنظیم ”وفاق المدارس العربیہ پاکستان“ نے اسے اپنے نصاب میں شامل کیا ہے،  
کتاب کے بلند و اعلیٰ معیار کے پیش نظر ضرورت تھی کہ اس کا سلیبس اردو ترجمہ کیا جائے اور  
ساتھ ہی الفاظ کی لغوی، صرفی اور نحوی تحقیق بھی ہوتا کہ اس سے استفادہ کا دائرہ وسیع ہو، اس  
ضرورت کو پورا کرنے کیلئے ہمارے عزیز فاضل مولوی عتیق الرحمن سلمہ فاضل جامعہ دارالعلوم  
کراچی و مخصص فی الفقہ جامعہ حقانیہ ساہیوال سرگودھا نے قلم اٹھایا اور اس ضرورت کو بحسن  
و خوبی پورا کر دیا۔ اللہ تعالیٰ انکی محنت کو قبول اور نافع فرمادے اور انہیں جزائے خیر سے نوازیں۔

مختارات الادب اور اسکے گرامی قدر مولف کا تعارف نیز ترجمہ کے التزامات و  
فوائد پر عزیز موصوف نے ”حرف تمنا و مقدمۃ لمعات الذهب“ میں روشنی ڈال دی ہے تفصیل  
کیلئے اسکو پڑھنا کافی ہے تاہم احقر نے بعض مقامات کو پڑھا تو ترجمہ کی سلاست و فصاحت کو دیکھ  
کر بیحد مسرور ہوا اور بے ساختہ فاضل مترجم کے حق میں دعائیں نکلیں۔ اللہ کرے زور قلم اور زیادہ

فقط

احقر عبدالقدوس الترمذی غفرلہ

خادم الجامعۃ الحقانیہ ساہیوال سرگودھا

عاشرین شہر ربیع الثانی ۱۴۲۶ھ



## تقریظ

استاذ العلماء استاذی المکرم حضرت مولانا زبیر احمد صاحب صدیقی دام اقبالہ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم! اما بعد!

زبان اور قلم اللہ تعالیٰ کی بیش قیمت نعمتیں ہیں، احکام خداوندی، پیغام رسل علیہم السلام، نصح بندگان خدا حتیٰ کہ اپنے دل کی بات انسانیت تک پہنچانے کے لئے بھی یہی دو ذرائع ہیں، زبان سے کی گئی تعبیر کو بیان اور قلم کی عمدہ بات کو ادب کا روپ دے دیا گیا ہے۔ ادب عربی اہل اسلام کی مذہبی روایت، دینی ثقافت اور مسلکی ضرورت ہے، ادب عربی پر دسترس حاصل کئے بغیر قرآن و حدیث، علوم عربیہ اور دینی اقدار سے آگاہی حاصل کرنا ناممکن ہے اس لئے محققین نے ادب عربی کے حصول کو فرض کفایہ کا درجہ دیا ہے۔ وفاق المدارس العربیہ پاکستان نے ماضی قریب میں حسب ضرورت اپنے نصاب میں تراجم کی ہیں، ان تراجم میں مدارس کے درجہ خامسہ میں ”دیوان مثنوی“ کی جگہ ”مختارات من ادب العرب“ مصنفہ عالمی طور پر خدمات دیدیہ سرانجام دینے والے عالم ربانی، ماہر ادب، مشہور مؤرخ حضرت اقدس مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ نصاب میں مقرر کی۔ ”مختارات“ جدید عربی ادب کا شاہکار ہے لیکن اسکے حل کے لئے کوئی قابل ذکر شرح ابھی تک طبع نہیں ہوئی جس کی وجہ سے طلباء اور بعض مدرسین کو سخت دشواری کا سامنا تھا۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے ہمارے برادر عزیز، جامعہ فاروقیہ شجاع آباد سے فیض یافتہ مولانا عتیق الرحمن صاحب زید شرف کو کہ انہوں نے اسکا با محاورہ ترجمہ لفظی ترجمہ کو سامنے رکھ کر اور مشکل الفاظ کی تشریح کر کے طلباء اور مدرسین کی مشکل کو حل کر دیا، یقیناً یہ کتاب ”لمعات الذہب فی شرح مختارات الادب“ علمی حلقے میں خوب پذیرائی حاصل کرے گی اور مصنف طول عمرہ کے لئے صدقہ جاریہ بنے گی۔

میری دلی دعا ہے کہ باری تعالیٰ اس شرح اور اس کے مصنف کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت سے نوازیں۔ امین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

زبیر احمد صدیقی غفرلہ ولوالدیہ

خادم الجامعۃ الفاروقیہ شجاع آباد ضلع ملتان

۱۶ ربیع الثانی ۱۴۲۶ھ

## تقریظ

حضرت مولانا مفتی محمد حبیب اللہ صاحب تونسوی مدظلہ مدرس مدینۃ العلوم سرگودھا مدارس دینیہ کے نصاب میں داخل شدہ کتاب ”المختارات“ کسی تعریف و تعارف کی محتاج نہیں ہے، خصوصاً ادب عربی سے محبت و عقیدت رکھنے والے علماء و طلباء کے سامنے تو اس کے خصائص و خوبیاں درخشاں و آشکارا ہیں۔ چونکہ یہ کتاب فن ادب کیلئے منتخب کی گئی ہے اور کسی بھی زبان کے مشکل ترین الفاظ کا بہت سارا مجموعہ اس کی ادبی کتابوں میں پایا جاتا ہے اور یہ بھی امر واقعی ہے کہ عام طلباء محض اپنی عربی دانی کے بل بوتے پر فن ادب کی کتابوں کو حل نہیں کر پاتے اس لئے ضروری ہوا کہ اس بارے میں طلباء کی راہنمائی کی جائے۔

یہ سعادت اللہ تعالیٰ نے عزیزم مفتی عتیق الرحمن سلمہ کے حصہ میں ڈال دی، انہوں نے اس پر قلم اٹھایا اور کتاب کو حل کرنے کا حق ادا کر دیا۔ اس کی شرح کی ضرورت اس لئے بھی پیش آئی کہ ”المختارات“ میں مروجہ کتب ادب کی طرح محض بے ہودہ ہفوات، آوارہ منظر کشیاں، بیجا مذمت و مدح سرایاں اور من گھڑت قصے کہانیاں تو بالکل ہیں ہی نہیں البتہ یہ کتاب اپنے اندر جہاں حقیقی فصاحت و بلاغت اور دلوں میں اترنے والا انداز بیان رکھتی ہے وہاں سیرت و تاریخ، معاشیات و اقتصادیات، بادشاہت و سلطنت، زہد و تقویٰ، اخلاص و للہیت اور ایثار و محبت کے زیریں اصول بھی بتلاتی چلی جاتی ہے۔

ان چیزوں کی جتنی ضرورت عربی دانوں کو ہے اس سے کہیں زیادہ اس کے حاجت مند اردو داں خواص و عوام، علماء و طلباء بھی ہیں، چنانچہ افادہ و استفادہ کیلئے ضروری تھا کہ یہ نادر مجموعہ اور لالی شمیمہ اردو زبان میں بھی ہونے چاہئیں، اس لئے مصنف مدظلہ العالی نے اپنے شعلہ بار قلم سے ایسی سلاست اور روانگی سے ترجمہ فرمایا کہ یہ شرح عوام و خواص کے لئے مستقل مجموعہ نوادرات اور مفید ترین کتاب بن گئی، بندہ نے اس کتاب کا اول سے لے کر آخر تک بالاستیعاب مطالعہ کیا ہے اور اس کو از حد مفید پایا ہے۔

خداوند قدوس سے دعا ہے کہ اس کتاب کو مصنف و قارئین سب کے لئے دنیا و آخرت میں کامیابی کا ذریعہ بنائے۔ آمین ثم آمین

حافظ حبیب اللہ غفرلہ لوالدہ یہ لمن قال آمین  
حال مقیم مدرسہ مدینۃ العلوم مقام حیات سرگودھا  
آخر ربیع الثانی ۱۴۲۶ھ



## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

### حرف تمنا

اَلْحَمْدُ لِاَهْلِهِ وَالصَّلٰوةُ لِاَهْلِهَا اَمَّا بَعْدُ

اسلام ایک آفاقی، عالمگیری اور ہمہ جہتی مذہب ہے اس کا اپنا ایک قانون اور اسلوب ہے جس کو سمجھنے کے لئے اس کتاب کو سمجھنا ہوگا جس میں یہ سب مل سکتا ہے میری مراد اسلامی نظام کا دستور العمل قرآن کریم ہے اور قرآن کو سمجھنے کے لئے عربی کا فہم اور ادراک ضروری ہے، عربی محض قرآن وحدیث کی زبان ہی نہیں بلکہ ایک وسیع علاقائی زبان بھی ہے علاقائی نسبت سے اس زبان میں وہ سب کچھ ہوگا جو دیگر زبانوں میں ملتا ہے کسی بھی زبان کا سرمایہ اس کی ادبی ثروت ہوتی ہے اور یہ مسلم اصول ہے جب تک کسی زبان کے ادب میں دسترس نہ ہو اس وقت تک اس زبان پر عبور حاصل نہیں کیا جاسکتا، ادب سے صرف اس زبان کی چاشنی ہی نہیں بلکہ اس علاقہ کی ثقافت، تہذیب و تمدن اور معاشرے کی اقدار کا بھی علم ہوتا ہے، کیونکہ وہ ادب ہی ہے جو زبان کے معاشرے کا مکمل عکس پیش کرتا ہے۔

مادہ جو کہ ادب سے مشتق ہے اور یہ اس کھانے کو کہتے ہیں جو کسی کی دعوت کے وقت تیار کیا جائے اور یقینی بات ہے کہ اس دسترخوان پر دعوت کرنے والا اپنی بساط کے مطابق انواع و اقسام کے کھانے اور فواکہ ڈھیر کر دے گا تا کہ مہمان اس کے لطف و کرم سے خوب بہرہ ور ہو اور اس کا خوب اکرام ہو سکے، اسی طرح اگر تھوڑی سی باریک بینی سے جائزہ لیا جائے تو درحقیقت کسی زبان کا ادب ہی اس کا دسترخوان ہوتا ہے اور اس زبان کا حامل معاشرہ اس بات کی کوشش کرتا ہے کہ ہمارے دسترخوان پر بیٹھنے والا شخص اس سے مکمل سیراب ہو اور اس کو ہر وہ چیز مل سکے جو اس زبان کی حقیقت کی عکاسی کرتی ہو۔

عربی ادب دو حصوں میں تقسیم ہے (۱) منظم (۲) منثر۔

منظم صورت میں اپنے جذبات کی ترجمانی مختصر پیرائے میں کی جاسکتی ہے، زمانہ

اسلام سے قبل کا یہ حصہ دو حصوں میں منقسم ہے، ایک میں عرب کی شجاعت و جوانمردی، جود و سخا، قبائلی عصبیت پر فخر، جانوروں کی تعریف، شمشیر و سنان کے معرکے بھرپور انداز میں ملتے ہیں جن کو پڑھ کر آج کا انسان یوں محسوس کرتا ہے کہ ان تمام کرداروں کے ساتھ ہے اور اس کی حالت بھی ان چکیوں میں پسے والوں کی طرح ہے، دل میں درد و غم، خون میں حدت، غیرت میں جوش اور ضرب و حرب کا شوق خوب پیدا ہوتا ہے لیکن دوسرا حصہ اکثر فضول گوئی اور لایعنی مضامین پر مشتمل ہے جس میں اس کا دائرہ کار بس اپنی محبوبہ تک محدود ہے، کہیں اس کی خوشنودی کے حصول کیلئے زمین و آسمان کے قلابے ملائے گئے ہیں تو کہیں اسکے اجڑے نشیمن کا تذکرہ ہے، کہیں اس کے وصال کے تلذذ کا ذکر ہے تو کہیں اس کے ہجر وصال کا ماتم لیکن اس طرح کا ادب قوم کو کیا دیتا ہے؟ یہ صحیح ہے کہ اس میں فصاحت و بلاغت تو ہے لیکن سبق والی چیز ناپید! مؤدین کی سوچ محدود، افکار سطحی اور کلام بلا روح تھی اس منظم کلام میں کہیں کہیں علم و حکمت کی باتیں بھی ملتی ہیں لیکن وہ اتنی قلیل ہیں کہ قابل ذکر نہیں اور منتر حصہ اگرچہ زیادہ محفوظ نہیں ہے لیکن اس میں بھی قوم کا یہی حال ہے۔

اسلام کی آفاقی اور عالمگیری سوچ نے افکاروں کو تبدیل کر دیا جس کی وجہ سے ایسا اسلوب معرض وجود میں آیا جو روح میں سرشاری، طبیعت میں فرحت، سوچوں میں وسعت، لسان میں ظرافت پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ فصاحت و بلاغت کا بھی ایک شاہکار تھا، لیکن رفت زمانہ نے جہاں دیگر خرابیاں پیدا کیں وہیں اس ادب میں بھی خرابیاں عود کر آئیں، جو ادب سوچوں کو وسعت اور روح کو کشادگی مہیا کرتا تھا وہ روح میں ظلمت، سوچوں میں تنہاؤ اور آفاقی فکروں میں تنزل کا شکار ہوتا گیا۔

اگرچہ ہر دور میں کچھ ہستیاں ایسی ہوتی ہیں جن کی وجہ سے ہر چیز کا نظام چلتا رہتا ہے، یہی حال ادب کا بھی ہے کہ وہ بھی ان ہستیوں کی برکت سے افاق پر چمکتا رہا، حضرت مولف رحمہ اللہ شاید یہی چاہ رہے ہیں جیسا کہ ان کے مقدمہ سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ قدیم ادب جس میں صرف فصاحت و بلاغت ہے لیکن انسانی زندگی پر جو ایک اثر مرتب ہونا چاہیے وہ نہیں، جبکہ جدید میں بھی اکثر ایسا ہے تو قدیم و جدید کے امتزاج سے ایسا ادبی شاہکار مرتب کیا جائے جو انسانی روح کے تمام تقاضوں نہ سہی لیکن اکثر کو ضرور پورا کرے، اس میں شائستگی اور لطافت بھی ہو، پاکیزگی اور وسعت بھی، ظرافت اور بذلہ سخی بھی ہو اور ایک سبق بھی،

اسلئے انہوں نے اپنی یہ کتاب اس انداز میں ترتیب دی۔

ہمارے آج کے دور میں اردو ادب دور جاہلیت کا پر تو لگتا ہے، بڑے بڑے ادیب، لکھاری اپنے تمام ادبی و تاریخی مضامین میں جب تک عشق مجازی کے درخت کو اپنے پسینے سے پانی نہ پلائیں اس وقت تک ان کا ادبی مزاج سیراب نہیں ہوتا، اس لئے ان کی کتب میں حقائق کے ساتھ ساتھ خلاف واقعہ اور غلط چیزیں آگئی ہیں۔

شکوہ تو ان ظالموں سے ہے جو مسلمان ہو کر اپنی شاندار تاریخ کو اس انداز میں مسخ کرتے ہیں کہ عام قاری اس کو تاریخی حقائق سمجھتا ہے اور ان ادیبوں نے اتنا اندھیر مچایا ہے کہ تاریخی واقعات لکھتے ہوئے صحابہ کرام ؓ جیسی مقدس ہستیوں کو بھی نہیں بخشا اور جب ان کے معرکہ انگیز حالات کا ذکر کرتے ہیں تو وہاں بھی کسی لڑکی کے ساتھ ان کے عشق مجازی کو چلا رہے ہیں (العیاذ باللہ) جو یقیناً بہت بڑا کذب، بہتان اور ہماری تاریخ کو مسخ کرنے کی گھنیا سازش ہے۔

اس گئے گزرے دور میں جب کہ ادب کی طنابیں ان لوگوں کے ہاتھ میں ہیں جو ادبی ڈھنگ کی ہوا اور تاریخی حقائق کو بیان کرنے کے اسلوب کی ابجد سے بھی ناواقف ہیں، آپ کی یہ مرتب شدہ کتاب نعمت غیر مترقبہ ہے جو آپ نے علماء و طلباء کی خدمت میں پیش کی۔ مختارات ایک ادبی شہ پارہ ہے اور اس کا حلق اگرچہ درس نظامی سے ہے لیکن یہ صرف علماء اور طلباء کیلئے نہیں لکھی گئی اس لئے اس سے جہاں یہ حضرات بہرہ ور ہو سکتے ہیں وہیں دیگر حضرات بھی اسکے اسباق سے جھولیاں بھر سکتے ہیں لیکن ان کی دسترس میں لانے کیلئے ضروری تھا کہ اس کتاب کو اس زبان میں پیش کیا جائے جس کو وہ باسانی سمجھ سکے۔

بندہ نے ترجمہ کرتے ہوئے اگرچہ انتہائی کوشش کی ہے کہ عبارت اور ترجمہ میں کوئی کمی نہ رہ جائے لیکن انسان پھر بھی انسان ہے اور اس سے غلطی کا نہ ہونا بہت بعید ہے، ہو سکتا ہے کہ اس میں باوجود کوشش کے کوئی غلطی رہ گئی ہو اور کہیں ایسی کوئی چیز رہ گئی ہو جسکو آپ حضرات ضروری سمجھتے ہوں تو آپ سے مودبانہ التماس ہے کہ جو غلطی آپ کی نظر سے گزرے بندہ کو ضرور اس سے مطلع فرمائیں، تاکہ اس کتاب کی تصحیح میں اجر کے شریک ہوں اور جو کمی ہے اس پر بھی، انشاء اللہ اگلی مرتبہ اس کمی اور اس غلطی کو دور کرنے کی بھرپور کوشش کی جائیگی۔

بندہ اپنی گزارشات کے آخر میں ان تمام حضرات کا جنہوں نے اس کٹھن کام میں



ہر قدم پر داسے، درے، نخے جس انداز میں بھی مدد اور رہنمائی کی تہہ دل سے شکر گزار ہے، خصوصاً برادر عزیز مولوی لئیق الرحمن حفظہ اللہ اور بہت ہی پیارے ساتھی مولوی محمد زاہد بخاری سلمہ کا، جنہوں نے دن رات ایک کر کے اس کام کو پایہ تکمیل تک پہنچانے میں میری انتہائی مدد کی اور قابل صد تکریم مولانا مفتی حبیب اللہ صاحب تونسوی مدظلہ کا جنہوں نے نہ صرف تاریخی واقعات کا پس منظر ڈھونڈ کر تاریخی حوالے کتاب کی زینت بنانے میں کافی مدد کی اور اسمیں بڑا اہم کردار ادا کیا (اور جو باقی رہ گئے ہیں وہ انشاء اللہ اگلی طباعت میں شامل کر دیے جائیں گے) بلکہ اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے خصوصی شفقت فرماتے ہوئے اپنے قیمتی وقت میں سے کچھ حصہ نکال کر پوری کتاب پر نظر عمیق فرمائی اور جہاں ضروری سمجھا وہاں اصلاح بھی فرمائی (جز اہم اللہ احسن الجزاء) ان کے ساتھ ساتھ میں اپنے ان تمام اساتذہ مدظلہم اور ان ساتھیوں کا جنہوں نے قدم قدم پر بندہ کی حوصلہ افزائی فرمائی اور اس کو جلد منظر عام پر لانے کا اصرار کرتے رہے، بہت شکر گزار ہوں کہ ان کی حوصلہ افزائی سے ہی یہ کتاب اتنی جلد منظر عام پر آ سکی ورنہ بندہ اپنی تہی دامن کی وجہ سے کئی مرتبہ اس سے پیچھے ہٹا تھا۔

اپنے محسنین میں سے ناشران حضرات (مالکان ایچ۔ ایم۔ سعید کمپنی) کا شکریہ ادا نہ کرنا بہت بڑی نا انصافی ہوگی، کہ اس آڑے وقت میں جب کہ بندہ وسائل سے تہی دامن کی وجہ سے اس کی اشاعت کے مسائل میں کافی پریشان تھا انہوں نے حامی بھر کر بندہ پر ایک احسان کیا، اللہ تعالیٰ ان سب کو اپنے ہاں سے اجر عظیم عطا فرمائے، دعا ہے کہ اللہ رب العزت اس کتاب کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما کر بندہ، اس کے والدین اور تمام اساتذہ کے لئے ذخیرہ آخرت اور پڑھنے والوں کے لئے نافع بنائے۔ آمین!

عتیق الرحمن سیف غفرلہ ولوالدیہ

فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی

متخصص جامعہ حقانیہ سائیوال سرگودھا

۹ ربیع الاول ۱۴۲۶ھ

## مقدمة لمعات الذہب

یہ مقدمہ تین ابواب پر مشتمل ہے (۱) ادب کے متعلقات (۲) مختارات من ادب العرب کی خاصیات (۳) لمعات الذہب کا اجمالی خاکہ۔

## الباب الاول فی متعلقات الادب

ادب کی لغوی تعریف:

ادب مختلف ابواب سے استعمال ہوتا ہے، باب کرم سے اس کا مصدر اُذْبًا آتا ہے، ادب والا ہونا، ادب بھی اسی سے ہے جس کی جمع اُذْبَاءُ آتی ہے۔ باب ضرب سے اس کا مصدر اُذْبًا آتا ہے، دعوت کا کھانا تیار کرنا اور دعوت دینا، اسی سے اسم فاعل اَدِبَ آتا ہے، باب افعال سے بھی اس کا یہی معنی آتا ہے، اَدِبَ کی تعریف کرتے ہوئے علامہ ابن منظور افریقی رقم طراز ہیں: **الْاَدِبُ: الدَّاعِي إِلَى الطَّعَامِ**۔ ادب وہ ہے جو کھانے کی طرف بلائے۔

قَالَ طُرْفَةُ:

نَحْنُ فِي الْمَشَاةِ نَدْعُو الْجَفْلَى

(لسان العرب ج ۳ ص ۹۳)

لَا تَرَى الْاَدِبَ فِينَا يَنْتَفِرُ

”ہم موسم سرما میں دعوت کا خاص اہتمام کرتے ہیں آپ ہم میں سے کھانے کی طرف بلانے والے کو ایسا نہیں پائیں گے کہ وہ کسی کو بھگا دے“

باب تفعیل سے اس کا معنی علم سکھانا آتا ہے قال الزجاج: **وَهَذَا مَا اَدَّبَ اللهُ بِهِ نَبِيَّهٗ، اُنْى عَلَّمَ اللهُ بِهِ نَبِيَّهٗ**۔ اور یہ وہ شے ہے جس کے ذریعے اللہ نے اپنے نبی کو مودب کیا یعنی اللہ نے اپنے نبی کو علم سکھلایا (ایضاً)

باب استفعال (استاد ادا) اور تفعیل (تادبا) سے ادب سیکھنے اور ادب والا ہونے کے معنی میں مستعمل ہے۔

ادب سے ایک لفظ مَا دُبَّةٌ ماخوذ ہے جس کی جمع مَا دِبَ آتی ہے، عبد اللہ بن حسین عکبری ”المشوف المعلم“ ص ۵۹ پر رقم طراز ہیں: **الْمَا دُبَّةُ: بِضَمِّ الدَّالِ وَفَتْحِهَا، الطَّعَامُ يَضَعُهُ الرَّجُلُ وَيَدْعُو إِلَيْهِ النَّاسُ**۔ ”مَا دِبَ اس کھانے کو کہتے ہیں جو آدمی لوگوں کی دعوت کے لئے تیار کرے“

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: **إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ مَادُّةُ اللَّهِ تَعَالَى فِي الْأَرْضِ فَتَعَلَّمُوا مِنْ مَادَّتِهِ** ”یہ قرآن زمین میں اللہ کی دعوت کا پیغام ہے لہذا تم اس سے علم سیکھو“

قرآن پر مادّہ کا اطلاق بلانے کے معنی میں کیا گیا ہے کہ جس طرح کھانے کی طرف بلایا جاتا ہے اسی طرح قرآن کی جانب بھی بلایا گیا ہے۔  
ادب کی اصطلاحی تعریفات:

ادب کی اصطلاحی تعریفات مختلف کی گئی ہیں، لیکن اس کے مفہوم، مصداق اور مقصد کے جو زیادہ قریب ہیں وہ درج ذیل ہیں باقی کو طوالت کی وجہ سے ترک کر دیا ہے۔  
(۱) سید شریف جرجانی نے ”تعریفات“ میں اس کی تعریف یوں کی ہے: **هُوَ عِلْمٌ يُخْتَرُ بِهِ عَنِ الْخَلَلِ فِي كَلَامِ الْعَرَبِ لِفُظٍّ وَكِتَابَةٍ** ”علم ادب وہ علم ہے جس کے ذریعہ انسان کلام عرب میں لفظی اور تحریری غلطی سے بچ سکے“ (تعریفات للجرجانی ص ۶) اور صاحب منجد نے بھی ”المنجد“ میں یہی تعریف کی ہے۔

(۲) حاجی خلیفہ نے ”کشف الظنون“ میں اس کی تعریف یوں کی ہے: **الْأَدَبُ هُوَ حِفْظُ أَشْعَارِ الْعَرَبِ وَأَخْبَارِهَا، وَالْأَخْذُ مِنْ كُلِّ عِلْمٍ بِطَرَفٍ** ”ادب عرب کے اشعار و اخبار کے حفظ اور عربی زبان کے دوسرے علوم سے بقدر ضرورت اخذ کرنے کا نام ہے اور علامہ ابن خلدون نے ”تاریخ ابن خلدون“ کے مقدمہ میں بھی یہی تعریف کی ہے۔  
(۳) ابوزید انصاری نے ”تاج العروس“ میں اس کی تعریف یوں کی ہے: **كُلُّ رِیَاضَةٍ مَحْمُودَةٍ يَتَخَرَّجُ بِهَا الْإِنْسَانُ فِي فَضِيلَةٍ مِنَ الْفَضَائِلِ** ”(ج ۱ ص ۱۳۳) ہر ایک اچھی ریاضت جس کی وجہ سے کسی خوبی میں سے کسی وصف سے متصف ہو سکے۔  
موضوع علم ادب:

علامہ ابن خلدون نے مقدمہ ابن خلدون ص ۵۵۳ پر لکھا ہے، **هَذَا الْعِلْمُ لَا مَوْضُوعٌ لَهُ يُنْظَرُ فِي اثْبَاتِ عَوَارِضِهِ أَوْ نَفْيِهَا** اس علم کا کوئی موضوع نہیں ہے کہ جس کے عوارض ذاتیہ کے اثبات یا نفی سے بحث کی جائے اسی تعریف کو شیخ الادب مولانا اعزاز علی نے درست کہا ہے، بعض حضرات نے تکلف کر کے موضوع متعین کرنے کی کوشش کی ہے، کسی نے کہا اس کا موضوع نظم و نثر ہے، جب کہ بعض کا خیال ہے اس کا موضوع طبیعت اور

فطرت جو خارجی حقائق اور داخلی کیفیات کی ترجمانی کرے، ہے۔

صاحب کشف الظنون نے لکھا ہے: وَقَدْ لَا يَظْهَرُ إِلَّا تَكْلُفٌ كَمَا فِي بَعْضِ الْأَدْبِيَّاتِ إِذْ رُبَّمَا تَكُونُ صِنَاعَةٌ عِبَارَةً عَنْ عِدَّةِ أَوْضَاعٍ وَاصْطِلَاحَاتٍ مُتَعَلِّقَةٍ بِأَمْرٍ وَاحِدٍ بَغَيْرِ أَنْ يَكُونَ هُنَاكَ إِبْثَاتٌ أَعْرَاضٌ ذَاتِيَّةٌ لِمَوْضُوعٍ وَاحِدٍ اور کبھی فن کا موضوع متعین اور واضح نہیں ہوتا تکلف کر کے متعین کرنا اور بات ہے جیسے بعض ادبیات کا معاملہ ہے وجہ اسکی یہ ہوتی ہے کہ بسا اوقات کوئی فن مختلف موضوعات و اصطلاحات سے عبارت ہوتا ہے ان میں سے کسی ایک موضوع کے عوارض ذاتیہ کا اثبات یا اس سے بحث اس فن کا مقصد نہیں ہوتا (کہ اسے فن کا موضوع قرار دیا جائے) (ج ص ۷۵)

علم ادب کا مقصد:

علامہ ابن خلدون مقدمہ میں اس کی غرض و غایت یوں تحریر فرماتے ہیں ”وَأَنَّمَا الْمَقْصُودُ مِنْهُ ثَمَرَتُهُ وَهِيَ الْإِبَادَةُ فِي فَنِّي الْمُنْظُومِ وَالْمَثُورِ عَلَى أَسَالِيبِ الْعَرَبِ وَمَنَاجِيهِمْ“ درحقیقت علم ادب سے مقصود اس کا ثمرہ ہے اور اس کا ثمرہ عرب کے طرز و انداز اور اسلوب کے مطابق نظم و نثر میں مہارت کا نام ہے (ص ۵۵۳)۔



## الباب الثانی

مختارات من ادب العرب کی خاصیات:

یہ کتاب ایک ادبی شاہ پارہ ہے اور مرتب کی ترتیب کا مقصد یقیناً یہی ہے کہ قدیم و جدید ادب میں سے صاف ستھرا اور سبق آموز ادب جمع کر کے ایک کتابی شکل میں علماء اور طلباء کی خدمت میں پیش کیا جائے تاکہ جمودی اور روح سے خالی ادب سے جان چھوٹ جائے ایسا ادب سامنے لایا جائے جس کو پڑھ کر نہ صرف روح میں تازگی اور کلام میں شائستگی آئے بلکہ انسان اپنے ماضی سے بھی روشناس ہو، حضرت یقیناً اس میں کامیاب ہوئے ہیں۔

اس کتاب میں مرتب نے اگرچہ مختلف حضرات کے مضامین کو جمع کیا ہے لیکن قارئین بخوبی جانتے ہیں کہ ہر مرتب اپنی طبیعت اور ذوق کے مطابق چیز جمع کرتا ہے اس لئے حضرت مولف کی مرتب شدہ کتاب سے ان کے ذوق اور فطرت سلیم کا بخوبی اندازہ ہو رہا ہے۔

مرتب نے اس کتاب میں اسلام کے سنہری دور سے لے کر فی زمانہ تک عمدہ

مضامین کا انتخاب کیا ہے، کتاب کی ابتدا قرآن کریم کے بلیغانہ اور مرقع و مرصع عبارت سے مزین دو قصوں سے کی ہے اگرچہ قرآن کریم ادب کی کتاب نہیں اور یقیناً نہیں ہے بلکہ احکامات کے لئے ہی نازل ہوا ہے لیکن بنظر غائر دیکھا جائے تو جہاں اس میں احکامات ہیں وہیں اس میں تمام علوم و فنون بھی پروئے گئے ہیں اگر علم فقہ کے اصول ہیں تو منطقی استدلالات بھی اس میں موجود ہیں، پھر انداز بیان اگرچہ اکثر مقامات پر تسلسل رکھتا ہے اور نثر کی صورت میں ہے لیکن بلیغ کتاب جب بلیغ زبان میں ہوتی ہے تو اس زبان کے ہر وصف پر مشتمل ہوتی ہے، عربی زبان صرف نثر کا نام نہیں بلکہ دیگر زبانوں کی طرح نظم کی صورت میں بھی موجود ہے اور قرآن کریم میں بھی مرقع و مرصع انداز میں ان دونوں چیزوں کو بیان کیا گیا ہے اسلئے قرآن کے اس طرز بیان کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا، پھر اس کا نزول اس زمانہ میں ہوا ہے جس میں عربی کا طوطی صرف نظم میں ہی نہیں نثر میں بھی بول رہا تھا اس لئے اس زمانہ کا اعتبار کرتے ہوئے قرآن کریم کے اسلوب میں اسکی جھلک بھی ملتی ہے ایسے ہی دو قصوں کا حضرت نے انتخاب کیا اور اپنی کتاب میں ان کو سب سے پہلے جگہ دی، پھر احادیث نبویہ سے چند ایسی احادیث کا انتخاب کیا جو مختصر مگر جامع ہیں، آنحضرت ﷺ جیسا فصیح و بلیغ کون ہو سکتا ہے؟ آپ کے کلام کا ہر جز فصاحت سے بھرپور ہے اور اس میں ایسی حکمتیں پوشیدہ ہیں جن کو باہر لانا ہر بندے کے بس کی بات نہیں ہے، اس کے بعد آنحضرت ﷺ کا بچپن، پھر مکی زندگی سے مدنی زندگی کی طرف انتقال، صحابہ سے آپ کی محبت، اسلام پر کڑے وقت جیسے واقعات کو ذکر کیا ہے، اس طرح ایک لڑی ہے جس میں چودہ صدیوں کے عمدہ ذوق کے حامل مصنفین کے مضامین کو جگہ دی ہے۔

آپ کے ہاتھوں میں حضرت علی میاں رحمہ اللہ کی کتاب ہے اس لئے ان کے ذوق سلیم کو سامنے رکھتے ہوئے پڑھیں اور اس سے صرف عربی گرائمر کی ہی نہیں بلکہ ادبی ذوق کی چاشنی کیلئے بھی استفادہ کریں اگر آپ مرتب کے اغراض و مقاصد کو سامنے رکھیں گے تو سونے پر سہاگہ ہوگا کیونکہ اس کتاب کا ہر مضمون ایک سبق پر مشتمل ہے، کہیں مرتب اتحاد کی دعوت دیتے نظر آتے ہیں تو کہیں غیرت ایمانی کو جھنجھوڑتے ہوئے، کہیں تاریخ کے درپچوں کو داکر کے اس سے خوشہ چینی کرتے نظر آتے ہیں تو کہیں قبل نبوت کے حالات بیان کرتے ہوئے، کہیں اخلاق کی دعوت دیتے نظر آتے ہیں تو کہیں ماں بیٹے کے تعلقات کی منظر کشی کرتے ہوئے، کہیں ایک عامی انسان کو سبق دیتے نظر آتے ہیں تو کہیں ارباب دولت کے

دروازوں کو کھٹکھٹاتے ہوئے، اگر ایک طرف ظالم و مظلوم کا تقابل کر رہے ہیں تو ساتھ ہی استقامت بھی سمجھا رہے ہیں، اگر ایک طرف جذبہ جہاد ابھار رہے ہیں تو ساتھ ہی تصوف بھی سمجھا رہے ہیں، جہاں انصاف کی دعوت دے رہے ہیں وہیں عدم انصاف اور ظلم کے نقصانات بھی بیان کر رہے ہیں، ایک طرف زاہد و عابد لوگوں کے اعمال کا تذکرہ کر رہے ہیں تو ساتھ ہی ارباب حکومت کے مشعل راہ افراد کا تذکرہ بھی، الغرض مرتب نے کوشش کی ہے کہ ہر قسم کے اس عنوان کو کتاب میں جگہ دیں جو فی زمانہ ضروری ہے اور اس سے کوئی نہ کوئی سبق بھی حاصل کیا جاسکتا ہے، اب یہ ہم پر ہے کہ ان سے کتنا سبق حاصل کر کے اپنی زندگی کو ان راہوں پر ڈالتے ہیں۔

☆☆☆☆☆☆

### الباب الثالث

لمعات الذہب کا اجمالی خاکہ:

- ☆..... سب سے پہلے عربی عبارت، پھر ترجمہ اور آخر میں حل لغات درج کی گئی ہیں۔
- ☆..... عربی عبارت معرب ہے۔
- ☆..... ہمزہ وصلی اور قطعی کا خاص طور پر خیال رکھا گیا ہے۔
- ☆..... اردو ترجمہ سلیس انداز میں کیا گیا ہے اور اس میں از حد کوشش کی گئی ہے کہ کسی لفظ کا ترجمہ نہ جائے اور عربی عبارت میں لفظ جس ترتیب سے آئے ہیں اسی ترتیب سے ان کا ترجمہ لکھا جائے۔
- ☆..... عربی میں چونکہ واؤ کثیر الاستعمال ہے مگر اردو میں اس کا زیادہ استعمال کرنا فقرے کی سلاست پر اثر انداز ہوتا ہے اس لئے ترجمہ میں ہر جگہ اس کا ترجمہ اور سے نہیں کیا گیا بلکہ اس کی جگہ (،) استعمال کیا گیا ہے تاکہ عبارت کی خوبصورتی برقرار رہے الا یہ کہ قرآن کا ترجمہ یا احادیث کا ترجمہ ہو تو وہاں اسکو باقی رکھا ہے۔
- ☆..... جہاں لفظی ترجمہ انب نہ تھا بلکہ مرادی معنی انب تھا وہاں مرادی معنی کو ہی لیا گیا ہے لیکن یہ نادر الوقوع ہے۔

☆..... مصنفین مضامین اور مضمون میں جن حضرات کا تذکرہ ہے ان کا مختصر تعارف بھی حاشیہ میں لکھ دیا گیا ہے اس ضمن میں صرف مختارات کے حاشیہ میں لکھے گئے تعارف پر ہی



اکتفا کیا ہے تاکہ کتاب کی ادبی چاشنی باقی رہے لیکن جہاں بالکل ہی اختصار کیا گیا تھا وہاں اس کو دیگر کتابوں کی مدد سے قدرے تفصیل سے ذکر کر دیا ہے۔

☆..... تاریخی مقامات کا مختصر تعارف بھی بعض مقامات پر درج کیا گیا ہے۔

☆..... جہاں کہیں ضروری تھا وہاں اسباق کا پس منظر بھی بیان کر دیا گیا ہے۔

☆..... جس کلمہ کی لغت کا حل مقصود تھا، لیکر لگا کر اس کو اجاگر کیا گیا ہے۔

☆..... حل لغات میں سب سے پہلے حرف اصلی لکھے ہیں الا یہ کہ کلمہ مفرد ہو تو اس کی جمع اور اگر جمع ہو تو اسکی مفرد، مذکر ہو تو مونث اور مونث ہو تو مذکر لکھنے کے بعد جب ابواب کی تفصیل شروع کی ہے تو وہاں حرف اصلی لکھے ہیں۔

☆..... حرف اصلی لکھتے وقت پورے حروف لکھے ہیں مضاعف میں ادغام یا متعل میں حذف کا اعتبار نہیں کیا البتہ ابواب کے مصادر لکھتے وقت اس کا اعتبار کیا گیا ہے۔

☆..... ثلاثی مجرد کے ابواب کے مصادر پر تو اعراب کا التزام کیا ہے بقیہ ابواب پر اس کا التزام نہیں کیا۔

☆..... اگر کلمہ اسم ہے تو اس کی مناسب بحث کرنے کے بعد اگر ابواب میں سے کسی باب کی اس کے معنی کے ساتھ مناسبت تھی تو اس باب کو ذکر کیا گیا ہے ورنہ ابواب کی تفصیل ترک کر دی گئی ہے۔

☆..... ابواب کو بریکٹ میں لکھا گیا ہے۔

☆..... ابواب کے ساتھ اس کا مصدر اور بعد میں اس کا ترجمہ ذکر کیا گیا ہے۔

☆..... اگر کسی باب سے متعدد مصادر آتے ہیں تو ایک مصدر کا ترجمہ جہاں ختم ہو جاتا ہے اس کے بعد دوسرا مصدر لکھ کر اس کے معانی ذکر کئے گئے ہیں۔

☆..... اگر ایک باب کے مصدر پر دو اعراب پڑھے جاسکتے ہیں لیکن ان کا ترجمہ ایک ہی ہے تو دونوں کو اکٹھے ہی لکھا گیا ہے۔

☆..... حل لغات میں تکرار کلمہ کی صورت میں اس مقام کی مناسبت سے کم سے کم تفصیل ذکر کرنے کے بعد مکمل تفصیل جس صفحے پر مذکور ہے اس کا نمبر بھی ذکر کر دیا گیا ہے۔

## ایک نظر صاحب کتاب پر

نام و نسب:

آپ کا اسم گرامی علی اور کنیت ابوالحسن ہے، لیکن آپ علی میاں کے نام سے مشہور ہوئے، والد محترم کا اسم گرامی مولانا حکیم سید عبدالحی ہے، پورا نام سید ابوالحسن علی بن حکیم سید عبدالحی ندوی رحمہما اللہ ہے۔

ولادت باسعادت:

علی میاں رحمہ اللہ نے ۶ محرم ۱۳۳۳ھ بمطابق ۱۹۱۴ء اس دنیا میں آنکھ کھولی، آپ کا آبائی گاؤں تکیہ کلاں رائے بریلی (ہندوستان) ہے۔  
خاندانی پس منظر:

آپ ایک علمی خاندان کے چشم و چراغ تھے، آپ کے والد گرامی ہندوستان کے چوٹی کے اصحاب فضل و کمال میں سے اور کئی کتابوں کے مصنف تھے، مثلاً ”نزہۃ الخواطر (الاعلام بسن فی تاریخ الہند من الاعلام) جو کہ آٹھ جلدوں میں بڑی قیمتی موسوعہ ہے، الثقافة الاسلامیة فی الہند، ایام تہذیب الاخلاق، اور گل رعنا“ وغیرہ مشہور تصانیف ہیں۔

حضرت کی والدہ محترمہ جن کا اسم گرامی سیدہ خیر النساء ہے، قدرت نے ان کو ماں کی صفات کے ساتھ ساتھ ادبی ذوق سے بھی وافر حصہ عطا فرمایا تھا، اپنا تخلص ”بہتر“ استعمال کرتی تھیں جو کہ یقیناً ان کی شخصیت کی مکمل عکاسی کرتا ہے، ان کی تصانیف میں ”ذائقہ اور حسن معاشرت“ بہت معروف ہیں۔

جو بچہ ایسے علمی خاندان کا چشم و چراغ ہو اس کی تربیت جس انداز میں ہونی چاہیے اسی انداز میں آپ کی تربیت ہوئی اور آپ نے بھی اپنی تربیت کرنے والوں کو مایوس نہ کیا۔  
ابتدائی تعلیم و تربیت:

مولانا کی ابتدائی تعلیم تو دراصل ماں کی گود سے ہی شروع ہو گئی تھی، نمازوں کی پابندی، تلاوت قرآن کا شغف، دینی علوم سے خاطر تعلق، انگریزی میں حد سے زیادہ انہماک سے بچاؤ، کبر و نخوت سے اجتناب، دوسروں کی حقارت اور ان کی ایذا رسانی سے بچنا، ابتدائی تعلیم کا ہی اثر تھا، مگر علمی خاندان کے چشم و چراغ ہونے کی وجہ سے کسب علم بھی آپ پر لازم تھا۔

حضرت نے جن اساتذہ سے کسب علم کیا وہ ماہر فن اور اپنے دور کے یکتائے روزگار تھے، عربی تعلیم مولانا عرب خلیل صاحبؒ سے حاصل کی، اپنے ایک قریبی رشتہ دار مولانا عزیز الرحمن حسنیؒ سے ابتدائی کتابیں نحو میر، میزان وغیرہ پڑھیں فارسی کی کتابیں بوستاں وغیرہ اپنے عم محترم سید محمد اسماعیلؒ سے پڑھیں، خوشخطی، حساب اور اردو وغیرہ کی مشق ماسٹر محمد زمان خانؒ سے کی، اپنے برادر کبیر ڈاکٹر سید عبدالعلیؒ سے انگریزی و عربی میں استفادہ کیا، علامہ تقی الدین ہلالی مراکشیؒ سے بھی استفادہ کیا، دیوان نابغہ انہی سے پڑھا اور ادب عربی کی تدریس کے اصول بھی انہی سے اخذ کئے، سید سلیمان ندویؒ سے ندوہ میں تدریس کے دوران فلسفہ قدیم پڑھ کر یونانی فلسفہ سے آگاہی حاصل کی، تفسیر قرآن میں آخری پارے حضرت لاہوری رحمہ اللہ کے جانشین حضرت مولانا عبید اللہ سندھی رحمہ اللہ کے شاگرد رشید خواجہ عبداللہ فاروقیؒ سے پڑھے، یہیں پہلی بار آپ نے حضرت لاہوری رحمہ اللہ کا تذکرہ سا اور ان کے اتنے گرویدہ ہوئے کہ ان سے کسب بھی کیا، دارالعلوم دیوبند میں حضرت مدنیؒ سے حدیث، شیخ الادب مولانا اعجاز علیؒ سے فقہ اور قاری اصغر علیؒ سے تجوید پڑھی، ندوہ میں طالب علمی کے دوران مولانا حیدر حسن خان ٹوکیؒ سے صحیح بخاری شریف، صحیح مسلم، ابوداؤد اور ترمذی حرقا حرقا سب پڑھیں اور انہی سے بیضاوی اور منطق کے اسباق بھی باضابطہ پڑھے۔

### سلوک و طریقت:

حضرت لاہوریؒ سے آپ کی واقفیت تو ہو چکی تھی لیکن پہلی باضابطہ ملاقات مئی ۱۹۲۹ء میں ہوئی دوسرے سال ۱۹۳۰ء میں دوبارہ حاضر ہو کر مستقل وقت لیکر سورۃ بقرہ کا شروع کا حصہ پڑھا پھر ۱۹۳۱ء میں حجۃ اللہ البالغہ کے درس میں شریک ہوئے اور خوب استفادہ کیا اس دوران آپ کے دل میں حضرت سے اصلاح و تربیت کے مستقل تعلق کا جذبہ پیدا ہوا تو ان سے درخواست کی حضرت نے فرمایا میرے شیخ و مرشد حضرت خلیفہ غلام محمد صاحبؒ بقید حیات ہیں ان کی خدمت میں خط لکھ دیتا ہوں آپ دین پور شریف (خانپور) چلے جائیں اور ان سے بیعت ہو جائیں چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا، حضرت خلیفہ سے بیعت ہوئے اور ایک گہرا اثر لے کر واپس آئے، ادھر تفسیر کے اسباق میں حضرت لاہوریؒ سے تعلق بڑھتا گیا اور شفقت و محبت میں بھی اضافہ ہوتا گیا یہاں تک کہ حضرت لاہوریؒ نے ان کو اپنی خلافت عطا فرمائی، ایک مرید باصفانے کامل پیر طریقت کی صحبت سے کیا پایا وہ خود ہی بیان فرماتے ہیں ”اگر مولانا

احمد علی صاحب سے ملاقات نہ ہوتی تو میری زندگی اچھی یا بری، بہر حال موجودہ زندگی سے مختلف ہوتی اور شاید اس میں ادب و تاریخ اور تصنیف و تالیف کے سوا کوئی ذوق اور رجحان نہ پایا جاتا خدا شناسی، راہ یابی جیسی چیزیں مولانا کی صحبت میں ملیں، کم سے کم خدا طلبی کا ذوق، خدا کے نام کی حلاوت، مردان خدا کی محبت، اپنی کمی اور اصلاح و تکمیل کی ضرورت کا احساس پیدا ہوا۔

### مسلک و مشرب:

حضرت کا مسلک و مشرب حنفی تھا، دارالعلوم دیوبند کے اساتذہ کا مسلک و مشرب تو واضح ہی ہے ندوہ میں آپ کے بڑے استاذ حضرت مولانا حیدر حسن صاحب تھے جو یکے حنفی عالم تھے، امام اعظم رحمہ اللہ سے ان کی محبت و عقیدت اور مذہب حنفی سے لگاؤ و عقیدہ کی حد تک پہنچا ہوا تھا، حتیٰ کہ بعض اوقات امام اعظم رحمہ اللہ کا تذکرہ کرتے ہوئے آبدیدہ ہو جاتے، حنفی مذہب کو اقرب الی الحدیث سمجھتے اور ثابت کرتے تھے، ساتھ ساتھ ہی حدیث کی ضرورت اور حجیت کے بھی قائل تھے یہی ان کا اعتدال تھا جو علی میاں میں منتقل ہوا، چنانچہ مولانا یکے حنفی ہونے کے ساتھ ساتھ ہمیشہ وسیع الذہن رہے، لیکن یہ وسعت، عمل بالحدیث کی ان شکلوں تک نہیں پہنچی ہوئی تھی جو آج کے مدعیان عمل بالحدیث (غیر مقلدین) نے ایجاد کر رکھی ہیں، ان کی وسعت ذہنی کی وجہ سے بعض لوگوں کو یہ مغالطہ بھی لگا ہے لیکن یہ محض ایک مغالطہ اور حضرت پر افتراء ہے وگرنہ آپ آخر عمر تک یکے حنفی ہی رہے۔

ادبی زندگی کا آغاز:

۱۹۳۷ء تک حضرت کا مطالعہ علمی میدان میں ٹھاٹھیں مارتا رہا لیکن اس کے بعد تفسیر و حدیث، تاریخ و ادب کے دائرے سے باہر نکلا اور انہیں آپ کے معاون برادر بزرگ اور مربی ڈاکٹر سید عبدالعلیٰ ہیں وہ چونکہ عربی رسائل و اخبارات کے اذ حد شوقین تھے اس لئے ان کے پاس عربی کے رسائل و اخبارات کا انبار ہوتا تھا، مولانا نے ان کی مدد سے اخبارات پڑھنے شروع کئے، رفتہ رفتہ تعبیر و اظہار خیال کی وہ قدرت نصیب ہوئی جو کسی اور کتاب سے حاصل نہ ہو سکتی تھی، اس کے بعد آپ نے مضامین لکھنا شروع کئے ۱۹۳۲ء میں ندوہ سے عربی رسالہ ”الضیاء“ شائع ہونا شروع ہوا تو اس نے حضرت کے ادبی ذوق کیلئے مہینہ کا کام کیا اور اس سے قلم میں سیلانی اور جولانی پیدا ہوئی، عربی ادب میں ڈاکٹر احمد امین شکیب ارسلان اپنی تحریروں

میں اسلامیت اور پختگی کی وجہ سے پسند آئے اور تخیلاتی ادب میں آپ سید عبد الرحمان کو ان کی سے خاصے متاثر ہوئے، عالم عرب کے رسائل سے جہاں آپ کو ادبی ذوق کی چاشنی ملی وہیں پوری دنیا کے حالات سے آگہی بھی ہوئی جس کی وجہ سے نظر و فکر میں وسعت پیدا ہوئی اور ہندوستان کی محدود فضا سے نکل کر عالم اسلام اور اسکے مسائل و تحریکات میں دلچسپی کا سامان پیدا ہوا، تب آپ نے سیاسی تحریکات کا مطالعہ بھی شروع کیا، اس سلسلہ میں مولانا آزاد کے الہلال کے ولولہ انگیز مضامین، علامہ اقبال کی حیات بخش شاعری اور مولانا محمد علی جوہر کی پر جوش تقریروں کو سنا، بالخصوص اسلام کے خلاف مغربی طاقتوں کی صف آرائیوں کو دیکھا تو آپ کے ذہن کی ساکن فضا پر ایک موج پیدا ہوا اور بعض خوابیدہ فطری صلاحیتیں بیدار ہوئیں۔

اردو کی سب سے پہلی باقاعدہ تصنیف:

ان حالات میں جب کہ ملک پر انگریز کا قبضہ تھا اور اسلام کے ایک پہلو (جہاد) کے خلاف جو ایک مخصوص لابی کام کر رہی تھی اسکی ضرورت تھی کہ اسلام کے اس پہلو کو اجاگر کیا جائے چنانچہ آپ کی سب سے پہلی تصنیف ”سیرت سید احمد شہید“ ۱۹۳۹ھ میں اس وقت منظر عام پر آئی جب کہ آپ نے اپنی عمر کی صرف سولہ بہاریں دیکھی تھیں اور اس کتاب میں آپ نے ان کی زندگی کے ہر پہلو کا انسانی بساط کے مطابق خوب احاطہ کیا اور ان کے جہادی کارناموں کو بڑی بسط و تفصیل کے ساتھ ذکر کیا، اس کم عمری میں یہ کارنامہ دیکھ کر بڑی بڑی عقلیں حیران و ششدر تھیں کیونکہ یہ ایک ایسی کتاب تھی جس نے برصغیر کے ایک بڑے خلا کو پر کر دیا، بہت سارے غیرت مند اور حساس انسانوں کو بے چین و مضطرب کر دیا، اس سلسلہ میں آپ کی خدمت میں جو خطوط آئے انہوں نے آپ کو محدود و تدریسی ماحول سے نکال کر وسیع دعوتی میدان میں لا کھڑا کیا جس کی وجہ سے اس سال پورے ملک کا دورہ کیا اور کام کرنے والے تمام اکابرین سے ملاقاتیں کیں جن میں مولانا الیاس صاحب (بانی تبلیغی جماعت) اور مولانا عبد القادر رائے پوری قابل ذکر ہیں۔ حضرت رائے پوریؒ کی حقیقت پسندی، روشن ضمیری، سیاسی فہم و فراست، دینی و دنیوی جامعیت، کریمانہ اخلاق اور بزرگانہ شفقت نے آپ کو خاصا متاثر کیا انہوں نے بھی آپ کی علمی و ادبی صلاحیتوں کو ایک جوہری کی نظر سے دیکھا، پہچانا اور حوصلہ افزائی کی۔

دعوتی سرگرمیاں:

یہیں سے علی میاںؒ کی دعوتی سرگرمیوں کا آغاز ہوا اور یہ بنیادی طور پر تین نکات

پر مشتمل ہوا کرتی تھیں۔

(۱)..... عام لوگوں میں ایمان کی مبادیات، عقائد و اعمال، معاملات و اخلاق، تزکیہ نفس اور دعوت الی اللہ کو اس طرح رائج کیا جائے کہ ہر ایک میں اسلام کی حقیقت و حقانیت راسخ ہو جائے لیکن اس میں آپ انتہائی حد تک مدرج کے قائل تھے۔

(۲)..... رجال سازی کا کام: آپ سمجھتے تھے کہ کوئی بھی تحریک، ادارہ یا دعوت اپنی مالی قوت کے استحکام کے باوجود اس وقت تک رو بہ ترقی نہیں ہو سکتی جب تک اس کو چلانے والے صحیح معنوں میں اس کے حامل اور وارث نہ ہوں کیونکہ جب پرانے افراد ختم ہو جاتے ہیں تب اگر نئے افراد نہ ہوں تو یہ تحریکیں اور دعوتیں ڈوب جایا کرتی ہیں، اس لئے اس کام کو آگے بڑھانے کے لئے ہر دور میں نئے افراد پیدا کئے جاتے رہنے چاہئیں اور آپ اس پر خوب محنت فرماتے تھے۔

(۳)..... حوصلہ افزائی: اس سلسلہ میں کام کرنے والے افراد کی ہر لمحہ حوصلہ افزائی نہ کی جائے تو جذبات کے گل ہو جانے کا اندیشہ ہوتا ہے اس لئے حوصلہ افزائی کی جاتی رہنی چاہیے تاکہ بددلی اور کسر ہمت کا نکلے پاس سے گزر ہی نہ ہو۔

آپ کا یہ بہت بڑا امتیاز ہے کہ آپ کو کثیر الاستعمال چار زبانوں (اردو، عربی، فارسی، انگلش) پر مکمل عبور حاصل تھا اس لئے حضرت نے اس خداداد صلاحیت سے اپنی تصنیفی و دعوتی سرگرمیوں میں خوب فائدہ اٹھایا، ادھر مولانا کی شخصیت میں ایک آفاقیت، ہمہ گیری و جامعیت کا بھی ایک بڑا امتیاز موجود تھا، اس لئے آپ کی علمی، دعوتی، فکری سرگرمیاں، کثیر خدمات اور متنوع تصانیف وقت کی برکت کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

آپ کی شخصیت کا ایک اور پہلو:

آپ چونکہ ہمہ گیر شخصیت کے حامل تھے اس لئے آپ کی تصانیف میں جہاں تاریخی حقائق انسان کو خواب غفلت سے بیدار کرتے ہیں وہیں علوم الہی کے اسرار بھی انسانی عقول پر روشن ہوتے ہیں اسی ہمہ جہتی نے آپ کو چلتی پھرتی دعوت و فکر بنا دیا تھا، آپ کا یہ کردار کئی شعبوں کا پتہ دیتا ہے جن کی تفصیل آپ کی تحریروں و تقریروں میں جا بجا ملتی ہے ان میں سے چند کا تذکرہ پیش خدمت ہے۔

(۱)..... مسلمانوں میں دینی و مذہبی شعور، ایمانی استقامت اور جذبہ عمل ابھارنا تاکہ ان کے



عقائد و اعمال درست ہو جائیں۔

(۲)..... نبی کریم ﷺ سے روحانی، عقلی اور جذباتی تعلق و جذبہ کو اس قدر مستحکم و مضبوط کرنا کہ آپ ﷺ کی ذات ہی عزیز تر ہو جائے۔

(۳)..... اسلام کے مفہوم کو جدید مغربی تصورات یا اقتصادی تعبیرات کی اصطلاحات کے تابع ہونے سے بچانے کی بھرپور کاوش اور اس میں تحریفات کی کوششوں کا مقابلہ کرنا۔

(۴)..... یورپین نظام تعلیم و تربیت (جو کہ آج کل اسلامی ممالک میں ایک وبا کی طرح کثرت سے پھیل رہا ہے) کے تسلط کا خاتمہ کر کے اسلام کا تعلیمی نظام نافذ کرنا۔

(۵)..... تمام ممالک اسلامیہ میں ایک ایسی علمی، عملی اور فکری منظم تحریک پیدا کرنا جس کی وجہ سے نئی تعلیم یافتہ نسل اسلام کے علمی ذخائر سے استفادہ کر سکے۔ اس کے علاوہ دیگر کئی مقاصد بھی ذکر کئے گئے ہیں۔

معاصرین میں آپ کا مقام:

حضرت کو ہم عمر علماء و ادباء و اعیان اور مصنفین پر اس لحاظ سے بھی برتری حاصل ہے کہ حضرت کی پوری زندگی علم و عمل، تقویٰ و دیانت اور قول و فعل کی جامعیت کی مثال تھی۔ آپ کا تصنیفی مزاج:

آپ کی تصنیفات و خطبات میں ایمانی صلابت اور روحانی بلندی حد درجہ کی نظر آتی ہے لیکن اسکے باوجود حضرت نے اعتدال کا دامن کہیں بھی نہیں چھوڑا اگرچہ عمومی فضا یہی ہوتی ہے کہ جب قلم میں روانی اور سیلابی آتی ہے تو بعض اوقات سیلاب میں طغیانی بھی آجاتی ہے اور جب سیلاب بہہ پڑتے ہیں تو پھر اپنے سامنے آنے والی ہر شے کو خس و خاشاک کی طرح بہا کر لجاتے ہیں اسی طرح قلم کی طغیانی بھی ہر شے کے نیچے ادھیڑ کر رکھ دیتی ہے لیکن حضرت کا تعلق چونکہ خانوادہ نبوت سے تھا جسکی فیض رسانیوں نے نقشہ عالم بدل کر دل و دماغ اور سوچوں کو ایک نیا رخ ایک نیا موڑ دیا تھا۔ اس خانوادہ نبوت میں حضرت سید احمد شہید جیسی شخصیت وجود میں آئی تھی اسی خاندان سے ہی حضرت کا تعلق تھا۔ مشفق ماں نے ان کیلئے بارگاہ الہی میں اپنی نیم شمی کی تڑپ میں آنسو بہائے تھے اس لیے آپ کے ہاتھوں سے اعتدال کا دامن کہیں بھی چھوٹنے نہیں پایا۔ ایک طرف غیرت ایمانی یہ تھی کہ عقیدہ میں کسی قسم کی لچک و نرمی حضرت سے برداشت نہ ہوتی تھی، اسلئے قادیانیوں اور شیعوں کے خلاف

”صورتان متضادان“ اور ”القادیانی والقادیانیہ“ لکھیں لیکن دوسری طرف اعتدال کا دامن نہ چھوڑا حتیٰ کہ اپنی زبان و قلم سے کسی کے جذبات کو ٹھیس نہیں پہنچائی۔ یہی ایک بندہ مومن کا طرہ امتیاز ہے اور یہی اسکے کمال کی دلیل ہے۔

آپ کی تحریرات کی اساس:

حضرت کی تالیفات و تصانیف کا بنیادی مقصد چونکہ دعوتی فکر ہے اسلئے ۱۹۹۴ء میں حکومت ترکی نے آپ کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے آپ کے اعزاز و اکرام میں ایک عالمی کانفرنس منعقد کی جس میں عرب و عجم کے ادباء نے اپنے اپنے مقالے پیش کئے، ڈاکٹر یوسف قرضاوی کا مقالہ ”رکاز الفقه الدعوی عند العلامة ابی الحسن الندوی“ قابل ذکر ہے اسمیں انہوں نے آپ کی دعوتی فکر کو جن ۲۰ اساسی و بنیادی نکات پر مبنی قرار دیا ہے، وہ مختصر آپ کی خدمت میں پیش ہیں۔

- (۱)..... مادیت کے مقابلہ میں ایمان راسخ (۲)..... عقل پروری کو برتری (۳)..... قرآن کریم سے گہری وابستگی (۴)..... سنت و سیرت رسول ﷺ سے والہانہ تعلق (۵)..... روحانیت کی چنگاریوں کو روشن کرنے کا جذبہ (۶)..... مثبت انداز فکر اور تعمیری کدو کاوش (۷)..... جہاد فی سبیل اللہ کا احیاء (۸)..... اسلامی تاریخ سے سبق آموزی اور عظماء اسلام کے کارناموں سے عبرت و جذبہ کا حصول (۹) مغربی فکر اور مادہ پرستانہ تہذیب و تمدن پر تنقید (۱۰)..... جاہلی تعصب اور قوم پرستی کی تردید (۱۱)..... رد قادیانیت اور عقیدہ ختم نبوت ﷺ کا تحفظ (۱۲)..... ذہنی ارتداد کا مقابلہ (۱۳)..... امت مسلمہ کے قائدانہ کردار کا تسلسل اور اس کی بازیابی کی جدوجہد (۱۴)..... صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عظمت (۱۵)..... مسئلہ فلسطین اور بیت المقدس کی بازیابی پر توجہ (۱۶)..... آزاد اسلامی تعلیم و تربیت کی ضرورت پر زور (۱۷)..... بچوں کی تربیت (۱۸)..... مبلغین اور مخلص کارکنوں کی تیاری کا جذبہ (۱۹)..... اسلامی بیداری اور اسلامی تحریکات کی متوازن رہنمائی اور رفع نزاع باجمعی (۲۰)..... بوقت خطاب پوری انسانیت کو مخاطب کرنا۔

ڈاکٹر یوسف قرضاوی اپنے ایک دوسرے مقالہ ”فقه الدعوة عند العلامة ابی الحسن“ میں یوں رقم طراز ہیں، مولانا کی سات خصوصیات قابل رشک ہیں اور وہ یہ ہیں۔

- (۱)..... داعی دین کی صفات سے ان کا متصف ہونا (۲)..... مواقع کا حصول و استعمال

(۳)..... عقل و حکمت سے سرفرازی (۴)..... وسعت مطالعہ اور کثرت معلومات (۵)..... ادبی صلاحیت اور بصیرت (۶)..... جیتے جاگتے دل کے ساتھ مرد مومن کے اخلاق و کردار (۷)..... صحیح اسلامی عقیدہ سے مزین شخصیت۔

آپ کی ممتاز تصنیفات:

عربی کی سب سے پہلی باضابطہ تصنیف ”ماذا خسر العالم“ ہے اور اردو کی سب سے پہلی تصنیف ”سیرت سید احمد شہید“ ہے، حضرت سے ایک مرتبہ سوال کیا گیا کہ آپ کو اپنی کتابوں میں سب سے زیادہ محبوب کون سی کتاب ہے؟ فرمایا فضیلت تو ”السیرۃ النبویہ“ کو حاصل ہے ویسے ”ماذا خسر العالم“ باخطاط المسلمین“ ہے جس نے عالم عرب میں ہمارا سب سے پہلا تعارف کرایا، عام و خاص تمام حلقوں میں محبوب ہوئی اور ”سیرت سید احمد شہید“ ہے جس سے ہندوستان میں تعارف ہوا، دینی اور دعوتی حلقوں نے پسند کی نظر سے دیکھا حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے تقریظ لکھی اور بہت بلند الفاظ فرمائے، مولانا سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ نے جامع اور طاقتور مقدمہ لکھا جو ان کی تحریروں میں سے ایک شاہکار ہے۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہ اپنے مضمون ”توصیف کیا بیان کریں ان کے کمال کی“ میں رقم طراز ہیں ”یوں تو حضرت کی تمام تصانیف ہمارے لئے ادب کا بہترین سرمایہ ہیں لیکن تاریخ دعوت و عزیمت، انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج و زوال کا اثر اور مسلم ممالک میں اسلامیت و مغربیت کی کشمکش، یہ تین کتابیں ایسی ہیں کہ راقم الحروف نے ان سے خاص طور پر بہت ہی استفادہ کیا اور ان کے ذریعہ بہت سی زندگیوں میں فکری اور علمی انقلاب لایا“ مولانا کی ان تصانیف نے ایک دنیا کو متاثر کیا اور ان کی قابل فخر تصانیف میں ”ماذا خسر العالم“ اپنے مضامین کی جامعیت، نزاکت، اعتدال اور اسلوب بیان کی سحر آفرینی اور اثر اندازی کی وجہ سے اسلامی دنیا میں ایک فکری اور عملی انقلاب کا پیش خیمہ ثابت ہوئی، یہ صرف ایک کتاب نہ تھی ایک نسخہ شفا تھا جس سے مریضوں نے اپنا مرض پہچان کر بیماری دور کی، ایک مدرسہ اور ملتہ فکری اساس تھی جس کے زیر سایہ ہزاروں تلامذہ اور منتسبین تیار ہوئے، کتاب کو پڑھیں تو ایسا لگتا ہے کہ ایک آبشار ہے جس کے جھرنے بہہ رہے ہیں اور فطرت سلیمہ کا حامل شخص اس سے خوب استفادہ کر سکتا ہے۔ نگاہ بلند، سخن دل نواز اور جان پر سوز کے جو اوصاف کسی بھی میر کارواں کا زاد راہ اور سرمایہ حیات ہوتے ہیں وہ مولانا کی

تصانیف میں خصوصاً ”ماذا خسر العالم“ میں بہت نمایاں طور پر محسوس کئے جاسکتے ہیں۔ کتاب کے صفحہ صفحہ سے مولانا کے دل کا گداز، فکری سلامتی اور پاکیزگی، مطالعہ کی وسعت، عالم اسلام کے حالات کا باریک بینی سے جائزہ، تمام مسائل اور مشاغل کے حل کی بے لوث کوشش، مسلمانوں کو انکی ذمہ داری اور فرائض یاد دلانے کا ذوق نمایاں معلوم ہوتا ہے۔ ”ماذا خسر العالم“ میں ایک مضمون ”محمد رسول اللہ ﷺ روح العالم العربی“ کے عنوان سے ہے یہ کتاب کا سب سے جاندار اور طاقتور حصہ ہے، مولانا اس کو اپنے لئے نجات اور سعادت کا سرمایہ سمجھتے تھے۔ حضرت خود تحریر فرماتے ہیں کہ اگر کسی بدعت اور فتنہ کا اندیشہ نہ ہوتا تو مصنف وصیت کر جاتا کہ کتاب کے یہ صفحات اس کے کفن میں رکھ دیئے جائیں کیونکہ وہ ان کو اپنے لئے ذریعہ مغفرت اور وسیلہ شفاعت سمجھتا ہے، یہ مضمون اقبال کے اس بلیغ شعر کی شرح ہے۔

نہیں وجود حدود و ثغور سے اس کا

محمد عربی سے عالم عربی

”ماذا خسر العالم“ کا اردو ترجمہ ”انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج و زوال کا اثر“

بھی اپنی اثر پذیری میں پیچھے نہیں ہے۔

وجہ تصنیف مختارات:

حضرت علی میاں کے دل میں نئے نصاب کی ترتیب کا داعیہ بڑی تیزی سے پیدا ہوا اور اس کام کا آغاز ”مختارات من ادب العرب“ کی ترتیب سے ہوا جو قرن اول سے لیکر عصر حاضر تک کے نثر و ادب کے اعلیٰ نمونوں پر مشتمل ہونے کے ساتھ ساتھ تنقید و تصنیع سے آزاد اور صالح مقاصد کی آئینہ دار تھی، یہ کتاب ۱۹۴۰ء میں مکمل ہوئی اور ۱۹۴۲ء میں پہلی مرتبہ زیور طبع سے آراستہ ہوئی، یہ دو جلدوں پر مشتمل ہے، یہ کتاب اتنی مقبول ہوئی کہ دمشق یونیورسٹی کے ”کلیۃ الشریعہ“ میں ادب عربی کے نصاب میں داخل کی گئی ہے، مشہور ادیب ”علی ططاوی“ نے اس کتاب کے بارے میں اپنے تاثریوں ظاہر کئے ”اگر کسی ادیب کے ذوق کی دلیل اس کا انتخاب ہے تو قارئین کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ ہم نے کچھ عرصہ ہوا ادبی انتخابات اور نمونوں کے مجموعوں کو جمع کیا تاکہ ان میں سے کسی کو ثانویات شریعہ کے طلبہ کے سامنے رکھیں، ہماری کمیٹی کے ممبران نے (جو سب ادباء میں سے تھے) علیحدہ علیحدہ تلاش و جستجو کی اور اس

موضوع کی کئی کتابوں کا جائزہ لیا، آخر میں ہم سب متفقہ طور پر اس نتیجہ پر پہنچے کہ درسی منتخبات کے مجموعوں میں سب سے بہترین ابوالحسن علی ندوی کا مرتب کردہ مجموعہ مختارات ہے جو زمانے کے اصناف اور اذیب کے متنوع نمونوں کا سب سے جامع مجموعہ ہے۔

مختارات زیادہ تر جدید حلقوں اور یونیورسٹیوں کے ایم اے عربی کے کورس میں داخل ہوئی جن میں علی گڑھ، الہ آباد، حیدر آباد، مدراس، دہلی اور لکھنؤ کی یونیورسٹیاں نمایاں ہیں، سعودی عرب کی وزارت تعلیم نے بھی اس کو اپنے ہاں کے نصاب میں داخل کیا، لیکن ہمارے قدیم مدارس میں اس کو بڑی مشکل سے باری ملی اور ملی بھی تو جلد اس کی چھٹی کرادی گئی کیونکہ ان حلقوں کا رد عمل ”انظر الی ماقال ولا تنظر الی من قال“ کی بجائے ”انظر الی من قال ولا تنظر الی ماقال“ پر ہے لیکن حال ہی میں اس کی پذیرائی ہوئی اور پاکستان کے مدارس دینیہ کے بورڈ وفاق المدارس العربیہ پاکستان نے اس کو باقاعدہ اپنے ماتحت مدارس میں بطور نصاب کے شامل کیا ہے جو اس کی عند اللہ مقبولیت کی واضح دلیل ہے۔

تصانیف کی خاصیات:

حضرت کی تصانیف میں ادبی اعتبار سے بھی بے پناہ جاذبیت اور سحر ہے اور یہ امتیاز انہی بلند پایہ افراد کو حاصل ہوتا ہے جو فکر صحیح اور مقصد کی آب یاری کی تڑپ اور درد سے مزین ہوتے ہیں، حضرت ان اوصاف سے مزین تھے اور اس کی وجہ حضرت کا قرآن کریم کے ساتھ خاص شغف تھا کیونکہ حضرت کی کوئی تحریر اور تقریر قرآن کریم کے حوالوں سے خالی نہیں ہوتی تھی، بلکہ قرآن کے حوالوں کی وجہ سے اس میں ایسی حلاوت و تاثیر پیدا ہو جاتی تھی جو معاصرین کے ہاں ناپید ہے، ساری تالیفات میں یہی جوش و جذبہ کارفرما ہے اس لئے پڑھنے والا مولانا کے پاکیزہ احساسات، دل کی درد مندی، عقل کی بلندی اور فکر کی سلامتی کا گرویدہ ہوتا چلا جاتا ہے، مشاہیر اہل کمال اور علماء کے تاثرات مولانا کی کتابوں کے سلسلہ میں اتنے زیادہ ہیں کہ وہ خود مستقل کتاب بن سکتے ہیں۔

تراجم اور مترجمین کتب:

حضرت کی کتابوں کو جب عرب و عجم میں پذیرائی ملی تو اس بات کی ضرورت محسوس ہوئی کہ حضرت کے پیغام کو ساری دنیا میں پہچانے کے لئے ان کتابوں کا دیگر زبانوں میں ترجمہ کرنا بھی ضروری ہے، اسلئے ان کتابوں کا دیگر زبانوں میں ترجمہ کیا گیا، انگریزی ترجمہ

کا کافی کام ڈاکٹر محمد آصف قدوائی کا مہون منت ہے وہ انگریزی کے کہنہ مشق صاحب قلم اور مترجم تھے انہوں نے سب سے پہلے ”ماذا خسر العالم“ کا ترجمہ کیا جس کے بارہ میں بہت سے انگریزی ماہرین کا خیال ہے کہ کسی غیر انگریزی کتاب کا اب تک انگریزی میں اس سے بہتر ترجمہ نہیں ہوا، اس کے علاوہ ڈاکٹر آصف نے ”نقوش اقبال، کاروان مدینہ، ارکان اربعہ“ وغیرہ کا ترجمہ کیا، ان دو حضرات کے علاوہ دیگر متعدد انگریزی دان افراد نے بھی مولانا کی کتابوں کا بڑے سلیقہ سے ترجمہ کیا ہے جن میں سید محی الدین سابق سیکشن آفیسر حکومت یو۔ پی سرفہرست ہیں، انگریزی کے علاوہ فرانسیسی، فارسی، بنگالی، ترکی، ملیشین، گجراتی، تامل، ہندی وغیرہ متعدد عالمی و علاقائی زبانوں میں ترجمہ ہوا ہے، ترکی ترجمہ کا کام جناب یوسف قراچہ ندوی (ترکی نژاد) نے کیا ہے، اردو عربی مترجمین میں مولانا محمد احسنی، مولانا سعید الرحمن اعظمی، مولانا نور عظیم ندوی، ڈاکٹر شمس تبریز خان، ڈاکٹر عبداللہ عباس ندوی، مولانا شمس الحق ندوی، مولانا نذر الحفیظ ندوی اور مولانا سید سلمان حسینی ندوی سرفہرست ہیں۔

تصانیف:

آخر میں ہم حضرت کی چند مشہور کتابوں کا تذکرہ کیے چلتے ہیں۔

- (۱)..... انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج و زوال کا اثر (۲)..... سیرت سید احمد شہید (۳)..... کاروان زندگی (۴)..... مذہب و تمدن (۵)..... پرانے چراغ (۶)..... مسلم ممالک میں اسلامیت اور مغربیت کی کشمکش (۷)..... السیرۃ النبویہ ﷺ (۸)..... نقوش اقبال (۹)..... کاروان مدینہ (۱۰)..... قصص النبیین (۱۱)..... تاریخ دعوت و عزیمت (۱۲)..... زندہ رہنا ہے تو میر کارواں بن کر رہو (۱۳)..... پاجاسراغ زندگی (۱۴)..... دستور حیات (۱۵)..... اسلامی بیداری کی لہر پر ایک نظر (۱۶)..... ملک و معاشرہ کا سب سے خطرناک مرض ظلم و سفاکی (۱۷)..... دین و علم کی خدمات اور ایمانی تقاضے کی اہمیت (۱۸)..... لسانی و تہذیبی جاہلیت کا المیہ اور اس سے سبق (۱۹)..... دریائے کابل سے دریائے یرموک تک (۲۰)..... منصب نبوت اور اسکے عالی مقام حاملین (۲۱)..... پندرہویں صدی ماضی و حال کے آئینہ میں (۲۲)..... عالم عربی کا تازہ المیہ (۲۳)..... شرق اوسط کی ڈائری (۲۴)..... حیات عبدالحی (۲۵)..... مختارات من ادب العرب۔ اسکے علاوہ بھی حضرت کی کئی تصانیف ہیں جنکو طوالت کی وجہ سے ذکر نہیں کیا جا رہا۔

لبیک:

۱۳۳۳ھ بمطابق ۱۹۱۴ء میں آنکھیں کھولنے والے علمی خاندان کے چشم و چراغ، زندگی کے ہر موڑ پر کامیابی سے ہمکنار ہونے والے، علمی و عملی میدان میں امت کے فکر مند پیشوا، میرکارواں، دنیائے ادب کے بے تاج بادشاہ، ہزاروں لاکھوں انسانوں سے خراج عقیدت و تمغہائے حسن کارکردگی پائیوائے اعلیٰ میاں نے بالآخر اپنی تمام منازل طے کر چکنے کے بعد ۲۲ رمضان ۱۴۲۰ھ بمطابق ۳۱ دسمبر ۱۹۹۹ء کو زندگی کی ۸۵ بہاریں دیکھ کر داعی اجل کو لبیک کہہ دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کی وفات حسرت آیات پورے عالم اسلام کے لئے ایک بہت بڑا دھچکا تھا اور اس دن ”موت العالم موت العالم“ کا منظر خوب محسوس کیا جاسکتا تھا آپ کی وفات کے بعد ہر ایک شخص نے اپنے انداز میں آپ کو خراج تحسین پیش کیا اور آپ کی زندگی پر مستقل تصانیف وجود میں آچکی ہیں، اللہ انکو کروٹ کروٹ اپنی رحمت میں رکھیں اور اپنے شایان شان انکی خدمات کا بہترین صلہ عطا فرمائیں اور ہمیں بھی انکے علم و عمل، فکر و تڑپ سے مستفیض ہونے کی بھرپور ہمت اور توفیق عطا فرمائیں۔

آمین یا رب العالمین

☆☆☆☆☆☆

<https://darsenimilibrary.com/>

## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

### مُقَدِّمَةُ مُخْتَارَاتٍ مِّنْ أَدَبِ الْعَرَبِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ، وَمَنْ تَبِعَهُمْ بِإِحْسَانٍ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ.  
أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ الْأَدَبَ الْعَرَبِيَّ قَدْ أَصِيبَ بِمُحَنَّةٍ أَصِيبَ بِهَا أَدَبُ كُلِّ أُمَّةٍ، وَهِيَ مُحَنَّةٌ تَكَادُ تَكُونُ طَبِيعِيَّةً وَمُطَرَّدَةً قَلِيلًا أَدَبٌ وَاللُّغَاتُ إِلَى أَنْ أَجَالَهَا تَحْتَلِفُ، فَقَدْ يَطُولُ أَجَلُ هَذِهِ الْمُحَنَّةِ فِي أَدَبِ قَوْمٍ وَيَقْصُرُ فِي أَدَبِ قَوْمٍ آخَرِينَ، وَذَلِكَ يَرْجِعُ إِلَى الْأَحْوَالِ الْاجْتِمَاعِيَّةِ وَالْعَوَامِلِ السِّيَاسِيَّةِ وَحَرَكَاتِ الْإِصْلَاحِ وَالتَّجْدِيدِ، وَالْبَعْثِ الْحَدِيدِ، فَإِذَا تَوَقَّرَتْ فِي أُمَّةٍ قَصُرَ أَجَلُ هَذِهِ الْمُحَنَّةِ، وَإِذَا فَقِدَتْ أَوْ ضَعُفَتْ طَالَ أَمَدُ هَذِهِ الْمُحَنَّةِ وَطَالَ شَقَاءُ الْأَدَبِ وَالْأُمَّةِ بِهَا.

تمام تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے اور ہمارے آقا و سرور محمد ﷺ، آپ کی آل و اصحاب اور اس شخص پر کہ جس نے نیکی کے ذریعہ آپ کی پیروی کی، قیامت تک کے لئے درود و سلام ہو۔

اما بعد!

عربی ادب اس آزمائش میں مبتلا ہوا ہے جس میں ہر قوم کا ادب مبتلا ہوتا چلا آیا ہے ادب اور لغات کی یہ آزمائش طبعی اور عام ہے مگر اسکی مدت مختلف ہے لہذا اس آزمائش کی مدت کسی قوم کے ادب میں طویل ہوتی ہے اور کسی دوسری قوم کے ادب میں مختصر ہوتی ہے، اس کا سبب اجتماعی احوال، سیاسی عوامل، اصلاح و تجدید کی تحریکیں اور نئی پود ہیں۔ جب کسی قوم میں یہ اسباب اپنی بہتیں صرف کرنے لگ جائیں تو اس آزمائش کی مدت کم ہو جاتی ہے اور جب ان اسباب کا فقدان ہو یا جب یہ اسباب کمزور اور ضعیف ہو جائیں تو اس آزمائش کی مدت طویل ہو جاتی ہے اور اس کی وجہ سے ادب اور اہل ادب کی بدبختی طویل ہو جاتی ہے۔



مقدمہ : دیباچہ، ہر چیز کا شروع، پیشانی [جمع] مقدمات - أصیب : صوب

(إفعال) إصابہ مصیبت نازل ہونا، صواب سمجھنا (ن) صُوباً، مَصَاباً اوپر سے اترنا، بہانا (تفعیل) تصویباً تصدیق کرنا، جھکا دینا۔ مَحْیَیَہ : آزمائش [جمع] مَحْنٌ - مَحْنٌ (ف) مَحْنًا آزمانا، مارنا، دینا (انفعال) امتحاناً آزمائش کرنا، غور کرنا۔ مَطْرَدٌ : کما يقال ”حکم مطرد“ عام حکم۔ طرَد (افعال) اطرأذا ایک دوسرے کی پیروی کرنا، دور ہونا (ن) طَرَدًا، طَرَدًا دور کرنا۔ دھتکارنا، جلا وطن کرنا (س) طَرَدًا اھوج لگانا، پیچھا کرنا (مفاعلہ) مطارڈہ ایک دوسرے پر حملہ کرنا (تفعیل) تطرید اٹھانا (استفعال) استطرأذا غریب دینے کیلئے شکست ظاہر کرنا، توریہ کرنا (إفعال) اطرأذا جلا وطن کرنے کا حکم دینا (انفعال) اطرأذا جلا وطن ہونا۔ البعث : ہر وہ جماعت جو کہیں بھیجی جائے، فوج [جمع] بُعْثٌ، بُعُوثٌ - بُعْثٌ (ف) بُعْثًا تنہا بھیجنا، برا بھلا کرنا (س) بُعْثًا نیند سے بیدار ہونا (تفعیل) تبعأ کسی چیز کا تیزی سے ظاہر ہونا۔ أمد : [فتح المیم] امدت، آخری حد [جمع] آمادٌ - امد (تفعیل) تأمید امدت بیان کرنا (س) امدًا غضبناک ہونا۔ شقاء : شقی (س) شقاء ابد بخت ہونا (إفعال) إشقاء ابد بخت بنانا۔

إِنَّ هَذِهِ الْمِخْنَةَ هُوَ تَسَلُّطُ أَصْحَابِ الصَّنَاعَةِ وَالتَّكْلِيفِ عَلَى هَذَا  
الْأَدَبِ الَّذِينَ يَتَخَذُونَهُ حِرْفَةً وَصِنَاعَةً وَيَحْتَكِرُونَهُ اخْتِكَارًا وَيَتَنَافِسُونَ فِي  
تَنْمِيقِهِ وَتَحْيِيرِهِ لِيُخْتَبَرُوا بِهِ بَرَاءَتُهُمْ وَتَفَوُّقُهُمْ وَيَصِلُوا بِهِ إِلَى أَغْرَاضِهِمْ وَيَسْتَمِرُّ  
ذَلِكَ وَيُسْتَفْجَلُ حَتَّى يُصْبِحَ الْأَدَبُ مَقْضُورًا عَلَيْهِمْ مُخْتَصَبًا بِهِمْ، وَيَأْتِي  
عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يُفْهَمُ مِنْ كَلِمَةِ ”الْأَدَبِ“ إِلَّا مَا أَثَرُ عَنْ هَذِهِ الطَّبَقَةِ مِنْ  
كَلَامٍ مَصْنُوعٍ وَأَدَبٍ تَقْلِيدِيٍّ لَا قُوَّةَ فِيهِ وَلَا رُوحَ، وَلَا جِدَّةَ فِيهِ وَلَا طَرَفًا، وَلَا  
مُنْعَةً فِيهِ وَلَا لَذَّةً.

یہ آزمائش ان اہل صنعت و تکلف کا اس ادب پر قبضہ و اقتدار ہے جو اس ادب کو  
پیشے اور کاریگری کے طور پر لیتے ہیں اور اسکو بلا شرکت غیرے اپنے لئے خاص کرتے ہیں۔  
اس کی ملمع سازی اور عبارت آرائی کرنے میں ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں  
تا کہ اس کے ذریعہ اپنا کامل ہونا اور برتر ہونا دکھلائیں اور اپنے مقاصد تک پہنچ جائیں۔ یہ  
معاملہ اسی طرح چلتا رہتا ہے اور نگین ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ ادب ان ہی لوگوں تک محدود  
اور خاص ہوتا چلا جاتا ہے، لوگوں پر ایک ایسا دور بھی آ جاتا ہے کہ ”ادب“ کے کلمہ سے وہی  
کچھ سمجھا جانے لگتا ہے جو اس طبقہ سے منقول ہوتا ہے یعنی بناوٹی کلام اور تقلیدی ادب کہ اس

اس میں کوئی جدت ہوتی ہے اور نہ ہی کوئی نیا پن، اس میں کوئی نفع ہوتا ہے اور نہ ہی اس میں کوئی لذت ہوتی ہے۔

**احتکار:** حکر (افتعال) احتکار: مہنگا بیچنے کے لئے روک کر رکھنا (ض) حکر: ا گھٹانا، ظلم کرنا (س) حکر: اصرار کرنا، خود سر ہونا۔ **یتنافسون:** نفس (تفاعل) تنافسا بطریق مقابلہ کے رغبت کرنا، مبالغہ کرنا (س) نفسا، نفاسیۃً بکل کرنا، حسد کرنا (ن) نفسا نظر بد لگانا (ک) نفاسیۃً، نفوسا نفیس و مرغوب ہونا (تفعیل) تنفیساً غم دور کرنا، ترغیب دینا (مفاعله) منافسۃً باہم فخر کرنا (تفعیل) تنفسا سانس لینا۔ **تسمیقہ:** تمق (تفعیل) تمیقاً منقش کرنا، کتاب کو خوبصورت لکھنا (ن) تمقا لکھنا، طمانچہ مارنا۔ **تجہیرہ:** حمر (تفعیل) تجہیراً عمدہ بنانا، کہا یقال ”جبر الکلام او الخط او الشعر“ کلام یا خط یا شعر کو عمدہ بنانا (ن) تجہیراً زینت دینا، منقش کرنا (س) تجہیراً خوش ہونا (إفعال) إجہاراً خوش و سرور کرنا (تفعیل) تجہیراً مزین ہونا، عمدہ ہونا۔ **براعتہم:** برع (ن، س، ک) براعۃً، برؤعاً علم یا فضیلت یا جمال میں کامل ہونا (تفعیل) تبرعاً [بالصدقۃ] صدقہ کرنا، تبرع کرنا **تفوقہم:** فوق (تفعیل) تفوقاً اپنی برتری دکھانا، ٹھہر ٹھہر کر خرچ کرنا (ن) فوفاً، فوفاً بلند ہونا، سبقت لے جانا۔ فوفاً چٹکی آنا (تفعیل) تفویفاً فضیلت دینا (إفعال) إفاۃً صحتیاب ہونا، دودفعہ دوہنے کے درمیان آرام لینا، ہوش میں آنا (افتعال) افعیافاً محتاج ہونا، فقیر ہونا (انفعال) انفیاقاً لاغر ہونا، ہلاک ہونا۔ **یستفحل:** فحل (استفعال) استحلالاً بڑا ہونا (تفعیل) تحلاً سائڈ کے مشابہہ ہونا (ف) فحلاً [إبلۃً] فحلاً [کریماً] عمدہ سائڈ جفتی کے لئے ڈھونڈنا۔ **تقلیدی:** قلد (تفعیل) تقلید اگلے میں ہار ڈالنا، کام سپرد کرنا (ض) قلداً بننا، کسی چیز پر موڑنا (إفعال) إقلاداً [البحر] سمندر میں غرق کر دینا (تفاعل) تقلداً باری باری آنا (افتعال) اقلاداً [الماء] پانی کا چلو لینا۔ **طرافۃ:** طرف (ک) طرافۃً نیامال ہونا (ض) طرفاً طمانچہ مارنا، بٹانا (تفعیل) تطریفاً کنارہ پر کر دینا (إفعال) إطرفاً نئی عمدہ چیز لانا۔

وَيَطْفِئُ هَذَا الْأَدَبُ الصَّنَاعِيَّ التَّقْلِيدِيَّ عَلَى كُلِّ مَا يُؤْتِرُ عَنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ وَتَحْتَوِي عَلَيْهِ مَكْتَبَتُهَا الْغَنِيَّةُ الزَّاحِرَةُ مِنْ أَدَبٍ طَبِيعِيٍّ وَكَلَامٍ مُرْسَلٍ، وَتَعْبِيرٍ بَلِيغٍ يُحَرِّكُ النَّفُوسَ وَيُثِيرُ الْإِعْجَابَ، وَيُوسِّعُ آفَاقَ الْفِكْرِ، وَيَعْرِضُ بِالتَّقْلِيدِ، وَيُسَعِّتُ فِي النَّفْسِ الثَّقَةَ، وَلَا غَيْبَ فِيهِ إِلَّا أَنَّهُ صَدَرَ عَنْ رِجَالٍ لَمْ يَنْقُطُوا إِلَى الْأَدَبِ وَالْإِنْشَاءِ وَلَمْ يَتَّخِذُوهُ حِرْفَةً وَمُكْسَبًا، وَلَمْ يَشْتَهَرُوا بِالصَّنَاعَةِ الْأَدَبِيَّةِ،

وَلَمْ يَكُنْ لِهَذَا التَّنَاجِ الْأَدَبِيِّ الْجَمِيلِ الرَّائِعِ عُنْوَانُ أَدَبِيٍّ، وَلَمْ يَكُنْ فِي سِيَاقِ أَدَبِيٍّ، وَإِنَّمَا جَاءَ فِي بَحْثِ دِينِيٍّ، أَوْ كِتَابِ عِلْمِيٍّ، أَوْ مَوْضُوعِ فِلْسَفِيٍّ أَوْ اجْتِمَاعِيٍّ، فَبَقِيَ مَعْمُورًا مَطْمُورًا فِي الْأَدَبِ الدِّينِيِّ، أَوِ الْكُتُبِ الْعِلْمِيَّةِ، وَلَمْ يَشِبْ الْأَدَبُ الصَّنَاعِيُّ بِكِبَرِيَّاتِهِ، أَنْ يَفْسَحَ لَهُ فِي مَجْلِسِهِ وَلَمْ يَنْتَبِهْ لَهُ مُؤَرِّخُو الْأَدَبِ بِضَيْقِ تَفْكِيرِهِمْ وَقُصُورِ نَظَرِهِمْ، فَيَنْوُوهَ وَابِهِ وَيُعْطُوهُ مَكَانَهُ اللَّائِقَ بِهِ.

یہ مصنوعی تقلیدی ادب ہر اس چیز سے جو اس امت سے مقول ہوئی ہے حد سے زیادہ بڑھ گیا ہے اور اس کا قیمتی قابلِ فخر کتب خانہ اس طبعی ادب، مرسل کلام اور اس بلیغ تعبیر پر جو دلوں کو حرکت دیتی، حیرانگی پیدا کرتی، فکر کی دنیا کو وسیع تر کرتی، تقلید کی رغبت دلاتی اور قلب میں اعتماد پیدا کرتی ہے، حاوی ہو گیا، اس (ادب طبعی) میں کوئی عیب کی بات تو نہیں تھی البتہ یہ ایسے لوگوں سے صادر ہوا تھا جو ادب و انشاء سے کبھی الگ نہیں رہے تھے اور انہوں نے اس ادب طبعی کو حرفت و کسب کے طور پر اختیار کیا تھا اور نہ ہی ادبی کاریگری کی وجہ سے مشہور ہوئے تھے۔ اس تعجب خیز، خوبصورت ادبی پیدائش کا کوئی ادبی عنوان تھا اور نہ ہی یہ ادبی پیدائش ادبی سیاق میں ہوتی تھی بلکہ یہ ادبی پیدائش تو دینی بحث یا کسی علمی کتاب یا کسی فلسفی یا اجتماعی موضوع میں ہوتی لہذا یہ ادبی پیدائش دینی ادب یا علمی کتابوں میں گننا ہو کر رہ گئی۔ مصنوعی ادب نے تکبر کی بدولت یہ بھی نہ چاہا کہ اس کیلئے اپنی مجلس میں وسعت پیدا کرے (ادب طبعی کو بیٹھے دیا جائے) مؤرخین ادب بھی اپنی تنگ فکری اور تنگ نظری کی بدولت اس سے غافل رہے کہ اس کا نام بلند کرتے اور اس کو اسکی شان کے مطابق مناسب مقام عطا کرتے۔

**بطعی:** طغی (س) طغیانا، ظلم و نافرمانی میں حد سے گزر جانا، کفر میں غلو کرنا (إفعال) إطفاء (تفعیل) تطغیہ سرکشی پر اکسانا، پلکوں کو بند کرنا۔ **تحتوی:** حوی (افتعال) احتواء جمع کرنا (ض) ذی ایہ، خیا جمع کرنا (تفعیل) تحویہ قبضہ کرنا (تفعل) تحویا سٹنا۔ **الزخاخرة:** [مذکر] الزخاخرہ بلند عزت، بھرا ہوا، شادماں۔ [جمع] زخاخرہ۔ زخاخرہ (ف) زخاخرہ، زخوڑا خوش کرنا، فخر کرنا، چڑھنا، موجزن ہونا (مفاعلہ) مزخاخرہ فخر میں مقابلہ کرنا (تفعل) تزخاخرہ [المحر أو الوادی] دریا یا وادی کا چڑھنا اور موج مارنا۔ **یشی:** ثور (إفعال) إثارۃ جوش دلانا (تفعیل) تحویز اکھود کرید کرنا (ن) ثوزا، ثوزانا جوش میں آنا، جملہ کرنا (مفاعلہ) مشاورۃ ایک دوسرے پر جملہ کرنا۔ **الاعجاب:** [مفرد] العجب حیرانگی، تعجب، رضامندی۔ **عجب:** (إفعال) إعجابا تعجب میں ڈالنا، خوش ہونا (س) إعجابا تعجب کرنا، پسند کرنا۔ **یغری:** غری

(إفعال) إغراء، اترغیب دینا، فساد پیدا کرنا (س) غراء، غز (تفعیل) تغریہ بہت رغبت رکھنا، سریش سے جوڑنا۔ النتاج: جانوروں کے بچہ جننے کی حالت۔ نح (ض) نتجا بچہ جننے میں خبر گیری کرنا، نتیجہ نکالنا (إفعال) إنتاجا جننا، حاملہ اونٹنی اور بکریوں کا مالک ہونا۔ الرائع: تعجب خیز، خوشگوار حسن یا بہادری کی وجہ سے تعجب میں ڈالنے والا [جمع] رائعون۔ روع (إفعال) إرائعا (تفعیل) ترویعا تعجب میں ڈالنا (س) روعا خوش کن ہونا (ن) روعا تعجب میں ڈالنا، واپس ہونا۔ مغمورا: گمنام، غیر مشہور و مقہور۔ غمر (ن) غمر اڈھا لکنا (س) غمر اکینہ سے بھر جانا۔ بصلہ [علی] بے ہوشی طاری ہونا (ک) غمارة بہت ہونا، جاہل ہونا (تفعیل) تغمیرا پھینکنا (مفاعله) مغامرة مقاتلہ کرنا اور موت کی پروانہ کرنا (إفعال) إغمارا [الحر] گرمی کم ہو جانے کی وجہ سے سفر پر جرأت دلانا (انفعال) انغمار اپانی میں ڈوبنا۔ مطمورا: قید۔ طمر (ض) طمر ادفن کرنا، چھپانا۔ طمورا، طمرا اکودنا، اچھلنا (ن) طمورا جانا، سفر کرنا (س) طمر اسوج جانا (تفعیل) تطمیرا الیئنا اور دفن کرنا۔ يفسح: فح (ف) فسوحا کشادگی کرنا، فسحا کشادہ قدم رکھنا (ک) فساحا (إفعال) إفساخا وسیع ہونا۔ فینو هو: نوہ (تفعیل) تنوہیہا کسی کا نام بلند کرنا، بلند آواز سے پکارنا (ن) نوہا بلند ہونا، سر اٹھا کے چیخنا (تفعیل) تنوہا بلند ہونا۔ اللائق: لیق (ض) لایقا، لیاقة مناسب ہونا، چمٹنا (ض) لایقة درست کرنا (تفعیل) تلایقا نرم کرنا (افعال) التیقا دوستی کرنا، چمٹنا (استفعال) استلاق چکانا۔

إِنَّ هَذَا الْأَدَبَ الطَّبِيعِيَّ الْجَمِيلَ الْقَوِيَّ كَثِيرٌ وَقَدِيمٌ فِي الْمَكْتَبَةِ الْعَرَبِيَّةِ، بَلْ هُوَ أَكْبَرُ سِنَاوُ أُسْبُقَ زَمَانًا مِنَ الْأَدَبِ الصَّنَاعِيِّ، فَقَدْ ذُوْنَ هَذَا الْأَدَبِ فِي كُتُبِ الْحَدِيثِ وَالسِّيَرَةِ قَبْلَ أَنْ يُذَوْنَ الْأَدَبِ الصَّنَاعِيِّ فِي كُتُبِ الرِّسَائِلِ وَالْمَقَامَاتِ، وَلَكِنَّهُ لَمْ يُحْطَ مِنْ دَرَاةِ الْأَدَبَاءِ وَالْبَاحِثِينَ وَعَنَانِيَّتِهِمْ مَا حَاطَى بِهِ الْأَدَبُ الصَّنَاعِيُّ، مَعَ أَنَّهُ هُوَ الْأَدَبُ الَّذِي تَجَلَّتْ فِيهِ عِبْقَرِيَّةُ اللُّغَةِ الْعَرَبِيَّةِ وَأَسْرَارُهَا وَبَرَاعَةُ أَهْلِ اللُّغَةِ وَلَبَاقَتُهُمْ، وَهُوَ مَدْرَسَةُ الْأَدَبِ الْأَصِيلَةِ الْأُولَى.

یقیناً یہ مضبوط خوبصورت طبعی ادب عربی مکتبہ میں بکثرت اور قدیم زمانے سے موجود ہے (صرف یہی ہی نہیں) بلکہ یہ طبعی ادب، مصنوعی ادب سے عمر کے حساب سے بھی بڑا ہے اور زمانے کے اعتبار سے بھی قدیم ہے، رسائل و مقامات میں مصنوعی ادب کی تدوین سے قبل حدیث و سیرت کی کتابوں میں اس ادب طبعی کی تدوین ہو چکی تھی، لیکن ادیبوں اور محققین کی درست و پڑھنے، پڑھانے اور ان کی توجہ و عنایت کا جو حصہ مصنوعی ادب کو ملا وہ

اس ادب طبعی کو نہ مل سکا، حالانکہ یہی وہ ادب ہے کہ جس میں عربی لغت کی فضیلت (سرداری و برتری) اور اس کے اسرار روشن ہوئے، اہل لغت کا کمال اور ان کی مہارت بہترین انداز میں ظاہر ہوئی اور یہی ادب طبعی، ادب کا پہلا اور حقیقی مدرسہ ہے۔

**دو:** دون (تفعیل) تدوینا ترتیب دینا، رجسٹر میں نام لکھنا (ن) دَوُّنا گھسیا ہونا (تفعّل) تدوُّنا پورے طریقے سے مستغنی ہونا۔ **لم يحظ:** حفظ (س) حظاً (إفعال) حفاظاً نصیب والا ہونا۔ **تجلت:** جلی (تفعّل) تجلّنا اچھی طرح ظاہر ہونا (س) جلی سر کے اگلے حصے کے بالوں کا اڑ جانا۔ جلوء اکشادہ ہونا (تفعیل) تجلیۃ کسی کی مصیبت کو دور کرنا (مفاعلہ) مجالاة دوسرے کے سامنے ظاہر کرنا، کھلم کھلا کرنا (إفعال) إجلآء انکنا، نکالنا، خوف کی وجہ سے چھوڑ دینا۔ **عقیریة:** عبقّر کی طرف منسوب سردار، ہر چیز پر فائق، چمکدار، عبقرا یک جگہ کا نام ہے جس کے متعلق عرب کا گمان تھا کہ وہاں جنات بہت ہیں۔

وَنَأْخُذُ كُتُبَ الْحَدِيثِ وَالسِّيَرَةِ — كَمِثَالٍ لِهَذَا الْأَدَبِ الطَّبْعِيِّ —  
أَوْ لَا فَنَقُولُ: إِنَّهَا اشْتَمَلَتْ عَلَى مُعْجَزَاتٍ بَيَانِيَّةٍ وَقِطْعٍ أَدَبِيَّةٍ سَاحِرَةٍ. تَخْلُو مِنْهَا  
مَكْتَبَةُ الْأَدَبِ الْعَرَبِيِّ — عَلَى سَعْيِهَا وَغَنَاهَا — وَهُوَ دَلِيلٌ عَلَى صِحَّةِ هَذِهِ اللُّغَةِ  
وَمُرُونَتِهَا، وَاقْتِدَارِهَا عَلَى التَّعْبِيرِ الدَّقِيقِ عَنْ خَوَاطِرٍ وَمَشَاعِرٍ وَوُجْدَانَاتٍ وَ  
كَيْفِيَّاتٍ نَفْسِيَّةٍ عَمِيقَةٍ دَقِيقَةٍ، وَوَصْفٍ بَلِغٍ مُصَوِّرٍ لِلْحَوَادِثِ الصَّغِيرَةِ، وَهِيَ  
الْكُتُبُ الَّتِي حَفِظَتْ لَنَا مِنْهَا هَجْ كَلَامِ الْعَرَبِ الْأَوَّلِينَ وَأَسَالِيبَ بَيَانِهِمْ، وَلَئِنْ  
صَحَّ مَا قَالَهُ الرَّقَاشِيُّ: إِنَّ مَا تَكَلَّمْتُ بِهِ الْعَرَبُ مِنْ جَيِّدِ الْمَنْثُورِ، أَكْثَرُ مِمَّا  
تَكَلَّمْتُ بِهِ مِنْ جَيِّدِ الْمَنْظُومِ، فَلَمْ يَحْفَظْ مِنَ الْمَنْثُورِ عَشْرَةٌ، وَلَا ضَاعَ مِنَ  
الْمَنْظُومِ عَشْرَةٌ — فَكُتِبَ الْحَدِيثُ النَّبَوِيُّ تَسُدُّ هَذَا الْفَرَاغَ الْوَاقِعَ فِي تَارِيخِ  
الْأَدَبِ الْعَرَبِيِّ تَنْقُلُ إِلَيْنَا هَذَا الذُّخْرَ الْأَدَبِيَّ الَّذِي أُعْتِقِدَ أَنَّهُ قَدْ ضَاعَ وَتَمْتَأَرُ  
أَنَّهَا قَدْ اتَّصَلَ سَنَدُهَا وَصَحَّتْ رِوَايَتُهَا فَهِيَ أَوْثَقُ مَصْدَرٍ لِلُّغَةِ الْعَرَبِيَّةِ الْبَلِغَةِ  
الَّتِي كَانَتْ سَائِدَةً فِي عَهْدِهَا الدَّهْبِيِّ الْأَوَّلِ وَلِلْأَدَبِ الْعَرَبِيِّ الَّذِي كَانَ  
مُنْتَشِرًا فِي جَزِيرَةِ الْعَرَبِ.

ہم اس طبعی ادب کے لئے پہلے حدیث اور سیرت کی کتابوں کو بطور مثال لیتے ہیں، ہم کہتے ہیں: یہ حدیث اور سیرت کی کتابیں ایسے واضح معجزات اور ساحرانہ ادبی قطعات پر مشتمل ہیں جن سے عربی ادب کا مکتبہ اپنی وسعت اور مالداری کے باوجود خالی ہے، یہی بات

اس لغت کی صحت پر دال ہے اور اس پر بھی دلالت کرتی ہے کہ یہ لغت نفس و شعور، جذبات، گہری و دقیق نفسیاتی کیفیات کی تعبیر پر قدرت رکھتی ہے، نیز ایسے بلغ و صف پر دلالت کرتی ہے جو چھوٹے چھوٹے حادثات کی تصویر کشی کرتا ہے اور یہی وہ کتب ہیں جنہوں نے ہمارے لئے سابقین عرب کے کلام کے طرق اور ان کے اسلوب بیان کو محفوظ کیا اور رقاشی نے جو یہ کہا ہے کہ ”یقیناً اہل عرب نے جو عمدہ کلام نشر میں کیا ہے وہ بنسبت عمدہ کلام منظوم کے زیادہ و کثیر ہے لیکن پھر بھی کلام نشر کا عشر بھی محفوظ نہیں اور کلام منظوم کا عشر بھی ضائع نہیں ہوا“ اگر اس کو درست مان لیا جائے تو احادیث نبویہ کی کتابیں اس ادبی ذخیرے کو جس کے بارے میں گمان کیا گیا کہ وہ ضائع ہو گیا ہے ہماری طرف منتقل کر کے عربی ادب کی تاریخ میں واقع اس خلا کو پر کر دیتی ہیں۔ یہ کتب حدیث اس وجہ سے بھی ممتاز ہیں کہ انکی سند متصل اور ان کی روایت صحیح ہے لہذا یہ کتب حدیث اس بلغ عربی لغت کا قوی ترین مصدر ہیں جو اپنے سنہری دور میں رائج تھی اور اس ادب عربی کا قوی ترین مأخذ ہیں جو جزیرہ عرب میں پھیلا ہوا تھا۔

**مرونتھا:** مرز (ن) مُرُونْتَه، مُرُونْتَه تھوڑی سختی کے ساتھ نرم ہونا، عادی ہونا۔

مَرْزَا نَرَم کرنا، بھاگنا، بچنا، دینا (تفعیل) تمرینا عادی بنانا (تفعل) تمرنا بحکف و دان و زیرک بننا، مہربان ہونا۔ **خو اطو:** [مفرد] خاطر امر یا تدبیر جو دل میں گزرے، خیال، کبھی دل و نفس پر بھی مجاز اطلاق کیا جاتا ہے۔ خطر (ض) خطرانا، خطیرا، ابلنا، فخر و غرور سے ہلانا (ن)، ض) خطورة سوچنا، پیش آنا (ک) خطرا، خطورة عالی مرتبہ ہونا (مفاعله) مخاطرة خطرہ میں ڈالنا، شرط لگانا (إفعال) إخطارا خطرہ میں ہونا، بلند مرتبہ میں ہم مثل ہونا (تفاعل) تخاطرا شرط لگانا۔ **أسالیب:** [مفرد] أسلوب طریقہ، راستہ، ناک کی بلندی۔ **الذخو:** ذخیرہ کا اسم۔ جسکو ذخیرہ بنا کر رکھا جائے [جمع] أذخا - ذخیر (ف) ذخرا (إفعال) أذخا و اوقب ضرورت کیلئے چھپا رکھنا۔ **سائندہ:** [مذکر] سائند (صفت) [جمع] سادات۔ سید (ن) سیادہ، سؤذ اسرار ہونا، شریف ہونا (س) سؤذ اکالا ہونا (تفعیل) تسوید اولیر ہونا، سردار بنانا، کالا کرنا (مفاعله) مساوڈہ مکرو فریب کرنا، رات کی تاریکی میں ملنا، راز کی بات کہنا (تفعل) تسوذا نکاح کرنا، کالا کرنا۔

إِنَّ هَذِهِ الْكُتُبَ تَشْتَمِلُ عَلَى رَوَايَاتٍ قَصِيرَةٍ وَطَوِيلَةٍ وَكُلُّهَا أَمْثَلَةٌ جَمِيلَةٌ لِللُّغَةِ الْعَرَبِ الْعُرَبَاءِ الَّتِي كَانُوا يَتَكَلَّمُونَ بِهَا وَيُعَبَّرُونَ فِيهَا عَنْ ضَمَائِرِهِمْ وَخَوَاطِرِهِمْ، لَرَبِّ جَدِّ دَارِئِ الْأَدَبِ الْعَرَبِيِّ فِيهَا مِنَ الْبَلَاغَةِ الْعَرَبِيَّةِ، وَالْقُدْرَةِ

الْبَيَانِيَّةُ، وَالْوَصْفُ الدَّقِيقُ، وَالتَّعْبِيرُ الرَّقِيقُ، وَعَدَمُ التَّكْلُفِ وَالصَّنَاعَةِ مَا يَقِفُ أَمَامَهُ خَاشِعًا مُعْتَرِفًا لِلرُّوَاةِ بِالْبَلَاغَةِ وَالتَّحَرُّي فِي صَحَّةِ النُّقْلِ وَالرَّوَايَةِ، وَ لِلُّغَةِ الْعَرَبِيَّةِ بِالسَّعَةِ وَالْحِمَالِ أَمَّا الرُّوَايَاتُ الطَّوِيلَةُ فَهِيَ ثَرْوَةٌ أَدَبِيَّةٌ ذَاتُ قِيَمَةٍ فَنِيَّةٍ عَظِيمَةٍ وَهِيَ الَّتِي تَجَلَّتْ فِيهَا بَلَاغَةُ الرَّاويِ الْعَرَبِيِّ وَاقْتِدَارُهُ عَلَى الْوَصْفِ وَالتَّعْبِيرِ وَالتَّصْوِيرِ، وَهِيَ الَّتِي يُطَوَّلُ فِيهَا نَفْسُهُ فَتَحْكِي حِكَايَةً يُعْبَرُ فِيهَا عَنْ مَعَانٍ كَثِيرَةٍ وَأَحَاسِيسٍ دَقِيقَةٍ، وَمَنَاطِرٍ مُتَنَوِّعَةٍ، فَلَا يَخْذُلُهُ اللَّسَانُ وَلَا يَخُونُهُ الْبَيَانُ وَلَا يَتَخَلَّفُ عَنْهُ مَدَدُ اللَّغَةِ، وَكَانَتْهَا لَوْحَةً فَنِيَّةً مُنْسَجِمَةً مُتَنَاسِقَةً قَدْ أَبْدَعَ فِيهَا الْفَنَانُ، أَوْ صُورَةً مُتَنَاسِبَةً قَدْ أَحْسَنَ فِيهَا الْمُصَوِّرُ كُلُّ الْإِحْسَانِ.

یقیناً یہ کہتا میں مختصر و طویل روایات پر مشتمل ہیں اور یہ سب روایات اصیل عرب کی لغت کی جن کا اہل عرب تکلم کیا کرتے تھے، جن کے ذریعہ اپنا مافی الضمیر بیان کرتے تھے بہترین مثالیں ہیں، عربی ادب پڑھنے والا شخص جب بھی ان کے سامنے انتہائی باادب، راویوں کیلئے بلاغت، صحت نقل و روایت میں جدوجہد اور عربی لغت کیلئے وسعت و جمال کا اعتراف کرتے ہوئے کھڑا ہوگا ان روایات میں بلاغت عربیہ، قدرت بیانیہ، دقیق وصف، باریک تعبیر اور عدم تکلف و بناوٹ پایگا۔ بہر حال یہ طویل روایتیں عظیم فی فیتی، ادبی سرمایہ ہیں یہی وہ ادبی خزانہ ہے جس میں عرب راوی کی بلاغت، وصف، تعبیر اور تصویر کشی میں اس کی قدرت اچھی طرح ظاہر ہوتی ہے اور یہی وہ روایات ہیں جس میں عربی ادیب اپنے نفس کو بڑا کرتا ہے اور ایسی حکایت بیان کرتا ہے کہ جس میں بہت سے معانی، نازک احساسات اور مختلف مناظر ہوتے ہیں لیکن اس کو زبان رسوا کرتی ہے اور نہ ہی بیان اس کو دھوکہ دیتا ہے اور لغت کی مدد بھی اس سے پیچھے نہیں رہتی، گویا یہ ایک ایسا مرتب اور منظم فی تختی ہے جس میں ماہروں نے انتہائی عمدگی سے کام کیا ہے یا ایک ایسی متناسب تصویر ہے جس میں مصور نے بہت ہی عمدہ طریقہ سے اپنے فن کا مظاہرہ کیا ہے۔

**الرَّقِيقُ:** پتلا [جمع] أَرْقَاءُ - رَق (ض) رَقَّةً پتلا ہونا، رحم کرنا، شرم کرنا۔ رِقًا غلام بننا (إِفعال) إِرْقًا قافِ نَزَمَ کرنا، مالک ہونا (تفعیل) تَرَقَّیْ قافِ نَزَمَ کرنا، خوبصورتی سے گفتگو کرنا (تفعّل) تَرَقَّقَا تَرَسَ کھانا۔ **لِلرَّوَاةِ:** [مفرد] راوی روایت کرنے والا۔ رَوَى (ض) رَوَايَةً نقل کرنا، بیان کرنا (س) رَوَّيَا، رَوَّى سیراب ہونا، سرسبز ہونا (تفعیل) تَرَوَّيْتُ سفر میں پانی ساتھ لیجانا، غور و فکر کرنا، روایت کرنے پر آمادہ کرنا (افتعال) ارْتَوَّاءُ مضبوط ہونا، بٹ جانا۔

ثیروۃ: مال یا قوم کی کثرت۔ ثری (ن) ثراء (س) ثری بہت مال والا ہونا، زیادہ کرنا (إفعال)  
 إثراء بہت مال والا ہونا۔ متنوعۃ: نوع (تفعیل) تنوعاً قسموں میں بٹنا، مختلف ہونا (ن)  
 نوعاً جھلنا، رائج ہونا (تفعیل) تنويعاً کسی چیز کو قسموں میں تقسیم کرنا۔ منسجمۃ: بحم (انفعال)  
 انسجاماً [الكلام] کلام کا مرتب ہونا (فص) تنجماً، نجوم مادیر کرنا، ٹالنا، بہانا۔ متناسقۃ: نسق  
 (تفاعل) تناسقاً منظم ہونا، با ترتیب ہونا (ن) تنسقاً پرونا، کلام کو ترتیب دینا (تفعیل) تنسيقاً  
 ترتیب وار رکھنا (انفعال) انساقاً جمع کہنا۔ الفنان: ماہر، فنکار۔

اِقْرَأْنِي حَدِيثَ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ تَحْلِفِهِ عَنْ غَزْوَةِ ثُبُوكٍ وَهُوَ  
 مَوْضُوعٌ دَقِيقٌ مُخْرِجٌ يُطْلَبُ مِنْهُ الصَّرَاحَةُ وَالْإِعْتِرَافُ بِالتَّقْصِيرِ، وَالشَّهَادَةُ  
 عَلَى النَّفْسِ وَيُطْلَبُ مِنْهُ تَصْوِيرُ ذَلِكَ الْجَوِّ الْقَائِمِ الْغَائِبِ الَّذِي عَاشَ فِيهِ  
 خَمْسِينَ لَيْلَةً، وَيُطْلَبُ مِنْهُ تَصْوِيرُ الْخَوَاطِرِ الَّتِي كَانَتْ تَجِيْشُ فِي صَدْرِهِ وَ  
 تُسَاوِرُ نَفْسَهُ وَهُوَ يَعْيشُ فِي جَفَاءٍ وَعِتَابٍ مِّمَّنْ يُحِبُّهُمْ وَتَرْبُطُهُ بِهِمْ الْعَقِيدَةُ  
 وَالْعَاطِفَةُ، لَا يَجْدُلُذَّةً فِي فِرَاقِهِمْ وَلَا يَرَى فِي الدُّنْيَا عَوَاضِعَهُمْ، وَتَصْوِيرُ  
 تِلْكَ الصَّلَةِ الرُّوحِيَّةِ وَالْحُبِّ الْعَمِيقِ الَّذِي يَرْبُطُهُ بِالنَّبِيِّ ﷺ رِبْطًا وَثِيقًا  
 مُحْكَمًا، لَا يَحُلُّهُ الْعِتَابُ وَالْعِقَابُ، وَلَا يُضَعِّفُهُ إِقْبَالُ الْمُلُوكِ عَلَيْهِ وَتَوَدُّدُهُمْ  
 إِلَيْهِ، وَتَصْوِيرُ ذَلِكَ السُّرُورِ الَّذِي غَمَرَهُ عَلَى إِثْرِ قُبُولِ تَوْبَتِهِ، مَا أَصْعَبَ هَذَا  
 الْمَوْضُوعَ وَمَا أَكْثَرَهُ تَعَقُّدًا وَدَقَّةً، وَلَكِنَّهُ بِبَلَاغَتِهِ الْعَرَبِيَّةِ يَتَغَلَّبُ عَلَى هَذِهِ  
 الْمَشَاكِلِ النَّفْسِيَّةِ وَالْأَدَبِيَّةِ، وَيَتْرُكُ لَنَا ثُرُوءَ نَعْتَرُ بِهَا.

آپ میرے ساتھ غزوہ تبوک سے پیچھے رہ جانے سے متعلق حضرت کعب بن مالک  
 ؓ کا واقعہ پڑھیں، یہ واقعہ ایک ایسا دقیق اور اضطراب پیدا کرنے والا موضوع ہے کہ جس  
 کے پڑھنے سے صراحت، کوتاہی کا اعتراف اور اپنے آپ پر گواہی کا پتہ چلتا ہے، اس سیاہ اور  
 سخت فضا کی تصویر کشی ہوتی نظر آتی ہے جس میں حضرت کعب بن مالک ؓ نے پچاس راتیں  
 کاٹیں، ایسے دلوں کی تصویر نظر آتی ہے جو حضرت کعب بن مالک ؓ کے سینے میں جوش مار  
 رہے تھے اور ان کے نفس پر جب کہ وہ اپنے محبوب لوگوں کی جانب سے سزا و جفا میں جی رہے  
 تھے حملہ کر رہے تھے۔ ان کو ایک جذبہ و عقیدہ نے ان لوگوں کے ساتھ مربوط کیا ہوا تھا کہ جن  
 کی جدائی میں کسی قسم کی لذت نہیں ملتی تھی اور ان کے نزدیک دنیا میں اس کا کوئی بدل نہیں تھا  
 (اسکے کے پڑھنے سے) اس روحانی تعلق اور گہری محبت کی تصویر کا پتہ چلتا ہے کہ جس نے



حضرت کعب بن مالک ؓ کو نبی کریم ﷺ کے ساتھ مضبوطی سے باندھا ہوا تھا اس محبت کو سزا و عتاب نے عہد و میثاق سے آزاد نہیں کر دیا تھا، حضرت کعب بن مالک ؓ کی طرف بادشاہوں کا مائل ہونا اور ان کی حضرت کعب بن مالک ؓ سے محبت کا اظہار بھی حضرت کعب ؓ کی محبت کو کمزور نہ کر سکا اور اس واقعہ کے پڑھنے سے اس خوشی و مسرت کی صورت کا پتہ چلتا ہے جس نے توبہ کے قبول ہونے کے بعد ان کو ڈھانپ لیا۔ یہ موضوع کتنا مشکل موضوع ہے؟ کتنا گہرا اور دقیق موضوع ہے؟ لیکن اس کے باوجود یہ موضوع اپنی عربی بلاغت کی وجہ سے ان نفسانی اور ادبی مشاکل پر غالب ہے اور اس نے ہمارے لئے ایسا قیمتی سرمایہ چھوڑا ہے جس پر ہم فخر کرتے ہیں۔

**الجو:** آسمان وزمین کا درمیانی حصہ، اندورنی حصہ، کشادہ اور نشیبی زمین، فضا۔ [جمع] جواء، أجواء۔ **القائم:** قائم (ض) قائمہ، قواما سیاهی مائل ہونا، متغیر ہونا (ن) قواما (س) قواما بلند ہونا۔ **العابس:** عابس (ض) عابسًا، غموسا چیں بچیں ہونا، ترش روئی کرنا (انفعال) انعباسا میلا ہونا، میل خشک ہونا (تفعل) تعبسا ترش رو ہونا۔ **تساو:** (مفاعلة) مساوۃ ایک دوسرے پر حملہ کرنا، چکر ادینا (ن) تسوڑا پھاندنا، چڑھنا (تفعل) تسوڑا دیوار پر چڑھنا، تنگن پہننا (تفعیل) تسویرا پھلانگنا، پناہ پانا، تنگن پہننا۔ **الروحیہ:** روح، جان، نفس، وحی، امر الہی، جبرئیل۔ [جمع] أرواح۔

اَقْرَأْمَعَىٰ هَذِهِ الْقِطْعَةَ الصَّغِيرَةَ الَّتِي أَقْتَبِسُهَا مِنْ حَدِيثِهِ الطَّوِيلِ، وَهُوَ يَحْكِي مَا أَحَاطَ بِهِذِهِ الْغَزْوَةِ الْعَظِيمَةِ مِنْ ظُرُوفٍ وَأَجَوَاءَ، وَيَصَوِّرُ تِلْكَ الْحَالَةَ النَّفْسِيَّةَ الَّتِي تَخَلَّفَ فِيهَا عَنْ هَذِهِ الْغَزْوَةِ وَمَا انْتَابَهُ مِنَ التَّرَدُّدِ، وَلَمْ يَكُنِ التَّخَلُّفُ عَنِ الْغَزَوَاتِ مِنْ سِيرَتِهِ وَعَادَتِهِ، وَتَمَتَّعَ بِمَا اخْتَوَتْ عَلَيْهِ هَذِهِ الْقِطْعَةُ مِنَ الْقُوَّةِ وَالْجَمَالِ، وَصَدَّقَ التَّصْوِيرَ وَبَرَاعَةَ التَّعْبِيرِ.

آپ میرے ہمراہ یہ چھوٹا سا کترا پڑھیں جو میں نے کعب بن مالک ؓ کے طویل واقعہ سے اخذ کیا ہے، کعب بن مالک ؓ اس وقت کی حکایت بیان کرتے ہیں جب حالات و فضا نے اس عظیم غزوہ کا ہر طرف سے احاطہ کیا ہوا تھا، اس دلی کیفیت کی منظر کشی کرتے ہیں جس کیفیت و حالت میں وہ اس غزوہ سے پیچھے رہے اور جو تردد انہیں لاحق ہوا، حالانکہ غزوات سے پیچھے رہنا حضرت کعب بن مالک ؓ کی عادت و طریقہ نہیں تھا، واقعہ کا یہ کترا قوت، خوبصورتی اور تصویر کی ایسی سچائی اور کامل تعبیر پر مشتمل ہے کہ جس کو پڑھ کر آپ لذت

حاصل کریں گے۔

**انتساب:** نوب (اتعال) انتیابا لاحق ہونا، لگا تار آنا (ن) توباً، مناباً، نیاباً قائم مقام ہونا، ثوبہ پیش آنا (مفاعله) مناویہ سزا دینا (إفعال) إنابیہ قائم مقام بنانا، توبہ کرنا، باری باری واپس آنا (استعمال) استنبیہ اپنانا بنانا۔

وَعَزَّازُ سَوْءِ اللَّهِ ﷻ تِلْكَ الْغَزْوَةُ حِينَ طَابَتِ الشَّمَارُ وَالظَّلَالُ وَتَجَهَّزَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَالْمُسْلِمُونَ مَعَهُ، فَطَفِقْتُ أَغْدُو لِكَيْ أَتَجَهَّزَ مَعَهُمْ، فَأَرْجِعُ وَلَمْ أَقْضِ شَيْئًا، فَأَقُولُ فِي نَفْسِي: أَنَا قَادِرٌ عَلَيْهِ، فَلَمْ يَزَلْ يَتِمَادَى بِي حَتَّى اشْتَدَّ بِالنَّاسِ الْجُدُّ فَأَصْبَحَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَالْمُسْلِمُونَ مَعَهُ، وَلَمْ أَقْضِ مِنْ جِهَازِي شَيْئًا، فَقُلْتُ أَتَجَهَّزُ بَعْدَهُ يَوْمَ أُيُومَيْنِ ثُمَّ الْحَقُّهُمْ، فَعَدَوْتُ بَعْدَ أَنْ فَصَلُوا لِأَتَجَهَّزَ، فَرَجَعْتُ وَلَمْ أَقْضِ شَيْئًا، ثُمَّ عَدَوْتُ ثُمَّ رَجَعْتُ وَلَمْ أَقْضِ شَيْئًا، فَلَمْ يَزَلْ بِي حَتَّى أَسْرَعُوا وَتَفَارَطَ الْغَزْوُ، وَهَمَمْتُ أَنْ أُرْتَجِلَ فَأَذِرَ كَهُمْ، وَلَيْتَنِي فَعَلْتُ، فَلَمْ يَقْدِرْ لِي ذَلِكَ، فَكُنْتُ إِذَا خَرَجْتُ فِي النَّاسِ بَعْدَ خُرُوجِ رَسُولِ اللَّهِ ﷻ فَطَلَعْتُ فِيهِمْ، أَحْزَنْنِي أَنِّي لَا أَرَى إِلَّا رَجُلًا مَغْمُومًا عَلَيْهِ النِّفَاقُ، أَوْ رَجُلًا مَمْنَعًا عَنِ اللَّهِ مِنَ الضُّعْفَاءِ.

”اور یہ غزوہ آپ ﷺ نے اس وقت کیا جبکہ پھل بالکل کپے ہوئے تھے، اور درختوں کے سائے بھی پسندیدہ تھے چنانچہ آپ ﷺ نے اور دوسرے مسلمانوں نے جہاد کی تیاریاں شروع کر دیں، میں روزانہ صبح سویرے تیاری کرنا شروع کرتا تا کہ ان کے ساتھ جانے کیلئے سامان تیار کروں لیکن کچھ کیے بغیر لوٹ آتا اور اپنے آپ سے کہتا میں قادر ہوں جب چاہوں گا تیاری کر لوں گا میرے ساتھ یہ قصہ اسی طرح چلتا رہا یہاں تک کہ مسلمانوں نے محنت و مشقت کر کے تیاری کر لی اور آپ ﷺ صبح کے وقت مسلمانوں کو لیکر جہاد کے لئے روانہ ہو گئے اور میں نے اب تک کچھ بھی تیاری نہیں کی تھی، اس وقت بھی اپنے آپ سے یہی کہا ایک دو روز میں تیاری کر کے نکل جاؤں گا اور لشکر سے مل جاؤں گا۔ پھر لشکر کے نکل جانے کے بعد اگلی صبح میں نے تیاری کرنی چاہی لیکن بغیر کسی تیاری کے واپس آ گیا، پھر اسی ارادے سے اگلے روز نکلا لیکن پھر ویسے ہی آ گیا، میرے ساتھ یہی معاملہ چلتا رہا جبکہ لشکر نے انتہائی تیزی سے سفر کر لیا اور غزوہ مجھ سے فوت ہو گیا، اس وقت بھی مجھے خیال آیا کہ نکل پڑوں اور لشکر سے مل جاؤں کاش! میں ایسا کر لیتا لیکن یہ میرے مقدر میں نہیں تھا۔ چنانچہ آپ ﷺ کے جانے کے

بعد جب میں مدینہ میں گھومتا تو مجھے یہ بات عملیں کرتی کہ سوائے ان لوگوں کے جن پر نفاق کی چھاپ لگی ہوئی تھی یا ان لوگوں کے جو اللہ کے ہاں معذور تھے، اور کوئی مدینہ میں نظر نہ آتا۔

ثُمَّ انْظُرْ كَيْفَ يُصَوِّرُ حَالَتَهُ وَقَدْ هَجَرَهُ الْمُسْلِمُونَ وَنُهِوا عَنْ كَلَامِهِ، وَكَيْفَ يُعْبَرُ عَنْ حَالَةِ الْمُحِبِّ الَّذِي هَجَرَهُ الْحَبِيبُ عِقُوبَةً وَتَأْدِيبًا وَهُوَ يَطْمَعُ فِي وَدِّهِ وَيَتَسَلَّى بِنَظَرَاتِهِ وَالَّذِي لَمْ يَزِدْهُ هَذَا الْعِتَابُ إِلَّا رُسُوحًا فِي الْمَحَبَّةِ وَلَوْعَةً وَجَوًى، دَعَا يَقْصُ قِصَّتَهُ بِلِسَانِهِ الْبَلِيعِ :

پھر آپ دیکھیں کہ حضرت کعب بن مالک ؓ اپنی حالت کی منظر کشی کس انداز میں کر رہے ہیں جب کہ مسلمان انکو چھوڑ چکے تھے اور ان سے بات چیت بند کر دی تھی، کس طرح اس محبت کرنے والے کی حالت بیان کر رہے ہیں جس کو اس کے محبوب نے سزا کے طور پر چھوڑ دیا ہو جبکہ وہ اس محبوب کی محبت کی طمع رکھتا ہو، اس کے دیکھنے سے اپنے آپ کو تسلی دیتا ہو، کس طرح ایسے محبت کرنے والے کی حالت بیان کر رہے ہیں کہ اس سزا نے جس کی محبت میں مزید پختگی اور عشق و محبت کی آگ مزید بھڑکا دی ہو، خیر! ان کو اپنی بلیغ زبان میں قصہ بیان کرنے دیجئے!

وَنَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمُسْلِمِينَ عَنْ كَلَامِنَايَهَا الثَّلَاثَةِ مِنْ بَيْنِ مَنْ تَخَلَّفَ عَنْهُ، فَاجْتَنَبْنَا النَّاسَ وَتَغَيَّرُوا النَّاسَ، حَتَّى تَنْكَرْتُ فِي نَفْسِي الْأَرْضَ فَمَا هِيَ إِلَّا أَعْرِفُ فَلَبِثَا عَلَى ذَلِكَ خَمْسِينَ لَيْلَةً، فَأَمَّا صَاحِبَايَ فَاسْتَكْنَا وَقَعَدَا فِي بُيُوتِهِمَا يَبْكِيَانِ، وَأَمَّا أَنَا فَكُنْتُ أَشْبُ الْقَوْمَ وَأَجْلِدُهُمْ، فَكُنْتُ أَخْرُجُ فَأُشْهِدُ الصَّلَاةَ مَعَ الْمُسْلِمِينَ، وَأَطُوفُ فِي الْأَسْوَاقِ وَلَا يَكَلِّمُنِي أَحَدٌ، وَآتَى رَسُولُ اللَّهِ (ﷺ) فَأَسْلَمَ عَلَيْهِ وَهُوَ فِي مَجْلِسِهِ بَعْدَ الصَّلَاةِ، فَأَقُولُ فِي نَفْسِي: هَلْ حَرَّكَ شَفِيقِي بَرْدَ السَّلَامِ عَلَيَّ أَمْ لَا؟ ثُمَّ أَصَلُّ قَرِيبًا مِنْهُ، فَأَسَارِقُهُ النَّظَرَ، فَإِذَا أَقْبَلْتُ عَلَى صَلَاتِي أَقْبَلَ إِلَيَّ، وَإِذَا التَّفْتُ نَحْوَهُ أَغْرَضَ عَنِّي حَتَّى إِذَا طَالَ عَلَيَّ ذَلِكَ مِنْ جَفْوَةِ النَّاسِ، مَشَيْتُ حَتَّى تَسَوَّرْتُ جِدَارَ حَانِطِ أَبِي قَتَادَةَ وَهُوَ ابْنُ عَمِّي وَأَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَوَاللَّهِ مَا رَدَّ عَلَيَّ السَّلَامَ، فَقُلْتُ: يَا أَبَا قَتَادَةَ، أَتَشْكُ بِاللَّهِ هَلْ تَعْلَمُنِي أَحَبُّ اللَّهِ وَرَسُولُهُ؟ فَسَكَتَ، فَعُدْتُ لَهُ فَشَدَّتْهُ فَسَكَتَ، فَعُدْتُ لَهُ فَشَدَّتْهُ، فَقَالَ: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَغْلَمُ، فَقَاضَتْ عَيْنَايَ وَتَوَلَّيْتُ حَتَّى تَسَوَّرْتُ الْجِدَارَ.

”ادھر رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو ان لوگوں میں سے جو پیچھے رہ گئے تھے ہم تینوں سے بات چیت کرنے سے منع فرمادیا۔ لوگ ہم سے اجتناب کرنے لگے، ہمارے لیے بدل گئے، حتیٰ کہ زمین میرے لئے اجنبی بن گئی اور وہ نہ رہی جسکو میں پہچانتا تھا (جب سب کچھ منہ موڑ گیا تو زمین بھی تنگ ہو گئی) اسی حالت میں ہم نے پچاس راتیں گزار دیں اور میرے دونوں ساتھی (خفیہ طریقے سے لوگوں سے چھپ کر) اپنے گھروں میں ہی بیٹھ گئے، روتے رہے جب کہ میں جو ان آدمی تھا اور قوم میں سب سے زیادہ طاقتور اس لئے باہر نکلتا، مسلمانوں کے ساتھ نماز پڑھتا اور بازاروں میں گھومتا پھرتا لیکن مجھ سے کوئی بات نہ کرتا، میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتا جب کہ آپ ﷺ نماز کے بعد اپنی مجلس میں تشریف فرما ہوتے، سلام کرتا اور اپنے جی میں کہتا (دیکھنا) کہ کیا آپ ﷺ کے لب مبارک میرے سلام کے جواب کے لئے حرکت کرتے ہیں یا نہیں؟ پھر میں آپ کے قریب ہی نماز پڑھتا اور کنکھیوں سے آپ کی طرف دیکھتا۔ تو معلوم ہوتا جب میں نماز میں مشغول ہو جاتا ہوں تو آپ ﷺ میری طرف دیکھتے ہیں لیکن جب میں آپ ﷺ کی طرف دیکھتا ہوں تو آپ نظریں پھیر لیتے ہیں۔ مسلمانوں کی یہ بے رخی جب کافی طویل ہو گئی تو میں اپنے پیچازاد بھائی ابوقادہ رضی اللہ عنہ جو کہ لوگوں میں مجھے سب سے زیادہ عزیز تھے، کے باغ کی طرف چلا گیا اور دیوار پھاند کر اندر داخل ہو گیا۔ میں نے انہیں سلام کیا لیکن بخدا! انہوں نے میرے سلام کا جواب نہیں دیا میں نے ان سے کہا: اے ابوقادہ رضی اللہ عنہ! میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تم اللہ اور اس کے رسول سے میری محبت کو نہیں جانتے؟؟؟ لیکن اس پر بھی وہ خاموش رہے، میں نے دوبارہ یہی سوال دہرایا اور انہیں قسم دی لیکن وہ خاموش رہے، پھر تیسری مرتبہ بھی میں نے یہی سوال دہرایا اور انہیں قسم دی تو انہوں نے جواب میں صرف یہ کہا: اللہ اور اس کے رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں (یہ سن کر) میری آنکھیں ڈبڈبائے لگیں اور میں دیوار پھاند کر واپس آ گیا۔

وَأَقْرَأَ مَعِيَ كَذَلِكَ حَدِيثُ الْإِفْكِ الَّذِي ظَهَرَتْ فِيهِ بَرَاعَةُ السَّيِّدَةِ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا الْأَدَبِيَّةُ وَقُوَّتُهَا الْبَيَانِيَّةُ، وَحُسْنُ تَصَوُّرِهَا وَوُضُوحُهَا لِلْعَوَاطِفِ وَالْمَشَاعِرِ النَّسَوِيَّةِ اللَّطِيفَةِ الدَّقِيقَةِ، وَقَدْ تَجَلَّتْ فِي هَذِهِ الْقِطْعَةِ رَقَّةٌ عَاطِفَةٌ الْمَرْأَةِ الْمُحِبَّةِ لِرَوْحِهَا، مَعَ إِبَاءِ الْحُرَّةِ الْوَائِقَةِ بِعَفَافِهَا وَطَهَارَتِهَا، الْمُؤْمِنَةِ بِرَبِّهَا. وَقَدْ أَضْفَى هَذَا الْمَزِيجَ الْغَرِيبَ مِنَ الرَّقَّةِ وَالشَّدَّةِ، وَالْعَاطِفَةِ وَالْعَقْلِ. رَدُّ إِلَى ذَلِكَ بَيَانُ عَائِشَةَ النَّبِيِّ تَقَلُّبَتْ فِي أُعْطَافِ الْبَلَاغَةِ

الْعَرَبِيَّةَ وَانْتَقَلْتُ فِيْهَا مِنْ بَيْتٍ إِلَى بَيْتٍ، قَدْ أَضْفَى كُلُّ ذَلِكَ عَلَى هَذِهِ  
الرُّوَايَةِ مِنَ الْجَمَالِ الْفَنِيِّ مَا يَجْعَلُهَا مِنَ الْقِطْعِ الْأَدْبِيَّةِ الْخَالِدَةِ فِي الْأَدَبِ.

اسی طرح آپ میرے ہمراہ حدیث افک پڑھیں جس میں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ادبی فضیلت، قوتِ بیانیہ اور عمدہ منظر کشی ظاہر ہوتی ہے، ان کی طرف سے جذبات اور انتہائی نازک و گہرے نسوانی احساسات کو خوبصورت پیرائے میں بیان کرنا ظاہر ہوتا ہے۔ اس حدیث کے ٹکڑے میں اپنے شوہر سے محبت کرنے والی عورت کی جذباتی حیا کے ساتھ ساتھ اس شریف عورت کی خودداری بھی ظاہر ہوتی ہے جو اپنی عفت و طہارت میں قابلِ اعتماد تھیں، اپنے رب پر ایمان لانے والے تھیں، اس نامانوس مغلوبہ نے جو کہ شرم اور مصیبت، شفقت اور دانائی سے مرکب ہے اس واقعہ کو بڑھادیا۔ اس کے ساتھ آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان بھی ملا لیجئے کہ جنہوں نے عربی بلاغت کے گوشوں میں کروٹیں لیں اور بلاغتِ عربیہ میں ایک گھر سے دوسرے گھر میں منتقل ہوئیں۔ ان سب باتوں نے اس روایت میں مزید ایسی فنی خوبصورتی بڑھادی جس نے اس روایت کو عربی ادب کے شہ پاروں میں داخل کر دیا جو ہمیشہ عربی ادب کا حصہ رہیں گے۔

**النسویۃ:** النسویۃ دراصل النسوة ہے نسبت کی یا لگائی تو نسویۃ ہوگیا۔ النسوة، النساء، النسوان، النسوان عورتیں یہ تمام الفاظ لفظِ مرآۃ کی جمع من غیر لفظہ ہیں۔ اَبَاءُ: خوددار۔ اَبی (افعال) اِبَاءُ [اَشی] خوددار بنانا، کما یتقال [رجل اَبَاءُ] خوددار مرد (ض، ف) اِبَاءُ، اِبَائِي تاپسند کرنا۔ اَضْفَى: ضفو (افعال) اِضْفَاءُ، پورا کرنا، بڑھانا (ن) ضَفُو اکتاروں سے بہنا، پورا ہونا۔ المزیج: ملایا ہوا، کڑوا با دام۔ مزج (ن) مَزَجًا، مَزَجًا ملانا، اکسانا (مفاعله) مما زجته مل جانا، فخر میں مقابلہ کرنا (تفعیل) تمرججًا کچھ دینا (تفاعل) تمازجًا ایک دوسرے سے ملنا۔ اَنْظُرْ كَيْفَ تَصِفُ مَا تَقُولُهُ النَّاسُ وَتَحَدُّثُوْا بِهِ وَمَا شَعَرْتُ بِهِ مِنْ تَغْيِيْرِ فِي وَجْهِ الرَّسُوْلِ ﷺ تَذَكُّرُ كُلِّ ذَلِكَ فِي حَيَاةِ الْمَرْأَةِ وَأَدْبِهَا مِنْ غَيْرِ اِبْهَامٍ أَوْعَى (قَالَتْ عَائِشَةُ: ((فَقَدْ مَنَّا الْمَدِيْنَةَ فَاشْتَكَيْتُ حِيْنَ قَدِمْتُ شَهْرًا وَالنَّاسُ يَفِيضُوْنَ فِي أَصْحَابِ الْاَفْكِ لَا أَشْعُرُ بِشَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ، وَهُوَ يَرِيْنِي فِي وَجْعِي اَنْنِي لَا اَعْرِفُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اللُّطْفَ الَّذِي كُنْتُ اَرَى مِنْهُ حِيْنَ اُسْتَكْبِي. اِنَّمَا يَدْخُلُ عَلَيَّ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَيَسْلَمُ ثُمَّ يَقُوْلُ كَيْفَ تَبْكُمُ؟ ثُمَّ يَنْصَرِفُ فَذَلِكَ يَرِيْنِي، وَلَا أَشْعُرُ بِالشَّرِّ)) وَتَذَكُّرُ تَوْجُعِهَا مِنْ الْخَبْرِ الْمَشَاعِ فَتَقُوْلُ: ((فَبَكَيْتُ

يَوْمِي ذَلِكَ كُلَّهُ، لَا يَرْقَأُ لِي دَمْعٌ وَلَا أَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ، قَالَتْ: وَأَصْبَحَ أَبُو آيٍ عِنْدِي وَقَدْ بَكَيْتَ لَيْلَتَيْنِ وَيَوْمًا، لَا أَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ وَلَا يَرْقَأُ لِي دَمْعٌ حَتَّى أَنْتَى لَأُظَنُّ أَنَّ الْبُكَاءَ فَالِقُ كَبِدِي))

آپ دیکھیں تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، لوگوں کی کہی سنی باتوں کو اور اس کی وجہ سے آپ ﷺ کے چہرہ مبارک پر تبدیلی اور تغیر کے احساس کو کس انداز میں بیان کر رہی ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا یہ سب کچھ عورت کی حیا اور ادب کے دائرے میں رہ کر بلا کسی ابہام و عجز کے ذکر کر رہی ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب ہم مدینہ آ گئے تو میں واپس آنے کے ساتھ ہی ایک ماہ تک بیمار رہی۔ لوگ اصحابِ اہل کی باتوں میں شریک ہو رہے تھے جبکہ مجھے کسی شے کا علم ہی نہ تھا لیکن مجھے اس بیماری میں یہ بات شک میں ڈالتی تھی کہ میں رسول اللہ ﷺ کا وہ لطف جو پہلے، بیماریوں میں دیکھتی تھی نظر نہ آتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لاتے مجھے سلام کرتے پھر فرماتے تمہارا کیا حال ہے؟ پھر واپس تشریف لے جاتے، یہی بات مجھے شک میں تو ڈال رہی تھی لیکن میں شر سے بے خبر تھی۔ ہر سو پھیلی ہوئی اس خبر سے پہنچنے والی تکلیف کا ذکر کرتے ہوئے فرماتی ہیں ”کہ میں سارا دن روتی رہی، میرے آنسو تھمتے تھے اور نہ میں نے نیند کا سرمہ لگایا (سو بھی نہ سکی) فرماتی ہیں ایک صبح میرے والدین میرے پاس تھے اور میں دو راتوں اور ایک دن سے رورہی تھی نہ میں نے نیند کا سرمہ پہنا اور نہ میرے آنسو تھمتے یہاں تک کہ میرا پختہ گمان ہو گیا کہ یہ رونا میرا جگر پاش پاش کر دیگا۔“

**يَفِيضُونَ:** فوض (إفعل ومفاعله) إفاضة ومفاعضة بعض کا برابر کا شریک ہونا، کما یقال ”شركة مفاوضة“ ایسی شرکت کہ جس میں تمام شریک مال، تصرف اور دین کے لحاظ سے برابر ہوں اور ہر ایک دوسرے کا وکیل اور کفیل ہو، اس کے مقابلہ میں شرکتِ عنان ہے اس میں شرکاء تصرف میں بھی برابر نہیں ہوتے اور ہر ایک دوسرے کا کفیل بھی نہیں ہوتا (تفعل) تفویض اختیار سپرد کرنا، حاکم بنانا۔ **اكتحل:** کحل (افعل) اکتحال آنکھوں میں سرمہ لگانا، نیند نہ آنا (ف، ن) کحل سرمہ لگانا (إفعل) اکتالاً قحط پڑنا۔ **يرقأ:** رقا (ف) رقاء، رقاؤ [الدمع أو الدم] آنسو کا خشک ہونا یا خون کا رکننا (إفعل) إرقاء خشک کرنا۔ **كبدی:** جگر، کلیجہ (مذکر مونث) [جمع] أكباد، كبؤد۔

وَتَقَدَّمُ فِي الْحِكَايَةِ وَتَذَكُّرُ كَيْفَ يَسْأَلُهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَمَّا قِيلَ عَنْهَا وَيَعْزِمُ عَلَيْهَا الصَّدَقَ، فَلَا تَلْبَثُ أَنْ تَعْتَرِيهَا حَمِيَّةُ الْمَرْأَةِ الْعَفِيفَةِ الْفَاضِلَةِ، وَيَقْلِيصُ

کرتی ہیں کہ آپ ﷺ نے ان سے متعلق لوگوں کی باتوں کے بارے میں کس طرح سوال کیا تھا جبکہ آپ ﷺ ان پر سچائی کا یقین رکھتے تھے لہذا فوراً ان کو فضیلت والی پاکدامن عورت کی غیرت لاحق ہو جاتی ہے، ان کے آنسوؤں کی لڑی تھم جاتی ہے یہاں تک کہ ان کو ایک قطرہ کا بھی احساس نہیں رہتا اور وہ امید کرتی ہیں کہ ان کے والدین ان کی طرف سے رسول اللہ ﷺ کو جواب دیں گے لیکن اپنی بیٹی کے مسئلہ پر دفاع سے حیا کرتے ہوئے خاموشی کو ترجیح دیتے ہیں کیونکہ وہ اپنا دفاع تھا۔ آخر کار حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بلیغانہ ادیبہ کی حیثیت سے قوی، صریح اور واضح بیان و کلام پیش کرتی ہیں، سیدنا یعقوب علیہ السلام کے قول کو بطور تمثیل کے بیان کرتی ہیں، اپنے معاملہ کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کرتی ہیں، پھر آسمان سے ان کی برائت نازل ہوتی ہے تو ان کی والدہ ان سے مطالبہ کرتی ہیں کہ وہ نبی ﷺ کا شکریہ ادا کریں اور ان کی طرف کھڑی ہوں لیکن وہ پاکدامن عورتوں کے ناز و خجہ اور مومن کی خودداری کی وجہ سے اس بات سے انکار کر دیتی ہیں کہ کسی کی تعریف کریں لیکن اس اللہ کی حمد بیان کرتی ہیں کہ جس نے سات آسمانوں کے اوپر سے ان کی برائت کا اعلان فرمایا اور قرآن کریم کے پڑھے جانے اور اس پر ایمان لائے جانے کے دن تک ان کی پاکیزگی و پاکدامنی ہمیشہ ہمیشہ قائم رکھی۔

فلا تلبث : لبث (س) لبثا، لبثا ٹھہرنا، تاخیر کرنا (تفعیل) تلبثا (إفعال) إلبثا  
ٹھہرانا، مقیم کرانا (تفعّل) تلبّثا ٹھہرنا (استفعال) استلبثا سناست پانا، ست سمجھنا۔ یقلص :  
قلص (ض) قَلَوْا ختم ہونا، کودنا، اکٹھا ہو کر چلنا (ض) قَلَوْا (س) قَلَصُوا جی مثلاً (تفعیل)  
تقلّصا سیٹنا (تفعّل) تقلّصا اکٹھا ہونا، سسکرنا۔ فتنبری : بری (الفعال) انبراء اتر اشا جانا  
بصلہ [لام] پیش آنا (ض) بَرّیا (الفعال) ابتراء اتر اشا، کمزور کرنا (إفعال) إبراء امی لگنا

(مفاعله) مبارزہ آگے بڑھنے کی کوشش کرنا (تفعّل) تہیّار پے ہونا۔

وَأَقْرَأْ كَذَلِكَ حِكَايَتَهَا لِلْهَجْرَةِ النَّبَوِيَّةِ وَذِكْرَ هَالِ تَفَاصِيلِهَا وَمَا وَقَعَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَصَاحِبِهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي الطَّرِيقِ، وَوُصُولِهِمَا الْمَدِينَةَ، وَكَيْفَ تَلَقَّاهُمَا الْأَنْصَارُ، وَفَرَحُوا بِقُدُومِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَكُلِّ ذَلِكَ مِثَالٌ رَائِعٌ لِلْوَصْفِ الدَّقِيقِ الْبَلِيغِ، وَالْبَيَانِ الْقَادِرِ الْوَصَافِ. وَهُنَاكَ رَوَايَاتٌ أُخْرَى طَوِيلَةٌ النَّفْسِ، ضَافِيَةُ الْبَيَانِ، تَشْتَمِلُ عَلَى غَرَرِ الْكَلَامِ وَبَدَائِعِهِ الْحَسَنِ وَمَنَاجِجِ الْعَرَبِ الْأَوَّلِينَ فِي كَلَامِهِمْ، كَحَدِيثِ صَلَاحِ الْحَدِيثِيَّةِ وَحَدِيثِ الْإِيْلَاءِ وَغَيْرِ ذَلِكَ كَمَا نَتَّسِعُ أَنْ تَكُونَ فِي الْمَكَانَةِ الْأُولَى فِي دِرَاسَاتِنَا الْأَدَبِيَّةِ، وَلَكِنَّهَا أَفْلَتَتْ مِنْ نَظَرِ الْمُؤَلِّفِينَ وَالنَّاقِدِينَ، لِأَنَّهُمْ تَدَخَّلُوا فِي دَوَائِرِ الْأَدَبِ، وَلَآنَ تَصَوُّرُهُمْ لِلْأَدَبِ كَانَ تَصَوُّرًا مَخْذُودًا جَامِدًا لَا يَعْدُو الصَّنَاعَةَ.

اسی طرح آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہجرت نبویہ سے متعلق بیان کردہ حکایت تفصیل سے پڑھیں، رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھی (حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ) کے ساتھ راستے سے لیکر مدینہ منورہ پہنچنے تک جو کچھ واقعات پیش آئے، کس طرح انصار نے ان کا استقبال کیا اور وہ رسول اللہ ﷺ کے آنے پر کتنے خوش ہوئے۔ (یہ سب آپ پڑھیں) یہ سب گہرے اور بلیغ وصف، قادر بیان وصف شناسی کی انوکھی مثالیں ہیں (جہاں یہ واقعات و روایات ہیں) وہاں بڑے بڑے مضمونوں کی فصیح کلام سے بھرپور دوسری روایات بھی ہیں جو منتخب، حسین کلام کے خوبصورت طرق، اور دور اول (سابقین عرب) کے عربی کلام کے طرق پر مشتمل ہیں۔ مثال کے طور پر جیسے: صلح حدیبیہ کی روایت، ایلاء کی روایت اور اس کے علاوہ دیگر روایات ہیں۔ یہ روایات اس بات کی مستحق تھیں کہ ہمارے ادبی اسباق میں پہلے درجہ درجہ پر ہوتیں لیکن یہ روایات مؤلفین اور ناقدین کی نظر سے چھوٹ گئیں (اس کی ایک وجہ) اسلئے کہ یہ روایات دیوان ادب میں داخل نہیں تھیں اور (دوسری وجہ) ان مؤلفین اور ناقدین کا ادب کے بارے میں جو تصور تھا وہ ایک ایسا جامد اور محدود تھا جو بناوٹ کے قریب تھا بدائع: [مفرد] بدیع وہ علم جس کے ذریعے حسین کلام کے طریقے تھے جانے جاتے، بغیر نمونے کے پیدا کرنے والا، بغیر نمونے کے پیدا کیا ہوا۔ بدع (ف) بدعا بغیر نمونے کے کوئی چیز بنانا، ایجاد کرنا (ک) بدعا، بدعتہ انوکھا ہونا، بے مثال ہونا (س) بدعا مونا ہونا



(إفعال) ابتداعاً کسی کام کو خوش اسلوبی سے کرنا (افتعال) ابتداءً ایجاد کرنا، بدعت نکالنا (استفعال) استبداعاً عجیب و نادر سمجھنا۔ **منہاج**: [مفرد] منہج واضح راستہ۔ **نہج** (ف) نہجاً [الطریق] راستہ پر چلنا، پرانا کرنا، واضح کرنا (ف، ن) نہجاً بوسیدہ ہونا (إفعال) نہجاً واضح ہونا۔ **افلتت**: فلت (إفعال) فلتاً (تفعل) تفلتاً (انفعال) افلتاً چھوٹنا، رہا ہونا جھگڑا کرنا (ض) فلتاً رہا کرنا، چھوڑنا (مفاعله) فلتاً ومفالتاً اچانک آنا، پانا (استفعال) استفلتاً چھین لینا (انفعال) افلتاً بلا توقف کام کرنا۔ **دواوین**: [مفرد] دیوان مجموعہ کتب، اشعار و قصائد کا مجموعہ، کچہری۔

وَيَلِي الْحَدِيثُ كُتُبَ السِّيَرَةِ، فَقَدْ حَفِظْتُ لَنَا جُزْءًا أَكْبَرَ مِنْ كَلَامِ الْعَرَبِ الْأَفْحَاحِ، وَمَثَلْتُ تِلْكَ اللُّغَةَ الْبَلِيغَةَ الَّتِي كَانَتْ فِي الْعُصُورِ الْعَرَبِيَّةِ الْأُولَى وَهَذَبَهَا الْإِسْلَامُ وَرَقَّقَهَا، وَاشْتَمَلْتُ عَلَى قِطْعٍ أَدَبِيَّةٍ لَا يُوجَدُ لَهَا نَظِيرٌ فِي الْمَكْتَبَةِ الْعَرَبِيَّةِ الْمُتَأَخَّرَةِ. أَقْرَأُ فِي سِيَرَةِ ابْنِ هِشَامٍ حَدِيثَ حَلِيمَةَ ابْنَةِ أَبِي ذُؤَيْبٍ السَّعْدِيَّةِ عَنْ رَضَاعَةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَأَقْرَأُ فِيهَا قِصَصَ الْأَضْطِهَادِ وَالتَّعْذِيبِ، وَأَقْرَأُ فِيهَا مَغَازِي رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَخُرُوبَهُ، وَأَقْرَأُ فِي كُتُبِ الْحَدِيثِ وَالشَّمَائِلِ، وَفِي كُتُبِ التَّارِيخِ وَالسِّيَرِ أَحَادِيثَ الْوُصْفِ وَالْحَلِيَّةِ تَجَدُّ مِنَ الْقُدْرَةِ الْفَائِقَةِ عَلَى الْوُصْفِ وَالتَّعْبِيرِ وَالْبَيَانِ السَّاحِرِ لِدَقَائِقِ الْحَيَاةِ وَخَوَالِجِ النَّفْسِ وَتَرَوِي مِنَ اللُّغَةِ النَّقِيَّةِ الصَّافِيَةِ وَاللَّفْظِ الْخَفِيفِ وَالتَّعْبِيرِ الدَّقِيقِ الرَّقِيقِ مَا يُطِرُ بِكَ وَيَمْلُوكَ سُورًا وَلَذَّةً وَثَقَةً وَإِيمَانًا بِعَقَرِيَّةِ هَذِهِ اللُّغَةِ، وَرَغْبَةً فِي دِرَاسَتِهَا وَالتَّوَسُّعِ فِيهَا.

حدیث کے بعد سیرت کی کتابیں ہیں، سیرت کی کتابوں نے خالص عربی کلام کا ایک بڑا حصہ ہمارے لئے محفوظ کیا ہے، ان کتب سیرت نے اس بلیغ زبان کی نظیر پیش کی ہے جو دور اول کے عربی زمانے میں تھی، اسلام نے اس کو مہذب بنایا اور اس میں نرمی پیدا کی۔ سیرت کی یہ کتابیں ایسے ادبی قطعات پر مشتمل ہیں کہ جن کی نظیر جدید عربی لا بہریری میں نہیں ملتی، آپ سیرت ابن ہشام میں رسول اللہ ﷺ کی رضاعت سے متعلق حلیمہ بنت ابی ذؤیب رضی اللہ عنہا کا واقعہ پڑھیں اور اس میں آپ "قصص الاضطهاد والتعذيب" (یعنی نبی ﷺ کے پر مشقت اور کٹھن واقعات و حالات) کا مطالعہ کریں اور (سیرت ابن ہشام میں آپ) "مغازی رسول و خروبه" (یعنی آپ ﷺ کے غزوات اور جنگیں کا مطالعہ کریں)

یلعی : ولی (ض، ح) و لیا متصل ہونا، قریب ہونا، لیکن ضرب سے قلیل الاستعمال ہے [ (ح) ولایۃ والی ہونا، محبت کرنا، منصرف ہونا (إفعال) إیلاء (تفعیل) تولیۃ والی مقرر کرنا، پیٹھ دیکر بھاگنا (تفعیل) تولیۃ ذمہ داری لینا، کسی کے کام کے لئے مستعد ہونا (تفاعل) تو لیا پے در پے ہونا (مفعلہ) مولاۃ ولاء دوستی کرنا، صلہ [عن] اعراض کرنا، جدا جدا کرنا (الافحاح: مفرد] اتح خالص، سخت و بد خو۔ ح (ن) فو حہ، فحاحۃ خالص ہونا۔ الاضطها د: ضہد (افعال، ف) اضطھاذا، ضہد اغلب پانا، ظلم کرنا، مجبور کرنا۔ الحلیۃ: [جمع] خلّی زبور ظاہری شکل و صورت۔ حلّی (ض) خلّی زبور بنانا، آراستہ کرنا، سنوارنا (س) خلّی زبور پہننا (تفعیل) تحلیۃ زبور پہننا، زبور بنانا۔ خوالج: مفرد [خالجۃ (فاعل) خلجان میں ڈالنے والی۔ خلج (ن، ض) خلّجا، کمایقال ”خلجۃ امور الدنیا“ دنیا کے بکھیر وں نے اس کو خلجان میں ڈال دیا یعنی پھنسا لیا (س) خلّجا بگڑنا (افعال) اختلاجا پھرنے، خلجان ہونا۔ یطرب: طرب (س) طربنا خوشی یا غم سے جھومنا (تفعیل) تطربنا گانا و سُر نکالنا، خوشی پر برا بھینچنے کرنا۔

وَهَكَذَا صَانَ اللَّهُ هَذِهِ اللُّغَةَ الْكَرِيمَةَ الْأَمِينَةَ لِلْقُرْآنِ مِنَ الضَّيَاعِ وَ  
انْتَقَلَتْ ثَرَوَتُهُمَا مِنْ جِيلٍ إِلَى جِيلٍ وَمِنْ كِتَابٍ إِلَى كِتَابٍ، حَتَّى جَاءَ ذَوْرُ التَّأْلِيفِ  
وَالْتَارِيخِ فِي الْقُرْنِ الثَّالِثِ وَالرَّابِعِ، وَحَفِظَ لَنَا الْمُؤَرِّخُونَ أَمْثَالَ الطَّبَرِيِّ  
وَالْمُسْعُودِيِّ، وَالْأَدَبَاءِ، أَمْثَالَ الْجَاحِظِ وَابْنِ قُتَيْبَةَ وَأَبَى الْفَرَجِ الْأَصْبَهَانِيَّ  
ثَرَوَةً زَاخِرَةً مِنَ الْأَدَبِ فِي كُتُبِهِمْ وَحَفِظُوا لَنَا تِلْكَ اللُّغَةَ الْعَذْبَةَ الْبَلِيغَةَ الَّتِي  
كَانَ الْعَرَبُ الصُّرَحَاءُ يَتَكَلَّمُونَ بِهَا فِي بُيُوتِهِمْ وَعَلَى مَوَائِلِهِمْ وَفِي مَجَالِسِ  
إِنْسِاطِهِمْ وَجَاءَ مِنْهَا الشَّيْءُ الْكَثِيرُ فِي كِتَابِ الْبُخْلَاءِ لِلْجَاحِظِ وَكِتَابِ  
الْإِمَامَةِ وَالسِّيَاسَةِ لِابْنِ قُتَيْبَةَ وَكِتَابِ الْأَغَانِي لِأَبِي الْفَرَجِ الْأَصْبَهَانِيَّ (عَلَى  
ضَّالَّةِ قِيَمَةِ الْكِتَابَيْنِ الْأَخِيرَيْنِ التَّارِيخِيَّةِ)، وَرَوْضَةِ الْعُقَلَاءِ وَنُزْهِةِ الْفُضَلَاءِ

وَكِتَابُ الْأُمْتَاعِ وَالْمُؤَانَسَةِ لِأَبِي حَيَّانَ التَّوْحِيدِيِّ، وَهَذِهِ كُتُبُ التَّارِيخِ وَ  
 الْأَدَبِ الَّتِي تُمَثِّلُ لَنَا الْعَرَبِيَّةَ فِي جَمَالِهَا الْأَوَّلِ وَنَقَائِهَا الْأَصِيلِ وَسَعَتِهَا النَّادِرَةِ  
 اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے اس معزز زبان کی جو قرآن کریم کی امانت دار ہے  
 ضائع ہونے سے حفاظت فرمائی اور اس کی دولت نسل در نسل اور کتاب در کتاب منتقل ہوئی  
 یہاں تک کہ تیسری اور چوتھی صدی ہجری میں تالیف اور تاریخ کا دور آگیا۔ طبری اور مسعودی  
 جیسے مؤرخین نے، جاحظ، ابن قتیبہ اور ابوالفرج اصبہانی جیسے ادیبوں نے اپنی کتابوں میں  
 ہمارے لئے ادب سے چھلکنے والی دولت جمع کر دی، ہمارے لئے وہی پرکشش اور بلیغ لغت  
 محفوظ کی جس کا خالص عرب اپنے گھروں اور خوشی غمی کی مجالس میں تکلم کرتے تھے۔ اس کا  
 وافر حصہ جاحظ کی ”الخلا“ ابن قتیبہ کی ”الامامة والسياسة“ ابوالفرج اصبہانی کی ”الاعاني“  
 (باوجودیکہ ان دونوں کتابوں کی تاریخی حیثیت کم ہے) اور ابو حیان توحیدی کی ”روضة العقلاء“  
 ”نزهة الفضلاء“ اور ”کتاب الامتاع والمؤانسة“ جیسی کتابوں میں آگیا ہے۔ یہ تاریخ و  
 ادب کی وہ کتب ہیں جو زبان عربی کو اس کے سابقہ جمال، اچھوتے جوہر اور اس کی بے مثال  
 کشادگی میں (ڈھال کر) ہمارے لئے نقشہ کھینچ دیتی ہیں۔

صیان: صون (ن) صیانا، صیانا (افعال) اصطیانا حفاظت کرنا (تفعّل) تصوّنا  
 نفس کی حفاظت کرنا، بچنے کے لئے تکلف کرنا۔ اخيرة: [فاعل] چھلکنے والی، کریم، فیاض:  
الصرحاء: خالص شے۔ صرح (ک) صراحة، صراحة خالص ہونا، صاف ہونا (ف) صرّحاً  
 (إفعال) (إصرار) ظاہر کرنا (تفعیل) تصریحاً بغیر کنایہ کے کھلم کھلا کہنا۔ موائد: [مفرد]  
 مؤنث مصیبتیں۔ واد (ض) وادّ ازندہ درگور کرنا، بوجھل کرنا (تفعّل) تو اذّا (افعال) اتّاذّا  
 مہلت و آہستگی سے کام کرنا۔ نقائھا: [مفرد] نقاوة عمدہ حصہ، خلاصہ۔ نقو (ن) نقوّ اگودا نکالنا  
 گودا چونکہ اصل ہوتا ہے اس لئے اس سے جوہر کا معنی مراد لیا گیا ہے۔

ثُمَّ جَاءَ دُورُ الْمُتَكَلِّفِينَ الْمُقْلِدِينَ لِلْعَجَمِ، وَبَنَعَ فِي الْعَوَاصِمِ الْعَرَبِيَّةِ  
 أُمَثَالَ أَبِي إِسْحَاقَ الصَّابِيِّ وَأَبِي الْفَضْلِ بْنِ الْعَمِيدِ وَالصَّاحِبِ بْنِ عَبَّادٍ، وَأَبِي  
 بَكْرٍ الْخَوَّازِمِيَّ، وَبَدِيعَ الزَّمَانِ الْهَمْدَانِيَّ وَأَبِي الْعَلَاءِ الْمُعَرِّيَّ، وَاخْتَرَعُوا  
 أُسْلُوبًا لِلْكِتَابَةِ وَالْإِنْشَاءِ هُوَ بِالصَّنَاعَةِ الْيَدَوِيَّةِ وَالرُّشِيِّ وَالنَّطْرِيزِ أَشْبَهُ مِنْهُ  
 بِالْبَيَانِ الْعَرَبِيِّ السَّلْسَالِ وَكَلَامِ الْعَرَبِ الْأَوَّلِينَ الْمُرْسَلِ الْجَارِي مَعَ الطَّبَعِ وَ  
 غَلَبَ عَلَيْهِمُ السَّجْعُ وَالْبَدِيعُ وَغَلَوْا فِي ذَلِكَ غُلُوءًا أَذْهَبَ بَهَاءَ اللُّغَةِ وَرَوَّأَهَا

وَقِيْدُ الْأَدَبِ بِسَلَاسِلٍ وَأَغْلَالٍ أَفْقَدْتُ حُرِّيَّتَهُ وَأَنْطَلَقَهُ وَخِفَةَ رُوحِهِ وَجَمَالِهِ.

پھر تصنع اور عجیبوں کی پیروی کرنے والوں کا دور آیا اور عربی دار السلطنت میں ابوالسحاق صابی، ابوالفضل بن عمید، صاحب بن عباد، ابوبکر خوارزمی، بدیع الزمان ہمدانی اور ابوالعلاء معری جیسے لوگ ظاہر ہوئے، جنہوں نے کتابت اور انشاء کا ایسا اسلوب ایجاد کیا جو خود ساختہ، آراستہ و پیراستہ اس طرح خوشنما بنا دیا گیا تھا کہ وہ خوشگوار عربی اور متقدمین عرب کے آزاد غیر متبع، رواں کلام کے ساتھ باوجود عیب دار ہونے کے مشابہ ہو گیا لیکن ان لوگوں پر سجاوٹ (تجیع بندی) و بداعت کا غلبہ ہوا اور انہوں نے اکسمیں ایسا غلو کیا جو لغت (عربی) کی رونق و خوشنمائی کو ختم کر گیا اور ادب کو ایسی زنجیروں اور بیڑیوں میں جکڑ دیا گیا جنہوں نے اس کی آزادی، روانگی، اس کی روح اور جمال کا خفیف ہونا نظروں سے اوجھل کر دیا۔

نیبغ: نبغ (ف، ض، ن) نَبَغًا، بُوْغًا ظاہر ہونا (إِفعال) إِنْبَاغًا آنا جانا۔ العواصم: [مفرد] العاصمة دار السلطنت، مدینہ منورہ کا لقب۔ عصم (ض) عصمنا کمائی کرنا، روک لینا (افعال) اعصامنا ہاتھ سے پکڑنا، گناہ سے باز رہنا، باندھنا (إِفعال) اعصامنا پکڑنا، لازم ہونا۔ الموشی: موشی (ض) وَشِيًا، وَشِيَةً (تفعیل) توشیہ منقش کرنا، جھوٹ بولنا، کپڑا ہٹانا (ض) وَشِيَةً چغلی کرنا، بکثرت ہونا (إِفعال) إِيْشَاءً ابتدائی نباتات ظاہر ہونا، جاننا، تندرست کرنا (تفعل) توشیا نقش و نگار ہونا، سفیدی کا پھیلنا (افعال) إِيْشَاءً اُتُوْیَ ہوئی شی کا درست ہونا۔ التطریز: طرز (تفعیل) تطریز خوش نما بنانا، بیل بوئے بنانا (س) طَرُزًا بدخلقی کے بعد اچھا اخلاق ہونا، لباس فاخرہ استعمال کرنا (ن) طَرُزًا گھونسہ مار کے بنانا۔ السلسال: شیریں، خوشگوار۔ السجع: سجع (ف) سَجَجًا مقفلی کلام بولنا، لمبی آواز نکالنا۔ رواء: يضم الراء خوشنمائی، چہرہ کی رونق۔ سلاسل: [مفرد] سَلْسَلَةٌ زنجیر، کوہان کا لمبا ٹکڑا، سطریں۔ سلسل (فعلل) سلسلۃ ایک کو دوسرے سے جوڑنا (تفعیل) (سلسل) [الماء] پست زمین میں پانی کا بہنا [الثوب] کپڑے کا پہننے سے پتلا پڑنا۔ أغلال: [مفرد] الغُلُّ تھکڑی یا طوق۔ غلل (ن) غُلًّا داخل ہونا، داخل کرنا، چپکے سے لینا اور اپنے مال میں ملا دینا (ض) غُلًّا، غُلِيًّا کینہ رکھنا (تفعیل) تغلیا ہاتھ میں تھکڑی یا گلے میں طوق ڈالنا۔

وَتَزَعَمُ هَؤُلَاءِ الْأَدَبَ الْعَرَبِيَّ وَاحْتَكَرُوهُ وَخَضَعَ لَهُمُ الْعَالَمُ الْعَرَبِيُّ  
الْإِسْلَامِيُّ لِنُفُوذِهِمْ وَعَلَوْ مَكَانَتَهُمْ تَارَةً، وَلِلْإِنْحِطَاطِ الْفِكْرِيِّ وَالْإِجْتِمَاعِيِّ  
الَّذِي كَانَ يَسُودُ عَلَى الْعَالَمِ الْإِسْلَامِيِّ أُخْرَى، وَأَصْبَحَ أُسْلُوبُهُمْ لِلْكِتَابَةِ هُوَ

الْأُسْلُوبُ الْوَحِيدُ الَّذِي يُحْتَدَى وَيُقَلَّدُ فِي الْعَالَمِ الْإِسْلَامِيِّ .

ان لوگوں نے عربی ادب گھر اور ذخیرہ کیا اور عالم عربی اسلامی یا تو ان کی بالادستی اور بلند مرتبہ کی وجہ سے یا پھر اس فکری اور اجتماعی پستی کی وجہ سے جو دوسرے عالم اسلامی کی قیادت کر رہی تھی ان کا ماتحت ہو گیا اور ان لوگوں کا اسلوب کتابت ہی ایک ایسا یکساں اسلوب ہو گیا جس کی عالم اسلام میں پیروی اور تقلید کی جانے لگی۔

یَحْتَدَى : حذو (افتعال) اختداء پیروی کرنا، جوتا پہنانا (ن) حَذُوْا اِمْشُوا اَمْشُوْهُ پرکاشا (مفاعلة) محاذاة مقابل میں ہونا۔

وَجَاءَ أَبُو الْقَاسِمِ الْحَرِيرِيُّ فَالْفَ الْمَقَامَاتِ، وَهُوَ أُسْلُوبُ الْكِتَابَةِ الْمُسَجَّعَةِ الْمُخْتَمَرِ، وَتَهَيَّاتُ لِقَبُولِهَا النَّفُوسُ فَعَكَفَ عَلَيْهَا الْعَالَمُ الْإِسْلَامِيُّ دِرَاسَةً وَشَرَحَاوْ تَقْلِيدًا وَحِفْظًا، وَتَغْلَغَلَتْ فِي مَدَارِسِ الْفِكْرِ وَالْأَدَبِ، وَبَقِيَتْ مُسَيِّطِرَةً عَلَى الْعُقُولِ وَالْأَقْلَامِ أَطْوَلَ مُدَّةٍ تَمَتَّعَ بِهَا كِتَابُ أَدَبِيٍّ، وَمَا ذَاكَ لِفَضْلِ الْكِتَابِ بَلْ لِأَنَّهُ قَدْ وَافَقَ هَوَى النَّفُوسِ وَصَادَفَ عَصْرَ الْجُمُودِ وَالْعَقَمِ الْأَدَبِيِّ فِي الْعَالَمِ الْإِسْلَامِيِّ .

چنانچہ ابو القاسم حریری آئے اور انہوں نے ”مقامات“ تالیف کی وہ انشاء کا مسجع و مخمور اسلوب تھا لوگ اس کو قبول کرنے کیلئے آمادہ ہو گئے چنانچہ عالم اسلام اس کے پڑھانے، شرح کرنے، اتباع کرنے اور یاد کرنے میں منہمک ہو گیا اور یہ کتاب فکر و ادب کے مدارس میں زبردستی داخل ہو گئی۔ اتنی مدت دراز تک جتنی مدت کی وجہ سے کوئی ادبی کتاب فائدہ حاصل کر سکتی ہے یہ کتاب قلم اور عقلوں میں باقی رہی (اس دوران) ادبی محررین اس سے لطف اندوز ہوتے رہے، یہ (سب کچھ) کتاب کی فضیلت کی وجہ سے نہیں تھا بلکہ اس وجہ سے تھا کہ یہ ان کی نفسانی خواہشات کے موافق تھی اور کتاب نے زمانہ کا خشک ہونا (اہل ادب سے) اور عالم اسلام میں ادبی بانجھ پن پایا تھا۔

المختمر : خمر (افتعال) اختماز اشراب بن جانا، اور ہنی ڈالنا (ن) خُمِرَا چھپانا، شراب پلانا (س) خُمِرَ اِمْشُوْهُ ہونا، سابقہ حالات سے بدل جانا (تفعیل) خُمِرَاؤْ هَانِبَ لِينَا (مفاعلة) مخمرۃ بیچ میں دھوکہ دینا (افعال) اِخْمَارًا اِچھینا، چھپانا، غافل کرنا۔ تَهَيَّاتُ : ہئی (تفعیل) تھہیۡۡۡۡ اتیار ہونا، آمادہ ہونا (ض، ک، س) هَيَّيْتُۡۡۡ خُشْ شُكْلُ ہونا (تفعیل) تھہیۡۡۡۡۡ تھہیۡۡۡۡۡ اور ست کرنا (مفاعلة) مہایاۡۡۡۡ موافقت کرنا۔ تَغْلَغَلَتْ : غلغل (تفعیل) تغلغل

تحتی سے داخل ہونا (فعلل) غفلتِ تحتی سے داخل ہونا، جلدی کرنا۔ صادف: صدف (ن)،  
(ض) صدفا، صدوفا پھر جانا (ض) صدفا بصلہ [عن] اعراض کرنا، پھیر دینا (س) صدفا  
گھوڑے کی رانوں کا قریب ہونا اور کھروں کا دور ہونا (افعال) اصدافاً بصلہ [عن]  
پھیر دینا، بٹا دینا (مفاعله) مصادفتاً پانا۔

ثُمَّ جَاءَ الْقَاضِي الْفَاضِلُ، مُجَدِّدُ أَسْلُوبِ الْحَرِيرِيِّ وَبِالْأَصَحِّ مَقْلَدُهُ،  
وَهُوَ وَزِيرُ أَعْظَمَ دَوْلَةِ إِسْلَامِيَّةٍ فِي عَصْرِهَا، وَكَاتِبٌ سَرَّ أَحَبِّ سُلْطَانٍ فِي  
عَهْدِهِ صَلَاحُ الدِّينِ الْأَيُّوبِيِّ قَاهِرِ الصَّلِيبِيِّينَ وَمُعِيدِ مَجْدِ الْمُسْلِمِينَ، فَانْتَشَرَ  
أَسْلُوبُهُ فِي الْعَالَمِ الْإِسْلَامِيِّ وَحَرَصَ عَلَى تَقْلِيدِهِ الْكُتَّابُ وَالْمُنَشُّونَ فِي  
إِنْجَاءِ الْمَمْلَكَةِ الْإِسْلَامِيَّةِ.

پھر قاضی الفاضل (جن کا مختصر تعارف آگے آ رہا ہے) آئے جو کہ علامہ حریری  
کے اسلوب کی تجدید کرنے والے بلکہ صحیح بات یہ ہے کہ ان کے مقلد تھے، یہ اپنے زمانے  
کی دولت اسلامیہ کے وزیر اعظم اور اپنے زمانے کے محبوب ترین بادشاہ صلاح الدین  
ایوبی جو کہ عیسائیوں پر غالب آنے والے اور مسلمانوں کی ناموری واپس لانے والے ہیں  
کے راز کو لکھنے والے تھے چنانچہ ان کا طرز تحریر عالم اسلام میں شہرت پا گیا اور مملکت اسلامیہ  
کے اطراف میں محررین اور انشاء پردازان کی پیروی میں حرص کرنے لگے۔

وَهَكَذَا بَقِيَ أَسْلُوبٌ وَجِدَّ يَتَحَكَّمُ فِي الْعَالَمِ الْإِسْلَامِيِّ وَيَسِيطِرُ عَلَى  
الْأَوْسَاطِ الْأَدَبِيَّةِ وَأَصْبَحَ مَا خَلَفَهُ هَؤُلَاءِ الْكُتَّابُ الْمُتَصَنِّعُونَ مِنْ تَرَاثِ أَدَبِيٍّ  
هُوَ الْمَعْنَى بِالْأَدَبِ الْعَرَبِيِّ، وَجَاءَ الْمُورِّخُونَ لِلْأَدَبِ فَاعْتَبَرُوا هُمْ أَيْمَةَ الْبَلَاغَةِ  
وَأَمْرَاءَ الْبَيَانِ وَأَصْحَابَ الْأَسَالِيبِ وَقَدَّمُوا مَا كَتَبُوهُ وَعَرَضُوا لِلدَّارِسِينَ وَ  
الْبَاحِثِينَ وَقَلَّدَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا وَتَأَقَّلَوْهُ، وَأَصْبَحَتْ كُتُبُ التَّارِيخِ وَالْأَدَبِ نُسْخَةً  
وَاحِدَةً وَأَصْبَحَتِ الْكِتَابَةُ صُورَةً وَاحِدَةً مِنَ الْقُرْنِ التَّاسِعِ إِلَى الْقُرْنِ الثَّالِثِ  
عَشَرَ، لَا يَسْتَنِي مِنْهَا إِلَّا عَفْرَيَانِ اثْنَانِ، أَوَّلُهُمَا ابْنُ خَلْدُونٍ، وَثَانِيَهُمَا الْإِمَامُ أَحْمَدُ  
بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ الدَّهْلَوِيُّ (م ۱۱۶۷ھ) وَتَنَاسَى هَؤُلَاءِ مَا كَتَبَ غَيْرُهُمْ وَانْصَرَفَ  
النَّاسُ، حَتَّى الْبَاحِثِينَ مِنْهُمْ، عَنْ ذَخَائِرِ الْأَدَبِ الْعَرَبِيِّ الثَّمِينَةِ، وَلَمْ يَفَكِّرْ أَحَدٌ  
فِي أَنْ يَبْحَثَ التَّارِيخَ وَالسِّيَرِ وَالتَّرَاجِمَ وَفِي مُؤَلَّفَاتِ الْعُلَمَاءِ عَنْ قِطْعٍ أَدَبِيَّةٍ  
رَابِعَةٍ تَفُوقُ، فِي قُوَّتِهَا وَحَيَوِيَّتِهَا، وَسَلَاسَتِهَا وَسَلَامَتِهَا وَفِي بَلَاغَتِهَا وَجَمَالِ

لَعَنَهَا، عَلَى دَوَائِنِ أَدَبِيَّةٍ وَمَجَامِيعَ وَرَسَائِلِ أَكْبَرِ عَلَيْهَا النَّاسُ وَافْتَتَوْا بِهَا.

اسی طرح عالم اسلام میں ادب کے حلقوں کے درمیان یہ نزالات پر تحریر مشہور ہوا اور چھایا رہا، ان تصنیع کرنے والے محررین نے جو ادب عربی کی میراث پیچھے چھوڑی وہی ادب عربی کا معنی بن گئی پھر ادب کے مؤرخین آئے انہوں نے (ان مذکورہ لوگوں کو) بلاغت کے امام، بیان کے بادشاہ اور اصحاب الاسالیب اعتبار کیا، انہوں نے جو کچھ لکھا تھا وہ (ان مؤرخین نے) طلبہ اور بحث و تفتیش کرنے والوں کے سامنے لا کر پیش کر دیا، ان میں سے بعض نے بعض کی پیروی کی اور ایک دوسرے سے نقل کیا (اس کے نتیجے میں) تاریخ و ادب کی کتابیں ایک ہی نسخہ بن گئیں اور نویں صدی سے تیرھویں صدی تک ایک ہی طرز کی کتابت ہو گئی اس سے کوئی بھی مستثنیٰ نہیں، سوائے دو غیر معمولی عظیم شخصیتوں کے، ان میں سے پہلے ابن خلدون اور دوسرے امام احمد بن عبد الرحیم دہلوی (متوفی ۱۱۶۷ھ) ہیں ان مؤرخین نے وہ سب کچھ اپنے آپ سے اوجھل کر دیا جو ان کے علاوہ دوسرے لوگوں نے لکھا تھا اور تمام لوگوں سے حتیٰ کہ ادب عربی کے قیمتی ذخائر سے بحث و تفتیش کرنے والوں سے بھی انحراف کیا، ان میں سے کسی نے نہ سوچا کہ وہ تاریخ، سیر، حالات اور علماء کے ان ادبی، خوشنماشہ پاروں کی تالیفات میں بحث کریں جو اپنی قوت، ہیبت، روانی، سلامتی، بلاغت اور لغت کے جمال میں ان ادبی دفاتر، مجموعوں اور رسائل پر فائق ہیں جن پر لوگ اوندھے منہ گرے اور ان کی وجہ سے فتنہ میں پڑ گئے۔

ویسیطر: سطر (فعل) سطرۃ نگہبان ہونا، داروغہ ہونا۔ رانعة: تعجب خیز، خوشگوار، حسن یا بہادری کی وجہ سے تعجب میں ڈالنے والا، خوش کن [جمع رَوَاعٍ، رَوْعٌ۔  
بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۳۹ پر ہے۔ سلاستھا: سلس (س) سلاستہ، سلو سا، آسانی سے مطیع ہونا (تفعل) تسلسنا لکننا، تسلس [نری، تابعداری۔ اکب: کب (ن) کبا اوندھا کر دینا، پچھاڑنا، بھاری ہونا (فعال) اکبا یا پچھاڑنا، سرنگوں ہونا (تفاعل) تکبا بھیز کرنا (تفعل) تکلبا کپڑے میں لپٹنا (انفعال) انکبا بالازم ہونا۔

هَذَا وَقَدْ بَقِيَ طَائِفَةٌ مِنَ الْعُلَمَاءِ، حَتَّى فِي عَصْرِ الْإِنْحِطَاطِ الْأَدَبِيِّ،  
غَيْرِ خَاصِعِينَ لِأَسْلُوبِ تَقْلِيدِيٍّ فِي عَصْرِهِمْ، مُتَحَرِّرِينَ مِنَ السَّجْعِ وَالْبَدِيعِ  
وَالصَّنَائِعِ وَالْمُحْسِنَاتِ اللَّفْظِيَّةِ يَكُونُونَ فِي لُغَةٍ عَرَبِيَّةٍ نَقِيَّةٍ وَفِي أَسْلُوبٍ  
مَطْبُوعٍ يَسْتَدْفِقُ بِالْحَيَاةِ، إِذَا قَرَأَهُ الْإِنْسَانُ مَلَكُهُ الْإِعْجَابُ وَآمَنَ بِفِكَرِهِمْ وَ

خَضَعَ لِعَقِيدَتِهِمْ وَلِمَا يَفْرُرُونَ، وَهَذِهِ الْقِطْعُ الَّتِي طُوِيَتْ فِي أَثْنَاءِ كُتُبِ عِلْمِيَّةٍ  
أَوْ دُنييَّةٍ فَجَهِلَهَا الْأَدَبَاءُ وَرَهَدَ فِيهَا تَلَامِيذُ الْأَدَبِ هِيَ مِنْ بَقَايَا الْأَدَبِ الْعَرَبِيِّ  
الْأَصِيلِ، وَهِيَ الَّتِي عَاشَتْ بِهَا الْعَرَبِيَّةُ هَذِهِ السَّيْنِ الطَّوَالَ وَهِيَ الَّتِي يَفْرُعُ  
إِلَيْهَا الْمُتَأَدِّبُ الْمُتَدَوِّقُ وَهِيَ رِيَاضُ خَضِرَاءٍ فِي صَحْرَاءِ الْعَرَبِيَّةِ الْقَاجِلَةِ الَّتِي  
تَمْتَدُّ مِنْ عَصْرِ ابْنِ الْعَمِيدِ إِلَى عَصْرِ الْقَاضِي الْفَاضِلِ إِلَى أَنْ جَاءَ ابْنُ خُلْدُونِ.

اس کے ساتھ ساتھ علماء کی ایک ایسی جماعت ادبی پستی کے زمانوں میں بھی باقی  
رہی جو اپنے زمانہ کے تقلیدی اسلوب کی طرف مائل نہیں ہوئی۔ جمع بندی، بدیع صنائع اور  
محسنات لفظیہ سے آزاد، صاف و شفاف عربی اور ایسے ڈھلے ہوئے اسلوب میں لکھتے اور  
تالیف کرتے جو زندگی میں جوش پیدا کر دیتا ہے۔ جب انسان اس کو پڑھتا ہے تو اسکو حیرت  
کا مالک بنا دیتی ہے (حیرت میں ڈوب جاتا ہے) ان کی فکر کو تسلیم کر لیتا ہے، ان کی عقیدت  
اور ان کی ثابت کردہ بات کے لئے فروتنی کا اظہار کرتا ہے۔ یہی وہ قطعے ہیں جو علمی یا دینی  
کتب میں سموئے گئے اور ادباء ان سے ناफल ہوئے، طلباء ادب ان سے بے رغبت رہے  
(حقیقت میں) یہی اصلی ادب عربی کا بقیہ جات ہیں، انہی کی وجہ سے عربی ان کئی سالوں  
میں باقی رہی، انہی کی طرف ذوق و ادب کے طالب فریاد چاہتے ہیں اور یہ عربی کے ان  
بے رونق بیابانوں میں سرسبز باغ ہیں جو ابن عمید کے زمانے سے قاضی الفاضل کے زمانے  
تک پھیلے رہے یہاں تک کہ ابن خلدون کا زمانہ آگیا۔

**تدقق:** (تفعل) تدققا تیزی سے گرنا، زور سے گرنا (ض، ن) و ثقا زور سے  
گرانا (ن) و ثقا، و ثقا بھر کر بہنا، گرانا (إفعال) إ دققا گرا کر خالی کر دینا۔ **طوی:** طوی  
(ض) طویا لینا، بھوکے رہنے کا ارادہ کرنا (س) طوی بھوکا ہونا (الفعال) انطواء جمع ہونا  
(الفعال) انطواء لینا جانا۔ **المقاحلة:** قح (ف) قحولا (س) قحلا خشک ہونا (إفعال) (القحلا  
خشک کرنا (مفاعلة) مقاحلة کسی چیز سے لازم رہنا (تفعل) قحلا بڑھا۔ پے کی وجہ سے خشک  
کھال والا ہونا۔

إِنْ مَا كَانَ كُتُبُ هَؤُلَاءِ الْعُلَمَاءِ غَيْرَ مُعْتَقِدِينَ أَنَّهُمْ يَكْتُبُونَ لِلْأَدَبِ  
وَلَا زَاعِمِينَ أَنَّهُمْ فِي مَكَانَةٍ عَالِيَةٍ مِنَ الْإِنْشَاءِ هُوَ الَّذِي يُسَعِدُ الْعَرَبِيَّةَ وَيُشْرِفُهَا  
أَكْثَرَ مِمَّا يُسَعِدُهَا وَيُشْرِفُهَا كِتَابَاتُ الْأَدَبَاءِ وَرَسَائِلُهُمْ وَمَوْضُوعَاتُهُمْ الْأَدَبِيَّةُ،  
وَأَخَافُ لَوْ أَنَّهُمْ قَصَدُوا الْأَدَبَ وَتَكَلَّفُوا الْإِنْشَاءَ لَفَسَدَتْ كِتَابَتُهُمْ وَفَقَدَتْ



ذَلِكَ الرَّوْنَقِ وَتِلْكَ الْعُدُوبَةُ الَّتِي تَمْتَرُ بِهَا كِتَابَتُهُمْ وَخَسَرْنَا هَذِهِ الْقِطْعَ  
الْحَمِيْلَةَ الْمَلِيْنَةَ بِالْحَيَاةِ، فَقَدْ التَّصَقَّتْ بِالْأَدَبِ شُرُوطٌ وَصِفَاتٌ وَتَقَالِيْدٌ هِيَ  
الْمُفْسِدَةُ لَهُ، الطَّامِسَةُ نُورِهِ، فَلَا بُدَّ فِيهِ مِنَ السَّجْعِ وَالصَّنَاعَةِ وَلَا بُدَّ فِيهِ مِنَ  
الْبَدِيعِ وَالْمُحْسِنَاتِ اللَّفْظِيَّةِ وَلَا بُدَّ مِنَ تَقْلِيدِ مَنْ يُعَدُّ فِي الطَّبَقَةِ الْأُولَى مِنَ  
الْأَدَبَاءِ، أَمَّا الْكُتَابَاتُ الْعِلْمِيَّةُ التَّارِيخِيَّةُ أَوِ الدِّينِيَّةُ فَلَيْسَتْ فِيهَا هَذِهِ الْأَلْتِزَامَاتُ  
وَهَذِهِ الشُّرُوطُ فَتَأْتِي أُنْبَلَعُ وَأُجْمَلُ -

بلاشبہ ان علماء نے جو کچھ بھی لکھا اس اعتقاد سے نہیں لکھا کہ وہ ادب کے لئے لکھ  
رہے ہیں اور نہ ہی اس گمان سے کہ وہ انشاء پر دازی کے کسی اونچے مقام پر (فائز) ہیں اور یہی  
چیز عربی کو زیادہ درست اور سیدھا کرتی ہے نسبت اس درستگی اور سدھائی کے جس کو ادیبوں نے  
اپنے مضامین، رسائل اور ادبی موضوعات میں کیا ہے، مجھے تو ڈر ہے کہ اگر وہ ادب کا قصد کرتے  
اور انشاء پر دازی کا تکلف کرتے تو ان کی تحریر خراب ہو جاتی اور وہ رونق و چاشنی ختم ہو جاتی جس  
کی بناء پر ان کی تحریر ممتاز ہوئی اور ہم ان خوبصورت زندگی سے بھرپور شہ پاروں سے محروم ہو  
جاتے۔ ادب کے ساتھ ایسی شرطیں، صفات اور رسوم چپکا دیئے گئے جو اس کو خراب کر نیوالے  
ہیں اور اس کے نور کو بجھا دینے والے ہیں چنانچہ اس میں مجمع اور صناعت ناگزیر ہیں، بداعت  
اور محسنات لفظیہ ضروری ہیں اور جن ادیبوں کو طبقہ اولیٰ میں شمار کیا گیا ہے ان کی تقلید لازم ہے۔  
یہی بات ان علمی، تاریخی یا دینی مضامین کی چونکہ ان میں یہ التزامات اور اندھی شرائط نہیں ہیں  
لہذا وہ انتہائی بلیغ اور خوبصورت طریقہ پر نمودار ہوئے ہیں۔

**التصقت:** لصق (افعال) التصاق (س) لَصَقًا، لَصُوقًا چپکنا (إِفعال) إصاقتا  
چپکانا، زخمی کرنا (مفاعله) ملاصقة چپکانا۔ **الطامسة:** [جمع] طامسات، طوامس۔ طمس (ن)،  
(ض) طَمَسًا، طَمُوسًا (تفعل) (تَطَمَسًا) (افعال) انطامسا بے نور ہونا، مٹنا (ض) طَمَسًا مٹانا،  
ہلاک کرنا، ڈھانپ لینا (ض) طَمَسًا اندازہ کرنا۔

وَنَرَى الْكَاتِبَ الْوَاحِدَ إِذَا تَنَاوَلَ مَوْضُوعًا دَبِيًّا وَتَكَلَّفَ الْإِنْشَاءَ تَدَلَّى  
وَأَسْفَ وَتَعَسَّفَ وَتَكَلَّفَ بَوْلَمْ يَأْتِ بِخَيْرٍ، وَإِذَا اسْتَرْسَلَ فِي الْكَلَامِ وَكَتَبَ فِي  
مَوْضُوعٍ عِلْمِيٍّ أَوْ دِينِيٍّ أَحْسَنَ وَأَجَادَ، هَكَذَا نَرَى الزَّمَحْشَرِيَّ مُتَكَلِّفًا مُقْلَدًا  
فِي (أَطْوَاقِ الذَّهَبِ) وَكَاتِبًا مُوَفَّقًا بَلِيغًا فِي مُقَدِّمَةِ (الْمُفَصَّلِ) وَفِي مَوَاضِعَ  
مِنْ تَفْسِيرِهِ (الْكُشَافِ) وَنَجِدُ ابْنَ الْجَوْزِيِّ غَيْرَ مُوَفَّقٍ فِي كِتَابِهِ (الْمُدْهَشِ)

وَكِتَابًا مُتَرَسَّلًا بِلِغَايَ كِتَابِهِ (صَيْدُ الْخَاطِرِ) وَظَنُّى أَنَّهُمَا كَانَا يَعْتَبِرَانِ أَثَرِيَهُمَا  
الْأَدَبِيَيْنِ (أَطْوَاقُ الذَّهَبِ) وَ(الْمُدْهَشِ) مِنْ أَفْضَلِ كِتَابَاتِهِمَا الْأَدَبِيَّةِ الَّتِي  
يَعْتَمِدَانِ عَلَيْهَا وَيَفْتَخِرَانِ بِهَا وَلَعَلَّ عَصْرَهُمَا صَفَقَ لِهَذَيْنِ الْكِتَابَيْنِ الْأَطْوَاقِ  
وَالْمُدْهَشِ أَكْثَرَ مِمَّا صَفَقَ لِكِتَابَاتِهِمُ الْعِلْمِيَّةِ وَالْأَدَبِيَّةِ وَالْدِّيْنِيَّةِ. وَلَكِنْ قَاضَى  
الزَّمَانُ وَحَاكَمَ الذَّوْقُ قَدْ حَكَمًا بِالْعَدْلِ، وَلَيْسَ الْيَوْمَ لِلْكِتَابَيْنِ الْأَوَّلَيْنِ قِيَمَةٌ  
كَبِيرَةٌ، أَمَّا صَيْدُ الْخَاطِرِ وَتَلْيِيسُ الْإِبْلِيسِ وَالْمُفْصَّلُ وَالْكَشَافُ فَهِيَ جَدِيدَةٌ  
بِالْبَقَاءِ جَدِيدَةٌ بِكُلِّ اعْتِنَاءٍ.

ہم ایک محرر کو دیکھتے ہیں کہ جب وہ کسی ادبی موضوع کو اختیار کرتا ہے، انشاء میں  
دشواری اٹھاتا ہے، اوپر سے نیچے آتا ہے، معمولی کاموں میں الجھتا ہے، بے راہ روی اختیار کرتا  
ہے، تکلف کرتا ہے، کوئی بہتری نہیں لاتا مگر جب گفتگو میں وسعت پیدا کرے اور کسی علمی یا  
دینی موضوع کے متعلق لکھے تو اچھے اور عمدہ طریقے سے (لکھتا) ہے۔ اسی طرح ہم علامہ  
زبیرؒ کو دیکھتے ہیں کہ وہ (اپنی کتاب) ”أطواق الذهب“ میں تکلف کرنے والے مقلد  
نظر آتے ہیں، ”المفصل“ کے مقدمہ اور تفسیر ”الکشاف“ کی کئی جگہوں میں ایک بامراد بلیغ  
محرر نظر آتے ہیں، ہم ابن جوزیؒ کو اپنی کتاب ”المدھش“ میں ناکام پاتے ہیں اور ”صید الخاطر“  
میں ایک رواں بلیغ کا تب پاتے ہیں میرا گمان تو یہ ہے کہ یہ دونوں حضرات اپنے ان دو ادبی اثر  
(اطواق الذهب، اور المدھش) کو اپنے ان تمام ادبی مضامین سے افضل سمجھتے ہیں جن پر اعتماد  
اور فخر کرتے ہیں، شاید ان کا زمانہ ان دو کتابوں (اطواق الذهب، المدھش) کو ان کی  
دوسری علمی، دینی اور ادبی کتابوں سے زیادہ قبول کرتا ہو لیکن زمانہ شناس اور باذوق آدمی انصاف  
سے فیصلہ کرتے ہیں اور آج ان پہلی دو کتابوں کی کوئی بڑی قیمت نہیں ہے۔ باقی رہی بات  
صید الخاطر، تلخیص الإبلیس، المفصل اور کشاف کی تو یہ باقی رکھنے اور انتہائی اہتمام کے لائق ہیں۔

اسف: اسف (س) اسفاً غمکین ہونا، افسوس کرنا (إفعال) ایسا فاعل غمناک کرنا،  
غمکین کرنا (تفعیل) اسفاً افسوس کرنا۔ تعسف: عسف (تفعیل) تعسفاً ظلم کرنا، ہٹ جانا  
(ض) عسفاً ظلم کرنا، خدمت لینا (إفعال) اسفاً رات میں بے راہ چلنا، غلام سے سخت کام  
لینا (تفعیل) تعسفاً بغیر علامت نشان کے چلنا (افعال) اعتسافاً بغیر جانے پہچانے راستہ کو  
چلنا، ظلم کرنا۔ استسر سئل: رسل (استفعال) بصلہ [فی] استر سالاً وسعت کرنا (س) رسلًا،  
رسالة نرم چال چلنا، لٹکا ہوا ہونا (تفعیل) ترسلًا آہستہ آہستہ کسی کام کو کرنا (إفعال) إرسالًا

بھیجنا، چھوڑنا (تفعل) ترسنا نرمی کرنا، رسول ہونے کا دعویٰ کرنا۔ جدید: جدر (ک) جدر آ رہا  
 لائق ہونا (ن) جدر لائق و مناسب بنانا، گھیرنا، اوٹ میں ہو جانا (إفعال) جدر [الغبت]  
 کو نیل نکلتا (تفعیل) تجدیر (إفعال) جدر [الحائط] دیوار بنانا۔ اعتناء: عنی (إفعال)  
 اعتناء، اہتمام کرنا، نازل ہونا (ض) عتیا نازل ہونا، مفید ہونا، عتیا، مشغول کرنا حفاظت  
 کرنا (س) عتیا مفید ہونا، عتیا، تھکنا (إفعال) عتیا (تفعیل) تعدیہ تکلیف پہنچانا (مفاعله)  
 معاناة مشقت برداشت کرنا، حفاظت کرنا، مداراة کرنا۔

لَيْسَ السَّرُّ فِي فَضْلِ هَذِهِ الْكُتَابَاتِ الْعِلْمِيَّةِ وَالذِّنِّيَّةِ وَتَأْثِيرِهَا وَ  
 قُوَّتِهَا وَجَمَالِهَا هُوَ التَّحَرُّزُ مِنَ السَّجْعِ وَالْبَدِيعِ وَتَرْسُلِهَا فَحَسْبُ، بَلِ السَّبَبُ  
 الْأَكْبَرُ هُوَ أَنَّ هَذِهِ الْكُتَابَاتِ قَدْ كُتِبَتْ عَنْ عَقِيدَةٍ وَعَاطِفَةٍ وَعَنْ فِكْرَةٍ وَافْتِنَاعٍ  
 وَعَنْ حَمَاسَةٍ وَعَزَمٍ. أَمَّا الْكُتَابَاتُ الْأَدَبِيَّةُ فَقَدْ كَانَ غَالِبُهَا يُكْتَبُ بِالْإِفْتِرَاحِ مِنْ  
 مَلِكٍ أَوْ زَيْرٍ أَوْ صَدِيقٍ أَوْ لِإِرْضَاءِ شَهْوَةِ الْأَدَبِ أَوْ تَحْقِيقِ رَغْبَةِ الْمُجْتَمَعِ  
 أَوْ حُبًّا لِلظُّهُورِ وَالشُّفُوقِ، وَهَذِهِ كُلُّهَا دَوَّافِعُ سَطْحَةٍ لَا تَمْنَحُ الْكِتَابَةَ الْقُوَّةَ  
 وَالرُّوحَ وَلَا تُسَبِّغُ عَلَيْهَا بِلَاسَ الْبَقَاءِ وَالْخُلُودِ وَلَا تُعْطِيهَا التَّأْثِيرَ فِي النُّفُوسِ  
 وَالْقُلُوبِ، وَالْفَرْقُ بَيْنَهُمَا بَيْنَ الْكُتَابَاتِ الْمُنْبِعَةِ مِنَ الْقَلْبِ وَالْعَقِيدَةِ كَالْفَرْقِ  
 بَيْنَ الصُّورَةِ وَالْإِنْسَانِ وَكَالْفَرْقِ بَيْنَ النَّائِحَةِ وَالشَّكْلِي.

ان علمی اور دینی کتابوں کی فضیلت، تاثیر، قوت اور جمال کا از صرف ان کا جمع و  
 بداعت اور ترسل کے ساتھ تحریر ہونا ہی نہیں ہے بلکہ سب سے بڑا سبب یہ ہے کہ یہ کتابیں  
 ایک عقیدے، جذبے، نظریے، اطمینان، غیرت اور عزم کے ساتھ لکھی گئی ہیں، رہی ادبی  
 کتابیں تو وہ عام طور پر کسی بادشاہ، وزیر یا کسی ساتھی کی فرمائش پر یا ادب کی شہوت کو راضی کرنے  
 یا عوام کی چاہت کی تحقیق یا خود ظاہر ہونے اور چھنا جانے کی محبت کی وجہ سے لکھی جاتی ہیں،  
 یہ سب سطحی جھیلیں ہیں جو کتاب کو قوت اور روح عطا نہیں کرتیں، ہیئگی اور بقاء کا جامہ نہیں  
 پہناتیں، دلوں اور نفوس میں تاثیر نہیں بخشتیں۔ ان کتابوں میں اور ان کتابوں میں جو دل  
 اور عقیدے سے پروان چڑھتی ہیں ایسا فرق ہے جیسا کہ انسان اور تصویر میں، نوحہ کر نیوالی  
 اور اپنے بچے کی گمشدگی پر رونے والی عورت میں فرق ہے۔

اقتناع: قنع (إفعال) اقتناعاً راضی ہونا، اپنے مقام پر واپس آنا (ف، س) قنعا  
 اپنے مقام پر واپس آنا، دوپٹہ اوڑھنا (تفعیل) تنقیحاً راضی کرنا (إفعال) قنعا بلند کرنا

(تفعل) تفعلاً بحکف قناعت کرنا۔ الاقتراح: قرح (افعال) اقترحاً بصلہ [علی] خواہش کرنا (ف) قرحاً (تفعیل) تقرحاً زخمی کرنا (ف) قرحاً، قرحاً (س) قرحاً پانچ سال کا ہونا (ف) قرحاً، قرحاً حامل ظاہر ہونا (تفعل) تقرحاً تیاری کرنا۔ دوافع: جھیلیں، شبی مقامات جہاں سیلاب کا پانی جمع ہو جائے۔ لا تمنع: منہ (ف ض) منہ عطا کرنا (مفاعله) ممانعہ لگا تار عطیہ دینا (افعال) امتناعاً عطیہ لینا (تفعل) تمنعاً دوسرے کو کھانا۔ لا تسبیغ: سبغ (إفعال) إسباغاً پیننا، لمبا و کشادہ کرنا (ن) سبوغاً وسیع و فراخ ہونا، مائل ہونا۔ النائحۃ: نوحہ کرنے والی [جمع] النائحات، نواح، نوح، نوح۔ نوح (ن) نوحاً، نوحاً، نیاخا مردہ پرواویلا کرنا، کوکو کرنا (مفاعله) مناوحتہ مقابلہ کرنا (تفعل) تنوحاً جھولنا (تفاعل) تناوخاباً ہم مقابل ہونا، تیز چلنا (استفعال) استناوحتہ نوحہ کرنا، رو کر دوسرے کو رلانا۔ الشکلی: (مونث) بچہ گم کر نیوالی عورت [جمع] ثوارکل، شکالی۔ شکل (س) شکلاً گم کرنا (إفعال) إشکالاً گم کر دینا، سامنے مرجانا۔

وَيَذْكُرُنِي هَذِهِ أَصَّةٌ رَوَيْنَا فِي الصَّبَا وَهُوَ أَنَّ كَلْبًا قَالَ لِعَزَالٍ مَالِي لَا الْحَقُّكَ وَأَنَا مَنْ نَعْرِفُ فِي الْعَدُوِّ وَالْقُوَّةُ؟ قَالَ لِأَنَّكَ تَعْدُو لِسَيِّدِكَ وَأَنَا أَعْدُو لِنَفْسِي وَقَدْ كَانَ هَؤُلَاءِ الْكِتَابُ الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ مَلَكَتْهُمْ فِكْرَةٌ أَوْ عَقِيدَةٌ أَوْ يَكْتُبُونَ لِأَنْفُسِهِمْ يَكْتُبُونَ إِبْجَابَةً لِسَيِّدِهِمْ ضَمِيرُهُمْ وَعَقِيدَتُهُمْ مُنْذَفِعِينَ مُنْبَعِثِينَ فَتَشْتَعِلُ مَوَاهِبُهُمْ وَيَفْضُ خَاطِرُهُمْ وَيَتَحَرَّقُ قَلْبُهُمْ فَتَشْتَالُ عَلَيْهِمُ الْمَعَانِي وَتَطَاوَعُهُمُ الْأَلْفَاظُ وَتَوَثَّرَ كِتَابَتُهُمْ فِي نَفُوسٍ قَرَأَتْهَا لِأَنَّهَا خَرَجَتْ مِنْ قَلْبٍ فَلَا تَسْتَقِرُّ إِلَّا فِي قَلْبٍ.

بچپن میں سنی ہوئی یہ حکایت بھی مجھے یہی یاد دلاتی ہے اور وہ یہ ہے کہ ایک کتے نے ہرن سے کہا میں تم تک نہیں پہنچ سکتا حالانکہ تم میری دوڑ اور قوت سے واقف ہو؟ ہرن نے جواب دیا اسلئے کہ تم اپنے آقا کے لئے دوڑتے ہو اور میں اپنے آپ کے لئے دوڑتا ہوں۔ یہ مؤمنین کا تبیین جن پر نظریے یا عقیدے یا اپنے جی کے لئے لکھنے کی بادشاہت تھی جب وہ اپنے ضمیر اور عقیدے کی آواز پر ہمہ تن مصروف ہو کر تیز روی سے لکھتے تو ان کے مواہب مشتعل ہو جاتے، ان کے دل بہہ جاتے اور جل جاتے، معانی کی ان پر آمد ہوتی اور الفاظ ان کے تابع ہو جاتے تھے، ان کا لکھنا ان کے قارئین کے دلوں پر اثر کرتا تھا اس لئے کہ جب وہ دل سے نکلتا تھا تو صرف دل ہی میں قرار پکڑتا تھا۔

أَمَّا هَؤُلَاءِ الْمُتَصَنُّعُونَ فَإِنَّهُمْ فِي كِتَابَتِهِمُ الْأَدْبِيَّةِ أَشْبَهَ بِالْمُمَثِّلِينَ قَدْ  
يُمَثِّلُونَ الْمُلُوكَ فَيَتَصَنَّعُونَ أَبْهَةَ الْمَلِكِ وَمُظَاهَرَةً، وَقَدْ يُمَثِّلُونَ الصُّغُلُوكَ  
فَيُظَاهِرُونَ بِالْفَقْرِ وَقَدْ يُمَثِّلُونَ السَّعِيدَ وَقَدْ يُمَثِّلُونَ الشَّقَى مِنْ غَيْرِ أَنْ يَذُوقُوا  
لَذَّةَ السَّعَادَةِ أَوْ يَكْتُوبُوا بِنَارِ الشَّقَاءِ. وَقَدْ يَعْتَزُّونَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يُشَارَكُوا الْمَفْجُوعَ  
فِي أَحْزَانِهِ وَقَدْ يَهْنَأُونَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يُشَارَكُوا السَّعِيدَ فِي أَفْرَاحِهِ.

رہے یہ مصنوعی کاتین تو یہ اپنی ادبی کتابوں میں ممتلین کے مشابہ زیادہ ہوتے ہیں، کبھی بادشاہوں کی مثال دیتے ہیں تو مصنوعی طور پر بادشاہ کا مظہر اور اس کی نخوت (تکبر) ظاہر کرتے ہیں، کبھی فقیروں کی مثال دیتے ہیں تو فقیر بن کر ظاہر ہوتے ہیں اور کبھی خوش بخت اور بد بخت کی مثال دیتے ہیں بغیر اسکے کہ نیک بختی کی لذت کو چمکیں یا بد بختی کی آگ سے دانے جائیں اور کبھی غمگین کے غم میں شریک ہوئے بغیر تعزیت کرتے ہیں اور کبھی نیک بخت کی خوشیوں میں شریک ہوئے بغیر اسکو مارک باد دیتے ہیں۔

انہیہ: نخوت، بڑائی، تکبر۔ اہیہ (تفعیل) تائبھا بصلہ [علی] تکبر کرنا، بڑا بننا (تفعیل) تائبھا خبردار کرنا، سمجھانا (ف) اُنْہا تائبھا جانا۔ الصَّعْلُوكُ: فقیر محتاج، کمزور  
اجمع اصعالیک۔ صعلک (فعلل) صعلکۃ محتاج بنانا، دبلا کرنا (تفعیل) تصعلک فقیر و  
محتاج ہونا۔ یکسووا: کوی (افتعال) اکتوواء داغ لگنا (ض) کتیا لوہے وغیرہ سے داغ دینا،  
ڈنٹ مارنا (إفعال) اکتوواء زبان سے تکلیف پہنچانا (مفاعله) مکاواۃ باہم گالی گلوچ دینا۔  
المفجوع: فجع (ف) فُججا (تفعیل) تجھجا دردمند کرنا، مصیبت زدہ بنانا (إفعال) إفجعا  
مصیبت زدہ کرنا (تفعیل) تفعجا دردمند ہونا۔ یھننن: ہننا (تفعیل) تھننا، تھننا ہننا کھا د

دینا (س) ہنأ خوش ہونا، لطف اُٹھانا (تفعل) تهنأ (ض، س، ن) ہنأ، ہنأ خوشوار ہونا۔  
هنأۃ بغیر رنج و مشقت کے حاصل ہونا (ف) ہنأ تیار کرنا (إفعال) إهنأ ادا کرنا۔

بِالْعُكْسِ مِنْ ذَلِكَ أَقْرَأُ كِتَابَاتِ الْغَزَالِي فِي (الْإِحْيَاءِ) وَفِي (الْمُنْقِذِ  
مِنَ الضَّلَالِ) وَأَقْرَأُ خُطْبَ عَبْدِ الْقَادِرِ الْجِيلِي ۖ مَصَاحِبُ مِنْهَا، وَأَقْرَأُ مَا كَتَبَهُ  
الْقَاضِي ابْنُ شَدَّادٍ عَنْ صَلَاحِ الدِّينِ، وَأَقْرَأُ مَا كَتَبَهُ شَيْخُ الْإِسْلَامِ ابْنُ تَيْمِيَّةٍ وَ  
يَلْمِزُهُ الْحَافِظُ ابْنُ قَيْمٍ الْجُوزِيُّ فِي كُتُبِهِمَا تَرَمَّازًا رَافِعًا لِلْكِتَابَةِ الْأَدَبِيَّةِ الْعَالِيَةِ  
يَسْتَدْفِقُ قُوَّةَ وَحْيَةٍ وَتَأْيِيدًا، وَذَلِكَ هُوَ الْأَدَبُ الْحَيُّ الْخَلْقِيُّ بِالْبَقَاءِ وَلَا سَبَبَ  
لِذَلِكَ إِلَّا أَنَّهُ كُتِبَ عَنْ عَقِيدَةٍ وَعَاطِفَةٍ.

اس کے برعکس آپ امام غزالی رحمہ اللہ کی ”الاحیاء“ اور ”المنقذ من الضلال“،  
عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ کے صحیح خطبات، قاضی ابن شداد کا دین کی اصلاح کے بارے میں  
لکھا ہوا، شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور ان کے شاگرد رشید حافظ ابن قیم الجوزی نے اپنی کتابوں میں  
جو کچھ لکھا ہے اس کا مطالعہ کریں تو اونچی ادبی کتابت کی انوکھی مثالیں دیکھیں گے، جس سے  
قوت، حیات، اور تاثیر پھوٹی ہے اور یہی زندہ ادب ہے جو کہ باقی رہنے کے قابل ہے اور  
اس کا سبب صرف وہی ہے کہ یہ عقیدے اور جذبے سے لکھا گیا ہے۔

وَهَذَا لِك شَيْءٍ آخَرٍ وَهُوَ أَنَّ الْإِيمَانَ وَصَفَاءَ النَّفْسِ وَالِإِسْتِغَالَ بِاللَّهِ  
وَالْعَزُوفَ عَنِ الشَّهَوَاتِ يَمْنَحُ صَاحِبَهُ صَفَاءَ حَسٍّ وَلَطَافَةَ نَفْسٍ وَعَذُوبَةَ  
رُوحٍ وَنُفُوذًا إِلَى الْمَعَانِي الدَّقِيقَةِ وَاقْتِدَارًا عَلَى التَّعْبِيرِ الْبَلِيعِ فَتَأْتِي كِتَابَتُهُ  
كَأَنَّهَا قِطْعَةٌ مِنْ نَفْسٍ صَاحِبِهَا وَصُورَةٌ لِرُوحِهِ خَفِيفَةٌ عَلَى النَّفْسِ مُشْرِقَةٌ  
الدِّيَابِجَةِ لَطِيفَةُ السَّبَكِ بَارِعَةٌ فِي التَّصْوِيرِ لِذَلِكَ كَانَ مِنَ الْأَدَبِ الصُّوفِيِّ  
وَفِي كَلَامِ الصَّالِحِينَ الْعَارِفِينَ قِطْعٌ أَدَبِيَّةٌ خَالِدَةٌ لَمْ تَفْقِدْ جَمَالَهَا وَقُوَّتَهَا عَلَى  
مَرِّ الْعُصُورِ وَالْأَجْيَالِ، وَتَرَى مِنْ ذَلِكَ نَمَازِجَ فِي كَلَامِ السَّادَةِ الْحَسَنِ  
الْبَصْرِيِّ وَابْنِ السَّمَكِ وَالْفُضَيْلِ بْنِ عِيَّاضٍ وَابْنِ عَرَبِيِّ الطَّائِبِيِّ تَعُدُّ مِنْ  
مَحَاسِنِ الْعَرَبِيَّةِ، وَأَقْرَأُ عَلَى سَبِيلِ الْمَثَالِ الْجَوَارِ الَّذِي دَارَ بَيْنَ ابْنِ عَرَبِيِّ  
وَنَفْسِهِ وَسَجَّلَهُ فِي كِتَابِهِ (رِسَالَةُ رُوحِ الْقُدُسِ).

یہاں ایک چیز اور ہے وہ یہ کہ ایمان اور خالص نفس، اشتغال باللہ اور شہوات سے  
کنارہ کشی اپنے صاحب کو جس کی صفائی، نفس کی لطافت، روح کی مٹھاس، دقیق معانی کی

طرف نفوذ اور بلوغ تعبیر پر قدرت بخشتا ہے تو اس سے ایسی کتابت صادر ہوتی ہے گویا کہ وہ لکھنے والے کے نفس کا نکلوا ہے اور اس کی روح کی تصویر ہے۔ وہ تحریر نفس پر خفیف، چمکتے چہرے والی، باریک پٹھلے والی اور تصویر میں باکمال ہوتی ہے اسی وجہ سے صوفی ادب میں، عارفین اور صالحین کے کلام میں ایسے ادبی قطعے ہیں جو ہمیشہ رہنے والے ہیں اور انہوں نے زمانوں اور نسلوں کے گزرنے کے باوجود اپنی قوت اور جمال کو گم نہیں کیا، اس کی مثالیں آپ دیکھ سکتے ہیں مثلاً: حسن بصریؒ، ابن ساکؒ، فضیل بن عیاضؒ اور ابن عربی الطائیؒ کے کلام میں جو کہ عربیت کے محاسن میں شمار کئے جاتے ہیں مثال کے طور پر آپ وہ مکالمہ پڑھیں جو کہ ابن عربی نے اپنے نفس سے کیا اور اس کو اپنی کتاب ”رسالۃ روح القدس“ میں لکھا ہے۔

**العزوف:** عزف (ن، ض) عزفا، عزفا بے رغبتی کرنا، ملول کرنا، منع کرنا (تفعلیل) تعزیفاً آواز دینا (إفعال) إعزافاً ہوا کی سرسراہٹ سننا (تفاعل) تعازفاً ایک دوسرے کی جھو کرنا، آپس میں فخر کرنا۔ **السبک:** سبک (ن، ض) سبکاً (تفعلیل) تسبکاً پکھلا کر سانچہ میں ڈالنا، مہذب بنانا (انفعال) انساکاً پکھلنا، ڈھلنا۔ **بیارة:** برع (ن، س) برعاً بڑا عتہ، بڑو عالم یا فضیلت یا جمال میں کامل ہونا، چڑھنا (تفعّل) تبرعاً صدقہ کرنا، تبرع کرنا۔ **الأجبال:** [مفرد] الجبل۔ ایک زمانہ کے لوگ، قوم، صدی، دیگر جمع جبال بھی آتی ہے۔ **الحوار:** حوار (مفاعلة) محاورۃ وحوار گفتگو کرنا، جواب دینا (ن) حواراً، محاورۃ واپس ہونا، متحیر ہونا (إفعال) إحارۃ جواب دینا (تفاعل) تحواراً ایک دوسرے سے گفتگو کرنا۔ **سجل:** سجل (تفعلیل) تسجلاً ضبط تحریر کرنا، لکھنا (ن) سجلاً پھینکنا، گرانا (مفاعلة) مساجلۃ کسی سے مقابلہ کرنا۔

إِنَّ هَذِهِ الْقِطْعَ الْأَدَبِيَّةَ الدَّافِقَةَ بِالْحَيَاةِ وَالْقُوَّةِ وَالْجَمَالِ كَثِيرَةً غَيْرَ قَلِيلَةٍ فِي الْمَكْتَبَةِ الْعَرَبِيَّةِ إِذَا جُمِعَتْ تَكُونَتْ مِنْهَا مَكْتَبَةٌ لَكِنَّهَا مَنُورَةٌ مُبَعَثَةٌ فِي هَذِهِ الْمَكْتَبَةِ مَطْوِيَّةٌ مَغْمُورَةٌ فِي أَوْرَاقِ كُتُبٍ وَمَوْلَفَاتٍ لَا تَجِدُ فِي رُكْنِ الْأَدَبِ وَالْبُنَاءِ فِي مَكْتَبَاتِنَا الْعَرَبِيَّةِ وَلَا يَذْكُرُهَا الْمُؤَرِّخُونَ لِلْأَدَبِ فِي كُتُبِهِمْ هَذِهِ الْقِطْعُ أَصْدَقُ تَمْثِيلًا لِللُّغَةِ الْعَرَبِيَّةِ وَأَدَبِهَا الرَّفِيعِ وَمَحَاسِنِهِ مِنْ كَثِيرٍ مِنَ الْكُتُبِ الْمُخْتَصَّةِ بِالْأَدَبِ وَمِنْ كَثِيرٍ مِنَ الْمَجَامِيعِ وَالرَّسَائِلِ وَالْمَقَامَاتِ وَالْمَقَالَاتِ الْأَدَبِيَّةِ الَّتِي تُعْتَبَرُ أَسَاسَ الْأَدَبِ وَزَوْهُو الْعَرَبِيَّةِ وَمَحْضُولُ الْعُقُولِ .

بلاشبہ یہ ادبی قطعے جو زندگی، قوت اور جمال کو بہاتے ہیں عربی کتبوں میں کم نہیں

ہیں اگر جمع کئے جائیں تو پورا ایک مکتبہ بن جائے لیکن وہ منتشر ہیں اور ان مکتبوں میں بکھرے ہوئے ہیں، کتابوں اور مؤلفات کے اوراق لپٹے ہوئے اور ڈھانپے ہوئے ہیں جس کو آپ ہمارے عربی مکاتب کے ادب اور انشاء کے رکن میں نہیں پائیں گے اور ادب کے مؤرخین ان کو اپنی کتابوں میں ذکر نہیں کرتے، یہی قطعے عربی لغت، اس کے بلند ادب اور محاسن کی، ادب کی ان کثیر کتابوں کے مقابلے میں جو ادب کے ساتھ مختص سمجھی جاتی ہیں اور ان بہت سارے مجموعوں، خطوط، مقامات اور عربی مقالات کے مقابلے میں جو کہ ادب کی بنیاد، عربی کی بہار اور عقول کا محصول سمجھے جاتے ہیں، سچی مثالیں ہیں۔

**معشرۃ:** بحر (فعل) بحرۃ بکھیرنا، الننا یلینا (تفعل) بحرۃ الننا یلینا جانا۔  
**مغمورة:** غمر (ن) غمر بلند ہو کر ڈھانپ لینا، احسانات کی بارش کرنا (س) غمر اچکنا ہٹ کر بو آنا، داغدار ہونا (ک) غمرازۃ، غمورۃ ارد گرد کو ڈھانپ لینا (إفعال) انغماز اڈھانپنا (انفعال) انغماز اڈھانا (مفاعله) مغامرۃ اپنے آپ کو مصائب میں دھکیلنا۔ زہو: تروتازہ، فخر، ظلم۔ زہو (ن) زہوا، زہوا اچکنا، بڑھنا، تکبر کرنا (ن) زہوا حقیر جانا، لہلہانا (إفعال) ازہاء تکبر کرنا (تفعل) ترہیۃ رنگ پکڑنا (اعتعال) از دہاء مغرور بنانا، حقارت سے دیکھنا۔  
 وَ هَذِهِ الْقِطْعُ هِيَ الَّتِي تَخْدِمُ اللُّغَةَ وَالْأَدَبَ أَكْثَرَ مِمَّا تَخْدُمُهَا كُتُبُ  
 اللُّغَةِ وَالْأَدَبِ، وَهِيَ الَّتِي تَفْتَحُ الْقَرِيحَةَ وَتَنْشِطُ الذَّهْنَ وَتَقْوِي الذَّوْقَ السَّلِيمَ  
 وَتُعَلِّمُ الْكِتَابَةَ الْحَقِيقَةَ إِنَّ هَذِهِ الْقِطْعُ وَالنُّصُوصُ مَنْشُورَةٌ كَمَا قُلْتُ فِي كُتُبِ  
 الْحَدِيثِ وَالسِّيَرَةِ وَالتَّارِيخِ وَكُتُبِ الطَّبَقَاتِ وَالتَّرَاجِمِ وَالرَّحَلَاتِ وَفِي  
 الْكُتُبِ الَّتِي أَلْفَتْ فِي الْأَصْلَاحِ وَالذِّينِ وَالْأَخْلَاقِ وَالْأَجِمَاعِ، وَفِي بُحُوْثِ  
 عِلْمِيَّةٍ وَدِينِيَّةٍ، وَفِي كُتُبِ الْوَعُظِ وَالتَّصَوُّفِ وَفِي الْكُتُبِ الَّتِي سَجَّلَ فِيهَا  
 الْمُؤَلَّفُونَ خَوَاطِرَهُمْ وَتَجَارِبَ حَيَاتِهِمْ وَمُلَاحَظَاتِهِمْ وَانْطِبَاعَاتِهِمْ وَرَوَا  
 فِيهَا قِصَّةَ حَيَاتِهِمْ۔

یہی وہ قطعات ہیں جو کہ لغت اور ادب کی کتابوں سے زیادہ لغت اور ادب کی خدمت کرتے ہیں، یہی وہ قطعات ہیں جو کہ طبیعت کو کھولتے ہیں، ذہن کو نشاط فراہم کرتے ہیں، ذوق سلیم کو قوت بخشتے ہیں اور حقیقی کتابت سکھاتے ہیں جیسا کہ میں نے ابھی بتلایا کہ یہ قطعات اور نصوص حدیث، سیرت، تاریخ، طبقات، تراجم، اسفار اور ان کتابوں میں جو اصلاح، دین، اخلاق اور اجتماع، علمی اور دینی مباحثوں میں تالیف کی گئیں، وعظ و تصوف اور ان



کتاب میں جن میں مصنفین نے اپنے خیالات، زندگی کے تجربات، اپنے ملاحظات اور انطباعات قلم بند کئے ہیں اور جن میں اپنی داستانِ حیات قلم بند کی ہے، بکھرے پڑے ہیں۔

تفتق: فتق (ن، ض) تفتقا (تفعیل) تفتقا پھاڑنا، اوجھڑنا (س) تفتقا سرسبز ہونا (تفعیل) تفتقا (انفعال) انفتقا پھٹنا، موٹا ہونا۔ القریحة: [جمع] قرآنِ طبعیت، ہر چیز کا اول، کنویں کا پہلا پانی، ملکہِ راسخہ۔ بقیہ تفصیل صفحہ ۶۳ پر ہے۔ انطباعاتہم: طبع (انفعال) انطباعات ڈھلنا، بھر جانا (س) طبعاً میلا کچھلا ہونا، عیب دار ہونا (تفعیل) طبعیاً بھر دینا، گندا کرنا (تفعیل) طبعیاً بھر جانا، ڈھلنا۔

هذه ثروة أدبية تكاد تكون ضائعة، وقد جنى هذا الإهمال على اللغة والأدب وعلى الكتابة والإنشاء وعلى التأليف والتضعيف وعلى التفكير، فقد حرمة مادة غزيرة من التعبير وباعنا قلوباً للتفكير .  
یہ چھلکنے والی ادبی ثروت قریب تھا کہ ضائع ہو جاتی اور اس سستی نے لغت، ادب، کتابت، انشاء، تالیف، تصنیف اور تفکر پر جرم کا ارتکاب کیا اور اس کو تعبیر کے قوی مادے سے اور تفکر کے قوی باعث سے محروم کر دیا۔

الإهمال: همل (إفعال) إهمالاً، قصداً یا بھولے سے چھوڑ دینا [امرہ] کام کو غیر محکم چھوڑ دینا، یہ سستی کی وجہ سے ہوتا ہے اسلئے یہاں پر لازمی معنی مراد لیا گیا ہے (ن، ض) هملوا بھولنا، برسانا، آزاد پھرنا۔ غزيرة: ہر چیز کا بہت سارا حصہ [جمع] غزائر۔ غزر (ک) غزرا، غزارة شے کا کثیر ہونا (تفعیل) تغزرا زیادہ گوشت والا اور موٹا ہونا۔

مُحْطَى مَنْ يَظُنُّ أَنَّ الْمَكْتَبَةَ الْعَرَبِيَّةَ قَدْ اسْتَفْذَتْ وَغَصِرَتْ إِلَى آخِرِ قَطْرَاتِهَا، إِنَّهَا لَا تَزَالُ مَجْهُولَةٌ تَحْتَاجُ إِلَى اكْتِشَافَاتٍ وَمُعَامَرَاتٍ، إِنَّهَا لَا تَزَالُ بِكُرٍّ اجْدِيدَةٍ تُعْطَى الْجَدِيدُ وَتَفْجَأُ بِالْغَرِيبِ الْمَجْهُولِ، إِنَّهَا لَا تَزَالُ فِيهَا ثَرْوَةٌ ذَفِينَةٌ تَنْتَظِرُ مَنْ يَحْفَرُهَا وَيُشِيرُهَا .

بلاشبہ وہ شخص غلط فہمی میں ہے جو یہ سمجھتا ہے کہ مکتبہ عربیہ ختم ہو گئی اور اپنے آخری قطرے تک نہ چوڑی گئی کیونکہ وہ تو بلاشبہ ابھی تک مجہول ہے، کھولنے اور جان کی بازی لگانے کی طرف محتاج ہے، وہ ابھی تک نئی اور باکرہ ہے، نئی چیزیں دیتی ہے اور اچانک اجنبی اور مجہول چیز لاتی ہے اس میں ابھی تک ثروت مدفون ہے اور اسکی منتظر ہے جو اس کو کھودے اور پھیلائے۔

استنفدت: نفد (استفعال) استنفاد (اففعال) انتقاد نیست و نابود کرنا، پورا



**رحابہ:** رَحَب (ک) رَحَابَة، رُحْبَا (س) رَحْبَا کشادہ ہونا (تفہیل) ترحیباً کشادہ کرنا، بہتر طریقہ سے استقبال کرنا (إفعال) إرحاباً کشادہ ہونا۔ **تَحَف:** [مفرد] تحفۃ بدیہ، نفیس قیمتی چیز، ہر وہ چیز جو کسی کے سامنے لطف و مہربانی کے طور پر پیش کی جائے۔ **تَحَف:** (إفعال) إتحافاً حد یہ کرنا، تحفہ دینا۔ **تَهْوِل:** هول (ن) هَوَلًا خوفزدہ ہونا، مرعوب ہونا، گھبراہٹ میں ڈالنا (تفہیل) تھویلاً گھبراہٹ میں ڈالنا، برا دکھانا، مزین ہونا (إفعال) احتیلاً لا گھبرانہ۔ **یوحشہ:** وحش (إفعال) إیحاشاً وحشت محسوس کرنا، ویران ہونا (ض) وخشاً خوف کی وجہ سے کسی شے کو پھینک دینا (تفعل) توشاً وحشی کی مانند ہونا، بھوک کی وجہ سے پیٹ خالی ہونا (استفعال) استیحاشاً وحشت محسوس کرنا۔

إِنِّیْ لَا أُرَدِّیْ کُتُبَ الْأَدَبِ الْقَدِیْمَةِ، مِنْ رَسَائِلِ وَمَقَامَاتٍ وَغَیْرِهَا، وَلَا أَقْلِلُ قِیَمَتِهَا اللُّغَوِیَّةَ وَالْفَنِّیَّةَ وَأَعْتَقِدُ أَنَّهَا مَرْحَلَةٌ طَبِیْعَیَّةٌ فِی حَیَاةِ اللُّغَاتِ وَالْآدَابِ، وَلَکِنِّیْ أَعْتَقِدُ أَنَّهَا لَیْسَتْ الْأَدَبُ کُلُّهُ وَأَنَّهَا لَا تُحَسِّنُ تَمْثِیلَ أَدَبِنَا الْعَالِیِّ الَّذِیْ هُوَ مِنْ أَجْمَلِ آدَابِ الْعَالَمِ وَأَوْسَعِهَا، وَأَنَّهَا جَنَّتْ عَلَی الْقَرَائِحِ وَالْمَلَکَاتِ الْکِتَابِیَّةِ، وَالْمَوَاهِبِ وَالطَّاقَاتِ وَعَلَى صِلَاحِیَّةِ اللُّغَةِ الْعَرَبِیَّةِ وَمَنَعَتْ مِنَ التَّوَسُّعِ وَالْإِنْطِلَاقِ فِی آفَاقِ الْفِکْرِ وَالتَّعْبِیْرِ وَالتَّخْلِیقِ فِی أَجْوَاءِ الْحَقِیْقَةِ وَالْخِیَالِ، وَتَخَلَّفَتْ بِهَذِهِ الْأُمَّةِ الْعَظِیْمَةِ ذَاتِ اللُّغَةِ الْعَبْقَرِیَّةِ وَالْآدَبِ الْغَنِیِّ فِتْرَةً غَیْرَ قَصِیْرَةٍ فَخَیَّرْنَا أَنْ نَعْطِیْهَا حَظَّهَا مِنَ الْعَنَایَةِ وَالذَّرَاسَةِ وَنَضْعُهَا فِی مَکَانِهَا الطَّبِیْعِیِّ فِی تَارِیخِ الْأَدَبِ وَطَبَقَاتِ الْأَدَبَاءِ، وَأَنْ نُنْقَبَ فِی الْمَکْتَبَةِ الْعَرَبِیَّةِ مِنْ جَدِیدٍ وَنَعْرُضَ عَلَی نَاشِئِنَا وَعَلَى الْجَبِلِ الْجَدِیدِ نُمَازِجَ جَدِیدَةٍ مِنَ الْکُتُبِ الْقَدِیْمَةِ لِلْأَدَبِ الْعَرَبِیِّ حَتَّى یَتَذَوَّقَ حَمَالَ هَذِهِ اللُّغَةِ وَیَنْشَأَ عَلَی الْإِبَانَةِ وَالتَّعْبِیْرِ الْبَلِیْغِ، وَیَتَعَرَّفَ بِهَذِهِ الْمَکْتَبَةِ الْوَاسِعَةِ وَیَسْتَطِیعَ أَنْ یُقِیْدَ مِنْهَا یَقِیْنًا مِیْنِ ادَبِ کِی رَآنی کِتَابِیْوْنِ مِیْن سَے رَسَائِلِ اَوْر مَقَامَاتِ وَغِیْرَہِ کِی تَحْقِیْرِ نِہِیْ کَرْتَا اَوْر نہ ہِی مِیْن اُنْکی لُغوی اَوْر فِی قِیْمَتِ کُو گھٹاتا ہوں بَلْکَہ مِیْن عَقِیْدَہ رَکھتا ہوں کہ یہ لُغَاتِ اَوْر آدَابِ کِی زَنْدَگی مِیْن اِیک طَبِعی مَرْحَلہ ہِے لَکِن مِیْن یہ عَقِیْدَہ رَکھتا ہوں کہ یہ کِتَابِیْ بَے شَک پُور اَدَابِ نِہِیْ ہِیْ اَوْر اِن سَے ہمارے اِس اَوْنِچے اَدَبِ کِی جُو کہ دُنِیَا کے اَدَابِ مِیْن سَے جَمِیل تر اَوْر وَسِیع تر ہِے، مِثَال دِینا اچھا نِہِیْ ہِے اَوْر اِن پُرانی کِتَابِیْوْنِ نے طَبَاعِ، کِتَابِیْ مَلْکُوں، مَوَاضِیْ، طاقُتُوں اَوْر عَرَبِی لُغَتِ کِی صِلَاحِیَّتِ پَر جَنَایَتِ کِی ہِے، اُنہوں نے فِکَر کے آفَاقِ مِیْن تَوْسِیعِ اَوْر

چلنے سے منع کیا، حقیقت اور خیال کی فضاؤں میں منڈلانے اور تعمیر کرنے سے روکا اور اس کی وجہ سے عظیم امت جو کہ عبقری لغت اور غنی ادب کی حامل تھی ایک طویل زمانے کے لئے پیچھے رہ گئی، ہمیں یہ اختیار دیا گیا کہ ان کو عنایت اور دراست میں سے ان کا حصہ دیں، ادب کی تاریخ اور طبقات ادباء میں سے ان کو ان کے مکان طبعی پر رکھیں اور نئے سرے سے مکتبہ عربیہ میں نقب زنی کریں۔ اپنی نئی پیداوار اور نئی نسل پر عربی ادب کی قدیم کتابوں کی نئی مثالیں پیش کریں تاکہ وہ اس لغت کے جمال و خوبصورتی کو چکھ لے اور بیان کرنے اور بلخ تعبیر پر نشوونما پائے، اس وسیع مکتبہ کو پہنچانے اور اس سے فائدہ حاصل کرنے پر قادر ہو۔

**لا ازدری:** زری (الفعال) از دراء الحقیر سمجھنا (ض) دُرُیَا، مَزْرِیَّة (تفعّل) تَزْرِیة عیب لگانا، عتاب کرنا، بدگوئی کرنا۔ **جنت:** جنی (ض) جنایہ گناہ کرنا۔ جنی درخت سے توڑنا (مفاعله) بجانا تا کہ وہ گناہ کی نسبت کرنا، چننا۔ **التحلیق:** حلق (تفعیل) تخلیق اڑنے میں چکر لگانا، حلقہ کی مانند بنانا (ض) حَلَقًا موٹنا (ن) حَلَقًا حلق پر مارنا (س) حَلَقًا حلق کے درد والا ہونا (تفعّل) حَلَقًا حلقہ بنا کر بیٹھنا (إفعال) إِحْلَاقًا بھرنا۔ **ننقب:** نقب (ن) نَقَبًا کھود کرید کرنا، پیوند لگانا (س) نَقَبًا سیر کرنا (ن) نَقَابَةً (س) نَقَبًا (ک) نَقَابَةً سردار ہونا (تفعیل) تنقیہا خوب اچھی طرح کھود کرید کرنا (مفاعله) مناقبہ مناقب پر فخر کرنا (تفعّل) تنقبا تفتیش میں مبالغہ کرنا، نقاب ڈالنا۔ **ناشتنا:** نشاء (ف، ک) نَشَأُ، نَشْأُ، نَشْأُ پرورش کرنا، جوانی کو پہنچانا (إفعال) إِنْشَاءً پرورش کرنا، نوپید کرنا (تفعیل) تَنْشِئَةً پرورش کرنا (تفعّل) تَنْشِئًا جانا (استفعال) استنشاء حقیقت دریافت کرنا۔

عَلَى هَذَا الْأَسَاسِ وَعَلَى هَذِهِ الْفِكْرَةِ أَلْفَنَّا كِتَابَنَا (مُخْتَارَاتُ مَنْ أَدَبِ الْعَرَبِ) وَهِيَ هُوَ الْجُزْءُ الْأَوَّلُ مِنْ هَذَا الْكِتَابِ يَجْمَعُ بَيْنَ الطَّبْعِيِّ وَالْفَنِيِّ، وَ لِكُلِّ قِيَمَةٍ أَدَبِيَّةٍ، وَيَجْمَعُ بَيْنَ الْقَدِيمِ وَالْحَدِيثِ، نَرْجُو أَنْ يَقَعَ مِنَ الْأَدَبَاءِ وَالْمُعَلِّمِينَ مَوْقِعَ الْإِسْتِحْسَانِ وَالْقَبُولِ.

اسی بنیاد اور اسی نظریے پر ہم نے اپنی کتاب ”مختارات من ادب العرب“ کو تالیف کیا اور یہ اس کتاب کا پہلا حصہ ہے جو طبعی اور فنی کو جمع کرتا ہے، ان دونوں میں سے ہر ایک کی اپنی قیمت ہے، قدیم اور جدید کو جمع کرتا ہے ہمیں امید ہے کہ ادباء اور معلمین اس کو استحسان اور قبول کی جگہ بخشیں گے۔

وَقَدْ غَنِيَتْ بِتَرْجَمَةِ أَصْحَابِ النُّصُوصِ وَأَشْرُتْ إِلَى مَكَانِهِمْ

الْأَدَبِيَّةَ وَمَاتَمَّازُ بِهِ الْقِطْعَةُ الَّتِي افْتَبَسْتُ مِنْ كِتَابَاتِهِمْ الْكَثِيرَةِ، وَأَدْبَهُمُ الْجَمُّ، لِيَسْتَعِينَ بِهِ الْمُعَلِّمُونَ فِي تَرْبِيَةِ الذُّوقِ الْأَدَبِيِّ، وَمَعْرِفَةِ الْفَضْلِ لِأَصْحَابِهِ.

میں نے اصحابِ نصوص کے تراجم کا اہتمام کیا ہے، ان کی ادبی منزلت کی طرف اور ان چیزوں کی طرف جن کی وجہ سے، یہ ادبی قطعے جن کا میں نے ان کی بہت ساری کتابوں اور ان کے بہت سارے ادب سے اقتباس کیا ہے دوسروں سے ممتاز ہوتے ہیں اشارہ کیا ہے تاکہ ادبی ذوق کی تربیت اور ان اصحابِ اقتباس کے فضائل کی معرفت میں، پڑھانے والے اس سے مدد حاصل کریں۔

**الحجم:** بڑی تعداد۔ حجم (ن، ض) مجموعاً کثرت سے جمع ہونا، قریب ہونا، آرام پانا (تفعیل) تجمینا گنجان ہونا، چوٹی تک بھرنا (إفعال) اجماعاً قریب ہونا، وقت آنا، جمع ہونے دینا (استفعال) اجتماعاً بکثرت جمع ہونا، بھلانا، اگنا۔

وَشُكْرِي وَاعْتِرَافِي لِأُسْتَاذِنَا الْعَلَامَةِ السَّيِّدِ سُلَيْمَانَ النَّدَوِيِّ مُعْتَمِدِ دَارِ الْعُلُومِ نَدْوَةِ الْعُلَمَاءِ وَالذَّكْتُورِ السَّيِّدِ عَبْدِ الْعَلِيِّ الْحَسَنِيِّ مُدِيرِ نَدْوَةِ الْعُلَمَاءِ وَالْأُسْتَاذِ مُحَمَّدِ عُمَرَ حَانَ النَّدَوِيِّ الْأَزْهَرِيِّ عَمِيدِ دَارِ الْعُلُومِ سَابِقًا الَّذِينَ كَانَ لِتَشْجِيعِهِمْ وَإِتَاحِهِمْ لِلْفُرْصِ فَضْلٌ كَبِيرٌ فِي تَالِيفِ هَذَا الْكِتَابِ، عَامَ ١٣٥٩هـ. وَتَقْرِيرِهِ لِلدِّرَاسَةِ فِي دَارِ الْعُلُومِ نَدْوَةِ الْعُلَمَاءِ، كَمَا كَانَ لِحَضَرَاتِ الْأُسَاتِذَةِ الشَّيْخِ مُحَمَّدِ حَلِيمِ عَظَا مَدْرَسِ الْحَدِيثِ الشَّرِيفِ فِي دَارِ الْعُلُومِ، وَالْأُسْتَاذِ الْكَبِيرِ السَّيِّدِ طَلْحَةَ الْحَسَنِيِّ مُعَلِّمِ الْكَلِّيَّةِ الشَّرْقِيَّةِ فِي لَاهُورِ سَابِقًا، وَالْأُسْتَاذِ مُحَمَّدِ نَازِمِ النَّدَوِيِّ أَسْتَاذِ آدَابِ اللُّغَةِ الْعَرَبِيَّةِ فِي دَارِ الْعُلُومِ سَابِقًا، وَالْأُسْتَاذِ عَبْدِ السَّلَامِ الْقُدَوَانِيِّ النَّدَوِيِّ أَسْتَاذِ التَّارِيخِ وَالسِّيَاسَةِ فِي دَارِ الْعُلُومِ سَابِقًا، تَوْجِيهَاتٍ وَآرَاءَ سَبِيذَةٍ وَمُسَاعَدَاتٍ غَالِيَةٍ وَشُكْرِي وَتَقْدِيرِي لِلْأُسْتَاذِ عَبْدِ الْحَفِيطِ الْبَلْيَاوِيِّ، الَّذِي سَاعَدَ الْمُؤَلِّفَ وَتَنَاوَلَ الْكِتَابَ بِشَرْحِ الْعَرِيبِ وَإِبْصَاحِ الْغَامِضِ، تَوَفَّقِي إِلَى رَحْمَةِ اللَّهِ فِي ١٧ مِنْ جُمَادَى الْآخِرَةِ سَنَةِ ١٣٩١هـ. الْمُصَادِفِ ١٠ أَوْغُسْتُسْ ١٩٤١ء. وَالْحَمْدُ لِلَّهِ أَوَّلًا وَآخِرًا وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى خَيْرِ خَلْقِهِ وَخَاتَمِ رُسُلِهِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ.

(ابو الحسن علی (الحسنی) الندوی)

میں اعتراف کرتا ہوں اور شکریہ ادا کرتا ہوں اپنے استاذ علامہ سید سلیمان ندوی

نگران دارالعلوم ندوۃ العلماء، ڈاکٹر سید ابوالعلیٰ الحسنی مدیر ندوۃ العلماء، استاذ محمد عمران خان ندوی الازہری سابق مدیر دارالعلوم، یہ وہ حضرات ہیں جنکا ۱۳۵۹ھ میں اس کتاب (کو لکھنے) پر جرات دلانے اور فرصت نکالے پر تیار کرنے میں اور ندوۃ العلماء میں پڑھانے کیلئے مقرر کرنے میں بڑا حصہ ہے جیسا کہ حضرات اساتذہ یعنی الشیخ محمد حلیم عطا استاذ حدیث شریف دارالعلوم، بڑے استاذ السید طلحہ الحسنی سابق استاذ شرقی کالج لاہور، استاذ محمد ناظم ندوی صاحب سابق استاد ادب عربی دارالعلوم، اسی طرح استاذ عبدالسلام قدوائی ندوی سابق استاذ تاریخ و سیاست دارالعلوم کی، اس کتاب کی تالیف میں تو جہات، مضبوط آراء اور ہنگی کوششیں ہیں۔ میں قدر کرتا ہوں اور شکریہ ادا کرتا ہوں استاذ عبدالحفیظ بلیاوی صاحب کا جنہوں نے غریب الفاظ کی شرح اور غامض الفاظ کی توضیح کے معاملہ میں اس کتاب کو لیکر مؤلف کی مدد کی جو کہ جوار رحمت کی طرف ۱۷ جمادی الثانی ۱۳۹۱ھ بمطابق ۱۰ اگست ۱۹۷۱ء میں انتقال فرما گئے۔

وَالْحَمْدُ لِلَّهِ أَوْلًا وَآخِرًا، وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى خَيْرِ خَلْقِهِ وَخَاتَمِ رُسُلِهِ  
سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ. (آمین)

ابو الحسن علی الصننی الندوی

۱۰ / ربیع الاول ۱۳۹۱ھ

۶ / مئی ۱۹۷۱ء

☆☆☆☆☆☆

## عِبَادُ الرَّحْمَنِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(۱)

تَبَارَكَ الَّذِي جَعَلَ فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا وَجَعَلَ فِيهَا سِرَاجًا وَقَمَرًا مُنِيرًا. وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَن أَرَادَ أَنْ يَذَّكَّرَ أَوْ أَرَادَ شُكُورًا. وَعِبَادُ الرَّحْمَنِ الَّذِينَ يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا. وَالَّذِينَ يَبِيتُونَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَقِيَمًا. وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ إِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا. إِنَّهَا سَاءَتْ مُسْتَقَرًّا وَمُقَامًا. وَالَّذِينَ إِذَا أَنْفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا وَكَانَ بَيْنَ ذَلِكَ قَوَامًا. وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ وَمَن يَفْعَلْ ذَلِكَ يَلْقَ أَثَامًا. يُضَاعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَيَخْلُدْ فِيهِ مُهَانًا.

وہ ذات بہت عالی شان ہے جس نے آسمان میں برج بنائے اور اس میں چراغ (یعنی سورج) اور چاند اجالا کرنے والا رکھا۔ اور وہ ذات ایسی ہے جس نے رات اور دن کو ایک دوسرے کے پیچھے آنے جانے والا بنایا (اور یہ سب کچھ دلائل و نعم جو مذکور ہوئے) اس شخص کے (سمجھنے کے) لئے ہیں جو سمجھنا چاہے یا شکر کرنا چاہے۔ اور (حضرت) رحمان کے (خاص) بندے وہ ہیں جو زمین پر عاجزی کے ساتھ چلتے ہیں اور جب ان سے جہالت

(۱) وجہ انتخاب قرآن کریم کے اس حصہ میں اللہ رب العزت نے مومن کی بارہ صفات کا ذکر کیا ہے اور اس حصہ کو مفسرین عباد الرحمن سے تعبیر کرتے ہیں مرتب اپنی کتاب کے شروع میں اس کو لا اس بات کی طرف توجہ دلا رہے ہیں کہ مومن کے اندر کون کون سی صفات ہونی چاہئیں تاکہ ہم بھی ان انعامات خداوندی کے مستحق ہو جائیں جو اللہ نے ان لوگوں کے لئے رکھے ہیں وہ بارہ صفات درج ذیل ہیں (۱) یمشون علی الارض ہونا (۲) إذا خاطبهم الجاهلون قالوا سلاما (۳) یبیتون لربہم سجدا و قیاما (۴) یقولون ربنا اصرف عنا عذاب جہنم (۵) إذا أنفقوا لم یسرفوا ولم یقتروا (۶) لا یدعون مع اللہ إلہا اخر (۷) لا یقتلون النفس التی حرم اللہ إلا بالحق (۸) ولا یزنون (۹) لا یشہدون الزور (۱۰) إذا امروا باللغو مروا کراما (۱۱) إذا ذکروا بآیات ربہم لم یخروا علیہا صما و عمیانا (۱۲) رہنا بہ لنا من أزواجنا و ذریاتنا قرۃ أعین واجعلنا للمتقین إماما۔ ان صفات کے حاملین کے لئے آخر میں انعام خداوندی کا اعلان اولشک یجزون الغرفۃ بما صبروا ویلقون فیہا نحتیۃ و سلاما خال الدین فیہا حسنات مستقروا و مقام سے کیا گیا ہے۔ ان صفات کی مزید تشریح و تفسیر کے لئے کسی بھی مجتہد تفسیر قرآن کا مطالعہ کرنا کافی ہوگا تاکہ ان صفات کو صحیح معنوں میں اپنی زندگی میں رائج کر سکیں۔

والے لوگ (جہالت کی) بات (چیت) کرتے ہیں تو وہ رفع شرکی بات کرتے ہیں (یعنی نرم و ملائم بات، اگلی جہالت کے بارے میں کہہ کر الگ ہو جاتے ہیں)۔ اور (حضرت رحمان کے خاص بندے) وہ ہیں جو راتوں کو اپنے رب کے لئے سجدے اور قیام میں کاٹ دیتے ہیں۔ اور (حضرت رحمن کے خاص بندے) وہ ہیں جو دعائیں مانگتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار جہنم کے عذاب کو ہم سے دور رکھیے، کیونکہ اس کا عذاب پوری تباہی ہے۔ بے شک وہ جہنم (تو) برا ٹھکانہ اور برا مقام ہے۔ (یہ حالت تو ان کی طاعات بدنیہ میں ہے اور طاعات مالیہ میں ان کا کیا طریقہ ہے آگے اس کا بیان ہے) اور جب وہ خرچ کرنے لگتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ ہی تنگی کرتے ہیں اور ان کا خرچ کرنا اس (افراط و تفریط) کے درمیان اعتدال پر ہوتا ہے۔ اور (حضرت رحمان کے خاص بندے) وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور معبود کی پرستش نہیں کرتے اور جس شخص کے قتل کرنے کو اللہ تعالیٰ نے حرام فرمایا ہے اس کو قتل نہیں کرتے مگر جہاں، اسلام کے تقاضے کی وجہ سے (یعنی قصاص، حد زنا وغیرہ) چاہیے اور وہ زنا نہیں کرتے، اور جو شخص ایسے کام کریگا تو سزا سے اس کو واسطہ پڑیگا۔ (کہ) قیامت کے دن اس کا عذاب بڑھتا چلا جائیگا اور وہ اس (عذاب) میں ہمیشہ ہمیشہ ذلیل (و خوار) ہو کر رہیگا

**تبارک:** برک (تفاعل) تبارکاً مقدس ہونا، نیک شگون لینا (تفعیل) تبرکاً برکت کی دعا کرنا (إفعال) ابرا کا اونٹ کو بٹھانا (ن) بڑو کا بیٹھنا۔ یو و جا: [مفرد] برج۔ آسمان کے برجوں میں سے ایک [آسمان کے بارہ برج ہیں، جن کے نام حسب ذیل ہیں: (۱) حمل (۲) ثور (۳) جوزاء (۴) سرطان (۵) اسد (۶) سنبلہ (۷) میزان (۸) عقرب (۹) قوس (۱۰) جدی (۱۱) دلو (۱۲) حوت] قلعہ، ستون، محل، مینار، گنبد۔ برج (تفعیل) تبرکاً برج بنانا۔ **خلفہ:** خلف (ن) خلفۃ، خلفاً ایک دوسرے کے قائم مقام ہونا۔ خلافتہ جانشین ہونا، مخلوفاً بیوقوف ہونا (س) خلفاً بائیں ہتھ ہونا، بھیڑنا ہونا (تفعیل) تخلیفاً پیچھے چھوڑنا (إفعال) خلافاً وعدہ خلاف پانا۔ **غراما:** ہلاکت، عذاب۔ غرم (س) غرماً، غرماً نقصان اٹھانا، ادا کرنا (إفعال) إغرماً ادا نیکی کو لازم کرنا (تفعیل) تغرماً تاوان برداشت کرنا۔ **مساءت:** سوء (ن) سوءاً، سوءاً مکروہ سلوک کرنا، غمگین کرنا۔ سوءاً قبیح ہونا (تفعیل) تسوؤاً بگاڑنا، سرزنش کرنا۔ **لم یقتروا:** قتر (ن، ض) یقتر، یقتر، انفقہ میں تنگی کرنا۔ قتر اتخمینہ کرنا (تفعیل) تقتر، انفقہ میں تنگی کرنا، ایک دوسرے کے قریب ہونا



(إِفعال) اِقْتَارِ اِمَالَ کم ہونا، روزی نیک کرنا (تفعیل) تَعَزَّزْ اغضبناک ہو کر آمادہ جنگ ہونا، فریب دینے کا ارادہ کرنا۔ قَوَامًا: اعتدال، قدروقامت۔ قوم (ن) قَوْمًا، قیامنا اعتدال پر ہونا، مداومت کرنا، نگہبانی کرنا (تفعیل) تَقْوِينَا سیدھا کرنا (إِفعال) اِقْلَمْ کھڑا کرنا، اقامت کرنا، وطن بنالینا۔ يَضْعَفُ: ضعف (مفاعلة) مضاعفہ دو چند کرنا (ف) ضَعْفًا زیادہ کرنا (ن) ضَعْفًا (ک) خضعافۃ کمزور ہونا (تفعیل) تَضْعِيفًا دو چند کرنا، کمزور کرنا۔

إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا. وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَإِنَّهُ يَتُوبُ إِلَى اللَّهِ مَتَابًا. وَالَّذِينَ لَا يَشْهَدُونَ الزُّورَ وَإِذَا مَرُّوا بِاللَّغْوِ مَرُّوا كِرَامًا. وَالَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَعُمْيَانًا. وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَرْوَاحِنَا وَذُرِّيَّتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا. أُولَٰئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوا وَيُلْقَوْنَ فِيهَا زَوْجَاتٍ مُمْتَلَاً. خَلِّدِينَ فِيهَا حَسَنَتٌ مُسْتَقَرًّا وَمُقَامًا. قُلْ مَا يَعْبُوهَا بِكُمْ رَبِّي لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُونُ لِزَامًا.

مگر جس نے (شرک و معاصی سے) توبہ کر لی اور ایمان لائے اور نیک کام کرتا رہے تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے گزشتہ گناہوں کی جگہ نیکیاں عطا کرے گا، اللہ تعالیٰ غفور ہے رحیم ہے اور جو شخص (جس معصیت سے) توبہ کرتا ہے اور نیک کام کرتا ہے تو (وہ بھی عذاب سے بچا رہے گا کیونکہ) وہ اللہ تعالیٰ کی طرف خاص طور پر رجوع کر رہا ہے اور (حضرت رحمن کے خاص بندے) وہ ہیں جو بے ہودہ باتوں میں شامل نہیں ہوتے اور اگر (اتفاقاً) بے ہودہ مشغلوں کے پاس سے ہو کر گزریں تو سنجیدگی کے ساتھ گزر جاتے ہیں اور (حضرت رحمن کے خاص بندے) تو ایسے ہیں کہ جس وقت ان کو اللہ کے احکام کے ذریعہ سے نصیحت کی جاتی ہے تو ان احکام پر اندھے ہو کر نہیں گرتے اور (حضرت رحمن کے خاص بندے) تو ایسے ہیں کہ وہ دعا کرتے رہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! ہم کو ہماری بیویوں اور ہماری اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک (رحمت) عطا فرما، ہمیں متقیوں کا امام بنادے ایسے لوگوں کو (بہشت میں رہنے کے لئے) بالا خانے ملیں گے بوجہ (ان کے دین و طاعت پر) ثابت قدم رہنے کے اور ان کو اس (بہشت) میں (فرشتوں کی جانب سے) بقا کی دعا اور سلام ملے گا (اور) وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے وہ کیسا اچھا ٹھکانہ اور اچھا مقام ہے آپ (عام طور پر لوگوں سے) کہہ دیجئے میرا رب تمہاری ذرہ بھی پرواہ نہ کرے گا اگر تم عبادت نہ کرو گے سو

تم تو (احکام الہیہ کو) جھوٹا سمجھتے ہو غنقریب جھوٹا سمجھنا تمہارے لئے وبال (جان) ہوگا۔

الزور: باطل، اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، عقل، جھوٹ۔ زور (تفعیل) تزویرا  
 باطل ٹھہرانا (تفعیل) تزویرا جھوٹ بولنا۔ لیم یخروا: خر (ن، ض) خر، خرؤ ز اور پر سے  
 نیچے کرنا، مرنا (إفعال) اِخرزا اگرنا۔ صمّا: [مفرد] اصم۔ صمم (س) صمما، صمما بہرا ہونا  
 (ن) صمما بند کرنا، مارنا (تفعیل) تصمیمنا بہرا کر دینا (إفعال) اصمما بنا بہرا ہونا۔ عمیّا:  
 [مفرد] عمی اندھا [دیگر جمع] اعماء اور عماء آتی ہیں۔ عمی (س) عمیما اندھا ہونا، عمایہ گمراہ  
 ہونا، اصرار کرنا (تفعیل) تعمیہ پوشیدہ رکھنا (إفعال) اعماء اندھا کرنا۔ قرّ: قرر (س)،  
 ض) قرّہ، خوشی کی وجہ سے ٹھنڈا ہونا (ن، ض، ہ) قرّا ٹھنڈا ہونا (س، ض) قرّرا اقرار پکڑنا،  
 ٹھہرنا (تفعیل) تقریر اقرار کرنا (مفاعلہ) مقارّہ موافقت کرنا (تفعیل) تقرّرا ثابت  
 ہونا۔ امامنا: جس کی اقتدا کی جائے (پیشوا، پیش امام، خلیفہ، امیر لشکر)۔ ام (ن) امامنا  
 امام بننا (تفعیل) امامنا ماننا، (إفعال) امامنا اقتداء کرنا۔ یجزون: جزی (ض)  
 جزاء بدلہ دینا، حق ادا کرنا (تفاعل) تجازیّا تقاضہ کرنا (إفعال) اجزّاء بدلہ مانگنا۔ الغرفة:  
 بالا خانہ، کوٹھری [جمع] عُرف، عُرفک۔ نحیة: حی (تفعیل) نحیة سلام کرنا، حیا ک اللہ کہنا  
 (س) حیاة زندہ رہنا (إفعال) اِحیاء زندہ کرنا (مفاعلہ) محایاة شرم دلانا (استفعال)  
 استحیاء شرم کرنا، منعقبض ہونا۔ یعبی: عبأ (ف) عبأ (تفعیل) تعبیہ پروا کرنا، قصد کرنا  
 (إفعال) اِعبّاء سب کچھ لے لینا۔ لزمنا: لزم (س) لزّنا (مفاعلہ) لزّنا چمٹے رہنا اور  
 جدا نہ ہونا (س) لزّنا لازم رہنا (إفعال) لزّنا لازم کرنا (إفعال) التزّنا گردن پکڑنا۔

## سَيِّدُنَا مُوسَىٰ عَلَىٰ نَبِيِّنَا وَعَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(۱)

طَسَمَ. بَلَّكَ اَيْتُ الْكِتَابِ الْمُبِينِ. نَتْلُوْا عَلَیْكَ مِنْ نَّبَاِ مُوسٰی وَ  
فِرْعَوْنَ بِالْحَقِّ لِقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ. اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلٰی الْاَرْضِ وَجَعَلَ اَهْلَهَا شِیْعًا  
یَسْتَضِعِفُ طَائِفَةً مِنْهُمْ یُدْبَحُ اَبْنَاءَهُمْ وَیَسْتَحْیِ نِسَاءَهُمْ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ  
الْمُفْسِدِیْنَ وَنُرِیْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلٰی الَّذِیْنَ اسْتَضَعِفُوْا فِی الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اٰئِمَّةً  
وَنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِیْنَ. وَنُمَكِّنْ لَهُمْ فِی الْاَرْضِ وَنُرِیْ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَجُنُودَهُمَا  
مِنْهُمْ مَا كَانُوْا یَحْذَرُوْنَ.

طَسَمَ: یہ (مضامین جو آپ پر وحی کئے جاتے ہیں) کتاب واضح (یعنی قرآن) کی آیتیں ہیں۔ ہم آپ کو موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا کچھ حصہ ٹھیک ٹھیک پڑھ کر (یعنی نازل کر کے) ان لوگوں کے (نفع کے) لئے جو کہ ایمان رکھتے ہیں (کیونکہ مقاصد قصص عبرت و استدلال علی النبوۃ وغیرہا ہیں اور وہ مؤمنین ہی کے لئے نافع ہیں خواہ ہیچے مومن ہوں یا حکما) سناتے ہیں۔ فرعون سرزمین (مصر) میں بہت بڑھ چڑھ گیا تھا اور اس نے وہاں کے

(۱) وجہ انتخاب: اس قصہ کو اپنی کتاب کا جزو بنانے کی حقیقی وجہ تو مولف ہی جانتے ہوئے لیکن ایک تاریخی واقعہ دیکھ کر یوں لگتا ہے کہ شاید اس وجہ سے ان آیات کا چناؤ کتاب کے لئے کیا ہو وہ واقعہ تاریخ کی کتب میں یوں مذکور ہے ”جب پورے عرب میں قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت کا چرچا ہو گیا تو درود سے کئی شعراء نے قرآن مجید سے مقابلہ کرنے کا ارادہ کیا اسی غرض سے ایک شاعر اپنے گھر سے نکلا راستے میں ایک چھوٹی سی بچی ملی اس بچی نے پوچھا ”ایلیٰ ابنی یا عم“ ”بچا جان کہاں کا ارادہ ہے؟“ اس نے جواب دیا محمدؐ کی طرف قرآن مجید کا مقابلہ کرنے جا رہا ہوں، وہ لڑکی کہنے لگی: بچا جان! حضور ﷺ کے پاس بعد میں چائیلے میں آپ کو قرآن مجید کی ایک چھوٹی سی آیت سنائی ہوں آپ مجھے اس کا جواب دیدیں، وہ کہنے لگا: سنائیے تو اس لڑکی نے قرآن مجید کی یہ آیت سنائی ”وَاَوْحِیْنَا اِلٰی اُمِّ مُوسٰی اَنْ اَرْضِعِیْهِ فَاِذَا خِفْتُ عَلَیْهِ فَاَلْقِیْهِ فِی الْیَمِّ وَلَا تَحْزَنِیْ اِنَّا رَاٰدُوْهُ اِلَیْکَ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ“ اور کہا بچا جان! اؤیکھیں اس چھوٹی سی آیت میں چھ چیزیں ہیں، دوام (ارضیہ، فالقیہ) دو نبی (لاتخافی، لاتحزنی) دو وعدے (انارادوہ ایلک وجاعلوہ من المرسلین) یا آپ اپنا کوئی اس طرح کا مختصر کلام بنا سکتے ہیں؟ جس میں یہ تینوں چیزیں تکرار کے ساتھ آجائیں اور کلام کی فصاحت و بلاغت میں بھی کوئی فرق نہ آئے“ وہ شاعر کچھ دیر سوچتا رہا، پھر غنڈا سا اس لیا اور درود سے کہنے لگا ”اشھد ان هذا الکلام لیس من کلام العباد“ یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ کلام کسی انسان کا نہیں ہو سکتا۔

باشندوں کی مختلف قسمیں کر رکھی تھیں (اس طرح کہ قبطیوں کو معزز اور اسرائیل کو پست و خوار کر رکھا تھا) کہ ان (باشندوں) میں سے ایک جماعت (یعنی بنی اسرائیل) کا زور گھٹا رکھا تھا (اس طرح سے) کہ ان کے بیٹوں کو ذبح کراتا تھا اور ان کی عورتوں (لڑکیوں) کو زندہ رہنے دیتا تھا واقعی وہ بڑا مفسد تھا (غرض فرعون تو اس خیال میں تھا) اور ہم کو یہ منظور تھا کہ جن لوگوں کا زمین (مصر) میں زور گھٹایا جا رہا تھا ہم ان پر (دنیوی و دینی) احسان کریں اور (وہ احسان یہ کہ) ان کو دینی پیشوا بنادیں۔ اور (دنیا میں) ان کو (ملک کا) مالک بنائیں اور (مالک ہونے کے ساتھ) ان کو زمین میں حکومت دیں اور فرعون اور ہامان اور ان کے تابعین کو ان (بنی اسرائیل) کی جانب سے وہ (ناگوار واقعات) دکھلائیں جن سے وہ بچاؤ کر رہے تھے (مراد اس سے زوالِ سلطنت و ہلاکت ہے کہ اسی سے بچاؤ کرنے کے لیے بنی اسرائیل کے بیٹوں کو فرعون ایک خواب کی بناء پر وہ جو فرعون نے دیکھا تھا اور نجومیوں نے تعبیر بتلائی تھی قتل کر رہا تھا پس ہمارے قضاء و قدر کے سامنے ان لوگوں کی تدبیر کچھ کام نہ آئی)

علاء علو (ن) علواً (ف) علواً بلند ہونا، غالب ہونا، بصلہ (فی) تکبر کرنا (تفعیل) تعلیۃ چڑھنا، عالی مرتبہ بنانا (تفعیل) تعلیاً آہستہ آہستہ چڑھنا شیعہ: گروہ [واحد شیعہ، جمع، مذکر، مونث تمام کے لئے برابر ہے] اس لفظ کا غلبہ استعمال موجودہ زمانے میں ان لوگوں کے لیے ہے جو اپنے آپ کو حضرت علیؑ کے طرف دار سمجھتے ہیں۔ شیع (تفعیل) شیعۃ شیعہ ہونے کا دعویٰ کرنا، بکھرنا۔ یستحیی: حی (استفعال) استحياء زندہ چھوڑنا، شرم کرنا (س) حیاء زندہ رہنا، حیاء منقبض ہونا (تفعیل) تحیۃ حیاء اللہ کہنا، سلام کرنا (إفعال) حیاء زندہ کرنا، بیدار رہنا۔ نمن: من (ن) منّا، بمنّۃ احسان جتلانا، بھلائی کرنا (تفعیل) تمنّنا کمزور کرنا، کاننا (تفعیل) تمنّنا لاغر کرنا (استفعال) استمننا طالب احسان ہونا۔ یحذرون: حذر (س) حذراً بچنا، چوکنا رہنا (تفعیل) تحذیراً خوف دلانا، متنبہ کرنا (اعتعال) احتدازا بچتے رہنا وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ أُمِّ مُوسَىٰ أَنْ أَرْضِعِيهِ فَإِذَا اخْتَفَتْ عَلَيْهِ هَانُئِيلُ فِي الْيَمِّ وَلَا تَخَافِي وَلَا تَحْزَنِي إِنَّا رَافِدُوهُ إِلَيْكَ وَجَاعِلُوهُ مِنَ الْمُرْسَلِينَ فَالْتَقَطَهُ آلُ فِرْعَوْنَ لِيَكُونَ لَهُمْ عَدُوًّا وَحَزَنًا، إِنَّ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَجُنُودَهُمَا كَانُوا خَاطِئِينَ. وَقَالَتِ امْرَأَتُ فِرْعَوْنَ قُرْتُ عَيْنِي لِي وَلَكَ لَا تَقْتُلُوهُ عَسَىٰ أَنْ يَنْفَعَنَا أَوْ نَتَّخِذَهُ وَلَدًا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ.

اور (جب موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تو) ہم نے موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو الہام کیا کہ

تم انکو دودھ پلاؤ پھر جب تم کو ان کی نسبت (جاسوسوں کے مطلع ہونیکا) اندیشہ ہو تو (بے خوف و خطر) ان کو دریا (نیل) میں ڈال دینا (۱) اور نہ تو (غرق) سے اندیشہ کرنا اور نہ (مفارقت پر) غم کرنا (کیونکہ) ہم ضرور ان کو پھر تمہارے ہی پاس واپس پہنچا دیں گے اور پھر اپنے وقت پر (ان کو پیغمبر بنا دیں گے) غرض وہ اسی طرح ان کو دودھ پلانی رہیں پھر جب افشاء راز کا خوف ہوا تو صندوق میں بند کر کے اللہ کے نام پر نیل میں چھوڑ دیا غرض وہ صندوق کنارے پر لگا (تو فرعون کے لوگوں نے موسیٰ علیہ السلام کو (یعنی مع صندوق کے) اٹھالیا تاکہ وہ ان لوگوں کے لئے دشمن اور غم کا باعث بنیں، بلاشبہ فرعون اور ہامان اور ان کے تابعین (اس بارے میں) بہت چو کے (کہ اپنے دشمن کو اپنی بغل میں پالا) اور فرعون کی بی بی (حضرت آسیہ (۲)) نے (فرعون سے) کہا کہ یہ (بچہ) میری اور تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے (یعنی اس کو دیکھ کر جی خوش ہوا کر لگا) اس کو قتل مت کرو عجب نہیں کہ (بڑا ہو کر) ہم کو کچھ فائدہ پہنچا دے

(۱) حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خاندان یعنی بنو اسرائیل کا اصل وطن شام تھا، آگلی ولادت ۵۲۰ قبل مسیح ہوئی ورنہ نامہ تورات میں والد کی طرف سے موسیٰ بن ہرام بن قہات بن لاوی بن یعقوب اور والدہ کی طرف سے موسیٰ بن کوخانیہ بن ہامز بن لاوی بن یعقوب لکھا ہے، فرعون کے خوف سے آگلی والدہ نے ان کو دریائے نیل میں ڈال دیا تھا یہ دریا نیل و کور یہ سے نکل کر بنو اسرائیل کے محلات سے ہوتا ہوا فرعون کے شاہی محلات کے عین قریب سے گزر کر بحر احمر میں جا گرتا ہے، یہ دریا اب بھی دنیا کا سب سے بڑا دریا ہے، حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ خلافت میں آپ کے خاندان کے کل بارہ نفوس شام سے ہجرت کر کے مصر آ گئے تھے اور یہیں آباد رہے لیکن تقریباً ساڑھے چار سو سال بعد فرعون کے مظالم سے تنگ آ کر جب واپس شام گئے تو اس وقت تورات کی روایت کے مطابق ان کے لڑنے والے قابل ذکر افراد کی تعداد چھ لاکھ تھی ہزار پانچ سو پچاس تھی (تخلیل، تفسیر ۴۶۱) اتنی بڑی تعداد نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قیادت میں دریائے قلم کو عبور کیا اور یہ دریا مصر کے مشرق میں واقع ہے اور مصر سے شام جاتے ہوئے راستہ میں پڑتا ہے اور اسی دریائے فرعون غرق ہوا، یہ واقعہ بڑی تفصیل سے کتب تاریخ و تفسیر میں موجود ہے، یہاں اتنی بات ذہن میں رہے کہ دریا کا خشک ہو کر موسیٰ علیہ السلام کے لشکر کو راستہ دینا اور پھر یکا یک اپنی پہلی حالت پر جاری و ساری ہو کر فرعون اور اسکے لشکر کو غرق کر دینا بعید از قیاس نہیں ہے، کیونکہ سمندری زلزلہ کیوت اس طرح کی صورتیں پیش آ جاتی ہیں، جیسے آج سے تقریباً پانچ صدی قبل ہندوستان کی ریاست بہار میں، یا گنگا میں ایسا واقعہ پیش آ چکا ہے جسکی تفصیل انگریزی روزنامہ "پائیر" لکھنؤ کی ۲۰ جنوری ۱۹۳۴ء کی اشاعت میں مذکور ہے اور یہ واقعہ ایک خلق کش نے دیکھا تھا جسکی اجمالی تفصیل اس طرح ہے کہ جنوری ۱۹۳۴ء، مطابق رمضان ۱۳۵۲ھ کو دریائے گنگا میں ایک بہت بڑا سمندری زلزلہ آیا جس سے دریائے گنگا کا پانی یکدم ختم ہو گیا جو جوبی زلزلہ ختم ہوا دریا پھر یکا یک اپنی پہلی حالت پر بہنا شروع ہو گیا، عجیب بات یہ ہے کہ یہ زلزلہ صرف سینکڑوں کیلئے نہیں بلکہ پورے پانچ منٹ تک رہا۔

(۲) فرعون کی اس بیوی کا نام آسیہ ہے جس نے یحییٰ بن حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نکاحات کی تھی ان کا نسب نامہ تفسیر ابوالسعود میں یوں لکھا ہے "آسیہ بنت حرام بن عبید بن الریان بن الولید، یہی ولید وہ شخص ہے جو حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں مصر کا بادشاہ تھا، جس کی گھر والی نے حضرت یوسف کو پھسلانا چاہا تھا، جسکا قصہ تفصیل سے قرآن مجید کی سورۃ یوسف میں موجود ہے حضرت آسیہ نے صندوق میں روتے ہوئے بچے کو دیکھا تو انکے دل میں اس بچے کی محبت نے گھر کر لیا، مولانا عبد المجید دہلوی فرماتے ہیں "نبی سے یہ محبت ہی آسیہ کے ایمان لانے کا سبب بن گئی"

ہم اس کو (اپنا) بیٹا ہی بنالیں اور ان لوگوں کو (انجام کی) خبر نہ تھی (کہ یہی وہ بچہ ہے جس کے ہاتھوں فرعون کی حکومت غارت ہوگی)

**الیم:** [مصدر] سمندر، سانپ۔ یم (ن) یمنا سمندر میں پھینکا جانا (تفعل) یمینا یمیم کرنا (تفعل) یمینا قصد کرنا، یمیم کرنا۔ **رادوہ:** ردو (مفاعلہ) مرادوہ، ردو اوپس کر دینا، بحث کرنا (ن) ردو، مرادو پھیرنا (إفعال) ردو اوپس میں آنا (تفعل) ردو اوپس شک و شبہ میں پڑ جانا (إفعال) اردو ادا دین سے پھر جانا۔ **النقطہ:** لقط (إفعال) لقطا زمین سے اٹھانا، بغیر ارادہ اور طلب کے مطلع ہونا (ن) لقطا زمین سے اٹھانا، حاصل کرنا۔ **اللقطہ:** وہ چیز جو راستہ میں پڑی ہوئی ملے یا وہ شے متروک جس کا مالک معلوم نہ ہو اور اسکو اٹھالیا جائے۔

وَأَصْبَحَ فُؤَادُ أُمِّ مُوسَىٰ فَرَّغًا ۖ إِن كَادَتْ لَتُبْدِي بِهِ لَوْلَا أَن رَّبَطْنَا عَلَىٰ قُلُوبِنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۚ وَقَالَتْ لِأَخِيهِ فَصِيهِ فَبَصُرْتُ بِهِ عَنِ جُنُبٍ وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۚ وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِن قَبْلُ فَقَالَتْ هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ أَهْلِ بَيْتٍ يَكْفُلُونَهُ لَكُمْ وَهُمْ لَهُ نَصْحُونَ ۚ فَرَدَدْنَاهُ إِلَىٰ أُمِّهِ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ ۚ وَلَنَعْلَمَنَّ أَنَّا وَعَدَ اللَّهُ حَقًّا وَلَكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۚ

اور (ادھر یہ قصہ ہوا کہ) موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا دل (خیالات مختلفہ کے جھوم سے) بیقرار ہو گیا قریب تھا کہ موسیٰ علیہ السلام کا حال (سب پر) ظاہر کر دیتیں اگر ہم انکے دل کو اس غرض سے مضبوط نہ کئے رہتے کہ یہ (ہمارے وعدے پر) یقین کئے (بیٹھی) رہیں انہوں نے موسیٰ علیہ السلام کی بہن (یعنی اپنی بیٹی جس کا نام کلثوم ہے) سے کہا، ذرا موسیٰ علیہ السلام کا سراغ تو لگا سوانہوں نے موسیٰ علیہ السلام کو دور سے دیکھا اور ان لوگوں کو (یہ) خبر نہ تھی (کہ یہ ان کی بہن ہیں اور اسی فکر میں آئی ہیں) اور ہم نے پہلے ہی سے موسیٰ علیہ السلام پر دودھ پلانے والیوں کی بندش کر رکھی تھی سو وہ (اس موقع کو دیکھ کر) کہنے لگیں کیا میں تم لوگوں کو کسی اپنے گھرانے کا پتہ بتاؤں جو تمہارے لئے اس بچہ کی پرورش کریں اور وہ (دل سے) اس کی خیر خواہی کریں۔ غرض ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو ان کی والدہ کے پاس (اپنے وعدہ کے مطابق) واپس پہنچا دیا تاکہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور تاکہ (فراق کے) غم میں نہ رہیں اور تاکہ اس بات کو جان لیں کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہوتا ہے لیکن (افسوس کی بات ہے کہ) اکثر لوگ (اس کا) یقین نہیں رکھتے۔

**فراغ:** دل، بسا اوقات عقل کو بھی کہا جاتا ہے [جمع] أَفْهَاقٌ۔ **فراغ:** فراغ (ک)  
**فراغ:** رنجیدہ ہونا، گھبراتا (س، ف، ن) فراغاً، فروغاً خالی ہونا، ارادہ کرنا۔ **فراغ:** کرنا (س) فراغاً  
**گرنا۔ ربطنا:** [جمع] رَبَطٌ۔ ربط (ن، ض) رَبَطًا قوی کرنا، صبر دینا، باندھنا۔ رَبَطًا مضبوط دل  
 ہونا (مفاعلة) مرابطہ، ربطا دشمن کی سرحد کے پاس، ہمیشہ قیام رکھنا (افتعال) ارتباطاً سرحد  
 کی حفاظت کیلئے تیار کرنا۔ **قصیہ:** قصص (ن) قَصَصًا آہستہ آہستہ پیروی کرنا، کانٹا۔ **قصصا:** بیان  
 کرنا (مفاعلة) مقاصد قصاص لینا (افتعال) اقتصاصاً قصاص لینا، تابعداری کرنا۔ **جنب:**  
 دور، غیر فرمانبردار، اجنبی، ناپاک (واحد، تشبیہ، جمع، مذکر مونث سب کے لئے استعمال ہوتا  
 ہے) جب (ن) جنباً دور کرنا، ہانکنا (س) جنباً مائل ہونا (ن، س، ض) جنباً ناپاک ہونا۔  
 وَلَمَّا بَلَغَ أَشُدَّهُ وَاسْتَوَىٰ آتَيْنَاهُ حُكْمًا وَعِلْمًا وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي  
 الْمُحْسِنِينَ وَدَخَلَ الْمَدِينَةَ عَلَىٰ حِينٍ غَفْلَةٍ مِّنْ أَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيهَا رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلَانِ  
 هَٰذَا مِنْ شِيعَتِهِ وَهَٰذَا مِنْ عَدُوِّهِ فَاسْتَفَنَّهُ الَّذِي مِنْ شِيعَتِهِ عَلَى الَّذِي مِنْ عَدُوِّهِ  
 فَوَكَرَهُ مُوسَىٰ فَقَضَىٰ عَلَيْهِ قَالَ هَٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِينٌ  
 اور جب (پرورش پا کر) اپنی بھری جوانی (کی عمر) کو پہنچے اور (قوت جسمانی، عقلیہ  
 سے) بادرست ہو گئے تو ہم نے ان کو حکمت اور علم عطا کیا (یعنی نبوت سے پہلے ہی فہم سلیم و  
 عقل مستقیم جس سے حسن و قبح میں امتیاز کر سکیں عنایت فرمائی) اور ہم نیکو کاروں کو یونہی صلہ  
 دیا کرتے ہیں (یعنی عمل صالح سے فیضان علم میں ترقی ہوتی ہے اسمیں اشارہ ہے کہ فرعون  
 کے مشرب کو موسیٰ علیہ السلام نے کبھی اختیار نہ کیا تھا بلکہ اس سے دور رہے) اور موسیٰ علیہ السلام شہر  
 (مصر) میں (کہیں باہر سے) ایسے وقت پہنچے کہ وہاں کے (اکثر) باشندے بے خبر (پڑے  
 سو رہے) تھے تو انہوں نے وہاں دو آدمیوں کو لڑتے دیکھا ایک تو ان کی برادری میں سے تھا  
 اور دوسرے مخالفین میں سے تھا (اس کا نام قلیون تھا اور یہ فرعون کے مطبخ کا باورچی تھا) سو  
 وہ جوان کی برادری میں سے تھا اس نے موسیٰ علیہ السلام سے اس کے مقابلہ میں جو ان کے  
 مخالفین میں سے تھا مدد چاہی تو موسیٰ علیہ السلام نے اس کو (ایک) گھونسا مارا اور اس کا کام ہی تمام  
 کر دیا (یعنی وہ مر ہی گیا) موسیٰ علیہ السلام کہنے لگے یہ تو شیطانی حرکت ہو گئی بیشک شیطان (بھی  
 آدمی کا) کھلا دشمن ہے (غلطی میں ڈال دیتا ہے)

**استوی:** استواء (استفعال) استواء، اپوری جوانی کو پہنچنا، غالب ہونا (س) استوی  
 [الرجل] درست کام والا ہونا (مفاعلة) مساواة برابر کرنا (إفعال) إساواة، مساوا ہونا، ہموار کرنا

وکنزہ: وکز (ض) وکزا امکارنا، ہٹانا، گاڑنا (تفعّل) توکزا آمادہ ہونا، ٹیک لگانا، شکم سیر ہونا۔

قَالَ رَبِّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي فَاغْفِرْ لِي فَغَفَرَهُ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ  
قَالَ رَبِّ بِمَا أَنْعَمْتَ عَلَيَّ فَلَنْ أَكُونَ ظَهِيرًا لِلْمُجْرِمِينَ فَاَصْبَحَ فِي الْمَدِينَةِ خَائِفًا يَتَرَقَّبُ فَإِذَا الَّذِي اسْتَنْصَرَهُ بِالْأَمْسِ يَسْتَصْرِخُهُ قَالَ لَهُ مُوسَى إِنَّكَ لَغَوِيٌّ مُبِينٌ فَلَمَّا أَنْ أَرَادَ أَنْ يَنْطَشَ بِالْأَمْسِ هُوَ عَدُوٌّ لَهُمَا قَالَ يَمْوَسِي أُتْرِيدُ أَنْ تَقْتُلَنِي كَمَا قَتَلْتَ نَفْسًا بِالْأَمْسِ إِنْ تُرِيدُ إِلَّا أَنْ تَكُونَ جَبَّارًا فِي الْأَرْضِ وَمَا تُرِيدُ أَنْ تَكُونَ مِنَ الْمَصْلُحِينَ

عرض کیا کہ اے میرے پروردگار! مجھ سے قصور ہو گیا آپ معاف کر دیجئے سوائے عز و جل نے معاف فرما دیا بلاشبہ وہ بڑا غفور ہے رحیم ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے (یہ بھی) عرض کیا کہ اے میرے پروردگار! چونکہ آپ نے مجھ پر (بڑے بڑے) انعامات فرمائے ہیں سو کبھی میں مجرموں کی مدد نہ کروں گا (یہاں مجرمین سے مراد وہ ہیں جو دوسروں سے گناہ کا کام کرانا چاہیں کیونکہ کسی سے گناہ کرانا بھی ایک جرم ہے پس اس میں شیطان بھی داخل ہو گیا کہ وہ گناہ کراتا ہے اور گناہ کرنے والا اسکی مدد کرتا ہے خواہ عمدًا یا خطًا مطلب یہ ہوا کہ میں شیطان کا کہا کبھی نہ مانوں گا یعنی موقعِ حتمہ خطا میں احتیاط و تيقظ سے کام لوں گا اور اصل مقصود اوتا ہی ہے مگر شمولِ حکم کے لئے مجرمین جمع کا صیغہ لایا گیا کہ اوروں کو بھی عام ہو جائے۔ پس موسیٰ علیہ السلام کو شہر میں خوف و وحشت کی حالت میں صبح ہوئی کہ اچانک (دیکھتے کیا ہیں کہ) وہی شخص جس نے کل گزشتہ ان سے مدد چاہی تھی وہ پھر ان کو (مدد کے لئے) پکار رہا ہے موسیٰ علیہ السلام اس سے فرمانے لگے کہ بے شک تو صریح بد راہ (آدمی) ہے۔ سو جب موسیٰ علیہ السلام نے اس پر ہاتھ بڑھایا جو ان دونوں کا مخالف تھا تو وہ اسرائیلی کہنے لگا کہ اے موسیٰ! کیا (آج) مجھکو قتل کرنا چاہتے ہو جیسا کہ کل ایک (آدمی) قتل کر چکے ہو (معلوم ہوتا ہے کہ) بس تم دنیا میں اپنا زور بٹھانا چاہتے ہو اور صلح (اور ملاپ) کروانا نہیں چاہتے۔

ظہیراً: مددگار، مضبوط پیٹھ والا۔ ظہر (ن) ظہارۃ مضبوط پیٹھ والا ہونا۔ یتَرَقَّب: رقب (تفعّل) ترقباً، انتظار کرنا، چڑھنا، (ن) رقباً نگہبانی کرنا، ڈرانا (إفعال) إرقاباً بشرطِ رقبی زندگی بھر کے لئے دینا، کمایقال [أرقبه الدار] کسی کو گھر زندگی بھر کے لئے اس شرط پر دینا کہ جو پہلے مر گیا دوسرا اس گھر کا مالک ہوگا (مفاعلة) مراقبۃ نگہبانی کرنا۔ یستصرخہ: صرخ (استفعال) استصرخاً مد طلب کرنا، (ن) صرخاً، صرختاً زور سے



چیننا، فریاد کرنا (إفعال) اصرافاً مد کرنا۔ غوی: گمراہ، خواہشات کا غلام۔ غوی (ض) غیثاً (س) غوایۃ گمراہ ہونا، محروم ہونا (إفعال) اغواء اگمراہ کرنا (انفعال) انغواء اگرنا، جھکنا۔ یسطش: بطش (ض، ن) بطشاً سختی سے پکڑنا، جملہ کرنا۔ جباراً: سرکش، قاہر، مغرور، اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے اسماء حسنیٰ میں سے ایک اسم ہے۔

وَجَاءَ رَجُلٌ مِّنْ أَقْصَا الْمَدِينَةِ يَسْعَىٰ قَالَ يُمُوسَىٰ إِنَّ الْمَلَأَ يَأْتَمِرُونَ بِكَ لِيَقْتُلُوكَ فَاخْرُجْ إِنِّي لَكَ مِنَ النَّاصِحِينَ فَخَرَجَ مِنْهَا خَائِفًا يَتَرَقَّبُ قَالَ رَبِّ نَجِّنِي مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ .

اور (اس مجمع میں) ایک شخص (جس کا نام حد قیل تھا اور یہ فرعون کا چچا زاد بھائی تھا) شہر کے (اس) کنارہ سے (جہاں یہ مشورہ ہو رہا تھا) دوڑتے ہوئے آیا اور کہنے لگا کہ اے موسیٰ (علیہ السلام) اہل دربار آپ کے حعلق مشورہ کر رہے ہیں کہ آپ کو قتل کر دیں سو آپ (یہاں سے) چل دیجئے میں آپ کی خیر خواہی کر رہا ہوں۔ پس یہ (سن کر) موسیٰ (علیہ السلام) وہاں سے (کسی طرف کو) خوف اور وحشت کی حالت میں نکل گئے (اور چونکہ راستہ معلوم نہ تھا دعا کے طور پر) کہنے لگے کہ اے میرے پروردگار! مجھ کو ان ظالم لوگوں سے بچا لیجئے۔

**اقصا:** [اسم تفصیل] زیادہ دور، قصو (ن) قصوا، قصوا (س) قصا دور ہونا۔ **الملاء:** اشراف قوم جن سے دلوں پر ہیبت طاری ہو۔ ملأ (ف) ملأ، ملأۃ بھرنا، لبالب کرنا (ک) ملأ تو اگر ہونا (مفاعله) مملاًۃ مد کرنا، موافقت کرنا (تفعّل) حملأۃ ہونا۔

وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَاءَ مَدْيَنَ قَالَ عَسَىٰ رَبِّي أَنْ يَهْدِيَنِي سَوَاءَ السَّبِيلِ . وَلَمَّا وَرَدَ مَاءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ أُمَّةٌ مِّنَ النَّاسِ يَسْقُونَ وَوَجَدَ مِنْ دُونِهِمُ امْرَأَتَيْنِ تَذُودَانِ قَالَ مَا خَطْبُكُمَا قَالَتَا لَا نَسْقِي حَتَّىٰ يُصْدِرَ الرِّعَاءُ وَأُبُونَا شَيْخَ كَبِيرٍ . فَسَقَىٰ لَهُمَا ثُمَّ تَوَلَّىٰ إِلَى الظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ إِنِّي لِمَا أَنزَلْتَ إِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيرٌ . فَجَاءَهُ تَهُ إِحْدَهُمَا تَمْشِي عَلَى اسْتِحْيَاءٍ قَالَتْ إِنَّ أَبِي يَدْعُوكَ لِيَجْزِيَكَ أَجْرَ مَا سَقَيْتَ لَنَا فَلَمَّا جَاءَهُ وَقَصَّ عَلَيْهِ الْقَصَصَ قَالَ لَا تَخَفْ نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ .

اور جب موسیٰ (علیہ السلام) مدین کی طرف ہو لیے کہنے لگے کہ امید ہے کہ میرا رب مجھ کو (کسی مقام امن کا) سیدھا راستہ چلا دیگا (چنانچہ ایسا ہی ہوا اور مدین (۱) جا پہنچے) اور (۱) حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کی ایک زوجہ محترمہ "قطرہ" کے بطن سے ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام (بقیہ اگلے صفحہ پر)

جب مدین کے پانی (یعنی کنویں) پر پہنچے تو اس پر (مختلف) آدمیوں کا ایک مجمع دیکھا جو پانی پلا رہے تھے اور ان لوگوں سے ایک طرف (الگ) کو دو عورتیں دیکھیں کہ وہ (اپنی بکریاں) روکے کھڑی ہیں، موسیٰ علیہ السلام نے (ان سے) پوچھا تمہارا کیا مطلب ہے؟ وہ دونوں بولیں (ہمارا معمول یہ ہے) کہ ہم (اپنے جانوروں کو) اس وقت تک پانی نہیں پلاتیں جب تک کہ یہ چرواہے پانی پلا کر (جانوروں کو) ہٹا کر نہ لے جائیں اور ہمارے باپ بہت بوڑھے ہیں۔ پس (یہ سن کر) موسیٰ علیہ السلام نے ان کے لئے پانی (مٹھنچ کر ان کے جانوروں کو) پلایا پھر (وہاں سے) ہٹ کر سایہ میں جا بیٹھے پھر (جناب باری میں) دعا کی کہ اے میرے پروردگار (اس وقت) جو (نعمت) بھی آپ مجھ کو بھیج دیں میں اس کا (سخت) حاجت مند ہوں۔ سو موسیٰ علیہ السلام کے پاس (مذکورہ لڑکیوں میں سے) ایک لڑکی آئی کہ شرماتی ہوئی چلتی تھی (اور آ کر) کہنے لگی کہ میرے والد تم کو بلاتے ہیں (یہ بزرگ حضرت شعیب علیہ السلام تھے) تاکہ تم کو اس کا صلہ دیں جو تم نے ہماری خاطر (ہمارے جانوروں کو) پانی پلادیا تھا (موسیٰ علیہ السلام ساتھ ہوئے گو مقصود موسیٰ علیہ السلام کا بالیقین حصول عوض نہ تھا لیکن مقام امن اور کسی رفیق شفیق کے ضرور باقتضائے وقت جو یاں تھے اور اگر بھوک کی شدت بھی اس جانے کا ایک جزو علت ہو تو مضائقہ نہیں اور اس کو اجرت سے کچھ تعلق نہیں اور ضیافت کی تو استدعا بھی بالخصوص حاجت کے وقت اور پھر بالخصوص کریم سے کچھ ذلت نہیں چہ جائیکہ دوسرے کی استدعا پر ضیافت کا قبول کر لینا) سو جب ان کے پاس پہنچے اور ان سے تمام حال بیان کیا تو انہوں نے (تسلی دی اور) کہا کہ (اب) اندیشہ نہ کرو تم ظالم لوگوں سے بچ آئے۔

**تلقاء:** لقاء کا [اسم] ہے ملاقات کی جگہ، مقابل۔ **خطبکما:** (مصدر) حالت

[جمع] **خطوب:** **یصدرو** (صدر) (افعال) (إصدراؤا پس کرنا، ظاہر کرنا (ن، ض) مصدر زاوا پس ہونا، متوجہ ہونا۔ **صدرو** (إفعل) (تفعیل) (تصدیر) (تصدیر) (مفاعلة) (مصادرة) اسرار کیساتھ مطالبہ کرنا۔ **الوعاء:** (مفرد) الراعی چرواہا، نگہبان، دیگر جمع **رعاة**، **زعمان**، **زعانہ** ”مدین“ رکھا گیا قرآن مجید اور دیگر کتب میں مذکور مدین نامی شہر انہی کی طرف منسوب ہے یہ شہر محل وقوع کے اعتبار سے بحر احمر کے ساحل عرب پر کوہ طور سے جنوب مشرق میں شمالاً جنوباً عرض البلد ۲۹.۲۹ درجے اور ۲۷.۳۹ درجے کے درمیان واقع ہے یہ شہر اب بھی ملک شام میں موجود ہے، اسی شہر میں اللہ کے پیارے پیغمبر حضرت شعیب بن نمیکل بن میجر بن مدین بن ابراہیم لوگوں کی اصلاح کیلئے بھیجے گئے تھے، حضرت شعیب علیہ السلام کا نام تورات میں ”غزو“ اور ”خوباب“ لکھا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی جو اللہ کے مشہور اور پیارے پیغمبر ہیں اسی شہر کی طرف ہجرت کی تھی اور ہجرت کرتے وقت مصر سے شام جانے کے لئے جو راستہ اختیار کیا تھا اسی راستے پر آج کل اسرائیل آباد ہے۔

بھی آتی ہیں۔ رمی (ف) رَعِیَا گھاس چرنا (مفاعله) مراعاة حفاظت کرنا، انجام پر غور کرنا (إفعال) إرعاء پاچارنا بصلہ [علی] شفقت کرنا۔ سقی: سقی (ض) سَقِیَا پلانا، عیب لگانا (إفعال) إسقاء پانی پینے کے لئے دینا (مفاعله) مساقاة کسی کو زمین کی دیکھ بھال کے لیے اس شرط پر مقرر کرنا کہ زمین کا کچھ غلہ ملے گا۔ یجزی: جزی (ض) جزاء بدلہ دینا، ادا کرنا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۷۷ پر ہے۔ نجوت: نجو (ن) نَجَاةٌ، نَجَاءٌ انجات پانا۔ نَجَاءٌ، تیز چل کر آگے بڑھنا (تفعیل) تَجَجَّیْ بہائی دلانا (تفاعل) تَنَاجَا (اتفعال) انتجاء اسرگوشی کرنا، راز دار بنانا۔

قَالَتْ إِحْدَاهُمَا يَا أَبَتِ اسْتَجِرْهُ إِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَجَرْتَ الْقَوِيُّ الْأَمِينُ.  
قَالَ إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أُنْكِحَكَ إِحْدَى ابْنَتَي هَئِنِ عَلَى أَنْ تَأْجُرَنِي ثَمْنِي حَجَجَ فَإِنْ أَتَمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ وَمَا أُرِيدُ أَنْ أُشْقَ عَلَيْكَ سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّالِحِينَ. قَالَ ذَلِكَ بَنِي وَبَيْنَكَ أَيَّمَا الْأَجْلِينَ قَضِيْتُ فَلَا عُذْوَانَ عَلَيَّ وَاللَّهُ عَلَى مَا نَقُولُ وَكِيلٌ.

(پھر) ایک لڑکی نے کہا ابا جان! آپ ان کو نو کر رکھ لیجئے کیونکہ اچھا نو کر وہ شخص ہے جو مضبوط (ہو اور) امانت دار (بھی) ہو۔ وہ (بزرگ موسیٰ علیہ السلام سے) کہنے لگے کہ میں چاہتا ہوں کہ ان دونوں لڑکیوں میں سے ایک (۱) کو تمہارے ساتھ بیاہ دوں اس شرط پر کہ تم آٹھ سال تک میری نوکری کرو (حاصل یہ کہ آٹھ سال کی خدمت اس نکاح کا مہر ہے) پھر اگر تم دس سال پورے کر دو تو پھر یہ تمہاری طرف سے (احسان ہے) اور میں (اس معاملہ میں) تم پر کوئی مشقت ڈالنا نہیں چاہتا تم جھکو انشاء اللہ تعالیٰ خوش معاملہ پاؤ گے (یعنی کام لینے اور کام کی پابندی وغیرہ تمام امور میں آسانی برتوں گا)۔ (موسیٰ علیہ السلام رضا مند ہو گئے اور) کہنے لگے کہ (بس تو) یہ بات میرے اور آپ کے درمیان (چکی) ہو چکی ہے اور ان دونوں مدتوں میں سے جس (مدت) کو بھی پورا کر دوں مجھ پر کوئی جبر نہ ہوگا اور ہم جو (معاملہ) کی بات چیت کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ اس کا گواہ (کافی) ہے (اس کو حاضر و ناظر سمجھ کر عہد کو پورا کرنا چاہئے)

استاجره: اجر (استفعال) استیجاز مزدور رکھنا (نض) انجزا، اُجَارَ مزدوری دینا (اتفعال) استجاز اصدقہ کرنا، مزدوری طلب کرنا (إفعال) اِجْزَا اُکْرَاے پر دینا۔ حجج:

(۱) حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شادی حضرت شعیب علیہ السلام کی بیٹی صفورہ سے اس وقت ہوئی جب آپ کی عمر تیس سال تھی، چالیس سال کی عمر میں انکے ہاں ایک صاحبزادہ "بیرسوم" نامی (جس کا معنی میں اب مسافر ہوں ہے، پیدا ہوا (تورات) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک سو تیس سال کی عمر یا کروادی تیرہ میں وفات پائی (انا للہ وانا الیہ راجعون)

[مفرد] جَسَّه سال۔ اَشَقَّ شقق (ن) شَقًّا، مَشَقَّةً مشقت میں ڈالنا، دشوار ہونا۔ شَقًّا پھاڑنا (مفاعلة) مَشَاتِه مخالفت کرنا، دشمنی کرنا (اتفعال) اَشْتَقَا آدھا لینا (انفعال) اَشْتَقَا شگاف پڑنا۔



## جَوَامِعُ الْكَلِمِ

لسیدنا و مولانا محمد رسول اللہ (ا)

أَمَّا بَعْدُ !

فَإِنَّ أَصْدَقَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللَّهِ، وَأَوْثَقَ الْعَرَى كَلِمَةُ التَّقْوَى، وَخَيْرَ الْمَلَلِ مِلَّةُ إِبْرَاهِيمَ، وَخَيْرَ السُّنَنِ سُنَّةُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَأَشْرَفَ الْحَدِيثِ ذِكْرُ اللَّهِ وَأَحْسَنَ الْقِصَصِ هَذَا الْقُرْآنُ، وَخَيْرَ الْأُمُورِ عَوَازُهَا، وَشَرَّ الْأُمُورِ مُخَدَّنَاتُهَا، وَأَحْسَنَ الْهَدْيِ هَدْيُ الْأَنْبِيَاءِ، وَأَشْرَفَ الْمَوْتِ قَتْلُ الشُّهَدَاءِ.

یقیناً سب سے زیادہ سچی (بات) اللہ تعالیٰ کی کتاب (میں) ہے۔ اور پکڑنے کے لئے سب سے زیادہ مضبوط چیز تقویٰ ہے۔ اور سب سے بہترین ملت، ملتِ ابراہیمیہ ہے۔ اور سب سے بہترین سنت نبی کریم ﷺ کی سنت ہے۔ اور سب سے بلند مرتبہ والی بات اللہ کا ذکر ہے۔ اور سب سے بہترین قصہ یہ قرآن کریم ہے۔ اور سب سے بہترین کام پختہ ارادے والے ہیں۔ اور سب سے بدترین کام دین میں (من گھڑت) شے ہے (جس کا ثبوت اصولِ دین میں نہ ہو) اور سب سے بہترین سیرت انبیاء علیہم السلام کی سیرت ہے اور سب سے بلند مرتبہ موت شہدائی موت ہے۔

العری: [مفرد] العروۃ چھاگل یا لوٹے کا دستہ، دراصل ہر پکڑنے کی شے کو عروہ کہا جاتا ہے۔ ملل: [مفرد] ملۃ مذہب، شریعت۔ قصص: [مفرد] قصۃ بات، واقعہ، حالت۔ قصص (ن) قصصاً بیان کرنا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۸۲ پر ہے۔ محدثات: [مفرد] محدثہ، کتاب و سنت و اجماع کے خلاف دین میں نئی بات پیدا کر لینا (من گھڑت باتیں) (۱) آپ ﷺ کی زبان مبارک سارے جہانوں میں سب سے زیادہ فصیح اور آپ کا بیان سب سے زیادہ بلند ہوتا تھا آپ ﷺ میں صفاتِ بلیغہ، باحول و مزاج کے مطابق بیان کا سلیقہ، عمدہ ذوق، پاکیزہ جس، زبان پر قدرت اور ادب و مہبت کی میراث اس طرح جمع ہو گئی تھیں کہ آپ سے قبل کسی دوسرے میں اس طرح جمع نہیں ہوئی تھیں اور نہ ہی آپ کے بعد کسی اور میں جمع ہو گئی ان تمام خصوصیات کے ساتھ ساتھ آپ کی زبان مبارک وحی کے جاری ہونے کی جگہ تھی اس لئے آپ سیلاب کے بعد چراگاہ تھے اور آپ کے سبز اور نباتات سے حدیث بیان کی جاتی ہے لفظ آپ کے اطاعت گزار تھے زبان کے پکے، دل کے سخی، عمدہ مذہب والے، آسان الفاظ کا استعمال کرنے والے، امام، مجتہد، صاحبِ معجزات اور لسانِ عرب میں نشانیوں والے تھے۔

محدثہ، کتاب وسنت واجماع کے خلاف دین میں نئی بات پیدا کر لینا (من گھڑت باتیں) حدث (ن) حدوثاً واقع ہونا، نوپید ہونا (تفصیل) تحدیثاً روایت کرنا (افعال) إحداثاً ایجاد کرنا، پاخانہ کرنا۔ الہدی: طریقہ، سیرت، رہنمائی، بیان۔ ہدی (ض) مہدی رہنمائی کرنا، بیان کرنا۔ ہد آء ابھیجنا، آگے ہونا (تفصیل) تحدیثاً جدا جدا کرنا، تحفہ دینا (تفعل) تحدیثاً (افتعال) استہداء ہدایت پانا۔

وَأَعْمَى الْعُمَى الضَّلَالَةَ بَعْدَ الْهُدَى. وَخَيْرَ الْعِلْمِ مَا نَفَعَ، وَخَيْرَ الْهَدَى مَا تَبِعَ، وَشَرُّ الْعُمَى عُمَى الْقَلْبِ، وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى، وَمَا قَلَّ وَكَفَى خَيْرٌ مِمَّا كَثُرَ وَالْهَى، وَشَرُّ الْمَعْدَرَةِ حِينَ يَحْضُرُ الْمَوْتُ وَشَرُّ النَّدَامَةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَمِنَ النَّاسِ مَنْ لَا يَأْتِي الصَّلَاةَ إِلَّا دُبُرًا، وَمِنْهُمْ مَنْ لَا يَذْكُرُ اللَّهَ إِلَّا هَجْرًا، وَأَعْظَمَ الْخَطَايَا اللِّسَانُ الْكَذُوبُ، وَخَيْرَ الْغِنَى غِنَى النَّفْسِ، وَخَيْرُ الزَّادِ التَّقْوَى، وَرَأْسُ الْحِكْمَةِ مَخَافَةُ اللَّهِ، وَخَيْرُ مَا وَقَرَ فِي الْقُلُوبِ الْيَقِينُ، وَالْإِرْتِيَابُ مِنَ الْكُفْرِ، وَالنِّيَاحَةُ مِنْ عَمَلِ الْجَاهِلِيَّةِ، وَالْغُلُولُ مِنْ جُنَاءِ جَهَنَّمَ، وَالْكَتْرُ كَثْرَةُ النَّسَارِ، وَالشُّعْرَ مِنْ مَزَامِيرِ إِبْلِيسَ، وَالْخَمْرُ جُمَاعُ الْأَلَمِ، وَالنِّسَاءُ حِبَالَةُ الشَّيْطَانِ، وَالشَّبَابُ شُعْبَةٌ مِنَ الْجُنُونِ

اور سب سے بڑی گمراہی ہدایت کے بعد گمراہ ہونا ہے۔ اور بہترین م وہ ہے جس نے فائدہ دیا۔ اور سب سے بہترین سیرت وہ ہے کہ جس کی پیروی کی گئی۔ اور سب سے بدترین گمراہی دل کی گمراہی ہے۔ اور اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔ اور جو تھوڑا ہو اور کافی ہو وہ بہتر ہے اس سے جو زیادہ ہو اور غافل کر دے۔ اور سب سے بدترین معذرت وہ ہے جو موت کے حاضر ہونے کے وقت کی جائے۔ اور سب سے بدترین شرمندگی قیامت کے دن کی ہوگی۔ اور بعض لوگ وہ ہیں جو نماز کی طرف پشت موڑ کر آتے ہیں۔ (یعنی جلدی جلدی ٹھونگے مار کر واپس جانے کی کرتے ہیں تو گویا کہ وہ آتے ہی پشت موڑ کر ہیں) اور ان میں سے بعض وہ ہیں جو اللہ کا ذکر نہیں کرتے مگر بے دلی کیساتھ۔ اور سب سے بڑی غلطی جھوٹی زبان ہے۔ اور سب سے بہترین غنا نفس کا غنا ہے۔ اور بہترین زادِ راہ تقویٰ ہے۔ اور (اصل) حکمت کی جز تو اللہ تعالیٰ کا خوف ہے۔ اور دل میں جم جانے والی اشیاء میں سے سب سے بہترین شے یقین ہے۔ اور شک و شبہ (میں مبتلا ہونا تو) کفر (میں سے) ہے۔ اور نوحہ کرنا جاہلیت کے عمل میں سے ہے۔ اور خیانت کرنا (مال غنیمت میں) جہنم کا شعلہ ہے۔

اور خزانہ جہنم کی آگ سے داغ ہے۔ (جس مال پر زکوٰۃ نہ دیجائے اس کو جہنم میں گرم کر کے مالک کو دانا جائے گا جس کی وجہ سے مالک کے جسم میں داغ پڑ جائیں گے) اور شعر گوئی شیطان کی بانسریوں میں سے ہے۔ اور شراب تمام گناہوں کا مجموعہ ہے۔ اور عورتیں شیطان کی رسیاں ہیں۔ اور جوانی جنون کے شعبوں میں سے ایک شعبہ ہے۔

دیر: پچھلا حصہ، آخر۔ دیر (ن) دیر، دُور، اُگزر جانا، نقل کرنا [جمع] اُدبار (س) دیر کا جدہ وغیرہ سے زخمی پیٹھ والا ہونا (تفصیل) تدبیر، انور کرنا، انجام سوچنا۔ الہجو: ہجر (ن) ہجر، انا اعراض کرنا، قطع تعلق کرنا (تفصیل) ہجیر، ادو پہر میں چلنا، سخت گرم ہونا (مفاعلہ) مهاجرۃ ہجرت کرنا (إفعال) ہجرا، اکو اس کرنا، دو پہر میں چلنا۔ وقو: وقر (ض) وقر، اچھاڑنا، پھٹنا (ک) وقارۃ، وقار، انجیدہ و صاحب وقار ہونا، ثابت رہنا (ض) وقر، اوقورۃ وقار کے ساتھ بیٹھنا (إفعال) ایقار، ابوجھ لادنا (تفصیل) توقیر، تعظیم کرنا، زخمی کرنا۔ النیاحة: نوح (ن) نوحا، نیاحة مردہ پروا دینا کرنا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۶۳ پر ہے۔ الغلول: غلل (ن) غلوا، خیانت کرنا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۵۵ پر ہے۔ الجناء: [مفرد] الجنوة شعلہ، ڈھیر، قبر۔ جو (ن) جوا (ض) جوا، زانو پر بیٹھنا یا انگلیوں کے بل کھڑا ہونا (إفعال) جشاء، زانو کے بل بیٹھنا۔ کحی: کوی (ض) کینا، لوہے وغیرہ سے داغ دینا، ڈنک مارتا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۶۳ پر ہے۔ العز امیر: [مفرد] العز، مار، بانسری پھر گیت کو کہا جانے لگا۔ زمر (ض، ن) زمز، زمیز، بانسری بجانا، اکسانا (ض) زمز، نا بھاگنا، بدکنا (تفصیل) زمیر، بانسری بجانا، مشک بھرنا۔ حب الہ: پھندا [جمع] حبائل۔ جبل (ن) جبلا، رسی سے باندھنا، پھندے سے پکڑنا (س) جبلا، حاملہ ہونا (تفصیل) تحسبنا، حاملہ کرنا۔

وَشَرَّ الْمَكَاسِبِ كَسْبُ الرِّبَا، وَشَرُّ الْمَأْكَلِ مَالُ الْيَتِيمِ، وَالسَّعِيدُ مَنْ وُعِظَ بغيرِهِ، وَالشَّقِيُّ مَنْ شَقِيَ فِي بطنِ أُمِّهِ، وَإِنَّمَا يَصِيرُ أَحَدُكُمْ إِلَى مَوْضِعٍ أَرْبَعِ أَذْرُعٍ، وَالْأَمْرُ بِأَخْرَجَتِهِ، وَمَلَكَ الْعَمَلِ خَوَاتِيمُهُ، وَشَرُّ الرِّوَايَا رَوَايَا الْكُذِبِ، وَكُلُّ مَا هُوَ آتٍ قَرِيبٌ وَسَبَابُ الْمُؤْمِنِ فُسُوقٌ وَقِتَالُ الْمُؤْمِنِ كُفْرٌ، وَأَكْلُ لَحْمِهِ مِنْ مَعْصِيَةِ اللَّهِ، وَخُرْمَةُ مَالِهِ كَحُرْمَةِ دَمِهِ، وَمَنْ يَتَأَلَّ عَلَى اللَّهِ يُكَذِّبُهُ، وَمَنْ يَغْفِرُ يَغْفِرُ اللَّهُ لَهُ، وَمَنْ يَعْفُ يَعْفُ اللَّهُ عَنْهُ، وَمَنْ يَكْظِمُ الْعَيْظَ يَأْجُرُهُ اللَّهُ، وَمَنْ يُضْمِرُ عَلَى الرِّزْيَةِ يَعْزُضُهُ اللَّهُ، وَمَنْ يَتَّبِعِ السُّمْعَةَ يَسْمَعِ اللَّهُ بِهِ، وَمَنْ يُضْمِرُ يَضَعِفُ اللَّهُ لَهُ، وَمَنْ يُعْصِ اللَّهَ يُعْذِبْهُ اللَّهُ، اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَلِأُمَّتِي

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَلَا تُنِّبْنِيْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَلَا تُنِّبْنِيْ اَسْتَغْفِرُ اللهَ لِيْ وَلَكُمْ .

اور بدترین کمائی سود کی کمائی ہے۔ اور بدترین کھانا یتیم کا مال کھانا ہے۔ اور خوش بخت وہ ہے جو دوسرے سے نصیحت حاصل کرے۔ اور بد بخت وہ ہے جو اپنی ماں کے پیٹ سے بد بخت پیدا ہوا۔ اور یقیناً تم میں سے ہر ایک چار گز کی جگہ جائیگا۔ اور معاملہ اپنے اختتام کے ساتھ ہے۔ (اختتام پر معاملہ کا دار و مدار ہوتا ہے۔) اور عمل کا سرمایہ اس کے انجام میں ہے۔ اور بدترین روایات جھوٹی روایات ہیں۔ اور ہر آنے والی چیز قریب ہے۔ اور مومن کو گالی دینا فسق ہے اور مومن سے قتال کرنا کفر ہے۔ اور اس کا گوشت کھانا (غیبت کرنا) اللہ تعالیٰ کی معصیت و نافرمانی ہے۔ اور اس کے مال کی حرمت اس کے خون کی حرمت کی مانند ہے اور جو اللہ پر قسم کھائے وہ اس کی تکذیب کرتا ہے۔ اور جو بخش دیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی بخشش فرماتے ہیں اور جو معاف کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو معاف فرما دیتے ہیں۔ اور جو غصہ کو ضبط کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو اجر عطا فرماتے ہیں۔ اور جو مصیبت پر صبر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو اس کا بدلہ عطا فرماتے ہیں۔ اور جو کسی کی بات غور سے سنتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی بات (غور سے) سنتے ہیں۔ اور جو صبر کرتا ہے اللہ اس کو دو ہزار اجر دیتے ہیں اور جو اللہ کی نافرمانی کرتا ہے اللہ اس کو عذاب دیتے ہیں۔ اے اللہ! میری اور میری امت کی مغفرت فرما، اے اللہ! میری اور میری امت کی مغفرت فرما، میں اللہ سے اپنے لئے اور تمہارے لئے مغفرت طلب کرتا ہوں۔

البرویا: [مفرد] راویۃ تا مبالغہ کی ہے، حدیث یا اشعار کو نقل کرنے والا، روی (ض) راویۃ نقل کرنا، بیان کرنا بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۴۲ پر ہے۔ یتالی: (تفعّل) تا ئیا (إفعال) ایلاء (إفعال) استلاء اتم کھانا۔ الوزیۃ: [جمع] الرزایا یڑی مصیبت۔ رزء (ف) کُزء حاصل کرنا، کم کرنا، مصیبت میں ڈالنا (إفعال) ارتزاء کم کرنا، بھلائی حاصل کرنا۔

## الْخَطَابَةُ الْمُعْجَزَةُ

(۱)

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ لَمَّا أُعْطِيَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا أُعْطِيَ مِنْ  
تِلْكَ الْعَطَايَا الْكِبَارِ فِي قُرَيْشٍ وَفِي قَبَائِلِ الْعَرَبِ وَلَمْ يَكُنْ فِي الْأَنْصَارِ مِنْهَا  
شَيْءٌ وَجَدَ هَذَا الْحَيُّ مِنَ الْأَنْصَارِ فِي أَنْفُسِهِمْ حَتَّى كَثُرَتْ فِيهِمْ الْقَالَةُ حَتَّى  
قَالَ قَائِلُهُمْ لَقِيَ وَاللَّهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَوْمَهُ فَدَخَلَ عَلَيْهِ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ فَقَالَ يَا  
رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ هَذَا الْحَيُّ مِنَ الْأَنْصَارِ قَدْ وَجَدُوا عَلَيْكَ فِي أَنْفُسِهِمْ لَمَّا  
صَنَعْتَ فِي هَذَا الْقَبِيلِ الَّذِي أَصَبْتَ قَسَمْتَ فِي قَوْمِكَ وَأَعْطَيْتَ عَطَايَا  
عَظَمًا فِي قَبَائِلِ الْعَرَبِ وَلَمْ يَكُنْ فِي هَذَا الْحَيِّ مِنَ الْأَنْصَارِ مِنْهَا شَيْءٌ، قَالَ  
فَأَيْنَ أَنْتَ مِنْ ذَلِكَ يَا سَعْدُ؟ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا أَنَا إِلَّا مِنْ قَوْمِي!

حضرت ابوسعید (سعد بن مالک الانصاری متوفی ۴۷ھ بمصر ۸ سال) خدری رضی اللہ عنہ  
سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب آپ ﷺ نے قریش اور قبائل عرب کو بڑے بڑے  
تحفے عطا فرمائے مگر انصار صحابہ رضی اللہ عنہم کو اس میں سے تھوڑا سا بھی حصہ نہیں دیا تو انصار کے اس  
قبیلے نے اس کو اپنے دل میں برا سمجھا (یعنی ان کو یہ کام پسند نہیں آیا) جس کی وجہ سے ان میں  
ایسی سیدھی باتیں ہونے لگیں حتیٰ کہ ان میں سے ایک کہنے والے نے یہاں تک کہہ دیا:  
”خدا کی قسم! رسول اللہ ﷺ تو اپنی قوم سے جا ملے ہیں“

تو آپ ﷺ کی خدمت میں حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے اللہ کے  
رسول ﷺ! انصار کا یہ قبیلہ آپ سے کچھ ناراض ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ آپ نے جو مال فی  
حاصل کیا ہے اپنی قوم میں تقسیم کر دیا ہے، قبائل عرب کو بڑے بڑے تحفے عطا فرمائے لیکن  
(۱) ”الخطابۃ المعجزۃ“ کا پس منظر ۶ شوال ۸ھ کو مسلمانوں کی طرف سے بارہ ہزار کا لشکر بخثیف اور ہوازن پر حملہ کے لئے  
مدینہ سے نکلا، بخثیف طائف پر حکران تھے جبکہ ہوازن کی آبادی طائف اور مکہ کے درمیان پھیلی ہوئی تھی، استے بڑے لشکر  
کو دیکھ کر مسلمانوں کے دل میں یہ خیال آیا کہ آج تو ہم میدان ضرور مار لیں گے انہیں اللہ کی طرف سے توجہ کا بہنا پایا جاتا ہے  
اور یہ چیز اللہ کو پسند نہ آئی، اس لئے جب مسلمانوں کا لشکر وادی حنین میں پہنچا تو دشمن جس کی قیادت بخثیف کا تیس سالہ  
نوجوان مالک بن نوف کر رہا تھا اور اس کو جوش دلائے کے لئے عرب کا مشہور شاعر اور دانشور سوادہ بن ہذاورید بن صمد بھی  
شریک تھا، نے اچانک حملہ کر دیا جس کی وجہ سے ابتدا میں مسلمانوں کو مشکل پیش آئی لیکن بعد میں اللہ کی مدد اور نصرت کے  
شامل حال ہونے کی بناء پر شائدان فتح نصیب ہوئی۔ جنگ کے اختتام پر مسلمانوں کو چوبیس ہزار اونٹ، بیس ہزار بھیڑ بکریاں،  
چودہ ہزار اوقیہ چاندی اور چھ ہزار قیدی بطور مال غنیمت حاصل ہوئے اور آپ ﷺ نے ایک ایک قریشی کو سو درہم یا اس سے  
زائد مال بطور ”مؤکفۃ قلوب“ عطا فرمایا اور انصار کو کچھ بھی نہیں دیا جس کی وجہ سے یہ مذکورہ بالا واقعہ پیش آیا۔



آپ نے انصار کے اس قبیلہ کے لئے اس میں سے تھوڑا سا حصہ بھی نہیں رکھا (اسی وجہ سے انصار کا قبیلہ آپ پر ناراضگی کا اظہار کر رہا ہے) آپ ﷺ نے فرمایا کہ: اے سعد! کیا تم بھی ان میں سے ہو؟ تو سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول (ﷺ) میں اپنی قوم میں سے ہوں!

**الحی:** چھوٹا قبیلہ، محلہ، زندہ [جمع] حیاء۔ حی (س) حیاۃ زندہ رہنا، حیاء اظاہر ہونا۔ بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۷۷ پر ہے۔ **القبالة:** لوگوں کے درمیان پھیلی ہوئی اچھی یا بری بات، دوپہر کا قیلولہ۔ قول (ن) قَوْلًا کہنا، حکم کرنا، اشارہ کرنا وغیرہ، یہ ایک کثیر المعنی لفظ ہے۔ **الفسی:** اس سے مراد مال فی ہے، فی ہر وہ مال کہلاتا ہے جو مجاہدین کو کسی علاقے سے بغیر جنگ کیے حاصل ہو، اس کے مقابلہ میں مال غنیمت ہوتا ہے اور وہ، وہ مال ہے جو جنگ کر کے حاصل کیا جاتا ہے۔ فی (ض) فینا حاصل کرنا۔ (تفعیل) تفتیۃ سایہ دار ہونا (إفعال) إفاۃ مال غنیمت حاصل کر دینا۔

قَالَ فَاجْمَعْ لِي قَوْمَكَ فِي هَذِهِ الْحَضِيرَةِ قَالَ فَجَاءَ رَجُلَانِ الْمُهَاجِرِينَ فَتَرَكَهُمْ فَذَخَلُوا وَجَاءَ آخِرُونَ فَرَدَّ هُمْ فَلَمَّا اجْتَمَعُوا أَتَى سَعْدٌ فَقَالَ قَدْ اجْتَمَعَ لَكَ هَذَا الْحَيُّ مِنَ الْأَنْصَارِ فَأَتَاهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَحَمِدَ اللَّهُ وَاتَّئِنَّا عَلَيْهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ.

تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنی قوم کو میرے پاس اس باڑہ میں جمع کرو۔ راوی کہتے ہیں مہاجرین صحابہ رضی اللہ عنہ آئے آپ نے ان کو جانے دیا وہ اندر داخل ہو گئے اور دوسرے لوگ آئے تو آپ نے ان کو لوٹا دیا (واپس کر دیا) جب وہ سب جمع ہو گئے تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ آئے اور عرض کیا کہ انصار کا یہ قبیلہ جمع ہو گیا ہے، آپ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور اللہ کی حمد و ثنائی کلمات کے ذریعہ سے بیان کی جن کا وہ اہل ہے۔

**الحظيرة:** باڑہ، ہر وہ شے جو آپ کے اور دوسرے کے درمیان حائل ہو۔ حظر (ض) حظر باڑہ میں بند کرنا، روکنا۔

ثُمَّ قَالَ "يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ مَا قَالَةَ بَلَعْتَنِي عَنْكُمْ وَجِدَّةٌ وَجَدْتُ تُمُوها فِي أَنْفُسِكُمْ؟ أَلَمْ آتِكُمْ ضُلَالًا فَهَذَا كُمْ اللَّهُ بِي، وَغَالَةً فَأَغْنَاكُمْ اللَّهُ بِي، وَأَعْدَاءُ فَأَلَّفَ اللَّهُ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ؟ قَالُوا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْنٌ وَأَفْضَلُ ائِمُّ قَالَ أَلَا تُحِبُّونِي يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ؟ قَالُوا بِمَاذَا نَجِيتُكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، اللَّهُ وَلِيُّ رَسُولِهِ ائِمُّ وَالْفَضْلُ

پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اے انصار! وہ کوئی مشہور بات ہے جو مجھے تمہاری طرف سے پہنچی ہے؟ اور تم نے اپنے جی میں کوئی بات پال لی ہے؟ کیا میں تمہارے پاس اس حالت میں نہیں آیا کہ تم گمراہ تھے پھر میرے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں ہدایت عطا فرمائی؟ تم فقیر تھے پھر اللہ نے میرے ذریعہ تم لوگوں کو غنی کر دیا؟ تم آپس میں ایک دوسرے کے دشمن تھے پھر اللہ نے تمہارے دلوں میں محبت ڈال دی؟ انہوں نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول ہی زیادہ احسان و فضل والے ہیں، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اے انصار! تم مجھے جواب کیوں نہیں دیتے؟ تو انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہم کیا جواب دیں، اللہ اور اس کے رسول ہی کے لئے احسان و فضل ہے۔

**الصن:** [مصدر] احسان، انعام، شبنم کی ایک ایسی قسم جو پتھر وہی اور درختوں پر شہد کی مانند جم کر خشک ہو جاتی ہے، وہ شے جو بنی اسرائیل پر نازل ہوتی تھی۔ من (ن) منّا، مہیۃ احسان جتنا، بھلائی کرنا۔ (ن) منّا (إفعال) إمتاننا کمزور کرنا، کاٹنا۔ (مفاعله) مماتئ کسی کی حاجت روائی کے لئے آنا جانا۔

قَالَ وَاللّٰهُ لَوْ شِئْتُمْ لَقُلْتُمْ فَلَصَدَقْتُمْ وَلَصَدَّ قُحُكُمُ أَتَيْنَا مُكْذِبًا  
فَصَدَّقْنَاكَ وَمَخَذُوا لَا قَنْصَرُنَاكَ، وَطَرَيْنَا قَاوَيْنَاكَ، وَعَاثِلَا قَوَّاسِنَاكَ،  
أَوْجَدْتُمْ عَلَيَّ يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ فِي أَنْفُسِكُمْ فِي لُعَاغَةٍ مِنَ الدُّنْيَا تَأَلَّفَتْ بِهَا  
قَوْمًا لَّيْسَلُمُوا وَوَكَّلْتُمْكُمْ إِلَى إِسْلَامِكُمْ.

تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سنو! خدا کی قسم! اگر تم چاہتے تو کہہ ڈالتے اور تم سچے ہوتے اور میں بھی تمہاری تصدیق کرتا کہ ”آپ ہمارے پاس اس حال میں آئے کہ آپ کی تکذیب کی گئی تھی ہم نے آپ کی تصدیق کی، آپ کی قوم نے آپ کو بے یار و مددگار چھوڑ دیا تھا، ہم نے آپ کی مدد و نصرت کی، آپ دھتکار دیے گئے تھے ہم نے آپ کو پناہ دی، آپ ہمارے پاس مفلس ہو کر آئے تھے ہم نے آپ کے ساتھ ہمدردی کی۔ اے انصار! کیا تم دنیا کے معمولی تنکے پر میرے اوپر غضبناک ہو کہ اس کے ذریعہ میں کسی قوم کے ساتھ الفت و محبت سے پیش آیا تاکہ وہ اسلام لے آئیں (اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو موافقہ قلوبہم میں داخل تھے آپ ﷺ نے انکو مال دیا تاکہ وہ اسلام پر جبریں) اور تمہیں تمہارے اسلام کے سپرد کر دیا۔  
**مخذو لا:** [جمع] مخاذل۔ خذل (ن) خذلاً، خذلاً نامد چھوڑنا۔ (تفعیل)  
تحذلاً مدد چھوڑنے پر اکسانا۔ (مفاعله) مخاذاً مدد چھوڑنا۔ طریذا: دھتکارا ہوا، جو دشمن

تمہارے بعد پیدا ہو گا وہ طرید کہلائے گا۔ بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۳۶ پر ہے۔ واسیناک: وہی (مفاعلہ) موساۃ مددینا (ض) ونسینا (إفعال) یساء امونثنا، کاننا، اسی سے موسیٰ (استرا) ہے۔ لُعَاعَة: دنیا، ایک گھونٹ، ارزانی [جمع] لُعَاغ۔

أَلَا تَرَضُونَ يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ أَنْ يَذْهَبَ النَّاسُ بِالشَّاءِ وَالْبُعَيْرِ وَ تَرْجِعُونَ بِرَسُولِ اللَّهِ إِلَى رِجَالِكُمْ فَوَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَمَا تَنْقَلِبُونَ بِهِ خَيْرٌ مِمَّا يَنْقَلِبُونَ بِهِ وَلَوْلَا الْهَجْرَةُ لَكُنْتُ إِمْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ وَلَوْ سَلَكَ النَّاسُ شُعْبًا وَوَادِيًا وَسَلَكَتِ الْأَنْصَارُ شُعْبًا وَوَادِيًا لَسَلَكَتِ شُعْبَ الْأَنْصَارِ وَوَادِيَهَا الْأَنْصَارُ شِعَارَ النَّاسِ دِثَارُ اللَّهِمْ أَرْحَمَ الْأَنْصَارِ وَأَبْنَاءُ الْأَنْصَارِ وَأَبْنَاءُ أَبْنَاءِ الْأَنْصَارِ قَالَ فَبَكَى الْقَوْمُ حَتَّى اخْضَلُوا لِحَاهُمْ وَقَالُوا رَضِينَا بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ قِسْمًا وَحِطًّا.

اے انصار! کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ لوگ بکریوں اور اونٹوں کو لیجائیں اور تم اللہ اور اسکے رسول کے ساتھ اپنی قیام گاہ کی طرف پلٹو؟ قسم اس ذات کی جسکے قبضہ قدرت میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! جس کو لیکر تم واپس جاؤ گے وہ اس سے زیادہ بہتر ہے جس کو لیکر وہ واپس جائیں گے۔ اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصار ہی میں سے ایک شخص ہوتا، اگر لوگ ایک پہاڑی راستے اور وادی پر چلتے اور انصار دوسرے پہاڑی راستے اور وادی پر چلتے تو میں انصار کے راستے اور وادی پر چلتا (اور اسی کو اختیار کرتا) انصار تو شعاریں (یعنی مجھ سے ان کا اتصال بہت ہی قوی اور مستحکم ہے) اور دیگر لوگ دثاریں (یعنی ان کا اتصال مجھ سے اتنا مستحکم نہیں ہے)۔ اے اللہ! انصار، ان کی اولاد، اور ان کی اولاد کی اولاد پر رحم فرما۔ راوی فرماتے ہیں کہ قوم اتنا روئی کہ انکی داڑھیاں آنسوؤں سے تر ہو گئیں اور انہوں نے کہا: ہم اللہ کے رسول ﷺ پر تقسیم اور حصہ کے اعتبار سے راضی ہیں۔

الشَّاء: [مفرد] اشاة بکری، بکرا، جنگلی گائے۔ رِجَالِكُمْ: [مفرد] رجل قیام گاہ، منزل، کجاوہ۔ رجل (ف) رجلا، رجلا ترک وطن کرنا (تفعیل) رجلا کوچ کرنا، نقش و نگار کرنا۔ (إفعال) رجلا سواری دینا۔ شُعْبًا: پہاڑی راستہ، بڑا قبیلہ [جمع] شُعَاب یہ اضداد کے قبیل میں سے ہے۔ شعب (ف) شعبا جمع کرنا، متفرق کرنا، درست کرنا، بگاڑنا (تفعیل) شعبا ہمیشہ کے لئے جدا ہونا (مفاعلہ) مشعبہ مرنا، دور ہونا۔ شعار: [مفرد] شعارة بدن کے بالوں سے متصل لباس، یہ خاص لوگوں سے کنایہ ہے دثار: بدن سے ملے ہوئے کپڑے

کے اوپر کا گرم کپڑا، سونے والا جس کپڑے کو اوڑھ کر لیٹے۔ اخضلوا: خصل (س) خصلًا ترہونا (إفعال) إخضلاً (تفعیل) تخضلاً ترکنا ترہونا۔ حظا: حصہ خیر و فضل، نصیب، کبھی حصہ شر کے لئے بھی بولا جاتا ہے۔ حظ (س) حظاً (إفعال) إحظاً نصیب والا ہونا۔

☆☆☆☆☆☆

### فِي بَنِي سَعْدِ

كَانَتْ حَلِيمَةُ بِنْتُ أَبِي ذُوَيْبٍ السَّعْدِيَّةُ أُمَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الَّتِي أَرْضَعَتْهُ تَحَدَّثُ أَنَّهَا خَرَجَتْ مِنْ بَلَدِهَا مَعَ زَوْجِهَا وَابْنِ لَهَا صَغِيرٍ تَرْضَعُهُ فِي نِسْوَةٍ مِنْ بَنِي سَعْدِ بْنِ بَكْرِ تَلْتَمِسُ الرُّضْعَاءَ قَالَتْ وَذَلِكَ فِي سَنَةِ شَهْبَاءَ لَمْ تَبْقَ لَنَا شَيْئًا، قَالَتْ فَخَرَجْتُ عَلَى أَتَانٍ لِي قَمَرَاءَ مَعًا شَارِقَ لَنَا وَاللَّهُ مَا تَبِضُّ بِقَطْرَةٍ وَمَا نَنَامُ لَيْلَنَا أَجْمَعَ مِنْ صَبِيئِنَا الَّذِي مَعَنَا مِنْ بُكَائِهِ مِنَ الْجُوعِ، مَا فِي نَدْيٍ مَا يُغْنِيهِ وَمَا فِي شَارِفِنَا مَا يُغْدِيهِ (قَالَ ابْنُ هِشَامٍ) وَيُقَالُ يُغْدِيهِ.

حلیمہ بنت ابی ذویب سعدیہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی رضاعی والدہ ہیں، بیان کرتی ہیں کہ وہ اپنے شوہر اور دودھ پیتے بچے کے ساتھ (جس کا نام عبد اللہ بن حارث ہے) اپنے علاقے (طائف) سے بنو سعد بن بکر کی عورتوں کے ہمراہ دودھ پینے والے بچوں کی تلاش میں نکلیں۔ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ اس سال ایسا قحط تھا جس نے ہمارے لئے کچھ بھی نہیں چھوڑا تھا۔ میں اپنی سفید دراز گوش پر سوار ہو کر نکلی، ہماری اونٹنی بھی ہمارے ساتھ تھی خدا کی قسم! اس سے ایک قطرہ دودھ بھی نہیں نکلتا تھا، بچے کے بھوکے ہونے کی بنا پر اس کے رونے کی وجہ سے ہم ساری رات سونہ سکے۔ (فقروفاق کی وجہ سے) مجھ میں اتنا دودھ تھا جو اس کو کافی ہو سکے اور نہ اونٹنی میں اتنا دودھ تھا جو اس کو پلا سکیں۔

الرضعاء: [مفرد] الرضيع دودھ پیتا بچہ، مکینہ۔ شہباء: [مذکر] اُشْهَب، ایسی خشک سالی کہ جس میں بارش ہونہ سبزہ۔ شہب (ف) شہباً جھلس دینا (س) شہباً سیاہی مائل سفید رنگ والا ہونا (إفعال) إشہاباً برباد کر دینا، ناپید کر دینا (افتعال) اشتہاباً اس طرح خشک اور زرد ہونا کہ درمیان میں کچھ سبزہ باقی ہو، سیاہی مائل سفید رنگت والا ہونا۔ قمرء: [مذکر] الْقَمَرُ سبزی مائل سفید رنگ والا، چاندنی۔ قمر (س) قمرأ بہت سفید ہونا، چاندنی رات میں بے خواب ہونا (ن) قمرأ چھین لینا (مفاعله) مقارمراً باہم جوا کھیلنا (إفعال)

اِقْتَدِرَ اِچاندنی کا کھیت کرنا، چاند کے نکلنے کا انتظار کرنا (تفعیل) قَمَرَ اچاندنی رات میں شکار کے لئے نکلتا، جوئے میں غالب آنا (افعال) اَمِير از اسفید ہونا، چاند کے رنگ کا ہونا۔

شعارف: بوڑھی اونٹنی، عنقریب شرف حاصل کرنے والا [جمع] شُرُف، شُرُف، شُرُف۔ شرف

(ک) شُرُفًا بوڑھا ہونا۔ شُرُفًا دین یا دنیا میں بلند مرتبہ ہونا، صاحبِ عزت ہونا (ن)

شُرُفًا کسی سے عزت و مرتبہ میں غالب ہونا (س) شُرُفًا بلند ہونا (مفاعله) مشارفہ شرافت

پر فخر کرنے میں مقابلہ کرنا، جھانکنا (تفعیل) تشریفًا عزت و تعظیم کرنا، ننگرہ بنانا (إفعال)

إشرفًا سیدھا کھڑا ہونا (استفعال) استشرافًا ہاتھ کی آڑ کر کے نظر اٹھا کر دیکھنا، سیدھا کھڑا

ہونا۔ تبص: بفض (ض) بظًا، بوضًا تھوڑا تھوڑا بہنا (ض، س) بضا ضًا موٹا پے کے

ساتھ پتلے اور نرم چمڑے والا ہونا (إفعال) إبضا تھوڑی سی چیز دینا (تفعیل) تبضیضا

نازد و فمت کی زندگی بسر کرنا (المحال) إبعضا تباہ کر دینا (تفعیل) تبضضا تھوڑا تھوڑا کر کے

وصول کرنا۔ یغدیہ: غدی (تفعیل) تغدیہ دن کے ابتدائی حصہ میں کھانا۔ (س) نخذ اصبح

کا کھانا کھانا (ن) نخذ اصبح کے وقت جانا، سویرے آنا (مفاعله) مغاداة صبح کے وقت آنا۔

وَلَكِنَّا كُنَّا نَرْجُو الْغَيْثَ وَالْفَرَجَ فَخَرَجْتُ عَلَىٰ أَتَانِي تِلْكَ فَلَقَدْ

أَذْمُتُ بِالرَّكْبِ حَتَّىٰ شَقَّ ذَلِكَ عَلَيْهِمْ ضَعْفًا وَعَجْفًا حَتَّىٰ قَدِمْنَا مَكَّةَ

نَلْتَمِسُ الرُّضْعَاءَ، فَمَا مِنْ أَمْرَاءَ إِلَّا قَدْ عَرَضَ عَلَيْهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَتَأْبَاهُ إِذَا

قِيلَ لَهَا إِنَّهُ يَتِيمٌ، وَذَلِكَ أَنَا إِنَّمَا كُنَّا نَرْجُو الْمَعْرُوفَ مِنْ ابْنِ الصَّبِيِّ فَكُنَّا

نَقُولُ يَتِيمٌ وَمَا عَلَسَىٰ أَنْ تَضَعُ أُمُّهُ وَجَدَهُ، فَكُنَّا نَكْرَهُهُ لِذَلِكَ، فَمَا بَقِيَتْ

أَمْرًا قَدِمْتُ مَعِيَ إِلَّا أَخَذْتُ رَضِيعًا غَيْرِي.

لیکن ہم سب سیرابی اور خوشحالی کی تمنا و امید لئے ہوئے تھے اس لئے میں اپنی

اس دراز گوش پر سوار ہو کر نکلی اور مسلسل سواری کرتی رہی لیکن وہ اتنی ست تھی کہ میری ہمراہی

عورتیں بھی اس کی کمزوری اور لاغری سے تنگ آ گئیں یہاں تک کہ (سفر کرتے کرتے) ہم

دودھ پیتے بچوں کی تلاش میں مکہ پہنچ گئے ہم میں سے کوئی عورت بھی ایسی نہ تھی کہ جس پر آپ

ﷺ کو پیش نہ کیا گیا ہو لیکن جب اسے بتلایا جاتا کہ یہ یتیم ہے تو وہ انکار کر دیتی اس کی وجہ یہ

تھی کہ ہم بچے کے والدین سے انعام و اکرام کی امید میں ہوتے تھے، ہم کہتے کہ یہ تو یتیم ہے

اس کی ماں اور دادا تو کچھ بھی نہیں کر سکتے اسی وجہ سے ہم نے (بچہ کو لینا) ناپسند کیا تھا، میرے

ساتھ جو بھی عورت آئی تھی ہر ایک نے سوائے میرے، بچہ لے لیا (مجھے کوئی بچہ نہیں ملا تھا)۔

**الغیث**: بارش، یہاں سیرابی مراد ہے۔ غیث (ض) غثیا برسانا، برسا (تفعّل) تغثاً مونا ہوتا۔ **عجفاء**: [صفت] مونث کے لئے استعمال ہوتا ہے اور غث بھی مونث کے لئے استعمال ہوتا ہے البتہ مذکر کیلئے اُغث، غث استعمال ہوتا ہے۔ غف (ن، ض) غفّا (إفعال) اِغْثَا کمزور کرنا، دور ہونا (س، ک) غُثّا کمزور ہونا (تفعیل) تجیفا آسودگی سے کم کھانا، کھانا چھوڑ دینا۔

فَلَمَّا أَجْمَعْنَا الْإِنِّطْلَاقَ قُلْتُ لِمَ صَاحِبِي وَاللَّهِ إِنِّي لَا أَكْرَهُ أَنْ أَرْجِعَ مِنْ بَيْنِ صَوَاحِبِي وَلَمْ أَخْذُ رَضِيعًا، وَاللَّهِ لَا ذَهَبَ إِلَيَّ ذَلِكَ الْيَتِيمُ فَلَا أَخْذَنَّهُ، قَالَ لَا عَلَيْكَ أَنْ تَفْعَلَنِي عَسَى اللَّهُ أَنْ يُجْعَلَ لَنَا فِيهِ بَرَكَهٌ، قَالَتْ فَذْ هَبْتُ إِلَيْهِ فَأَخَذَتْهُ وَمَا حَمَلَنِي عَلَى اخْذِهِ إِلَّا أَنِّي لَمْ أَجِدْ غَيْرَهُ.

جب ہم سب واپس چلنے کے لئے جمع ہو گئے تو میں نے اپنے شوہر سے کہا کہ میں اس بات کو ناپسند کرتی ہوں کہ اپنی سہیلیوں کے ہمراہ بچہ لئے بغیر واپس جاؤں، خدا کی قسم! میں تو ضرور بالضرور اس یتیم کے پاس جاؤں گی اور اسی کو لے کر چلوں گی، شوہر نے کہا ایسا کرنے میں تم پر کوئی حرج نہیں (تم ایسا کر سکتی ہو) ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ اس میں ہمارے لئے برکت پیدا فرمادیں۔ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اس کے پاس گئی اور اس کو لے لیا، اس یتیم بچہ کو لینے پر مجھے کسی نے مجبور نہیں کیا تھا مگر یہ کہ مجھے اس کے علاوہ کوئی دوسرا بچہ نہیں ملا تھا۔

**صواحبی**: [مفرد] صاحبہ دیگر جمع صاحبات بھی آتی ہے۔ صحب (س) صحبۃ، صحابۃ ساتھی ہونا (إفعال) اصحابا ساتھی والا ہونا، محفوظ رکھنا (أفعال) اصطحابا حفاظت کرنا۔

قَالَتْ فَلَمَّا أَخَذَتْهُ رَجَعْتُ بِهِ إِلَى رَحْلِي فَلَمَّا وَضَعْتُهُ فِي جِعْجَرِي أَقْبَلَ عَلَيْهِ ثُدَيَايَ بِمَا شَاءَ مِنْ لبنٍ فَشَرِبَ حَتَّى رَوَى وَشَرِبَ مَعَهُ أَخُوهُ حَتَّى رَوَى، ثُمَّ نَامَا وَمَا كُنَّا نَنَامُ مَعَهُ قَبْلَ ذَلِكَ، وَقَامَ رُؤُوسِي إِلَى شَارِفِنَا تِلْكَ فَإِذَا إِنَّهَا لِحَافِلٍ فَحَلَبَ مِنْهَا مَا شَرِبَ وَشَرِبْتُ مَعَهُ حَتَّى انْتَهَيْنَا رِيًّا وَشَبَعًا فَبَتْنَا بِخَيْرِ لَيْلَةٍ قَالَتْ يَقُولُ صَاحِبِي حِينَ أَصْبَحْنَا تَعْلِمِي وَاللَّهِ يَا حَلِيمَةُ؟ لَقَدْ أَخَذَتْ نَسْمَةً مُبَارَكَةً، قَالَتْ فَقُلْتُ وَاللَّهِ إِنِّي لَا رُجُوءَ ذَلِكَ.

وہ فرماتی ہیں جب میں نے وہ بچہ لے لیا تو میں اسے لیکر اپنی قیام گاہ واپس آ گئی جب میں نے اسے اپنی گود میں لٹایا تو میری چھاتی اس پر دودھ سے لبریز ہو کر جھک گئی اس



وَنَشْرَبُ، وَمَا يَحْلِبُ إِنْسَانٌ قَطْرَةَ لَبَنٍ وَلَا يَجِدُهَا فِي ضَرْعٍ حَتَّى كَانَ الْحَاضِرُونَ مِنْ قَوْمِنَا يَقُولُونَ لِرُعِيَانِهِمْ وَيَلْكُمُ اسْرُخُوا حَيْثُ يَسْرُخُ رَاعِي بَنَاتِ أَبِي ذُوَيْبٍ فَتَرْوُحُ أَغْنَاهُمْ جِيَاعًا مَا تَبِضُّ بِقَطْرَةِ لَبَنٍ وَتَرْوُحُ غَنَمِي شِبَاعًا لَبْنَا فَلَمْ نَزَلْ نَتَعَرَّفْ مِنَ اللَّهِ الزِّيَادَةَ وَالْخَيْرَ حَتَّى مَضَتْ سَنَتَاهُ وَقَصَلَتْهُ فَرَمَاتِي هِيَ كَهْمٍ بَرِّهِمْ بَنُو سَعْدٍ فِي أَهْلِ كَهْمٍ آگئے اور میں اللہ کی زمین میں سے کوئی زمین بنو سعد کی زمین سے زیادہ قطہ سالی میں مبتلا نہیں جانتی (لیکن) جب ہم اس بچہ کو لے کر آگئے تو میری بکریاں شام کو شکم سیر اور دودھ سے بھری ہوئی لوثیں، ہم ان کا دودھ نکالتے اور پیتے جبکہ کوئی شخص دودھ کا ایک قطرہ دوہتا تھا اور نہ ہی اپنے جانوروں میں پاتا تھا یہاں تک کہ ہماری قوم کے لوگ اپنے چرواہوں کو کہنے لگے کہ تمہارا براہو! تم بھی اپنے جانوروں کو وہاں چرواؤ جہاں بنت ابی ذویب کا چرواہا چراتا ہے۔ (لیکن پھر بھی ان کے جانور) شام کو بھوکے اور دودھ سے خالی لوثتے اور میری بکریاں شکم سیر اور دودھ سے لبریز لوثیں۔ ہم مسلسل اللہ تعالیٰ کی اس خیر و برکت کا مشاہدہ کرتے رہے یہاں تک کہ آپ ﷺ کے دو سال پورے ہو گئے اور میں نے آپ ﷺ کا دودھ چھڑوا دیا۔

**اجدب:** وہ زمین جس میں بارش نہ ہونے کی وجہ سے پیداوار نہ ہو، قحط زدہ۔  
[جمع] **أَجْدَابٌ**۔ جدب (ن، ض) **جَدَبًا** (ک) **جَدُّوْبَةً** (تفعیل) **تَجَدَّبًا** بارش نہ ہونے کی وجہ سے خشک ہونا، عیب لگانا (إفعال) **أَجْدَلًا** قحط زدہ ہونا، بارش نہ ہونے کی وجہ سے خشک ہونا (تفعیل) **تَجْدَبًا** کمزور کرنا

وَكَانَ يَشُبُّ شَبَابًا لَا يُشْبُهُ الْعُلَمَاءُ. فَلَمْ يَبْلُغْ سَنَتَيْهِ حَتَّى كَانَ غُلَامًا جَفْرًا قَالَتْ فَقَدِمْنَا بِهِ عَلَى أُمِّهِ وَنَحْنُ أَخْرَصُ شَيْءٍ عَلَى مَكْثِهِ فِينَا، لَمَّا كُنَّا نَرَى مِنْ بَرَكَتِهِ، فَكَلَّمْنَا أُمَّهُ، وَقُلْتُ لَهَا لَوْ تَرَ كَتَبْتُ بَنِي عِنْدِي حَتَّى يَغْلُظَ فَإِنِّي أَخْشَى عَلَيْهِ وَبَاءَ مَكَّةَ، قَالَتْ فَلَمْ نَزَلْ بِهَا حَتَّى رَدَّتهُ مَعَنَا، قَالَتْ فَرَجَعْنَاهُ .

اور آپ ﷺ ایسے جوان تھے کہ آپ دوسرے بچوں کے مشابہ نہیں تھے اور ابھی دو سال ہی کے تھے کہ اچھے بھلے بڑے معلوم ہونے لگے۔ فرماتی ہیں کہ ہم آپ کو لیکر آپ کی والدہ کے پاس پہنچے جبکہ ہم ان کو ان برکات کی وجہ سے جن کا ہم مشاہدہ کرتے آ رہے تھے کچھ مدت مزید اپنے پاس ٹھہرانے کے حریص تھے لہذا ہم نے ان کی والدہ سے بات کی اور میں نے ان سے کہا: اگر آپ اپنے بیٹے کو جوان ہونے تک میرے پاس چھوڑ دیں تو بہت



اچھا ہوگا کیوں کہ مجھے ڈر ہے کہ کہیں مکہ کی وبا (جوان دنوں مکہ میں پھیلی ہوئی تھی) ان کو کوئی نقصان نہ پہنچائے۔ فرماتی ہیں کہ ہم مسلسل یہ اصرار کرتے رہے یہاں تک کہ آپ کی والدہ نے آپ کو ہمارے حوالہ کر دیا چنانچہ ہم آپ کو لیکر لوٹے۔

**جفرو:** بڑا اور موٹا بچہ [جمع] أَبْغَاظٌ، بَغَاظٌ، بَغْرَةٌ۔ جفر (ن) بَخْرٌ اَبْرَ اہونا، بڑے پیٹ والا ہونا، جفتی یا جماع نہ کرنا (تفعّل) تَجَفَّرَ اکبری کے بچہ کا موٹا اور پر گوشت ہونا۔

فَوَاللّٰهِ اِنَّهُۥ بَعْدَ مَقْدَمِنَابِهِۦ بِأَشْهُرٍ مَّعَ أَخِيهِ لَقِيَ بِهِمْ لَنَا خَلْفٌ بَيُّوتِنَا اِذْ اَتَانَا اُخُوهُ يَسْتَدُ فَقَالَ لِيْ وَلَآئِيْهِ، ذَاكَ اَخِي الْفُرْسِيُّ قَدْ اَخَذَهُ رَجُلَانِ عَلَيْهِمَا ثِيَابٌ بَيْضٌ فَأَضْجَعَاهُ فَشَقَّ بَطْنَهُ فَهُمَا يَسْرُطَانِهِ. قَالَتْ فَخَرَجْتُ اَنَا وَابُوهُ نَحْوَهُ فَوَجَدْنَاهُ قَائِمًا مُتَتَفِعًا وَجْهَهُ، قَالَتْ فَالْتَرْمُمَةُ وَالتَّرْمَةُ اَبُوهُ، فَقُلْنَا لَهُ مَا لَكَ يَا بُنَيَّ؟ قَالَ جَاءَ نِي رَجُلَانِ عَلَيْهِمَا ثِيَابٌ بَيْضٌ فَأَضْجَعَانِي وَشَقَّ بَطْنِي فَالْتَمَسَا فِيْهِ شَيْئًا لَا اُذْرِيْ مَا هُوَ، قَالَتْ فَرَجَعْنَا بِهِ اِلَى خَبَانِنَا.

خدا کی قسم! ہمارے آنے کے چند ماہ بعد آپ (ﷺ) ہمارے گھر کے پچھواڑے میں اپنے بھائی کے ساتھ بھیڑ بکریوں کے ریوڑ میں تھے کہ ان کا بھائی دوڑتا ہوا آیا اور ہمیں بتلانے لگا: وہ جو ہمارا قریشی بھائی ہے نا! اس کو سفید پوش دو آدمیوں نے پکڑ کر لٹایا، اس کا سینہ چاک کر ڈالا پھر اس کو سی رہے ہیں۔ فرماتی ہیں کہ ہم فوراً ان کی طرف لپکے تو ان کو اس حالت میں کھڑے ہوئے پایا کہ ان کے چہرے کا رنگ بدلا ہوا تھا۔ میں نے اور ان کے (رضاعی) والد نے ان کو اپنے ساتھ لپٹا لیا اور ان سے پوچھا: کیا ہوا ہے میرے بیٹے؟ انہوں نے جواب دیا سفید پوش دو شخص میرے پاس آئے تھے، ان دونوں نے مجھے پکڑ کر لٹایا میرے سینے کو چاک کیا پھر اس میں سے انہوں نے کچھ ڈھونڈ کر نکالا مجھے معلوم نہیں کہ وہ کیا تھا۔ ہم ان کو لے کر اپنے خیمہ (قیام گاہ) واپس آ گئے۔

**بِهِمْ:** بفتح الحاء وبالسكون [واحد] بَهْمَةٍ گائے بھیڑ، بکری کے بچے۔ **يسوطان:** سوط (ن) سَوَطٌ مخلوط کرنا، کوڑے سے مارنا، تہہ وبالا کرنا (تفعّل) تَسْوِطًا گدڑ کرنا، گندنا کی شائیں نکلنا (افعال) اسْتَوَاطًا مخلوط ہونا۔ **منتفعًا:** نفع (افعال) انْتِفَاعًا غم یا گھبراہٹ کی وجہ سے چہرے کا رنگ بدل جانا۔ (ف) نَفَعًا آواز بلند کرنا، چاک کرنا، جمع کرنا۔ نَفَعًا بلند ہونا، چلانا (افعال) اِنْفَاعًا متغیر ہو کر زرد رنگ ہونا، سیراب کرنا۔ **خيساننا:** اون یا بابا لوں کا خیمہ [جمع] اُخْيِيَّةٌ۔ جاً (ف) جَبَأٌ چھپانا (افعال) اِخْتَبَاءٌ اچھپنا، چھپانا۔

قَالَتْ وَقَالَ لِي أَبُوهُ يَا حَلِيمَةُ لَقَدْ خَشِيتُ أَنْ يَكُونَ هَذَا الْغُلَامُ قَدْ أَصِيبَ فَأَلْحَقِيهِ بِأَهْلِهِ قَبْلَ أَنْ يَظْهَرَ ذَلِكَ بِهِ، قَالَتْ فَاحْتَمَلْنَاهُ فَقَدِمْنَا بِهِ عَلَى أُمِّهِ فَقَالَتْ مَا أَقْدَمَكَ بِهِ يَا ظَنُرُ؟ وَقَدْ كُنْتَ حَرِيصَةً عَلَيْهِ وَعَلَى مَكْنِيهِ عِنْدَكَ قَالَتْ فَقُلْتُ قَدْ بَلَغَ اللَّهُ بِإِنْسِي وَقَضَيْتُ الَّذِي عَلَىَّ وَتَخَوَّفْتُ الْأَحْدَاثَ عَلَيْهِ فَأَذَيْتُهُ عَلَيْكَ كَمَا تَحِبُّنِ، قَالَتْ مَا هَذَا شَأْنُكَ فَاصْطَفَيْتَنِي خَبْرُكَ

فرماتی ہیں کہ ان کے (رضاعی) والد نے مجھ سے کہا: اے حلیمہ! مجھے ڈر ہے کہ کہیں اس لڑکے کو کوئی مصیبت نہ پہنچ جائے، اس سے پہلے کہ وہ مصیبت ان پر ظاہر ہو تم ان کو ان کے گھر لوٹا دو۔ حلیمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ پھر ہم نے اسے اٹھایا اور اٹکو لیکر ان کی والدہ کے پاس پہنچے تو انہوں نے کہا: اے دایا! کس وجہ سے تم اس کو لائی ہو؟ جب کہ تم تو اس پر حریص تھیں اور چاہتی تھیں کہ وہ تمہارے پاس مزید کچھ دن رہے میں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے میرے بیٹے کو بڑا کر دیا ہے اور میرے اوپر جو ذمہ داری تھی میں نے پوری کر دی ہے، میں اس پر حوادث و مصائب سے خوفزدہ ہوں لہذا میں اس کو لوٹا رہی ہوں جیسا کہ تم پسند کرتی ہو، تو انہوں نے کہا اصل معاملہ کیا ہے؟ اپنی بات مجھے سچ بتاؤ۔

ظنر: غیر کے بچے کو دودھ پلانے والی، غیر کے بچے پر مہربانی کرنے والی ہونا، دایہ مقرر کرنا [جمع] اظنور، ظنور۔

قَالَتْ فَلَمْ تَدْعِنِي حَتَّى أَخْبَرْتُهَا قَالَتْ أَفَتَخَوَّفْتَ عَلَيْهِ الشَّيْطَانَ، قَالَتْ قُلْتُ نَعَمْ كَلَّا وَاللَّهِ مَا لِلشَّيْطَانِ عَلَيْهِ مِنْ سَبِيلٍ وَإِنَّ لِبَنِي لَشَأْنًا أَفْلا أَخْبَرُكَ خَبْرَهُ، قَالَتْ قُلْتُ بَلَى، قَالَتْ رَأَيْتُ حِينَ حَمَلْتُ بِهِ أَنَّهُ خَرَجَ مِنِّي نُورٌ أَضَاءَ لِي فَصُورَ بَصْرِي مِنْ أَرْضِ الشَّامِ ثُمَّ حَمَلْتُ بِهِ فَوَاللَّهِ مَا رَأَيْتُ مِنْ حَمَلٍ قَطُّ كَانَ أَخْفَ عَلَىَّ وَلَا أَيْسَرَ مِنْهُ وَوَقَعَ حِينَ وَلَدْتُهِ وَأَنَّهُ لَوَاضِعٌ يَدِيهِ بِالْأَرْضِ رَافِعٌ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ دَعِيهِ عَنْكَ وَانْطَلِقِي رَاشِدَةً.

حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ان کے صرار کرنے کے بعد مجھے تمام واقعہ بتانا پڑا۔ یہ تمام واقعہ سن کر انہوں نے کہا کہ کیا تم اس پر شیطان سے خوفزدہ ہو؟ میں نے کہا: جی ہاں تو انہوں نے کہا شیطان کا ان پر کوئی زور نہیں ہے، اور یقیناً میرے بیٹے کی ایک خاص شان ہے کیا میں تمہیں اس بات سے آگاہ نہ کروں؟ میں نے کہا: جی بالکل بتائیے! بتلانے لگیں حمل کے وقت میں نے اپنے اندر سے ایک نور کو نکلتے دیکھا جس نے ملک شام

کے شہر بصرہ کے محلات میرے لئے روشن کر دئے پھر مجھے حمل رہا، خدا کی قسم! میں نے کوئی حمل اس سے زیادہ آسان اور ہلکا نہیں دیکھا اور جس وقت وہ پیدا ہوا تو اس نے دونوں ہاتھوں کو زمین پر رکھا ہوا تھا اور آسمان کی جانب اپنا سر اٹھایا ہوا تھا۔ آپ ان کو اپنی طرف سے چھوڑ جائیں اور بلا کسی پریشانی کے چلی چلیں۔

☆☆☆☆☆☆

### كَيْفَ هَاجَرَ النَّبِيُّ ﷺ

إِنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا (۱) زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ لَمْ أُغْقِلْ أَبُؤَيَّ قَطُّ إِلَّا وَهُمَا يَدِينَانِ الدِّينَ وَلَمْ يَمُرْ عَلَيْنَا يَوْمٌ إِلَّا يَأْتِنَا فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ طَرَفِي النَّهَارِ بُكْرَةً وَعَشِيَّةً فَلَمَّا ابْتُلِيَ الْمُسْلِمُونَ خَرَجَ أَبُو بَكْرٍ مَهَاجِرًا نَحْوَ أَرْضِ الْحَبَشَةِ حَتَّى بَلَغَ بَرْكَ الْغَمَادِ لَقِيَ ابْنَ الدُّغْنَةِ وَهُوَ سَيِّدُ الْقَارَةِ فَقَالَ أَيْنَ تُرِيدُ يَا أَبَا بَكْرٍ؟ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ أَخْرَجَنِي قَوْمِي فَأُرِيدُ أَنْ أُسَيِّحَ فِي الْأَرْضِ وَأَعْبُدَ رَبِّي فَقَالَ ابْنُ الدُّغْنَةِ فَإِنَّ مِثْلَكَ يَا أَبَا بَكْرٍ لَا يَخْرُجُ وَلَا يَخْرُجُ إِنَّكَ تَكْسِبُ الْمُعْدَمَ وَتَصِلُ الرَّجْمَ وَتَحْمِلُ الْكُلَّ وَتَقْرَى الضَّيْفَ وَتُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ فَأَنَا لَكَ جَارٌ إِزْجِعْ وَأَعْبُدْ رَبَّكَ بِبِلَدِكَ.

آپ ﷺ کا سفر ہجرت

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جو آپ ﷺ کی زوجہ محترمہ ہیں فرماتی ہیں کہ جب سے میں نے ہوش سنبھالا اپنے والدین کو دین کا تیج پایا اور کوئی دن ایسا نہیں گزرتا تھا جس میں آپ ﷺ صبح و شام دونوں وقت ہمارے پاس تشریف نہ لاتے ہوں، جب (مکہ میں) مسلمانوں کو ستایا گیا تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حبشہ کی طرف ہجرت کی نیت سے نکلے جب (مقام) برك الغماد پر پہنچے تو قبیلہ قارہ کے سردار ابن الدغنه سے آپ کی ملاقات ہوئی، ابن الدغنه نے پوچھا اے ابو بکر! کہاں کا ارادہ ہے، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا میری قوم نے مجھے نکال دیا ہے اب میں یہ چاہتا ہوں کہ خدا کی زمین میں سیاحت کروں اور (آزادی کے ساتھ) اپنے رب کی عبادت کروں، ابن الدغنه نے کہا اے ابو بکر! تم جیسے (۱) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کی جنتی اہلیہ مطہرہ اور صدیق اکبر کی صاحبزادی ہیں، آپ کا شمار تراز محیل القدر فقیہ صحابہ کرام میں ہوتا ہے، آپ نے بیستہ سال کی عمر پائی، آٹھ سال پانچ ماہ آنحضرت کی رفاقت میں گزارے، ۵۷ھ میں امیر معاویہ کے دور خلافت میں رحلت فرمائی۔

آدمی کو خود نکلنا چاہیے اور نہ اسے نکالا جانا چاہیے، تم ناداروں کے لئے سامان مہیا کرتے ہو، صلہ رحمی کرتے ہو، بے کس لوگوں کے بوجھ (قرضہ و تاوان) اٹھاتے ہو، مہمان نوازی کرتے ہو، حق (پر قائم رہنے کی وجہ سے کسی پر آنے والی مصیبتوں میں اس) کے معین اور مددگار ہو، میں تمہیں اپنی پناہ میں دیتا ہوں تم واپس چلو اور اپنے رب کی عبادت اپنے شہر ہی میں کرو۔

المعتمد: عدم (إفعال) إعدائنا محتاج ہونا محروم کر دینا (س) عَدَّ مَانَا عَدَّ مَانَا کرنا، کم کرنا، تجاوز کرنا (ک) عَدَلْنَاهُ یُقَوِّفُ ہونا الکَل: کمزور، وہ شخص جس کا والد اور اولاد نہ ہو، یتیم [یہ ایک کثیر المعنی لفظ ہے] کَلَّ (ض) کَلَّ، کَلَّاتَ تَحْتَمُنَا، بے اولاد اور بے والد ہونا، گند ہونا (تفعیل) تَکَلَّلَا کُنْدَ ہونا، تاج پہنانا، کوشش کرنا (إفعال) إکَلَّا لَمْ أَهْمُ کر دینا، تھکا دینا (إفعال) اکتَلَا کُودْنَا۔ تَقَرَّى: قَرَى (ض) قَرَى، قَرَأَ امیز بانی کرنا، جمع کرنا (استفعال) استَقْرَأَ، تلاش کرنا، چکر لگانا (إفعال) إقْرَأَ اِکَاؤُسْ میں رہنا، مہمانی طلب کرنا۔ فَوَائِبُ: [مفرد] ناسبتہ مصیبت، حادثہ، شائے ٹیکس۔ بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۴۵ پر ہے۔ جَارٌ: پناہ دینے والا، لینے والا، پڑوسی [جمع] جِیْرَانٌ، جُوْز۔ جُوْر (ن) جُوْزِ اَظْلَمُ کرنا، بصلہ [علی] ہٹ جانا (تفعیل) تَجَوَّزَ اَظْلَمُ کی طرف منسوب کرنا، پچھاڑنا (مفاعله) مجاورۃ پڑوس میں رہنا، اعتکاف کرنا (تفاعل) تَجَاوَزَا (إفعال) اجْتَمَزَا ایک دوسرے کے پڑوس میں رہنا۔

فَرَجَعَ وَارْتَحَلَ مَعَهُ ابْنُ الدُّغْنَةِ فَطَافَ ابْنُ الدُّغْنَةِ عَشِيَّةً فِي أَشْرَافِ  
قُرَيْشٍ فَقَالَ لَهُمْ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ لَا يَخْرُجُ مِثْلَهُ وَلَا يَخْرُجُ اتَّخِرْ جُورَ رَجُلًا يَكْسِبُ  
الْمُعْدَمَ وَيَصِلُ الرَّحِمَ وَيَحْمِلُ الْكُلَّ وَيَقْرَى الضَّيْفَ وَيُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ  
فَلَمْ تُكَذِّبْ قُرَيْشٌ بِجَوَارِ ابْنِ الدُّغْنَةِ وَقَالُوا لِابْنِ الدُّغْنَةِ مَرُّ أَبَا بَكْرٍ فَلْيَعْبُدْ  
رَبَّهُ فِي دَارِهِ فَلْيُصَلِّ فِيهَا وَلْيَقْرَأْ مَا شَاءَ وَلَا يُؤْذِنَا بِذَلِكَ وَلَا يَسْتَعْلِنَ بِهِ فَإِنَّا  
نَخْشَى أَنْ يُفْتِنَ نِسَاءَ نَا وَأَبْنَاءَ نَا فَقَالَ ذَلِكَ ابْنُ الدُّغْنَةِ لِأَبِي بَكْرٍ فَلَبِثَ  
أَبُو بَكْرٍ بَدَلًا لَكَ يَعْبُدُ رَبَّهُ فِي دَارِهِ وَلَا يَسْتَعْلِنُ بِصَلَاتِهِ وَلَا يَقْرَأُ فِي غَيْرِ دَارِهِ.

چنانچہ وہ واپس آ گئے اور ابن الدغنه بھی انکے ساتھ واپس آیا، اس نے شام کو سرداران قریش کے پاس چکر لگایا اور تمام سے مخاطب ہو کر کہا: ابو بکر ؓ جیسے آدمی کو خود نکلتا چاہئے اور نہ ہی نکالا جانا چاہئے، کیا تم ایک ایسے شخص کو نکالتے ہو جو ناداروں کیلئے سامان مہیا کرتا ہے، صلہ رحمی کرتا ہے، بے کس لوگوں کے بوجھ اٹھاتا ہے، مہمان نوازی کرتا ہے، حق (پر قائم رہنے کی وجہ سے کسی پر مصیبت یا حادثہ آ جائے تو اس) کا معین اور مددگار رہے، قریش

نے ابن الدغنے کی امان سے انکار نہیں کیا البتہ ساتھ ہی یہ کہا کہ آپ ابو بکر ؓ سے یہ کہہ دیں کہ اپنے رب کی عبادت اپنے گھر میں کریں وہیں نمازیں پڑھیں اور جو کچھ پڑھنا چاہیں وہیں پڑھیں اور ہمیں اپنی عبادت (نماز اور تلاوت) سے تکلیف نہ پہنچائیں اور یہ سب کچھ اعلانیہ نہ کریں (یعنی نماز اور تلاوت اعلانیہ نہ ہو) کیونکہ ہمیں ڈر ہے کہ وہ ہماری عورتوں اور بچوں کو فتنہ میں مبتلا کر دیں گے، ابن الدغنے نے یہ سب کچھ ابو بکر صدیق ؓ سے کہہ دیا، ابو بکر صدیق ؓ کچھ دنوں تک تو اس پر قائم رہے اور اپنے گھر کے اندر ہی اپنے رب کی عبادت کرنے لگے، برسر عام نماز پڑھتے تھے اور نہ ہی اپنے گھر کے سوا کسی اور جگہ تلاوت کرتے تھے۔

**لا یستعلن:** علن (استعمال) استعمالنا ظاہر کرنے کے درپے ہونا (ن، ض، ک، س) علناً، علانیۃً، علناً (اعمال) اعتلانا ظاہر ہونا (مفاعله) معالئہ کھلم کھلا دشمنی کرنا۔

ثُمَّ بَدَأَ لِأَبِي بَكْرٍ فَأَتَنِي مَسْجِدًا بِنَاءَ دَارِهِ وَكَانَ يُصَلِّي فِيهِ وَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ فَيَتَقَدَّفُ عَلَيْهِ نِسَاءَ الْمُشْرِكِينَ وَأَبْنَاءَ هُمْ وَهُمْ يَعْجُبُونَ مِنْهُ وَيَنْظُرُونَ إِلَيْهِ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ رَجُلًا بَغَاءً لَا يَمْلِكُ عَيْنُهُ إِذَا قَرَأَ الْقُرْآنَ فَأَفْزَعَ ذَلِكَ أَشْرَافَ قُرَيْشٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ فَأَرْسَلُوا إِلَى ابْنِ الدُّغْنَةِ فَقَدِمَ عَلَيْهِمْ فَقَالُوا إِنَّا كُنَّا أَجْرُنَا أَبَا بَكْرٍ بِجَوَارِكٍ عَلَى أَنْ يَعْبُدَ رَبَّهُ فِي دَارِهِ فَقَدْ جَاوَزَ ذَلِكَ فَأَتَنِي مَسْجِدًا بِنَاءَ دَارِهِ فَأَعْلَنَ بِالصَّلَاةِ وَالْقِرَاءَةِ فِيهِ وَإِنَّا قَدْ خَشِينَا أَنْ يُفْتِنَ نِسَاءَنَا وَأَبْنَاءَنَا فَانْهَ فَإِنْ أَحَبَّ أَنْ يُقْتَصَرَ عَلَى أَنْ يَعْبُدَ رَبَّهُ فِي دَارِهِ فَعَلَّ وَإِنْ أُمِّي إِلَّا أَنْ يُعْلِنَ بِذَلِكَ فَسَلُّهُ أَنْ يَرُدَّ إِلَيْكَ ذِمَّتَكَ فَإِنَّا قَدْ كَرِهْنَا أَنْ نُخْفِرَكَ وَلَسْنَا مُقَرِّينَ لِأَبِي بَكْرٍ إِلَّا سَتَعْلَانِ .

پھر ابو بکر ؓ کو کوئی بات سوچی (جس کی وجہ سے انہوں نے یہ کام شروع کیا کہ) اپنے گھر کے صحن میں ایک مسجد بنائی جہاں آپ نماز پڑھتے تھے اور قرآن مجید کی تلاوت کرتے تھے (نتیجہ یہ ہوا کہ) قریش کی عورتیں اور ان کے بچے ان پر ٹوٹ پڑے وہ سب حیرت اور پسندیدگی کے ساتھ ٹٹکی باندھ کر ان کو دیکھتے رہتے تھے، حضرت ابو بکر صدیق ؓ (خدا کے خوف سے) بہت رونے والے آدمی تھے (باجود مرد ہونے کے) تلاوت قرآن کے وقت اپنی آنکھوں کے مالک نہیں رہتے تھے (ہزار کوشش بھی کریں تو اپنی آنکھوں کو ڈبڈبانے سے نہیں روک سکتے تھے) مشرکین سرداران قریش اس صورتحال سے گھبرا گئے اور (فوراً ہی) ابن الدغنے کی طرف قاصد بھیجا ابن الدغنے بلانے پر حاضر ہوا تو اس سے شکایت کی کہ ہم نے

ابوبکر ؓ کیلئے آپ کی پناہ آپ کے کہنے سے اس شرط پر قبول کی تھی کہ وہ اپنے گھر میں ہی اپنے رب کی عبادت اور بندگی کریں گے لیکن انہوں نے (شرط کی خلاف ورزی کرنا شروع کر دی ہے) اپنے گھر کے صحن میں مسجد بنا کر برسر عام نماز اور تلاوت کرنا شروع کر رکھی ہے جس کی وجہ سے ہمیں یہ ڈر ہے کہ ہمارے بچے اور عورتیں فتنہ میں مبتلا ہو جائیں گے آپ اسے روکیں اگر وہ اس بات پر راضی ہو جائیں کہ اپنے گھر میں ہی اپنے رب کی عبادت کریں گے تو ٹھیک ہے، ورنہ اگر وہ برسر عام عبادت کرنے پر بضد ہیں تو اس سے کہہ دیں کہ آپ کی پناہ کو واپس کر دیں کیونکہ ہمیں یہ پسند نہیں کہ آپ کی پناہ کو توڑیں لیکن ہم ابوبکر کو بھی اس اعلانیہ عبادت پر باقی نہیں رکھ سکتے۔

**فایتنی:** بنی (افتعال) ابتاء، گھر بنانا، پہلی رات میں بیوی کے پاس جانا، احسان و سلوک کرنا (ض) بٹیا، بٹنا، تعمیر کرنا، آباد کرنا، پہلی رات میں بیوی کے پاس جانا، بہتر سلوک کرنا۔ **فیقفذ:** قذف (تفعیل) قذف، ایک دوسرے کو ادھر ادھر دھکیلنا، بصلہ [علی] ٹوٹ پڑنا، ایک دوسرے پر دھکیلنا (ض) قذفا پھینکنا، تہمت لگانا، قے کرنا (مفاعلة) مقاذفۃ ایک دوسرے پر تہمت لگانا۔ **لا یملک:** ملک (ض) ملکا مالک ہونا، نکاح کرنا۔ **افزع:** فزع (ف) فزعاً خوف کرنا (إفعال) إفزعا خوف دلانا، گھبراہٹ دور کرنا، فریاد رسی کرنا (س) فزعاً دہشت زدہ ہونا، فریاد چاہنا (تفعیل) تفریعا خوف دلانا، گھبراہٹ دور کرنا۔ **نخفرو:** خفر (نض) خفراً، خفوزاً متعدی بلا واسطہ حرف جار خفوزاً عہد توڑنا، بیوفائی کرنا، بلا واسطہ حرف جار [ب] یا [علی] متعدی ہو تو خفراً پناہ دینا، حفاظت کرنا (س) خفراً بہت شرمیلا ہونا۔

قَالَتْ عَائِشَةُ فَأَتَنِ ابْنَ الدُّغْنَةِ إِلَى أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ قَدْ عَلِمْتُ الَّذِي عَاقَدْتُ لَكَ عَلَيْهِ فِيمَا أَنْ تَقْتَصِرَ عَلَى ذَلِكَ وَإِمَّا أَنْ تَرْجِعَ إِلَيَّ ذِمَّتِي فَأِنِّي لَا أَحِبُّ أَنْ تَسْمَعَ الْعَرَبُ أَنِّي أَخْفَرْتُ فِي رَجُلٍ عَقَدْتُ لَهُ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ فَأِنِّي أُرِيدُ إِلَيْكَ جِوَارِكَ وَأَرْضِي بِجِوَارِ اللَّهِ وَالنَّبِيِّ ﷺ يَوْمَئِذٍ بِمَكَّةَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِلْمُسْلِمِينَ إِنِّي أُرِيتُ دَارَ هَجْرَتِكُمْ ذَاتَ نَخْلٍ بَيْنَ لَا بَيْنٍ وَهُمَا الْحَوْرَتَانِ فَهَذَا مَسْنٌ هَاجَرَ قَبْلَ الْمَدِينَةِ وَرَجَعَ عَامَةٌ مَنْ كَانَ هَاجَرَ بَارِضِ الْحَبَشَةِ إِلَى الْمَدِينَةِ وَتَجَهَّزَ أَبُو بَكْرٍ قَبْلَ الْمَدِينَةِ.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ابن الدغنه حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے پاس آیا اور کہا آپ اس بات سے بخوبی آگاہ ہیں جس کا معاہدہ میں نے آپ کے

لئے کیا تھا اب یا تو آپ اس کی پابندی کریں یا میری امان اور پناہ کو واپس کر دیں کیونکہ یہ مجھے گوارہ نہیں کہ عرب کے کانوں تک یہ بات پہنچے کہ میں نے ایک شخص کو پناہ دی تھی لیکن اس میں میں دخل انداز کیا گیا (قریش کی طرف سے آسمیں دخل اندازی کی گئی) اس پر حضرت ابو بکر صدیق ؓ نے فرمایا میں تمہاری پناہ تمہیں واپس کرتا ہوں اور صرف اللہ کی امان اور پناہ پر راضی ہوں۔ آپ ؐ اس وقت مکہ مکرمہ میں تشریف فرما تھے آپ ؐ نے مسلمانوں سے فرمایا مجھے تمہاری ہجرت کی جگہ (خواب میں) دکھلائی گئی ہے وہ مجھوروں کے باغات اور دو پتھر یلے میدانوں کے درمیان واقع ہے چنانچہ (یہ سن کر) جس نے ہجرت کرنی تھی اس نے مدینہ کی طرف ہجرت کر لی اور جن لوگوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی ان میں سے اکثر مدینہ کی طرف چلے آئے (۱) اور حضرت ابو بکر صدیق ؓ مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کی تیاری کرنے لگے۔

**لا تبتین:** [مفرد] لایۃ سنگلاخ، سوختہ، بنجر سیاہ پتھر والی زمین۔ لوب (ن) لوباً، لوباً پیسا ہونا، پانی کے ارد گرد بغیر اس تک پہنچے ہوئے گھومنا (إفعال) الإیۃ پیاسے اونٹوں والا ہونا  
فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَيَّ رَسْلُكَ فَإِنِّي أَرْجُو أَنْ يُؤْذَنَ لِي فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ وَهَلْ تَرْجُو ذَلِكَ يَا بَنِيَّ أَنْتَ قَالَ نَعَمْ فَحَبَسَ أَبُو بَكْرٍ نَفْسَهُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لِيَصْحَبَهُ وَعَلَفَ رَاحِلَتَيْنِ كَانَتَا عِنْدَهُ وَرَقَ السَّمَرِ وَهُوَ الْخَبْطُ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ.

آپ ؐ نے حضرت ابو بکر صدیق ؓ سے فرمایا کہ کچھ دنوں کے لئے توقف کرو کیونکہ مجھے توقع ہے کہ مجھے بھی اجازت مل جائیگی، حضرت ابو بکر صدیق ؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! (ﷺ) میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں کیا آپ کو بھی اس کی توقع ہے؟ تو آپ ؐ نے فرمایا ہاں! حضرت ابو بکر صدیق ؓ نے آنحضرت ؐ کی رفاقت کے خیال سے اپنا ارادہ ملتوی کر دیا اور اپنی دو اونٹنیوں کو جو کہ آپ کے پاس تھیں چار مہینے تک بول کے پتے کھلاتے رہے۔

**رسلک:** آہستگی و باوقار، کما یقال ”علی رسلک یا رجل“ اے شخص!

(۱) سب سے پہلے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے والے حضرت معبہ بن عمیر ؓ اور حضرت عبد اللہ ابن ام مکتوم ؓ ہیں اور سب سے آخر میں ہجرت کرنے والے نبی اکرم ؐ ہیں ابو محمد عبد اللہ بن جحش ؓ ہیں ان کے ساتھ انکی اہلیہ فارحہ بنت ابی سفیان بھی تھیں۔

آہستہ و باوقار رہ، آسودگی، نرمی [جمع] رسال۔ بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۶۱ پر ہے۔ **علف:** علف (ض) عَلَفاً (تفعیل) تعلیفاً چارہ دینا، بہت پینا (تفعیل) تعلفا، چارہ ڈھونڈنا (افتعال) اعتلفاً چارہ کھانا۔ **ورق:** [جمع] وَرَقَات، اُورَاق پتے۔ ورق (ض) وَرَقاً (تفعیل) تورقاً پتے دار ہونا، پتے لینا (تفعیل) تورقاً پتے کھانا۔ **السمر:** [جمع] أَسْمَار رات کی تاریکی، رات کی گفتگو، چاند کا سایہ، کبھی سمر، قمر کے مقابلہ میں بھی آتا ہے، جہاں سایہ ہو اس کو سمر اور جہاں چاندنی ہو اس کو قمر کہتے ہیں، یہاں سایہ کے معنی میں ہے، سایہ کے پتے جھاڑ کر ان کو کھلاتے تھے یعنی پتے ایسی جگہ سے توڑ کر لاتے تھے جہاں سایہ ہوتا تھا۔ **الخط:** درخت کے پتے جو ڈنڈے مار کر گرائے جائیں۔ خط (ض) خَطْباً پتے جھاڑنا، زور سے مارنا (تفعیل) خَطْباً زور سے مارنا، روندنا [ورق السمر وہو الخط] مراد یہ ہے کہ وہ درخت کے پتوں کو چاند کی روشنی میں بھی اندھیرے والی جگہ سے جھاڑ کر لاتے تھے مقصد انخلاء تھا، کہ لوگوں کو علم نہ ہو جائے کہ ابوبکر نے گھر میں اونٹنیاں رکھی ہوئی ہیں ورنہ وہ ٹوہ میں لگ جائیں گے۔

قَالَ ابْنُ شِهَابٍ قَالَ عُرْوَةُ قَالَتْ عَائِشَةُ فَبَيْنَمَا نَحْنُ يَوْمًا جُلُوسٌ فِي بَيْتِ أَبِي بَكْرٍ فِي نَحْرِ الظَّهِيرَةِ قَالَ لَأَبِي بَكْرٍ هَذَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مُتَقَنَّعًا فِي سَاعَةٍ لَمْ يَكُنْ يَأْتِينَا فِيهَا فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ فِدَاءَ لَهُ أَبِي وَأُمِّي وَاللَّهِ مَا جَاءَ بِهِ فِي هَذِهِ السَّاعَةِ إِلَّا أَمْرٌ قَالَتْ فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَاسْتَأْذَنَ فَأُذِنَ لَهُ فَدَخَلَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَأَبِي بَكْرٍ أَخْرِجْ مَنْ عِنْدَكَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ إِنَّمَا هُمْ أَهْلُكَ يَا أَبِي أَنْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ فَإِنِّي قَدْ أُذِنَ لِي فِي الْخُرُوجِ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ الصَّحَابَةُ يَا أَبِي أَنْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نَعَمْ قَالَ أَبُو بَكْرٍ فَخُذْ يَا أَبِي أَنْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ اخْذِي رَاحِلَتِي هَاتَيْنِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِالثَّمَنِ.

ابن شہاب کہتے ہیں مجھے عروہ نے بتلایا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں، ایک دن ہم لوگ بھری دوپہر میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر بیٹھے ہوئے تھے کسی نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ایسے وقت میں کہ جس وقت میں آپ رضی اللہ عنہ کا ہمارے پاس تشریف لانے کا معمول نہیں تھا کہا کہ رسول اللہ ﷺ سر ڈھانچے تشریف لا رہے ہیں، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بولے کہ میرے ماں باپ ان رضی اللہ عنہ پر قربان ہوں، خدا کی قسم! ان رضی اللہ عنہ کو اس وقت یہاں کوئی عظیم الشان واقعہ ہی لایا ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ



تشریف لائے، اندر آنے کی اجازت چاہی آپ ﷺ کو اجازت دی گئی تو آپ ﷺ اندر تشریف لے آئے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا جو کوئی تمہارے پاس بیٹھا ہوا ہے اسے باہر بھیج دو، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ کچھ اہل ہیں (یہاں اہل کی نسبت آپ ﷺ کی طرف تغلیباً ہے کہ یہاں جو افراد موجود ہیں اگرچہ میرے گھر والے ہی ہیں مگر یہ ایسے ہی ہیں جیسے آپ کے اپنے گھر والے یا حقیقتاً ہے کہ اشارہ ہے کہ میرے پاس حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ کوئی اور نہیں ہے) آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے ہجرت کی اجازت مل گئی ہے، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فوراً عرض کیا یا رسول اللہ میرے والد آپ پر فدا ہوں مجھے رفاقت سفر کا شرف حاصل ہوگا؟ آپ ﷺ نے منظور فرمایا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے والد آپ پر قربان ہوں آپ میری ان دو اونٹنیوں میں سے ایک قبول فرمائیں تو آپ ﷺ نے فرمایا (قبول ہے) لیکن قیمت ہے (۱)۔

الظہیرۃ: [مذکر] ظہر دن کے آدھے ہونے کی حد، عین نصف النہار۔ ظہر (تفعیل) ظہیر دو پہر میں چلنا، دو پہر میں داخل ہونا۔ متقنعا: قنع (تفعل) تقنعا کپڑے میں لپٹنا، تحکف قناعت کرنا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۶۲ پر ہے۔

قَالَتْ عَائِشَةُ فَجَهَّزْنَا أَحَدَ الْجِهَازِ وَصَنَعْنَا لَهُمَا سَفَرَةَ فِي جِرَابٍ فَقَطَعَتْ أَسْمَاءُ بَنْتُ أَبِي بَكْرٍ قِطْعَةً مِّنْ نَّطَاقِهَا فَرَبَطَتْ بِهِ عَلَى قِمِّ الْجِرَابِ فَبِذَلِكَ سُمِّيَتْ ذَاتُ النَّطَاقِ قَالَتْ ثُمَّ لَحِقَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ بَغَارَ فِي جَبَلِ ثَوْرٍ فَكَمَمَا فِيهِ ثَلَاثَ لَيَالٍ بَيْتٌ عِنْدَهُمَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ وَهُوَ غُلَامٌ شَابٌ ثَقِفَ لَقِنَ فَبِذَلِجَ مِنْ عِنْدِهِمَا بِسَحَرٍ فَيُصْبِحُ مَعَ قُرَيْشٍ بِمَكَّةَ كَبَائِتٍ فَلَا يَسْمَعُ أَمْرًا يُكْتَادَانِ بِهِ إِلَّا وَعَاهُ حَتَّى يَأْتِيَهُمَا بِخَبَرِ ذَلِكَ حِينَ يَخْتَلِطُ الظَّلَامُ وَيَرْغَى عَلَيْهِمَا عَامِرُ بْنُ فَهَيْرَةَ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ مِنْحَةً مِّنْ غَنَمٍ فَيُرِيحُهَا عَلَيْهِمَا حِينَ تَذْهَبُ سَاعَةٌ مِنَ الْعِشَاءِ فَيَبْتَئَانِ فِي رِسْلِ وَهُوَ لَبَنٌ مِّنْحَتِهِمَا وَرَضِيْفُهُمَا حَتَّى يَنْعَقَ بِهَا عَامِرُ بْنُ فَهَيْرَةَ بَعْلَسَ يَفْعَلُ ذَلِكَ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ تِلْكَ اللَّيَالِي الثَّلَاثِ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم نے ان دونوں کے لئے جلدی جلدی

(۱) انہی میں سے ایک جد عیال قصوی نامی اونٹنی ہے جو حضور ﷺ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ۳۰۰ درہم میں خریدی تھی۔

سامان سفر تیار کیا اور زوردارہ تو شدہ ان میں رکھا، حضرت اسماء بنت صدیق اکبر رضی اللہ عنہما نے اپنا پنکا پھاڑ کر تو شدہ ان کا منہ باندھا اسی وجہ سے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا ذات النطاق کے نام سے موسوم ہوئیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ پھر آپ ﷺ اور حضرت ابو بکر ﷺ غار ثور میں پہنچے اور وہاں تین راتوں تک پوشیدہ رہے ان دونوں کے پاس عبد اللہ بن ابو بکر رضی اللہ عنہما رات گزارتے تھے اور وہ نوجوان، عظیم انداز کی تھے، سحری کے وقت ان کے ہاں سے روانہ ہو جاتے اور صبح اتنے سویرے مکہ پہنچ جاتے جیسے انہوں نے رات یہیں مکہ میں گزاری ہے۔ اور عبد اللہ بن ابو بکر رضی اللہ عنہما جو بات بھی اہل مکہ سے (ان دونوں کے متعلق) سازش اور مکر کی سنتے اسے یاد کر لیتے اور رات کے وقت دونوں کو مطلع کر دیتے تھے حضرت ابو بکر ﷺ کے آزاد کردہ غلام عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ ان کیلئے صبح و شام دودھ دینے والی بکری چرایا کرتے تھے جب رات کا کچھ حصہ گزر جاتا تو وہ اس بکری کو انکے پاس لیکر آتے تھے اور وہ دونوں اسی کے دودھ پر جو کہ تروتازہ اور گرم دودھ ہوتا تھا آسودہ حال ہو کر رات گزارتے تھے، صبح منہ اندھیرے ہی عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ اس بکری کو ہانک کر واپس لے جاتے تھے ان تین راتوں میں ان کا یہی دستور رہا۔

**احث:** حث (ن) حثاً (إفعال) إحتاثاً براہیختہ کرنا، اکسانا (تفعیل) تحثیثاً اکسانا، سونا (افعال) احتشاثاً براہیختہ ہونا۔ **سفرة:** زاد سفر، مسافر کا کھانا، دسترخواں [جمع] سفر۔ **جدا:** چمڑے کا برتن، تلوار کی میان [جمع] جُرْب، أُرْبُیۃ۔ **نطاق:** [جمع] نطش پنکا، کپڑے کا ایک ٹکڑا جس کو عورتیں کمر پر باندھتی ہیں جس کا بالائی حصہ نچلے حصہ پر اور نچلا حصہ زمین تک لٹکا رہتا ہے۔ پیٹی، کمر بند۔ **نطق:** (تفعل) سمططاً (افعال) انقطاعاً کمر میں پنکا باندھنا (تفعیل) سمططاً کسی کو پنکا باندھنا۔ **فربط:** ربط (ن، ض) ربطاً باندھنا، مضبوط کرنا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۸۲ پر ہے۔ **فکمننا:** کمن (ن، س) کُمُوناً چھپنا، سمجھ میں نہ آنے والے کام میں دخل دینا (إفعال) إکماناً چھپانا (تفعل) تکمناً چھپنا، پوشیدہ ہونا۔ **ثقف:** ثقف (س، ک) ثَقْفًا، ثَقْفًا ذہین ہونا، ہوشیار ہونا (س) ثَقْفًا کامیاب ہونا (ن) ثَقْفًا دانائی میں غالب ہونا (تفعیل) تثقیفاً سیدھا کرنا، مہذب بنانا (مفاعله) مثاقفۃ دانائی میں غالب ہونے کی کوشش کرنا، جھگڑا کرنا۔ **لقن:** لقن (ک) لَقْنًا تیز فہم و ذکی ہونا (س) لَقْنًا، لَقْنًا بالمشافہ حاصل کرنا اور سمجھنا (إفعال) إلقاناً جلدی سے یاد کرنا۔ **فیدلج:** دلج (إفعال) إدلجاً (افعال) ادلاجا پوری رات یا آخری حصہ میں چلنا (ض) دُلُوجاً کنویں سے پانی

نکال کر حوض میں ڈالنا۔ یکساں دان: کید (افعال) اکتیذاً مکرو فریب کرنا، حیلہ کرنا (ض)  
 کئذاً مکرو فریب کرنا، مکر سکھانا، قے کرنا۔ وعاء: وعی (ض) وغنیایا دکرنا، غور کرنا، جمع کرنا،  
 سننا (افعال) ایعاء ابرتن میں رکھنا، یاد کرنا، بخل کرنا (استفعال) استیعاء، سارا لینا المنحة:  
 وہ بکری جو صبح و شام دودھ دے [جمع] منخ، منخ بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۶۳ پر ہے۔ یویح: روح  
 (افعال) إراحۃ باڑہ کی طرف (جانوروں کو) واپس لانا، بو محسوس کرنا، ہوا میں داخل ہونا،  
 آرام پہنچانا (ن) رَوَاخا شام کے وقت آنا یا جانا یا کام کرنا (ض) رَسَخَا بو محسوس کرنا (ف)  
 رَسَخَا ہوا دار ہونا (س) رَوَاخا کشادہ ہونا (تفعیل) تروسخا [بالجماعۃ] تراویح کی نماز پڑھانا،  
 بیدار کرنا، خوشبودار ہونا (استفعال) استرواخوا سوگھنا۔ رصیف: گرم پتھر ڈال کر گرم کیا ہوا  
 دودھ، بھنا ہوا گوشت اس کا پس منظر یہ ہے کہ اہل عرب سفر میں اپنے ساتھ ایک دھلا ہوا  
 اوجھ رکھتے تھے دوران سفر ہانڈی میسر نہ ہونے کی صورت میں گوشت کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے  
 اس اوجھ میں ڈال دیتے تھے پھر پتھروں کو گرم کر کے اس میں ڈالتے تھے تاکہ اس کی حرارت  
 سے گوشت بھن جائے اس گوشت کو رصیف کہتے ہیں پھر گرم کرنا گرم دودھ جو جانور کے بطن  
 کی حرارت سے گرم ہوتا ہے اس کو بھی رصیف کہا جانے لگا کیونکہ وہ بھی اوجھ ہی کی وجہ سے  
 گرم ہوتا ہے۔ رصف (ض) رصفاً، دودھ کو گرم پتھر پر گرم کرنا، داغ لگانا، گرم پتھر پر گوشت  
 کو بھونا (تفعیل) ترصیفاً سخت غضبناک کر دینا۔ بنعق: نعق (ف، ض) نَعَقًا، نَعَقًا چرواہے  
 کا بکریوں کو آواز دینا اور ڈانٹنا، مؤذن کا بلند آواز سے اذان دینا، کوئے کا کائیں کائیں کرنا۔  
 غللس: [جمع] أغلّاس، آخررات کی تاریکی۔ غلس (افعال) إغللسنا آخررات کی تاریکی  
 میں چلنا (تفعیل) تغلیسنا آخررات کی تاریکی میں کام کرنا۔

وَاسْتَأْجَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ رَجُلَانِ بَنِي الدُّنَلِ وَهُوَ مِنْ بَنِي  
 عَبْدِ بَنِ عَدِيٍّ هَادِيَا خَرِيتَا (وَالْخَرِيتُ الْمَاهِرُ بِالْهَدَايَةِ) قَدْ غَمَسَ حِلْفَا فِي  
 آلِ الْعَاصِ بْنِ وَائِلِ السَّهْمِيِّ وَهُوَ عَلَى دِينِ كُفَّارِ قُرَيْشٍ فَأَمَانَهُ فَدَقَعَا إِلَيْهِ  
 رَاحِلَتَهُمَا وَوَعَدَاهُ غَارَ ثَوْرٍ بَعْدَ ثَلَاثِ لَيَالٍ بِرَاحِلَتَيْهِمَا صُبْحَ ثَلَاثٍ وَانْطَلَقَ  
 مَعَهُمَا غَامِرُ بْنُ فَهَيْرَةَ وَالذَّلِيلُ فَأَخَذَ بِهِمْ طَرِيقَ السَّوَا حِلِ.

رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بنو الدکل جو کہ بنو عبد بن عدی کی  
 ایک شاخ تھی، کے ایک شخص (عبد اللہ بن اریقط) کو بطور رہبر اجرت پر لیا اور وہ آل عاص  
 بن وائل سہمی کا حلیف تھا وہ اگرچہ کفار قریش کے مذہب پر تھا لیکن رسول اللہ ﷺ اور حضرت

ابوبکر ؓ نے اس پر اعتماد اور بھروسہ کیا اور اپنی اونٹنیاں اس کے سپرد کیں اور اس بات کا وعدہ لیا کہ دونوں کو تین راتیں گزر کر جبل ثور پر لیکر حاضر ہو (چنانچہ تیسری رات کی صبح وہ اونٹنیاں لیکر آگیا) تو وہ غار ثور سے چلے آئے ساتھ عامر بن فہرہ ؓ اور ہبیر بھی تھا اور وہ آپ ؓ اور حضرت ابوبکر صدیق ؓ کو ساحل کے راستے سے لیکر چلا۔

خویتا: وہ ماہر و ہوشیار رہبر جو بیابان کے پوشیدہ راستوں سے بھی پوری واقفیت رکھتا ہو [جمع] خواہیت، خوارات۔ خرت (ن) خرتا راستوں سے واقف ہونا (س) خرتا ہوشیار رہبر ہونا۔ غمس: غمس (ض) غمسا داخل کرنا، ڈبونا (تفعیل) تعمینا زور سے ڈبونا (مفاعلہ) مغماسۃ اپنی جان کو لڑائی یا خطرے میں ڈالنا، جلد بازی کرنا، ایک دوسرے کو پانی میں غوطے دینا۔

قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَأَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَالِكٍ الْمُذَلِّجِيُّ وَهُوَ ابْنُ أُحَيٍّ سُرَاقَةَ بْنِ مَالِكٍ بْنِ جُعْشَمٍ أَنَّ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ سُرَاقَةَ بْنَ جُعْشَمٍ يَقُولُ جَاءَنَا رَسُولُ كُفَّارٍ قُرَيْشٍ يَجْعَلُونَ فِي رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ دِيَّةَ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا لِمَنْ قَتَلَهُ أَوْ أَسْرَهُ فَبَيْنَمَا أَنَا جَالِسٌ فِي مَجْلِسٍ مِنْ مَجَالِسِ قَوْمِي بَنِي مُذَلِّجٍ أَقْبَلَ رَجُلٌ مِنْهُمْ حَتَّى قَامَ عَلَيْنَا وَنَحْنُ جُلُوسٌ فَقَالَ يَا سُرَاقَةَ إِنِّي قَدْ رَأَيْتُ أَيْفَا أَسْوَدَةَ بِالسَّاحِلِ أَرَاهَا مُحَمَّدًا وَأَصْحَابَهُ قَالَ سُرَاقَةَ فَعَرَفْتُ أَنَّهُمْ هُمْ فَقُلْتُ لَهُ إِنَّهُمْ لَيْسُوا بِهِمْ وَلَكِنَّكَ رَأَيْتَ فَلَانًا وَ فَلَانًا انْطَلَقُوا أَبَاعَيْنَا ثُمَّ لَبِثْتُ فِي الْمَجْلِسِ سَاعَةً ثُمَّ قُمْتُ فَقَدْ خَلْتُ فَأَمَرْتُ جَارِيَتِي أَنْ تَخْرُجَ بِفَرَسِي وَهِيَ مِنْ وَرَاءِ أَكْمَةِ فَتَحْبِسَهَا عَلَيَّ وَأَخَذْتُ رُمْحِي فَخَرَجْتُ بِهِ مِنْ ظَهْرِ الْبَيْتِ فَخَطَطْتُ بِرُجِّهِ الْأَرْضَ وَخَفَضْتُ عَلَيْهِ حَتَّى أَتَيْتُ فَرَسِي فَرَكِبْتُهَا فَرَفَعْتُهَا تَقَرَّبَ بِي حَتَّى دَنَوْتُ مِنْهُمْ فَعَثَرْتُ بِي فَرَسِي فَخَرَرْتُ عَنْهَا فَقُمْتُ فَأَهْوَيْتُ بِيَدِي إِلَى كِنَانَتِي فَاسْتَخَرَجْتُ مِنْهَا الْأَزْلَامَ فَاسْتَفْسَمْتُ بِهَا أَضْرَهُمْ أَمْ لَا فَخَرَجَ الَّذِي أَكْرَهُ فَرَكِبْتُ فَرَسِي وَ عَصَيْتُ الْأَزْلَامَ تَقَرَّبَ بِي حَتَّى إِذَا سَمِعْتُ قِرَاءَةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ لَا يَلْتَفِتُ وَأَبُو بَكْرٍ يُكْثِرُ الْإِلْتِفَاتِ سَاخَتْ يَدَا فَرَسِي فِي الْأَرْضِ حَتَّى بَلَغَتِ الرُّكْبَتَيْنِ فَخَرَرْتُ عَنْهَا ثُمَّ زَجَرْتُهَا فَتَهَضَّتْ فَلَمْ تَكُدْ تَخْرُجْ يَدَيْهَا فَلَمَّا اسْتَوَتْ قَائِمَةً إِذَا لَأْتَرُ يَدَيْهَا غُبَارًا سَاطِعًا فِي السَّمَاءِ مِثْلَ الدُّخَانِ.

ابن شہاب کہتے ہیں کہ مجھے عبدالرحمن بن مالک المدنی جو کہ سراقہ بن مالک بن عشمؓ کے بھتیجے ہیں نے خبر دی کہ ان کے والد نے انکو بتلایا کہ میں نے سراقہ بن عشمؓ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ہمارے پاس کفار قریش کے قاصد آئے اور یہ پیش کش کی کہ اگر کوئی حضورؐ (اور حضرت) ابو بکر (صدیقؓ) کو قتل کرے یا گرفتار کرے (نعوذ باللہ) تو ہر ایک کے بدلہ میں ایک مکمل دیت (سواونٹ انعام) دی جائی گی، میں اس وقت اپنی قوم بنو مدیجہ کی ایک مجلس میں بیٹھا ہوا تھا کہ یکا یک ایک آدمی سامنے آیا ہمارے قریب آ کر کھڑا ہو گیا، ہم ابھی بیٹھے ہوئے تھے کہ اس نے کہا اے سراقہ! میں نے ابھی ابھی ساحل کی طرف چند سائے دیکھے ہیں میرا گمان ہے کہ وہ محمدؐ اور ان کے ساتھیؓ ہیں۔ سراقہؓ کہتے ہیں کہ میں سمجھ گیا تھا کہ (اس کا گمان صحیح ہے اور وہ) بے شک وہی ہیں لیکن اسکو (ٹالنے کیلئے یہ) کہا یہ (محمدؐ اور ان کے رفقاءؓ) نہیں ہیں، بلکہ تم نے فلاں اور فلاں کو دیکھا ہے جو ہمارے سامنے ہی اسی طرف گئے تھے اس کے بعد میں مجلس میں تھوڑی دیر بیٹھا رہا پھر اٹھتے ہی اپنے گھر گیا اور اپنی باندی کو حکم دیا کہ میرے گھوڑے کو ٹیلے کے پیچھے لے جا کر کھڑا کر دے اور وہیں اس کو میرے لئے روک رکھے۔ اس کے بعد میں نے اپنا نیزہ اٹھایا اور گھر کے پچھواڑے سے اس طرح نکلا کہ میں اپنے نیزے کی نوک سے زمین پر لکیر کھینچ رہا تھا اور اس کے اوپر کے حصے کو چھپایا ہوا تھا (۱) میں گھوڑے کے پاس آ کر اس پر سوار ہوا اور اسکو سر پیٹ دوڑایا تا کہ مجھے جلدی پہنچا دے، یہاں تک کہ جب میں ان کے قریب پہنچ گیا تو اس وقت گھوڑے نے مجھے لیتے ہوئے ٹھوکر کھائی اور میں زمین پر گر گیا لیکن میں جلدی سے اٹھا اور اپنا ہاتھ ترکش کی طرف بڑھایا اور اس سے تیر نکالے تا کہ ان کے ذریعہ قال نکالوں کہ میں انہیں نقصان پہنچا سکتا ہوں یا نہیں (جب قال کھینچی تو) وہ نکلی جسکو میں ناپسند کرتا تھا (یعنی میں ان کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکوں گا) مگر میں نے (اپنی قال) کے خلاف عمل کیا اور (۱) خیر طریقے سے یہ سب کاروائی اس لئے کی جارہی تھی کہ کسی کو یہ علم نہ ہو جائے کہ آنحضرتؐ اور آپ کے رفقاء کا تعاقب کیا جا رہا ہے اور آنحضرتؐ واقعی ساحل کی طرف گئے ہیں، دراصل حضرت سراقہ بن مالکؓ جو کہ ابھی تک دائرہ اسلام میں داخل نہیں ہوئے تھے ایک باہر کوئی تھے حالات پر کڑی نظر رکھتے تھے اور کھوجی کیلئے ہلکا سا اشارہ بھی کافی ہوتا ہے جیسے ہی اس شخص نے مجلس میں آ کر بات کی فوراً سمجھ گئے، کہ وہی ہو سکتے ہیں کیونکہ اس طرح کے حالات میں صرف وہی ایک راستہ محفوظ ہے اسلئے سراقہؓ خیر طریقے سے وہاں سے نکلے کیونکہ جیسے ہی کسی کو ہلک پڑ جاتی کہ سراقہؓ جیسے کوئی کوٹلاں سمت جاتے دیکھا گیا ہے وہ فوراً اس طرف پلٹتا کہ ہونہ ہوا کو کوئی سراغ مل چکا ہے رہا نیزہ تو اسکو اتارنے چھوٹا ہوا تھا کہ کہیں سورج کی شعاعوں کی وجہ سے اسکو لوہے کی چمک سہی کی آنکھوں میں نہ پڑ جائے اور وہ سمجھ جائے کہ سراقہ جانے کی تیاریاں کر رہا ہے، یہ ساری جگہ دو اس اہم کو اکیلے حاصل کرنے کیلئے کی جارہی ہے حمیس کسی کی شرکت انکو اور نہیں تھی۔

اپنے گھوڑے پر دوبارہ سوار ہوا تا کہ وہ مجھے ان کے قریب پہنچا دے، میں نے رسول اللہ ﷺ کی قراۃ کی آواز سنی آپ ﷺ نے میری طرف کوئی التفات نہیں کیا لیکن ابو بکر رضی اللہ عنہ بار بار مڑ کر دیکھ رہے تھے پھر میرے گھوڑے کے اگلے دونوں پاؤں زمین میں دھنس گئے یہاں تک کہ ہم دونوں گھنٹوں تک دھنس گئے، میں اس سے نیچے گر پڑا پھر میں نے اس کو اٹھنے کیلئے ڈانٹا اور اس کو کھڑا کرنے کی کوشش کی، وہ اٹھ تو گیا لیکن اپنے پاؤں زمین سے نہ نکال سکا (جب بڑی مشکل سے) سیدھا کھڑا ہو گیا تو اس کی اگلی ٹانگوں کے دھنسے کی جگہ سے منتشر سا غبار اٹھ کر دھوئیں کی طرح آسمان کی طرف بلند ہوا۔

**انفا:** یہ ظرف ہونے کی وجہ سے ہمیشہ منصوب ہوتا ہے۔ **اکمۃ:** ٹیلہ [جمع] **اُکُم، اُکُمات** [نَج] آ کام، اُکُم، اُکام۔ **مصحی:** نیزہ، شروفساد، فقر و فاقہ۔ **رح** (ف) **رنحاً،** نیزہ مارنا، چمکانا (تفاعل) تراخا ایک دوسرے کو نیزہ مارنا **حطط:** خط (ن) خطا لکیر کھینچنا، لکھنا (تفعیل) خطیطا لکیریں کھینچنا، نقش کرنا، حدود مقرر کرنا۔ **یزجہ:** نیزے کا نچلا ہوا، تیر کا پھل، کہنی کی نوک [جمع] **زجاج، ازجۃ، زجۃ** اور نیزے کے اوپر والے لوہے کو سنان کہتے ہیں۔ **زجاج** (ن) زجاجا کسی کو نیزے کے پچھلے سرے کے لوہے سے مارنا، دوڑنا (إفعال) **ازجاجا** [الرح] نیزے کا نچلا حصہ لگانا۔ **عشرت:** عمر (ن، ض، س، ک) **عشیر، اعشیر،** عشاڑا پھسلنا، گرنا (ن) **عشوراً** مطلع ہونا (تفعیل) **تعشیر** اپھسلنا، عیب لگانا۔ **أهویت:** ہوی (إفعال) **إهواء، إهواء،** بصلہ [الی] بڑھانا، بصلہ [لام] بڑھنا، گرنا (ض) **هویاً** اوپر سے نیچے گرنا، سنسنانا، **هویاً** بلند ہونا (س) **هوی** محبت کرنا، خواہش کرنا (استفعال) **استهواء،** مدہوش کر دینا۔ **کنانسی:** ترکش، تیردان [جمع] **کنانین، کنانات۔** **الأزلام:** [مفرد] **الزلم،** فال نکالنے کا تیر، بے پر کا تیر یعنی ایسا تیر جس کے پیچھے عام تیروں کی طرح پر نہ ہوں۔ **استقسمت:** قسم (استفعال) **استقسما** فکر کرنا، تقسیم کرنے کو کہنا۔ **ساخت:** سوخ (ن) **سوخا** (تفعل) **تسوخا** دھنس جانا، تہ نشین ہونا۔ **سوخا** نگل لینا۔ **نہضت:** نہض (ف) **نھضاً،** بھڑکنا، بھڑکنا، مستعد ہونا (مفاعلة) **منهضة** مقابلہ کرنا (إفعال) **إنهضا** اٹھانا، ٹیک لگا کر اٹھنا (افعال) **انتھاضا** کھڑا ہونا، مستعد کرنا (تفاعل) **تناهضا** جنگ میں ایک دوسرے پر حملہ کرنا۔ **ساطع:** سطع (ف) **سطعا، سطوعاً** بلند ہونا، پھیلنا (س) **سطعا** دراز گردن ہونا (تفعیل) **تسطیعاً** بلند کرنا پھیلانا۔

فَاسْتَقْسَمْتُ بِالْأَزْلَامِ فَخَرَجَ الَّذِي أَكْرَهُ فَنَادَيْتُهُمْ بِالْأَمَانِ فَوْقَهُوا

فَرَكِبْتُ فَرَسِي حَتَّى جَنَّتْهُمْ وَوَقَعَ فِي نَفْسِي حِينَ لَقِيتُ مَا لَقِيتُ مِنَ الْحَبْسِ عَنْهُمْ أَنَّ سَيَظْهَرُ أَمْرُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقُلْتُ لَهُ إِنَّ قَوْمَكَ قَدْ جَعَلُوا فِيكَ الدِّيَّةَ وَأَخْبَرْتَهُمْ أَخْبَارَ مَا يَرِيدُ النَّاسُ بِهِمْ وَعَرَضْتُ عَلَيْهِمُ الزَّادَ وَالْمَتَاعَ فَلَمْ يَسْزَأْنِي وَلَمْ يَسْأَلْنِي إِلَّا أَنْ قَالَ أَخْفِ عَنَّا فَسَأَلْتُهُ أَنْ يُكْتُبَ لِي كِتَابَ أَمْنٍ فَأَمَرَ عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ فَكُتِبَ فِي رُقْعَةٍ مِنْ أَدَمٍ ثُمَّ مَضَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

میں نے تیروں سے دوبارہ قال نکالی جب پھر بھی وہی قال نکلی جو مجھے ناپسند تھی تو اس وقت میں نے انکو امان دینے کیلئے درخواست کی، میری آواز پر وہ ٹھہر گئے اور میں اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر انکے پاس پہنچ گیا۔ ان تک برے ارادے کے ساتھ نہ پہنچنے سے جس طرح مجھے روک دیا گیا تھا اب جب کہ میں ان تک پہنچ گیا تھا تو اس سے مجھے یہ یقین ہو گیا کہ آپ ﷺ کا کام اور دین غفریب غالب آجائے گا تو میں نے آپ ﷺ سے کہا کہ آپ کی قوم نے آپ (کو پکڑنے یا اطلاع دینے والے) کیلئے دیت (سوانٹ انعام) کا اعلان کیا ہے۔ پھر میں نے انہیں وہ باتیں بھی بتائیں جو قریش ان کے بارے میں چاہتے تھے اور میں نے ان کے لئے زاد راہ اور سامان پیش کیا لیکن انہوں نے نہ تو قبول کیا اور نہ ہی مجھ سے کسی شے کا مطالبہ کیا، صرف اتنا کہا کہ میں انکے بارے میں خبر کو پوشیدہ رکھوں۔ میں نے ان سے عرض کیا کہ آپ مجھے ایک امان نامہ لکھ دیں تو آنحضرت ﷺ نے عامر بن فہیرہ کو حکم دیا چنانچہ انہوں نے چمڑے کے ایک ٹکڑے پر امان نامہ لکھ کر دے دیا پھر آپ ﷺ روانہ ہو گئے (۱)۔

لم یزأنی: رزأ (ف) کُزأ حاصل کرنا، کم کرنا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۹۰ پر ہے۔

أدم: چمڑے کا اندرونی یا ظاہری حصہ۔

قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَأَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَقِيَ الزُّبَيْرَ فِي رَكْبٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ كَانُوا تَجَارَ أَقَافِلِينَ مِنَ الشَّامِ فَكَسَا الزُّبَيْرُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ (۱) سراقہ بن مالک بن جشم کی طرح بریدہ اہلسنی بھی جو آپ ﷺ کو نہیں جانتا تھا ستر جوانوں کے ہمراہ انعام حاصل کرنے کی غرض سے آپ کے تعاقب میں نکلا، جب یہ آپ ﷺ کے قریب پہنچا تو آپ ﷺ نے اس سے پوچھا آپ کا نام کیا ہے؟ اس نے بتایا میرا نام بریدہ ہے تو آپ ﷺ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: ستر دامو ناو صلح یعنی ہمارا معاملہ ٹھنڈا اور درست ہو گیا پھر آپ ﷺ نے پوچھا کس قبیلہ سے ہو؟ بریدہ نے جواب دیا: من اسلم تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہم سلامت رہے، پھر آپ ﷺ نے پوچھا: بنو اسلم کی کس شاخ سے ہو اس نے جواب دیا: من بنی سهم یعنی بنو سهم سے، تو حضور ﷺ نے فرمایا: خراج سهمک یعنی تیرا حصہ نکل آیا۔ یہ باتیں سکر بریدہ نے پوچھا آپ کون ہیں؟ تو حضور ﷺ نے بلا جھجک فرمایا: انا محمد بن عبد اللہ رسول اللہ ﷺ میں اللہ کا رسول محمد بن عبد اللہ ہوں، یہ سنتے ہی بریدہ اور ان کے تمام ساتھی ایمان لے آئے

وَأَبَانِكُمْ ثِيَابَ بَيَاضٍ وَسَمِعَ الْمُسْلِمُونَ بِالْمَدِينَةِ بِمَخْرَجِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنْ مَكَّةَ فَكَانُوا يَغْدُونَ كُلَّ غَدَاةٍ إِلَى الْحَرَّةِ فَيَنْتَظِرُونَهُ حَتَّى يَرُدَّهُمْ حَرُّ الظَّهِيرَةِ فَيَنْقَلِبُوا يَوْمًا بَعْدَ مَا أَطَالُوا أَنْتَظَارَهُمْ فَلَمَّا أَوْوَا إِلَى بُيُوتِهِمْ أَوْفَى رَجُلٌ مِّنْ يَهُودٍ عَلَى أَطْمٍ مِّنْ أَطْمِهِمْ لِأَمْرٍ يَنْظُرُ إِلَيْهِ فَبَصُرَ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَأَصْحَابِهِ مُبَيِّضِينَ يَزُولُ بِهِمُ السَّرَابُ فَلَمْ يَمْلِكِ الْيَهُودِيُّ أَنْ قَالَ بِأَعْلَى صَوْتِهِ يَا مَعْشَرَ الْعَرَبِ هَذَا جَدُّكُمْ الَّذِي تَنْتَظِرُونَ.

ابن شہاب کہتے ہیں کہ مجھے عروہ بن زبیر رحمہ اللہ نے بتایا کہ حضور اکرم ﷺ کی حضرت زبیر رضی اللہ عنہ جو مسلمانوں کے ایک تجارتی قافلے کے ساتھ شام سے واپس آرہے تھے، سے ملاقات ہوئی تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں سفید پوشاک پیش کی، ادھر مدینہ میں بھی مسلمانوں نے آپ ﷺ کی مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کے بارے میں سن لیا تھا وہ روزانہ صبح کو مقام حرہ پر آپ ﷺ کا استقبال کرنے آتے اور آپ ﷺ کا انتظار کرتے رہتے لیکن دوپہر کی گرمی انہیں واپس جانے پر مجبور کر دیتی، ایک دن وہ طویل انتظار کے بعد واپس چلے گئے جب وہ اپنے گھروں میں پہنچ گئے تو یہودیوں میں سے ایک یہودی اپنے کسی کام کے لئے قلعے پر چڑھا تو اس نے آپ ﷺ اور ان کے صحابہ کو سفید کپڑوں میں دیکھا تو ان کے بارے میں سراب ہونے کا امکان ختم ہوا (یعنی یقین ہو گیا کہ وہی ہیں) تو وہ یہودی اپنے آپ پر قابو نہ رکھ سکا اور بے اختیار ہو کر اونچی آواز میں چلایا اے عرب کے رہنے والو! یہ تمہارے بزرگ آگئے ہیں جن کے تم منتظر تھے

قافلین: قفل (نض) قَفْلًا، قَفُولًا سفر سے لوٹنا، لوٹانا، اندازہ کرنا۔ الحرة: [جمع] حرّات، حرار، حرّون، أخرون۔ سیاہ پتھروں والی زمین، مدینہ کے قریب واقع ایک جگہ کا نام جس کی نسبت سے مقام حرہ کا ایک تاریخی واقعہ بھی مشہور ہے۔ أطم: قلعہ [جمع] آطام۔ اطم (تفعیل) سناطیمنا قلعوں کو بلند کرنا۔ مبیضین: بیض (تفعیل) تہیضا سفید کرنا، قلعی کرنا (ض) بیضا، سفیدی میں غالب ہونا، انڈے دینا (إفعال) إبياضا [المراة] سفید بچے جننا (افتعال) إبياضا خود پہننا، فنا کر دینا، قوم کے میدان میں داخل ہونا السراب: وہ ریگستانی ریت جو دوپہر کے وقت دھوپ کی تیزی کی وجہ سے پانی جیسی نظر آتی ہے اور اس میں درختوں اور مکانوں کا سایہ عکس کی طرح معلوم ہوتا ہے، جھوٹ اور کمر و فریب کے لئے اسکی مثال دی جاتی ہے۔ سرب (ن) سُرُوبًا جاری ہونا، گھستے چلے جانا۔ سُرُوبًا سینا (س)



سَرَبًا مِکْنًا (تفعلیل) تَسْرِبًا گروہ گروہ بھیجنا (إفعال) اِسْرَابًا ہانا (انفعال) اِسْرَابًا سوراخ میں داخل ہونا، بہنا۔ جِد: بزرگی، نصیبہ، دادا، نانا [جمع] اُجْدَاد، جَدُوؤ۔

فَتَارَ الْمُسْلِمُونَ إِلَى السَّلَاحِ فَتَلَقَّوْا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَظْهَرُ الْحَرَّةُ فَعَدَلَ بِهِمْ ذَاتَ الْيَمِينِ حَتَّى نَزَلَ بِهِمْ فِي بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ وَذَلِكَ يَوْمَ الْبَاتِنِينَ مِنْ شَهْرِ رَيْبَعِ الْأَوَّلِ فَقَامَ أَبُو بَكْرٍ لِلنَّاسِ وَجَلَسَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صَامِتًا فَطَفِقَ مَنْ جَاءَ مِنَ الْأَنْصَارِ مِمَّنْ لَمْ يَرِ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَجِئُ أَبَا بَكْرٍ حَتَّى أَصَابَتْ الشَّمْسُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَأَقْبَلَ أَبُو بَكْرٍ حَتَّى ظَلَّلَ عَلَيْهِ بِرِذَائِهِ فَعَرَفَ النَّاسُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عِنْدَ ذَلِكَ فَلَبِثَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ بَضْعَ عَشْرَةِ لَيَالٍ وَأَسَسَ الْمَسْجِدَ الَّذِي أُسِّسَ عَلَى التَّقْوَى وَصَلَّى فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ رَكِبَ رَاحِلَتَهُ فَسَارَ يَمْشِي مَعَهُ النَّاسُ حَتَّى بَرَكْتَ عِنْدَ مَسْجِدِ الرَّسُولِ ﷺ بِالْمَدِينَةِ وَهُوَ يُصَلِّي فِيهِ يَوْمَئِذٍ جَالَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَكَانَ مَرْبِدًا لِلتَّمَرِ لِسَهْلٍ وَسَهْلٍ غُلَامِينَ يَتِيمَيْنِ فِي حِجْرٍ أَسْعَدَ بْنَ زُرَّارَةَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حِينَ بَرَكْتَ بِهِ رَاحِلَتُهُ هَذَا إِنْ شَاءَ اللَّهُ الْمُنْزِلُ.

مسلمانوں نے اپنا اسلحہ اٹھایا اور حضور اکرم ﷺ کا گرمی کی شدت میں بھی استقبال کیا، آپ ﷺ نے ان کے ہمراہ دائیں جانب کا راستہ اختیار کیا یہاں تک کہ بنو عمرو بن عوف میں (۱) اترے اور یہ ماہ ربیع الاول پیر کا دن تھا، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ لوگوں کے سامنے کھڑے ہو گئے اور آپ ﷺ خاموش انداز میں تشریف فرما تھے۔ انصار رضی اللہ عنہم میں سے وہ لوگ جنہوں نے آپ ﷺ کو پہلے نہیں دیکھا تھا وہ تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ (کو رسول اللہ ﷺ گمان کر کے ان) کے پاس حاضر ہونا شروع ہو گئے لیکن جب حضور اکرم ﷺ کو سورج کی گرمی کی پیش پہنچنے لگی تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور اپنی چادر لیکر آپ ﷺ پر سایہ کر دیا تب لوگوں (۱) اس کے بعد آپ ﷺ نے مقام قباء (جو مدینہ منورہ سے تین میل کے فاصلے پر ہے) میں بنو عمرو بن عوف کے سردار کلثوم بن ہدم کے مکان میں قیام فرمایا جبکہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بنی اساف کے مکان میں رہے، یہاں تک تین روز بعد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اسی مقام پر آپ ﷺ سے ملے، قباء میں باختلاف روایات چودہ روز قیام کرنے کے بعد جب آنحضرت ﷺ یہاں سے چلے تو حضرت بریدہ السلمی رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی چادر مبارک سے بنائے گئے پرچم کو تھام کر آگے آگے چل رہے تھے، بڑی آب و تاب سے چلنے والا یہ قافلہ جب یثرب (مدینہ) میں داخل ہوا تو اہل یثرب کے چھوٹے بڑے نے یہ ترانہ پڑھ کر آپ ﷺ کا استقبال کیا ”طلع البدر علینا..... من فیات الوداع..... وجب الشکر علینا..... مادعا للہ داع..... ایہا المبعوث فینا..... جنت بالامر المطاع“ اور بنو انجار کی بچیاں یہ شعر گارتی تھیں ”نحن جوار من بنی النجار..... یا حید محمد من جار“ اور چھوٹے بڑے کی زبان پر یہ لفظ تھے ”جاء نبی اللہ، جاء نبی اللہ“۔

نے پہچانا کہ رسول اللہ ﷺ یہ ہیں، آپ ﷺ بنو عمر و میں دس سے کچھ اوپر راتیں ٹھہرے اور اس مسجد (قبا) کی بنیاد رکھی جس کی بنیاد تقویٰ پر قائم ہے اور اس میں آپ ﷺ نے نماز پڑھی پھر آپ ﷺ اپنی سواری پر سوار ہوئے اس کے بعد آپ ﷺ روانہ ہوئے صحابہ ﷺ بھی آپ ﷺ کے ساتھ چل رہے تھے آخر کار آپ ﷺ کی سواری وہاں جا کر ٹھہری جہاں آج مدینہ میں مسجد نبوی ﷺ ہے اور اس وقت بھی چند مسلمان وہاں پر نماز ادا کیا کرتے تھے لیکن وہ کھجوریں خشک کرنے کا میدان تھا اور سہیل اور سہل رضی اللہ عنہما دو یتیم بچے جو کہ اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کی زیر پرورش تھے، کی ملکیت تھا جب اونٹنی وہاں بیٹھ گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہی انشاء اللہ ہمارے قیام کی جگہ ہے (۱)

نادر: ثور (ن) ثَوْرًا، ثَوْرًا جوش میں آنا، حملہ کرنا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۳۸ پر ہے۔ بضع: رات کا کچھ حصہ، تین سے نو تک کی تعداد۔ بضع (ف) بَضْعًا سمجھنا، واضح ہونا (إِفعال) اِبْضَعًا واضح طور سے بیان کرنا، سرمایہ بنانا، سیراب کرنا۔ برکت: (ن) بُرْکًا (تفعلیل) تبریکاً سمجھنا، اقامت کرنا (مفاعلة) مبارکۃ برکت کی دعا کرنا، راضی ہونا (إِفعال) اِبْرَکًا اونٹ بٹھانا (تفعلل) تبرکاً برکت حاصل کرنا۔ موبدا: [ظرف] کھجور خشک کرنے کی جگہ، اونٹ وغیرہ کا باڑہ، گھروں کے پیچھے کا میدان جو کام آئے۔ ربد (ن) رَبْدًا اباڑہ میں باندھنا، روکنا۔ رُبُوذ اقامت کرنا (تفعلل) تربذاً ابراؤد ہونا، تیوری چڑھانا

ثُمَّ دَعَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْغُلَامَيْنِ فَسَاوَمَهُمَا بِالْمَرْبِدِ لِيَتَّخِذَهُ مَسْجِدًا فَقَالَا بَلْ نَهْبُهُ لَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَأَبَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يَقْبَلَهُ مِنْهُمَا هِبَةً حَتَّى (۱) آپ ﷺ نے مدینہ میں حضرت ابوالیوب انصاری رضی اللہ عنہ کے اس مکان میں قیام فرمایا جو شاہ یمن "تیج" نے اسوقت بنوایا تھا جب چار سو علماء و تورات نے اسکو کہا کہ ہمیں یہاں بیٹھ میں رہنے دیں کیونکہ یہ شہر بڑی فضیلت والا ہے اس لئے کہ یہ شہر نبی آخر الزماں کا دارالہجرت بنے گا تو اس بادشاہ نے ان سب علماء کیلئے مکان بنوائے اور ایک خاص مکان نبی آخر الزماں ﷺ کیلئے بنوایا۔ اس نے ایک خط آپ ﷺ کے نام لکھ کر ایک عالم کو دیا کہ اگر آپ کے رہتے ہوئے نبی آخر الزماں تشریف لائیں تو انکو یہ خط دے دینا ورنہ نبی اولاد کو اس کی وصیت کر کے جانا حضرت ابوالیوب انصاری رضی اللہ عنہ اسی عالم کی اولاد میں سے ہیں، بقیہ انصار ان چار سو علماء کی اولاد میں سے ہیں۔ حضرت ابوالیوب انصاری رضی اللہ عنہ نے یہ عریضہ آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں پیش کیا جس کا مضمون یہ تھا "شہدت علی ان احمدنا۔ رسول من اللہ بادی النسم۔ فلو مد عمری الی عمرہ۔ لکنت وزیرہ وابن عم۔ وجاہدت بالسیف اعداؤہ۔ وفوجت عن صدرہ کل غم۔ ترجمہ: میں گواہی دیتا ہوں کہ احمد اللہ کے برحق نبی ہیں اگر میں اسوقت تک زندہ رہا تو ان کا مددگار بنوں گا، میں ان کے دشمنوں سے تلوار کے ذریعے جہاد کروں گا اور ان کے دل سے ہر غم کو دور کروں گا" اور اس پر شاہ تیج کی مہربانی ثبت تھی۔ علامہ واقدی کی روایت کے مطابق آپ ﷺ اس مکان میں سات ماہ تک رہے، پھر جب مسجد نبوی کے قریب حجرات تعمیر ہو گئے تو آپ ﷺ وہاں تشریف لے گئے۔

اِبْتَاغَهُ مِنْهُمَا ثُمَّ بَنَاهُ مَسْجِدًا وَطَفِقَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَنْقُلُ مَعَهُمُ اللَّبْنَ فِي بُنْيَانِهِ وَيَقُولُ وَهُوَ يَنْقُلُ اللَّبْنَ :

هَذَا الْحِمَالُ لِاحِمَالٍ خَيْرٍ هَذَا أَبْرُ رَبَّنَا وَأَطْهَرُ وَيَقُولُ :

اَللّٰهُمَّ اِنَّ الْاَجَرَ اَجْرُ الْاٰخِرَةِ فَارْحِمِ الْاَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةَ  
فَتَمَثَّلَ بِشِعْرِ رَجُلٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ لَمْ يَسْمَعْ لِيْ قَالَ ابْنُ شَهَابٍ وَلَمْ  
يَبْلُغْنَا فِي الْاَحَادِيْثِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ تَمَثَّلَ بِشِعْرِ تَامٍ غَيْرَ هَذَا الْبَيْتِ .

پھر آپ ﷺ نے ان دونوں یتیم بچوں کو بلایا اور ان سے میدان کی قیمت کے بارے میں بھاؤ تاؤ کرنے لگے تاکہ وہاں مسجد تعمیر کریں تو ان دونوں لڑکوں نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ! قیمت پر نہیں بلکہ یہ جگہ ہم آپ کو ہبہ کر دیتے ہیں لیکن آپ ﷺ نے ہبہ کے طور پر قبول کرنے سے انکار فرمادیا بلکہ ان سے وہ جگہ قیمتاً خرید لی اور وہاں پر مسجد تعمیر کی، آپ ﷺ خود صحابہؓ کے ساتھ مل کر مسجد نبوی کی تعمیر کیلئے اینٹیں اٹھاتے اور کہتے جاتے کہ ”یہ بوجہ خیر کے بوجھ کی طرح نہیں ہیں (۱) یہ ہمارے رب کا بدلہ ہے اور بہت زیادہ طہارت اور پاکی والا ہے“ اور آنحضرت (ﷺ) فرماتے تھے ”یا اللہ! اجر تو آخرت کا ہی اجر ہے، مہاجرین و انصار پر اپنی رحمت نازل فرمائیے“ اس طرح آپ ﷺ نے مسلمانوں میں سے ایک شاعر کے شعر سے تمثیل کیا جن کا نام مجھے بتلایا نہیں گیا۔ ابن شہابؒ کہتے ہیں کہ احادیث سے ہمیں معلوم نہیں ہوا کہ آپ ﷺ نے اس شعر کے علاوہ کسی بھی پورے شعر سے تمثیل کیا ہو۔

فساومها: سوم (مفاعله) مساومۃ بھاؤ تاؤ کرنا (ن) سؤمنا، سؤلنا فروخت کرنے کیلئے پیش کرنا اور قیمت بتلانا (تفعیل) تسوینا چھوڑنا (تفعّل) تسوینا علامت لگانا۔ البین:  
[مفرد] الْبَيْتُ کچی اینٹیں۔ لبن (تفعیل) تلبینۃ اینٹ بنانا، فیصلہ کرنے کیلئے مجلس بنانا، چوکور بنانا (۱) یہ اس جہں منظر میں فرمایا کہ خیر، مدینہ میں اپنی کمجور و غیرہ کی پیداوار کے اعتبار سے کافی مشہور تھا وہاں کے باغات کے مالک، پھل و اناج وہاں سے اٹھا کر یہاں لاتے تھے تاکہ دنیا کمائیں، آپ فرما رہے ہیں کہ ہمارے آج کے بوجھ ان کے بوجھوں سے کہیں زیادہ بہتر ہیں اور پاک ہیں کیونکہ اس کی قیمت اور اس کا بدلہ اللہ ہمیں دے گا جو ہمیشہ باقی رہنے والا ہے جبکہ خیر کے مالکان اپنے مال کی قیمت دنیا سے وصول کر لیتے ہیں جو کہ اس دنیا میں ہی ختم ہو جاتی ہے۔

### إِبْتِلَاءُ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ

قَالَ كَعْبٌ لَمْ أَتَخَلَّفْ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي غَزْوَةٍ غَزَاهَا إِلَّا فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ، غَيْرَ أَنِّي كُنْتُ تَخَلَّفْتُ فِي غَزْوَةِ بَدْرٍ، وَلَمْ يُعَاتَبْ أَحَدٌ تَخَلَّفَ عَنْهَا، إِنَّمَا خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُرِيدُ عِيرَ قُرَيْشٍ، حَتَّى جَمَعَ اللَّهُ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ عَدُوِّهِمْ عَلَى غَيْرِ مِيعَادٍ، وَلَقَدْ شَهِدْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لَيْلَةَ الْعَقَبَةِ، حِينَ تَوَافَقْنَا عَلَى الْإِسْلَامِ، وَمَا حُبُّ أَنْ لِي بِهِمَا شَهِدٌ بَدْرٍ، وَإِنْ كَانَتْ بَدْرٌ أَذْكَرَ فِي النَّاسِ مِنْهَا.

حضرت کعب ؓ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے جتنے بھی غزوات کئے ہیں، میں سوائے غزوہ تبوک کے کسی سے بھی پیچھے نہیں رہا (یعنی بقیہ سب میں شریک رہا تھا) البتہ غزوہ بدر میں بھی پیچھے رہ گیا تھا (چونکہ وہ اچانک ہوا تھا) مگر اس میں شریک نہ ہونے والوں میں سے کسی پر عتاب بھی نہ ہوا تھا کیونکہ نبی کریم ﷺ (جنگ کی نیت سے نہیں بلکہ) قریش کے قافلہ پر حملہ کی نیت سے نکلے تھے مگر وہاں اللہ نے ان کو اور ان کے دشمنوں کو جمع کر دیا لیکن یہ جمع مقرر شدہ نہ تھا (یعنی پہلے سے یہ کوئی طے شدہ جنگ نہیں تھی) میں لیلۃ العقبہ میں بھی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا، جب ہم نے اسلام کی (حمایت اور حفاظت) پر بیعت کی تھی، میں یہ پسند نہیں کروں گا کہ مجھے لیلۃ العقبہ کے بدلے میں بدر کی حاضری مل جائے، اگرچہ غزوہ بدر لیلۃ العقبہ کی نسبت لوگوں میں زیادہ مشہور ہے۔ (۱)

**لِمُعَاتَبٍ:** عتب (مفاعله) معاتبہ ملامت کرنا، ناز سے خطاب کرنا (ن، ض) عتبا کسی فعل پر سرزنش کرنا، عتباناً ملامت کرنا (إفعال) إعتباناً رضامند کرنا (افتعال) اعتباناً میانہ روی اختیار کرنا۔ **عَمِي:** قبیلہ حمیر کا قافلہ، پھر سارے قافلوں پر بولا جانے لگا [جمع] غیر اٹ۔ **تَوَافَقْنَا:** وُثِقَ (تفاعل) تو اُتفا با ہم عہد و پیمان کرنا۔ **مُشْهِدٌ:** اللہ کی راہ میں مقتول ہونے کی جگہ، لوگوں کے حاضر ہونیکی جگہ [جمع] مَشَاهِدٌ۔ شہد (س) شُھُوْدٌ احاضر ہونا، معائنہ کرنا، گواہی دینا۔ شَھَادَةٌ قسم کھانا، گواہی دینا (إفعال) إشھادٌ احاضر کرنا۔

**كَانَ مِنْ خَيْرِي:** أَنِّي لَمْ أَكُنْ قَطُّ أَقْوَى وَلَا أَيْسَرُ حِينَ تَخَلَّفْتُ عَنْهُ (۱) حقیقت میں بھی اگرچہ اس کی وقت زیادہ ہے مگر چونکہ ان کو لیلۃ العقبہ کی قدر زیادہ تھی کہ اس میں جو بیعت ہوئی تھی اس کی وجہ سے ہجرت ہوئی تھی پھر تمام غزوات ہوئے، اس لئے یہ فرما رہے ہیں اگرچہ لوگوں کے ہاں غزوہ بدر کی قدر زیادہ ہے مگر مجھے یہ پسند نہیں ہے کہ لیلۃ العقبہ کی فضیلت کے بدلے غزوہ بدر کی فضیلت پاؤں۔

فِي تِلْكَ الْغَزَاةِ، وَاللَّهُ مَا اجْتَمَعَتْ عِنْدِي قَبْلَهُ رَاحِلَتَانِ قَطُّ، حَتَّى جَمَعْتُهُمَا فِي تِلْكَ الْغَزْوَةِ، وَلَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُرِيدُ غَزْوَةً إِلَّا وَرَى بِغَيْرِهَا، حَتَّى كَانَتْ تِلْكَ الْغَزْوَةُ، غَزَاهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي حَرِّ شَدِيدٍ، وَاسْتَقْبَلَ سَفَرًا بَعِيدًا، وَمَمَازًا وَعَدُوًّا كَثِيرًا، فَجَلَّى لِلْمُسْلِمِينَ أَمْرَهُمْ لِيَتَأَهَّبُوا أَهْبَةً غَزْوِهِمْ، فَأَخْبَرَهُمْ بِوَجْهِهِ الَّذِي يُرِيدُ.

میرے حالات یہ تھے کہ میں اس سے پہلے اتنا قوی اور اتنی آسانی میں نہ تھا (یعنی اس غزوہ میں غیر حاضری سے پہلے) اور بخدا میرے پاس اس سے پہلے کبھی دوسواریاں جمع نہیں ہوئی تھیں، جبکہ اس غزوہ کے وقت دوسواریاں میرے پاس تھیں۔ اور آپ ﷺ جب کسی غزوے پر جانے کا ارادہ فرماتے تو اس کے غیر کے ساتھ تو یہ فرماتے تھے (یعنی اصل بات کے علاوہ کچھ اور ظاہر فرماتے تھے تاکہ مخبری نہ ہو جائے) (۱) اور یہ غزوہ تبوک کا واقعہ اس وقت پیش آیا جبکہ سخت گرمی تھی، بہت لمبا اور بے آب و گیاہ صحرائی سفر تھا، دشمن کی تعداد بہت زیادہ تھی تو آپ ﷺ نے اس سفر کا اظہار فرما دیا تاکہ مسلمان جہاد کی تیاری کیلئے جس سامان کی ضرورت ہوتی ہے تیار کر سکیں، اور آپ نے سمت بھی بتلا دی جدھر آپ جانا چاہتے تھے۔

**وری: (تفعلیل) تَوْرِيَةً** اصل بات چھپا کر دوسری بات ظاہر کرنا، پوشیدہ

(۱) دراصل نبی کریم ﷺ کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ جس قوم پر حملہ کرنا ہوتا تھا، جس رخ پر وہ قوم رہتی ہوئی تھی آپ اس سے مخالف رخ کا پوچھتے اور پھر اسی طرف مدینہ طیبہ سے نکلتے تھے، تو یہ اختیار فرمایا کرتے تھے کیونکہ منافقین کی وجہ سے ڈر لگا رہتا تھا کہ جا کر مخبری نہ کر دیں پھر آگے جا کر اپنا رخ صحیح کر لیتے تھے مگر غزوہ تبوک کے موقع پر کوئی تو یہ نہیں فرمایا بلکہ صاف صاف بتلا دیا کہ ہم شام جا رہے ہیں مد مقابل قیصر ہے (جنگ کے حالات کتب تاریخ سے دیکھے جاسکتے ہیں) آپ نے کئی وجوہات کی بناء پر اپنے جان نثار ساتھیوں (صحابہ کرام علیہ السلام) کو یہ اطلاع دی: (۱)..... ہر ایک شرح صدر کے ساتھ تیار ہو، کہ ہمارا مقابل کون ہے، اس کے مطابق جتنی تیاری کر سکتا ہو کرے۔ (۲)..... دور کا سفر تھا۔ (۳)..... کھجوریں تیار تھیں۔ (۴)..... سخت گرمی تھی۔ (۵)..... استاذی الکرم شیخ الاسلام حضرت مفتی محمد تقی العثماني دام اقبال فرماتے ہیں کہ واقعہ یہ ہے کہ آج بھی اس سفر و گرمی کا تصور کریں تو رو ٹنگے کھڑے ہو جاتے ہیں یہ بھید گرمیوں میں جب عرب میں آتا ہے تو اس وقت سورج برج جنبہ میں ہوتا ہے اور اہل عرب کے ہاں ایک مقولہ مشہور ہے "السنبلة ستم وبلاء" سنبلیڑے ہر اور مصیبت ہے، جب (A-C) گاڑیاں نہ تھیں تو حکومت کی طرف سے بعد از ظہر عصر کے ایک گھنٹہ بعد تک سفر ممنوع تھا کہ کہیں گرمی کی شدت سے موت ہی نہ واقع ہو جائے، حضرت شیخ فرماتے ہیں ایک مرتبہ ہم نے یہ کام کر ڈالا، کہ تو ڈالا مگر بعد میں احساس ہوا کہ غلطی کی ہے فرماتے ہیں کہ ہم دوران سفر تھے اور یہ چارہ رہے تھے کہ تبوک سے سفر کریں اور مغرب مدینہ جا کر پڑھیں، نیکی کرائے پر لی، نیکی والا اول تو راضی نہ ہوا کہ مجھے پکڑ لیں گے مگر منتوں مانتوں کے بعد بلا خرہ روانہ ہو گیا مائل تو پڑے مگر پھر احساس ہوا کہ غلطی کر بیٹھے ہیں، پوری گاڑی انکارہ بنی ہوئی تھی، جسم تپ رہا تھا، پسینہ جسم سے بہہ بہہ کر خشک ہوتا جا رہا تھا، تب سوچا کہ یہ تو گاڑیوں کا سفر ہے وہ پیدل سفر کس طرح ہوگا (مگردین کے پروانے، اپنی دھن کے مستانے، اپنی پیٹ پر چلنے والے تھے اس لئے نکل کھڑے ہوئے اور تبوک پر بھی جا کر جھنڈے گاڑ دیے۔)

کرنا (مفاعله) مواراۓ چھپانا (تفعّل) توریا چھپنا (ض) وزیا پھپھڑے پر مارنا۔ مفازاً: وہ بیابان جس میں پانی نہ ہو، نجات، کامیابی، ہلاکت [جمع] مفازات، مفاؤڑ۔ فوز (ن) فوزاً کامیاب ہونا (تفعل) تفویزاً گزرنے، ظاہر ہونا (إفعال) إفاضة کامیاب کرنا۔ فجلی: جلی (تفعّل) تجلیۃ ظاہر کرنا، بقیۃ تفصیل صفحہ نمبر ۴۰ پر ہے۔ لیتأهبوا: اُھب (تفعّل) تآھباً تیار و آمادہ ہونا (الأھبۃ) سامان، کما یقال ”أَخَذَ لِلسَّفَرِ الْأَهْبَةَ“ اس نے سامان سفر لیا۔

وَالْمُسْلِمُونَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ كَثِيرٌ، وَلَا يَجْمَعُهُمْ كِتَابٌ حَافِظٌ، يُرِيدُ الدِّيُونَ، قَالَ كَعْبٌ: فَمَارَ جُلٌّ يُرِيدُ أَنْ يَنْغَيَّبَ إِلَّا ظَنَّ أَنْ سَيَخْفَى لَهُ، مَا لَمْ يَنْزِلْ فِيهِ وَخَى اللَّهُ، وَغَرَّارُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ تِلْكَ الْغُرُورَةُ حِينَ طَابَتِ النَّمَارُ وَالظَّلَالُ۔  
اور اس جہاد میں مسلمانوں کی تعداد بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بہت زیادہ تھی کسی کتاب (رجسٹر) نے ان کو جمع نہیں کیا (کوئی رجسٹر ایسا نہ تھا جس میں ان کے ناموں کی فہرست درج کی جاسکے) حضرت کعب ؓ فرماتے ہیں (کثرت تعداد کی وجہ سے جو کہ ایک روایت کے مطابق دس ہزار (۱۰۰۰۰) اور بعض کے مطابق تیس ہزار (۳۰۰۰۰) سے زائد تھی، دس والی روایت کی توجیہ یہ کی جائیگی کہ وہ سارے گھڑ سوار تھے کیونکہ تمام روایات کے دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کل تعداد تیس سے چالیس ہزار کے درمیان تھی) اگر کوئی شخص جہاد سے غائب رہنا چاہتا تو اسکو یہی خیال رہتا کہ اس کا معاملہ مخفی رہیگا الا یہ کہ وحی کے ذریعے بتا دیا جائے اور یہ غزوہ آپ ﷺ نے اس وقت کیا جبکہ پھل بالکل کپے ہوئے تھے اور درختوں کے سائے بھی پسندیدہ تھے۔ (۱)

طابت: طیب (ض) طیباً، طاباً بیٹھا ہونا، لذیذ ہونا، خوش ہونا (تفعّل) تطیبناً اچھا پانا، خوشبو لگانا (إفعال) إطابة خوش کلام کرنا، اچھا کرنا (مفاعله) مطایبة ہنسی مذاق کرنا۔  
وَتَجَهَّزَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَالْمُسْلِمُونَ مَعَهُ، فَطَفِقْتُ أَغْدُو لِكَيْ أَتَجَهَّزَ مَعَهُمْ، فَأَرْجِعُ وَلَمْ أَقْضِ شَيْئًا، فَأَقُولُ فِي نَفْسِي: أَنَا قَادِرٌ عَلَيْهِ، فَلَمْ يَزَلْ يَتِمَادَى بِي حَتَّى اشْتَدَّ بِالنَّاسِ الْحُجْدُ فَأَصْبَحَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَالْمُسْلِمُونَ مَعَهُ، وَلَمْ أَقْضِ (۱) آج ان مہینوں میں عرب میں کیا عالم ہوتا ہے آئیے! حضرت کی زبانی سنتے ہیں: حضرت فرماتے ہیں کہ میں نے سنبہ کا ایک مہینہ مدینہ طیبہ میں گزارا ہے، مسجد نبوی ﷺ میں تہجد کی نماز پڑھنے کیلئے جاتا تو اس وقت بھی مسجد کی حالت یہ ہوتی تھی کہ پاؤں رکنا مشکل ہوتا تھا، فجر کی نماز پڑھ کر قہلا جاتا اور جانے کے لئے بجائے روڈ کا راستہ اختیار کر کے نکلتا ہوں سے گزر کر جاتا تھا، جیسے ہی نکلتا ہوں میں داخل ہوتا تو ان کو اتنا خنڈ پاتا ایسے لگتا کہ میں (A-C) میں آ گیا ہوں، کہاں اتنی گرمی کہ تہجد میں مسجد کا فرش تپ رہا ہے اور کہاں اتنی خنڈ کہ تو سائے لذیذ لگتے تھے۔

مِنْ جَهَازِي شَيْئًا، فَقُلْتُ اتَّجَهْزُ بَعْدَهُ بِيَوْمٍ أَوْ يَوْمَيْنِ ثُمَّ أَلْحَقْهُمْ، فَعَدَوْتُ بَعْدَ أَنْ فَصَلُوا لِأَتَجَهَّزَ، فَرَجَعْتُ وَلَمْ أَقْضِ شَيْئًا، ثُمَّ غَدَوْتُ ثُمَّ رَجَعْتُ وَلَمْ أَقْضِ شَيْئًا، فَلَمْ يَزَلْ بِي حَتَّى أَسْرَعُوا وَتَفَارَطَ الْعَزْوُ، وَهَمَمْتُ أَنْ أَرْتَحِلَ فَأُدْرِكَهُمْ، وَلَيْتَنِي فَعَلْتُ، فَلَمْ يَقْدِرْ لِي ذَلِكَ، فَكُنْتُ إِذَا خَرَجْتُ فِي النَّاسِ بَعْدَ خُرُوجِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَطُفْتُ فِيهِمْ، أَخْزَنِي أَنِّي لَا أَرَى إِلَّا رَجُلًا مَغْمُومًا عَلَيْهِ النِّفَاقُ، أَوْ رَجُلًا مِمَّنْ عَذَّرَ اللَّهُ مِنَ الضُّعَفَاءِ.

چنانچہ آپ ﷺ نے اور دوسرے مسلمانوں نے جہاد کی تیاریاں شروع کر دیں، میں روزانہ صبح سویرے تیاری کرنا شروع کرتا تا کہ ان کے ساتھ جانے کیلئے سامان تیار کروں لیکن کچھ کیے بغیر لوٹ آتا اور اپنے آپ سے کہتا میں قادر ہوں جب چاہوں گا تیاری کر لوں گا، میرے ساتھ یہ قصہ اسی طرح چلتا رہا یہاں تک کہ مسلمانوں نے محنت و مشقت کر کے تیاری کر لی اور آپ ﷺ صبح کے وقت مسلمانوں کو لیکر جہاد کے لئے روانہ ہو گئے اور میں نے اب تک کچھ بھی تیاری نہیں کی تھی، اس وقت بھی اپنے آپ سے یہی کہا ایک دو روز میں تیاری کر کے نکل جاؤں گا اور لشکر سے مل جاؤں گا۔ پھر لشکر کے نکل جانے کے بعد اگلی صبح میں نے تیاری کرنی چاہی لیکن بغیر کسی تیاری کے واپس آ گیا، پھر اسی ارادے سے اگلے روز نکلا لیکن پھر ویسے ہی آ گیا، میرے ساتھ یہی معاملہ چلتا رہا جبکہ لشکر نے انتہائی تیزی سے سفر کر لیا اور غزوہ جھ سے فوت ہو گیا۔ اس وقت بھی مجھے خیال آیا کہ نکل پڑوں اور لشکر سے مل جاؤں، کاش! کہ میں ایسا کر لیتا لیکن یہ میرے مقدر میں نہیں تھا۔ چنانچہ آپ ﷺ کے جانے کے بعد جب میں مدینہ میں گھومتا تو مجھے یہ بات غمگین کرتی کہ سوائے ان لوگوں کے جن پر نفاق کی چھاپ لگی ہوئی تھی یا ان لوگوں کے جو اللہ کے ہاں معذور تھے، اور کوئی مدینہ میں نظر نہ آتا۔

**یتما دی:** مدی (تفاعل) تماد یا باہم مل کر کھینچنا (تفعیل) تمذ یا انگریزی لینا، کھینچنا۔  
**اشتد:** شد (افعال) اشد اذا اتیز ہونا، قوی ہونا۔ **تفسار ط:** فرط (تفاعل) تقارطاً آگے بڑھنا، وقت کا جاتے رہنا (افعال) انفرطاً کھلنا (ن) فزوطاً آگے بڑھنا، جلدی کرنا (تفعیل) تفریطاً متفرق کرنا، ضائع کرنا (افعال) إفرطاً حد سے بڑھ جانا۔ **مغموصا:** بصلہ [علی] جس کے حسب یا دین میں عیب لگایا جائے۔ غمض (ض، س) غمضا حقارت کرنا، عیب لگانا (س) غمضا آنکھ کا کچھڑ والی ہونا (افعال) اغتمضا حقیر جاننا۔

وَلَمْ يَذْكُرْنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَتَّى بَلَغَ تَبَوُّكَ كَذَا فَقَالَ - وَهُوَ

جَالِسٌ فِي الْقَوْمِ يَتَبَوَّكُ - مَا فَعَلَ كَعْبٌ؟ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي سَلَمَةَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! حَبَسَهُ بُرْدَاهُ، وَنَظَرُهُ فِي عَطْفِيهِ. فَقَالَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ: بِنَسٍّ مَا قُلْتَ، وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ إِلَّا خَيْرًا، فَسَكَتَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ.

اور تمام راستے آپ ﷺ نے میرا تذکرہ تک نہ کیا، حتیٰ کہ آپ ﷺ تبوک پہنچ گئے، آپ ﷺ لشکر کے درمیان تبوک میں بیٹھے ہوئے تھے کہ میرا (خیال آیا اور) پوچھا کہ کعب کو کیا ہوا؟ (۱) تو بنو سلمہ کے ایک شخص (عبداللہ بن انیس) نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ ان کو ان کی دو چادروں نے اور اپنے دونوں کندھوں کی طرف دیکھنے نے (ان پر نظر ڈالنے) روک دیا ہے (۲) تو حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے کہا تم نے یہ بری بات کہی ہے، بخدا! اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم نے ان میں سوائے خیر کے اور کچھ نہیں پایا (ان کے رکنے کی کوئی خاص وجہ ہوئی ہوگی وہ ایسے رکنے والے نہیں ہیں) یہ سن کر آپ ﷺ خاموش ہو گئے عطفیہ: کماتقال ”عطف الرجل“ مرد کے دونوں پہلو، مراد تکبر ہونا ہے۔ [مفرد] عطف بخل، کنارہ، گوشہ۔

قَالَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ: فَلَمَّا بَلَغَنِي أَنَّهُ تَوَجَّهَ قَافِلًا حَضَرَنِي هَمِّي وَطَفِقْتُ أَتَذَكَّرُ الْكَذِبَ وَأَقُولُ: بِمَاذَا أَخْرَجَ مِنْ سَخَطِهِ غَدًا، وَاسْتَعْنْتُ عَلَى ذَلِكَ بِكُلِّ ذِي رَأْيٍ مِنْ أَهْلِي.

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب مجھے یہ خبر پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ واپس تشریف لا رہے ہیں تو مجھے تشویش ہونے لگی، میں جھوٹا بہانہ سوچنے لگا اور میں اپنے دل میں کہتا تھا: کوئی شے مجھے کل ان کی ناراضگی سے بچائیگی (مطلب یہ ہے کہ کون سا ایسا بہانہ تراشوں کہ جان چھوٹ جائے) اور اپنے اس معاملے میں اپنے اہل میں ذورائے لوگوں سے بھی مدد حاصل کی۔

سخطہ: بخط (س) سخطاً غضبناک ہونا، ناپسند کرنا (تفعل) تخطأ کم سمجھنا، ناراض ہو کر غضبناک ہونا اور ناپسند کرنا۔

فَلَمَّا قِيلَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَدْ أَظْلَلَ قَادِمًا رَاحَ عَنِّي الْبَاطِلُ، وَعَرَفْتُ

(۱) اندازہ کریں اتنی کثیر تعداد کا لشکر، کوئی لست بھی نہیں مگر بر محض پر آنحضرت ﷺ کی نظر ہے کہ ایک بندہ نظر نہیں آیا تو اس کے بارے میں بھی پوچھا جا رہا ہے۔ امیر کی بالغ نظری کی اس سے بڑھ کر اور کیا مثال ہو سکتی ہے۔

(۲) مطلب یہ تھا کہ ان کے پاس تو آج کل عمدہ پوشاکیں ہیں جس کی وجہ سے وہ چمک مک میں آگئے ہیں اور ان کو بہمن کردہ دائیں بائیں دیکھتے ہیں، صرف اسی بات نے انکو جہاد میں آنے سے روک دیا ہے۔



أَنْتَى لَنْ أَخْرُجَ مِنْهُ أَبَدًا يَشِيءُ فِيهِ كَذِبٌ، فَأَجْمَعْتُ صِدْقَهُ، وَأَصْبَحَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَادِمًا، وَكَانَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ يَدُوبُ بِالْمَسْجِدِ، فَيَرْكُعُ فِيهِ رَكَعَتَيْنِ، ثُمَّ جَلَسَ لِلنَّاسِ، فَلَمَّا فَعَلَ ذَلِكَ جَاءَهُ الْمُخَلَّفُونَ، فَطَفِقُوا يَعْتَذِرُونَ إِلَيْهِ وَيَخْلُقُونَ لَهُ، وَكَانُوا بِضَعَةِ وَثَمَانِينَ رَجُلًا، فَقَبِلَ مِنْهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عِلَالِيَتَهُمْ، وَبَايَعَهُمْ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمْ، وَوَكَّلَ سَرَائِرَهُمْ إِلَى اللَّهِ، فَجَنَّتُهُ فَلَمَّا سَلِمْتُ عَلَيْهِ تَبَسَّمَ تَبَسُّمُ الْمُغْضَبِ، ثُمَّ قَالَ: تَعَالَى! فَجِئْتُ أُمُشِي حَتَّى جَلَسْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَقَالَ لِي: مَا خَلَّفَكَ؟ أَلَمْ تَكُنْ قَدْ ابْتَعْتَ ظَهْرَكَ فَقُلْتُ: بَلَى إِنِّي - وَاللَّهِ - لَوْ جَلَسْتُ عِنْدَ غَيْرِكَ مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا، لَرَأَيْتُ أَنْ سَأُخْرَجَ مِنْ سَخَطِهِ بِعُذْرٍ، وَلَقَدْ أُعْطِيتُ جَدَلًا، وَلَكِنِّي وَاللَّهِ، لَقَدْ عَلِمْتُ لَنْ حَدَّثْتُكَ الْيَوْمَ حَدِيثَ كَذِبٍ تَرْضَاهُ بِهِ عَنِّي، لِيُوشِكَنَّ اللَّهُ أَنْ يُسَخِّطَكَ عَلَيَّ، وَلَنْ حَدَّثْتُكَ حَدِيثَ صِدْقٍ تَجِدُ عَلَيَّ فِيهِ، إِنِّي لَأَرْجُو فِيهِ عَفْوَ اللَّهِ،

جب مجھے پتا چلا کہ رسول اللہ ﷺ سایہ لگن ہو گئے ہیں، تو مجھ سے وہ تمام کذب اور گھڑی ہوئی باتیں زائل ہو گئیں اور میں نے سمجھ لیا کہ میں کسی بھی ایسی بات سے ہرگز چھٹکارا نہیں پاسکتا جس میں جھوٹ ہو تو میں نے ارادہ کر لیا کہ میں آپ ﷺ سے بالکل صاف سچ بیان کروں گا۔ جب آپ ﷺ صبح کے وقت تشریف لے آئے اور آپ ﷺ کی عادت شریفہ تھی کہ جب بھی سفر سے واپسی ہوتی پہلے مسجد میں آتے اور دو رکعت نماز پڑھتے پھر لوگوں سے ملاقات کے لئے بیٹھ جاتے (جب آپ ﷺ نے نماز پڑھ لی) تو مسجد میں بیٹھ گئے۔ مختلفین آپ ﷺ کے پاس آنا شروع ہوئے اور قسمیں کھا کھا کر عذر بیان کرنے لگے، یہ لوگ ۸۰ سے کچھ زیادہ تھے، آپ ﷺ نے ان کے ظاہری اعذار قبول کر لئے، ان کو بیعت کر لیا، ان کیلئے اللہ رب العزت سے استغفار کیا اور ان کے باطنی امور کو اللہ کے سپرد کر دیا۔ اسی اثناء میں، میں بھی آپ ﷺ کے پاس آیا میں نے آپ ﷺ کو سلام کیا تو آپ ﷺ نے غصہ کے عالم والا تبسم فرمایا پھر آپ ﷺ نے مجھے اپنے قریب بلایا، میں چلتا ہوا آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا (بالکل قریب ہو گیا) اور آپ ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا، آپ ﷺ نے مجھ سے پوچھا تمہیں کس چیز نے جہاد سے روکا تھا؟ کیا تم نے سواری نہیں خرید لی تھی؟ میں نے عرض کیا: کیوں نہیں (جی ہاں! خرید لی تھی) ساتھ ہی میں نے کہا، بخدا! اے اللہ کے رسول ﷺ! اگر میں آپ کے علاوہ کسی دنیا دار آدمی کے سامنے ہوتا تو کوئی عذر گھڑ کر اس کی

ناراضگی سے بچ جاتا کیونکہ مجھے باتیں بنانے میں کافی مہارت حاصل ہے (یعنی مجھے اللہ نے یہ سلیقہ بخشا ہے کہ جس کسی سے بحث و مباحثہ شروع کر دوں تو پھر اپنی بات منوا بھی لیتا ہوں) لیکن بخدا! میں جانتا ہوں کہ اگر میں آج آپ ﷺ کو کوئی جھوٹی بات گھر کر بتا دوں اور آپ مجھ سے راضی ہو جائیں تو بہت ممکن ہے کہ اللہ رب العزت آپ ﷺ کو (وحی کے ذریعے حقیقت بتلا کر) مجھ سے ناراض کر دیں اور اگر میں سچی بات بتا دوں تو وقتی طور پر تو آپ ﷺ مجھ سے ناراض ہوں گے، لیکن مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے معاف فرمادیں گے۔ ﴿تمہیدی جملے ختم ہو گئے ہیں اور اب آگے اصل بات شروع کر رہے ہیں﴾

زاح: زوح (ن) زَوْحًا زائل ہونا، پراگندہ ہونا (إِفعال) زَاخًا انجام کو پہنچانا (انفعال) انزیا زائل ہونا۔ فَاَجْمَعْتُ: جمع (إِفعال) اِجْماعًا پختہ ارادہ کرنا، اتفاق کرنا۔ سِرَّائِهِمْ: [مفرد] السَّرِيَّةُ ہید، راز، وہ امر جس کو پوشیدہ رکھا جائے، نیت۔ جَدَلًا: جدل (س) جَدَلًا سخت جھگڑالو ہونا (ن، ض) جَدَلًا بُنَا (ن) جَدَلًا سخت ہونا (تفعیل) تَجَدَّلًا زمین پر بٹخ دینا۔

لَا وَاللَّهِ مَا كَانَ لِي مِنْ عَذْرٍ، وَاللَّهِ مَا كُنْتُ قَطُّ أَقْوَى وَلَا أَيْسَرَ مِنِّي حِينَ تَخَلَّفْتُ عَنْكَ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: أَمَا هَذَا فَقَدْ صَدَقَ، فَقُمْ حَتَّى يَقْضِيَ اللَّهُ فَيْكَ فَقُمْتُ، وَسَارَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي سَلَمَةَ فَأَتَّبُونِي، فَقَالُوا لِي: وَاللَّهِ مَا عَلِمْنَاكَ كُنْتَ أَذْنَبْتَ ذَنْبًا قَبْلَ هَذَا، وَلَقَدْ عَجَزْتَ أَنْ لَا تَكُونَ اعْتَذَرْتَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِمَا اعْتَذَرَ إِلَيْهِ الْمُخَلَّفُونَ، قَدْ كَانَ كَأَيْكَ ذَنْبِكَ اسْتَغْفَارُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لَكَ.

(اور حقیقت حال یہ ہے کہ) نہیں، اللہ کی قسم جہاد میں غائب رہنے سے مجھے کوئی عذر نہیں تھا اور نہ ہی اس سے پہلے مالی و جسمانی طور پر اتنا قوی تھا جتنا کہ اس پیچھے رہ جانے والے موقع پر تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا بیشک! جہاں تک اس شخص کا معاملہ ہے، اس نے توجیح بولا ہے، تم جاؤ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تمہارے بارے میں کوئی فیصلہ فرمادیں۔ میں وہاں سے چلا اور بنو سلمہ کے چند آدمی میرے ساتھ ہو لئے اور مجھے کہنے لگے بخدا ہم تو نہیں جانتے کہ تم نے اس سے پہلے کوئی گناہ کیا ہو۔ کیا تم اس بات سے عاجز آ گئے تھے کہ جس طرح متخلفین نے عذر بیان کئے تھے تم بھی بیان کر دیتے، رسول اللہ ﷺ تمہارے لئے استغفار کرتے تو یہ تمہارے گناہ کے کفارہ کے لئے کافی ہو جاتا، تم نے ایسا کیوں نہیں کیا۔

فَوَاللّٰهِ مَا زِلْنَا يُؤَيِّنُونِي حَتَّىٰ أَرَدْتُ أَنْ أَرْجِعَ فَأَكْذَبَ نَفْسِي، ثُمَّ قُلْتُ لَهُمْ: هَلْ لَقِيَ هَذَا مَعِيَ أَحَدٌ قَالُوا نَعَمْ رَجُلَانِ قَالَا مِثْلَ مَا قُلْتَ فَقِيلَ لَهُمَا مِثْلَ مَا قِيلَ لَكَ فَقُلْتُ مَنْ هُمَا؟ قَالُوا: مُرَارَةُ بْنُ الرَّبِيعِ الْعُمَرِيُّ وَهَلَالُ بْنُ أُمَيَّةَ الْوَاقِفِيُّ، فَذَكَرُوا لِي رَجُلَيْنِ صَالِحَيْنِ، قَدْ شَهِدَا بَذْرًا، فِيهِمَا أَسُوءَةٌ، فَمَضَيْتُ حِينَ ذَكَرُوهُمَا لِي.

واللہ! وہ مجھے ملامت کرتے رہے حتیٰ کہ میرے دل میں آیا کہ میں آپ ﷺ کے پاس جا کر اپنے آپ کو جھٹلا دوں (اور جا کر کہہ دوں کہ یہ جو میں نے کہا ہے کہ میرے پاس کوئی عذر نہیں ہے یہ غلط تھا بلکہ میرے پاس عذر تھا) پھر میں نے ان سے پوچھا کہ کیا میرے علاوہ کوئی اور بھی ہے کہ جس کے ساتھ یہ معاملہ ہوا ہو (یعنی انہوں نے میری طرح کہا ہو کہ ہم سے غلطی ہوئی ہے اور آپ نے فرمایا ہو کہ جاؤ جا کر فیصلہ کا انتظار کرو) وہ کہنے لگے، ہاں! دو شخص اور ہیں، انہوں نے بھی تمہاری طرح اپنے جرم کا اقرار کیا ہے اور ان کو بھی تمہاری طرح کہا گیا ہے (یعنی معاملہ اللہ کے سپرد کیا گیا ہے) میں نے ان سے پوچھا کہ وہ دونوں حضرات کون ہیں؟ تو انہوں نے بتلایا ایک ”مرارة بن الربیع العمروی“ اور دوسرے ”ہلال بن امیة الواقفی“ (رضی اللہ عنہما) ہیں۔ انہوں نے مجھ سے ایسے دو نیک صالح بزرگوں کا تذکرہ کیا جو کہ بدر میں بھی حاضر ہوئے تھے میں نے انکے نام سن کر کہا میرے لئے ان دونوں میں اسوہ ہے (جو یہ کریں گے میں وہی کروں گا)۔ ان دونوں حضرات کا سن کر (خیالات فاسدہ کو جو کہ ذہن میں تکذیب نفس کے آرہے تھے ایک طرف پھینک کر) میں اپنے گھر چلا آیا۔

یونیونی: اُنْب (تفعیل) تائباً ملامت کرنا، جھڑکنا (افتعال) اِنْتَاباً کھانے کی خواہش نہ ہونا۔ اُسوة: نمونہ، اقتداء، وہ چیز جس سے تسلی حاصل ہو [جمع] اُئْسَى، اِئْسَى۔ وَنَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْمُسْلِمِينَ عَنْ كَلَامِنَا أَيُّهَا الثَّلَاثَةُ مِنْ بَيْنِ مَنْ تَخَلَّفَ عَنْهُ، فَاجْتَنَبْنَا النَّاسَ وَتَغَيَّرُوا لَنَا، حَتَّى تَنَكَّرْتُ فِي نَفْسِي الْأَرْضَ فَمَا هِيَ إِلَّا أَعْرَفٌ.

ادھر رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو ان لوگوں میں سے جو پیچھے رہ گئے تھے ہم تینوں سے بات چیت کرنے سے منع فرما دیا۔ لوگ ہم سے اجتناب کرنے لگے، ہمارے لیے بدل گئے حتیٰ کہ زمین میرے لئے اجنبی بن گئی اور وہ نہ رہی جسکو میں پہچانتا تھا (جب

سب کچھ منہ موڑ گیا تو زمین بھی تنگ ہو گئی۔

فَلَبِثْنَا عَلَىٰ ذَٰلِكَ خَمْسِينَ لَيْلَةً، فَأَمَّا صَاحِبَايَ فَاسْتَكْنَا وَقَعَدَا فِي بُيُوتِهِمَا يَبْكِيَانِ، وَأَمَّا أَنَا فَكُنْتُ أَشْبَ الْقَوْمِ وَأَجْلَدُهُمْ، فَكُنْتُ أَخْرُجُ فَأَشْهَدُ الصَّلَاةَ مَعَ الْمُسْلِمِينَ، وَأَطُوفُ فِي الْأَسْوَاقِ وَلَا يُكَلِّمُنِي أَحَدٌ وَآتَنِي رَسُولُ اللَّهِ (ﷺ) فَأَسْلَمَ عَلَيْهِ وَهُوَ فِي مَجْلِسِهِ بَعْدَ الصَّلَاةِ، فَأَقُولُ فِي نَفْسِي: هَلْ حَرَّكَ شَفَتَيْهِ بِرَدِّ السَّلَامِ عَلَيَّ أَمْ لَا؟ ثُمَّ أَصَلَّى قَرِيبًا مِنْهُ، فَأَسَارِقُهُ النَّظْرَ، فَإِذَا أَقْبَلْتُ عَلَى صَلَاتِي أَقْبَلَ إِلَيَّ، وَإِذَا التَّفَتُّ نَحْوَهُ أَغْرَضَ عَنِّي.

اسی حالت میں ہم نے پچاس راتیں گزار دیں اور میرے دونوں ساتھی (خفیہ طریقے سے لوگوں سے چھپ کر) اپنے گھروں میں ہی بیٹھ گئے، روتے رہے جب کہ میں جوان اور قوم میں سب سے زیادہ طاقتور آدمی تھا اس لئے باہر نکلتا، مسلمانوں کے ساتھ نماز پڑھتا اور بازاروں میں گھومتا پھرتا لیکن مجھ سے کوئی بات نہ کرتا۔ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتا جب کہ آپ ﷺ نماز کے بعد اپنی مجلس میں تشریف فرما ہوتے، سلام کرتا اور اپنے جی میں کہتا (دیکھنا) کیا آپ ﷺ کے لب مبارک میرے سلام کے جواب کیلئے حرکت کرتے ہیں یا نہیں؟ پھر میں آپ کے قریب ہی نماز پڑھتا اور نکلیوں سے آپ کی طرف دیکھتا۔ تو معلوم ہوتا جب میں نماز میں مشغول ہو جاتا ہوں تو آپ ﷺ میری طرف دیکھتے ہیں لیکن جب میں آپ ﷺ کی طرف دیکھتا ہوں تو آپ نظریں پھیر لیتے ہیں۔

**فاستکانا:** کون (استعمال) استکانہ عاجزی ظاہر کرنا، فروتنی کرنا (اعتعال) اکتیاناً ضامن ہونا (تفعل) تکلونا پیدا ہونا، متحرک ہونا (ن) گونا، کیانا نو پیدا ہونا، ضامن ہونا۔ **أجلدهم:** جلد (ک) تجلؤذ اصبر واستقلال وقوت دکھانا (ض) جلد اکوڑے مارنا، پچھاڑنا (إفعال) إجلاد محتاج بنانا، ٹیڑھی آنکھ سے یا کن اکھیوں سے دیکھنا (تفعل) تجلؤذ اظہار صبر کرنا۔ **فاسارقه:** سرق (مفاعله) مسارقه ایک دوسرے کو دزدیدہ نگاہ سے اس طرح دیکھنا کہ کسی اور کو علم نہ ہو (ض) سرقا، سرقه چرانا (س) سرقا پوشیدہ ہونا۔

حَتَّىٰ إِذَا طَالَ عَلَيَّ ذَٰلِكَ مِنْ جَفْوَةِ النَّاسِ، مَشَيْتُ حَتَّى تَسَوَّرْتُ جِدَارَ حَائِطِ أَبِي قَتَادَةَ وَهُوَ ابْنُ عَمِّي وَأَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَوَاللَّهِ مَا رَدَّ عَلَيَّ السَّلَامَ، فَقُلْتُ: يَا أَبَا قَتَادَةَ، أُنَشِّدُكَ بِاللَّهِ هَلْ تَعْلَمُنِي أُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ؟ فَسَكَتَ، فَعُدْتُ لَهُ فَنَشَّدْتُهُ فَسَكَتَ، فَعُدْتُ لَهُ فَنَشَّدْتُهُ، فَقَالَ: اللَّهُ

وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، فَفَاضَتْ عَيْنَايَ وَتَوَلَّيْتُ حَتَّى تَسَوَّرْتُ الْجِدَارَ. قَالَ: فَبَيْنَا أَنَا أَمْشِي بِسُوقِ الْمَدِينَةِ، إِذَا نَبْطِيٌّ مِنْ أَنْبَاطِ أَهْلِ الشَّامِ، مِمَّنْ قَدِمَ بِالطَّعَامِ يَبِيعُهُ بِالْمَدِينَةِ، يَقُولُ: مَنْ يَدُلُّ عَلَيَّ كَعْبَ بْنِ مَالِكٍ، فَطَفِقَ النَّاسُ يُشِيرُونَ لَهُ، حَتَّى إِذَا جَاءَ نَبِيٌّ دَفَعَ إِلَيَّ كِتَابًا مِنْ مَلِكِ غَسَّانَ، فَإِذَا فِيهِ: أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّهُ قَدْ بَلَغَنِي أَنَّ صَاحِبَكَ قَدْ جَفَاكَ، وَلَمْ يَجْعَلْكَ اللَّهُ بَدَارِ هَوَانٍ وَلَا مَضِيعَةٍ، فَالْحَقُّ بِنَانُوا اسْكُ.

مسلمانوں کی یہ بے رحمی جب کافی طویل ہو گئی تو میں اپنے چچا زاد بھائی ابوققادہ ؓ جو کہ لوگوں میں مجھے سب سے زیادہ عزیز تھے، کے باغ کی طرف چلا گیا اور دیوار پھاند کر اندر داخل ہو گیا۔ میں نے انہیں سلام کیا لیکن بخدا! انہوں نے میرے سلام کا جواب نہیں دیا، میں نے ان سے کہا: اے ابوققادہ ؓ! میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تم اللہ اور اس کے رسول سے میری محبت کو نہیں جانتے؟؟؟ لیکن اس پر بھی وہ خاموش رہے، میں نے دوبارہ یہی سوال دہرایا اور انہیں قسم دی لیکن وہ خاموش رہے، پھر تیسری مرتبہ بھی میں نے یہی سوال دہرایا اور انہیں قسم دی تو انہوں نے جواب میں صرف یہ کہا: اللہ اور اس کے رسول ؐ ہی بہتر جانتے ہیں۔ (یہ سن کر) میری آنکھیں ڈبڈبائے لگیں اور میں دیوار پھاند کر واپس آ گیا۔ اسی دوران میں ایک روز مدینہ کے بازار میں جا رہا تھا کہ ملک شام کے کسانوں میں سے ایک کسان جو کہ غلہ کی تجارت کے لئے مدینہ آیا ہوا تھا، لوگوں سے پوچھ رہا تھا کہ کیا کوئی ہے جو مجھے کعب بن مالک کے بارے میں بتلائے، مجھے دیکھ کر لوگوں نے میری طرف اشارہ کیا، وہ میرے پاس آیا اور مجھے شاہ غسان کا ایک خط دیا، جس میں لکھا تھا:

اما بعد! مجھے یہ خبر ملی ہے کہ آپ کے صاحب (نبی ﷺ) نے آپ سے

جفا کی ہے، اللہ تعالیٰ آپ کو ذلت اور ہلاکت کی جگہ میں نہ رکھے (یعنی

تم ایسے آدمی نہیں ہو کہ تمہیں ذلیل کیا جائے) تم ہمارے پاس آ جاؤ،

ہم تمہاری مدد کریں گے۔

بخوة: بدسلوکی، اجڈ پن۔ بخو (ن) بخوة بدسلوکی سے پیش آتا۔ بخفاء غراں ہونا

(تفعل) تجفیفاً بد اخلاق بنادینا (تفاعل) تجافياً علیحدہ ہونا (استفعال) استجفاءً ابدسلوک

سمجھنا۔ تسورت: سور (تفعل) تسوزا پھلانگنا، دیوار پر چڑھنا، نکلن پہننا، بقیہ تفصیل صفحہ

نمبر ۴۴ پر ہے۔ انشدک: نشد (ن، ض) نشد، انشدانا [باللہ] قسم دینا، گم شدہ کو ڈھونڈنا

(افعال) انشاء واکم شدہ کے بارے میں پوچھنا چھ کرنا، جواب دینا (مفاعله) مناشدۃ قسم کھانا، متوجہ کرنا۔ نبطی: ایک نجی قوم جو عربین کے درمیان آباد رہتی تھی پھر اس لفظ کا استعمال عوام الناس کے لئے ہونے لگا [جمع] اُنْبَاطٌ، بَنْطِیٌّ۔ غسان: قبیلہ کا نام ہے، عرب کا جو حصہ شام کے متصل تھا اور اس پر قیصر روم نے اپنا نمائندہ مقرر کر رکھا تھا۔ نواسک: وساء (مفاعله) مواساة ایک لغت ہمزہ سے بھی ہے مواساة مدد دینا۔

فَقُلْتُ لِمَا فَرَّقَتْهُمَا: وَهَذَا أَيْضًا مِنَ الْبَلَاءِ، فَتَيَمَّمْتُ بِهَا التَّوَرُّقَ فَسَجَرْتُهٗ بِهَا، حَتَّى إِذَا مَضَتْ أَرْبَعُونَ لَيْلَةً مِنَ الْخَمْسِينَ، إِذَارَسُولُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَأْتِينِي فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَأْمُرُكَ أَنْ تَعْتَزِلَ أَمْرَاتِكَ، فَقُلْتُ: أَطْلُقُهَا أَمْ مَاذَا أَفْعَلُ؟ قَالَ: لَا، بَلِ اعْتَزِلِيهَا وَلَا تَقْرُبِيهَا، وَأَرْسَلْ إِلَى صَاحِبِي مِثْلَ ذَلِكَ، فَقُلْتُ لِأَمْرَأَتِي: الْحَقُّ بِأَهْلِكَ، فَتَكُونِي عَنْدهُمْ حَتَّى يَقْضِيَ اللَّهُ فِي هَذَا الْأَمْرِ۔

اس خط کو پڑھنے کے بعد میں نے کہا کہ یہ بھی ایک ابتلاء ہے اور یہ خط لے کر میں تندور کی طرف بڑھا اور تندور کو اس سے روشن کر دیا (یعنی اس کو تندور میں جھونک دیا)۔ انہی حالات میں پچاس میں سے چالیس راتیں گزر گئی تھیں تو آپ ﷺ کا قصد میرے پاس آیا اور کہا اللہ کے رسول ﷺ تمہیں حکم دیتے ہیں کہ تم اپنی بیوی سے علیحدگی اختیار کر لو، میں نے ان سے پوچھا آیا طلاق دے دوں؟ یا کیا کروں؟ (صرف علیحدگی؟) تو انہوں نے کہا نہیں، صرف علیحدگی اختیار کرو اور ان سے قربت نہ کرو، میرے دونوں ساتھیوں کے پاس بھی اسی طرح کا پیغام بھیجا، میں نے اپنی بیوی سے کہا تم اپنے میکے چلی جاؤ اور وہیں رہو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس معاملہ میں کوئی فیصلہ فرمادیں۔

التنود: [جمع] تنایر تندور۔ فسجرتہ: سجر (ن) خمر الہندھن ڈال کر گرم کرنا، بھرنا (تفعیل) تجحیر اجاری کرنا، ایندھن ڈال کر گرم کرنا (افعال) انسجاز ابھر جانا۔

قَالَ كَعْبٌ: فَجَاءَتْ أَمْرَأَةٌ هَلَالُ بْنُ أُمَيَّةَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ هَلَالَ بْنَ أُمَيَّةَ شَيْخٌ ضَائِعٌ لَيْسَ لَهُ خَادِمٌ، فَهَلْ تَكْرَهُ أَنْ أُخْدِمَهُ؟ قَالَ: لَا، وَلَكِنْ لَا يَقْرُبُكَ قَالَتْ: إِنَّهُ وَاللَّهِ مَا بِهِ حَرَكَةٌ إِلَى شَيْءٍ وَاللَّهِ مَا زَالَ يَبْكِي مُنْذُ كَانَ مِنْ أَمْرِهِ مَا كَانَ إِلَى يَوْمِهِ هَذَا، فَقَالَ لِي بَعْضُ أَهْلِي: لَوْ اسْتَأْذَنْتَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي أَمْرَاتِكَ، كَمَا إِذْنُ لَأَمْرَأَةٍ هَلَالَ بْنُ أُمَيَّةَ أَنْ تَخْدُمَهُ؟ فَقُلْتُ: وَاللَّهِ لَا أَسْتَأْذِنُ فِيهَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، وَمَا يُدْرِيْنِي مَا يَقُولُ رَسُولُ

اللہ ﷻ إِذَا ابْتَدَأْتُ فِيهَا، وَأَنَا رَجُلٌ شَابٌّ؟ فَلَيْتُ بَعْدَ ذَلِكَ عَشْرَ لَيَالٍ، حَتَّى كَمَلْتُ لَنَا خَمْسُونَ لَيْلَةً مِنْ حِينِ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ كَلَامِنَا.

حضرت کعب ؓ فرماتے ہیں کہ ہلال بن امیہ ؓ کی زوجہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہلال بن امیہ ؓ سنا ایک بوڑھے اور کمزور شخص ہیں ان کا کوئی خادم بھی نہیں ہے، تو کیا آپ ﷺ اس بات کو ناپسند فرماتے ہیں کہ میں ان کی خدمت کر لیا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں، بلکہ وہ تمہیں قریب نہ کریں، وہ کہنے لگیں، بخدا! ان میں تو کسی شے کی طرف حرکت ہی نہیں ہے (یعنی ان کو کسی شے کی طرف رغبت ہی نہیں ہے) اور واللہ! جب سے یہ معاملہ ہوا ہے اس دن سے لیکر آج تک وہ مسلسل روہی رہے ہیں، (اس اجازت کو دیکھ کر) میرے بعض عزیزوں نے مجھے مشورہ دیا اگر آپ بھی رسول اللہ ﷺ سے اپنی اہلیہ کے متعلق اجازت لے لیں، جیسا کہ ہلال بن امیہ ؓ کی اہلیہ رضی اللہ عنہا کو ان کی خدمت کے لئے اجازت دی ہے (تو بہتر ہوگا)۔ میں نے کہا واللہ! میں اپنی اہلیہ کے متعلق آپ ﷺ سے اجازت نہ لوں گا، معلوم نہیں میرے اجازت مانگنے پر آپ کیا جواب دیں (دوسری بات یہ کہ) میں نو جوان آدمی ہوں (مجھے خدمت کی ضرورت بھی نہیں ہے یا ہو سکتا ہے زوجہ کے قریب رہنے کی وجہ سے جوانی کی بناء پر قربت کر بیٹھوں اور مزید ناراضگی مول لوں (۱)) چنانچہ اس حالت میں، میں نے دس راتیں اور گزار دیں یہاں تک کہ جب سے آپ ﷺ نے ہم سے بات کرنے سے منع فرمایا تھا اس وقت سے لیکر آج تک پچاس راتیں مکمل ہو گئیں۔

فَلَمَّا صَلَّيْتُ صَلَاةَ الْفَجْرِ صُبَّحَ خَمْسِينَ لَيْلَةً، وَأَنَا عَلَى ظَهْرِ بَيْتٍ مِنْ بُيُوتِنَا، فَبَيْنَا أَنَا جَالِسٌ عَلَى الْحَالِ الْتَبَى ذَكَرَ اللَّهِ، قَدْ ضَاقَتْ عَلَيَّ نَفْسِي، وَضَاقَتْ عَلَيَّ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ، سَمِعْتُ صَوْتَ صَارِخٍ، أَوْفَى عَلَى جَبَلٍ سَلَعٍ، بِأَعْلَى صَوْتِهِ:

(۱) ممکن ہے کہ قارئین کے ذہن میں خدشہ پیدا ہو کہ جب آنحضرت ﷺ نے ان سے بولنے کی ممانعت کر رکھی تھی تو پھر کمر والے ان سے کیوں بولے؟ جواب اول: یہاں ”قال“ بمعنی ”آواز“ کے ہے کہ گھروالوں نے اشارہ سے کہا تھا کہ تم بھی اجازت لے لو۔ جواب ثانی: بعض اوقات کوئی واقعہ ایسا ہو جاتا ہے کہ انسان کے منہ سے بے ساختہ جملہ نکل جاتا ہے، یہاں بھی ایسا ہی ہے جب انہوں نے سنا کہ ہلال بن امیہ ؓ کی بیوی رضی اللہ عنہا نے اجازت مانگی، ان کو مل گئی تو ان کے گھروالوں نے بے ساختہ کہا کہ تم بھی اجازت لے لو، یہ قول غیر اختیاری ہوگا اور ممانعت قولی اختیار کی تھی نہ کہ غیر اختیاری کی، واللہ اعلم بالصواب۔

جب میں نے پچاسویں رات کے بعد اگلی صبح فجر کی نماز اپنے گھر کی چھت پر اس طرح پڑھی کہ میری حالت ایسی تھی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا کہ مجھ پر میری جان اور زمین اپنی تمام تر وسعتوں کے باوجود تنگ ہو گئی تھی۔ اچانک میں نے ایک پکارنے والے کی پکار سنی جو کہ سلع پہاڑ کی چوٹی سے تیز آواز میں چیخ کر کہہ رہا تھا۔

اُوفی: وئی (إفعال) إیفاء اوپر سے جھانکنا، پورا کرنا۔

يَا كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ أَبَشِّرْ، قَالَ: فَخَرَرْتُ سَاجِدًا، وَعَرَفْتُ أَنَّ قَدْ جَاءَ فَرَجٌ، وَأَذَنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِتُوبَةِ اللَّهِ عَلَيْنَا حِينَ صَلَّى صَلَاةَ الْفَجْرِ، فَلَذَهَبَ النَّاسُ يُبَشِّرُونَنَا، وَذَهَبَ قَبْلَ صَاحِبِي مُبَشِّرُونَ، وَرَكَضَ إِلَيَّ رَجُلٌ فَرَسًا، وَسَعَى سَاعٍ مِنْ أَسْلَمَ، فَأَوْفَى عَلَى الْجَبَلِ، وَكَانَ الصَّوْتُ أَسْرَعَ مِنَ الْفَرَسِ، فَلَمَّا جَاءَنِي الَّذِي سَمِعْتُ صَوْتَهُ يُبَشِّرُنِي نَزَعْتُ لَهُ ثُوبِي، فَكَسَوْتُهُ إِيَاهُمَا بِبُشْرَاهُ، وَاللَّهُ مَا أَمْلِكُ غَيْرَهُمَا يَوْمَئِذٍ، وَاسْتَعَرْتُ ثَوْبَيْنِ فَلَبِسْتُهُمَا.

اے کعب بن مالک! بشارت ہو، فرماتے ہیں یہ آواز سن کر میں سجدے میں گر پڑا اور سمجھ گیا کہ اب کشادگی آگئی۔ آپ ﷺ نے ہماری توبہ کی بشارت کا نماز فجر کے بعد اعلان فرمایا تھا لوگ یہ بشارت سن کر ہمیں خوشخبری دینے کے لئے دوڑے اور میرے دونوں ساتھیوں کے پاس بھی دوڑے، اور ایک شخص (حضرت زبیر بن عوام ؓ) گھوڑے پر سوار ہو کر میری طرف دوڑا اور قبیلہ اسلم کے ایک جوان (حمزہ بن عمرو اسلمی ؓ) نے کوشش کی اور وہ پہاڑ پر چڑھ گیا اور آواز گھوڑے سے زیادہ تیز تھی (یعنی پہاڑ سے آواز دینے والے کی آواز میرے پاس سب سے پہلے پہنچی)۔ جب خوشخبری دینے والا شخص میرے پاس پہنچا جس کی آواز میں نے سنی تھی تو میں نے اپنے دونوں کپڑے سب سے پہلے خوشخبری دینے کی وجہ سے ان کو دیدیئے اور بخدا! میں ان دو کپڑوں کے علاوہ اس دن کسی چیز کا مالک نہ تھا، پھر میں نے کپڑے مستعار لے کر پہنے۔

رَكَضَ: رَكَضَ (ن) رَكَضًا دوڑنا، گھوڑے کو ایڑ لگانا (مفاعله) مرا کھڑے گھوڑا

دوڑانے میں مقابلہ کرنا (اتفعال) ار کاضا دوڑانا، مضطرب ہونا۔

وَأَنْطَلَقْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَيَتَلَقَّانِي النَّاسُ فَوْجًا فَوْجًا يَهْتَنُّونَنِي بِالتَّوْبَةِ يَقُولُونَ: لِيَهْنِكَ تَوْبَةُ اللَّهِ عَلَيْكَ، قَالَ كَعْبٌ: حَتَّى دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ، فَلَمَّا بَرَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ جَالِسٌ حَوْلَهُ النَّاسُ، فَقَامَ إِلَيَّ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ يَهْرُولُ حَتَّى



صَافِحِي وَهَنَانِي وَاللّٰهُ مَا قَامَ اِلَيَّ رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ غَيْرُهُ، وَلَا اُنْسَاها اِطْلَحَ  
 جب میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضری دینے کیلئے نکلا تو لوگ مجھے جوق در  
 جوق ملتے تھے، توبہ کے قبول ہونے پر مبارکباد دیتے تھے اور کہہ رہے تھے، مبارک ہو! کہ  
 اللہ تعالیٰ نے آپ کی توبہ قبول کر لی۔ حضرت کعبؓ فرماتے ہیں کہ جب میں مسجد میں داخل  
 ہوا تو میں اچانک دیکھتا ہوں کہ آپ ﷺ تشریف فرما ہیں اور لوگ آپ کے ارد گرد بیٹھے ہوئے  
 ہیں (مجھے دیکھ کر) حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ تیزی سے میری طرف لپکے مجھ سے مصافحہ کیا  
 اور مجھے مبارکباد دی۔ واللہ! مہاجرین میں سے سوائے حضرت طلحہؓ کے اور کوئی نہ کھڑا ہوا،  
 حضرت طلحہؓ کا یہ احسان میں کبھی نہیں بھول سکتا۔

بہنونی: ہنا (تفعیل) تھنہ تیار کبادینا۔ بہرول: (فعل) سہرولہ دوڑنا،

تیز چلنا۔

قَالَ كَعْبٌ: فَلَمَّا سَلَّمْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ،  
 وَهُوَ يَبْرُقُ وَجْهُهُ مِنَ السُّرُورِ: أُنَبِّئُ بِخَيْرِ يَوْمٍ مَرَّ عَلَيْكَ مُنْذُ وَلَدْتِكَ أُمُّكَ  
 قَالَ: قُلْتُ: أَمِنْ عِنْدَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَمْ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ؟ قَالَ: لَا، بَلْ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ.  
 حضرت کعبؓ فرماتے ہیں جب میں نے رسول اللہ ﷺ کو سلام کیا تو آپ ﷺ  
 نے جبکہ آپ کا رخ زیبا سرت سے چمک رہا تھا، فرمایا بشارت ہو ایسے مبارک دن کی جو تمہاری  
 زندگی کا جب سے پیدا ہوئے ہو سب سے بہترین دن ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ  
 ﷺ یہ (بشارت) آپ کی جانب سے ہے یا اللہ تعالیٰ کی جانب سے، فرمایا نہیں! بلکہ یہ اللہ  
 تعالیٰ کی جانب سے ہے۔

وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا سُرَّ اسْتَنَارَ وَجْهُهُ حَتَّى كَانَتْهُ قِطْعَةُ قَمَرٍ، وَ  
 كُنَّا نَعْرِفُ ذَلِكَ مِنْهُ، فَلَمَّا جَلَسْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ: إِنْ مِنْ تَوْبَتِي  
 أَنْ أُنْخَلِعَ مِنْ مَالِي صَدَقَةٌ إِلَى اللَّهِ وَإِلَى رَسُولِ اللَّهِ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: أُمْسِكْ  
 عَلَيْكَ بَعْضَ مَالِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ. قُلْتُ: فَإِنِّي أُمْسِكُ سَهْمِي الَّذِي بِخَيْرٍ  
 فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ اللَّهَ إِنَّمَا جَانِي بِالْصَّدَقِ، وَإِنْ مِنْ تَوْبَتِي أَنْ لَا أُحْدِثَ  
 إِلَّا صِدْقًا مَبْقِيَتْ، فَوَاللَّهِ مَا أَعْلَمُ أَحَدًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ أَبْلَاهُ اللَّهُ فِي صِدْقِ  
 الْحَدِيثِ مُنْذُ ذَكَرْتُ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِلَى يَوْمِي هَذَا أَحْسَنَ مِمَّا أَبْلَانِي  
 وَمَتَعَمَّدْتُ مُنْذُ ذَكَرْتُ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِلَى يَوْمِي هَذَا كَذِبًا، وَإِنِّي لَأَرْجُو أَنْ

يَحْفَظُنِي اللَّهُ فِيمَا بَقِيْتُ.

آپ ﷺ جب خوش ہوتے تھے تو آپ کا ﷺ چہرہ انور ایسے چمکتا تھا جیسے چاند کا ٹکڑا ہوا اور ہمیں یہ بات پہلے سے معلوم تھی۔ جب میں آپ ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا تو میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! میری توبہ آج قبول ہوئی ہے اس کا تقاضہ یہ ہے کہ میں اپنا تمام مال اللہ اور اللہ کے رسول کیلئے صدقہ کر دوں، آپ ﷺ نے فرمایا کچھ مال اپنے پاس رکھ لو، اس میں تمہارے لئے خیر ہے۔ میں نے عرض کیا کہ میں اپنے لئے وہ حصہ جو خیر کے مال میں سے ملا تھا، رکھتا ہوں (باقی سب صدقہ کرتا ہوں)۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! اللہ تعالیٰ نے مجھے سچائی کی وجہ سے نجات دی ہے تو میری توبہ کا تقاضہ یہ ہے کہ میں تاحیات سچ ہی بولوں گا۔ واللہ! جب سے میں نے اس بات کو رسول اللہ ﷺ کے سامنے ذکر کیا اس دن سے لیکر آج تک میں نے کوئی شخص ایسا نہیں دیکھا جس کو اللہ نے مجھ سے زیادہ سچی بات کہنے کی وجہ سے نوازا ہو۔ اور جب سے میں نے آپ ﷺ کے ساتھ سچ بولنے کا عہد کیا تھا اس کے بعد سے آج تک کوئی جھوٹ نہیں بولا اور میں اللہ رب العزت سے امید رکھتا ہوں کہ جب تک میری زندگی ہے مجھے جھوٹ سے محفوظ رکھیں گے۔

انخلع: خلع (انفعال) انخلا عا زائل ہو جانا (ف) خلعاً معزول کر دینا، آزاد کر دینا۔ خلعاً عاق کرنا، زمانہ جاہلیت میں ایسا کرتے تھے جس کی وجہ سے بیٹا باپ کے جرم میں ماخوذ نہیں ہوتا تھا، یا باپ بیٹے کے جرم میں ماخوذ نہیں ہوتا۔ مال کے عوض میں طلاق دینا (ک) خلعاً عے بے حیا ہونا (تفاعل) تمخالعاً باہم عہد کو توڑنا۔

وَأَنْزَلَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ ﷺ : لَقَدْ تَابَ اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ إِلَى قَوْلِهِ ، وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ ، فَوَاللَّهِ مَا أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيَّ مِنْ نِعْمَةٍ قَطُّ ، بَعْدَ أَنْ هَدَانِي لِلْإِسْلَامِ ، أَعْظَمَ فِي نَفْسِي مِنْ صِدْقِي لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ ، أَنْ لَا أَكُونَ كَذِبْتُهُ فَأَهْلِكَ كَمَا هَلَكَ الَّذِينَ كَذَبُوا ، فَإِنَّ اللَّهَ قَالَ لِلَّذِينَ كَذَبُوا ، حِينَ أَنْزَلَ الْوَحْيَ ، شَرَّ مَا قَالَ لِأَحَدٍ ، فَقَالَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى : ”سَيَحْلِقُونَ بِاللَّهِ لَكُمْ إِذَا انْقَلَبْتُمْ إِلَيْهِمْ إِلَى قَوْلِهِ ، فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَرْضَى عَنِ الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ“

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ پر یہ آیات نازل فرمائی ”لَقَدْ تَابَ اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ فِي سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيغُ قُلُوبَ فَرِيقٍ مِنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ إِنَّهُ بِهِمْ رَؤُفٌ رَحِيمٌ ۝ وَعَلَى الثَّلَاثَةِ

الَّذِينَ خَلَفُوا حَتَّىٰ إِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ  
 أَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوا أَنْ لَا مَلْجَأَ مِنَ اللَّهِ إِلَّا إِلَيْهِ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوبُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ  
 التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ۝ يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ ۝ (ترجمہ)  
 البتہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ اور مہاجرین اور انصار ﷺ پر توجہ فرمائی جنہوں نے  
 ایسی تنگی کے وقت میں حضور ﷺ کا ساتھ دیا بعد اس کے کہ ان میں سے ایک گروہ کے دل میں  
 تزلزل ہو چلا تھا، پھر اللہ نے اس (گروہ) پر توجہ فرمائی بلاشبہ اللہ ان سب پر بہت ہی  
 شفیق مہربان ہے ۝ اور ان تین شخصوں کے حال پر بھی توجہ فرمائی جن کا معاملہ ملتوی چھوڑ  
 دیا گیا تھا، یہاں تک کہ جب (ان کی پریشانی کی یہ نوبت پہنچی کہ) زمین باوجود اپنی فراخی  
 کے ان پر تنگ ہونے لگی اور وہ خود بھی اپنی جانوں سے تنگ آ گئے اور انہوں نے سمجھ لیا کہ خدا  
 (کی گرفت) سے کہیں پناہ نہیں مل سکتی بجز اس کے کہ اس کی طرف رجوع کیا جائے (اس  
 وقت وہ خاص توجہ کے قابل ہوئے) پھر ان کے حالی پر بھی (خاص) توجہ فرمائی تاکہ وہ  
 آئندہ بھی اللہ کی طرف رجوع کرتے رہا کریں بے شک اللہ تعالیٰ بہت توجہ فرمانے والے  
 بڑے رحم کرنے والے ہیں ۝ اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اعمال میں سچوں کے  
 ساتھ رہو ۝ بخدا! اسلام کے بعد اس سے بڑی نعمت مجھے نہیں ملی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ  
 کے سامنے سچ بولا، جھوٹ سے پرہیز کیا (کیونکہ اگر میں جھوٹ بولتا تو) اسی طرح ہلاکت میں  
 پڑ جاتا جس طرح دوسرے جھوٹ بولنے والے ہلاکت میں پڑے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ  
 نے جب وحی اتاری تو ان جھوٹ بولنے والوں کے بارے میں ایسی بری بات فرمائی جو کسی  
 ایک کے بارے میں کہی جاسکتی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”سبحلفون باللہ لکم  
 إِذَا انْقَلَبْتُمْ إِلَيْهِمْ لَعَرَضُوا عَنْهُمْ فَأَعَرَضُوا عَنْهُمْ إِنَّهُمْ رَجَسُوا وَمَا وَهُمْ جَاهِنٌ  
 جَزَاءُ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۝ يحلفون لکم لترضوا عنهم فإن ترضوا عنهم  
 فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَرْضَىٰ عَنِ الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ ۝ (ترجمہ) ہاں اب وہ تمہارے سامنے اللہ  
 کی قسمیں کھا جائیں گے (کہ ہم معذور تھے) جب تم ان کے پاس واپس جاؤ گے تاکہ تم ان کو  
 ان کی حالت پر چھوڑ دو وہ لوگ بالکل گندے ہیں اور (آخرت میں) ان کا ٹھکانہ دوزخ  
 ہے، ان کاموں کا بدلہ ہے جو کچھ وہ (نفاق و خلاف) کیا کرتے ہیں ۝ نیز یہ اس لئے قسمیں  
 کھائیں گے کہ تم ان سے راضی ہو جاؤ، سوا اگر (بالفرض) تم ان سے راضی ہو بھی جاؤ تو ان کو  
 کیا نفع ملے گا، کیونکہ اللہ تعالیٰ تو ایسے شریر لوگوں سے راضی نہیں ہوتا ۝

## فوائد عامه:

۱۔ چونکہ بخاری شریف کی حدیث ہے اس لئے جب سبق میں گزری تو حضرت شیخ الاسلام مدظلہ نے اس پر کئی فوائد ارشاد فرمائے، بندہ کو مناسب معلوم ہوا کہ ان کو حضرت کے الفاظ ہی میں قلمبند کر دیا جائے۔ وہ فوائد ملاحظہ کیجئے:

(۱) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل پر ہر بعض اوقات انسان کے دل میں خیال آتا ہے کہ کاش ہم بھی اس زمانے میں پیدا ہوتے ہمیں بھی فضیلت مل جاتی، حضرت شیخ مدظلہ کا فرمانا یہ ہے کہ یہ ایک احقناہ خواہش ہے کیونکہ اس زمانے میں صرف فضائل ہی نہیں آزمائشیں بھی ہیں، ان آزمائشوں کو پڑھ کر ہی روٹکنے کھڑے ہو جاتے ہیں اگر ہم پر بیت جاتی تو ما معلوم ہمارا کیا بنتا؟ وہ صحابہ رضی اللہ عنہم تھے نبی کریم ﷺ کی نبوت کے لئے اول انتخاب تھے خدا نے انکا انتخاب جن کر لیا تھا۔ وہ لوگ اس زمانے میں پیدا ہوئے جس میں ظرف و سبج تھا، اسلئے اس زمانے میں پیدا ہونے کی خواہش کرنا احقناہ خیال ہے۔ اس واقعہ تک کو دیکھ لیں تو اس میں تین قسم کے گروہ نظر آتے ہیں: (۱)..... ساتھ گئے تھے۔ (۲)..... اپنی خواہش سے پیچھے رہ گئے تھے۔ (۳)..... کسی عذر یا سستی کی وجہ سے پیچھے رہ گئے تھے۔

حالات پر بظہر غائر غور کریں تو ظاہری حالات یوں لگ رہے ہیں کہ اگر یہ سفر اختیار کیا جائے تو معیشت تباہ ہو جائے گی کیونکہ مجبوری کی فصل ختم ہو جائے گی اور معیشت کا سارا انحصار اسی فصل پر ہوتا تھا۔ اگر اس کو نہ سنبھالیں تو سارا سال تنگی، اور پورے اتنی گرمی، اب سفر کیسے کریں لیکن آپ کا حکم تھا اسلئے (اول گروہ) جو کل کھڑے ہوئے انہوں نے تو اجر کمایا، مختلفین (دوسرا گروہ) نے جھوٹ بیٹ سے عذر کر کے جان چھڑائی، اب باقی (تیسرا گروہ) یہ تین رہ گئے ان پر اتنا کڑا امتحان کہ بول چال بند، سوشل بائیکاٹ، بیوی سے علیحدگی، انسان سوچتا ہے کہ مجھ سے گناہ ہوا میں نے توبہ کر لی، پھر یہ بائیکاٹ کیوں؟

یہ ایک امتحان بیوی سے علیحدگی، دوسرا امتحان نصرانیوں کی پشیمکش، تیسرا امتحان۔ لیکن پھر بھی ہر ایک امتحان سے سرخرو ہو کر نکلے، آج ذرا ہم سوچیں کہ ہم سے یہ کام ہو سکتے ہیں، دونوں کا بائیکاٹ ہو جائے ہمارا کلیہ منہ کوآ یا ہوا ہوتا ہے، یہاں ایک دن نہیں پورے پچاس دن کا بائیکاٹ لیکن پھر بھی رب کی مشیت پر راضی ہیں ہمارا پیدا ہونا اس زمانے میں ہی مناسب تھا اگر اس زمانے میں پیدا ہو جاتے اور امتحان پاس نہ کر سکتے تو خود سوچ لیں کہ کن لوگوں کی معاف میں ہمارا شمار ہوتا؟ اس لئے اس احقناہ خواہش کو دل میں جگہ ہی نہیں دینی چاہیے۔

(۲) مؤمن کا کام یہ ہے کہ جب اس کو شریعت کا کوئی حکم مل جائے تو بس اس کی اطاعت کرے، اس کی وجوہات نہ ڈھونڈتا پھرے کہ یہ حکم کیوں دیا ہے؟ اس کے کرنے سے کیا فوائد ہوں گے اور نہ کرنے سے کیا نقصان؟ یہ اس طرح معلوم ہوا ہے کہ دیکھیں اتنا لہذا سفر اختیار کیا گیا اتنی بڑی تعداد اس میں شریک ہوئی لیکن لڑائی نہ ہوئی، جب واپس آ گئے، تو ان خیتوں کو بوجہ عدم شرکت سزا دی کہ تم لوگ شریک کیوں نہیں ہوئے؟ اب کوئی کہہ سکتا تھا کہ اول تو لڑائی ہوئی ہی نہیں اس لئے سزا کیوں؟ ہاں اگر لڑائی ہوئی ہم شریک نہ ہوتے پھر ہمیں سزا ملتی تو بات سمجھ میں آتی تھی، مگر لڑائی ہی نہیں ہوئی تو سزا کیوں؟ پھر کوئی یوں بھی کہہ سکتا تھا کہ اگر لڑائی ہو بھی جاتی، اگر فوج

ہوتی تو پھر بھی انکی عدم شرکت سے کوئی نقصان نہیں اگر شکست ہو جاتی تو اگر اتنی کثیر تعداد کا لشکر شکست کو نہ روک سکا تو پھر یہ تین کی یاد رکھ لیتے؟ اسلئے ہر حال میں سزا کی ضرورت نہیں اب ان کو سزا کیوں؟ لیکن جواب حاضر ہے صحابہ نے کوئی سوال نہیں کیا، بس شریعت کا حکم سنا اور بے چوں و چراں عمل کر ڈالا اسلئے ہر مومن کیلئے یہی عقیدہ رکھنا لازم ہے کہ شریعت کا حکم آجائے، اس کے فوائد و نقصان ذہن میں آئیں یا نہ آئیں بس پورا کرنا ہے۔

(۳) بعض نا حقیقت شناس لوگ اس واقعہ سے یہ استدلال کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ جہاد میں تبلیغ میں، ہر حال میں نکلنا واجب ہے خواہ گھر والوں کے حقوق پامال ہی کیوں نہ ہو رہے ہوں کیونکہ آپ ﷺ نے نہ صرف یہ کہ نکلنے کا حکم دیا، بلکہ نہ نکلنے پر عتاب فرمایا، سزا دی تو معلوم ہوا کہ جہاد میں، تبلیغ میں گھر والوں کے حقوق کی کوئی پروا نہ ہوگی۔

خوب سمجھ لیجئے کہ جہاد جائز ہے نہ صرف جائز بلکہ افضل ترین عبادتوں میں سے ہے مگر اسی واقعہ سے یہ استدلال صحیح نہیں ہے کہ ہر حال میں نکلنا اور نہ نکلنے پر وعید و عتاب ہے کیونکہ جہاد کی جب پکار ہوتی ہے تو اسکی دو قسمیں ہوتی ہیں:

(۱)..... **نفیر عام**: جب امیر المؤمنین کی طرف سے یہ اعلان ہو جائے کہ ہر بالغ مرد جہاد کیلئے نکلے تو اس وقت نکلنا فرض عین ہے، پھر یہ حکم ہے ”تخرج المرأة بغیر اذن زوجها والگلام بغیر اذن رہا“ اس صورت میں اگر امیر کی کو مستثنیٰ کر دے تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے، مثلاً والدین کی خدمت کرنے والا کوئی نہیں، امیر نے اس شخص کو اجازت دیدی کہ تم جا کر انکی خدمت کرو تو اس شخص کیلئے والدین کی خدمت کرنا جائز ہو جائیگا اس واقعہ میں بھی نفیر عام کی صورت تھی، امیر کی طرف سے اعلان عام ہوا تھا کہ ہر شخص نکلے، جب نفیر عام ہوا تو فرض عین ہوا اور فرض عین کے تارک پر وعید و عتاب نازل ہوا ہے۔

(۲)..... **نفیر عام نہ ہو**: پکار تو گئی مگر اختیار دیا گیا اس وقت والدین، اہل و عیال کے حقوق پامال کرنے کی اجازت کسی بھی حال میں نہیں ہے، بشرطیکہ انکے حقوق کا تقاضہ ہو کہ نہ نکلنا جائے کہ ان کی دیکھ بھال کرنے والا کوئی اور نہیں ہے۔ اس وقت شریعت بھی خروج کا تقاضا نہیں کرتی لیکن یاد رکھیے کہ ان حقوق کی بھی کوئی حد ہے، یہ نہیں کہ والدین نے کہا نہ جاؤ تو بس بیٹھ گئے یا بیوی نے مطالبہ کر دیا کہ ابھی نہ جاؤ تو گھر بیٹھ گئے یہ بھی غلط ہے، اس وقت تک رکنا صحیح نہ ہو گا جب تک کہ رکنا واجب نہ ہو، اب اگر یہ یقین ہو کہ والدین یا بیوی کو غم ہو جائے گا کہ یہ دینی جا رہا ہے، سکا کر لائے گا وہ فوراً ہی بھیجنے پر تیار ہو جائیں تو سمجھ لیجئے، اب انکار و کنا بلا جواز ہے اور اس عذر کی بناء پر آپ کا رکنا بلا جواز ہے اس لئے عذر کی تحقیق کریں کہ حقیقی عذر ہے یا قافلی عذر، پھر اس کے مطابق فیصلہ کیا جائیگا۔

### غزوہ تبوک:

مدینہ منورہ سے دمشق کی جانب سات سو کلومیٹر کے فاصلے پر تبوک واقع ہے۔ حضور اقدس ﷺ کو اطلاع ملی کہ ہر قیل نے تبوک میں لشکر جہاں جمع کر دیا ہے اور مدینے پر حملے کے ارادے سے اس کا مقدمہ آنکھیں بلتا تک آ گیا ہے۔ اطلاع ملنے ہی آپ ﷺ نے پیش قدمی کر کے مقابلہ کیلئے جانے کا اعلان کیا۔ موسم گرمی کا تھا، زمانہ فصلوں کی کٹائی کا تھا۔ قحط و فاقہ عام تھا، سفردور کا تھا اور مقابلہ وقت کی سب سے بڑی سلطنت روم سے تھا۔ (جاری ہے)

## مَقْتُلُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ

قَالَ عُمَرَوْنُ مَيْمُونُ إِنِّي لَقَائِمٌ مَا بَيْنِي وَبَيْنَهُ. يَعْنِي عُمَرَ. إِلَّا عَبْدَ اللَّهِ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا غَدَاةً أُصِيبَ وَكَانَ إِذَا مَرَّ بَيْنَ الصَّفَيْنِ قَالَ اسْتَوْوَا حَتَّى إِذَا لَمْ يَرَ فِيهِنَّ خَلًّا تَقْدَمَ فَكَبَّرَ وَرُبَّمَا قَرَأَ بِسُورَةِ يُوسُفَ أَوْ النَّحْلِ أَوْ نَحْوِ ذَلِكَ فِي الرُّكْعَةِ الْأُولَى حَتَّى يَخْتَمِعَ النَّاسُ فَمَا هُوَ إِلَّا أَنْ كَبَّرَ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: ..... قَتَلَنِي أَوْ أَكَلَنِي الْكَلْبُ. حِينَ طَعَنَهُ فَطَارَ الْعِلْجُ بِسِكِّينٍ ذَاتِ طَرَفَيْنِ، لَا يَمُرُّ عَلَى أَحَدٍ يَمِينًا وَلَا شِمَالًا إِلَّا طَعَنَهُ حَتَّى طَعَنَ ثَلَاثَةَ عَشَرَ رَجُلًا مَاتَ مِنْهُمْ سَبْعَةٌ. فَلَمَّا رَأَى ذَلِكَ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ طَرَحَ عَلَيْهِ بُرْنَسًا، فَلَمَّا ظَنَّ الْعِلْجُ أَنَّهُ مَا خُوذَ نَحَرَ نَفْسَهُ.

عمر وبن میمون نے بیان کیا ہے کہ (جس صبح کو حضرت عمرؓ شہید کئے گئے) میں (فجر کی نماز کے انتظار میں صف کے اندر) کھڑا تھا، میرے اور آپ کے (یعنی حضرت عمرؓ کے) درمیان حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کے سوا کوئی اور نہ تھا، آپ کی عادت تھی زمانہ فصول کی کتابی کا تھا۔ قحط و فاقہ عام تھا، سفر دور کا تھا اور مقابلہ وقت کی سب سے بڑی سلطنت روم سے تھا۔ لیکن اللہ نے اپنے نبیؐ کی محبت کیلئے ان ہی سعادتمند جاننازوں کا ... کیا جو اس محبت کی قدر جانتے تھے۔ ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر مال حاضر کیا۔ بہت سے غلصین جانے کیلئے بے تاب تھے لیکن زاد سفر پاس نہ تھا۔ سرورِ دو عالمؐ کے پاس آئے۔ آپؐ کہاں سے لاتے؟ وہاں ہوتے ہوئے روئے اور اس درو سے روئے کہ آپؐ کا دل بھر بھر آیا۔ ﴿تَوَلَّوْا عِبَادِهِمْ تُغْفِضُ مِنْ لَدُنْكَ حَزَنًا أَلَا يَجِدُوا مِمَّا يَنْفِقُونَ﴾ (التوبہ/۹۲) رجب ۹ھ (نومبر ۱۶۳۵ء) بروز جمعرات حضور اکرمؐ تیس، چالیس یا ستر ہزار فوج لے کر نکلے۔ لشکر میں دس ہزار گھوڑے، بارہ ہزار اونٹ تھے۔ ۱۵ دن سفر کر کے اسلامی لشکر تبوک پہنچا۔ مقابلے پر کوئی نہیں آیا۔ تبوک میں قیام کے دوران آس پاس کی ریاستوں میں ہمیں روانہ کی گئیں جو کامیاب لوٹیں۔ دومت الجندل، الیہ، جربا، ازرج کے سرداروں نے جزیہ دینا منظور کیا۔ اس میں اختلاف ہے کہ تبوک میں قیام کی مدت کتنی رہی۔ واقدی نے دو ماہ، ابن سعد نے بیس دن، ابن اثیر نے انیس دن، طبری نے بارہ دن اور ابن ہشام نے دس دن لکھے ہیں۔ مدینہ کے قریب پہنچے تو آفتاب اسلام کے استقبال کے لیے ذرہ ذرہ عالم شوق میں چشم براہ تھا۔ شرب کی بچوں کی زبان پر آج بھی وہی ترانہ تھا جو آج سے نو سو سال پہلے تھا۔ طلح البدر علیہا۔ من شیات الوداع۔ وجب الشکر علیہا۔ طوی اللہ داع۔ لیکن اس فرق کے ساتھ کہ اُس وقت دو غریب الدیار مظلوم مہاجرین کا استقبال تھا، آج آغوش شفقت و نبوت میں ستر ہزار لشکر لینے والے سید المجاہدین کا استقبال تھا۔

کہ جب دو صفوں کے درمیان سے گزرتے تو فرماتے جاتے صفیں سیدھی کر لو اور جب دیکھتے کہ صفوں میں کوئی خالی جگہ باقی نہیں رہی تب آگے (مصلے پر) بڑھتے اور تکبیر کہتے، آپ (فجر کی نماز کی) پہلی رکعت میں عموماً سورہ یوسف، سورہ نحل یا اتنی ہی طویل کوئی سورت پڑھتے، یہاں تک کہ لوگ جمع ہو جاتے، اپنی شہادت والے دن ابھی آپ نے تکبیر ہی کہی تھی کہ میں نے سنا، آپ ﷺ فرما رہے تھے (جسوقت ابولؤلؤ نے آپ کو زخمی کر دیا تھا) مجھے قتل کر دیا یا کہنے نے کاٹ لیا ہے۔ اسکے بعد وہ (بد بخت اپنا) دودھاری ہتھیار لئے دوڑنے لگا اور دائیں بائیں جدھر بھی پھرتا لوگوں کو زخمی کرتا جاتا اس طرح اس نے تیرہ آدمیوں کو زخمی کر دیا جن میں سات حضرات نے شہادت پائی، مسلمانوں میں سے ایک صاحب نے جب یہ صورت حال دیکھی تو انہوں نے اپنا ٹوپی والا لمبا کوٹ اس پر ڈال دیا، بد بخت کو جب یقین ہو گیا کہ اب پکڑ لیا جاؤنگا تو خود اس نے اپنا گلابھی کاٹ دیا (خودکشی کر لی)۔

**طعنہ:** طعن (ف، ن) طعناً، نیزہ مارنا اور چھوٹا۔ طعناً عیب لگانا (تفاعل) تطاعناً ایک دوسرے کو نیزہ مارنا۔ **العلاج:** دراصل وہ غیر مسلم کہلاتا ہے جو عرب سے باہر کا ہو، موٹا قوی، عجی کافر، گدھا، جنگلی گدھا [جمع] علوج، اعلان، علیجہ۔ علج (س) علیج مضبوط ہونا (ن) علیجہ معالجہ میں غالب آنا (مفاعله) معالجہ مشق کرنا، بیمار کا علاج کرنا (استفعال) استعلاجاً ہونا۔ **برنسا:** وہ لمبی ٹوپی جو عرب میں پہنی جاتی ہے۔ وہ لباس جس کا کچھ حصہ ٹوپی کی جگہ کا کام دے یعنی وہ کوٹ جس میں ٹوپی ساتھ لگی ہوئی ہوتی ہے۔

وَتَنَاولَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَدَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ فَقَضَمَهُ (أَيُّ اللَّيَامَةِ) فَمَنْ يَلِي عُمَرَ فَقَدْ رَأَى الَّذِي أَرَى وَأَمَّا نَوَاحِي الْمَسْجِدِ فَإِنَّهُمْ لَا يَنْدُرُونَ غَيْرَ أَنَّهُمْ قَدْ فَقَدُوا صَوْتَ عُمَرَ، وَهُمْ يَقُولُونَ سُبْحَانَ اللَّهِ سُبْحَانَ اللَّهِ فَصَلَّى بِهِمْ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ صَلَاةَ خَفِيفَةٍ فَلَمَّا انْصَرَفُوا قَالَ عُمَرُ: يَا ابْنَ عَبَّاسٍ! أَنْظِرْ مَنْ قَتَلَنِي؟ قَالَ فَجَالَ (ابْنُ عَبَّاسٍ) سَاعَةً ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ: غَلَامٌ مُغْفِرَةٌ قَالَ الصَّنْعُ؟ قَالَ نَعَمْ. قَالَ فَاتَلَّهُ اللَّهُ لَقَدْ أَمَرْتُ بِهِ مَعْرُوفًا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي لَمْ يَجْعَلْ مَيْتَسِي بِيَدِ رَجُلٍ يَدْعِي الْإِسْلَامَ، قَدْ كُنْتُ أَنْتَ وَأَبُوكَ تُحِبَّانِ أَنْ تُكْثِرَ الْعُلُوجَ بِالْمَدِينَةِ. وَكَانَ الْعَبَّاسُ أَكْثَرَهُمْ رَقِيقًا.

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر (نماز پڑھانے کیلئے) انہیں آگے بڑھا دیا (عمرو بن میمون نے بیان کیا کہ) جو لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قریب تھے

انہوں نے وہ صورت حال دیکھی جو میں دیکھ رہا تھا لیکن جو لوگ مسجد کے کنارے پر تھے (پچھے کی صفوں میں) تو انہیں کچھ معلوم نہ ہو سکا، سوائے اسکے کہ حضرت عمرؓ کی آواز (نماز میں) انہوں نے گم پائی (نہیں سنی) تو وہ (حیرت و تعجب کی وجہ سے) کہنے لگے سبحان اللہ، سبحان اللہ! آخر حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ نے لوگوں کو بہت ہلکی نماز پڑھائی پھر جب لوگ (نماز سے فارغ ہو کر) واپس ہونے لگے تو حضرت عمرؓ نے پوچھا ابن عباس! دیکھو مجھے کس نے زخمی کیا؟ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے تھوڑی دیر گھوم پھر کر دیکھا اور واپس آ کر جواب دیا مغیرہؓ کے غلام (ابو لؤلؤ (۱)) نے آپ کو زخمی کیا ہے۔ حضرت عمرؓ نے دریافت کیا، وہی جو کارگیر ہے؟ جواب دیا جی ہاں! اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا خدا اسے برباد کرے میں نے تو اسے اچھی بات کہی تھی (یعنی اسکو چکی بنانے کا کہا تھا تا کہ اس کو آمدنی ہو اسکا اس نے یہ بدلہ دیا) تمام تعریفیں اس اللہ کیلئے ہیں جس نے میری موت کسی ایسے شخص کے ہاتھوں نہیں مقدر کی جو اسلام کا مدعی ہو تم اور تمہارے والد (عباسؓ) اس کے بہت خواہشمند تھے کہ مجھے غلام مدینے میں زیادہ سے زیادہ لائے جائیں، اور حضرت عباسؓ کے پاس غلام بہت تھے۔

**ادی: رأی (ف) رأیاً، رؤیۃ بصارت یا بصیرت کے ساتھ دیکھنا۔ رأیاً سمجھوے**  
 پر مارتا، آگ نکالنا (تفعل) تربیۃ خلاف حقیقت دکھانا (إفعال) إراءاً دکھانا (استفعال)  
 استر یا دیدار کی خواہش کرنا۔ الصنع: ماہر۔ صنع (ف) صنعا بنانا، صنیعاً برائی کرنا (تفعیل)  
 تصنیعاً کاریگری سے خوبصورت بنانا (إفعال) إصناعاً سیکھنا، دوسرے کو مدد دینا (افتعال)  
 اصطناعاً تیار کرنے کا حکم دینا۔

فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا إِنَّ شَيْئًا فَعَلْتُ (أَيُّ إِنِّ شَيْئًا قَتَلْنَا) قَالَ كَذَبْتَ بَعْدَ مَا تَكَلَّمُوا بِلِسَانِكُمْ وَصَلُّوا قِبَلَتَكُمْ وَحُجُّوا حَجَّكُمْ

(۱) یہ روئے لغرائی غلام تھا جو مختلف چیزیں بنانے کا کارگیر تھا اس نے حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے آقا (حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کی شکایت کی کہ وہ مجھ سے بہت زیادہ خراج وصول کرتے ہیں، حضرت عمرؓ نے مقدار پوچھی تو اس نے تلا دی، اس سے حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تم کا ریگر آدمی ہو تمہارے ہاتھ میں اللہ نے ہنر رکھا ہے، ہنر کے مقابلہ میں یہ خراج زیادہ نہیں ہے (خراج اس رقم کو کہتے ہیں جو موٹی اپنے غلام پر مقرر کر دے کہ روزانہ محنت مزدوری کر کے شام کو اتنی رقم مجھے دیا کرو) حضرت عمرؓ کی بات سن کر وہ خاموش ہو گیا اسکی ایک مرتبہ پھر حضرت عمرؓ سے ملاقات ہوئی تو حضرت عمرؓ نے اس سے کہا کہ مجھے ایک بچہ بنا کر دو اس نے کہا کہ ایسی بچی بنا کر دوں گا کہ مشرق و مغرب اس کو یاد رکھے گا، یہ آپ کے قتل کی طرف اشارہ تھا، ایسا کام کروں گا کہ مشرق و مغرب اس کو یاد رکھے گا، پھر یہ شخص قتل کرنے میں کامیاب بھی ہو گیا۔



فَاحْتُمِلْ إِلَى بَيْتِهِ ۖ فَانْطَلَقْنَا مَعَهُ، قَالَ: . وَكَأَنَّ النَّاسَ لَمْ تُصِبْهُمْ مُصِيبَةٌ قَبْلَ  
يَوْمِئِذٍ فَقَائِلٌ يَقُولُ: لَا بَأْسَ. وَقَائِلٌ يَقُولُ: أَخَافُ عَلَيْهِ. فَأَتَى بِسَيْدٍ فَشَرِبَهُ  
فَخَرَجَ مِنْ جَوْفِهِ ثُمَّ أَتَى بِلَبَنٍ فَشَرِبَ فَخَرَجَ مِنْ جَوْفِهِ فَعَرَفُوا أَنَّهُ مَيِّتٌ.  
فَدَخَلْنَا عَلَيْهِ وَجَاءَ النَّاسُ فَجَعَلُوا يُثْنُونَ عَلَيْهِ، وَجَاءَ رَجُلٌ شَابٌ فَقَالَ: ...  
أُبَشِّرُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! بِبُشْرَى اللَّهِ، لَكَ مِنْ صُحْبَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ مِ فِي الْإِسْلَامِ مَا قَدْ عَلِمْتَ، ثُمَّ وُلِّيتَ فَعَدَلْتَ ثُمَّ شَهِدَاةٌ.

اس پر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے عرض کیا اگر آپ فرمائیں تو ہم یہ بھی کر گزریں، مقصد یہ تھا کہ اگر آپ چاہیں تو ہم (مدینہ میں مقیم محبی غلاموں کو) قتل کر ڈالیں، حضرت عمرؓ نے فرمایا یہ انتہائی غلط فکر ہے خصوصاً جبکہ تمہاری زبان میں گفتگو کرتے ہیں تمہارے قبلہ کی طرف رخ کر کے نماز ادا کرتے ہیں اور تمہاری طرح حج ادا کرتے ہیں (یعنی جب وہ مسلمان ہو گئے ہیں پھر ان کا قتل کس طرح جائز ہو سکتا ہے؟) پھر حضرت عمرؓ کو اٹھا کر ان کے گھر لایا گیا اور ہم بھی آپ کے ساتھ ساتھ آئے ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے لوگوں پر کبھی اس سے پہلے اتنی بڑی مصیبت آئی ہی نہیں تھی (حضرت عمرؓ کے زندہ بچ جانے کے متعلق لوگوں کی رائے بھی مختلف تھی) بعض تو یہ کہتے رہے کہ کچھ نہیں ہوگا (اتھے ہو جائیں گے) بعض یہ کہتے رہے کہ آپ کی زندگی خطرہ میں ہے اس کے بعد کھجور کا پانی لایا گیا آپ نے اسے نوش فرمایا تو وہ آپ کے پیٹ سے باہر نکل آیا پھر دودھ لایا گیا اسے بھی جونہی آپ نے پیازخم کے راستے وہ بھی باہر نکل آیا، اب لوگوں کو یقین ہو گیا کہ آپ کی شہادت یقینی ہے پھر ہم اندر گئے اور لوگ آپ کی تعریف و توصیف کرنے لگے اتنے میں ایک نوجوان اندر آیا اور کہنے لگا: اے امیر المؤمنین! آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے خوشخبری ہو کہ آپ نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت اٹھائی، ابتداء میں اسلام لانے کا شرف حاصل کیا جو آپ کو معلوم ہے پھر آپ والی بنائے گئے اور عدل و انصاف سے حکومت کی اور پھر شہادت پائی۔

قَالَ وَدِدْتُ أَنْ ذَلِكَ كَانَ كِفَافًا لَا عَلَيَّ وَلَا لِي، فَلَمَّا أَذْبَرَ إِذَا  
إِزَارُهُ يَمْسُ الْأَرْضَ فَقَالَ: رُدُّوْا عَلَيَّ الْغُلَامَ. فَقَالَ يَا ابْنَ أُخْتِي! اِرْفَعْ ثَوْبَكَ  
فَإِنَّهُ أَنْقَى لِسُوبِكَ، وَاتَّقِ لِرَبِّكَ.... يَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ! انْظُرْ مَا عَلَيَّ مِنَ  
الدِّينِ؟ فَحَسْبُوهُ فَوَجَدُوهُ سِتَّةَ وَثَمَانِينَ أَلْفًا أَوْ نَحْوَهُ، قَالَ إِنَّ وَفَى لَهُ مَالُ  
آلِ عُمَرَ فَأَدَّاهُ مِنْ أُمُورِهِمْ، وَإِلَّا فَسَلْ فِي بَنِي عَدِيٍّ بَنِي كَعْبٍ فَإِنَّ لَمْ تَفِ

أَمْوَالَهُمْ فَسَلُ فِي قُرَيْشٍ، وَلَا تَعْدَهُمْ إِلَى غَيْرِهِمْ فَأَذَعَنِي هَذَا الْمَالُ. انْطَلِقْ إِلَى عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَقُلْ يَفْرَأُ عَلَيْكَ عَمْرُ السَّلَامِ، وَلَا تَقُلْ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ فَإِنِّي لَكُتُ الْيَوْمَ لِلْمُؤْمِنِينَ أَمِيرًا وَقُلْ يَسْتَأْذِنُ عَمْرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَنْ يُدْفَنَ مَعَ صَاحِبِيهِ.

حضرت عمرؓ نے فرمایا میں تو اس پر بھی خوش تھا کہ ان باتوں کی وجہ سے برابر برابر معاملہ ختم ہو جاتا نہ عقاب ہوتا اور نہ ثواب (یہ وہ فاروقؓ تھا کر رہے ہیں جو اپنے کانوں سے عمرؓ فی الجنة سن چکے ہیں، عشرہ مبشرہؓ میں سے ایک، جنت میں محل کی خوشخبری بھی سن چکے ہیں) جب وہ نوجوان جانے لگا تو اس کا تہبند (ازار) زمین کو چھو رہا تھا (لٹک رہا تھا) حضرت عمرؓ نے فرمایا اس نوجوان کو میرے پاس واپس بلا لاؤ (جب وہ آئے تو) آپؓ نے فرمایا: اے میرے بھتیجے! یہ اپنا کپڑا (زمین سے) اٹھائے رکھو اس سے تمہارا کپڑا زیادہ دنوں تک بھی چلے گا اور تمہارے رب سے تقویٰ کا باعث بھی ہے۔ اے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما دیکھو مجھ پر کتنا قرض ہے؟ جب لوگوں نے آپؓ پر قرض شمار کیا تو تقریباً چھیا سی ہزار نکلا، حضرت عمرؓ نے فرمایا اگر یہ قرض آل عمر کے مال سے ادا ہو سکے تو اسکے مال سے اس کی ادائیگی کرنا ورنہ پھر بنی عدی بن کعب سے کہنا اگر ان کے مال سے ادائیگی نہ ہو سکے تو قریش سے کہنا، ان کے سوا اور کسی سے امداد طلب نہ کرنا اور میری طرف سے اس قرض کی ادائیگی کر دینا (اچھا اب) ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں جاؤ اور ان سے عرض کرو کہ عمرؓ نے آپؓ کی خدمت میں سلام عرض کیا ہے (میرے نام کے ساتھ) امیر المؤمنین نہ کہنا کیونکہ اب میں مسلمانوں کا امیر نہیں رہا ہوں اور ان سے عرض کرنا کہ عمر بن خطابؓ نے آپؓ سے اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ دفن ہونے کی اجازت چاہی ہے۔

**کشاف:** کمی و زیادتی کے بغیر بقدر حاجت، گزارہ کے لائق اور لوگوں سے مستغنی کرنے والی روزی۔ کشف (ن) کٹھا بہت بھرنا، سوال کرنے سے رکنا (تفعّل) تکلفاً مانگنے کیلئے ہاتھ پھیلا نا۔ لا تعدّہم: عدد (تفعیل) تعدیہ بصلہ [ر] کسی چیز کو کہیں تک لے جانا، چھوڑنا، (س) مہذب الغض رکھنا، ظلم کرنا چھوڑ دینا (إفعال) اداء امدد کرنا۔

قَالَ فَسَلَّمْ فَاسْتَأْذَنَ ثُمَّ دَخَلَ عَلَيْهَا فَوَجَدَهَا قَاعِدَةً تَبْكِي فَقَالَ: يَفْرَأُ عَلَيْكَ عَمْرُ بْنُ الْخَطَّابِ السَّلَامُ، وَيَسْتَأْذِنُ أَنْ يُدْفَنَ مَعَ صَاحِبِيهِ فَقَالَتْ

كُنْتُ أُرِيدُهُ لِنَفْسِي وَلَا وَثِرَنَ بِهِ الْيَوْمَ عَلَى نَفْسِي. فَلَمَّا أَقْبَلَ قِيلَ هَذَا عَبْدُ اللَّهِ  
بْنُ عُمَرَ قَدْ جَاءَ. فَقَالَ: إِرْفَعُونِي فَأَسْنِدَهُ رَجُلٌ إِلَيْهِ. فَقَالَ: مَا لَدَيْكَ؟ قَالَ  
الَّذِي تُحِبُّ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، قَدْ أَذِنْتُ. فَقَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ، مَا كَانَ شَيْءٌ أَهَمُّ  
إِلَيَّ مِنْ ذَلِكَ، فَإِذَا أَنَا قُبِضْتُ فَأَحْمِلُونِي ثُمَّ سَلِّمْ فَقُلْ: يَسْتَأْذِنُ عُمَرُ ابْنُ  
الْخَطَّابِ فَإِنْ أَذِنْتَ لِي فَأَدْخِلُونِي، وَإِنْ رَدَدْتَنِي فَرُدُّونِي إِلَى مَقَابِرِ الْمُسْلِمِينَ  
وَجَاءَتْ أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ حَفْصَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا وَالنِّسَاءُ تَسِيرُ مَعَهَا، فَلَمَّا رَأَيْنَاهَا  
قُمْنَا فَوَلَجَتْ عَلَيْهِ، فَبَكَتْ عِنْدَهُ سَاعَةً وَاسْتَأْذَنَ الرَّجَالُ فَوَلَجَتْ ذَاخِلًا لَهُمْ  
فَسَمِعْنَا بُكَاءَهَا مِنَ الدَّخْلِ، فَقَالُوا: ... أَوْصِ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! اسْتَخْلِفْ.

راوی کہتے ہیں ابن عمر رضی اللہ عنہما نے (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت  
میں حاضر ہو کر) سلام کہا اور اجازت لیکر اندر داخل ہوئے، دیکھا کہ آپ رضی اللہ عنہا رو رہی  
ہیں عرض کیا عمر بن خطاب ؓ نے آپ کو سلام کہا ہے اور اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ  
دفن ہونے کی اجازت چاہی ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے اس جگہ کو  
اپنے لئے منتخب کر رکھا تھا لیکن آج میں انہیں اپنے آپ پر ترجیح دوں گی۔ جب ابن عمر ؓ  
واپس آئے تو لوگوں نے بتایا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما آگئے ہیں حضرت عمر ؓ نے فرمایا  
مجھے اٹھاؤ ایک صاحب نے سہارا دیکر آپ کو اٹھایا، آپ نے دریافت فرمایا کیا خبر لائے ہو؟  
عرض کیا اے امیر المومنین! جو آپ کی تنہا تھی، آپ کو اجازت مل گئی ہے حضرت عمر ؓ نے فرمایا  
الحمد للہ، اس سے اہم چیز اب میرے لئے کوئی نہیں رہ گئی تھی۔ جب میری وفات ہو چکے اور  
مجھے اٹھا کر (دفن کیلئے) لے چلو تو پھر (دوبارہ) میرا سلام ان (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا)  
سے کہنا اور عرض کرنا کہ عمر بن خطاب ؓ نے آپ سے اجازت چاہی ہے اگر وہ میرے  
لئے اجازت دے دیں تب تو مجھے وہاں دفن کرنا اور اگر اجازت نہ دیں تو مسلمانوں کے  
قبرستان میں دفن کرنا۔ ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا آئیں انکے ساتھ کچھ دوسری  
خواتین بھی تھیں جب ہم نے انہیں دیکھا تو ہم اٹھ گئے، آپ رضی اللہ عنہا حضرت عمر ؓ  
کے قریب آئیں اور وہاں تھوڑی دیر تک آنسو بہاتی رہیں پھر جب مردوں نے اندر آنے کی  
اجازت چاہی تو انکے اندر آنے کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہا مکان کے اندرونی حصہ میں  
چلی گئیں اور ہم نے اندر سے انکے رونے کی آواز سنی پھر لوگوں نے عرض کیا امیر المومنین ؓ  
خلافت کے متعلق کوئی وصیت کر دیجئے۔

لَا وَثُونَ: اثر (افعال) بیکڑا فضیلت دینا، چننا (ن،ض) اثر اہل کرنا، اکرام و تعظیم کرنا (س) اثر اہل پرے انہماک سے مشغول ہونا، بیکارادہ کرنا (تفعلیل) تاثیر اثر انداز ہونا۔

قَالَ مَا أَجِدُ أَحَقَّ بِهَذَا الْأَمْرِ مِنْ هَؤُلَاءِ النَّفَرِ أَوْ الرَّهْطِ الَّذِينَ تَوَفَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ عَنْهُمْ رَاضٍ. فَسَمَى عَلِيًّا وَعُمَانَ وَ الزُّبَيْرَ وَطَلْحَةَ وَسَعْدًا وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ ﷺ. وَقَالَ: يَشْهَدُ كُمْ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ، وَلَيْسَ لَهُ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ (كَهَيْئَةِ التَّعْزِيَةِ لَهُ) فَإِنْ أَصَابَتِ الْإِمْرَةُ سَعْدًا فَهُوَ ذَاكَ، وَإِلَّا فَلَيْسَتْ بِمِنْ بِهِ أَيُّكُمْ مَا أَمَرَ، فَإِنِّي لَمْ أَغْزِلْهُ مِنْ عَجَزٍ وَلَا خِيَانَةٍ. وَقَالَ أَوْصِي الْخَلِيفَةَ مِنْ بَعْدِي بِالْمُهَاجِرِينَ الْأَوَّلِينَ أَنْ يَعْرِفَ لَهُمْ حَقَّهُمْ وَيَحْفَظَ لَهُمْ حُرْمَتَهُمْ وَأَوْصِيهِ بِالْأَنْصَارِ خَيْرًا. الَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ. أَنْ يَقْبَلَ مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَأَنْ يُعْفَى عَنْ مُسِيئِهِمْ وَأَوْصِيهِ بِأَهْلِ الْأُمْصَارِ خَيْرًا فَإِنَّهُمْ رِذَاءُ الْإِسْلَامِ وَجِبَلَةُ الْعَمَالِ وَغِيْطُ الْعُدُوِّ، وَأَنْ لَا يُؤْخَذَ مِنْهُمْ إِلَّا فُضْلُهُمْ عَنْ رِضَاهُمْ، وَأَوْصِيهِ بِالْأَعْرَابِ خَيْرًا فَإِنَّهُمْ أَصْلُ الْعَرَبِ وَمَادَّةُ الْإِسْلَامِ أَنْ يُؤْخَذَ مِنْ حَوَاشِي أَمْوَالِهِمْ وَتُرَدَّ عَلَى فَقَرَائِهِمْ، وَأَوْصِيهِ بِذِمَّةِ اللَّهِ وَذِمَّةِ رَسُولِهِ ﷺ أَنْ يُؤْفَى لَهُمْ بِعَهْدِهِمْ وَأَنْ يُقَاتِلَ مِنْ وَرَائِهِمْ وَلَا يَكْلَفُوا إِلَّا طَاقَتَهُمْ

فرمایا: خلافت کا میں ان حضرات سے زیادہ اور کسی کو مستحق نہیں سمجھتا جن سے آپ ﷺ اپنی وفات تک راضی اور خوش تھے، پھر آپ علی، عثمان، زبیر، طلحہ، سعد اور عبد الرحمن بن عوف ﷺ کا نام لیا اور یہ بھی فرمایا کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی تمہارے پاس موجود رہیں گے لیکن خلافت سے انہیں کوئی سروکار نہیں ہوگا (جیسے آپ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی تسکین کیلئے یہ فرمایا ہو، اس لئے ایسا فرمایا ہو سکتا ہے ان کو تکلیف ہو کہ میرے والد خلیفہ تھے لیکن بعد میں خلافت کے معاملات میں مجھ سے پوچھا تک نہیں گیا) پھر اگر خلافت سعد ﷺ کو مل جائے تو وہ اس کے اہل ہیں اور اگر وہ امیر نہ ہو سکیں تو جو شخص بھی خلیفہ بنایا جائے وہ اپنے زمانہ خلافت میں ان کا تعاون حاصل کرتا رہے کیونکہ میں نے انہیں (کوئی کی گورنری سے) نااہلی یا کسی خیانت کی وجہ سے معزول نہیں کیا تھا۔ حضرت عمر ﷺ نے فرمایا میں اپنے بعد ہونے والے خلیفہ کو مہاجرین اولین کے بارے میں وصیت کرتا ہوں کہ وہ انکے حقوق کو پہچانے اور ان کے احترام و عزت کو ملحوظ رکھے، میں خلیفہ کو مزید وصیت کرتا ہوں کہ وہ انصار کے ساتھ جو دارالہجرت اور دارالایمان (مدینہ منورہ) میں (رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری

سے پہلے سے) مقیم ہیں بہتر معاملہ کرے (خلیفہ کو چاہئے) کہ وہ ان کے نیکیوں کو نوازے اور ان کے بروں کو معاف کر دیا کرے۔ میں خلیفہ کو مزید وصیت کرتا ہوں کہ شہری آبادی کے ساتھ بھی اچھا معاملہ کرے کہ یہ لوگ اسلام کی مدد، مال جمع کرنے کا ذریعہ اور (اسلام کے) دشمنوں کیلئے ایک مصیبت ہیں اور یہ کہ ان سے وہی وصول کیا جائے جو ان کے پاس فاضل ہو اور انکی خوشی سے لیا جائے اور میں ہونے والے خلیفہ کو دیہاتیوں کے ساتھ بھی اچھا معاملہ کرنے کی وصیت کرتا ہوں کہ وہ اصل عرب ہیں اور اسلام کی جڑیں مزید یہ کہ ان سے ان کا بچا کچھا مال وصول کیا جائے اور انہی کے محتاجوں میں تقسیم کر دیا جائے اور میں ہونے والے خلیفہ کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے عہد کی نگہداشت کی (جو اسلامی حکومت کے تحت غیر مسلموں سے کیا ہے) وصیت کرتا ہوں کہ ان سے کئے گئے عہد کو پورا کیا جائے انکی حفاظت کے لئے جنگ کی جائے اور ان کی حیثیت سے زیادہ ان پر جو جھنڈا لاجائے۔

**الرہط:** [اسم جمع] آدمی کی قوم اور قبیلہ، تین سے دس تک کا گروہ جس میں کوئی عورت نہ ہو [جمع] اَرْهَطٌ، اَرْهَاطٌ [جمع] اَرْهَاطٌ - تَبَوُّءٌ وَا: بَوَّأَ (تَفَعَّلَ) تَبَوَّءًا اَقَامَتْ كَرْنَا (ن) بَوَّءًا لَوْثًا، اَثَرًا كَرْنَا (إِفْعَالٌ) اِبَاءً اَبْهَاطًا، اَقَامَتْ كَرْنَا (تَفَعَّلَ) تَبَوَّءًا اَتَرْنَا - دَا: (بَكْسَرُ الرَاءِ) مَدَّكَارٌ، مَدَّ [جمع] اَزْدَاءٌ - رَدَّ (ف) رَزْدًا مَدَّكَارًا، نَكَّ لَكَانًا - (ك) رَدَّاءٌ رَدَّى هَوْنَا (إِفْعَالٌ) اِرْدَاءً اَبْرَاكَامَ كَرْنَا - حَيَاةٌ: جِي (ن) بَكَا (ض) حَيَاةً جَمَعَ كَرْنَا (اِتْعَالٌ) اَجْتَبَاءً اِبْسَدَ كَرْنَا، جَن لِيْنَا (تَفَعَّلَ) تَجِيَّةً سَجْدَہ کے وقت ہاتھوں کو گھٹنے یا زمین پر رکھنا۔

فَلَمَّا قَبِضَ خَرَجْنَا بِهِ فَاَنْطَلَقْنَا نَمْشِيْ فَسَلَّمَ عَبْدُ اللّٰهِ بِنُ عُمَرَ: قَالَ يَسْتَاذِنُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، قَالَتْ (أَيُّ عَائِشَةَ) أَذْخُلُوهُ فَاَدْخُلْ. فَوَضَعَ هُنَاكَ مَعَ صَاحِبِيْهِ، فَلَمَّا فَرَّغَ مِنْ دَفْنِهِ اجْتَمَعَ هَؤُلَاءِ الرَّهْطُ، فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ: اجْعَلُوا أَمْرَكُمْ إِلَى ثَلَاثَةِ مِنْكُمْ. قَالَ الزُّبَيْرُ: قَدْ جَعَلْتُ أَمْرِيْ إِلَى عَلِيٍّ وَقَالَ طَلْحَةُ: قَدْ جَعَلْتُ أَمْرِيْ إِلَى عُثْمَانَ. وَقَالَ سَعْدٌ قَدْ جَعَلْتُ أَمْرِيْ إِلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ. فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ: أَيُّكُمَْا تَبَرَّأَ مِنْ هَذَا الْأَمْرِ فَتَجْعَلُهُ إِلَيْهِ. وَاللّٰهُ عَلَيْهِ وَالْإِسْلَامُ لَيَنْظُرَنَّ أَفْضَلَهُمْ فِيْ نَفْسِهِ. فَاسْكَبَتِ الشَّيْخَانِ، فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ: أَفْتَجْعَلُونَهُ إِلَيَّ؟ وَاللّٰهُ عَلَيَّ أَنْ لَا أَلُوْ عَنْ أَفْضَلِكُمْ. قَالَا: نَعَمْ. فَأَخَذَ بِيَدِ أَحَدِهِمَا فَقَالَ: لَكَ قَرَابَةٌ مِنْ رَّسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَالْقَدَمُ فِي الْإِسْلَامِ مَا قَدْ عَلِمْتُ فَاللّٰهُ عَلَيْكَ لَنْ أَمْرُكَ لَتَعْدِلَنَّ وَلَنْ تُمَرُثَ عُثْمَانُ

لَتَسْمَعَنَّ وَلَتَطِيعَنَّ ثُمَّ خَلَا بِالْآخِرِ فَقَالَ لَهُ مِثْلُ ذَلِكَ فَلَمَّا أَخَذَ الْمِيثَاقَ قَالَ:  
ارْفَعْ يَدَكَ يَا عُثْمَانُ! فَبَايَعَهُ فَبَايَعَ لَهُ عَلِيٌّ ۖ وَوَلَجَ أَهْلُ الدَّارِ فَبَايَعُوهُ ۖ

جب حضرت عمر ؓ کی وفات ہو گئی تو ہم وہاں سے (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کی طرف دفن کیلئے) آئے، عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو) سلام کیا اور عرض کیا کہ حضرت عمر بن خطاب ؓ نے اجازت چاہی ہے، ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ان کو داخل کر دیں (یہیں دفن کیا جائے) چنانچہ وہیں داخل کیے گئے (دفن ہوئے) اور (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہی حجرہ میں) اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ آرام فرما ہیں۔ پھر جب تمام حضرات دفن سے فارغ ہو چکے تو وہ جماعت (جن میں سے کسی ایک کو خلیفہ منتخب ہونا تھا) جمع ہوئی، حضرت عبد الرحمن ؓ نے فرمایا تمہیں اپنا معاملہ اپنے ہی میں سے تین آدمیوں کے سپرد کر دینا چاہئے اس پر حضرت زبیر ؓ نے فرمایا کہ میں نے اپنا معاملہ حضرت علی ؓ کے سپرد کیا، طلحہ ؓ نے فرمایا کہ میں نے اپنا معاملہ حضرت عثمان ؓ کے سپرد کر دیا، اور حضرت سعد ؓ نے فرمایا کہ میں نے اپنا معاملہ حضرت عبد الرحمن بن عوف ؓ کے سپرد کر دیا اس کے بعد حضرت عبد الرحمن بن عوف ؓ نے (حضرت عثمان ؓ اور حضرت علی ؓ کو مخاطب کر کے) فرمایا کہ آپ حضرات میں سے جو بھی خلافت سے اپنی برأت ظاہر کریگا ہم یہ معاملہ اسی کے سپرد کر دیں گے۔ اللہ اور اسلام اس کے مگران و نگہبان ہونگے (اس لئے) ہر شخص کو غور کرنا چاہئے کہ اس کے خیال میں کون افضل ہے؟ اس پر حضرات یثیین ؓ خاموش ہو گئے تو حضرت عبد الرحمن بن عوف ؓ نے فرمایا کیا آپ حضرات ؓ انتخاب کی ذمہ داری مجھ پر ڈالتے ہیں؟ خدا گواہ ہے کہ میں آپ حضرات میں سے اسی کو منتخب کروں گا جو سب سے افضل ہوگا، ان حضرات نے فرمایا: جی ہاں (اور معاملہ ان کے سپرد کر دیا) پھر آپ نے ان حضرات (عثمان ؓ و علی ؓ) میں سے ایک کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا کہ آپ کی آپ ؓ سے قربت بھی ہے اور ابتداء میں اسلام لانے کا شرف بھی، جیسا کہ آپ کو معلوم ہے۔ اللہ آپ کا مگران ہے کہ اگر میں آپ کو خلیفہ بنا دوں تو کیا آپ عدل و انصاف سے کام لیں گے؟ اور اگر عثمان ؓ کو بنا دوں تو کیا ان کے احکام کو سنیں گے اور ان کی اطاعت کریں گے؟ اس کے بعد دوسرے صاحب کو تنہائی میں لے گئے اور ان سے بھی یہی کہا اور جب ان سے وعدہ لے لیا تو فرمایا اے عثمان! آپ اپنا ہاتھ بڑھائیے! چنانچہ آپ نے ان سے بیعت کی اور علی ؓ نے بھی ان سے بیعت کی پھر اہل

مدینہ آئے اور سب نے بیعت کی۔

**آلو:** (أَلُو) اُلُوا، اُلُوا (افعال) استلاء اکوتا ہی کرنا، سستی دکھانا (إِفعال)  
إِيلَاء (تفعل) سائلیا قسم کھانا۔ **فبايعوه:** (مفاعله) مبايعہ بیعت کرنا، باہم معاہدہ کرنا  
(ض) بیعاً بیچنا خریدنا (افعال) انبیاء راجع ہونا۔

☆☆☆☆☆☆

## أَخْلَاقُ الْمُؤْمِنِ (لِلْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ)

هَيَّاهُتْ هَيَّاهُتْ أَهْلَكَ النَّاسُ الْأَمَانِيُّ، قَوْلٌ بِلاَعْمَلٍ، وَمَعْرِفَةٌ بِغَيْرِ  
صَبْرٍ، وَإِيمَانٌ بِلاَ يَقِينٍ، مَالِي أَرَى رَجُلًا وَلَا عَقُولًا، وَأَسْمَعُ حَسِيْسًا وَلَا أَرَى  
أَنِيْسًا، دَخَلَ الْقَوْمُ وَاللَّهِ ثُمَّ خَرَجُوا، وَعَرَفُوا أَنَّهُمْ أَنْكَرُوا، وَخَرَمُوا أَنَّهُمْ اسْتَحَلُّوا، إِنَّمَا  
دَيْنُ أَحَدِكُمْ لَعْقَةٌ عَلَى لِسَانِهِ، إِذَا سُئِلَ أَمُومِنٌ أَنْتَ بِيَوْمِ الْحِسَابِ؟ قَالَ: نَعَمْ!  
(اچھے اخلاق) بہت ہی بعید اور بہت ہی بعید ہو گئے، آرزوؤں نے لوگوں کو  
ہلاک کر ڈالا، قول بغیر عمل کے، معرفت بغیر صبر کے، ایمان بغیر یقین کے ہے، مجھے کیا ہو گیا  
ہے کہ میں لوگوں کو دیکھتا ہوں لیکن عقول کو نہیں دیکھتا؟ (لوگ تو نظر آتے ہیں لیکن عقلیں  
نظر نہیں آتی) اور میں بلکی آواز تو سنتا ہوں لیکن کوئی انس کرنے والا نظر نہیں آتا۔ خدا کی قسم!  
قوم داخل ہوئی پھر نکل گئی، بیچانے کے بعد انکار کر دیا اور حرام کرنے کے بعد حلال جانا، یقیناً  
تم میں سے ہر ایک شخص کا دین اس کی زبان پر چائی جانے والی چیز کی مانند ہے، جب کسی سے  
پوچھا جاتا ہے کیا تو قیامت پر ایمان رکھتا ہے؟ تو جواب میں کہے گا: جی ہاں۔

**ہیہات:** [اسم فعل] دور ہوا اس میں چند لغات اور ہیں اُیہات، اُیہان، ہیہان

حرف آخر پر تینوں حرکتیں ہیں، یہ معرب بھی ہے اور مبنی بھی۔ **الامانی:** [مفرد] الامانيۃ  
(۱) ابو سعید اکسن ابن ابی اکسن یسار البصری، انکا شمار تابعین کے سردار اور مشائخ میں سے ہے، علم، زہد، تقویٰ اور عبادت کے  
جامع تھے۔ آپ کے والد زید بن ثابت انصاری صحابی رضی اللہ عنہ کے غلام تھے آپکی والدہ خیرہ نبی کریم رضی اللہ عنہ کی اہلیہ محترمہ ام المؤمنین  
حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی باندی تھیں۔ بعض اوقات ایسا ہو جاتا تھا کہ آپکی والدہ محترمہ گھر کے کام کاج کی وجہ سے باہر  
چلی جاتیں آپ شیر خوار تھے کہ روئے پر ام المؤمنین رضی اللہ عنہا ان کو اپنا پستان دیدیتیں جب آپکی والدہ واپس آجاتیں  
تو آپ کو ان کے حوالہ کردیتیں اور پھر وہ آپ کو پنادودھ پلاتیں، میں ممکن ہے کہ پروردگار نے انہیں اسی کی برکت کی وجہ سے  
علم و حکمت، ذکاوت و ذہانت، فصاحت و بلاغت سے نوازا ہو۔ کیونکہ ابو عمر بن علاء کہتے ہیں: میں نے حسن بصریؒ اور حجاج بن  
یوسف سے زیادہ فصیح کسی کو نہیں دیکھا اس پر ان سے کسی نے سوال کیا کہ ان میں سے زیادہ فصیح کون ہے؟ ابن علاء نے فرمایا:  
حسن۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی شہادت سے دو سال قبل دوران خلافت مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے بعض حضرات کا کہنا یہ  
ہے کہ رقی میں پیدا ہوئے اور بصرہ میں رہے جب ۱۱۰ھ میں وفات پائی۔





سرزد ہو جائے تو مسرور نہیں ہوتا۔

**لا یحیف:** حیف (ض) خُفًا ظلم کرنا (تفعّل) تحفّا کم کرنا۔ **لا یهمز:** همز (ن)، (ض) همز، پیچھے غیبت کرنا، دبانہ، نچوڑنا۔ **لا یغمز:** غمز (ض) غمز، اطعنہ دینا، ٹوٹنا، اشارہ کرنا (إفعال) إغماز، اشان گھانا، عیب لگانا (تفاعل) تغامز، آنکھوں سے ایک دوسرے کو اشارہ کرنا۔ **لا یلمز:** لمز (ض، ن) لمز، عیب لگانا، آنکھ سے اشارہ کرنا (مفاعله) ملا مزہ اشارہ کنایہ سے گفتگو کرنا (تفعّل) تلمز، اڑھوٹنا۔ **النمیمہ:** چغلو خوری، حرکت، لکھنے کی آواز [جمع] نمائم، نم (ن، ض) نمّا، چغلو خوری کرنا، ظاہر ہونا، بھڑکانا۔ **لا یجحد:** جحد (ف) جحّذا، جحّذا، ابا جو علم کے انکار کرنا، جھٹلانا (س) جحّذا کم ہونا، کمایقل [عام جحد] کم بارش والا سال۔ **لا یשמّت:** شمت (س) شمتا، شمتا، کسی کی مصیبت پر خوش ہونا (تفعیل) تشمّیا، یرحمک اللہ کہہ کر دعا کرنا (إفعال) إشمتا، خوش کرنا۔ **الفجیعة:** [جمع] فاجع مصیبت۔ فجع (ف) فجّعا، درمند کرنا، مصیبت زدہ بنانا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۶۳ پر ہے۔

الْمُؤْمِنُ فِي الصَّلَاةِ خَاشِعٌ، وَإِلَى الرُّكُوعِ مُسَارِعٌ، قَوْلُهُ شِفَاءٌ، وَصَبْرُهُ تَقَى، وَوُسْكَوْنُهُ فِكْرَةٌ، وَنَظَرُهُ عِبْرَةٌ، يُخَالِطُ الْعُلَمَاءَ لِيَعْلَمَ، وَيَسْكُتُ بَيْنَهُمْ لِيَسْلَمَ، وَيَتَكَلَّمُ لِيَنْفَعَهُمْ، إِنْ أَحْسَنَ اسْتَبْشَرَ، وَإِنْ أَسَاءَ اسْتَغْفَرَ، وَإِنْ عَتَبَ اسْتَغْتَبَ، وَإِنْ سَفِهَ عَلَيْهِ حَلَمَ، وَإِنْ ظَلَمَ صَبَرَ، وَإِنْ جَبَرَ عَلَيْهِ عَدَلَ، لَا يَتَعَوَّذُ بِغَيْرِ اللَّهِ، وَلَا يَسْتَعِينُ إِلَّا بِاللَّهِ، وَقُوْرٌ فِي الْمَلَأِ شُكُورٌ فِي الْخَلَا، قَانِعٌ بِالرِّزْقِ، حَامِدٌ عَلَى الرَّخَاءِ، صَابِرٌ عَلَى الْبَلَاءِ، إِنْ جَلَسَ مَعَ الْغَالِبِينَ كُتِبَ مِنَ الدَّاكِرِينَ، وَإِنْ جَلَسَ مَعَ الدَّاكِرِينَ كُتِبَ مِنَ الْمُسْتَغْفِرِينَ.

مومن نماز میں ڈرنے والا ہوتا ہے، رکوع میں جانے کے لئے سبقت کرتا ہے، اس کا قول شفا ہے، اس کا صبر پر ہیز کرنا ہے، اس کا خاموش ہونا غور و فکر کرنا ہے، اس کا بھلائی کرنا سبق آموز ہے (یعنی اس کی بھلائی والی باتوں میں بہت بڑے سبق ہوتے ہیں) علماء کرام کے ساتھ ملنا جلنا رکھتا ہے تاکہ علم سیکھے اور ان کے درمیان خاموش رہتا ہے تاکہ ان کی بات تسلیم کرے، ان کے درمیان بولتا ہے تاکہ غنیمت حاصل کرے، اگر نیکی کرے تو خوش ہوتا ہے، اگر گناہ سرزد ہو جائے تو استغفار کرتا ہے، اگر (کسی فعل کی وجہ سے) کسی پر سرزنش کرتا ہے تو پھر اس کو رضامند کر دیتا ہے (اس کو خوش کر دیتا ہے)۔ کوئی شخص اس کو بیوقوفی پر برا بھلا کہتا ہے تو بردباری اختیار کرتا ہے، اگر اس پر ظلم کیا جائے تو صبر کرتا ہے، اگر

کوئی اس کے ساتھ نا انصافی کرتا ہے تو وہ انصاف کرتا ہے، اللہ کے سوا کسی سے پناہ طلب نہیں کرتا اور اللہ کے سوا کسی سے مدد کا خواہاں نہیں ہوتا، قوم (کی جماعت) میں صاحبِ وقار ہوتا ہے، تنہائی میں (خلوت میں) اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے والا ہوتا ہے، اپنے رزق پر قناعت پسند ہوتا ہے، بھائی چارہ کی تعریف کرتا ہے، مصیبتوں میں صبر کرنے والا ہے، اگر غافل لوگوں کے ساتھ بیٹھے تو ذاکر لوگوں میں لکھا جائے اور اگر ذکر کرنے والوں کے ساتھ بیٹھے تو مغفرت چاہنے والوں میں لکھا جائے۔

**عبرۃ:** نصیحت، اصل، جو نظائر کا مرجع ہو۔ **عبر (س)** عبرت حاصل کرنا، آنسو بہانا (ن) غمخوار طے کرنا (تفصیل) تعبیرِ خواب کی تعبیر بیان کرنا۔ **استعنت:** عتب (استفعال) استغاثہ یا رضامندی مانگنا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۱۱۹ پر ہے۔

هَكَذَا كَانَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ الْأَوَّلُ فَالْأَوَّلُ، حَتَّى لِحَقُوا بِاللَّهِ عَزَّوَجَلَّ، وَهَكَذَا كَانَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ سَلَفِكُمُ الصَّالِحِ، وَإِنَّمَا غَيَّرَكُمْ لَمَّا غَيَّرْتُمْ ثُمَّ تَلَا، إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْيِرُ مَا بَقِيَتْ حَتَّى يُغْيِرُوا مَا بِنَفْسِهِمْ، وَإِذَا أَرَادَ اللَّهُ بِقَوْمٍ سُوءًا فَلَا مَرَدَّ لَهُ وَمَا لَهُمْ مِنْ دُونِهِ مِنْ وَالٍ.

آپ ﷺ کے صحابہ کرام کی کیفیت بالکل اسی طرح تھی۔ جو پہلے تھے وہ پہلے تھے یہاں تک کہ وہ اللہ رب العزت سے جا ملے، اور اسی طرح آپ کے سلف صالحین رحمہم اللہ کی کیفیت و حالت تھی اور یہ جو حالت کی تبدیلی تمہارے ساتھ ہوئی ہے یہ اس وقت ہوتی ہے جب تم خود تبدیل ہو گئے ہو۔ پھر (حضرت حسن بصریؒ نے) یہ آیت تلاوت فرمائی: إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْيِرُ مَا بَقِيَتْ حَتَّى يُغْيِرُوا مَا بِنَفْسِهِمْ، وَإِذَا أَرَادَ اللَّهُ بِقَوْمٍ سُوءًا فَلَا مَرَدَّ لَهُ وَمَا لَهُمْ مِنْ دُونِهِ مِنْ وَالٍ (ترجمہ) واقعی اللہ تعالیٰ کسی قوم کی (اچھی) حالت میں تغیر نہیں کرتا جب تک کہ وہ لوگ خود اپنی حالت نہیں بدل دیتے اور جب اللہ تعالیٰ کسی قوم پر مصیبت ڈالنا تجویز کر لیتا ہے تو پھر اس کے ہٹنے کی کوئی صورت ہی نہیں (یعنی وہ واقع ہو ہی جاتی ہے) اور کوئی خدا کے سوا ان کا مددگار نہیں رہتا (حتیٰ کہ فرشتے بھی ان کی حفاظت نہیں کرتے)

## إِخْوَانُ الصَّفَاءِ

(لابن المقفع)

فَبَيْنَمَا الْغُرَابُ فِي كَلَامِهِ إِذْ أَقْبَلَ نَحْوَهُمْ طَبْيٌ يَسْعَى فَذَعَرَتْ مِنْهُ السُّلْحَفَةُ فَغَاصَتْ فِي الْمَاءِ وَخَرَجَ الْجُرْدُ إِلَى جُحْرِهِ وَطَارَ الْغُرَابُ فَوَقَعَ عَلَى شَجَرَةٍ . ثُمَّ إِنَّ الْغُرَابَ حَلَقَ فِي السَّمَاءِ لِيَنْظُرَ هَلْ لِلطَّبْيِ طَالِبٌ ؟ فَظَنَرَ فَلَمْ يَرْ شَيْئًا فَتَادَى الْجُرْدُ وَالسُّلْحَفَةُ ، وَخَرَجَا فَقَالَتِ السُّلْحَفَةُ لِلطَّبْيِ : حِينَ رَأَيْتَهُ يَنْظُرُ إِلَى الْمَاءِ اشْرَبْ إِنْ كَانَ بِكَ عَطَشٌ ، وَلَا تَخَفْ فَإِنَّهُ لَا خَوْفَ عَلَيْكَ . فَذَنَا الطَّبْيُ فَرَحَّبَتْ بِهِ السُّلْحَفَةُ وَحَيْثُ ، وَقَالَتْ لَهُ مِنْ أَيْنَ أَقْبَلْتَ قَالَ كُنْتُ أَسْنَعُ بِهَذِهِ الصَّحَارَى فَلَمْ تَزَلِ الْأَسَاوِرَةُ تَطْرُدُنِي مِنْ مَكَانٍ إِلَى مَكَانٍ ، حَتَّى رَأَيْتُ الْيَوْمَ شَبَحًا ، فَخَفْتُ أَنْ يَكُونُ قَانِصًا . قَالَتْ : لَا تَخَفْ فَإِنَّا لَمْ نَرْ هُنَا قَانِصًا قَطُّ ، وَنَحْنُ نَبْذُلُ وَذَنَا وَمَكَانَنَا وَالسَّمَاءَ وَالْمَرْعَى كَثِيرَانِ عِنْدَنَا فَارْعَبْ فِي صُحْبَتِنَا فَأَقَامَ الطَّبْيُ مَعَهُمْ وَكَانَ لَهُمْ عَرِيشٌ يَجْتَمِعُونَ فِيهِ ، وَيَتَذَكَّرُونَ الْأَحَادِيثَ وَالْأَخْبَارَ .

مخلص بھائی

کوئے کے کلام کے دوران اچانک ایک ہرن ان کی طرف دوڑتا ہوا آیا کچھوا دہشت زدہ ہو کر پانی میں کود گیا، چوہا اپنے بل کی طرف نکل گیا اور کو اڑ کر درخت پر بیٹھ گیا، پھر کوئے نے فضا میں ایک گول چکر لگایا تاکہ دیکھے کہ کیا ہرن کو چاہنے والا (پکڑنے والا) کوئی ہے کہ نہیں؟ اس نے دیکھا تو اس کو کوئی چیز نظر نہ آئی۔ اس نے چوہے اور کچھوے کو پکارا تو وہ دونوں نکل آئے۔ کچھوے نے جب ہرن کو دیکھا کہ وہ پانی کی طرف دیکھ رہا ہے تو اس سے کہا اگر پیاس لگی ہے تو پی لیجئے اور ڈرو نہیں کیونکہ یہاں تم پر کوئی ڈر نہیں چنانچہ (۱) انکا پرانا نام عبداللہ بن مقفع ہے یہ اصلاً فارسی ہیں مگر انکی پرورش عربی ماحول میں ہوئی اسلئے دونوں لغتوں میں کتابت کے ماہر تھے، بنو عباس کے زمانے میں اسلام لائے، بنو امیہ کے زمانے میں انکو قسطنطین مقرر کیا گیا اور خلیفہ منصور کے زمانے میں ۱۳۲ھ میں انکو قتل کیا گیا۔ آپ ادب و دانش میں اصول کی حیثیت رکھتے تھے تصنیف کا ایسا طرز اختیار کرتے تھے جو ان کی کا خاصہ تھا اور اس میں انکی پیروی بھی کی جاتی تھی، یہ طرز آسان، طبیعت کے ساتھ چلنے والا، معانی سے بھرپور، بلکہ الفاظ والا ہے، دل اور طبیعت کا آئینہ صمد ہے سوائے ان مضامین کے جو اسکے وجدان کی تعبیر اور اسکے اخلاق کی تمثیل ہیں جیسے صداقت اور سروت۔ یہ شخص تخیلاتی دنیا میں بائیں گھڑنے کا ایسا ماہر تھا کہ انکی گھڑی ہوئی باتوں میں اتنی صداقت لگتی تھی کہ آپ اس پر انکل بچو ہونے کا گمان تک نہیں کر سکیں گے اور نہ ہی یہ خیال آئے گا کہ یہ نقل ہے اور نہ آپ اسکو اصل سے علیحدہ کر سکیں گے لیکن تخیلاتی ہونے کے ساتھ ساتھ غیر مغز اور ایسی سبق آموز ہونی تھیں جس کی زندہ جلاوید مثال آپ اخوان الصفا میں دیکھ رہے ہیں۔

ہرن قریب آیا کچھوے نے اسے سلام کیا اور خوش آمدید کہا اور اس سے پوچھا کہ آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں؟ ہرن نے کہا میں انہی صحراؤں (جنگلوں) میں چرتا تھا اور تیر مارنے والے مجھے ایک جگہ سے دوسری جگہ بھگاتے تھے یہاں تک کہ آج بھی میں نے ایک شخص کو دیکھا تو میں ڈر گیا کہ یہ کوئی شکاری نہ ہو۔ کچھوے نے کہا بالکل خوفزدہ نہ ہوں کیونکہ ہم نے یہاں کبھی بھی کوئی شکاری نہیں دیکھا۔ اور ہم اپنی محبت اور مرتبے کو خرچ کریں گے (یعنی اپنے دل و گھر میں جگہ دیں گے) اور آسمان اور چراگاہ ہمارے پاس دونوں وسیع ہیں اس لئے ہمارے ساتھ دوستی میں رغبت کیجئے۔ چنانچہ ہرن انکے ساتھ رہنے لگا اور ان کے پاس ایک سائبان تھا جس میں سب اکٹھے ہوتے، باتیں کرتے اور ایک دوسرے سے خبریں سنتے، سناتے تھے۔

**إخوان:** (جمع) [مفرد] أخ۔ دیگر جمع إخوة، أخوة، أخوان، آخاء آتی ہیں، بقول بعض کے الإخوان اس أخ کی جمع ہے جو دوستی کے لحاظ سے بھائی کے معنی میں ہے اور الإخوة اس أخ کی جمع ہے جو نسب بھائی کے معنی میں ہے۔ **فدعوت:** ذعر (س) ذعر ادہشت زدہ ہونا (ف) **ذعر** اڈرانا (تفعیل) **تذعر** الانفعال اندعاڑنا، گھبرانا۔ **السلحفاة:** [السلحفاة، السلحفاة، السلحفاة، السلحفاة] تمام مفردہ مونث ہیں۔ [جمع] سلاحت کچھوا، مذکر کو غنیم کہا جاتا ہے۔ **الجوز:** ایک قسم کا چوہا، [جمع] جواذن۔ **ججو:** سوراخ، بل [جمع] أجار، جحر، أحر، أحر۔ **جحر** (ف) **جحر** سوراخ میں داخل ہونا (إفعال) **إجاز** سوراخ میں داخل ہونے پر مجبور کرنا۔ **حلق:** حلق (تفعیل) **تحلق** اڑنے میں چکر لگانا، حلقہ کی مانند بنانا (ن) **حلق** پر مارنا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۱۷ پر ہے۔ **أسنج:** سنج (ف) **سنجو** خاکسی جانور کا بائیں سے دائیں طرف گزرتا، سنج، سنج ظاہر ہونا (تفعیل) **تسنج** پشت پھیرنا۔ **سناخ** [فاعل] بائیں طرف سے آئیو، اس کے مقابلہ میں **سناخ** ہے دائیں جانب سے آنے والا، اہل عرب **سناخ** سے نیک شگون اور **سناخ** سے بد شگون مراد لیا کرتے ہیں کما یقال ”من لی بالسناح بعد المبارح“ میرے لئے منحوس کے بعد مبارک کا ضامن کون ہوگا؟ اسی کو کمرہ کے بعد محبوب کی توقع کے موقع پر بھی بولتے ہیں۔ **الصحاری:** [مفرد] صحراء، بیابان جس میں نباتات درخت وغیرہ نہ ہوں، دیگر جمع صحار، صحراوات بھی آتی ہیں۔ **الأساودة:** [مفرد] الأساود تیر انداز گھوڑے کی پیٹھ پر جم کر بیٹھنے والا، اگر مفرد سوار ہو نکلن۔ سور (ن) سوزا، چڑھنا، پھاندا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۴۴ پر ہے۔ **شبحا:** [جمع] شعیو، أشباح وہ جسم جو نظر آئے۔ **شج** (ف) **شج** پھاڑنا، چیرنا (ک) **شباحة** لمبے چوڑے بازوؤں والا ہونا (تفعیل) **تشیج** بڑھا پے

کی وجہ سے ایک چیز کو دو دیکھنا، چھیننا۔ **قائصا**: شکاری [جمع] اقاص۔ **قنص** (ض) قنصا (تفعّل) قنصا (اتعال) اقتناصا شکار کرنا، القناص شکاری لوگ۔ **عریش**: وہ مکان جس میں سایہ لیا جائے، جانوروں کو سردی سے بچانے کا باڑہ، جھونپڑی [جمع] **عرش**۔ **عرش** (ض) **عرشا** اقامت کرنا (س) **عرشا** تھیر ہونا (اتعال) اعتراضا سایہ لینے کے لئے چھو لداری بنانا۔

فَبَيْنَمَا الْغُرَابُ وَالْجُرُذُ وَالسُّلْحَفَاءُ ذَاتَ يَوْمٍ فِي الْعَرِيشِ، غَابَ الطَّبِيُّ فَتَوَقَّعُوهُ سَاعَةً، فَلَمْ يَأْتِ، فَلَمَّا أَبْطَأَ أَشْفَقُوا أَنْ يَكُونَ قَدْ أَصَابَهُ عَنَتٌ فَقَالَ الْجُرُذُ وَالسُّلْحَفَاءُ لِلْغُرَابِ: اُنْظُرْ هَلْ تَرَى مِمَّا يَلِينَا شَيْئًا؟ فَحَلَقَ الْغُرَابُ فِي السَّمَاءِ، فَنَظَرَ، فَإِذَا الطَّبِيُّ فِي الْحَبَائِلِ مُفْتَنَصًا، فَأَنْقَضَ مُسْرِعًا فَأَخْبَرَهُمَا بِذَلِكَ فَقَالَتِ السُّلْحَفَاءُ وَالْغُرَابُ لِلْجُرُذِ: هَذَا أَمْرٌ لَا يُرْجَى فِيهِ غَيْرُكَ فَأَعِثْ أَخَاكَ.

ایک دن جب کوا، چوہا اور کچھو اسانہان میں تھے، ہرن غائب تھا انہوں نے ایک گھڑی انتظار کیا مگر نہ آیا۔ جب ہرن کو بہت دیر ہو گئی تو انہیں خوف ہوا کہ اسکو کوئی مصیبت نہ لاحق ہو گئی ہو (کسی مصیبت میں نہ پھنس گیا ہو) چوہے اور کچھوے نے کوا سے کہا دیکھو کیا ہمارے قریب کوئی چیز دکھائی دیتی ہے؟ کوا نے آسمان پر ایک گول چکر لگایا تو چانک اس نے دیکھا کہ ہرن رسیوں میں جکڑا شکار ہوا پڑا ہے چنانچہ وہ جلدی سے واپس پلٹا اور ان دونوں کو اس واقعہ کی اطلاع دی۔ کچھوے اور کوا نے چوہے سے کہا یہ تو ایسا معاملہ ہے کہ تیرے علاوہ کسی اور سے اس کے حل کی امید نہیں کی جاسکتی چنانچہ اپنے بھائی کی مدد کرو۔

**عنيت**: عنت (س) عنتا دشواری میں پڑنا (تفعّل) تعنيت سختی کرنا، ایسی چیز کو لازم کرنا جس کا ادا کرنا دشوار ہو (تفعّل) تعنيت تکلیف پہنچانا، کسی کی لغزش کو تلاش کرنا۔

فَسَمِعَ الْجُرُذُ مُسْرِعًا فَأَتَى الطَّبِيَّ فَقَالَ لَهُ: كَيْفَ وَقَعَتْ فِي هَذِهِ الْوُرُطَةِ وَأَنْتَ مِنَ الْأَكْيَاسِ؟ قَالَ الطَّبِيُّ: هَلْ يُغْنِي الْكَيْسُ مَعَ الْمَقَادِيرِ شَيْئًا؟ فَبَيْنَمَا هُمَا فِي الْحَدِيثِ إِذْ وَافَتْهُمَا السُّلْحَفَاءُ، فَقَالَ لَهُ الطَّبِيُّ: مَا أَصَبَتْ بِمَجْنِيكِ إِلَيْنَا؟ فَإِنَّ الْقَائِصَ لَوِ انْتَهَى إِلَيْنَا وَقَدْ قَطَعَ الْجُرُذُ الْحَبَائِلَ اسْتَيْمَنَهُ عَدُوًّا، وَلِلْجُرُذِ أَحْجَارٌ كَثِيرَةٌ، وَالْغُرَابُ يَطِيرُ وَأَنْتَ ثَقِيلَةٌ لَا سَعَى لَكَ وَلَا حَرَكَةٌ، وَأَخَافُ عَلَيْكَ الْقَائِصَ، قَالَتْ: لَا عِشْ مَعَ فِرَاقِ الْأَحِبَّةِ وَإِذَا فَارَقَ الْأَلَيْفَ الْيَفَةَ فَقَدْ سَلَبَ فَوَادَهُ، وَحَرَمَ سُرُورَهُ، وَغَشَى بَصْرَهُ، فَلَمْ يَنْتَهُ

كَأَلَامُهَا حَتَّى وَافَى الْقَانِصُ، وَوَافَقَ ذَلِكَ فَرَاغَ الْجُرُذِ مِنْ قَطْعِ الشَّرَكِ،  
فَنَجَا الطَّبْيُ بِنَفْسِهِ، وَطَارَ الْغُرَابُ مُحَلِّقًا وَدَخَلَ الْجُرُذُ لِبَعْضِ الْأَحْجَارِ وَلَمْ  
يَبْقَ غَيْرُ السُّلْحَفَةِ.

چو ہا جلدی سے دوڑ کر ہرن کے پاس آیا اور اسے کہا: اس ہلاکت میں کیسے پڑ گئے  
حالانکہ آپ تو عقلمندوں میں سے ہیں؟ ہرن نے کہا کہ کیا عقلمندی تقدیر کے مقابلہ میں کوئی  
فائدہ دیتی ہے؟ وہ دونوں محو گفتگو تھے کہ کچھوا بھی ان کے پاس پہنچ گیا، ہرن نے اسے کہا: تم  
نے ہمارے پاس آکر اچھا نہیں کیا، کیونکہ اگر شکاری ہمارے پاس اس حال میں پہنچا کہ چوہے  
نے جال کی رسیاں کاٹ دی ہوں تو میں دوڑ کر اپنے آپ کو بچا لوں گی، چوہے کے لئے  
پتھر بے انتہا ہیں، کو اڑ جائیگا، آپ بھاری بھرے ہو، دوڑ سکتے ہو نہ حرکت کر سکتے ہو، میں تمہارے  
بارے میں شکاری سے ڈرتا ہوں، کچھوے نے کہا: دوستوں سے جدائی میں کوئی زندگی نہیں،  
جب محبوب، محبوب سے جدا ہو جائے تو اس کا دل سلوب ہو جاتا ہے، اس کی خوشی حرام  
ہو جاتی ہے اور اس کی بصارت پر پردہ پڑ جاتا ہے۔ ابھی وہ اپنے کلام سے فارغ نہیں ہوا تھا  
کہ شکاری پہنچ گیا اور یہ بعینہ اسی وقت ہوا جس وقت چوہائیسے کاٹنے سے فارغ ہو چکا تھا  
چنانچہ ہرن نے تو خود کو چھڑا لیا، کو اگول دائرے میں چکر لگاتا ہوا اڑ گیا، چوہا پتھروں میں  
گھس گیا اور کچھوے کے علاوہ کوئی باقی نہ رہا۔

الوردۃ: ہلاکت، ہر مشکل کام جس سے رہائی دشوار ہو، سخت کچھڑ جس میں بکری  
پھنس جائے تو نکل نہ سکے [جمع] وَرَطَات، وَرَاط۔ ورط (تفعیل) تو ریطاً (إفعال) ایراطاً  
ہلاکت میں ڈالنا۔

وَدَنَا الصَّيَادُ فَوَجَدَ حِبَالَهُ مُقَطَّعَةً، فَنَظَرَ يَمِينًا وَشِمَالًا فَلَمْ يَجِدْ غَيْرَ  
السُّلْحَفَةِ تَدِبُّ، فَأَخَذَهَا وَرَبَطَهَا فَلَمْ يَلْبَثِ الْغُرَابُ وَالْجُرُذُ وَالطَّبْيُ أَنْ  
اجْتَمَعُوا فَنَظَرُوا الْقَانِصَ قَدْ رَبَطَ السُّلْحَفَةَ فَاشْتَدَّ حُزْنُهُمْ، وَقَالَ الْجُرُذُ:  
مَا أَرَأَانَا نَجَاوُزُ عَقَبَةَ مِنَ الْبَلَاءِ إِلَّا صِرْنَا فِي أَشَدِّ مِنْهَا وَلَقَدْ صَدَقَ الَّذِي قَالَ:  
لَا يَزَالُ الْإِنْسَانُ مُسْتَمِرًّا فِي إِقْبَالِهِ مَا لَمْ يَغْتَبِرْ، فَإِذَا عَثَرَ لَجَّ بِهِ الْعَنَاءُ، وَإِنْ  
مَشَى فِي جَدَدِ الْأَرْضِ.

جب شکاری نے قریب آکر اپنے جال کی رسی کو کٹا ہوا پایا تو دائیں بائیں دیکھنے  
لگا، اس کو بے نیگتے ہوئے کچھوے کے علاوہ کچھ نظر نہ آیا تو اسی کو پکڑ کر باندھ لیا، تھوڑی دیر نہیں

گزری بھی کہ کوئے، چوہے اور ہرن نے جمع ہو کر دیکھا تو شکاری نے کچھوے کو باندھ لیا تھا۔ اس پر انکا غم بڑھ گیا (وہ نہایت غمگین ہوئے) چنانچہ چوہا بولا: ہم نہیں سمجھتے کہ ہم نے مصیبت کی ایک گھاٹی کو عبور کیا مگر یہ کہ اس سے سخت میں چلے گئے اور بلاشبہ کسی کہنے والے نے سچ کہا ہے کہ انسان سے جب تک لغزش نہ ہو جائے وہ ہمیشہ ترقی میں ہی رہتا ہے اور جب ایک لغزش ہو جائے پھر ہمیشہ اس پر لغزشیں آتی رہتی ہیں اگرچہ وہ ہموار سخت راستے پر چلے۔

**تدب:** تدب (ض) دَبَّ، دَبَّار، دَبَّارِیْنَا (إِفعال) اِدْبَابًا، ہاتھوں پیروں پر چلانا اسی سے [الدَّبَاب] تیز رینگنے والا [الدَّبَابَةُ] ایک آلہ جس کو محاصرہ میں استعمال کیا کرتے تھے اور اس کے اندر داخل ہو کر قلعہ کی دیوار کی جڑ میں پہنچ جاتے تھے اور اندر رہتے ہوئے نقب لگاتے تھے (جیسے آجکل نینک ہے) **عقبہ:** [جمع] عَقَبَات، عَقَبَات، دشوار گزرا گھاٹی۔ **لَم یَعُثِر:** عَثَرَ (ض، ن، س، ک) عَثَرَ، عَثِیرًا، عَثَارًا، اِکْرَنَا، پھسلنا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۱۱۳ پر ہے۔ **لِیَحْجُج:** حَجَّجَ (ض، س) حَجَّجًا، حَجَّاجًا، دشمنی میں مداومت کرنا، سخت جھگڑا کرنا (إِفعال) اِلْجَاجًا (تفعیل) حَجَّجًا پانی کے گہرے حصہ میں داخل ہونا (تفعیل) کسی کے سامان پر دعویٰ کرنا۔ **جدد:** [جمع] اُجْدَاد، ہموار گزرتا زمین۔

وَحَذَرَى عَلَى السُّلْحَفَةِ خَيْرُ الْأَصْدِقَاءِ الَّتِي خَلَّتْهَا يَسْتُ لِلْمُجَارَاةِ وَلَا لِالْتِمَاسِ مُكَافَاةٍ، وَلَكِنَّهَا خَلَّةُ الْكَرَمِ وَالشَّرَفِ خَلَّةٌ هِيَ أَفْضَلُ مِنْ خَلَّةِ الْوَالِدِ لَوْلَدِهِ خَلَّةٌ لَا يُزِيلُهَا إِلَّا الْمَوْتُ، وَيُحْ لِهَذَا الْجَسَدِ الْمُؤَكَّلِ بِهِ الْبَلَاءُ الَّذِي لَا يَزَالُ فِي تَصَرُّفٍ وَتَقَلُّبٍ، وَلَا يَدُومُ لَهُ شَيْءٌ وَلَا يَلْبَثُ مَعَهُ أَمْرٌ كَمَا لَا يَدُومُ لِلطَّالِعِ مِنَ النُّجُومِ طُلُوعٌ، وَلَا لِلْأَقْلِ مِنْهَا أَقْوَلٌ لَكِنْ لَا يَزَالُ الطَّالِعُ مِنْهَا أَقْلًا وَالْأَقْلُ مِنْهَا طَالِعًا وَكَمَا تَكُونُ آلَامُ الْكُلُومِ وَانْتِقَاضُ الْجِرَاحَاتِ، كَذَلِكَ مَنْ قَرِحَتْ كُلُومُهُ بِفَقْدِ إِخْوَانِهِ بَعْدَ اجْتِمَاعِهِ بِهِمْ. فَقَالَ الطَّبِيُّ وَالْغُرَابُ لِلْجُرَذِ: إِنَّ حَذَرَنَا وَحَذَرَكَ وَكَلَامَكَ وَإِنْ كَانَ بَلِيغًا كُلُّ مِنْهَا لَا يُغْنِي عَنِ السُّلْحَفَةِ شَيْئًا.

کچھوے کے بارے میں میرا ڈرنا ایسے بہترین دوستوں کا ڈرنا ہے جن کی دوستی درگزر کرنے یا بدلہ دینے کی درخواست کے لئے نہیں بلکہ کرم اور شرافت کی دوستی ہوتی ہے۔ یہ ایسی دوستی ہوتی ہے جو باپ کی اپنے بیٹے کی دوستی سے افضل ہوتی ہے، ایسی دوستی کہ صرف موت ہی اسے ختم کر سکتی ہے۔ ہلاکت ہوا ایسے بدن کیلئے جس کے ساتھ مصیبتوں کو وکیل بنایا

گیا ہو جو ہمیشہ پھرتا اور تبدیل ہوتا رہتا ہو اس کیلئے کوئی چیز دائمی نہیں، کوئی معاملہ اس کے ساتھ ٹھہرتا نہیں جیسا کہ طلوع ہونے والے ستاروں کا طلوع ہونا دائمی نہیں ہوتا اور غائب ہونے والے ستاروں کا غائب ہونا ہمیشہ نہیں رہتا، بلکہ ہمیشہ یہ ہوتا ہے کہ طلوع ہونے والا غائب ہو جاتا ہے اور غائب ہو جانے والا طلوع ہوتا ہے اور جس طرح زخموں کے لئے تکلیف اور دوبارہ زخموں کا تازہ ہونا ہوتا ہے بالکل اسی طرح وہ شخص ہے جس کے زخم دوستوں کے ساتھ وصال کے بعد ان کے جدا اور گرم ہو جانے کی وجہ سے تازہ ہو جاتے ہیں۔ اس تقریر کو سن کر ہرن اور کتوے نے چوہے سے کہا کہ بیشک ہمارا، تمہارا ڈرنا اور تمہاری فصیح و بلیغ گفتگو کچھوے کو کوئی فائدہ نہیں دیتی (بلکہ اس کیلئے تو کسی تدبیر کی ضرورت ہے اس کی طرف دھیان دو)

خلة: بکسر الخاء، دوستی، بھائی چارگی۔ خلل (مفاعلة) مخالۃ و خلا لا دوستی کرنا (ن)، ض) خلا، خلولا د بلا ہونا، سراح کرنا (تفعیل) تخلیلا کھٹا ہونا، سرکہ بننا (افعال) اخلا لا محتاج ہونا، کوتاہی کرنا (اتفعال) اختلا لا کمزور و فاسد ہونا۔ مکافاة: کفا (مفاعلة) مکافاة برابر کرنا، انتظار کرنا (ف) کفأ، پھرنا، شکست کھانا۔ اقول: [مفرد] آفل، غائب ہونے والا، دیگر جمع بفل آتی ہے۔ افل (ض، ن، س) أفولاً غائب ہونا، غروب ہونا (س) أفلاً شادمان ہونا (تفعیل) أفلاً تکبر کرنا۔ قرح: قرح (س) قَرَحَ زخمی ہونا، پھوڑوں والا ہونا (ف) قَرَحَا (تفعیل) تقریح کا زخمی کرنا، کھودنا، قروح حاصل ظاہر ہونا (إفعال) إقراخا پھوڑے نکالنا (اتفعال) اقترأخا ایجاد کرنا، چننا۔

وَأِنَّهُ كَمَا يُقَالُ: إِنَّمَا يُخْتَبَرُ النَّاسُ عِنْدَ الْبَلَاءِ، وَذُو الْأَمَانَةِ عِنْدَ الْأَخْذِ وَالْعَطَاءِ، وَالْأَهْلُ وَالْوَلَدُ عِنْدَ الْفَاقَةِ كَذَلِكَ يُخْتَبَرُ النَّاسُ عِنْدَ النَّوَائِبِ قَالَ الْجُرُذُ أَرَى مِنَ الْحِيلَةِ أَنْ تَذْهَبَ إِلَيْهَا الظُّبْيُ افْتَقِعْ بِمَنْظَرٍ مِنَ الْقَانِصِ كَأَنَّكَ جَرِيحٌ وَيَقَعُ الْغُرَابُ عَلَيْكَ كَأَنَّهُ يَأْكُلُ مِنْكَ وَأَسْعَى أَنَا فَاكُونَ قَرِيْبًا مِّنَ الْقَانِصِ مُرَاقِبًا لَهُ لَعَلَّهُ أَنْ يَرِيَّيَ مَامَعَهُ مِّنَ اللَّالَةِ وَيَضَعُ السُّلْحَفَةَ وَيَقْضِدُكَ طَامِعًا فِيْكَ رَاجِيًا تَحْصِيْلَكَ، فَإِذَا دَنَا مِنْكَ فَفَرَّ عَنْهُ رُوَيْدًا بَحِيْثٌ لَا يَنْقَطِعُ طَمَعُهُ مِنْكَ وَمَكْنَهُ مِنْ أَخْذِكَ مَرَّةً بَعْدَ مَرَّةٍ حَتَّى يَبْعُدَ عَنَّا وَانْحَ مِنْهُ هَذَا السُّخُومًا اسْتَطَعْتُ فَإِنِّي أَرْجُو أَلَّا يَنْصَرِفَ إِلَّا وَقَدْ قَطَعْتُ الْحَبَائِلَ عَنِ السُّلْحَفَةِ وَأَنْجَابُهَا، فَفَعَلَ الْغُرَابُ وَالظُّبْيُ مَا أَمَرَهُمَا بِهِ الْجُرُذُ.

یہ یقیناً ایسا ہی ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے ”لوگ مصیبت کے وقت، امانت دار لینے



اور دینے کے وقت، بیوی اور بچے فاقے کے وقت جانچے جاتے ہیں، اسی طرح لوگ بھی مصیبتوں کے وقت جانچے اور آزمائے جاتے ہیں۔ چوسنے کا مجھے ایک حیلہ نظر آتا ہے وہ یہ ہے کہ: اے ہرن! آپ جائیں اور شکاری کے سامنے اس طرح گر جائیں گویا کہ آپ زخمی ہیں، کو آپ پر اس طرح آپڑے گا جیسے وہ آپ کا گوشت کھا رہا ہے اور میں شکاری کے قریب رہ کر اس کی نگرانی کی کوشش کروں گا، شاید وہ اپنے اسلحے کو چھوڑ کر کچھوے کو رکھ کر آپ میں حرص کرتے ہوئے آپ کو حاصل کرنے کی امید میں آپ کی طرف آئے، جب وہ آپ کے قریب آئے تو آپ تھوڑا سا اس طرح دور بھاگ جائیں کہ آپ سے اس کی امید ختم نہ ہو اور اس کو اسی طرح بار بار اپنے آپ کو پکڑنے کی قدرت دیا کرنا یہاں تک کہ وہ ہم سے دور ہو جائے اور اسی تدبیر کے ساتھ جتنا ہو سکے اس کو ہم سے دور کرتے جانا اور مجھے یقینی امید ہے کہ جب تک وہ واپس آئے گا اتنی دیر میں میں نے رسیاں کاٹ کر کچھوے کا پچالیا ہوگا چنانچہ ہرن اور کوئے نے وہی کیا جس کا چوسنے نے حکم دیا۔

**مراقبہ:** [مفرد] مراقب، نگرانی کر نیکی اور نچی جگہ۔ رقب (ن) رقباً نگہبانی کرنا، انتظار کرنا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۸۳ پر ہے۔ روید: افعال کا مصدر مضمر ہے۔ رود (افعال) ارواد، امر واد، امر واد، آہستگی سے چلنا، مہلت دینا (ن) رَوْدُ، ریاذ اطلب کرنا۔ رَوْدَانَا کسی چیز کی تلاش میں گھومنا اور آنا جانا (افعال) ارتياذ اطلب کرنا (مفاعله) مرادۃ چاہنا، پھسلانا (تفعیل) تروید اطلب وجتو پر اکسانا۔

وَبَعَهُمَا الْقَانِصُ فَاسْتَجَرَهُ الظَّبْيُ حَتَّى أَبْعَدَهُ عَنِ الْجُرْذِ وَالسَّلْحَفَةِ  
وَالْجُرْذُ مُقْبِلٌ عَلَى قَطْعِ الْحَبَائِلِ حَتَّى قَطَعَهَا وَنَجَابَ السَّلْحَفَةَ، وَعَادَ الْقَانِصُ  
مَجْهُودًا لَا غِبَا فَوَجَدَ حَبَالَهُ مُقَطَّعَةً فَفَكَّرَ فِي أَمْرِهِ مَعَ الظَّبْيِ الْمُتَمَطِّلِ فَظَنَّ  
أَنَّهُ خَوْلَطَ فِي عَقْلِهِ، وَفَكَّرَ فِي أَمْرِ الظَّبْيِ وَالْغُرَابِ الَّذِي كَانَهُ يَأْكُلُ مِنْهُ، وَ  
قَرَضَ حَبَالَتِهِ، فَاسْتَوْحَشَ مِنَ الْأَرْضِ وَقَالَ: هَذِهِ أَرْضُ جِنٍّ أَوْ سَحَرَةٍ،  
فَرَجَعَ مُوَلِّيًا لَا يَلْتَمِسُ شَيْئًا وَلَا يَلْتَفِتُ إِلَيْهِ، وَاجْتَمَعَ الْغُرَابُ وَالظَّبْيُ  
وَالْجُرْذُ وَالسَّلْحَفَةُ إِلَى عَرِيشِهِمْ سَالِمِينَ آمِنِينَ كَأَحْسَنِ مَا كَانُوا عَلَيْهِ.

شکاری اس کے پیچھے لگا رہا اور ہرن اس کو کھینچتا رہا یہاں تک کہ اس کو چوسنے اور کچھوے سے بہت دور لے گیا جبکہ چوہا رسیوں کے کاٹنے میں لگا رہا یہاں تک کہ رسیاں کاٹ کر کچھوے کو چھڑالیا، جب شکاری تھکا ماندہ واپس لوٹا تو اس نے اپنی رسیوں کو کٹا ہوا پایا

تب وہ لکڑے ہرن کے ساتھ اپنے معاملے کو سوچنے لگا۔ اسے گمان ہوا کہ اسکے دماغ میں خرابی ہوگئی ہے چنانچہ وہ ہرن اور کوئے کے معاملے میں جب کہ کو اس کا گوشت کھا رہا تھا اور اپنے رسیوں کے کاٹنے کے معاملے میں سوچنے لگا چنانچہ اس کو زمین سے وحشت ہونے لگی اور کہنے لگا ”یہ جنات کی زمین ہے یا جادو گروں کی“ چنانچہ وہ پیٹھ پھیر کر واپس آ گیا اسے کسی چیز کی ضرورت تھی اور نہ اس نے اس کی طرف توجہ کی۔ کوا، ہرن، چوہا اور کچھوا اپنے ساہبان میں امن اور سلامتی کے ساتھ اکٹھے ہو گئے جیسے وہ پہلے اچھے طریقے سے اس میں رہتے تھے۔

**لا غیبا** : تھکا ہوا، کمزور [جمع] لَغَب - لَغِب (ف، ن، ک) لَغِبًا لَغِبًا (س) لَغِبًا بہت تھکنا (ف) لَغِبًا جھوٹی بات کہنا (إِفعال) لَغِبًا (تفعیل) تَلَغِبًا (تفعیل) تَلَغِبًا بہت تھکا دینا، دور بھگا دینا۔ **المتطلع** : بحکف لَنُکْزَا، طَلَع (ف) طَلَعًا چلنے میں لَنُکْزَا، تنگ ہونا۔

فَإِذَا كَانَ هَذَا الْخَلْقُ مَعَ صِغَرِهِ وَضَعْفِهِ قَدْ قَدَّرَ عَلَى التَّخْلِصِ مِنْ مَرَابِطِ الْهَلَكَةِ مَرَّةً بَعْدَ أُخْرَى بِمَوَدَّتِهِ وَخُلُوصِهَا وَثَبَاتِ قَلْبِهِ عَلَيْهَا وَاسْتِمْتَاعِهِ مَعَ أَصْحَابِهِ بَعْضُهُمْ بِبَعْضٍ، قَالَ الْإِنْسَانُ الَّذِي قَدْ أُعْطِيَ الْعَقْلَ وَالْفَهْمَ، وَالْهَمَّ الْخَيْرَ وَالشَّرَّ، وَمُنِحَ التَّمْيِيزِ وَالْمَعْرِفَةِ أُولَى وَأُخْرَى بِالتَّوَاضُّعِ وَالتَّعَاظُدِ، فَهَذَا مِثْلُ إِخْوَانِ الصَّفَاءِ وَائْتِلَافِهِمْ فِي الصُّحْبَةِ.

جب یہ مخلوق باوجود اپنے چھوٹے اور کمزور ہونے کے اپنی محبت و خلوص اور دل کو اس پر ثابت رکھنے اور ساتھیوں کے ایک دوسرے سے نفع حاصل کرنے کے ذریعہ سے بار بار ہلاکت کی بندشوں سے آزادی اور چھٹکارا پانے پر قادر ہے تو انسان جس کو عقل و فہم دیا گیا ہے اور جنہیں خیر اور شر کا الہام کیا گیا ہے اور جسے تمیز اور معرفت کی صلاحیت سے نوازا گیا ہے وہ اس بات کے زیادہ لائق ہے کہ ایک دوسرے کے ساتھ مل جل کر رہے اور ایک دوسرے کی مدد حاصل کرے۔ یہی ایک دوسرے سے مانوس ہونے والے ان خالص بھائیوں اور ان کی دوستی کی مثال ہے:-

**أَحْرَى** : زیادہ لائق، زیادہ مناسب۔ حَرَى (ض) حَرَا یا گھٹنا (إِفعال) إِحْرَا یا گھٹنا (تفعیل) تَحْرَا یا چیزوں میں سے اولیٰ یا قابل استعمال کو طلب کرنا۔ **التعاضد** : عضد (تفاعل) تعاضد، ایک دوسرے کی مدد کرنا (ن، ض) عَضُدٌ امداد کرنا، اونٹوں کے لئے پتے جھاڑنا (س) عَضُدٌ بازو میں درد ہونا (إِفعال) إِعْضَادٌ تیر کا دائیں بائیں نکل جانا۔

## وَصِفُ الزَّاهِدِ

(لابن مساک)

قَالَ ابْنُ السَّمَاكِ حِينَ مَاتَ دَاوُدُ الطَّائِيُّ (۱) يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ أَهْلَ  
الدُّنْيَا تَعَجَّلُوا غُمُومَ الْقَلْبِ وَهُمُومَ النَّفْسِ وَتَعَبَ الْأَبْدَانِ مَعَ شِدَّةِ الْحِسَابِ  
فَالرَّغْبَةُ مُتَعَبَةٌ لِأَهْلِهَا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَالزَّهَادَةُ رَاحَةٌ لِأَهْلِهَا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ

زاهد کے اوصاف

حضرت داؤد الطائی کی وفات کے موقع پر علامہ ابن المساک رحمۃ اللہ علیہ نے  
لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: اے لوگو! دنیا دار شدتِ حساب کے باوجود، دل کے  
غموں، نفس کے ارادوں اور جسمانی تھکاوٹ میں جلدی کر گئے ہیں (معلوم ہوا) کہ (دنیا  
میں) شوق و رغبت اپنے ساتھی کے لئے دنیا و آخرت میں باعثِ ٹکان ہے اور دنیا سے بے  
رغبتی و استغناء اپنے ساتھی کے لئے دنیا و آخرت میں باعثِ راحت و تسکین ہے۔

**تعب:** تعب (س) تعباً تھکنا، مشقت میں پڑنا (فاعل) تعباً تھکانا، بھرتا۔  
**الزَّهَادَةُ:** زهد (س، ف، ک) زَهْدًا، زُهِدًا بے رغبتی کر کے چھوڑ دینا، منہ موڑ لینا (ف)  
زَهْدًا، پھلوں کا اندازہ لگانا (افتعال) از دھلاؤ کم سمجھنا (تفعّل) تزهداً عبادت کے لئے  
دنیا کو چھوڑ دینا۔

وَأَنَّ دَاوُدَ الطَّائِيَّ نَظَرَ بَقَلْبِهِ إِلَى مَا بَيْنَ يَدَيْهِ فَأَغْشَى بَصَرَ قَلْبِهِ بَصَرَ

(۱) یہ کوئٹہ کے رہنے والے بہت بڑے زاہد، عابد، شیریں گفتار اور واعظ تھے، اتنی بلند پایہ شخصیت ہیں کہ ان سے امام احمد بن  
حنبلؒ اور ان جیسے دوسرے حضرات روایت بیان کرتے ہیں، ہارون الرشید کے زمانے میں بغداد آ گئے تھے کچھ عرصہ وہاں  
قیام کرنے کے بعد واپس چلے گئے اور ۸۳ھ میں کوئٹہ میں ہی وفات پائی۔

(۲) انکا پورا نام داؤد بن نصیر الطائی ہے وہ گئے چنے زاہدوں میں سے تھے، اپنے آپ کو علم میں مشغول رکھا، فقہ پڑھی پھر تنہائی  
اور گوشہ نشینی اختیار کر کے عبادت میں لگ گئے، بادشاہوں کے عطیات قبول کرنے سے خوب اجتناب کرتے تھے، کہا جاتا ہے  
کہ انہوں نے چالیس سال تک اس طرح روزے رکھے کہ گھر والوں کو بھی پتہ نہیں چلا۔ ایک مرتبہ ہارون الرشید کوئٹہ میں  
آئے تو انہوں نے قراء میں سے کچھ حضرات کے نام اپنے پاس لکھ لئے جن میں داؤد طائی کا نام بھی شامل تھا اور ہر ایک کیلئے  
دوسو درہم دینے کا فرمان جاری کیا، دس دس وقت جب داؤد کا نام پکارا گیا تو وہ نہ آئے خلیفہ کو بتلایا گیا کہ انکو تو علم ہی نہیں ہے،  
اس نے حکم دیا انکے پاس ہی بھیج دیے جائیں چنانچہ ابن مساک اور حماد بن ابیوسف نے کہا ہم نے جائیں گے، راستے میں ابن  
ساک نے حماد سے کہا ”دولت کی ایک کشش ہوئی ہے اس لئے ان دراہم کو انکے سامنے پھیلا دینا تاکہ ہم دیکھ سکیں کہ جس  
کے پاس کچھ بھی نہ ہو وہ دوسو درہم کس طرح واپس کرتا ہے؟ چنانچہ جب وہ انکے پاس پہنچ گئے تو دراہم انکے سامنے پھیلا دیے  
، یہ دیکھ کر انہوں نے فرمایا اس طرح تو بچوں کے ساتھ کیا جاتا ہے اور ان دراہم کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ محارب ابن عمار  
فرماتے ہیں اگر داؤد پچھلی امتوں میں سے ہوتے تو اللہ تعالیٰ ان کے قصے کو اپنی کتاب (قرآن) میں بیان فرماتے ۱۶۰ھ

۱۶۱ھ میں انتقال فرمایا۔

الْعُيُونُ فَكَأَنَّهُ لَمْ يَبْصُرْ مَا إِلَيْهِ تَنْظُرُونَ وَكَأَنَّكُمْ لَا تَبْصُرُونَ مَا إِلَيْهِ يَنْظُرُ. فَأَنْتُمْ مِنْهُ تَعْجَبُونَ وَهُوَ مِنْكُمْ يَتَعَجَّبُ، فَلَمَّا نَظَرَ إِلَيْكُمْ رَاغِبِينَ مَغْرُورِينَ قَدْ ذَهَبَتْ عَلَى الدُّنْيَا عَقُولُكُمْ، وَمَاتَتْ مِنْ حُبِّهَا قُلُوبُكُمْ، وَعَشِقَتْهَا أَنْفُسُكُمْ وَامْتَدَّتْ إِلَيْهَا أَبْصَارُكُمْ اسْتَوْحَشَ الزَّاهِدُ مِنْكُمْ لِأَنَّهُ كَانَ حَيًّا وَسَطَ مَوْتِي.

یہ بات بھی شک و شبہ سے بالاتر ہے کہ حضرت داؤد الطائی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے سامنے پیش آنے والے واقعات و حالات کا دل کی آنکھوں سے مشاہدہ فرمایا چنانچہ ان کی قلبی بصارت، آنکھوں کی بصارت پر چھا گئی، گویا کہ انہوں نے اس حقیقت کی بابت سوچا بھی نہیں جس کی طرف تم دیکھ رہے تھے اور جو حقیقت ان کے پیش نظر تھی وہ تمہارے خواب و خیال میں بھی نہیں ہے (لہذا اس صورتحال میں) حضرت داؤد الطائی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات تمہارے لئے باعثِ تعجب تھی اور تم لوگ ان کے لئے باعثِ حیرت تھے، چنانچہ جب انہوں نے تمہیں اس حال میں دیکھا کہ تم رنگین مزاج اور مغرور شخصیت کے مالک ہو، تمہاری عقلیں دنیا پر فریفتہ ہو گئی ہیں، دنیا کی محبت میں تمہارے دل مر گئے ہیں، تم دنیا کے عاشق ہو گئے ہو اور تمہاری آنکھیں دنیا کی طرف چار چار ہیں تو اس زاہد (داؤد الطائی رحمۃ اللہ علیہ) کو تم لوگوں سے وحشت ہو گئی کیونکہ وہ مردہ ہستیوں کے درمیان ایک زندہ جاوید شخصیت تھیں۔

يَا دَاوُدُ اِمَّا اَعْجَبَ شَانُكَ اَلَزِمْتَ نَفْسَكَ الصُّمْتَ حَتَّى قَوَّمْتَهَا عَلَى الْعَدْلِ، اَهْتَنَّا وَاِنَّمَا تُرِيدُ كَرَامَتَهَا، وَاَذَلَّلْتُهَا وَاِنَّمَا تُرِيدُ اِغْزَارَهَا، وَوَضَعْتُهَا وَاِنَّمَا تُرِيدُ تَشْرِيفَهَا، وَاتَّعَبْتُهَا وَاِنَّمَا تُرِيدُ رَاحَتَهَا، وَاجْعَلْتُهَا وَاِنَّمَا تُرِيدُ شَبَعَهَا، وَاطْمَأَنَّنْتُهَا وَاِنَّمَا تُرِيدُ رَيْهَا. وَخَشَنَتِ الْمَلْبَسَ وَاِنَّمَا تُرِيدُ لِينَهُ. وَجَشَبَتِ الْمَطْعَمَ وَاِنَّمَا تُرِيدُ طَيِّبَهُ. وَأَمَتِ نَفْسَكَ قَبْلَ أَنْ تَمُوتَ، وَقَبَّرْتُهَا قَبْلَ أَنْ تُقْبَرَ، وَعَذَّبْتُهَا قَبْلَ أَنْ تُعَذَّبَ، وَغَيَّبْتُهَا عَنِ النَّاسِ كَمَا لَا تُدْكَرُ، وَغَيَّبْتُ بِنَفْسِكَ عَنِ الدُّنْيَا إِلَى الْآخِرَةِ.

اے داؤد! کیا ہی عجیب شان ہے آپ کی کہ آپ نے اپنے نفس پر خاموشی کو لازم کر دیا یہاں تک کہ اس کو عدل و انصاف پر لا کھڑا کیا، اپنے نفس کی توہین کی گرد پر دہ آپ اس کی تکریم چاہتے تھے، اس کو ذلیل و خوار کیا مگر درحقیقت آپ اس کی عزت چاہتے تھے، اس کو گرا دیا مگر حقیقت میں آپ کو اس کی تشریف و تکریم مطلوب تھی، اس کو تھکا دیا مگر درحقیقت آپ اس کی راحت چاہتے تھے، اس کو بھوکا چھوڑ دیا مگر درحقیقت آپ اس کی سیری چاہتے

تھے، اسکو پیاسا چھوڑ دیا مگر حقیقت میں آپ اس کی سیرابی چاہتے تھے، آپ نے موٹا و کھردرا لباس اختیار کیا مگر حقیقت میں اس کی نرمی مطلوب تھی، آپ نے کھانے میں موٹے جھوٹے کو اختیار کیا لیکن آپ کو اسی کھانے کی لذت مطلوب تھی، آپ نے اپنے نفس کو اپنے مرنے سے پہلے ماریا اور قبر میں جانے سے پہلے اس کو قبر کی راہ دکھلا دی، خود مصائب و تکالیف میں مبتلا ہونے سے پہلے اسی کو ان مصائب میں جھونک دیا اور آپ نے اپنے نفس کو لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ رکھا تا کہ اس کا تذکرہ بھی نہ کیا جائے، یہاں تک کہ آپ اسی نفس کے ساتھ دنیا سے آخرت کی طرف کوچ کر گئے۔

**خشیت:** خشن (ک) (خُشْنٌ، خَشَانَةٌ سخت و کھردرا ہونا) (تفعیل) تخشیتا سخت و کھردرا ہونا۔ [صدرہ] غصہ دلا کر بھڑکانا **جشیت:** جشب (ف، س) بخشا (ک) بخشایہ موٹا اور بد مزاج ہونا، بد غذا ہونا۔

فَمَا أَظْنُكَ إِلَّا قَدْ ظَفَرْتَ بِمَا طَلَبْتَ، كَانَ سَيْمَآكَ فِي عَمَلِكَ  
وَسِرَّكَ، وَلَمْ يَكُنْ سَيْمَآكَ فِي وَجْهِكَ، فَقَهَتْ فِي دِينِكَ ثُمَّ تَرَكْتَ  
النَّاسَ يُفْتُونُ، وَسَمِعْتَ الْأَحَادِيثَ ثُمَّ تَرَكْتَ النَّاسَ يُحَدِّثُونَ وَيَرْوُونَ،  
وَحَرَسْتَ عَنِ الْقَوْلِ وَتَرَكْتَ النَّاسَ يَنْطَفِقُونَ، لَا تَحْسِدُ الْأَحْيَارَ، وَلَا تَعِيبُ  
الْأَشْرَارَ، وَلَا تَقْبَلُ مِنَ السُّلْطَانِ عَطِيَّةً، وَلَا مِنَ الْأَخْوَانِ هَدِيَّةً. أَنْسُ مَا تَكُونُ  
إِذَا كُنْتَ بِاللَّهِ خَالِيًا وَأَوْحَشُ مَا تَكُونُ إِذَا كُنْتَ مَعَ النَّاسِ جَالِسًا، فَأَوْحَشُ  
مَا تَكُونُ أَنْسُ مَا يَكُونُ النَّاسُ، وَأَنْسُ مَا تَكُونُ أَوْحَشُ مَا يَكُونُ النَّاسُ.

چنانچہ آپ کے بارے میں میرا خیال تو یہی ہے کہ آپ نے کامیابی و کامرانی کے ساتھ ان تمام مقاصد کو حاصل کر لیا ہے جن کے آپ طلبگار تھے، آپ کی خوبصورتی و رعنائی آپ کے چہرے میں نہیں بلکہ یہ تو آپ کے عمل اور راز ہائے بستہ میں جھلکتی تھی۔ آپ نے دین میں نقاہت حاصل کی اور پھر لوگوں کو فتویٰ دینے کے لئے چھوڑ دیا آپ اپنے احادیث سنیں اور پھر لوگوں کو احادیث بیان کرنے اور ان کی روایت کے لئے چھوڑ دیا، آپ نے گفتگو سے منہ پھیر لیا اور لوگوں کو گفتگو کیلئے آزاد چھوڑ دیا، نیک و باکردار حضرات آپ کیلئے باعثِ حسد تھے اور نہ ہی برے (بد بخت) لوگوں کیلئے آپ عیب جو تھے، آپ نے کبھی کسی بادشاہ کا عطیہ گوارہ کیا اور نہ ہی کسی بھائی سے کوئی ہدیہ قبول کیا۔ اللہ جل شانہ کے ساتھ تنہائی و خلوت آپ کیلئے شدید انیسیت کا باعث تھی جبکہ لوگوں کے ساتھ مجالست آپ کیلئے نہایت ہی وحشت و

ہیجان کا باعث تھی۔ جو حالت آپ کیلئے شدید وحشت کا باعث تھی وہی حالت لوگوں کیلئے شدید انیسیت کا سرچشمہ تھی، اسکے برعکس جو حالت آپ کے لئے تھی و سکون سے عبارت تھی وہ عام لوگوں کے لئے باعث وحشت و کلفت تھی۔

خوست: خرس (س) خرسا بصلہ [عن] اعراض کرنا کما یقال ”خرست عن القول“ تو نے گفتگو کرنے سے اعراض کیا، گونگا ہونا۔ خرسا منکے سے پینا (إفعال) إخراسا گونگا بنانا، ناقابل ہونا۔

جَاوَزْتَ حَدَّ الْمَسَافِرِينَ فِي أَسْفَارِهِمْ ، وَجَاوَزْتَ حَدَّ الْمَسْجُورِينَ فِي سُجُورِهِمْ ، فَأَمَّا الْمَسَافِرُونَ فَيَحْمِلُونَ مِنَ الطَّعَامِ وَالْحَلَاوَةِ مَا يَأْكُلُونَ فَأَمَّا أَنْتَ فَإِنَّمَا هِيَ خُبْرَتُكَ أَوْ خُبْرَتَانِ فِي شَهْرِكَ تَرْمِي بِهَا فِي ذَنْ عِنْدَكَ فَلَمَّا أَفْطَرْتَ أَخَذْتَ مِنْهُ حَاجَتَكَ فَجَعَلْتَهُ فِي مِطْهَرَتِكَ ثُمَّ صَبَبْتَ عَلَيْهِ مِنَ الْمَاءِ مَا يَكْفِيكَ ثُمَّ اصْطَبَفْتَ بِهِ مِلْحًا فَهَذَا إِذَا مَكَ وَحَلَوَاكَ .

آپ مسافروں کی اس حالت سے جو سفر میں جو انکی حالت ہوتی ہے تجاوز کر گئے اور قیدیوں کی اس حالت سے جو جیلوں میں انکی حالت ہوتی ہے سے بھی تجاوز کر گئے چنانچہ مسافرین تو اپنے سفروں میں کھانوں اور لذت آمیز اشیاء سے آراستہ ہوتے ہیں جن کو وہ تناول کرتے ہیں مگر آپ کے پاس تو ایک یا دو روٹیاں ہوتی تھیں جنکو آپ مہینہ بھر کیلئے اپنے پاس رکھے ایک بڑے منکے میں ڈال دیتے تھے چنانچہ جب آپ افطار کرتے تھے تو اس سے بقدر حاجت لے لیتے تھے۔ اس کو اپنے ڈول میں ڈال کر اس میں بقدر ضرورت پانی ڈال دیتے اور پھر اس میں تھوڑا سا نمک ڈال دیتے تھے، یہی آپ کا سالن ہوتا تھا اور یہی آپ کا کھانا۔

دن: بڑا نمک جو بغیر زین کھودے نہ رکے [جمع] دنان۔ اصطیفت: صغ

(اتعال) اصطباغاً سالن بنانا، سالن لگانا (ن، ض، ف) خُبْرَتَانِ لنگہ ڈبونا (ن) صُغًا بھر جانا  
فَمَنْ سَمِعَ بِمِثْلِكَ صَبَرَ صَبْرَكَ أَوْ عَزَمَ عَزَمَكَ وَمَا أَظْنُكَ إِلَّا  
قَدْ لِحِقْتَ بِالْمَاضِيْنَ ، وَمَا أَظْنُكَ إِلَّا قَدْ فَضَّلْتَ الْآخِرِينَ ، وَلَا أُحْسِبُكَ إِلَّا  
قَدْ اتَّبَعْتَ الْعَابِدِينَ ، وَأَمَّا الْمَسْجُورُونَ فَيَكُونُ مَعَ النَّاسِ مَحْبُوسًا قِيَانَسُ بِهِمْ  
وَأَنْتَ فَسَجَنْتَ نَفْسَكَ فِي بَيْتِكَ وَحَدَكَ فَلَا مُحَدَّثَ وَحَلِيسَ مَعَكَ .

چنانچہ جس نے بھی آپ جیسوں کے بارے میں سنا اس نے آپ کے مبر جیسا مبر اختیار کیا اور آپ کے ارادوں سے اپنے ارادے ملائے اور میں آپ کو گذشتہ لوگوں کے ساتھ ہی

پیوستہ سمجھتا ہوں اور دوسروں پر فاضل سمجھتا ہوں۔ آپ کے بارے میں میرا گمان یہی ہے کہ آپ نے عابدوں کو بھی تھکا دیا ہے۔ رہے قیدی! تو وہ دیگر لوگوں کے ساتھ قید ہوتے ہیں جن سے وہ انسیت حاصل کرتے ہیں، مگر آپ! آپ نے تو اپنے نفس کو اپنے گھر میں تباہی قید کر رکھا تھا، وہاں پر آپ کے ساتھ کوئی باتیں کرنے والا تھا اور نہ کوئی ساتھ بیٹھنے والا۔

وَلَا أُذِرِيْ أَيْ الْأُمُورِ أَشَدُّ عَلَيْكَ الْخُلُوَّةُ فِي بَيْتِكَ تَعْرِبُكَ الشُّهُورُ وَالسَّنُونَ أَمْ تَرُكُكَ الْمَطَاعِمُ وَالْمَشَارِبُ لَا سِتْرَ عَلَى بَابِكَ وَلَا فِرَاشَ تَحْتِكَ، وَلَا قُلَّةَ يَبْرُدُ فِيهَا مَأْوُكَ، وَلَا قِصْعَةَ يَكُونُ فِيهَا عَدَاؤُكَ وَعَشَاؤُكَ، مِطْهَرُكَ قُلْتُكَ وَقِصْعَتُكَ تَوَزُّكَ.

مجھے معلوم نہیں کہ کونسی چیز آپ پر زیادہ شاق ہے؟ آیا گھر میں وہ خلوت و تنہائی جو آپ پر مہینوں اور سالوں سے گزر رہی ہے یا آپ کا کھانے پینے سے دستبرداری اختیار کرنا، آپ کے دروازہ پر کوئی پردہ ہے اور نہ آپ کے نیچے کوئی بستر، آپ کے پاس کوئی کوزہ ہے جس میں آپ کا پانی ٹھنڈا ہو سکے اور نہ کوئی پیالہ جس میں آپ کے لئے دن رات کا کھانا ہو، آپ کا لوٹا ہی آپ کا مٹکا ہے اور آپ کا پیالہ ہی آپ کا چھوٹا برتن ہے۔

**قِلَّة:** چھوٹا کوزہ، لوگوں کی جماعت، بڑا گھر، سر، پہاڑ یا ہر چیز کا بالائی حصہ [جمع] قُلُل، قِوَال، قُلُل (ض) قُلَّةٌ، قِلَّةٌ کم ہونا، دبلا اور چھوٹا ہونا۔ **قِصْعَةُ:** پیالہ [جمع] قِصْعٌ، قِصَاعٌ، قِصَعَاتٌ۔ **قِصَع (ف)** قِصْعَا پانی کے گھونٹ ٹکٹا، پینا (س) قِصْعَا (ک) قِصَاعَةُ جو ان ہونے میں تاخیر کرنا۔ (تفعیل) تقصیفاً بجھانا، بھرنا۔

وَكُلَّ أَمْرِكَ يَا دَاوُدَ عَجَبٌ أَمَّا كُنْتُ تَشْتَهِي مِنَ الْمَاءِ بَارِدَةً وَلَا مِنَ الطَّعَامِ طَيِّبَةً وَلَا مِنَ اللِّبَاسِ لَيِّنَةً بَلَى وَلَكِنَّكَ زَهَدْتُ فِيهِ لِمَا بَيْنَ يَدَيْكَ فَمَا أَصْغَرَ مَا بَدَلْتُ وَمَا أَحْقَرَ مَا تَرَكْتُ وَمَا أَيْسَرَ مَا فَعَلْتُ فِي جَنْبِ مَا أَمَلْتُ، أَمَّا أَنْتَ فَقَدْ ظَفَرْتَ بِرُوحِ الْعَاجِلِ وَسَعِدْتُ وَاللَّهُ فِي الْآجِلِ، عَزَلْتَ الشُّهُرَةَ عَنْكَ فِي حَيَاتِكَ لَكِنِّي لَا يَدْخُلُكَ عَجْبُهَا، وَلَا يَدْخُلُكَ فَتْنُهَا، فَلَمَّا مَتَّ شَهْرَكَ رَبُّكَ بِمَوْتِكَ وَالْبَسَكَ رِذَاءَ عَمَلِكَ فَلَوْ رَأَيْتَ الْيَوْمَ كَثْرَةَ تَبِعِكَ عَرَفْتَ أَنَّ رَبَّكَ قَدْ أَكْرَمَكَ.

اے داؤد! آپ کا تو ہر کام ہی نرالا اور عجیب ہے، کیا آپ کا دل ٹھنڈے پانی کو نہ چاہتا تھا؟ کیا آپ کو پاکیزہ اور اچھے کھانے کی خواہش نہیں تھی؟ کیا آپ کمزور اور آرام دہ کپڑوں کی

آرزو نہ تھی؟ (یقیناً آپ کو بھی ان سب چیزوں کی خواہش و آرزو تھی) لیکن (اسکے باوجود) آپ نے اپنی ان تمام خواہشات کو کچلتے ہوئے ان سے لاپرواہی اختیار کی، کتنا ہی کم تھا وہ جسکو آپ نے خرچ کیا، کتنی ہی حقیر تھی وہ چیز جس کو آپ نے چھوڑ دیا اور کتنے ہی سہل و آسان تھے وہ سب کام جنہیں آپ نے اپنے خوابوں کی تعمیر کے لئے اختیار کیا۔ بہر حال آپ واقعی دنیا کی شادمانی میں بھی کامیاب ہو گئے اور خدا کی قسم! آخرت میں بھی سعادت اور نیک بختی سے سرفراز ہوؤ گے۔ آپ نے اپنی زندگی میں شہرت کو اپنی ذات سے جدا کئے رکھا تا کہ کہیں اس کا عجب آپ میں سرایت نہ کر جائے اور اس کے فتنے آپ کو نہ لگ جائیں۔ اب جبکہ آپ وفات پا چکے ہیں اللہ نے آپ کی موت کی وجہ سے آپ کو شہرت بخشی ہے اور آپ کو عمل کے پیرا بن سے آراستہ و ہیرا ستہ کھدایا۔ اگر آج آپ اپنے پیروکاروں کی کثرت دیکھتے تو سمجھ لیتے کہ آپ کے رب نے آپ کا اکرام کیا ہے۔

**املت: امل (ن) املًا (تفعیل) بما میلاً امید کرنا (تفعل) تا ملاً غور کرنا۔**



## بَيْنَ السَّيِّدَةِ زُبَيْدَةَ وَالْمَأْمُونِ

مِنَ السَّيِّدَةِ زُبَيْدَةَ: (۱)

كُلُّ ذَنْبٍ يَأْمُرُ الْمُؤْمِنِينَ! وَإِنْ عَظُمَ صَغِيرٌ فِي حَبِّ عَفْوَكَ،  
وَكُلُّ زَلَلٍ وَإِنْ جَلَّ حَقِيرٌ عِنْدَ صَفْحِكَ وَذَلِكَ الَّذِي عَوَّدَكَ اللَّهُ فَاطَالَ  
مُدَّتَكَ، وَتَمَّمَ نِعْمَتَكَ، وَأَدَامَ بِكَ الْخَيْرَ، وَرَفَعَ بِكَ الشَّرَّ.  
ملکہ زبیدہ کا خط:

اے امیر المؤمنین! ہر گناہ اگرچہ بڑا ہی ہو، آپ کی معافی کے پہلو میں چھوٹا ہے اور ہر لغزش اگرچہ بڑی ہو، آپ کے درگزر کرنے کے وقت وہ حقیر ہے۔ یہی وہ خصلت ہے جس کا اللہ نے آپ کو عادی بنایا ہے، اللہ آپ کی عمر لمبی کرے اور آپ کی نعمت (بادشاہت) کو پورا (۱) زبیدہ موصل میں اس وقت پیدا ہوئی جب اس کے والد جعفر بن منصور موصل کے حاکم تھے۔ زبیدہ کا اصل نام لہذا العزیز ہے اور کنیت ام جعفر ہے، پورا نام ام جعفر لہذا العزیز زبیدہ بنت جعفر بن ابی جعفر منصور العباس ہے، دو تین برس کی عمر میں ہی یتیم ہو گئی تھیں، پھر انکی پرورش انکے دادا منصور (جس کا تعارف انہیں لاہرمیں آ رہا ہے) نے کی جو اسے زبیدہ زبیدہ کہہ کر پکارتے تھے، بعد میں اسی نام سے انکی شہرت ہوئی، چودہ یا پندرہ برس کی عمر میں ہارون الرشید سے ان کی شادی ہوئی جو بعد میں مشہور خلیفہ ہوئے۔ امین الرشید نامی عباسی خلیفہ انہی کے لطن سے ہیں۔ آپ عالمہ، فاضلہ اور عزت و شہرت کے اعلیٰ درجہ پر فائز تھیں، مسلمانوں پر آپ کے کئی احسانات اور ہیں، نہر زبیدہ انہیں کی طرف منسوب ہے، ۲۱۶ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔



کرے اور خیر کو آپکے ساتھ ہمیشہ رکھے اور آپکی وجہ سے شر کو اٹھا دے (دور کر دے)۔

**جنب**: پہلو، جہت [جمع] اجتباب، یجنب۔ جب (ن) جنباً پہلو پر مارنا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۸۲ پر ہے۔ **صفحہ حک**: صفحہ (ن) صفحہ گناہ معاف کرنا، بزرگزدانی کرنا (تفصیل) تصحیفاً لمبا چوڑا کرنا (افعال) (مضافاً محروم واپس کر دینا، التناہلنا) (تفعل) تصحیفاً تامل کرنا۔

هَذِهِ رُقْعَةُ الْوَالِدِ الَّتِي تَرَجُّوْكَ فِي الْحَيَاةِ لِنَوَائِبِ الدَّهْرِ، وَفِي الْمَمَاتِ لِجَمِيلِ الذَّكْرِ، فَإِنْ رَأَيْتَ أَنْ تَرْحَمَ ضَعْفِي وَاسْتِكْنَانِي وَقَلَّةَ حِيلَتِي وَأَنْ تَصِلَ رَحْمِي وَتَحْتَسِبَ فِيمَا جَعَلَكَ اللَّهُ لَهُ طَالِبًا وَفِيهِ رَاغِبًا فَافْعَلْ، وَتَذَكَّرْ مَنْ لَوْ كَانَتْ حَيَاةُ لَكَانَ شَفِيعِي إِلَيْكَ.

یہ ایک پر آشوب پیغام ہے جو آپ سے زندگی میں زمانے کی مصیبتوں کے وقت اور موت میں اچھے ذکر کے وقت امید کرتا ہے۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو میری بے بسی و لاچارگی اور حیلوں کے کم ہونے پر ترس کھائیں اور صلہ رحمی کریں اور اس معاملہ میں جس کا اللہ نے آپ کو طالب اور اس میں رغبت کرنے والا بنایا ہے ثواب کی امید رکھیں (اگر ایسا ہی ہے جیسا کہ میرا گمان ہے تو) پھر یہ سب کر گزریے اور اس شخص کو یاد کیجئے اگر وہ زندہ ہوتا تو آپکے پاس میرا سفارشی ہوتا۔

**الوالہ**: [صیغہ صفت] والدہ (ض، ح، س) وَلَهُذَا یَا دِی غَمٌّ سے عقل زائل ہونے کے قریب پہنچنا، شدت غم سے متحیر سا ہو جانا (تفعیل) تَوَلَّهْ شِدَّتْ غَمٍّ میں ذالنا [المرأة] عورت اور اس کے بچے میں جدائی ذالنا (استفعال) استیلاھا بدھواس ہونا۔ **نوائب**: [مفرد] النایبہ [مذکر] النایب مصیبتیں، حوادث۔

مِنَ الْمَأْمُونِ :

وَصَلَّتْ رُقْعَتُكَ يَا أُمًّا! أَحَاطَ بِكَ اللَّهُ وَتَوَلَّاهُ بِالرَّغَايَةِ وَوَقَفْتُ عَلَيْهَا، وَسَاءَ نَسِي، شَهِدَ اللَّهُ جَمِيعُ مَا أُوضَحْتُ فِيهَا لَكِنْ الْأَقْدَارُ نَافِلَةٌ، وَالْأَحْكَامُ جَارِيَةٌ، وَالْأُمُورُ مُتَصَرِّفَةٌ، وَالْمَخْلُوقُونَ فِي قَبْضَتِهَا لَا يَقْدِرُونَ عَلَى دَفَاعِهَا، وَالْدُّنْيَا كُلُّهَا إِلَى شَتَابٍ، وَكُلُّ حَيٍّ إِلَى مَمَاتٍ، وَالْعَدْرُ وَالْبَغْيُ خُفُّ الْبَاسِ، وَالْمَكْرُورَاجِعُ إِلَى صَاحِبِهِ، وَقَدْ أَمَرْتُ بِرَدِّ جَمِيعِ مَا أَخَذْتُ لَكَ، وَلَمْ تَفْقِدْ مِنْ مَضَى إِلَى رَحْمَةِ اللَّهِ إِلَّا وَجْهَهُ وَأَنَا بَعْدَ ذَلِكَ لَكَ عَلَى أَكْثَرِ مِمَّا تَخْتَارِينَ، وَالسَّلَامُ!

## مامون کا جواب: (۱)

اے میری پیاری امی آپ کا خط مجھے ملا، اللہ آپ کی حفاظت فرمائے اور آپ کو رعایا پر ولایت عطا فرمائے۔ میں آپ کی تکلیف پر مطلع ہو گیا ہوں اور اللہ گواہ ہے مجھے ان تمام معاملات نے جن کو آپ نے واضح کیا ہے غمگین کر دیا ہے لیکن تقدیر (قسمت) پوری (۱) ہارون کے دوسرے بیٹے مامون الرشید کی ولادت ربیع الاول ۱۷۰ھ میں ہوئی اور خلیفہ مشہور ہے کہ ایک ہی رات میں ایک خلیفہ (مہدی) نے وفات پائی، دوسرے خلیفہ (ہارون الرشید) نے تخت سنبھالا اور اسی رات تیسرے خلیفہ (مامون) کی ولادت ہوئی، مامون کی ماں ایک کنیر تھی، بائیس جو افغانستان کے مشہور صوبہ ہرات کا ایک شہر ہے، میں پیدا ہوئی خراسان کے اس وقت کے گورنر علی بن عیسیٰ نے ان کو ہارون الرشید کے دربار میں بطور ہدیہ بھیجا تھا اس کنیر کی وفات مامون کی ولادت کے صرف چار روز بعد ہوئی۔ آپ کی کنیت ابو العباس اور محمد نام عبد اللہ المامون بن ہارون الرشید ہے، آپ دورانہی عزم و ہمت، علم و بردباری، علی حمایت اور کھرے فضائل کے جامع ہونے کی وجہ سے جو عباس کی قابل فخر شخصیات میں سے تھے لیکن اس کے ساتھ ساتھ آپ میں احکام کے بارے میں جلد بازی، ان کے نافذ کرنے میں سختی اور اس وقت کے فلاسفہ معزول کی طرف میلان پایا جاتا تھا، آپ کی وفات ۲۱۸ھ میں ہوئی۔

خط کا پس منظر:

خلافت عباسیہ (جس کے بانی سفاح بن محمد ہیں) کے پانچویں خلیفہ ہارون الرشید کے بارہ بیٹوں میں سے چار بیٹے مامون، امین، منعم اور متعمم اپنے باپ کے ولی مہد بننے کے بالکل قابل تھے مامون الرشید نے ۱۸۶ھ میں حج کے موقع پر اپنے دو بیٹوں (امین اور مامون) کو اپنے ملک کے ملحدہ علیحدہ علاقے کے لئے ولی مہد مقرر کر دیا۔ روضۃ العفا کی روایت کے مطابق مامون کو بغداد سے شمالی علاقے کا اور امین کو جنوبی علاقے کا ولی مہد مقرر کیا لیکن امین کی حکومت انتہائی محدود رہی، اس ولی مہدی اور تقسیم ملک کی دستاویز پر ایک بہت بڑی جماعت کی موجودگی میں دونوں بھائیوں نے دھتکارے ۳۔ جمادی الثانی ۱۹۳ھ میں ہارون کے انتقال کے ساتھ ہی دونوں بھائیوں کے درمیان اقتدار کی رسہ کشی شروع ہو گئی حتیٰ کہ ایک موقع پر امین الرشید نے عبد اللہ بن حازم کو کہا "چپ رہ! عبد الملک تجھ سے زیادہ عاقل تھا اس کا قول ہے جنگل میں دو شیر نہیں رہ سکتے" چنانچہ امین اور مامون کی فوجوں کے درمیان پہلی باضابطہ جنگ "رے" کے مقام پر امین کی طرف سے علی بن عیسیٰ کی قیادت میں پچاس ہزار کی فوج اور مامون کی طرف سے طاہر بن حسین کی قیادت میں چار ہزار فوج کے درمیان لڑی گئی۔ زبیدہ چونکہ امین کی والدہ تھیں اس لئے علی بن عیسیٰ جب مامون کی فوج کے مقابلے کے لئے بغداد سے نکلے گئے تو زبیدہ نے اس کو ایک چاندی کی زنجیر دی اور کہا "اگر مامون گرفتار ہو تو اس میں باندھ کر لانا" اور ساتھ ہی نصیحت بھی کی "امین اگر چہ میرا نعت جگر ہے تاہم مامون کا بھی مجھ پر بہت کچھ حق ہے، تم جانتے ہو وہ کس کا بیٹا اور کس کا بھائی ہے" اس لڑائی میں مامون کی فوج نے کامیابی حاصل کی اور امین کی فوج کا سپہ سالار علی بن عیسیٰ قتل ہوا اور طاہر بن حسین فتح کے ساتھ ہی بغداد کی طرف بڑھتا چلا آیا اور ذوالحجہ ۱۹۶ھ کو باب الانار پہنچ کر ایک باغ میں قیام کیا اور بغداد کو محاصرہ میں لے لیا، کافی دنوں تک یہ محاصرہ اور جنگ جاری رہی۔ وہ بغداد جس کی بنیاد ابو جعفر منصور نے ۱۳۵ھ میں "إن الارض لله یورثها من یشاء من عباده" بڑھ کر رکھی تھی، جب اچڑ گیا تو امین الرشید نے تمک کہ ہرثمہ ہاشمی سے امان طلب کی، معاملہ طے پایا کہ ہرثمہ دجلہ کے کنارے غمشئی لے کر آئے جس میں سوار ہو کر شام کی طرف بھاگ جائیں گے، اسی ارادہ سے ہفتہ کی شب محرم ۱۹۸ھ کو انھیں بجے امین الرشید نے اپنی کرسی پر بیٹھ کر آخری دربار اس حالت میں لگایا کہ چند خدام اس کے سر ہانے گرز لئے کھڑے تھے، اس نے اپنے دونوں بیٹوں کو بلا یا پسند سے لپٹا کر پیار کیا، پیدائشی اور زخاروں پر بوسے دیئے، گلے سے لگا کر خوب رو یا اور نہایت حسرت کے ساتھ یہ کہہ کر رخصت کیا "جاؤ! خدا کو سونپا" اس کے بعد امین جب دجلہ پر پہنچا تو ہرثمہ غمشئی لے کر انتظار کر رہا تھا اس میں

ہونے والی ہے، فیصلے جاری ہیں، کاموں میں تصرف کیا جا چکا ہے اور تمام مخلوق ایسی ذات کے قبضے میں ہے کہ جس سے دفاع کی طاقت بھی نہیں رکھتی۔ پوری دنیا متفرق ہے، ہر زندہ نے مرجاتا ہے دھوکہ اور جھوٹ انسان کی موت ہے اور مکر اپنے مکر کرنے والے کی طرف واپس پلٹتا ہے آپ سے جو کچھ بھی لیا گیا ہے میں نے اس کے واپس کرنے کا حکم جاری کر دیا ہے، جو اللہ کی رحمت کی طرف چلا گیا آپ نے اس کو گم نہیں کیا مگر صرف اسکے چہرے کو (یعنی سوار ہوئے، ابھی کشتی چلی تھی کہ طاہر بن حسین کی فوج نے ہر طرف سے گھیر لیا اور اس قدر بھر بھرائے کہ کشتی کے تمام تختے ٹوٹ گئے، امین اپنے جسم پر لدے وزنی کپڑے پھاڑ رہا ہوا اور ڈوبتا تیرتا کنارے آ پہنچا۔ احمد بن سلام کا کہنا ہے کشتی میں امین کے ساتھ ہونے کی وجہ سے مجھے بھی قید خانہ میں ڈالا گیا، ابھی کچھ ہی دیر گزری تھی کہ امین کو وہاں لایا گیا اور اس کی حالت یہ تھی نئے بدن پر صرف ایک پانچامہ سر پر ایک عمامہ اور کندھے پر ایک بوسیدہ چادر تھی، آدھی رات گزری تھی کہ چند اہل غم ننگی تلواریں لے کر آگئے، امین بھی مرنے کے لئے تیار ہوا لیکن نہتا تھا اس لئے اس نے چاہا کہ حریف کی تلوار چین کر کاشی جرات کے جوہر زندہ دکھائے، کیونکہ اسے ایک ایسی موت منظور تھی جو ایک عباسی شہزادہ کے شایان شان ہو، مگر دفعتاً سارا گروہ اس پر ٹوٹ پڑا اور زبیدہ کا یہ چشم و چراغ جس نے چلد برس سات باواٹھارہ دن سریر خلافت کو جلا بخشی، اٹھا نہیں برس کی عمر میں عین جوانی میں ہمیشہ کے لئے گل کر دیا گیا۔ زبیدہ جو اپنے بیٹے کے گل میں تھی جب اسکو یہ خبر پہنچی تو نہایت غمگین حالت میں ایک خط لکھا جو زبیدہ کی طرف سے مامون کو پہلا خط تھا جس کا کچھ مضمون متن میں موجود ہے، یہ خط زبیدہ کی طرف سے جہاں گھر سے غم و اندوہ کا غماز ہے وہیں منصب خلافت کے احترام اور آداب شایہ کی باریکیوں کی معرفت پر بھی مشتمل ہے اور اس جیسے نازک موقف اور اندرونی چپقلش کے بارے میں انشاء و تعبیر کی ایک عمدہ مثال ہے اور مامون کا جواب غم خواری و طاعت کا ایسا مجموعہ ہے جو شایانہ شان و شوکت اور پداری فرمانبرداری کو جامع ہے، اس میں اظہار تعزیت کی شیرینی بھی ہے اور اظہار تضرع و تضرع کی کچھ تکی بھی۔ اس کا بقیہ حصہ جو کتب تاریخ میں موجود ہے ذیل میں ہم اسکو نقل کر رہے ہیں۔ الی الوارث علم الاولین و معلوم ..... والملك المامون من ام جعفر ..... کتبت و بنی مستعمل ..... الیک ابن علی من جحون و جبر ..... وقد سنی ذل و ضرکایت ..... وارق یعنی یا بن علی لنگر ..... انی طاهر لا طاهر الله طاهر ..... فامهر فیما اتی بمطهر ..... فاخر بنی مکشوفه الوجہ حاسر ..... و انحب اموالی و اخرج اودوری ..... یزعلی حارون باقد لقیہ ..... و ما مر لی من ناقص الخلق اعور ..... فان کان ما بادی یا مرا مر ..... صیرت لا من من قد یر ..... ترجمہ: خلیفہ مامون جو اگلوں کے علم و فہم کا مدار ہے کے نام ام جعفر کی طرف سے خط ہے، اے امین! ہم! میں تجھ کو خط لکھ رہی ہوں جبکہ میری آنکھیں نیچوں سے خون برسار رہی ہیں مجھکو ذلت اور اذیت دہ رخ پہنچا ہے اور مکر نے میری آنکھیں کو لا جواب کر دیا ہے، طاہر آیا اللہ طاہر کو طاہر نہ کرے جو کچھ اس نے کیا اس سے پاک نہیں ہو سکتا، اس نے مجھ کو برہنہ اور بے پردہ گھر سے نکالا، میرا مال لوٹ لیا اور مکانات پر باد کر دیے، اس ناقص الخلق کا نے کے ہاتھ سے جو مجھ پر گزرا اگر ہارون ہوتا تو اس پر گراں گزرتا۔ طاہر نے جو کچھ کیا اگر تیرے حکم سے کیا ہے تو میں خدا کے سپرد کرتی ہوں۔ جب یہ خط مامون کو ملا تو پڑھ کر اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے، بہر حال ۲۶ محرم بروز ہفتہ ۱۹۸ھ اہل بغداد نے مامون کیلئے عمومی بیعت کی، مامون جب ۲۰۲ھ میں مرو سے روانہ ہوا اور صفر ۲۰۴ھ کو بغداد پہنچا، روم کے گنام اور قسطنطین کے زمانہ سے منتقل فلسفہ کو جان تازہ بخشنے اور دیگر کامائے نمایاں سرانجام دینے کے بعد آخر کار اس شہزادے نے بھی اپنا نائب اپنے بھائی ابوالاسحاق معتمد باللہ کو بتا کر ستر سو گوار بیٹوں کی موجودگی میں ۱۸ جب ۲۱۸ھ کو یہ کہہ کر ”اے وہ! جس کی سلطنت علمی زائل نہ ہوگی اس پر حرم فرمان جس کی سلطنت زائل ہو رہی ہے“ جان جان آفریں کے سپرد کردی اور حدود روم کے ایک شہر طروس میں ہارون الرشید کے خادم خاص خاقان کے مکان میں مدفون ہوا۔

صرف وہی شخص گیا ہے بقیہ معاملات تو وہی ہیں اب میں اسکی جگہ پر ہوں تو جو کچھ وہ آپ کو دیتے تھے اب میں دوں گا) اور اس کے بعد آپ جو کچھ بھی اختیار کریں گی (چاہیں گی) میں اس سے زیادہ پر ہوں گا (آپکی خواہش سے بڑھ کر آپ کو دوں گا)۔ والسلام

**الأقدار:** [مفرد] القدر تقدیر الہی، طاقت و قوت، چیز کی انتہاء۔ قدر (ض) قدر (ن) تدبیر کرنا، اندازہ کرنا۔ قدرۃ تیار کرنا، وقت معین کرنا (ن) قدر (ض) تعظیم کرنا، غور و فکر کرنا (تفعیل) تقدیر (ن) قادر بنانا، فیصلہ کرنا۔ **شئنا:** [مفرد] الشئ متفرق، پراگندگی۔ شئت (ض) شئنا متفرق ہونا، پراگندہ کرنا (تفعل) شئنا متفرق ہونا۔ **حفف:** موت [جمع] کثوف کما يقال "مات حفف أنفه او حفف فيه" وہ اپنی طبعی موت مرا۔

☆☆☆☆☆☆

### بَيْنَ قَاضٍ وَقُورٍ، وَذَبَابٍ جَسُورٍ (للمحاضر)

كَانَ لَنَا بِالْبَصْرَةِ قَاضٍ يُقَالُ لَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَوَّارٍ، لَمْ يَرَ النَّاسَ حَاكِمًا زَمِينًا رَكِينًا وَلَا وَفُورًا حَلِيمًا، ضَبَطَ مِنْ نَفْسِهِ وَمَلَكَ مِنْ حُرْكَتِهِ مِثْلَ الذِّئِ ضَبَطَ وَمَلَكَ. كَانَ يُصَلِّيُ الْغَدَاةَ فِي مَنْزِلِهِ وَهُوَ قَرِيبُ الدَّارِ مِنْ مَسْجِدِهِ، فَيَأْتِي مَجْلِسَهُ فَيَحْتَبِي وَلَا يَتَكَبَّرُ، فَلَا يَزَالُ مُتَّصِبًا لَا يَتَحَرَّكُ لَهُ عَضْوٌ، وَلَا يَلْتَفِتُ وَلَا يَحُلُّ حَبْوَةً. وَلَا يَحْمِلُ رَجُلًا عَلَى أُخْرَى، وَلَا يَعْتَمِدُ عَلَى أَحَدٍ شَقِيهِ، حَتَّى يَكُنْهُ بِنَاءً مَبْنًى، أَوْ صَخْرَةً مَنْصُوبَةً.

پرو قاضی اور بہادر کسی کے درمیان کشمکش

بصرہ میں ہمارا ایک قاضی تھا جس کو عبد اللہ بن سوار کہا جاتا تھا، لوگوں نے کوئی ایسا

(۱) ابومحان عمرو بن بحر الحافظ بصرہ میں پیدا ہوئے وہیں پرورش پائی اور رائج الوقت تمام فنون میں حظ وافر حاصل کر کے سند فراغت حاصل کی، اس کے بعد تصنیف و تالیف کی خاطر کتب کو جمع کیا اور پھر مضمون نگاری اور اشعار پر دازی کی۔ آپ بدھن، نازک اندام، تیز خاطر، نظر بھانہ حاضر جواب اور معتزلی عقیدہ والے تھے تصنیف میں عرب کے نابزد روزگار اور ماہر باکمال، علم و فن کے امام اور ایک خاص اسلوب کے موجد بھی اور شاید آخر بھی وہی ہوں شمار ہوتے ہیں، ان کی تصنیف آسان مگر طویل عبارت، بہت سارے نقلی فقرات میں جملوں کی قطع یا ترسیل، الفاظ و جملوں میں عمدہ جزاؤں اور ایک جملے سے دوسرے جملے کو نکالنے، سنجیدگی و مزاح کے احتراز، عقل و منطق کی تحکیم، درمیان میں جملہ اوجید کو لانے کے باعث اور ساتھ ساتھ ان ساری چیزوں کا نقشہ جن میں مصنف زندگی گزارتا ہے اور اہل زمانہ کے اخلاق و عادات کو بیان کرنے کی وجہ سے دیگر حضرات کی تصنیفات سے ممتاز حیثیت رکھتی ہیں ان کی مشہور کتب میں "البیان للعقیدین"، کتاب الخلاء، الحیوان اور دیوان السائل ہیں ان کی وفات ۲۵۵ھ میں ہوئی۔

سجیدہ اور ثابت قدم حاکم، کوئی ایسا صاحبِ وقار اور بردبار حاکم جو اپنے آپ پر اور اپنی حرکات پر ایسی قدرت رکھتا ہو جیسے وہ اپنے نفس اور اپنی حرکات پر قدرت رکھتا تھا، نہیں دیکھا، وہ فجر کی نماز اپنے گھر میں پڑھتا تھا حالانکہ اس کا گھر مسجد کے قریب واقع تھا پھر مجلس میں آتا اور جب وہ باندھ کر بیٹھ جاتا، تکبیر نہیں لگاتا تھا وہ اسی طرح بیٹھا رہتا تھا، اس کا کوئی عضو بھی حرکت نہیں کرتا تھا، وہ ادھر ادھر دیکھتا اور نہ ہی اپنا جبو کھولتا، اپنی ٹانگ کو دوسری ٹانگ پر رکھتا اور نہ ہی ایک پہلو پر ٹیک لگاتا، ایسے معلوم ہوتا تھا گویا کہ وہ ایک بنی عمارت ہے یا گاڑا ہوا پتھر ہے۔

**جسور:** دلیر [جمع: جُسر، جُسر، جُسر (ن) جسارۃ، جسور، اقدام کرنا (ن)]

جُسر اہل بنانا (تفاعل) تجاسر افر کرنا، جری ہونا (اتفعال) اجتنار اعبور کرنا۔ زمینتا: زمت (ک) زلماتہ (تفعیل) ترمنا سجیدہ و صاحب وقار ہونا (س) زمتا گھا گھونٹنا۔ رکن: رکن (ک) رکانہ، رکوۃ صاحب وقار و سجیدہ ہونا، ثابت قدم بنانا (ن، س) رکو ناماں ہونا، اعتماد و بھروسہ کرنا۔ فیحتبی: جبو (اتفعال) احتباء ایٹھ اور پنڈلیوں کو کپڑے سے باندھ لینا، کپڑے میں لپٹ جانا (ن) خبوا قریب ہونا، چوتڑوں کے بل گھسٹنا (تفعیل) تحببہ حفاظت کرنا، منع کرنا۔ الحبوۃ: وہ کپڑا جس سے پیٹھ اور پنڈلیوں کو ملا کر باندھ لیا جائے [جمع: نجی۔ صخرۃ: ٹھوس بڑا پتھر، چٹان [جمع: صخر، صخور۔ صخر (افعال) اسخار ا پتھر ملا ہونا۔

فَلَا يَزَالُ كَذَلِكَ حَتَّى يَقُومَ إِلَى صَلَاةِ الظُّهْرِ، ثُمَّ يَقُودُ إِلَى مَجْلِسِهِ فَلَا يَزَالُ كَذَلِكَ حَتَّى يَقُومَ إِلَى صَلَاةِ الْعَصْرِ، ثُمَّ يَرْجِعُ لِمَجْلِسِهِ فَلَا يَزَالُ كَذَلِكَ حَتَّى يَقُومَ لِصَلَاةِ الْمَغْرِبِ، ثُمَّ رُبَّمَا عَادَ إِلَى مَجْلِسِهِ، بَلْ كَثِيرًا مَا كَانَ يَكُونُ ذَلِكَ إِذَا بَقِيَ عَلَيْهِ شَيْءٌ مِّنْ قِرَاءَةِ الْعُهُودِ وَالشُّرُوطِ وَالْوَثَائِقِ، ثُمَّ يُصَلِّيُ الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ وَيَنْصَرِفُ، فَالْحَقُّ يُقَالُ لَمْ يَقُمْ فِي طَوْلِ تِلْكَ الْمُدَّةِ وَالْوَلَايَةِ مَرَّةً وَاحِدَةً إِلَى الْوُضُوءِ وَلَا احْتِنَاجَ إِلَيْهِ، وَلَا شَرِبَ مَاءً وَلَا غَيْرَهُ مِنَ الشَّرَابِ.

وہ اسی حالت میں رہتا حتیٰ کہ ظہر کی نماز کیلئے اٹھ جاتا پھر اپنی مجلس میں واپس آجاتا اور اسی حالت میں رہتا حتیٰ کہ عصر کی نماز کیلئے اٹھ جاتا پھر واپس مجلس میں آجاتا اور اسی حالت میں رہتا حتیٰ کہ مغرب کی نماز کیلئے اٹھ جاتا پھر بسا اوقات اپنی مجلس میں واپس آتا بلکہ اکثر اوقات ہی ایسا ہوتا خصوصاً جبکہ اس پر کچھ ذمہ داریوں، شرطوں اور معاہدوں کا دیکھنا باقی رہتا پھر عشاء کی نماز پڑھتا اور چلا جاتا۔ اگر یہ بات کی جائے کہ وہ اپنی پوری مدت ولایت میں

ایک مرتبہ بھی وضو کیلئے اٹھا اور نہ ہی اس کو وضو کی حاجت ہوئی، پانی پینے کیلئے اور نہ ہی پانی کے علاوہ کوئی دوسرا مشروب پینے کے لئے اٹھا تو یقیناً صحیح ہوگی۔

كَذَلِكَ كَانَ شَأْنُهُ فِي طَوَالِ الْيَوْمِ وَفِي قِصَارِهَا، وَفِي صِفِهَا وَفِي شَتَائِهَا، وَكَانَ مَعَ ذَلِكَ لَا يُحْرَكُ يَدًا وَلَا عُضْوًا وَلَا يُشِيرُ بِرَأْسِهِ، وَلَيْسَ إِلَّا أَنْ يَتَكَلَّمَ ثُمَّ يُوجِزُ وَيَبْلُغُ بِاللِّسِيرِ مِنَ الْكَلَامِ إِلَى الْمَعَانِي الْكَبِيرَةِ.

دن لیے ہوں یا چھوٹے اس کی شان یہی تھی اسی طرح موسم گرما اور سرما میں بھی یہی اس کی حالت تھی، ان تمام کے ساتھ ساتھ وہ اپنے ہاتھ کو حرکت دیتا اور نہ کسی دوسرے عضو کو، اور نہ اپنے سر سے اشارہ کرتا (بلکہ) وہ زبان سے بولتا (اور جب بولتا تو) پھر مختصر کلام کرتا اور تھوڑی بات میں بڑے بڑے معانی ادا کر جاتا۔

یوجز: وجز (ض) وجز مختصر کلام کہنا (ک) وجزا، وجزز اکلام کا مختصر وبلغ ہونا (إفعال) ایجاز مختصر ہونا، مختصر کرنا (تفعل) تو جزا حاجت پوری کرنے کا کہنا (استفعال) استیجاز زوائد کو حذف کر دینا۔

فَبَيْنَا هُوَ كَذَلِكَ ذَاتَ يَوْمٍ وَأَصْحَابُهُ حَوَالَيْهِ، وَفِي السَّمَاطَيْنِ بَيْنَ يَدَيْهِ سَقَطَ عَلَى أَنْفِهِ دُبَابٌ فَأَطَالَ الْمَكْتُ، ثُمَّ تَحَوَّلَ إِلَى مُوقٍ عَيْنِيهِ، فَرَامَ الصَّبْرَ عَلَى سُقُوطِهِ عَلَى الْمُوقِ، وَصَبَرَ عَلَى عُصْبَتِهِ وَنَفَاذِ خَرْطُومِهِ، كَمَا رَامَ الصَّبْرَ عَلَى سُقُوطِهِ عَلَى أَنْفِهِ، مِنْ غَيْرِ أَنْ يُحْرَكَ أَرْبَتُهُ أَوْ يُغَضَّنَ وَجْهَهُ، أَوْ يُذَبَّ بِأَصْبَعِهِ.

انہی حالات میں ایک دن وہ جبکہ اس کے اصحاب اس کے گرد و صفوں میں اس کے سامنے جمع تھے، بیٹھا تھا کہ ایک مکھی اس کی ناک پر بیٹھ گئی، وہ کافی دیر تک بیٹھی رہی پھر وہ اس کے گوشہ چشم کی طرف منتقل ہو گئی قاضی نے مکھی کے گوشہ چشم پر بیٹھنے پر صبر کا ارادہ کیا۔ اس نے مکھی کے کانٹے اور سونڈ کو اندر داخل کرنے پر صبر کیا جیسے اس نے ناک پر بیٹھنے پر صبر کیا تھا، اس نے اپنی ناک کو ایک جانب حرکت دی اور نہ اپنے چہرہ پر شکن ڈالی، اور نہ ہی اس کو اپنی انگلی سے دور کیا۔

موق: [مصدر] گوشہ چشم، بیوقوفی، غبار [جمع] أمواق۔ موق (ن) أموقا، أموقا بے وقوف ہونا، ہلاک ہونا (تفاعل) تماوقا حماقت ظاہر کرنا۔ رام: روم (ن) رومًا، مرانما ارادہ کرنا (تفعیل) تروجما ٹھہرنا، خواہش دلانا (تفعل) تروما ٹھٹھا کرنا۔ عصتہ: عضض

(س) عَضًا، عَضِيضًا کا ثنا، دانت سے پکڑنا (تفعیل) تَعَضِيضًا بہت کا ثنا (إِفعال) اِعْضَاضًا دانت سے کٹوانا۔ خسر طوم: سونڈ، جلدی نشہ لانے والی شراب، سردار [جمع] خرا طیم۔ خرط (ن، ض) خرطاً ہاتھ مار کر پتے جھاڑنا، ہموار کرنا (استفعال) استخرطاً پھوٹ پھوٹ کر رونا۔ بغضین: غضن (تفعیل) تَعَضِيضًا شکن ڈالنا، موڑنا (ن، ض) غَضًا منع کرنا (مفاعله) مغاضئۃ آنکھ کا چھپکانا۔ یذب: ذب (ن) ذبًا دفع کرنا، حمایت کرنا (ض) ذبًا، ذبًا گرمی یا پیاس سے خشک ہونا، مر جھانا۔

فَلَمَّا طَالَ ذَلِكَ عَلَيْهِ مِنَ الدُّبَابِ، وَشَعَلَهُ وَأَوْجَعَهُ وَأَحْرَقَهُ، وَقَصَدَ إِلَى مَكَانٍ لَا يَحْتَمِلُ التَّغَاوُلَ أَطْبَقَ جَفْنَهُ الْأَعْلَى عَلَى جَفْنِهِ الْأَسْفَلِ فَلَمْ يَنْهَضْ فَدَعَاهُ ذَلِكَ إِلَى أَنْ يُوَالِيَ بَيْنَ الطَّبَاقِ وَالْفَتْحِ، فَتَنَحَّى رِيْثَمَا سَكَنَ جَفْنُهُ، ثُمَّ عَادَ إِلَى مَوْقِعِهِ بِأَشَدِّ مِنْ مَرَّتِهِ الْأُولَى.

جب مکھی کافی دیر تک وہاں بیٹھی رہی اور قاضی کو اس نے معزوف رکھا، اسے درد اور سخت تکلیف پہنچائی اور اس نے ایسی جگہ کا ارادہ کیا جس سے غفلت برتنے کا احتمال تک نہیں ہو سکتا تو اس نے اپنی اوپر کی پلکوں کو نیچے کی پلکوں کے ساتھ ملا دیا لیکن اس طرح بھی وہ نہیں اٹھی، اس وجہ سے وہ پے در پے پلکوں کو ملاتا رہا اور کھولتا رہا، اتنی مدت کیلئے (جتنی میں وہ پلکوں کو حرکت دیتا رہتا تھا) تو مکھی وہاں (گوشہ چشم) سے ایک جانب ہو جاتی لیکن جتنی مدت میں وہ اپنی پلکوں کی حرکت بند کرتا وہ پھر دوبارہ پہلی مرتبہ کے مقابلے میں بہت زیادہ سختی کے ساتھ گوشہ چشم کی طرف لوٹ آتی تھی۔

**جَفَنَة:** [مصدر] اوپر نیچے کا پوند، نیام [جمع] اَجْفَان، جَفُون، جَفْن (ن) جَفْنَا  
ذبح کر کے بڑے پیالہ میں کھانا، برائیوں سے روکنا، جڑ پکڑنا۔ **لَم يَنْهَضْ:** نہض (ف)  
نہضَا، اٹھنا، مستعد ہونا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۱۱۳ پر ہے۔ **رِيثَمَا:** مقدارِ مہلت، الزیث اکثر  
[ما] کے ساتھ استعمال ہوتا ہے کبھی بغیر [ما] کے بھی استعمال ہوتا ہے۔ ریث (ض) ریثَا تاخیر  
کرنا (تفعیل) تریثَا تھکنا، نرم کرنا (افعال) اِراثَا دیر کرانا۔

فَعَمَسَ خُرْطُومَهُ فِي مَكَانٍ كَانَ قَدْ آذَاهُ فِيهِ قَبْلَ ذَلِكَ فَكَانَ احْتِمَالُهُ أَقْلَ، وَعَجَزُهُ عَنِ الصَّبْرِ عَلَيْهِ فِي النَّايَةِ أَقْوَى، فَحَرَّكَ أُجْفَاهُ، وَزَادَ فِي شِدَّةِ الْحَرَكَةِ، وَأَلَحَّ فِي فَتْحِ الْعَيْنِ، وَفِي تَتَابُعِ الْفَتْحِ وَالِإِطْبَاقِ، فَتَسَحَّى عَنْهُ بِقَدْرِ مَا سَكَنَتْ حَرَكَتُهُ، ثُمَّ عَادَ إِلَى مَوْضِعِهِ، فَمَا زَالَ يُلِحُّ عَلَيْهِ حَتَّى

اسْتَفْرَعَ صَبْرَهُ وَبَلَغَ مَجْهُودَهُ، فَلَمْ يَجِدْ بُدْأَمَنْ أَنْ يُدَبَّ عَنْ عَيْنِهِ بِيدِهِ فَفَعَلَ  
وَعَيُونُ الْقَوْمِ تَرْمُقُهُ، وَكَأَنَّهُمْ لَا يَرَوْنَهُ فَتَنَحَّى عَنْهُ بِقَدَرٍ مَا رَدَّ يَدَهُ وَسَكَتَتْ  
حَرَكَتُهُ، ثُمَّ عَادَ إِلَى مَوْضِعِهِ، ثُمَّ الْجَاءَهُ إِلَى أَنْ ذَبَّ عَنْ وَجْهِهِ، بِطَرَفِ كُمِهِ،  
ثُمَّ الْجَاءَهُ إِلَى أَنْ تَابَعَ ذَلِكَ، وَعَلِمَ أَنْ فَعَلَهُ كُلَّهُ بِعَيْنٍ مِنْ حَضْرَةِ مَنْ أَمَانِهِ  
وَجُلُسَانِهِ.

کبھی نے اپنی سونڈ اس جگہ پر جہاں اس نے پہلے اس کو تکلیف دی تھی گاڑ دی  
جبکہ اب صبر کا احتمال کم تھا اور دوسری مرتبہ اس تکلیف پر صبر کرنے سے عاجز آنا زیادہ قوی تھا،  
اس نے اپنی پلکوں کو حرکت دی اور تیزی سے حرکت دیتا رہا، اپنی آنکھوں کو پے در پے کھولنے  
اور بند کرنے پر اصرار کیا تو کبھی اتنی دیر ایک جانب ہو جاتی جتنی دیر میں اس کی حرکت بند  
ہو جاتی وہ پھر اپنی جگہ واپس آ جاتی اور اس طرز پر اصرار کرتی رہی (یعنی اس نے یہی طریقہ  
اختیار کر لیا) یہاں تک کہ وہ صبر اور اپنی کوشش کے آخری درجہ تک پہنچ گیا، اس نے اس کے  
علاوہ کوئی اور چارہ نہیں پایا کہ وہ اس کو اپنی آنکھ سے ہاتھ کے ذریعہ دور کرے چنانچہ اس نے  
ایسا کیا تو قوم کی آنکھیں اس کو اس طرح تکتے لگیں گویا کہ وہ اس کو نہیں دیکھ رہے ہیں۔ کبھی  
پھر اتنی مدت کیلئے اس سے ایک جانب ہو گئی جتنی مدت میں اس نے اپنا ہاتھ واپس کر لیا،  
جب اس کی حرکت ختم ہو گئی، وہ پھر دوبارہ اپنی جگہ کی طرف واپس آ گئی۔ پھر اس کو مجبور کیا  
کہ وہ اس کو اپنی آستین کے ایک کونے کے ذریعے اپنے چہرے سے دور کرے اور اس کو اس  
پر مجبور کیا کہ وہ یہ فعل پے در پے کرے جبکہ وہ جانتا تھا کہ یہ کام اپنے ہم مجلسوں کے سامنے  
اور ان کی حاضری کی حالت میں کر رہا ہے۔

يُلْحَقُ عَلَيْهِ: (إِفعال) اِلْحَاقًا اصرار کرنا، لگاتار برسنہ، تھک کر ست ہونا (ن)،  
ض (لِخَا) نزدیک ہونا (س) لِحَا، لِحَا [العین] کچھڑے پلکوں کا چپکنا۔ تَرْمُقُهُ: رَمَقَ (ن)  
رَمَقًا دیر تک دیکھنا، جھجھکتی ہوئی نگاہ ڈالنا (تفعیل) تَرْمُقًا دیر تک دیکھنا، گھڑنا (مفاعله)  
مرامقہ اچھی طرح نہ کرنا۔

فَلَمَّا نَظَرُوا إِلَيْهِ قَالَ: أَشْهَدُ أَنَّ الذُّبَابَ أَلْحَجَّ مِنَ الْخُنْفَسَاءِ وَأَزْهَى  
مِنَ الْغُرَابِ، قَالَ: وَأَسْتَغْفِرُ اللَّهَ فَمَا أَكْثَرَ مَنْ أَعْجَبَتْهُ نَفْسُهُ فَأَرَادَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ  
أَنْ يُعَرِّفَهُ مِنْ ضَعْفِهِ مَا كَانَ عَنْهُ مَسْتَوْرًا وَقَدْ عَلِمْتُمْ أَنِّي عِنْدَ نَفْسِي وَعِنْدَ  
النَّاسِ مِنْ أَرْزَنِ النَّاسِ، فَقَدْ غَلَبَنِي وَفَضَحَنِي أَوْضَعُ خَلْقِهِ، ثُمَّ تَلَا قَوْلَهُ تَعَالَى:



(وَإِنْ يُسَلِّبُهُمُ الذُّبَابُ شَيْئًا لَا يَسْتَنْقِذُوهُ مِنْهُ ضَعُفَ الطَّالِبِ وَالْمَطْلُوبِ) وَكَانَ بَيْنَ اللِّسَانِ، قَلِيلَ فَضُولِ الْكَلَامِ، وَكَانَ مَهِيئًا فِي أَصْحَابِهِ، وَكَانَ أَحَدُ مَنْ لَمْ يُطْعَنَ عَلَيْهِ فِي نَفْسِهِ، وَلَا فِي تَعْرِيفِ أَصْحَابِهِ لِلْمَنَائِلَةِ،

جب انہوں نے اس کی طرف دیکھا تو اس نے کہا: ”میں گواہی دیتا ہوں کہ کبھی کبیر بلا سے بھی زیادہ دشمنی میں مداومت کرنے والی، اور کوئے سے بھی زیادہ حرکت کرنے والی ہے“ اور کہا: میں اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرتا ہوں، کتنے زیادہ لوگ ہیں جن کو ان کا نفس پسند آجائے اور اللہ تعالیٰ ارادہ فرماتے ہیں کہ اس کی چھپی ہوئی کمزوری کو اس کے سامنے ظاہر فرمادیں اور یقیناً تم جانتے ہو کہ میں اپنے نزدیک اور لوگوں کے نزدیک سب سے زیادہ سنجیدہ ہوں۔ لیکن مجھ پر اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں سے سب سے کمزور مخلوق غالب آگئی اور مجھے ذلیل کر دیا۔ پھر اس نے یہ آیت تلاوت کی ”وَإِنْ يُسَلِّبُهُمُ الذُّبَابُ شَيْئًا لَا يَسْتَنْقِذُوهُ مِنْهُ ضَعُفَ الطَّالِبِ وَالْمَطْلُوبِ“ ترجمہ: اور اگر ان سے جھین لے کبھی کوئی چیز تو وہ اس کبھی سے چھڑا بھی نہیں سکتے، طالب بھی کمزور ہے اور مطلوب بھی کمزور ہے۔“ وہ صاف گو، فضول گوئی کم کرنے والا، اپنے ساتھیوں کے درمیان بارعب تھا، وہ ان لوگوں میں سے ایک تھا کہ جن پر کسی نے بھی کوئی طعن و تشنیع نہیں کی تھی۔

السخنفساء: کبیر بلا [جمع] خنفس، یہ دراصل سیاہ اور بد شکل بھونرے سے چھوٹا ایک حشرات الارض ہے جس کی بدبو بہت سخت ہوتی ہے۔ ازہی: زھو (إفعال) ازہاء، تکبر کرنا، لمبا ہونا (تفعیل) تزہیۃ حرکت میں لانا، رنگ اختیار کرنا (ن) زھوا، زھوا، پکنا۔ زھوا خود پسند بنانا، روشن کرنا (اقتعال) ازہاء امغرور بنانا، حقارت سے دیکھنا، مجبور کرنا۔ اوزن: رزن (ک) رزائۃ سنجیدہ ہونا۔ بوجھل ہونا (ن) رزنا ہاتھ سے اٹھا کر وزن کا اندازہ کرنا (مفاعله) مرازیۃ دوست ہونا، ساتھ اترنا۔ مہیبا: مہیب (ف) مہیبا، مہیبت، چوکنار ہونا، خوف کھانا (تفعیل) مہیبا مہبت دار بنانا (إفعال) اہابۃ جلانا، ڈانٹنا (اقتعال) احتیابا ڈرنا، خوف کھانا۔

## الْقَمِيصُ الْأَحْمَرُ

(ابن عبدبر)

بَيْنَمَا الْمَنْصُورُ (۲) فِي الطَّوَارِفِ بِالْبَيْتِ لَيْلًا إِذْ سَمِعَ قَائِلًا يَقُولُ:  
 اللَّهُمَّ! إِنِّي أَشْكُرُ إِلَيْكَ ظَهْرَ الْبَغْيِ وَالْفَسَادِ فِي الْأَرْضِ، وَمَا يَحُولُ بَيْنَ  
 الْحَقِّ وَأَهْلِهِ مِنَ الطَّمَعِ، فَجَزَعَ الْمَنْصُورُ فَجَلَسَ بِنَاحِيَةِ مِنَ الْمَسْجِدِ وَ  
 أَرْسَلَ إِلَى الرَّجُلِ فَصَلَّى رَكَعَتَيْنِ وَاسْتَلَمَ الرُّكْنَ وَأَقْبَلَ مَعَ الرَّسُولِ فَسَلَّمَ  
 عَلَيْهِ بِالْخِلَافَةِ فَقَالَ الْمَنْصُورُ: مَا الَّذِي سَمِعْتُكَ تَذَكُّرُ مِنْ ظُهُورِ الْفَسَادِ  
 وَالْبَغْيِ فِي الْأَرْضِ؟ وَمَا الَّذِي يَحُولُ بَيْنَ الْحَقِّ وَأَهْلِهِ مِنَ الطَّمَعِ؟ فَوَاللَّهِ لَقَدْ  
 خَشَوْتُ مَسَامِعِي مَا أَمْرَضَنِي. فَقَالَ: إِنَّ أَمْتَنَنِي يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! أَعْلَمْتُكَ  
 بِالْأُمُورِ مِنْ أَصُولِهَا وَالْإِخْتِجَازِ مِنْكَ وَاقْتَصَرْتُ عَلَى نَفْسِي فَلِي فِيهَا

(۱) ابو عمر احمد بن محمد بن عبدبر، سلسلہ نسب اموی خاندان سے جا ملتا ہے، ان کا شمار اندلس کے کبار کا تین اور عرب کے مشہور مولفین میں ہوتا ہے، مشہور تصانیف میں "المعتمد الفرید"، جس سے "المعجم الاصحاح" ماخوذ ہے اور "الجبلیۃ المکتبہ" ہے جس میں بہت سارے علوم جمع کئے گئے ہیں، آپ کی پیدائش ۲۳۶ھ میں اور وفات ۳۲۸ھ میں ہوئی۔

(۲) امام سلاطین بربر یہ کینر کے بطن سے پیدا ہونے والا سفاک کا بھائی ابو جعفر منصور عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس ذی الحجہ ۹۵ھ میں پیدا ہوا، اس نے اچھی خاصی دینی تعلیم حاصل کرنے اور آداب شاہی سیکھنے کے بعد سفاک اپنے بھائی کا ولی عہد بن کر ۱۳۷ھ کے شروع میں اپنی خلافت کا آغاز ابو مسلم خراسانی جیسی عظیم شخصیت کے قتل سے کیا، امویوں سے حد درجہ دشمنی کے باوجود اسی کے زمانہ خلافت (۱۳۸ھ) میں عبدالرحمن بن معاویہ بن ہشام بن عبدالملک بن مروان اموی (ان کی والدہ بھی بربر یہ تھیں) نے اندلس میں امارت حاصل کر کے منصور کے مرتے دم تک ایک مثالی حکومت قائم کیے رکھی، عبدالرحمن بن زیاد بن انعم افریقی جو غوثی پر "ابن اللہ" کے نشان والے منصور کے طالب علمی کے زمانہ کے ساتھی تھے، انہوں نے ایک دن منصور سے کہا: "آپ کی حکومت میں جو ظلم پایا جاتا ہے یہ پہلے خلفاء میں سے کسی کے دور میں ہرگز نہیں تھا" (جس کی ایک مثال متن میں موجود ہے) اسی ابو جعفر منصور کے عہدہ قضاء کے حکم کو امام اعظم ابوحنیفہ نے بڑے احسن انداز میں ٹھکرادیا تھا لیکن منصور کے دل میں جوش انتقام کی آگ بھڑکتی رہی، یہاں تک کہ منصور نے جب ۱۴۰ھ میں بغداد شہر کی بنیاد رکھی اور اس کی تعمیر کیلئے اس نے بہت سے لوگوں سے کئی کام لئے تو امام اعظم جیسی عظیم شخصیت کو "خشت شاری" (ایشین گھنے) جیسے کام میں جھونک دیا اور لائق صد تحسین امام صاحب کا تقویٰ ہے کہ انہوں نے اس طرح کے کام کو تو خندہ پیشانی سے قبول کر لیا لیکن قضاء جیسی پرخطر وادی کی طرف قدم تو درکنار رتبہ تک بھی نہ کیا۔ منصور کے ہاتھوں ۱۴۵ھ میں جب عبداللہ بن حسن کے دو شہزادوں محمد اور ابراہیم اور دیگر بہت سے لوگوں کا قتل عام ہوا تو اکثر علماء نے اس کے خلاف بغاوت کے جواز کا فتویٰ دیا، جس کی یادداشت میں اس نے بہت سے علماء خصوصاً امام اعظم ابوحنیفہ جیسے محدث کو قید خانہ میں ڈال دیا اور وہیں سے ان کا جنازہ اٹھا، انا للہ وانا الیراجعون، ۱۵۸ھ میں جب اس نے سراج کارادہ کیا تو لوگ یہ سمجھ رہے تھے کہ یہ مکہ پہنچنے ہی سفیان ثوری اور عباد بن کثیر (جن کو مکہ میں گرفتار کرنے کا حکم منصور یہاں سے روانہ ہوتے ہی دے چکا تھا) کو قتل کرادے گا، لیکن آسمان کا چیر کر رکھ دینے والی مظلوم کی آہ کی تاثیر لوگوں نے آنکھوں سے دیکھ لی اور کانوں سے سن لی کہ منصور بیچون تک پہنچا ہی تھا کہ سواری سے گرے اور قضاء نے یہ کہہ کر استقبال کیا کہ "لوگوں پر حکمرانی کرنے والا اب ہماری حکمرانی میں آتا ہے" ۱۵۸ھ کو وفات پانے والے مشہور منصور کو جیون کے قریب ایک گناہم جگہ میں یہ کہہ کر موتوں مٹی تلے بادیا گیا "جاؤ رب رکھا"

شَاغِلٌ. قَالَ: فَأَنْتَ آمِنٌ عَلَى نَفْسِكَ فَقُلْ. فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! إِنَّ الَّذِي دَخَلَهُ الطَّمَعُ، وَحَالٌ بَيْنَهُ وَبَيْنَ مَا ظَهَرَ فِي الْأَرْضِ مِنَ الْفَسَادِ وَالْبَغْيِ لَأَنْتَ. فَقَالَ: فَكَيْفَ ذَلِكَ؟ وَيَحْكُ يَدْخُلُنِي الطَّمَعُ، وَالصَّفْرَاءُ وَالْبَيْضَاءُ فِي قَبْضَتِي وَالْحُلُوُّ وَالْحَامِضُ عِنْدِي؟

شرح قمیض

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ خلیفہ منصور نے ایک رات بیت اللہ شریف کا طواف کرتے ہوئے ایک آدمی کو یہ کہتے ہوئے سنا: اے میرے خدا! بیشک میں آپ سے شکایت کرتا ہوں کہ زمین میں ظلم و فساد ظاہر ہو چکا ہے اور میں آپ سے شکایت کرتا ہوں کہ حق اور اہل حق کے درمیان طمع حائل ہو گئی ہے (وہ اللہ سے شکایت کر رہا تھا کہ یہ سارے کام ہو رہے ہیں لیکن حکمران کچھ نہیں کرتے) منصور (اس کی شکایت سن کر) پریشان ہو گیا اور مسجد کے ایک کونے میں (جا کر) بیٹھ گیا، اس آدمی کی طرف قاصد بھیجا (اس کو بلوایا) اس نے دو رکعت نماز پڑھی، حجرِ اسود کا بوسہ لیا اور قاصد کے ساتھ حاضر ہو گیا۔ منصور کو خلافت والاب سلام کیا (یعنی سلام کے بعد یوں کہا اللہ آپ کی خلافت کو سالم رکھے) منصور نے اس سے پوچھا: زمین میں ظلم و فساد سے جو میں نے تم سے سنی ہے کون سی شے مراد ہے جس کا تم ذکر کر رہے تھے اور طمع سے مراد کیا ہے جو حق اور اہل حق کے درمیان حائل ہو گئی ہے؟ اللہ کی قسم! تم نے میرے کانوں کو ایک ایسی خبر سے بھر دیا ہے جس نے مجھے مریض بنا دیا ہے اس نے جو اب عرض کیا: اے امیر المؤمنین! اگر جان کی امان دیں تو میں تمام امور کے بارے میں آپ کو بتا دیتا ہوں ورنہ آپ سے باز رہتا ہوں (یعنی نہیں بتلاتا) اور اپنے نفس پر اکتفا کرتا ہوں (یعنی اپنے دل میں رکھوں گا) میرے لئے یہ بھی ایک مشغولیت ہے۔ تو منصور نے کہا: تم محفوظ ہو جو کہنا چاہتے ہو کہہ ڈالو تو اس نے کہا: اے امیر المؤمنین! جس کے اندر طمع داخل ہو چکی ہے اور جو زمین میں حق اور ظلم و فساد کے ظاہر ہونے کے درمیان حائل ہو چکا ہے وہ آپ ہیں۔ یہ سن کر منصور نے پوچھا: یہ کیسے؟ تیرا استیلا اس ہو، میرے اندر لالچ کیسے داخل ہو سکتی ہے جبکہ سونا چاندی میرے قبضے میں ہیں، کھانا میٹھا میرے پاس ہے؟

جزع: جزع (س) جزعاً، جزعاً و عا ذرنا، بے صبری کرنا (ف) جزعاً پار کرنا (تفعیل) تجزیر یا تسلی دینا، بے صبری زائل کرنا (إفعال) جزعاً کثیراً و العا (افعال) اجترعاً کا ثنا، توثرنا۔ بناحية: جانب، جہت۔ [جمع] ناحیات، نواح۔ استلم: سلم (استفعال) استلما

[الحجر] حجر اسود چھونا، بوسہ دینا۔ حشوت: حشو (ن) کھوا بھرنا (مفاعله) محاشاۃ تھوڑی چیز دینا (افعال) احتشاًء بھر جانا، آسودہ ہونا۔ امتنی: اُمن (تفعیل) کتا مینا اُمن و اطمینان میں کرنا، آمین کہنا (س) اُمنّا مطمئن ہونا، محفوظ رہنا (ک) اُمانۃ امانت دار ہونا، معتدل علیہ ہونا۔ أصول: [مفرد] اُصل جز یا جو فرع کے مقابل ہو، وہ قوانین جن پر کسی علم یا فن کی بنیاد ہوتی ہے۔ اُصل (ک) اِصالۃ جز پکڑنا (س) اُصلّا متغیر ہونا، بودار ہونا (تفعیل) اُصلّا اصل بیان کرنا، شرافت بیان کرنا۔ احتجرت: حجر (افعال) احتجاز باز رہنا، حجاز میں آنا (ن، ض) حُجْر منع کرنا (إفعال) إحتجاز الملک حجاز میں آنا (مفاعله) محازرۃ ایک دوسرے کو منع کرنا۔ الصفراء: [مذکر] اُصفرونا، پٹا، مڈی جو انڈے دے چکی ہو، زرد رنگ [جمع] صُفر یہاں مراد سونا چاندی دونوں ہیں۔

قَالَ: وَهَلْ دَخَلَ أَحَدًا مِنَ الطَّمَعِ مَا دَخَلَكَ، إِنَّ اللَّهَ اسْتَرَعَ عَاكَ أَمْرَ عِبَادِهِ وَأَمْوَالَهُمْ فَأَغْفَلَتْ أُمُورُهُمْ، وَاهْتَمَمْتَ بِجَمْعِ أَمْوَالِهِمْ، وَجَعَلْتَ بَيْنَكَ وَبَيْنَهُمْ حِجَابًا مِنَ الْعِصْ وَالْآخِرِ وَأَبْوَابًا مِنَ الْحَدِيدِ، وَحَرَّاسًا مَعَهُمُ السَّلَاحُ، ثُمَّ سَحَنْتَ نَفْسَكَ عَنْهُمْ فِيهَا، وَبَعَثَ عَمَّا لَكَ فِي جَبَايَاتِ الْأَمْوَالِ وَجَمْعِهَا، وَأَمَرْتُ أَنْ لَا يَدْخُلَ عَلَيْكَ أَحَدٌ مِنَ الرِّجَالِ إِلَّا فَلَانٌ وَ فَلَانٌ نَفَرًا سَمَّيْتُهُمْ، وَلَمْ تَأْمُرْ بِإِصْلَالِ الْمَظْلُومِ، وَلَا الْمَلْهُوفِ وَلَا الْجَائِعِ الْعَارِي إِلَيْكَ، وَلَا أَحَدٌ إِلَّا وَلَهُ فِي هَذِهِ الْمَالِ حَقٌّ.

اس نے کہا جو لالچ آپ کے اندر داخل ہو چکی ہے وہ کسی دوسرے کے اندر داخل نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے معاملات اور اموال کی نگہبانی آپ کو سونپ دی ہے مگر آپ ان کے معاملات سے صرف غافل ہی نہیں ہوئے بلکہ ان کے اموال کو اکٹھا کرنے کا بڑا اہتمام کیا پھر آپ نے (ایک طرف یہ کیا کہ) اپنے اور ان کے درمیان چوڑے اور اینٹوں کا پردہ، لوہے کے گیٹ اور مسلح چوکیدار حائل کر دیے ہیں (اور ادھر آپ کی حالت یہ ہے کہ) خود بھی ان سے اعراض کرتے ہو اور پھر نوکروں کو بھیجتے ہو کہ جا کر ان کے اموال جمع کر کے لے آئیں (ایک طرف یہ کیا کہ) آپ نے یہ بھی حکم دیا کہ چند مخصوص لوگ جن کے نام آپ نے متعین کر دیے ہیں ان کے علاوہ کوئی بھی آپ کے پاس نہ آئے (دوسری طرف یہ کیا کہ) کسی مظلوم، پریشان حال بھوکے اور تنگ آدمی کو اپنے تک پہنچنے کی اجازت نہیں دی حالانکہ اس مال میں تو اس کا بھی حق ہے استرعاک: ربی (استفعال) استرعاء ارکھوالی کے لئے کہنا، چرانے کے لئے

کہنا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۸۵ پر ہے۔ الحصص: چونہ، گج۔ حصص (تفعیل) تجھض گج کرنا، آنکھیں کھولنا (افتعال) اختصاصاً قریب قریب اکٹھا ہونا۔ الآحجر: [مفرد] الآجرۃ اینٹ۔ حراسا: [مفرد] حارث چوکیدار، محافظ۔ حرس (ن، ض) تحرسا (فاعل) إحراسا حفاظت کرنا (تفعیل) تحرسا محفوظ رہنا، بچ کر رہنا۔ السلاح: ہتھیار [جمع] أسلحتہ، سلاح، سلیحان۔ سحنت: سخن (ف) سخن توڑنا، رگڑ کر نرم و چمکدار بنانا (مفاعلہ) مساحتہ ملاقات کرنا، بہتر میل ملاپ سے رہنا۔ جسایات: [مفرد] جباۃ جمع کرنا۔ بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۸۴ پر ہے۔ الملہوف: لہف (س) لٹھکا، غمگین ہونا، افسوس کرنا (فاعل) إلهافا حریص ہونا، نہایت خواہش مند ہونا (افتعال) اٹھافا بھڑکنا۔ الجائع: بھوکا [جمع] جیاع، جوع۔ جوع (ن) جوعا بھوکا ہونا، بصلہ [رلی] مشتاق ہونا (تفعیل) تجویفا بھوکا رکھنا، خوراک روکنا (استفعال) استجاعہ کسی چیز کو کھانا اور سیر نہ ہونا۔

فَلَمَّا رَأَى أَنَّهُ لَمْ يَخْلُصْهُمْ لِنَفْسِكَ، وَأَثَرُ تَهْمٍ عَلَى رَعِيَّتِكَ، وَأَمَرْتُ أَنِّي لَا يُحْجَبُوا دُونَكَ تَجَبَّى الْأَمْوَالِ وَتَجْمَعُهَا، قَالُوا هَذَا قَدْ خَانَ اللَّهُ فَمَا لَنَا لَا نَخُونُهُ فَاتَمَرُوا وَأَنْ لَا يُصِلَ إِلَيْكَ مِنْ عِلْمِ أَخْبَارِ النَّاسِ شَيْءٌ إِلَّا مَا أَرَادُوا، وَلَا يَخْرُجُ لَكَ عَامِلٌ إِلَّا خَوْنُهُ عِنْدَكَ وَنَفْوُهُ حَتَّى تَسْقُطَ مَنْزِلَتُهُ عِنْدَكَ.

جب ان لوگوں نے جن کو آپ نے اپنے لئے چنا تھا اور اپنی رعایا پر ترجیح دی تھی اور ان کے بارے میں حکم دیا تھا کہ وہ آپ سے پوشیدہ نہ ہوں، آپ کو دیکھا کہ آپ مال پر اوندھے منہ گرتے ہیں اور اسکو جمع کرتے ہیں تو انہوں نے کہا: اس نے اللہ کیساتھ خیانت کی ہے تو ہم اسکے ساتھ کیوں خیانت نہیں کر سکتے؟ چنانچہ ان لوگوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ آپکے پاس لوگوں کی خبروں میں سے صرف وہی بات پہنچے گی جو وہ چاہیں گے اور اسکا مشورہ کیا کہ آپ کیلئے کوئی عامل نہ نکلے مگر یہ کہ وہ لوگ اس عامل کو تمہارے نزدیک خائن بنا دیں گے اور اس کو ہنادیں گے تاکہ اس کا مرتبہ و منزلت تمہارے نزدیک گر جائے۔

فاتمروا: أمر (افتعال) استمرا مشورہ کرنا، فرمانبرداری کرنا۔

فَلَمَّا انْتَشَرَ ذَلِكَ عَنْكَ وَعَنْهُمْ أَغْظَمَهُمُ النَّاسُ، وَهَابُوهُمْ وَصَانَعُوهُمْ. فَكَانَ أَوَّلُ مَنْ صَانَعَهُمْ عَمَّا لَكَ بِالْهَدَايَا وَالْأَمْوَالِ لِيَقُورُوا بِهَا عَلَى ظُلْمِ رَعِيَّتِكَ، ثُمَّ فَعَلَ ذَلِكَ ذُو الْمَقْدَرَةِ الثَّرْوَةِ مِنْ رَعِيَّتِكَ لِيَنَالُوا

ظَلَمَ مَنْ دُونَهُمْ. فَاُمْتَلَأَتْ بِلَادُ اللَّهِ بِالطَّمَعِ ظُلْمًا وَبَغْيًا وَفَسَادًا، وَصَارَ هَؤُلَاءِ الْقَوْمُ شُرَكَاءَكَ فِي سُلْطَانِكَ وَأَنْتَ غَافِلٌ. فَإِنْ جَاءَ مُتَظَلِّمٌ حَيْلَ بَيْنِكَ وَبَيْنَهُ فَإِنْ أَرَادَ رَفْعَ قِصَّتِهِ إِلَيْكَ عِنْدَ ظَهْوَرِكَ وَجَدَكَ قَدْ نَهَيْتَ عَنْ ذَلِكَ وَأَوْقَفْتَ لِلنَّاسِ رَجُلًا يَنْظُرُ فِي مَظَالِمِهِمْ.

جب یہ معاملہ آپ کی طرف سے اور ان کی طرف سے پھیل گیا تو لوگ انکو بڑا سمجھنے، ان سے ڈرنے اور ان کو رشوت دینے لگے، چنانچہ اموال اور ہدایا کے ذریعہ رشوت دینے والوں میں سب سے پہلے رشوت دینے والے آپ کے عمال ہیں تاکہ ان (اموال و ہدایا) کے ذریعے آپ کی رعیت پر ظلم کرنے میں قوت حاصل کریں۔ پھر (رشوت والا کام) آپ کی رعایا میں سے دولتمندوں نے کیا تاکہ وہ اپنے سے کم درجے کے لوگوں پر ظلم کریں۔ چنانچہ اللہ کی زمین لالچ کی بنا پر ظلم، دشمنی اور فساد سے بھر گئی اور آپ کی غفلت سے فائدہ اٹھا کر یہ سارے لوگ آپ کی بادشاہی میں شریک ہو گئے، اگر کوئی مظلوم (ظلم کی شکایت لیکر) آپ کے پاس آنا چاہتا ہے تو آپ کے اور اس کے درمیان رکاوٹیں پیدا کی جاتی ہیں اور اگر کوئی شخص اپنا معاملہ آپ کے باہر نکلنے کے وقت آپ کے پاس پہنچانا چاہتا ہے تو اس کو معلوم ہے کہ آپ نے ملنے سے روکا ہوا ہے اور ایک ایسے آدمی کو لوگوں کیلئے مقرر کیا ہے جو انکے مظالم پہلے سے دیکھتا چلا آ رہا ہے۔

**ہابوہم:** **ہیب (ف)** (ھیباً، ھیبۃ خوف کرنا، چوکنار ہنا) **تفعیل** (تھیبنا بیت دار بنانا) **تفعّل** (تھیباً گھبراہٹ میں ڈالنا، خوف دلانا) **احتیاباً** ڈرنا، خوف کرنا۔ **صانعوہم:** **صنع** (مفاعلہ) **مصانعہ** رشوت دینا، نرمی کرنا۔ **المقدرة:** قدر (ن، ض، س) **قدراً**، قدرۃ توانا ہونا، قوی ہونا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۱۶ پر ہے۔ **الثروة:** مال یا قوم کی کثرت، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۳۳ پر ہے۔

فَإِنْ جَاءَ ذَلِكَ الْمُتَظَلِّمُ فَبَلَغَ بَطَانَتَكَ خَبْرَهُ، سَأَلُوا صَاحِبَ الْمَظَالِمِ أَنْ لَا يَرْفَعَ مَظْلَمَتَهُ إِلَيْكَ، فَلَا يَزَالُ الْمَظْلُومُ يَخْتَلِفُ إِلَيْهِ وَيَلْوُذُ بِهِ، وَيَشْكُو وَيَسْتَغِيثُ، وَهُوَ يَدْفَعُهُ. فَإِذَا أَجْهَدَ وَأَخْرَجَ ثُمَّ ظَهَرَتْ صَرَخَ بَيْنَ يَدَيْكَ فَيَضْرِبُ ضَرْبًا مُبْرَحًا يَكُونُ نَكَالًا لِعِيرِهِ وَأَنْتَ تَنْظُرُ فَمَا تُنْكِرُ، فَمَا بَقَاءُ الْإِسْلَامِ؟

اور اگر وہ مظلوم آجائے اور اس کی خبر آپ کے خاص لوگوں کو ہو جائے تو وہ مظلوم سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ اپنے اوپر ہونے والے ظلم کا معاملہ آپ تک نہ پہنچائے، وہ مظلوم

آتا جاتا رہتا ہے، پناہ مانگتا رہتا ہے، شکایت کرتا رہتا ہے، مدد مانگتا رہتا ہے، ان تمام حالات میں (تمہارا مقرر کردہ شخص) اس مظلوم کو دھتکارتا رہتا ہے۔ جب وہ بڑی کوشش کرتا ہے، پھر دھتکارا جاتا ہے پھر آتا ہے اور آپ کے سامنے چیختا ہے تو اس کو آپ کے سامنے ایسی سخت مار ماری جاتی ہے جو دوسروں کے لئے عبرت بن جاتی ہے، آپ یہ سب کچھ دیکھتے ہیں مگر اس کو برا نہیں سمجھتے، تو اسلام کی بقا کہاں ہے؟

**بطانتک:** خاص لوگ، رازدار، اہل وعیال، بھید [جمع] بطائن۔ یلوذ: لوذ (ن) لوذ، لواذ اچھینا (مفاعلہ) ملاوۃ پناہ میں آنا، فریب دینا، مخالفت کرنا (إفعال) إلاذۃ احاطہ کرنا، متصل ہونا۔ مبرحا: برح (تفعیل) تبریحا، سخت تکلیف دینا، تھکا دینا (س) برّخا، برّاخا ہٹنا، زائل ہونا (ن) برّخا غضبناک ہونا نکالا: عبرتناک سزا، عقوبت۔ نکل (ن) نکلّہ عبرتناک سزا دینا (س) نکلّا سزا قبول کرنا (تفعیل) تنکلیا عبرتناک سزا دینا، باز رکھنا (إفعال) نکلا ہٹانا، دفع کرنا۔

وَقَدْ كُنْتُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! أَسَافِرُ إِلَى الصَّيْنِ فَقَدِمْتُهَا مَرَّةً وَقَدْ أَصِيبَ مَلِكُهُمْ بِسَمْعِهِ فَبَكَى يَوْمًا بُكَاءً أَشَدِّينَا فَحَثَّه جُلَسَاؤُهُ عَلَى الصَّبْرِ فَقَالَ: أَمَّا إِنِّي لَسْتُ أَبْكِي لِلْبَلِيَّةِ النَّازِلَةِ وَلَكِنِّي أَبْكِي لِمَظْلُومٍ يَصْرُخُ بِالْبَابِ فَلَا أَسْمَعُ صَوْتَهُ، ثُمَّ قَالَ: أَمَّا إِذَا قَدْ ذَهَبَ سَمْعِي فَإِن بَصَرِي لَمْ يَذْهَبْ، نَادَوْا فِي النَّاسِ أَنْ لَا يَلْبَسَ ثَوْبًا أَحْمَرَ إِلَّا مَتَطَلَّمٌ، ثُمَّ كَانَ يَرْكَبُ الْفِيلَ طَرَفِي النَّهَارِ وَيَنْظُرُ هَلْ يَرَى مَظْلُومًا.

اے امیر المؤمنین! میں چین (۱) کا سفر کر رہا تھا، ایک دفعہ میں وہاں اس وقت پہنچا جب وہاں کے بادشاہ کے کان کو کوئی بیماری لگ چکی تھی (وہ بہرا ہو چکا تھا) ایک دن شدت سے رونے لگا، ساتھ بیٹھے ہوئے ہم محفل لوگوں نے اس کو صبر کی ترغیب دی تو اس نے کہا: میں اس مصیبت کی بنا پر نہیں رورہا جو مجھ پر نازل ہو چکی ہے بلکہ اس مظلوم کی خاطر رو (۱) چین رقبے کے لحاظ سے سویت یونین اور گینڈا کے بعد دنیا کا تیسرا بڑا ملک ہے جس کا مجموعی رقبہ ۹۶ لاکھ مربع کلومیٹر ہے اور آبادی کے لحاظ سے دنیا کا سب سے بڑا ملک ہے جس کی آبادی ایک ارب سے زائد نفوس پر مشتمل ہے۔ اسکی سرحدیں مغرب میں پاکستان، افغانستان اور بھارت سے جنوب میں برما، لاؤس اور ویت نام سے شرق میں کوریا سے شمال میں منگولیا اور سوویت یونین سے ملتی ہیں۔ ۲۸۸ قبل مسیح میں اسوقت کے بادشاہ ”چین شہ ہواگنگ تی“ کے حکم سے تعمیر کی گئی ۱۳ فٹ چوڑی ۲۰ فٹ اونچی اور ایک ہزار پانچ سو میل لمبی ”دیوار چین“ دنیا کے عجائبات میں سے مشہور عجوبہ ہے۔ ”منگ خاندان“ کے بادشاہوں کی ایک طویل مدت تک شہنشاہی چین کی تاریخ کا ایک اہم ترین حصہ ہے، متن میں مذکور بادشاہ (جاری ہے)

رہا ہوں جو میرے دروازے پر فریاد کرے گا اور میں اس کی فریاد کو سن نہ سکوں گا (اس نے ایک تدبیر اختیار کی) اور کہا اگرچہ میں بہرا ہو گیا ہوں لیکن میری بینائی تو نہیں گئی اس لئے لوگوں میں منادی کرادو کہ سرخ کپڑا مظلوم کے علاوہ کوئی اور نہ پہنے، وہ صبح و شام ہاتھی پر سوار ہو کر نکلتا اور دیکھتا کہ کیا کوئی مظلوم تو نہیں؟ (اگر ہوتا تو پھر اس کی دادی کرتا)۔

فَهَذَا يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! مُشْرِكٌ بِاللَّهِ بَلَّغْتَ رَأْفَتَهُ بِالْمُشْرِكِينَ هَذَا الْمَبْلَغَ وَأَنْتَ مُؤْمِنٌ بِاللَّهِ مِنْ أَهْلِ بَيْتِ نَبِيِّهِ لَا تَعْلُبُكَ رَأْفَتُكَ بِالْمُسْلِمِينَ عَلَى شَيْءٍ نَفْسِكَ، فَإِنْ كُنْتَ إِنَّمَا تَجْمَعُ الْمَالَ لَوْلِكَ فَقَدْ أَرَاكَ اللَّهُ عِبْرًا فِي الطِّفْلِ يَسْقُطُ مِنْ بَطْنِ أُمِّهِ مَالَهُ عَلَى الْأَرْضِ مَالٌ وَمَا مِنْ مَالٍ إِلَّا وَدُونَهُ يَدٌ شَحِيحَةٌ تَحْوِيهِ فَمَا يَزَالُ اللَّهُ يُلْطَفُ بِذَلِكَ الطِّفْلِ حَتَّى تَعْظَمَ رَغْبَةُ النَّاسِ لَهُ وَلَسْتُ الَّذِي تُعْطِي بَلِ اللَّهُ تَعَالَى يُعْطِي مَنْ يَشَاءُ مَا يَشَاءُ .

اے امیر المؤمنین! یہ ایک مشرک ہے اس کی مہربانی لوگوں کے ساتھ اس درجہ تک پہنچی ہوئی ہے اور آپ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں، اہل بیت میں سے ہیں لیکن آپ کا نفس بخیل ہو چکا ہے اور اس کے بخل پر مسلمانوں کے ساتھ شفقت و مہربانی غالب نہیں آتی (ذرا بتلاؤ! یہ مال (کہ جس کو خرچ نہیں کرتے) کس لئے جمع کر رہے ہیں؟ اگر آپ یہ کہتے ہیں بھی غالباً اسی خاندان کے چشم و چراغ تھے، بیچک میں اسی خاندان کی طرف منسوب بارہ بادشاہوں کے "مگ مقبرے" آج تک دیدہ و عبرت ہیں۔ چین میں عرب نسل کا جو آٹھویں صدی ہجری تک بکھریا ہوا تھا، اس کی بکھریا ہونے سے قبل ملتا ہے، "شرعیہ" نامی قلعہ شہناہ بن جسکی کل مدت شہنشاہی ۲۸۰ سے ۳۱۵ تک ہے اپنی خودست فوج کو کیکرترستان سرحد اور چین جیسے دشوار گزار اور دشمن علاقوں کو چراتا ہوا بیت میں آ پہنچا اور یہاں اپنی بغیر فوج کو چھوڑ کر وطن واپس ہوا اس طرح عرب نسل کا دائرہ جزیرہ عرب سے چین تک وسیع ہو گیا "سرقد" کو اسی بادشاہ کے نام کے پہلے جز (شمر) کی وجہ سے "سرقد" کہا جاتا ہے، کیونکہ پرانی ترکستانی زبان میں "مگند" شہر کو کہتے ہیں "سرقد"، یعنی "شمر" (شرعیہ) کا شہر، بقول سید سلیمان ندوی، ابن حوقل بغدادی (مشہور سیاح) کا بیان ہے کہ اس کے زمانہ درود سرقد تک شہر کے دروازہ پر "شرعیہ" کا حمیری کتبہ ایک لوہے کی تختی پر کندہ موجود تھا لیکن افسوس کہ یہ نادر (کتبہ) شہر میں آگ لگ جانے کی وجہ سے جل کر بے نشان ہو گیا اور شہر بکشت و جگر بکشت ہو رہا تھا، یہ بھی اسی بادشاہ کے شاہی لقب شج کی طرف منسوب ہے۔ اسلام کی ضیاء پاش کرس چین میں پہلی صدی ہجری میں ہی طلوع ہو گئی تھیں، بقول شیخ الاسلام استاذی الکرم حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ کہا جاتا ہے کہ حضرت عثمان غنی ؓ کے عہد خلافت میں بعض مبلغ (اور تاجر) چین کے مشرقی ساحل تک پہنچ چکے تھے، بلکہ چین کے ایک مشرقی شہر "کوانگچو" میں صاحب مزار کا نام "حضرت ابو دقاص" بتایا جاتا ہے اور اس علاقے کے مسلمانوں میں یہ شہور ہے کہ یہ صحابی تھے، واللہ اعلم۔ مسلمانوں کی طرف سے چین پر پہلی لشکر کشی ولید بن الملک کے زمانہ (۹۳ھ) میں قتیہ بن مسلم باہلی کی سرکردگی میں ہوئی وہ چین کے جنوب مغرب میں کچھ حصے تک پہنچے تھے کہ انہیں واپس بلا لیا گیا۔ اس وقت چین میں مسلمانوں کی کل آبادی تقریباً پانچ کروڑ سے زائد ہے۔ اس کا سارا سہرا مسلمان تاجر اور مبلغوں خصوصاً بیچک کی "نیو جے مسجد" کے احاطہ میں ایسی خندونے والے شیخ محمد بن علی الترمسانی القردونی التونی ۶۷۹ھ اور شیخ علی بن القاضی عماد الدین البخاری التونی ۶۸۲ھ کے سر ہے۔



کہ اپنی اولاد کے لئے جمع کر رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ آپکو اس بچے میں عبرت دکھلا چکے ہیں کہ جب وہ اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے تو اس کیلئے زمین میں کوئی مال نہیں ہوتا اور جہاں میں کوئی مال ایسا نہیں ہے کہ جس کو کسی بخیل ہاتھ نے گھیرا ہوا نہ ہو، مگر اللہ ہر وقت اس بچے پر مہربانی کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ لوگوں کی رغبت اس کی جانب بڑھ جاتی ہے اور آپ کچھ بھی نہیں دینا چاہتے مگر اللہ تعالیٰ جس کو جو کچھ دینا چاہتے ہیں دے دیتے ہیں۔

**رافتیک:** رَاف (ف) رَأْفَةٌ (ک) رَافَةٌ (س) رَافًا بہت مہربانی کرنا (تفاعل) تراؤفا آپس میں مہربانی کرنا (تفعیل) ترمیفا مہربان بنانا۔ **شیخ:** شیخ (ن، ض، س) شُخَّ بخل کرنا، حرص کرنا (مفاعله) مشاحۃ آپس میں بخل کرنا، کسی سے جھگڑنا۔ **عبر:** عبر (س) عبرت حاصل کرنا، آنسو بہانا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۱۴۹ پر ہے۔

فَإِنْ قُلْتُ : إِنَّمَا تَجْمَعُ الْمَالَ لِشَدِّيدِ السُّلْطَانِ فَقَدْ أَرَاكَ اللَّهُ عِبْرًا فِي بَنِي أُمَيَّةَ مَا أَعْنَى عَنْهُمْ جَمْعُهُمْ مِنَ الذَّهَبِ وَمَا أَعْدَوْا مِنَ الرِّجَالِ وَالسَّلَاحِ وَالْكَرَاعِ حِينَ أَرَادَ اللَّهُ بِهِمْ مَا أَرَادَ. وَإِنْ قُلْتُ : إِنَّمَا تَجْمَعُ الْمَالَ لَطَلَبِ غَايَةٍ هِيَ أَجْسَمُ مِنَ الْغَايَةِ الَّتِي أَنْتَ فِيهَا فَوَاللَّهِ مَا فَوْقَ مَا أَنْتَ فِيهِ إِلَّا مَنْزِلَةٌ لَا تُنْذِرُكَ إِلَّا بِخِلَافِ مَا أَنْتَ عَلَيْهِ. يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ ! هَلْ يُعَاقَبُ مَنْ عَصَاكَ بِأَشَدِّ مَنْ أَلْقَيْتَ؟ فَقَالَ الْمَنْصُورُ : لَا. فَقَالَ : فَكَيْفَ تَصْنَعُ بِالْمَلِكِ الَّذِي حَوْلَكَ مَلِكِ الدُّنْيَا وَهُوَ لَا يُعَاقَبُ مَنْ عَصَاهُ بِالْقَتْلِ وَلَكِنْ بِالْخُلُودِ فِي الْعَذَابِ الْأَلِيمِ. قَدْ رَأَى مَا عَقَدَ عَلَيْهِ قَلْبُكَ. وَعَمِلْتَهُ جَوَارِحُكَ، وَنَظَرَ إِلَيْهِ بَصْرُكَ، وَاجْتَرَحَتْهُ يَدَاكَ، وَمَشَتْ إِلَيْهِ رِجْلَاكَ، هَلْ يُغْنِي عَنْكَ مَا شَحَحْتَ عَلَيْهِ مِنْ مَلِكِ الدُّنْيَا إِذَا انْتَزَعَهُ مِنْ يَدِكَ، وَدَعَاكَ إِلَى الْحِسَابِ.

اگر آپ یہ کہتے ہیں کہ: یہ مال اپنی بادشاہت مضبوط کرنے کے لئے جمع کر رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ بنو امیہ کو عبرت بنا کر آپکو دکھلا چکے ہیں کہ جب اللہ نے ان کے ساتھ جو کچھ کرنا چاہا تو ان کا سونا، لوگ، ہتھیار اور سواریاں جن کو انہوں نے تیار کیا تھا، کام نہ آیا اور اگر آپ یہ کہتے ہیں کہ: یہ مال ایک ایسے مقصد (مرتبہ) کے حصول کے لئے جمع کر رہا ہوں جو اس مرتبہ سے بڑھ کر ہے جو آپکو حاصل ہے تو اللہ کی قسم! جس مرتبے پر آپ ہیں اس سے اوپر کوئی اور مرتبہ نہیں مگر وہ مرتبہ ہے کہ جس کو آپ کے معاملے کے عکس کے ذریعے حاصل کیا جاسکتا ہے۔ اے امیر المؤمنین! کیا آپکے نافرمان کو قتل سے زیادہ سخت سزا دی جاسکتی ہے؟

منصور نے کہا: نہیں، تب اس نے پوچھا: آپ اس بادشاہ کے ساتھ کیا کر سکتے ہیں جس نے دنیا کی بادشاہی آپ کو دی ہے؟ اور وہ اپنے نافرمان کو قتل کر کے سزا نہیں دیتا بلکہ دردناک عذاب میں ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ڈال کر سزا دیتا ہے یقیناً وہ منصوبہ جس کو آپ کے دل نے بنایا، وہ اعمال جن کو آپ کے اعضاء نے کیا وہ چیز جس کی طرف آپ کی نظروں نے دیکھا، وہ اموال جس کو آپ کے ہاتھوں نے کمایا، اور وہ کام جس کی طرف آپ کے پاؤں چلے (ان سب کو) وہ دیکھ چکے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ دنیا کی بادشاہت آپ سے چھین لے اور آپ کو حساب کی طرف بلائے تو جس کو جمع کر کے (آپ خرچ کرنے میں) بخل کر رہے ہیں وہ آپ کے کسی کام آئیگی؟

**الکراع:** گھوڑے، خچر، گدھے، ہر شے کا کنارہ، گائے، بکری کے پائے، پنڈلی [جمع] اُکراع، اُکارع۔ **خولک:** خول (تفعل) تخویلاً عطا کرنا، مالک بنانا (ن) خولاً، خیلاً نگہبانی کرنا، تدبیر امور کرنا (إفعال) خالۃ ماموں والا ہونا (استفعال) استخالۃ خادم بنانا۔ **جوارحک:** [مفرد] الجارحۃ عضو انسانی خصوصاً ہاتھ، شکاری درندہ یا پرندہ یا کتا، چھری۔ **اجترحتہ:** جرح (افتعال) اجترأخا کمانا، ارتکاب کرنا (ف) جترأخجی کرنا، مرتبہ گھٹانا (س) جترأخجی ہونا (تفعیل) تجترأخجی کرنا، رد کرنا (استفعال) اتجترأخا فاسد ہونا۔

قَالَ: فَبِكَيْ الْمَنْصُورِ ثُمَّ قَالَ: لَيْتَنِي لَمْ أُخْلَقْ وَيَحْك كَيْفَ اُحْتَالَ لِنَفْسِي؟ فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! إِنَّ لِلنَّاسِ أَغْلَامًا يَقْرَعُونَ إِلَيْهِمْ فِي دِينِهِمْ وَ يَرْضَوْنَ بِهِمْ فِي دُنْيَاهُمْ فَاجْعَلْهُمْ بَطَانَتَكَ يُرْشِدُوكَ. وَشَاوِرْهُمْ فِي أَمْرِكَ يُسَدِّدُوكَ. قَالَ: قَدْ بَعَثْتُ إِلَيْهِمْ فَهَرَبُوا مِنِّي. قَالَ: خَافُوكَ أَنْ تَحْمِلَهُمْ عَلَى طَرِيقَتِكَ وَلَكِنْ افْتَحْ بَابَكَ. وَسَهِّلْ حِجَابَكَ، وَانصُرِ الْمَظْلُومَ، وَاقْمَعْ الظَّالِمَ، وَخُذِ الْفَيْئَ وَالصَّدَقَاتِ عَلَى حِلِّهَا، وَاقْسِمْهَا بِالْحَقِّ وَالْعَدْلِ عَلَى أَهْلِهَا وَأَنَا ضَامِنٌ عَنْهُمْ أَنْ يَأْتُوكَ وَيَسْأَعِدُوكَ عَلَى صَلَاحِ الْأُمَّةِ وَجَاءَ الْمُؤَدِّثُونَ فَأَذَنُوهُ بِالصَّلَاةِ فَصَلَّى وَعَادَ إِلَى مَجْلِسِهِ وَطَلَبَ الرَّجُلَ فَلَمْ يُوْجَدْ.

راوی کہتے ہیں: منصور یہ سب سن کر رو پڑا، پھر اس نے کہا: کاش کہ میں پیدا ہی نہ ہوتا، تیرا ناس ہو، میں اپنے بچاؤ کے لئے کیا تدبیر اختیار کروں؟ اس آدمی نے کہا: اے امیر المؤمنین! لوگوں کے کچھ سردار ہوتے ہیں جنکی طرف لوگ اپنے دین کے معاملے میں رجوع کرتے ہیں اور اپنی دنیا کے معاملے میں ان (کے فیصلہ) سے راضی ہو جاتے ہیں۔

لہذا آپ ایسے لوگوں کو اپنے خاص آدمی (رازدار) بنائیں وہ آپ کی رہنمائی کریں گے، ان سے اپنے کاموں میں مشورہ کریں وہ آپ کی درست کام کی طرف رہنمائی کریں گے۔ منصور نے کہا: میں نے تو ان کی طرف پیغام بھیجا تھا مگر وہ مجھ سے دور ہٹ گئے، اس نے کہا: وہ ڈر چکے ہیں کہ آپ ان پر ایسی ذمہ داری ڈالیں گے (یعنی ان سے ایسے کام لیں گے) جیسے آپ خود کرتے ہیں اب یہ کام کریں کہ اپنا دروازہ کھول دیں، پس پردہ رہنے میں کمی کریں، مظلوم کی مدد اور ظالم کو ذلیل کریں، مال غنیمت اور صدقات صحیح طور پر لیں اور ان کو انصاف کے ساتھ ان کے اہل پر خرچ کریں، تو میں انکی طرف سے اس کا ضامن ہوں کہ وہ آپ کے پاس آئیں گے اور امت کی اصلاح میں آپ کے دستِ راست بنیں گے۔ (ابھی یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ) مؤذن آگئے اور انہوں نے اذان دی، منصور نماز پڑھ کر جب اپنی مجلس کی طرف واپس آیا تو اس نے اس آدمی کو پھر بلوایا مگر وہ ان کو نہ ملا (وہ جا چکا تھا)

**یَفْزَعُونَ**: فزع (إفعال) إفزاعاً فریادری کرنا، گھبراہٹ دور کرنا، بیدار کرنا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۱۰۵ پر ہے۔ **یَسُدُّوْنَکَ**: سد (تفعیل) تسدً اراہ راست کی طرف راہنمائی کرنا، سیدھا کرنا (ن) سدً ابند کرنا، درست کرنا (س) سدً ادرست ہونا، سیدھا ہونا (إفعال) إسدأ سیدھا ہونا، راہ راست کو پہنچایا طلب کرنا۔ **أَقْمِعْ**: قمع (إفعال) إقماغاً ذلیل و خوار کرنا (ف) فقمعاً ارادہ سے ہٹا دینا، ذلیل و خوار کرنا (تفعیل) قمعاً متحیر و مدہوش ہونا (انفعال) اقماغاً پوشیدہ مکان میں داخل ہونا۔

☆☆☆☆☆☆

**كَيْفَ كَانَ مُعَاوِيَةُ ۖ يَقْضِي يَوْمَهُ** (للمسعودی ۱)

كَانَ مِنْ أَخْلَاقِ مُعَاوِيَةَ (۲) أَنَّهُ كَانَ يَأْذُنُ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ خَمْسَ مَرَّاتٍ كَانَ إِذَا صَلَّى الْفَجْرَ جَلَسَ لِلْقَاصِّ حَتَّى يَفْرُغَ مِنْ قِصَصِهِ. ثُمَّ يَدْخُلُ

(۱) ابوالحسن علی بن الحسین بن علی المسعودی آپ بہت شہور مؤرخ گزرے ہیں، بغداد میں پیدا ہوئے، سیر و سیاحت کا بہت شوق تھا جس کی وجہ سے ہند، چین اور مدغاسکر کی سیر کی، ۱۳۳۵ھ یا ۱۳۳۶ھ میں وفات پائی۔

(۲) یہ ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے بیٹے نبی کریم ﷺ کے حلیل القدر صحابی اور کتاب وحی میں سے ہیں، دولت امویہ کے مؤسس اور فن سیاست میں ان کا مل ماہرین میں سے ہیں جو جزیرہ عرب کی سرزمین پر پیدا ہوئے، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ آپ کو دیکھ کر فرمایا کرتے تھے یہ عرب کے کسریٰ ہیں، آپ انتہائی فنی اور باوقار انسان تھے، اپنے دور خلافت میں جس کی کل مدت بیس سال ہے دنیا کے بڑے بادشاہوں میں سے ایک شمار ہوتے تھے، ۶۰ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔

فَيُوتِي بِمُصْحَفِهِ فَيَقْرَأُ أَجْزَاءَهُ. ثُمَّ يَدْخُلُ إِلَى مَنْزِلِهِ فَيَأْمُرُ وَيَنْهَى ثُمَّ يُصَلِّي أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ ثُمَّ يَخْرُجُ إِلَى مَجْلِسِهِ فَيَأْذُنُ لِخَاصَّةِ الْخَاصَّةِ فَيُحَدِّثُهُمْ وَيُحَدِّثُونَهُ، وَيَدْخُلُ عَلَيْهِ وَزُرَّاءُوهُ فَيُكَلِّمُونَهُ فِيمَا يَرِيدُونَ مِنْ يَوْمِهِمْ إِلَى الْعِشِيِّ.

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی یومیہ مصروفیات

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے اخلاق و عادات میں یہ بات شامل تھی کہ وہ دن اور رات میں پانچ دفعہ (اپنے پاس آنے کی) اجازت مرحمت فرمایا کرتے تھے، جب وہ فجر کی نماز پڑھ لیتے تو وہ وعظ کرنے والے کے پاس تشریف فرما ہوتے یہاں تک کہ وہ اپنے وعظ سے فارغ ہو جاتا پھر آپ گھر تشریف لیجاتے، قرآن کریم لیکر آتے اور اس میں سے ایک پارہ تلاوت فرماتے، پھر دوبارہ اپنے گھر تشریف لیجاتے (گھر والوں کو) امر بالمعروف اور نہی عن المنکر فرماتے اور اس کے بعد چار رکعت نماز پڑھتے پھر اپنی مجلس کی طرف آتے اور خاص خاص لوگوں کو آنے کی اجازت دیتے، آپ ان سے اور وہ آپ سے باتیں کرتے، پھر آپ کے وزراء آپ کے پاس حاضر ہوتے، جس معاملے میں چاہتے چاشت کے وقت تک آپ سے باتیں کرتے۔

ثُمَّ يُوتِي بِالْغَدَاءِ الْأَصْغَرِ وَهُوَ فَضْلَةُ عَشَائِهِ مِنْ جَدِي بَارِدٍ أَوْ فَرَخٍ وَمَا يُشَبِّهُهُ ثُمَّ يَتَحَدَّثُ طَوِيلًا. ثُمَّ يَدْخُلُ مَنْزِلَهُ لِمَا رَأَى ثُمَّ يَخْرُجُ فَيَقُولُ: يَا غُلَامُ! أَخْرِجِ الْكُرْسِيَّ فَيَخْرُجُ إِلَى الْمَسْجِدِ فَيُوضِعُ فَيُسْنِدُ ظَهْرَهُ إِلَى الْمُقْصُورَةِ وَيَجْلِسُ عَلَى الْكُرْسِيِّ وَيَقُومُ الْأَحْدَاثَ فَيَتَقَدَّمُ إِلَيْهِ الضَّعِيفُ وَالْأَعْرَابِيُّ وَالصَّبِيُّ وَالْمَرْأَةُ وَمَنْ لَا أَحَدَ لَهُ فَيَقُولُ: أَعِزُّوهُ وَيَقُولُ: عُذِيَّ عَلَيَّ فَيَقُولُ: ابْعَثُوا مَعَهُ وَيَقُولُ: صُنِعَ بِي فَيَقُولُ: انْظُرُوا فِي أَمْرِهِ، حَتَّى إِذَا لَمْ يَبْقَ أَحَدٌ دَخَلَ فَجَلَسَ عَلَى السَّرِيرِ. ثُمَّ يَقُولُ: ائْذِنُوا لِلنَّاسِ عَلَى قَدَرِ مَنَازِلِهِمْ وَلَا يَشْغَلُنِي أَحَدٌ عَنْ رَدِّ السَّلَامِ. فَيَقَالُ: كَيْفَ أَصْبَحَ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَطَالَ اللَّهُ بَقَاءَهُ؟ فَيَقُولُ: بِنِعْمَةِ مَنْ اللَّهُ. فَإِذَا اسْتَوَوْا جُلُوسًا قَالَ: يَا هَوَلَاءِ! إِنَّمَا سَمِيتُمْ أَشْرَافًا لِأَنَّكُمْ شَرَفْتُمْ مِنْ دُونِكُمْ بِهَذَا الْمَجْلِسِ، ارْفَعُوا إِلَيْنَا حَوَائِجَ مَنْ لَا يَصِلُ إِلَيْنَا. فَيَقُومُ الرَّجُلُ فَيَقُولُ: اسْتَشْهِدْ فَلَانٌ فَيَقُولُ: افْرِضْهُ الْوَلَدَ، وَيَقُولُ آخَرُ: غَابَ فَلَانٌ عَنْ أَهْلِهِ. فَيَقُولُ: تَعَاهَدُواهُمْ، أَعْطُوهُمْ، اقْضُوا حَوَائِجَهُمْ، اخْلُدُواهُمْ.

پھر اس کے بعد عداء اصغر (ناشتہ) لایا جاتا جو کہ رات کے کھانے میں سے بکری

کے ٹھنڈے گوشت کا یا چوزے اور اس جیسی چیزوں کا بانی ماندہ ہوتا، پھر آپ کافی دیر تک گفتگو فرماتے رہتے اس کے بعد جب آپ ﷺ اپنے گھر تشریف لے جاتے پھر باہر تشریف لاتے اور اپنے غلام سے فرماتے: کرسی باہر نکالو، تو کرسی نکال کر مسجد میں لائی جاتی اور اسے اس انداز میں رکھا جاتا کہ اس کی پشت کا رخ محراب کی طرف ہوتا تھا پھر آپ اس کرسی پر تشریف فرما ہوتے اور شکایتیں کرنے والے کھڑے ہو جاتے۔ آپ کو کمزور، دیہاتی، بچے اور عورتیں اور جس کا کوئی بھی نہ ہو درخواست پیش کرتا، آپ فرماتے اس کی عزت و تکریم کرو وہ کہتا مجھ پر ظلم کیا گیا ہے، آپ فرماتے اس کے ساتھ کسی کو بھیجو۔ وہ کہتا میرے ساتھ یہ معاملہ ہو چکا ہے، آپ فرماتے اس کے کام میں غور کرو (اس طرح ہر کسی کے معاملات نبھاتے جاتے) یہاں تک کہ جب کوئی بھی باقی نہ بچتا تو آپ تخت پر جلوہ افروز ہو جاتے اور حکم دینے کے لوگوں کو انکے درجوں کے مطابق اجازت دید اور مجھے سلام کا جواب دینے سے کوئی نہ روکے (یعنی ان سے باتیں کرنے دیجائیں) پھر ان سے کہا جاتا کہ امیر المؤمنین! اللہ تعالیٰ آپ کی عمر دراز کرے! آپ نے صبح کس حال میں فرمائی؟ آپ جواب دیتے: اللہ تعالیٰ کی نعمت کے ساتھ، جب وہ تمام سیدھے ہو کر بیٹھ جاتے تو آپ فرماتے اے لوگو! بیشک تمہیں شرفاء کا نام دیا گیا ہے کیونکہ تمہیں دوسروں پر اس مجلس کی وجہ سے فضیلت ملی، اس لئے آپ لوگ ان افراد کی ضروریات اور مسائل کو پیش کرو جو یہاں نہیں پہنچ سکتے، ایک شخص کھڑے ہو کر عرض کرتا کہ فلاں شخص شہید ہو گیا ہے آپ فرماتے کہ اس کے بیٹے کیلئے کچھ مقرر کر دو (وظیفہ وغیرہ) پھر دوسرا شخص عرض کرتا کہ فلاں شخص اپنے گھر والوں سے غائب ہو گیا ہے (یعنی لاپتہ ہو گیا ہے) آپ فرماتے کہ ان کا خیال رکھو، ان کو کچھ عطیہ دو، ان کی ضروریات کو پورا کرو اور ان کی خدمت کرو۔

**جدی:** پہلے سال کا بکری کا بچہ۔ [جمع] أجْد، جِداؤ [الجدایہ] ہرن کا بچہ۔ فرخ: پرندہ کا بچہ، چھوٹا پودا یا چھوٹا حیوان [جمع] فراخ، اُفرخ، فُروخ، فرخ (س) فرخا، چٹنا (تفعیل) تفرخا [الطائرۃ] پرندوں کا بچوں والا ہونا۔ المقصورة: محراب، خاص کمرہ جہاں امام کھڑا ہو، کمرہ، حویلی، لہن کا مزین کمرہ [جمع] مقاصیر۔ اعزّوہ: عزیز (إفعال) اعزّوا عزیز بنانا (ن) عزّوا قوی کرنا (ض) عزّوا عزیز ہونا، قوی ہونا (تفعیل) تعزیر، اعظیم کرنا، مدد کرنا۔ افرضوا: فرض (ض) فرض ضائع ہونا، مقرر کرنا، عطیہ دینا (ک، ض) فراضہ، فروضاً عمر رسیدہ ہونا (ک) فراضۃ علم الفرائض کے جاننے والا ہونا۔ تعاهدوہم: عہد (تفاعل)

تعاهد (تفعل) تعہد ا دیکھ بھال کرنا، عہد کی تجدید کرنا (س) عہد اپہچانا، حفاظت کرنا (إفعال) ا عہد الامین بنانا، کفالت کرنا۔

ثُمَّ يُوتَى بِالْغَدَاءِ وَيَحْضُرُ الْكَاتِبُ فَيَقُومُ عِنْدَ رَأْسِهِ وَيَقْدُمُ الرَّجُلُ فَيَقُولُ لَهُ: اجْلِسْ عَلَى الْمَائِدَةِ، فَيَجْلِسُ فَيَمْدُ يَدَهُ فَيَأْكُلُ لُقْمَتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا. وَالْكَاتِبُ يَقْرَأُ كِتَابَهُ فَيَأْمُرُ فِيهِ بِأَمْرٍ فَيَقَالُ: يَا عَبْدَ اللَّهِ اغْصَبْ فَيَقُومُ وَيَتَقَدَّمُ آخَرَ حَتَّى يَأْتِيَ عَلَى أَصْحَابِ الْحَوَانِجِ كُلِّهِمْ، وَرُبَّمَا قَدِمَ عَلَيْهِ مِنْ أَصْحَابِ الْحَوَانِجِ أَرْبَعُونَ أَوْ نَحْوَهُمْ عَلَى قَدْرِ الْغَدَاءِ ثُمَّ يَرْفَعُ الْغَدَاءَ وَيُقَالُ لِلنَّاسِ: أَجِزُوا فَيَنْصَرِفُونَ فَيَدْخُلُ مَنْزِلَهُ فَلَا يَطْمَعُ فِيهِ طَامِعٌ.

پھر ان کے پاس دوپہر کا کھانا لایا جاتا اور کاتب حاضر خدمت ہوتا وہ آپ ﷺ کے سر ہانے آکر کھڑا ہوجاتا اور ایک آدمی آگے بڑھتا تو آپ اسے دسترخوان پر بیٹھے کو فرماتے، وہ بیٹھ جاتا اور اپنے ہاتھ کو آگے بڑھا کر دو تین لقمے کھاتا اور کاتب اپنا لکھا ہوا سناٹا تو آپ اسے اس کے بارے میں کچھ ہدایت دیتے، پھر اس آدمی کو کہا جاتا: اللہ کے بندے! کسی دوسرے کو بھیج دو، وہ کھڑا ہوتا (اور چلا جاتا) اور دوسرا آجاتا یہاں تک کہ آپ تمام ضرورت مند لوگوں سے مل لیتے، دوپہر کے کھانے کے وقت میں کبھی کبھار آپ کے پاس چالیس یا اتنی تعداد کے قریب قریب اصحاب ضرورت بھی آجاتے تھے۔ اس کے بعد کھانا (دسترخوان) اٹھالیا جاتا اور لوگوں سے کہا جاتا ”چلے جاؤ“ تو وہ لوگ چلے جاتے اور آپ اپنے گھر تشریف لیجاتے اور اس میں کوئی طمع کرنے والا طمع نہ کرتا۔

اعقب: عقب (ض، ن) عقباً پیچھے آنا، جانشین ہونا۔

حَتَّى يُنَادَى بِالظُّهْرِ فَيَخْرُجُ فَيُصَلِّي ثُمَّ يَدْخُلُ فَيُصَلِّي أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ ثُمَّ يَجْلِسُ فَيَأْذُنُ لِحَاصَةِ الْخَاصَّةِ فَإِنْ كَانَ الْوَقْتُ وَفَتْ شِئَاءَ أَتَاهُمْ بَزَادِ الْحَاجِّ مِنَ الْأَخْبَصَةِ الْيَاسَةِ وَالْخُشْكُنَانِجِ وَالْأَقْرَاصِ الْمَعْجُونَةِ بِاللَّبَنِ وَالشُّكْرِ مِنْ دَقِيقِ السَّمِيدِ وَالْكَعْكِ الْمُنْضِدِ وَالْفَوَاكِهِ الْيَاسَةِ. وَإِنْ كَانَ وَقْتُ صَيْفِ أَتَاهُمْ بِالْفَوَاكِهِ الرُّطْبَةِ. وَيَدْخُلُ إِلَيْهِ وَرَزَاؤُهُ فَيُؤَامِرُونَهُ فِيمَا احْتَجَّجُوا إِلَيْهِ بِقِيَّةِ يَوْمِهِمْ وَيَجْلِسُ إِلَى الْعَصْرِ ثُمَّ يَخْرُجُ فَيُصَلِّي الْعَصْرَ ثُمَّ يَدْخُلُ مَنْزِلَهُ فَلَا يَطْمَعُ فِيهِ طَامِعٌ حَتَّى إِذَا كَانَ فِي آخِرِ أَوْقَاتِ الْعَصْرِ خَرَجَ فَجَلَسَ عَلَى سَرِيرِهِ وَيُؤْذَنُ لِلنَّاسِ عَلَى مَنَازِلِهِمْ فَيُوتَى بِالْعِشَاءِ فَيَفْرُغُ مِنْهُ

مِقْدَارَ مَا يُنَادَى بِالْمَغْرِبِ وَلَا يُنَادَى لَهُ بِأَصْحَابِ الْحَوَائِجِ. ثُمَّ يُرْفَعُ الْعِشَاءُ

جب ظہر کی اذان ہو جاتی آپ باہر تشریف لاتے نماز پڑھ کر پھر گھر تشریف لے جاتے اور وہاں چار رکعت پڑھتے، پھر مجلس میں بیٹھ جاتے اور خاص خاص لوگوں کو اجازت دیتے۔ اگر سردیوں کا موسم ہوتا تو آپ کے سامنے (کھانے کیلئے) خشک حلوہ، خشک نان، دودھ چینی اور سفید آلے (میدہ) کے بنے ہوئے پیڑے، آلے، دودھ اور چینی کے بنے ہوئے کیک اور خشک پھل پیش کئے جاتے اور اگر گرمیوں کا موسم ہوتا تو تر پھل پیش کئے جاتے۔ آپ کے وزراء حاضر خدمت ہوتے اور آپ سے اپنے بقیہ دن کے معاملات کے لئے احکام لیتے۔ آپ وہاں عصر تک بیٹھے رہتے، پھر باہر نکلتے اور عصر کی نماز ادا کرتے پھر اپنے گھر تشریف لیجاتے اور اس میں کوئی طمع کرنے والا طمع نہ کرتا یہاں تک کہ عصر کے آخری اوقات میں آپ باہر تشریف لاتے، تخت پر جلوہ افروز ہوتے اور لوگوں کو اپنے گھر جانے کی اجازت دی جاتی۔ اس کے بعد آپ کے سامنے شام کا کھانا چنا جاتا، آپ اس سے مغرب کی اذان میں صرف ہونے والے وقت کی مقدار کے برابر وقت میں فارغ ہو جاتے اور اس کھانے کے وقت میں ضرورت مندوں کو نہیں بلایا جاتا تھا، اس کے بعد کھانا (دستر خوان) اٹھالیا جاتا تھا۔

الأخبصة: [مفرد] خبیض کھجور اور گھی کا حلوا۔ نجس (تفعیل) تخبیضا کھجور گھی کا حلوانا، کھجور گھی کا حلوا کھانا الخشکناج: خشک نان سے معرب ہے، خشک نان، ذہل روئی۔ الأقراص: [مفرد] القرص روئی کی تکیا، پیڑا۔ السميد: [فتح السین و کسر المیم] سفید آنا الکعک: کیک۔ [جمع] کعکات۔ المنضد: نهد (تفعیل) تنضید (ض) نضدا ایک دوسرے پر چنا، ایک دوسرے پر ڈھیر لگانا (افعال) انھماذا ایک جگہ اکٹھا ہونا۔

فَيُنَادَى بِالْمَغْرِبِ فَيُخْرَجُ فَيُصَلِّيْهَا. ثُمَّ يُصَلِّيْ بَعْدَهَا أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ وَيَقْرَأُ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ خَمْسِينَ آيَةً. يَجْهَرُ تَارَةً وَيُخَافِتُ أُخْرَى، ثُمَّ يَدْخُلُ مَنْزِلَهُ فَلَا يَطْمَعُ فِيهِ طَامِعٌ حَتَّى يُنَادَى بِالْعِشَاءِ الْآخِرَةِ، فَيُخْرَجُ فَيُصَلِّيْ ثُمَّ يُؤَدِّنُ لِلْخَاصَّةِ وَخَاصَّةِ الْخَاصَّةِ وَالْوُزَرَءِ وَالْحَاشِيَةِ فَيُؤَمِّرُهُ الْوُزَرَءُ فِيمَا أَرَادَ وَأَصْدَرَ مِنْ لَيْلِهِمْ وَيَسْتَمِرُّ إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ فِي أَخْبَارِ الْعَرَبِ وَأَيَّامِهَا وَالْعَجَمِ وَمُلُوكِهَا وَسِيَاسَتِهَا لِرَعِيَّتِهَا وَسَائِرِ مُلُوكِ الْأُمَمِ وَخُرُوبِهَا وَمَكَائِدِهَا وَسِيَاسَتِهَا لِرَعِيَّتِهَا وَغَيْرِ ذَلِكَ مِنْ أَخْبَارِ الْأُمَمِ السَّالِفَةِ ثُمَّ تَأْتِيهِ

الطَّرَفَ الْغَرِيبَةَ مِنْ عِنْدِ نَسَائِهِ مِنَ الْحُلُوى وَغَيْرِهَا مِنَ الْمَأْكِلِ اللَّطِيفَةِ ثُمَّ يَدْخُلُ فَيَنَامُ ثَلَاثَ اللَّيْلِ ثُمَّ يَقُومُ فَيَقْعُدُ فَيُخَضِّرُ الدَّفَاتِرَ فِيهَا سِيرُ الْمُلُوكِ وَأَخْبَارُهَا وَالْحُرُوبَ وَالْمَكَائِدَ، فَيَقْرَأُ ذَلِكَ عَلَيْهِ غُلَامَانُ لَهُ مُرْتَبُونَ، وَقَدْ وَكَّلُوا بِحِفْظِهَا وَقِرَاءَتِهَا فَمَثَرُ بِسْمِعهُ كُلِّ لَيْلَةٍ جُمْلٌ مِنَ الْأَخْبَارِ وَالسَّيْرِ وَالْآثَارِ وَأَنْوَاعِ السِّيَاسَاتِ، ثُمَّ يَخْرُجُ فَيُصَلِّي الصُّبْحَ ثُمَّ يَعُودُ فَيَفْعَلُ مَا وَصَفْنَا فِي كُلِّ يَوْمٍ.

پھر مغرب کی اذان ہوتی اور آپ باہر تشریف لے آتے، نماز ادا کرتے اور اس کے بعد چار رکعت پڑھتے اور ہر رکعت میں پچاس آیتیں تلاوت فرماتے، کبھی بلند آواز سے اور کبھی آہستہ آواز سے پڑھتے تھے۔ فراغت کے بعد اپنے گھر تشریف لیجاتے اور اس میں کوئی طمع کرنے والا طمع نہ کرتا یہاں تک کہ عشاء کی اذان ہو جاتی، آپ باہر تشریف لاتے، نماز ادا کرتے اور پھر خاص خاص لوگوں، وزیروں اور درباریوں کو حاضر ہونے کی اجازت دی جاتی اور وزراء ان سے اس رات کے اندر جو کچھ وہ کرنا چاہتے تھے مشورہ کرتے۔ یہ مجلس تنہائی رات تک جاری رہتی، اس میں عرب کے حالات اور ان کی تاریخ، عجم کے حالات، شاہانِ عجم اور ان کی اپنی رعایا کے لئے سیاست اور پوری دنیا کے بادشاہوں کے حالات، ان کی جنگوں، جنگی چال بازیوں اور ان کی اپنی رعایا کے لئے سیاست، اس کے علاوہ گزشتہ زمانے کی قوموں کی خبروں کے بارے میں بات چیت چلتی رہتی، پھر آپ کے سامنے آپ کے گھر والوں کی طرف سے نئی نئی قسم کے عمدہ اور میٹھے کھانے بھیجے جاتے، پھر آپ اپنی خواب گاہ میں تشریف لے جاتے اور ایک تنہائی رات کے بقدر آرام فرماتے، پھر اٹھ کر بیٹھ جاتے اور آپ کے سامنے کاپیاں حاضر کی جاتیں، جن میں بادشاہوں کی سیرت، ان کی خبریں، ان کی جنگیں اور ان کے جنگی حیلے لکھے ہوئے ہوتے اور ان رجسٹروں کو وہ غلام آپ کے سامنے پڑھتے تھے جو ان کے مرتب ہوتے تھے، ان کو یاد کرنے اور پڑھنے کی ذمہ داری بھی انہی کو سونپی گئی تھی، ان جملہ خبروں، سیر و آثار اور سیاسیات کی انواع کو سنتے سنتے ساری رات گزر جایا کرتی تھی۔ پھر آپ باہر تشریف لاتے اور فجر کی نماز ادا کرتے، پھر ہر روز وہی کرتے جو ہم نے بیان کیا۔

مکائد: [مفرد] مکیدۃ مکر، دھوکہ، خباثت، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۱۸۰ پر ہے۔

سیاستہا: ملکی تدبیر و انتظام۔ سوس (ن) سیاستہ دیکھ بھال رکھنا، سدھانا، امور کا انتظام و



تدبیر کرنا (س) سوسا گھن پڑنا (إفعال) اساسہ رئیس و سردار بنالینا۔ السالفۃ: گزری ہوئی، گردن کا وہ حصہ جو بال ٹٹکنے کی جگہ ہے [جمع] سوالف۔ سلف (ن) سلفاً، سُلُوفاً گزرتا، آگے ہونا (تفعیل) تسلیفاً پیشگی دینا، ہر وہ چیز جس کو غذا سے پہلے وقت گزاری کے لئے کھایا جاتا ہے کو کھانا۔ الطرف: [مفرد] الطرفۃ نئی عمدہ چیز، یہاں مراد نئے نئے عمدہ قسم کے کھانے۔ طرف (ک) طرفۃ نیال ہونا (إفعال) اطرافاً نئی عمدہ چیز لانا، تحفہ دینا۔



## إِسْتِقَامَةُ الْإِمَامِ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ وَكَرَمُهُ (۱)

حَکَى ابْنُ حَبَّانَ الْبُسْتِیُّ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ أَحْمَدَ الْقَطَّانِ الْبَغْدَادِیِّ یَتَسْتَرُّ قَالَ: كَانَ لَنَا جَارٌ بِبَغْدَادَ کُنَّا نَسْمِیْهِ طَبِیبَ الْقُرَاءِ. كَانَ یَتَفَقَّدُ الصَّالِحِیْنَ وَیَتَعَاهَدُهُمْ، فَقَالَ لِی: دَخَلْتُ یَوْمَ مَا عَلَی أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ فِإِذَا هُوَ مَغْمُومٌ مَّكَرُوبٌ فَقُلْتُ: مَا لَکَ یَا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ؟ قَالَ: خَیْرٌ أَقْلْتُ: وَمَعَ الْخَیْرِ؟ قَالَ: أُمْتُحِنْتُ بِتِلْکَ الْمَحْنَةِ حَتَّى ضُرِبْتُ ثُمَّ عَالَی جُؤُنُی وَبَرَأْتُ، إِلَّا أَنَّهُ بَقِیَ فِی صَلْبِی مَوْضِعٌ (۱) آپ کا پورا نام امام ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل بن ہلال شیبانی ذہلی ہے، آپ مسلمانوں کے مشہور چار ائمہ میں سے ایک امام، اہل دین اور ان کے شعار سے محبت کرنے والے اور دین کا دفاع کرنے والوں میں سے شمار کیے جاتے ہیں، ربیع الاول ۱۶۳ھ میں بغداد میں پیدا ہوئے، آپ شروع سے ہی قانع اور صابر تھے، بچپن میں حفظ قرآن مکمل کر کے حدیث کی طرف توجہ فرمائی اور اس کیلئے بہت سارے ممالک کا سفر کیا، حجاز کے ایک سفر میں امام شافعی رحمہ اللہ سے ملاقات ہوئی جن سے فقہ اور اصول فقہ میں کسب کیا، اس کے بعد بغداد میں ان سے دوسری ملاقات ہوئی۔ آپ کو ہزاروں احادیث یا دھیس حدیث اور علم روایت میں بڑا اونچا مقام پایا یہاں تک کہ امامت اور اجتہاد کے رتبہ پر فائز ہوئے، پھر آپ نے تدریس اور فتویٰ کا کام شروع کیا تو لوگ ان کی مجالس میں جوق در جوق آنے لگے یہاں تک کہ ان سے عظیم ہستیوں نے جن میں امام بخاری رحمہ اللہ، امام مسلم رحمہ اللہ، امام ترمذی رحمہ اللہ اور امام ابو داؤد رحمہ اللہ قابل ذکر ہیں، شرف تلمذ حاصل کیا، زہد و توکل اور تقویٰ و تواضع میں، سلاطین کے اموال سے اعراض کرنے میں اور مکاترم اخلاق میں تو قدرت کی نشانیوں میں سے تھے، مقصم باللہ کے دور میں فقہ اعترال جب برپا ہوا تو سنت اور صحیح عقیدہ کا دفاع کرتے ہوئے آزمائش میں مبتلا کر دیئے گئے اور آپ کو ایسی تکالیف دی گئیں کہ بہت کم افراد کو ایسی تکالیف دی گئیں، آپ نے اس میں پہلو انوں کی ٹھیک کیا اور پہاڑ کی طرح ثابت قدم رہے، پھر متوکل کے دور میں جب عطایا و ہدایا اور اجلال و کبریم کے ذریعہ امتحان میں مبتلا ہوئے تو اس میں بھی رہبانین، متوکلین اور زاہدین کی طرح استقامت دکھائی، آپ نے ہر جگہ سنت کی پیروی کی اور اسلام کا دفاع کیا یہاں تک کہ زمانے کے بڑے امام حدیث علی المدینی نے فرمایا ”بلشب اللہ نے ایام ردت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ذریعہ اور ایام فتنہ میں امام احمد بن حنبل کے ذریعہ اسلام کو عزت بخشی“ امام قتیبہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں ”جب تم ایسے شخص کو دیکھو جو امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے محبت کرتا ہے تو سمجھ لو کہ وہ قبیح سنت ہے“ ۲۳۱ھ میں انتقال فرمایا، آپ کے جنازہ میں بہت بڑے مجمع نے شرکت کی یہاں تک کہ عبدالوہاب الوثاق کا کہنا ہے: جاہلیت اور اسلام کے دور میں ہمیں اتنے بڑے مجمع کی خبر نہیں پہنچی، آپ کی مشہور کتابوں میں سے ”مسند امام احمد بن حنبل“ ہے۔

يُوجَعْنِي هُوَ أَشَدُّ عَلَيَّ مِنْ ذَلِكَ الضَرْبِ،

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی استقامت اور ان کا کرم

ابن حبان البستی (۱) نے اسحاق بن احمد القطان البغدادی سے بمقام تستر میں حکایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ بغداد میں ہمارا ایک پڑوسی تھا، ہم اسے طبیب القراء کے نام سے پکارتے تھے۔ وہ نیک لوگوں کی تلاش میں رہتا تھا اور ان کی دیکھ بھال کرتا تھا۔ اس نے مجھے بتلایا: میں ایک دن امام احمد بن حنبلؒ کے ہاں حاضر ہوا جبکہ وہ بہت ہی مغموم اور درد مند تھے، میں نے ان سے پوچھا: اے ابو عبد اللہ! تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ انہوں نے کہا: خیر ہے۔ میں نے کہا: خیر کیسے ہے؟ فرمایا کہ اس امتحان کے ذریعے مجھے آزمائش میں ڈال گیا یہاں تک کہ مجھے مارا گیا پھر انہوں نے میرا اتنا علاج کیا کہ میں صحیح و تندرست تو ہو گیا مگر میری پشت میں ایک جگہ رہ گئی ہے جو مجھے تکلیف پہنچاتی ہے اور وہ مجھ پر اس مار سے بھی زیادہ شدید ہے۔

**مکروب:** کرب (ن) گزبنا دشوار ہونا، سخت غم ہونا (إفعال) اکرابا قریب ہونا، دوڑنا (مفاعلة) مکاربہ قریب ہونا (افتعال) اکثرابا سخت غمگین ہونا۔ **یوجعنی:** وجع (إفعال) ایجانغا درد پہنچانا، خوریزی کرنا (س) وبعامریض اور درد مند ہونا۔

قَالَ: قُلْتُ اكْشِفْ لِي عَنْ صُلْبِكَ، فَكَشَفَ لِي فَلَمْ أَرَفِيهِ إِلَّا أَثَرَ الضَّرْبِ فَقَطْ، فَقُلْتُ: لَيْسَ لِي بِذِي مَعْرِفَةٍ، وَلَكِنْ سَأَسْتَخْبِرُ عَنْ هَذَا، قَالَ: فَخَرَجْتُ مِنْ عِنْدِهِ حَتَّى أَتَيْتُ صَاحِبَ الْحَبْسِ، وَكَانَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ فَضْلٌ مَعْرِفَةٍ فَقُلْتُ لَهُ: أَذْخُلُ الْحَبْسَ فِي حَاجَةٍ قَالَ: أَذْخُلْ، فَدَخَلْتُ وَجَمَعْتُ فِتْيَانَهُمْ، وَكَانَ مَعِيَ دُرَاهِمَاتٌ فَرَفَّتْهَا عَلَيْهِمْ وَجَعَلْتُ أَحَدَهُمْ حَتَّى أَنْسُوَابِي، ثُمَّ قُلْتُ: مَنْ مَنُكُمُ ضَرَبَ أَكْثَرَ؟ قَالَ: فَأَخَذُوا يَتَفَاخَرُونَ حَتَّى اتَّفَقُوا عَلَيَّ وَاحِدٌ مِنْهُمْ أَنَّهُ أَكْثَرُهُمْ ضَرْبًا وَأَشَدَّهُمْ صَبْرًا، قَالَ: فَقُلْتُ لَهُ: أَسْأَلُكَ عَنْ شَيْءٍ، قَالَ: هَاتِ فَقُلْتُ:

(۱) ابو حاتم محمد بن حبان البستی نسلا خالص عرب ہیں، بست جو کہ بختان، غزنی اور ہرات (افغانستان کے مشہور شہر ہیں) کے درمیان ایک شہر ہے وہاں پرورش پائی، حدیث کیلئے بہت سارے شیوخ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ہزاروں اساتذہ سے حدیثیں لکھیں، شرفیہ کے قاضی بنائے گئے پھر نساک کے قاضی بنائے گئے لیکن کسی تہمت کی وجہ سے غلیفہ وقت نے ان کو اسی سال کی عمر میں قتل کر دیا، ایک قول یہ بھی ہے کہ ۳۵۴ھ میں اپنی موت آپ مرے۔ متون اور اسانید کے عالم تھے، وعظ، حدیث، فقہ اور لغت میں علم کا سمندر تھے، طب، نجوم اور کلام خوب جانتے تھے، ان کی کتابوں میں سے "روضة العقلاء" و "نزهة الفضلاء" چھپ چکی ہے اور یہ تحریر اسی سے ماخوذ ہے، یہ قصہ جس طرح امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی استقامت، صبر، ایچھے اخلاق اور حب رسول پر دلالت کرتا ہے اس کے ساتھ ساتھ یہ ادب عربی اور اس لغت کی تعجیر بلغ کا جو تیری صدی ہجری میں جب کہ یہ عجیب اور تکلف سے پاک نثری اور بغداد کے اطراف میں پھیلی ہوئی تھی، کا عمدہ نمونہ ہے۔

شَيْخٌ ضَعِيفٌ لَيْسَ صَنَاعَتُهُ كَصَنَاعَتِكُمْ، وَضُرِبَ عَلَى الْجُوعِ لِلْقَتْلِ سِیَاطًا  
یَسِيرَةً، إِلَّا أَنَّهُ لَمْ يَمُتْ، وَعَالَجُوهُ وَبَرَّاءُ، إِلَّا أَنَّ مَوْضِعًا فِي صَلْبِهِ يُوجِعُهُ وَجَعًا  
لَيْسَ لَهُ عَلَيْهِ صَبْرٌ، قَالَ: فَضَجَّكَ.

وہ فرماتے ہیں: میں نے کہا مجھے اپنی پشت دکھائیں تو انہوں نے مجھے اپنی پشت  
دکھلا دی، مجھے وہاں سوائے مار کے اثر کے اور کچھ بھی نظر نہیں آیا (گویا کہ تکلیف کا سبب مخفی  
تھا) تو میں نے کہا مجھے اس کی پہچان نہیں ہے لیکن میں عنقریب ہی اس کے بارے میں  
معلومات حاصل کروں گا۔ میں ان کے پاس سے نکلا (اٹھا) اور قید خانے کے انچارج کے  
پاس آ گیا میرے اور اس کے درمیان اچھی خاصی جان پہچان تھی، میں نے اس سے کہا: میں  
جیل میں ایک ضرورت کی وجہ سے جانا چاہتا ہوں اس نے کہا چلے جاؤ، میں اندر داخل ہوا  
اور جیل کے نو جوانوں کو جمع کر لیا میرے پاس چند دراہم تھے وہ میں نے ان کے درمیان تقسیم  
کر دیے اور ان سے باتیں کرنا شروع کر دیں اتنی دیر تک (باتیں کیں) کہ وہ مجھ سے  
بے تکلف ہو گئے (جب بے تکلفی ہو گئی) تو میں نے ان سے پوچھا ذرا یہ بتلاؤ تم میں سے زیادہ  
زور سے کون مارتا ہے؟ وہ آپس میں بڑھ چڑھ کر فخر کرنے لگے یہاں تک کہ ایک پر سب  
متفق ہو گئے کہ یہ سب سے زیادہ سخت ضرب مارنے والا ہے اور سب سے زیادہ صبریں ڈالنے  
والا ہے، میں نے اس سے کہا میں تجھ سے ایک چیز کے بارے میں پوچھنا چاہتا ہوں تو اس  
نے کہا، ہاں ہاں پوچھو! میں نے پوچھا: ایک کمزور بوڑھا جس کی کاری گری تمہاری کاریگری  
کی طرح نہیں ہے اسے بھوک کی حالت میں قتل کرنے کے لئے چند کوڑے مارے گئے مگر یہ  
کہ وہ نہیں مرا، اس کا علاج کیا گیا، وہ صحت مند ہو گیا مگر اس کی پشت میں ایک جگہ ایسی رہ گئی ہے  
جو درد کر رہی ہے اور وہ اس درد کو برداشت نہیں کر پا رہا۔ اس بات کو سن کر وہ زور سے ہنسا۔

فتیان: [مفرد] الفتی نو جوان، سخی، غلام۔ سیاطا: [مفرد] سوٹا کوڑا، دیگر جمع  
اُ سواط بھی آتی ہے۔ سوٹا (ن) سوٹا کوڑے مارنا، مخلوط کرنا، تہہ و بالا کرنا۔

فَقُلْتُ: مَا لَكَ؟ قَالَ الَّذِي عَالَجَهُ كَانَ حَائِكًا. قُلْتُ: أَيُّشَ الْخَبَرِ؟  
قَالَ: تَرَكَ فِي صَلْبِهِ قِطْعَةً لَحْمٍ مَيِّتَةٍ لَمْ يَقْلَعْهَا، قُلْتُ: فَمَا الْحِيلَةُ؟ قَالَ: يُبْطُ  
صَلْبُهُ وَتَوْحَدُ تِلْكَ الْقِطْعَةُ وَيُرْمَى بِهَا. وَإِنْ تَرَكَتْ بَلَعْتُ إِلَى فُؤَادِهِ فَقَتَلْتُهُ  
قَالَ: فَخَرَجْتُ مِنَ الْحَبْسِ فَدَخَلْتُ عَلَى أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ فَوَجَدْتُهُ عَلَى حَالَتِهِ،  
فَقَصَصْتُ عَلَيْهِ الْقِصَّةَ، قَالَ: وَمَنْ يُبْطُ؟ قُلْتُ أَنَا، قَالَ: أَوْ تَفْعَلُ؟ قُلْتُ: نَعَمْ،

قَالَ فَقَامَ وَدَخَلَ الْبَيْتَ ثُمَّ خَرَجَ وَبِيدَهُ مَخْدَتَانِ وَعَلَى كَتِفِهِ فُوطَةٌ، فَوَضَعَ  
إِحْدَاهُمَا لِيَ وَالْأُخْرَى لَهُ ثُمَّ قَعَدَ عَلَيْهَا وَقَالَ: اسْتَخْرَ اللَّهُ فَكَشَفْتُ الْفُوطَةَ  
عَنْ صُلْبِهِ وَقُلْتُ: أَرِنِي مَوْضِعَ الْوُجَعِ.

میں نے اسے کہا: تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ تو اس نے بتلایا: جس نے اس کا علاج کیا  
تھا وہ ایک جولا ہاتھا، میں نے کہا: یہ کیا خبر دے رہے ہو؟ (یعنی ہوش میں تو ہو! کیسی بات کر  
رہے ہو؟) اس نے کہا دراصل بات یہ ہے کہ اس کی پشت میں اس حانک نے مردہ گوشت کا  
ایک ٹکڑا چھوڑ دیا تھا جسے اس نے اکھیڑا نہیں تھا، یہ سن کر میں نے اس سے پوچھا کہ اب (اس  
کو نکالنے کا) کیا طریقہ ہو سکتا ہے؟ اس نے بتلایا: اس کی پشت کو چیرا جائے اور مردہ گوشت  
کے اس ٹکڑے کو نکال کر پھینک دیا جائے۔ (یاد رکھو) اگر وہ ٹکڑا چھوڑ دیا گیا تو وہ اس کے دل  
تک پہنچ جائے گا اور اسے قتل کر دے گا۔ (یہ سب سن کر) میں جیل سے نکلا اور احمد بن حنبلؒ  
کے پاس حاضر ہوا تو ان کو اسی حالت پر پایا، میں نے ان سے سارا ماجرا کہہ سنایا، یہ سن کر وہ  
کہنے لگے: میری پشت کا آپریشن کون کرے گا؟ میں نے کہا کہ میں۔ انہوں نے پوچھا کیا تم  
یہ کام کر لو گے؟ میں نے کہا: جی ہاں، چنانچہ وہ کھڑے ہوئے اور گھر میں داخل ہوئے جب  
باہر نکلے تو ان کے ہاتھ میں دو تکیے اور کندھے پر ایک رومال تھا، ان میں سے ایک میرے  
لئے رکھا اور ایک اپنے لئے۔ پھر اس پر بیٹھ گئے اور کہنے لگے: اللہ سے خیر طلب کرو، میں  
نے ان کی پیٹھ سے کپڑا ہٹایا اور کہا: مجھے درد والی جگہ دکھائیں۔

حائکا: [جمع] حاکثہ، حوکتہ، حوک (ن) حوکا، حیاکا، حیاکتہ بنا۔ ایش: اسی  
شئی کا مرکب ہے۔ لم یقلعها: قلع (ن) قلعا (تفعیل) تقلیعا جڑ سے اکھیڑنا (س) قلعا،  
قلعۃ زین پر جم کر نہ بیٹھنا، کندہنی کی وجہ سے کلام کو نہ سمجھنا (إفعال) إقلاعا باز رہنا (افتعال)  
اقتلاعا چھیننا۔ بیطط (ن) بطاچیرنا (تفعیل) تبیطا تھکنا، عاجز ہونا۔ مخدتان: [مفرد]  
مخدة چھوٹا تکیہ جس پر سوتے ہوئے رخسار رکھتے ہیں۔ فوطہ: ازار جس کو خدام استعمال کرتے  
ہیں [جمع] فوط، اور عوام کے نزدیک رومال کو کہتے ہیں۔ فوط (تفعیل) تفویط ازار، پٹی پہنانا  
قَالَ: ضَعُ إِصْبَعَكَ عَلَيْهِ فَإِنِّي أَخْبِرُكَ بِهِ فَوَضَعْتُ إِصْبِعِي وَقُلْتُ  
هَهْنًا مَوْضِعَ الْوُجَعِ؟ قَالَ: هَهْنًا أَحْمَدُ اللَّهُ عَلَى الْعَافِيَةِ، فَقُلْتُ هَهْنًا قَالَ: هَهْنًا  
أَحْمَدُ اللَّهُ عَلَى الْعَافِيَةِ، فَقُلْتُ هَهْنًا قَالَ: هَهْنًا أَسْأَلُ اللَّهَ الْعَافِيَةَ قَالَ: فَعَلِمْتُ أَنَّهُ  
مَوْضِعُ الْوُجَعِ قَالَ فَوَضَعْتُ الْمِبْضِعَ عَلَيْهِ فَلَمَّا أَحَسَّ بِحَرَارَةِ الْمِبْضِعِ وَضَعَ

يَذُهُ عَلَى رَأْسِهِ وَجَعَلَ يَقُولُ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُعْتَصِمِ، حَتَّى بَطَطْتُهُ، فَاُخِذْتُ الْقِطْعَةَ الْمَيْتَةَ وَرَمَيْتُ بِهَا وَشَدَّدْتُ الْعَصَابَةَ عَلَيْهِ وَهُوَ لَا يَزِيدُ عَلَى قَوْلِهِ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُعْتَصِمِ، قَالَ: ثُمَّ هَذَا وَسَكَنَ ثُمَّ قَالَ: كَأَنِّي كُنْتُ مُعَلَّقًا فَاُخِذْتُ قُلْتُ يَا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ إِنَّ النَّاسَ إِذَا امْتَحِنُوا مَحْنَةً دَعَوْا عَلَى مَنْ ظَلَمَهُمْ وَرَأَيْتَكَ تَدْعُو لِلْمُعْتَصِمِ، قَالَ إِنِّي فَكَّرْتُ فِيمَا تَقُولُ، وَهُوَ ابْنُ عَمِّ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَكَّرْتُ أَتَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَبَيْنِي وَبَيْنَ أَحَدٍ مِّنْ قَرَابَتِهِ حُصُومَةٌ، وَهُوَ مِنِّي فِي حِلٍّ.

انہوں نے فرمایا: اپنی انگلی رکھتے چلے جائیں میں درد والی جگہ آپ کو بتلا دوں گا، میں نے اپنی انگلی ان کی پیٹھ پر رکھی اور ان سے پوچھا (کیا) یہ درد والی جگہ ہے؟ جواب دیا: میں یہاں عافیت پر اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتا ہوں (یہاں سلامتی ہے اور درد والی جگہ یہ نہیں ہے) میں نے (ایک اور جگہ پر ہاتھ رکھتے ہوئے) پوچھا: کیا یہاں درد ہے؟ جوابا کہا: میں یہاں عافیت پر اللہ کی تعریف کرتا ہوں (یہاں سلامتی ہے اور درد والی جگہ یہ نہیں ہے) میں نے کہا: کیا یہاں درد ہے؟ تو انہوں نے کہا میں اللہ تعالیٰ سے اس جگہ کیلئے عافیت کا سوال کرتا ہوں، میں جان گیا کہ یہی درد کا مقام ہے، میں نے آگے جراح (آپریشن کے اوزار میں سے ایک) اس جگہ پر رکھ دیا (اور کام میں مصروف ہو گیا) جب انہوں نے الہ جراح کی حرارت محسوس کی تو اپنے ہاتھ کو سر پر رکھ دیا اور کہنے لگے: اے اللہ معصم کی مغفرت فرما! (میں آپریشن میں مصروف رہا) یہاں تک کہ میں نے اس جگہ کا آپریشن کر لیا، اس مردہ گوشت کو باہر نکال کر پھینک دیا اور اس پر پٹی باندھ دی ان کی حالت یہ تھی کہ وہ اس جملے اے اللہ معصم کی مغفرت فرما! سے زیادہ کچھ بھی منہ سے نہیں نکال رہے تھے بالآخر وہ پرسکون ہو گئے (آپریشن کی وجہ سے انکی تکلیف ختم ہو گئی) پھر فرمایا گویا کہ میں پہلے لٹکا ہوا تھا اور اب اتار دیا گیا ہوں (درد کی وجہ سے ایسے لگ رہا تھا کہ میں سولی پر لٹکا ہوا ہوں اب آرام کی وجہ سے ایسا سکون ہے یوں لگتا ہے کہ سولی سے اتار دیا گیا ہوں) میں نے ان سے پوچھا: ابو عبد اللہ! (یہ کیا ماجرا ہے) جب لوگوں کو کسی آزمائش اور ابتلا میں ڈالا جاتا ہے تو وہ آزمائش میں ڈالنے والے کے لئے بددعا کرتے ہیں (جبکہ میں آپ کو دیکھ رہا ہوں کہ) آپ معصم کے لئے دعا کر رہے ہیں؟ وہ جواب میں فرمانے لگے: جو آپ کہہ رہے ہیں میں نے بھی اس بارے میں غور کیا تھا لیکن وہ اللہ کے رسول ﷺ کے چچا کا بیٹا ہے اس وجہ سے میں نے یہ بات ناپسند کی کہ میں قیامت کے دن اس حالت میں لایا جاؤں کہ میرے اور رسول اللہ ﷺ کے رشتہ دار کے درمیان لڑائی

اور جھگڑا ہوا اس لئے وہ میری طرف سے بالکل امن میں ہے (یہی آپکا کرم ہے)

**المبضع:** (اسم آلہ) نشتر [جمع] مباضع۔ بضع (ف) بضعاً (تفعیل) تبضیعاً  
 چیرنا، نشتر لگانا (ف) بضعواً سمحنا، واضح ہونا، اکتا جانا (إفعال) إضلاعاً واضح طور پر بیان  
 کرنا، سرمایہ بنانا، سیراب کرنا (مفاعلة) مباضعة جماع کرنا۔ العصاية: پٹی، عمامہ، مردوں  
 کی جماعت [جمع] عَصَاب۔ عصب (س) عَصَباً احاط کرنا (ض) عَصَباً لپیٹنا، قبضہ کرنا  
 (تفعیل) تعصیفاً پٹی باندھنا، بھوکا رہنا (إفعال) إعصاباً تیز چلنا (انفعال) انصاباً سخت  
 ہونا۔ هدا: هداً (ف) هَدُواْ، هَدُواْ سکون ہونا، مرنا، تھکی دینا (س) هَدُواْ کبڑا ہونا (تفعیل)  
 تهدیئة (إفعال) إهداءً تسکین دینا۔ احدى: حدر (افعال) احداً (ن، ض) حذراً،  
 حذراً نیچے اترنا، نیچے اترنا (تفعیل) تحذراً اترنا۔

☆☆☆☆☆☆

**أَشْعَبُ وَالْبَخِيلُ** (لابی الفرج الأصمہانی (۱))

حَدَّثَ أَشْعَبُ (۲) قَالَ: وَلِيَّ الْمَدِينَةِ رَجُلٌ مِّنْ وَلَدِ عَامِرِ بْنِ لُؤْيٍ  
 وَكَانَ أَبْخَلَ النَّاسِ وَأَنكدَهُمْ. وَأَعْرَاهُ اللَّهُ بِيَّ يَطْلُبُنِي فِي لَيْلِهِ وَنَهَارِهِ. فَإِنْ  
 هَرَبْتُ مِنْهُ هَجَمَ عَلَيَّ مِنْزِلِي بِالْشَّرْطِ وَإِنْ كُنْتُ فِي مَوْضِعٍ بَعَثَ إِلَيَّ مَنْ  
 أَكُونُ مَعَهُ أَوْ عِنْدَهُ يَطْلُبُنِي مِنْهُ فَيَطْلُبُنِي بَأَنٍ أَحَدْتُهُ وَأُضْحِكُهُ ثُمَّ لَا أَسْكُتُ.  
 وَلَا أَنَامُ وَلَا يُطْعِمُنِي وَلَا يُعْطِيُنِي شَيْئًا فَلَقِيتُ مِنْهُ جُهْدًا عَظِيمًا وَبَلَاءً تَدِيدًا

(۱) آپکا نام ابو الفرج علی بن الحسین الاموی الفصیح ہے آپ بیک وقت علامہ، تدرکار، تاریخ دان، علم الانساب کے ماہر اور  
 شاعر جیسی کئی صفات کے حامل ہونے کے ساتھ ساتھ "کتاب الاغانی" کے مصنف بھی ہیں، یہ کتاب ادب عربی کے ذخائر  
 میں سے ایک اہم ذخیرہ کی حیثیت رکھتی ہے، اگر یہ کتاب نہ ہوتی تو یقیناً ادب عربی کا ایک شیر حصہ ضائع ہو جاتا اور عربی زبان  
 کے کشادہ اطراف اپنے ہی حال پر لیٹ رہ جاتے (یعنی زبان عربی میں کوئی ترقی نہ ہوتی) اور ہم اس قیمتی زبان سے محروم ہو  
 جاتے جسکو اہل زبان اپنے گھروں میں اور خوش دلی کے مواقع پر بولتے ہیں اور یہ کتاب اپنے ادبی منافع باغی دولت (جو  
 اسکے اندر موجود ہے) کے ساتھ ساتھ خیر القرون کے اسلامی معاشرہ کی ایک تاریک و سیاہ تصویر ہے۔ گویا یہ کتاب ابو دعب،  
 یہودی اور زندگی سے نفع اندوز ہونے پر مشتمل ہے، (یہ ایک ادبی ثروت تو ہے لیکن اس نے امت کو کچھ نہیں دیا) اسی لیے یہ  
 کتاب اپنے مصنف کی حسن نیت اور درحقی عقیدہ کے بارے میں شک پیدا کرتی ہے، آپ بغداد میں ۳۵۶ھ میں فوت ہوئے۔

(۲) ابو العلاء، شعیب بن زبیر ۹ھ میں پیدا ہوئے اور مدینہ میں پرورش پائی۔ آپ خوب روئے و صورت اور حسن آواز کے  
 مالک قاری تھے۔ آپ کئی عجیب و غریب صفات کے حامل تھے (چنانچہ) آپ کی شدت طبع اور کثرت طلب کی مثالیں دی جاتی  
 ہیں۔ آپ کی عجیب و غریب حکایات (مشہور) ہیں۔

## اشعب اور ایک بخیل کا واقعہ

اشعب نے بتلایا کہ عامر بن لوی کے خاندان میں سے ایک شخص کو مدینہ منورہ کا والی بنایا گیا جو کہ بڑا بخیل اور تنگدست تھا، اللہ نے اس کو مجھ پر فریفتہ کر دیا تھا، ہر وقت مجھے بلاتا تھا اگر میں کسی وقت بھاگ جاتا تو پولیس لیکر میرے گھر پہنچ جاتا اور اگر میں کھی اور جگہ ہوتا تو جس کے ساتھ یا جس کے پاس ہوتا وہاں کسی کو بھیج دیتا جو اس سے میرا مطالبہ کرتا، پھر والی مدینہ مجھ سے کہتا کہ میں اسکے ساتھ گپ شپ اور ہنسی مذاق کروں، پھر میں سکون کر سکتا ہوں اور نہ ہی سو سکتا ہوں اور (ادھر یہ حال تھا کہ) وہ مجھے کچھ کھلاتا پلاتا اور نہ ہی کچھ انعام دیتا، اس لئے میں بڑی سخت اور شدید مصیبت میں مبتلا ہو گیا۔

**انکدھم:** نکد (س) نکد انتک گزراں والا ہونا (ن) نکد امحروم کر دینا (مفاعلہ) مناکدہ بنتی برتنا **اغرا:** غری (إفعال) اغراء بصلہ [با] فریفتہ ہونا برا بیغثہ کرنا، دشمنی ڈالنا (س) غراء، غری بہت خواہش مند ہونا، چننا، غضبناک ہونا (تفعیل) تغریہ سریش سے جوڑنا۔ **هجم:** هجم (ن) هجمنا غفلت کی حالت میں اچانک آنا یا بغیر اجازت کے آنا۔ هجمنا دھنکارنا، پسینہ بہانا (تفعیل) تهجمنا اچانک لانا۔ **الشرط:** مفرد شرطی والی علاقہ کے مددگار لوگ، آجکل جیسے پولیس والے۔ **بلاء:** آزمائش خواہ خیر سے ہو یا شر سے، وہ غم جو جسم کو گھلا دے۔ **بلو (ن) بلوا، بلاء:** امتحان لینا۔

وَحَضَرَ الْحَجَّ فَقَالَ لِي: يَا أَشْعَبُ كُنْ مَعِيَ فَقُلْتُ يَا بَنِي أُمَّتِي وَأَمْنِي أَنَا عَلِيلٌ وَلَيْسَتْ لِي نِيَّةٌ فِي الْحَجِّ. فَقَالَ: عَلَيْهِ وَعَلَيْهِ. وَقَالَ: إِنَّ الْكَعْبَةَ بَيْتُ النَّارِ لَنْ لَمْ تَخْرُجْ مَعِيَ لَا وَدَعْنَكَ الْحَبْسَ حَتَّى أَقْدَمَ. فَخَرَجْتُ مَعَهُ مُكْرَهًا فَلَمَّا نَزَلْنَا مَنْزِلًا أَظْهَرَ أَنَّهُ صَائِمٌ وَنَامَ حَتَّى تَشَاغَلْتُ. ثُمَّ أَكَلَ مَا فِي سَفَرَتِهِ وَأَمَرَ غُلَامَهُ أَنْ يُطْعِمَنِي رَغِيفَيْنِ بِمِلْحٍ.

حج کا زمانہ آ گیا (اس نے بھی حج پر جانے کی تیاری کی) مجھے بھی اپنے ساتھ چلنے کا کہا لیکن میں نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں میں تو بیمار ہوں اس لئے میرا حج کا ارادہ نہیں ہے۔ اس نے کہا نہیں نہیں! تجھے ضرور چلنا پڑے گا ورنہ کعبہ تیرے لئے آگ کا گھر بن جائے گا اگر تم میرے ساتھ نہ چلے تو جیل بھجوا دوں گا اور میرے آنے تک وہیں پڑے رہو گے، میں مجبور ہو کر اس کے ساتھ چل پڑا۔ جب ہم راستے میں کسی جگہ ٹھہرتے تو وہ ایسے ظاہر کرتا جیسے وہ روزہ دار ہے ساتھ ہی سو جاتا یہاں تک کہ میں کسی کام

میں مشغول ہو جاتا، پھر وہ زاوراہ سے کھانا نکال کر کھا لیتا اور غلام کو حکم دیتا کہ مجھے دو روٹیاں نمک کے ساتھ کھلا دے۔

فَجِئْتُ وَعِنْدِي أَنَّهُ صَائِمٌ وَلَمْ أَزَلْ أَنْتَظِرُ الْمَغْرِبَ أَتَوَقَّعُ إِفْطَارَهُ. فَلَمَّا صَلَّيْتُ الْمَغْرِبَ قُلْتُ لِغَلَامِي: مَا يَنْتَظِرُ بِلَا كُلٍّ؟ قَالَ: قَدْ أَكَلَ مِنْذُ زَمَانٍ. قُلْتُ: أَوَلَمْ يَكُنْ صَائِمًا؟ قَالَ: لَا. قُلْتُ: أَفَأَطْوَى أَنَا؟ قَالَ: قَدْ أَعَدَّ لَكَ كَمَا تَأْكُلُهُ فَكُلْ. وَأَخْرَجَ إِلَيَّ الرُّغْفِيفَيْنِ وَالْمِلْحَ. فَأَكَلْتُهُمَا وَبَتَ مَيْتًا جَوْعًا.

جب میں (اپنی مشغولیت سے واپس) آیا، میرے گمان کے مطابق تو وہ روزہ دار تھا اس لئے مغرب ہونے کا انتظار اور اس کے افطار کی توقع کرتا رہا، جب مغرب کی نماز پڑھ لی تو غلام سے پوچھا: اب کھانے کے لئے کس کا انتظار ہے؟ اس نے جواباً کہا والی نے تو کھانا کب کا کھالیا، میں نے اس سے پوچھا: کیا وہ روزہ دار نہیں تھا؟ اس نے کہا: نہیں، میں نے کہا: کیا میں بھوکا رہوں؟ اس نے کہا: (اگر آپ کھانا چاہتے ہیں تو) آپ کیلئے کھانا تیار کر دیا ہے، آپ جیسے کھانا چاہیں کھا لیجئے۔ چنانچہ اس نے نمک کے ساتھ دو روٹیاں نکالیں پھر میں نے ان کو کھایا اور اسی مجبوری اور بھوک کی حالت میں رات گزاردی۔

اطْوَى: طوی (س) طوی (إفعل) اطواءً بھوکا ہونا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۵۹ پر ہے۔ رَغِيفَيْنِ: [مفرد رَغِيفٌ روٹی، چپاتی، گندھے ہوئے آنے کا پیڑا دیگر جمع] أَرْغِفَةٌ، رَغْفٌ بھی آتی ہیں۔ رَغْفٌ (ف) رَغْفًا آنے کا پیڑا بنانا (إفعل) ارغافا چلنے میں جلدی کرنا، تیز نظر سے دیکھنا۔

وَأَصْبَحْتُ فَيَسِّرُنَا حَتَّى نَزَلْنَا الْمَنْزَلَ فَقَالَ لِغَلَامِي: ابْتَغِ لَنَا لَحْمًا بِدَرَاهِمَ. فَابْتَاغَهُ فَقَالَ: كَتَبَ لِي قِطْعًا. فَفَعَلَ. فَأَكَلَهُ وَنُصِبَ الْقِدْرُ. فَلَمَّا نَعَرْتُ قَالَ: اعْرِفْ لِي مِنْهَا قِطْعًا. فَفَعَلَ. فَأَكَلَهَا ثُمَّ قَالَ: اطْرُحْ فِيهَا ذُقَّةً وَأَطْعِمْنِي مِنْهَا فَفَعَلَ. ثُمَّ قَالَ: أَلْقِ تَوَابِلَهَا وَأَطْعِمْنِي مِنْهَا. فَفَعَلَ.

اگلے دن صبح ہی ہم نے سفر شروع کیا اور چلتے چلتے ایک مقام پر ٹھہرے وہاں والی نے غلام سے کہا کہ ہمارے لئے ایک درہم کا گوشت خرید لاؤ، وہ خرید لایا پھر اس سے کہا کہ اس میں سے تھوڑے سے گوشت کے کباب بنالاء، چنانچہ وہ بنالایا، والی نے ان کو کھالیا، اس کے بعد دیکھی کو چو لہے پر رکھا گیا جب ہانڈی جوش مارنے لگی تو کہا: تھوڑا سا اور کاٹ لو (نکال لو) اس نے نکال لیا، حضرت اس کو بھی چٹ کر گئے، اس کے بعد غلام سے کہا: اچھا اب گرم



مصالحہ پیش کر سائن میں ڈالو اور (تیار کر کے) مجھے کھلاؤ، غلام نے (پکا کر اسکے سامنے پیش کیا)  
**کبب** (تفعیل) تکبیا کباب بنانا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۵۸ پر ہے۔ **القدر**:  
 ہانڈی [نجم] قدور۔ **نغوت**: نغر (ف ض س) تغیر، نغرنا البنا (ض س) نغر، غضبناک ہونا،  
 کینہ رکھنا (تفعیل) سمغیر، آگدگی کرنا، بلانا (انفعال) انغرازا گندا ہونا۔ **اغوف**: غرف (ض)  
 غزفا کاٹنا، بال کترنا (انفعال) اغترفا چلو لینا (تفعیل) نغر فا کسی چیز کے ساتھ جتنی چیزیں  
 ہوں سب لے لینا۔ **دقة**: مصالحہ، نمک، دھنیا، خوبصورتی۔ **توابلہا**: مفرد [تا بل مصالحہ۔  
 تمل (ن) تبلا (إفعال) ابتالا بیمار کرنا، عقل کو ضائع کر دینا (تفعیل) تمبلا (مفاعلة)  
 متابلہ مصالحہ ڈالنا۔

وَأَنَا جَالِسٌ أَنْظُرُ إِلَيْهِ لَا يَدْعُونِي. فَلَمَّا اسْتَوْفَى اللَّحْمَ كُلَّهُ قَالَ: يَا غُلَامُ  
 أَطْعِمِ أَشْعَبَ. وَرَمَى إِلَيَّ بَرِّغِيْفَيْنِ فَجِئْتُ إِلَى الْقَدْرِ وَإِذَا لَيْسَ فِيهَا إِلَّا مَرْقٌ وَ  
 عِظَامٌ. فَأَكَلْتُ الرَّغِيْفَيْنِ. وَأَخْرَجَ لَهُ جَرَابًا فِيهِ فَاكِهَةٌ يَابِسَةٌ فَأَخَذَ مِنْهَا حُفَّةً  
 فَأَكَلَهَا وَبَقِيَ فِي كَفِّهِ كَفٌّ لَوْزٍ يَقْشَرُهُ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ فِيهِ حِلَّةٌ. فَرَمَى بِهِ إِلَيَّ وَقَالَ  
 كُلْ هَذَا يَا أَشْعَبَ. فَذَهَبْتُ أَكْسَرُ وَاحِدَةً مِنْهَا فَإِذَا بِضُرْسِي قَدْ انْكَسَرَتْ  
 مِنْهُ قِطْعَةٌ فَسَقَطْتُ بَيْنَ يَدَيْ. وَتَبَاعَدْتُ أَطْلُبُ حَجَرًا أَكْسَرُ بِهِ فَوَجَدْتُهُ  
 فَضَرَبْتُ بِهِ لَوْزَةً فَطْفَرْتُ يَعْْلَمُ اللَّهُ مِقْدَارَ رَمِيَةِ حَجَرٍ. وَعَدَوْتُ فِي طَلَبِهَا.

اشعب کہتے ہیں کہ میں بھی وہاں بیٹھا اس کی طرف دیکھ رہا تھا (کہ شاید مجھے بھی  
 کھلایا گیا مگر) مجھے نہیں بلایا، لیکن جب اس نے گوشت پورا کھا لیا تو غلام سے کہا کہ اشعب کو  
 بھی کھلاؤ، چنانچہ غلام نے مجھے دو روٹیاں دیں، جن کو لیکر میں دیچی کی طرف آیا تو دیچی میں  
 شور بے اور ہڈیوں کے سوا کچھ بھی باقی نہ تھا، میں نے اس کے ساتھ دونوں روٹیاں کھالیں۔  
 اسکے بعد غلام نے اسکا چمڑے کا تھمبلا جس میں خشک میوے تھے، نکالا اس نے ان میں سے  
 ایک لپ بھر کے نکالی اور اسے کھانے لگا جب اس کے ہاتھ میں بادام کے جھلکوں کے سوا کچھ  
 بھی باقی نہ رہا اور ان کو پھینکنے کے سوا کوئی چارہ بھی نہ تھا تو میری طرف پھینکنے ہوئے کہا، اے  
 اشعب انکو کھا لو۔ میں نے وہ لے لئے اور ان میں سے ایک توڑنے لگا تو میری داڑھ کا ہی  
 ایک ٹکڑا ٹوٹ گیا اور میرے سامنے گر کر دوڑ جا پڑا، میں تھوڑا سا دوڑ جا کر اسکو توڑنے کیلئے  
 پتھر تلاش کرنے لگا، بل جانے پر اس کے ذریعے بادام توڑنے لگا جو نبی پتھر مارا اللہ جانتا ہے  
 (اللہ گم ہے) بادام اچھل کر پتھر پھینکنے کی مقدار دوڑ جا کر گرا میں اس کی تلاش میں لگ گیا۔

مِرْق: شوربہ۔ مرق (ن، ض) مُرَقا شوربہ زیادہ کرنا، کھال سے اون اکھیرنا (ن) مُرُقّا پار کرنا (س) مُرَقّا گندھونا (تفعیل) تمریقّا شوربہ زیادہ کرنا۔ حُفْنۃ: لپ بھر، گڑھا [جمع حُفْن - حُفْن (ن) حُفْنّا لپ بھر لینا، لپ بھر دینا (افتعال) اخفانّا جڑ سے اکھیرنا، بہت لینا۔ لـِـوْز: مفرد] لَوْزۃ بادام۔ لوز (تفعیل) تلویز [التمر] چھوارے میں بادام بھرنا۔ بـِـقْشـوۃ: چھال یا کھال۔ قشر (ن، ض) قَشْرّا (تفعیل) تقشیر: کھال یا چھال اتارنا، بدشگونی لانا (س) قَشْرّا موٹی کھال والا ہونا۔ طَفَر: طفر (ض) طَفْرّا، طَفُوزّا اونچائی میں کودنا (تفعیل) تطفیر [اللبن] بالائی والا ہونا (ا فعال) اِطْفَارّا کودنا۔

فَبَيْنَا أَنَا فِي ذَلِكَ إِذَا أَقْبَلَ بَنُو مُصْعَبٍ (يَعْنِي ابْنَ ثَابِتٍ وَإِخْوَتَهُ) يَلْبُونَ بِتِلْكَ الْحُلُوقِ الْجَهْرِيَّةِ فَصَحْتُ بِهِمْ. الْغَوْتُ الْغَرْتُ الْعِيَادَ بِاللَّهِ وَبِكُمْ يَا آلَ الرَّبِّيرِ الْحَقُونِي أَذِرْ كُونِي. هَرَكْضُوا إِلَيَّ فَلَمَّا رَأَوْنِي قَالُوا: أَشَعْبُ مَا لَكَ وَيْلَكَ؟ قُلْتُ: خَذُونِي مَعَكُمْ تَخْلُصُونِي مِنَ الْمَوْتِ. فَحَمَلُونِي مَعَهُمْ فَجَعَلْتُ أَرْفُفَ بِيَدَيَّ كَمَا يَفْعَلُ الْفَرْخُ إِذَا طَلَبَ الرِّقَّ مِنْ أَبَوَيْهِ. فَقَالُوا: مَا لَكَ وَيْلَكَ؟ قُلْتُ: لَيْسَ هَذَا وَقْتُ الْحَدِيثِ زَقُونِي مِمَّا مَعَكُمْ قَدِمْتُ ضَرْأَوْ جَوْعًا مُنْذُ ثَلَاثِ .

ابھی میں یہی کام کر رہا تھا کہ اچانک بنو مصعب (یعنی ابن ثابت اور اس کے بھائی وغیرہ) جو کہ اونچی آواز میں تلبیہ پڑھتے ہوئے جا رہے تھے سامنے آگئے میں نے انہیں آواز دیکر پکارا اے آل زبیر! لڑو، میری مدد کرو، میری مدد کرو، اللہ کی پناہ، تم نے مجھے پالیا ہے اپنے ساتھ لے لو تو وہ میری طرف آئے جب مجھے دیکھا تو کہنے لگے ”ارے کم بخت اشعب“ کیا ہوا؟ میں نے کہا کہ مجھے اپنے ساتھ لے چلو اور موت سے بچاؤ، چنانچہ انہوں نے مجھے اپنے ساتھ سوار کر لیا۔ اب میں خوشی میں اپنے دونوں ہاتھوں کو ایسے حرکت دینے لگا جیسے پرندے کا بچہ اپنے والدین سے چوگا لیتے وقت حرکت دیتا ہے۔ پھر انہوں نے دوبارہ مجھ سے پوچھا کہ تجھے کیا ہو گیا تھا؟ میں نے کہا: یہ وقت باتیں کرنے کا نہیں ہے، اگر آپ کے پاس کچھ ہو تو مجھے کھلاؤ میں تین دن سے بھوک اور سختی میں مبتلا ہوں۔

الحقوق الجمهوریہ: [مفرد] حلق، گلا، نالیاں۔ امچوریہ، بلند آواز کی صفت۔  
أرصف: زرف (فعل) زرف زرف پھڑ پھڑانا، آواز کرنا۔ الزق: زق (ن) زَقَّ چوگا دینا،  
 بیٹ کرنا، کھال اتارنا، بال کاٹنا۔

(قَالَ) فَأَطْعُمُونِي حَتَّى تَرَا جَعْتُ نَفْسِي وَحَمَلُونِي مَعَهُمْ فِي مَحْمِلٍ  
ثُمَّ قَالُوا: أَخْبِرْنَا بِقِصَّتِكَ. فَحَدَّثْتُهُمْ وَأَرَيْتُهُمْ ضَرْبَ الْمَكْسُورَةِ فَجَعَلُوا  
يَضْحَكُونَ وَيُصَفِّقُونَ وَقَالُوا: وَيْلَكَ مِنْ أَيْنَ وَقَعْتَ عَلَى هَذَا؟ هَذَا مِنْ أُنْجَلٍ  
خَلَقَ اللَّهُ وَأَدْنَاهُمْ نَفْسًا. فَحَلَفْتُ بِالطَّلَاقِ أَنِّي لَا أَذْخُلُ الْمَدِينَةَ مَا دَامَ لَهُ بِهَا  
سُلْطَانٌ فَلَمْ أَذْخُلْهَا حَتَّى غَزَلَ.

اشعب کہتے ہیں کہ انہوں نے مجھے کھلایا یہاں تک کہ میری جان میں جان آئی  
اور مجھے اپنے ساتھ سواری میں سوار کیا۔ پھر انہوں نے مجھ سے کہا اپنا واقعہ بناؤ میں نے ان  
کو اپنی آبِ بیتی سنائی اور اپنی ٹوٹی ہوئی داڑھ بھی دکھائی تو وہ (دیکھ کر) ہنسنے لگے، تالیاں  
پٹینے لگے اور کہنے لگے کہ تیرا عقیدناں! تو اس کے تھے کیسے چڑھ گیا تھا؟ یہ تو دنیا جہاں میں سب  
سے زیادہ بخیل اور فقیر آدمی ہے۔ میں نے قسم اٹھالی کہ جب تک مدینہ کا والی یہ شخص ہوگا اس  
وقت تک میں مدینہ میں داخل نہیں ہوں گا اگر ہوا تو میری بیوی کو طلاق ہے۔ پھر میں شہر میں  
اس وقت تک داخل نہیں ہوا یہاں تک کہ وہ معزول ہو گیا۔

یُصَفِّقُونَ: صفق (ن، ض) صفقا تالی بجانا، پھر پھرانا (ک) حَفَاقَتُهُ بے حیا ہونا  
(إِفعال) إِصْفَاقًا بار کھنا، جھج کرنا (تفعّل) تَصَفَّقًا تردد کرنا، درپے ہونا (الفعال) انصفا  
واپس ہونا۔ ادْنَاهُمْ: دَنَا (ف، ک) دُنُوًا، دَنَاةٌ خیس ہونا، کمینہ و ذلیل ہونا (س) دَنَا  
کبڑا ہونا (إِفعال) إِدْنَاءُ ادنی سواری پر سوار ہونا۔



## رِسَالَةُ عَنَاب

(لابی بکر الحواری می (۱)

كِتَابِي وَقَدْ خَرَجْتُ مِنَ الْبَلَاءِ خُرُوجَ السَّيْفِ مِنَ الْجَلَاءِ، وَبُرُورُ  
الْبَدْرِ مِنَ الظُّلُمَاءِ، وَقَدْ فَارَقْتَنِي الْمِحْنَةُ وَهِيَ مُفَارِقٌ لَا يَسْتَأْذِنُ إِلَيْهِ وَوَدَّعْتَنِي  
وَهِيَ مُوَدَّعٌ لَا يَسْكِي عَلَيْهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ تَعَالَى عَلَى مِحْنَةٍ يُجَلِّيْهَا، وَنِعْمَةٍ  
يُبَيِّلُهَا وَيُورِثُهَا.

(۱) یہ وہ ابوبکر محمد بن عباس خوارزمی ہیں جو اصل طور ستانی ہیں، خوارزم میں ۳۲۳ھ میں پیدا ہوئے اور وہیں پرورش پائی۔ یہ  
ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے ادب کو کمائی کا ذریعہ بنایا اور اس کے لیے ہجرتیں اور مجاہدے کئے۔ سیف الدولہ، صاحب  
بن عباد اور عضد الدولہ کے پاس گئے۔ ادب کے سمندر تھے، عرب کے اشعار، اخبار اور تاریخ کے راوی، کلام عرب کے طرق  
اور لغت کی ترکیب کے خاصہ پراحدی تھے۔ لیکن یہ ادباء کی اس جماعت سے تعلق رکھتے تھے جو جبرائیل کے پیشانی کے مالک

## ملا مت کا خط

یہ میرا خط ہے اور میں مصیبت سے ایسے نکلا ہوں جیسے تلوار زنگ سے واضح اور کھلم کھلا اور چودھویں رات کا چاند اندھیروں سے نکل آتا ہے۔ آزمائش نے مجھے داغ مفارقت دیدیا ہے اور یہ ایسی علیحدہ ہونے والی چیز ہے جس کی طرف اشتیاق نہیں ہوتا، مجھے آزمائش نے الوداع کہا ہے اور یہ ایسی الوداع کہنے والی ہے جس پر رویا نہیں جاتا۔ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں ایسی آزمائش پر کہ جس کو اللہ نے ظاہر کر دیا اور ایسی نعمت پر کہ جو اس نے عطا کی اور اس کا ادالی مقرر کر دیا۔

الجللاء: جلو (ن) جللاء [السيف والفضة والمرآة] تلوار یا چاندی یا آئینہ سے زنگ دور کرنا، چمکانا۔ جللاء، جلؤا خوف یا قحط کی وجہ سے جلا وطن ہونا، کوئی بات ظاہر کرنا۔ جللاء واضح ہونا۔ یسلیها: نول (إفعال) إئالة (تفعیل) تنویلاً (ن) تولأ دینا۔ یو لیسبا: ولی (إفعال) إلیاء اولی مقرر کرنا (ح) ولایة والی ہونا، متصرف ہونا (تفعل) تولأ ذمہ داری لینا، کسی کے کام کے لئے مستعد ہونا (استفعال) استیلاء غالب ہونا۔

كُنْتُ أَتَوَقَّعُ أَمْسَ كِتَابِ سَيِّدِي بِالتَّسْلِيَةِ، وَالْيَوْمَ بِالتَّهْنِئَةِ، فَلَمْ يُكَاتِبْنِي فِي أَيَّامِ الْبَرْحَاءِ بِأَنَّهُا غَمَّتْهُ، وَلَا فِي أَيَّامِ الرُّخَاءِ بِأَنَّهُا سَرَّتْهُ، وَقَدْ اعْتَذَرْتُ عَنْهُ إِلَى نَفْسِي وَجَادَلْتُ عَنْهُ قَلْبِي.

گذشتہ کل (ایام آزمائش میں) اپنے آقا کی طرف سے تسلی کے خط کے آنے کی توقع کر رہا تھا اور آج (بعد از آزمائش نکلنے کے) میں اپنے آقا کی طرف سے مبارکبادی کے خط کے انتظار میں ہوں۔ لیکن اس نے مجھے سختی کے دنوں میں کوئی خط لکھا کیونکہ ان دنوں نے اس کو غمناک کر دیا تھا (جبکہ اس کو تسلی بھر اخط لکھنا چاہئے تھا) اور نہ ہی اس نے مجھے آسائش کے دنوں میں خط لکھا کہ ان ایام آسائش نے اس کو راحت و سرور میں مبتلا کر دیا تھا (جبکہ ان دنوں میں اس کو مبارکباد کے لئے خط لکھنا چاہیے، اس کی یہ حالت اور میری یہ حالت کہ) میں نے اس کی طرف سے اپنے نفس کو عذر پیش کیا اور اس کی جانب سے اپنے دل سے جھگڑا کیا۔

بے (قادر الکلام بنے و گردن انگو بیان کا سلیقہ نہیں آتا تھا) کثرت حفظ اور طویل تجربات سے کلام کے تمام اقسام پر قادر تو ہو گئے لیکن انکے پاس بہت اہم قلم تھا اور نہ ہی چلتی ہوئی زبان، طبیعت کی سیلابی قہمی اور نہ ہی ذوق کی رقت اور اس پر انکے خطوط شاہد ہیں اور اسی وجہ سے بدیع الزمان ہمدانی جو کہ قطعی ادیب ہیں کی مساجلات میں بری طرح ناکام ہوئے اور یہی ان کی موت کا سبب تھا، ان کا شعر ان کی نثر سے بھی زیادہ اچھا تھا مگر وہ صرف انہی مشہور اور شہرہ آفاق رسائل کی وجہ سے مشہور تھے، ان کی وفات ۳۸۳ھ میں ہوئی۔

**بالتسلية:** سلی (تفعیل) تسلّیاً بحکف تسلی ظاہر کرنا، تسلی پانا (انفعال) اسلاء غم زائل ہونا۔ سلو (ن) سلّوا (س) سلّیاً تسلی پانا، بے غم ہونا (انفعال) اسلاء امان ہونا۔  
**بالتهنئة:** ہنّا (تفعیل) تهنئة مبارکباد دینا۔ بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۶۴ پر ہے۔ **البرحاء:** سختی، تکلیف، برائی، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۷۸ پر ہے۔ **البرحاء:** فراخی زندگی۔ رخی (س) رخی، رحوۃ (ک) رحوۃ آسودہ زندگی والا ہونا، نرم ہونا (ف، ہ، ک) رحوۃ آسودہ ہونا۔

فَقُلْتُ: أَمَّا إِخْلَالُهُ بِالْأُولَى فَلِأَنَّهُ شَغَلَهُ الْإِهْتِمَامُ بِهَا عَنِ الْكَلَامِ فِيهَا،  
 وَأَمَّا تَغَافُلُهُ عَنِ الْآخَرَى فَلِأَنَّهُ أَحَبَّ أَنْ يُوقَرَ عَلَىٰ مَرْتَبَةِ السَّابِقِ إِلَى الْإِهْتِمَاءِ،  
 وَيَقْتَصِرَ بِنَفْسِهِ عَلَىٰ مَحَلِّ الْإِهْتِمَاءِ لِتَكُونَ نِعْمَ اللَّهُ تَعَالَىٰ مَوْقُوفَةً مِّنْ كُلِّ جِهَةٍ  
 عَلَيَّ، وَمَحْفُوظَةً مِّنْ كُلِّ رُتْبَةٍ بِي .

میں نے کہا: سختی کے دنوں میں تسلی دینے کے لئے خط لکھنے میں کوتاہی کرنا شاید اس وجہ سے ہو کہ غم نے ان سختی کے دنوں میں کلام کرنے سے اسے غافل کر دیا ہو اور راحت و آسائش کے دنوں میں اس کے خط لکھنے سے غفلت کی وجہ شاید یہ ہو کہ اس نے اس کو پسند کیا ہو کہ میرا مرتبہ زیادہ کر دے جو کہ ابتداء کی طرف بڑھ رہا تھا (یعنی کم ہو رہا تھا) اور اپنے لئے محل اقتداء پر اکتفاء کر لیا۔ تاکہ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہر طرف سے مجھ ہی پر آ کر ٹھہریں اور یہ نعمتیں ہر سختی و پریشانی سے میرے گرد احاطہ کئے ہوئے ہوں۔

**إخلاله:** خلل (انفعال) اخلاا کوتاہی کرنا محتاج ہونا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۱۵۵ پر ہے۔ **یوقر:** وفر (تفعیل) توفیر زیادہ کرنا، حفاظت کرنا (تفعیل) توفیر اہمیت صرف کرنا (ض) وفّر از زیادہ کرنا، پورا کرنا۔ **محفوظة:** حفظ (ن) حثّا گھیرنا (ض) تحفیفا سرسراہٹ ہونا۔ **حؤفا خشک** ہونا، پراگندہ ہونا (تفعیل) تحفیفا احاطہ کرنا (استعمال) استخفافا سارالے لینا  
 فَإِنْ كُنْتُ أَحْسَنْتُ الْإِعْتِدَارَ عَنْ سَيِّدِي فَلْيُعْرِفْ لِي حَقَّ الْإِحْسَانِ،  
 وَلْيَكُنْ لِي بِالْإِسْتِحْسَانِ، وَإِنْ كُنْتُ أَسَاثُ فَلْيُخْبِرْنِي بِعُدْرِهِ فَإِنَّهُ أَعْرِفَ مِنِّي  
 بِسِرِّهِ، وَلْيَرْضَ مِنِّي بِأَنِّي حَارَبْتُ عَنْهُ قَلْبِي وَاعْتَذَرْتُ عَنْ ذَنْبِهِ حَتَّىٰ كَأَنَّهُ  
 ذَنْبِي وَقُلْتُ: يَا نَفْسُ! اعْذِرِي أَحَاكِبَ وَخُذِي مِنْهُ مَا أَعْطَاكِ فَمَعَ الْيَوْمَ عَدُوُّ  
 وَالْعَوْدُ أَحْمَدُ .

چنانچہ اگر میں نے اپنے آقا کی طرف سے احسن طریقہ سے عذر خواہی کی ہے تو میرے آقا کو چاہیے کہ میرے لئے حق احسان پہچانے اور اسے چاہیے کہ وہ مجھے استحساناً خط

لکھے اور اگر میں نے عذر خواہی بڑے طریقہ سے کی ہے تو پھر اسے چاہیے کہ وہ مجھے اپنے عذر کے متعلق آگاہ کرے، کیونکہ اپنے پوشیدہ معاملہ کو وہ مجھ سے زیادہ جاننے والا ہے۔ مجھ سے اس پر راضی ہو جائے کہ میں نے اس کی جانب سے اپنے دل سے جنگ کی ہے اور اس کی فروگزاشت پر اپنے دل کو ایسا عذر پیش کیا ہے جیسے وہ میرا ہی گناہ ہو اور میں نے کہا: اے نفس! اپنے بھائی کا عذر قبول کر لے اور اس سے وہ چیز ہی لے لے جو اس نے تمہیں دی ہے، پس آج کے ساتھ کل آئندہ ہے [والعود احمد] اور دوبارہ کرنا زیادہ قابلِ تعریف ہے۔ (یعنی اچھا کام کرنا محمود ہے تو اس کو دوبارہ کرنا زیادہ محمود ہے)

☆☆☆☆☆☆

### حَدِيثُ النَّاسِ

(لابی حیان التوحیدی (۱)

حَدَّثَنِي شَيْخٌ مِنْ الصُّوفِيَّةِ فِي هَذِهِ الْأَيَّامِ قَالَ: كُنْتُ بِنَيْسَابُورَ سَنَةَ سَبْعِينَ وَثَلَاثِمِائَةٍ، وَقَدْ اشْتَغَلْتُ خَرَّ اسَانُ بِالْفِتْنَةِ وَتَبَلَّلْتُ دَوْلَةَ آلِ سَامَانَ بِالْجَوْرِ وَطُولِ الْمُدَّةِ فَلَجَأْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِبْرَاهِيمَ صَاحِبَ الْجَيْشِ إِلَى قَائِمِينَ وَهِيَ حِصْنُهُ وَمَعْقَلُهُ وَوَرَدَ أَبُو الْعَبَّاسِ صَاحِبُ جَيْشِ آلِ سَامَانَ نَيْسَابُورَ بَعْدَهُ عَظِيمَةً وَعُدَّةً عَمِيمَةً وَزِينَةً فَاحِرَةً وَهَيْبَةً بَاهِرَةً وَعَلَا السَّعْرُ وَأُخِفَّتِ السُّبُلُ وَكَثُرَ الْإِرْجَافُ وَسَاءَتِ الظُّنُونُ وَضَجَّتِ الْعَامَّةُ وَالنَّبَسُ الرَّأْيُ وَانْقَطَعَ الْأَمَلُ

(۱) علی بن محمد العباس توحیدی غالباً قرن رابع کے دوسرے عقد کے آخر میں پیدا ہوئے، بغداد میں پرورش ہوئی۔ نحو، لغت، شعر، ادب، فقہ اور معتزلہ کی رائے کے کلام کے علوم میں ماہر بن ہو کر ابھرے، رزق کی تنگی کی وجہ سے بغداد میں کتابیں لکھ کر اور بیچ کر مدت طویل تک زندگی گزاری اور ہمیشہ اپنے معاصرین سے تنگی اور جفا میں رہے حتیٰ کہ اپنی آخری عمر میں محض اس گمان کی وجہ سے کہ لوگ ناقدرے ہیں میرے مرنے کے بعد کتابوں کی قدر نہ کریں گے اپنی تمام مکتوبہ کتابوں کو جلا ڈالا، استاذ کردہ علی نے فرمایا ”ابو حیان نے سوالات و جوابات لکھے، روایات و مساجلات لکھے، محاضرات اور ہم مجلس لوگوں کے حالات لکھے، تفریع و تقریبات لکھیں، نقد و لمز کیا، وعظ و شاد کیا اور ان کی کتابوں کا ہر صفحہ ان کے علمی مقام اور فہم کی بلندی پر دلالت کرتا ہے۔ ان کتب نے ان کو بڑے بڑے فضیلتیں اور شرفیں تک پہنچا دیا، ان میں انہوں نے اپنے ایام کے اعتبار سے علم و ادب کی اچھی تصویر کشی کی تھی لیکن اس کو ایسے طبقے نے بیخ ادبی عبارت میں پیش کیا جو لکھے ہوئے پر عمل نہیں کرتا تھا اور ان کو خوبصورتی، آرائش، چمکانے اور تزیین کرنے سے کوئی غرض نہ تھی (ابو حیان اتنے جلیل القدر ہیں کہ) وہ اسلوب جو حافظ کی موت کی وجہ سے مرنے والا تھا اس کو دلائل ہاتھ سے تمام لیا اور جو کچھ کی ابو عثمان کے بعد باتوں کے فن اور مترتب الامثال کی اقسام میں رہ گئی تھی اس کو پورا کر دیا۔ حافظ (جس کی کنیت ابو عثمان ہے، کا تعارف اور علمی ثروت اور قابلیت پر کلام مکرر چکا ہے) نے گویا کہ اس کی اور ادھوری خواہش کو پورا کر دیا، ان کی مشہور کتابوں میں سے ”کتاب الصدقات والهدی“، ”کتاب المقابلات“، ”کتاب الاستماع والمواظبة“، ”کتاب الجہاد والذخائر“ و مثالب الوزيرین ہیں“ ۴۱۳ھ میں شیراز میں ان کا انتقال ہوا۔

وَبَنَعَ كُلُّ كَلْبٍ مِنْ كُلِّ زَاوِيَةٍ وَزَارَ كُلُّ أَسَدٍ مِنْ كُلِّ أَجْمَةٍ وَضَبَحَ كُلُّ ثُعْلُبٍ مِنْ كُلِّ تَلْعَةٍ.

لوگوں کی بات

ان دنوں صوفیاء کے ایک شیخ نے مجھے بتلایا کہ: میں ۳۷۰ھ میں نیشاپور میں تھا، خراسان فتنے کی لپیٹوں میں تھا اور آل سامان کی حکومت ظلم اور طویل مدت کی بناء پر منتشر ہو چکی تھی۔ لشکر کے سردار محمد بن ابراہیم نے مقام قاین کی طرف جو ان کا ایک قلعہ اور جائے پناہ تھی، پناہ لی اور آل سامان کے لشکر کا سردار ابو العباس ایک بڑی جماعت، عام تیاری، پر فخر آرائش، بھرپور زیب و زینت اور زبردست حالت کے ساتھ نیشاپور میں وارد ہوا۔ (جس کی وجہ سے اشیاء کی) قیمتیں بڑھ گئیں، راستے خوفناک ہو گئے (راستوں میں ڈرایا جانے لگا) افواہیں پھیل گئیں، گمان فاسد ہو گئے، عامی لوگ اودھم مچانے لگے (لوگوں کی) آراء خلط ملط ہو گئیں، امیدیں دم توڑ گئیں، ہر کو نے سے ایک کتابھونکنے، ہر کھچارے شیر دھاڑنے اور ہر بلند جگہ سے لومڑی چیخنے لگی۔

[illegible]

قَالَ وَكُنَّا جَمَاعَةً غُرَبَاءَ نَأْوِي إِلَى دُوَيْرَةِ الصُّوفِيَّةِ لَا يَبْرَحُهَا فَتَارَةٌ  
نَقْرُأُ وَتَارَةٌ نَصَلِّي وَتَارَةٌ نَنَامُ وَتَارَةٌ نَهْدِي وَالْجُوعُ يَعْمَلُ عَمَلَهُ وَنَحْوُضُ فِي  
حَدِيثِ آلِ سَامَانَ وَالْوَارِدِ مِنْ جِهَتِهِمْ إِلَى هَذَا الْمَكَانِ وَلَا قُدْرَةَ لَنَا عَلَى  
السَّيَاحَةِ لِانْسِدَادِ الطَّرِيقِ وَتَخَطُّفِ النَّاسِ لِلنَّاسِ وَشُمُولِ الْخَوْفِ وَعَلَبَةِ  
الرُّغْبِ وَكَمَانِ الْبَلَدِ يَتَقَدَّرُ نَارًا بِالسُّؤَالِ وَالتَّعَرُّفِ وَالْبَارِ جَافٍ بِالصَّدْقِ  
وَالْكَذِبِ وَمَا يُقَالُ بِالْهَوَى وَالْعَصِيَّةِ فَضَاقَتْ صُدُورُنَا وَخَبِثَتْ سَرَائِرُنَا  
وَاسْتَوْلَى عَلَيْنَا الْوَسْوَاسُ .

وہ بزرگ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہم مسافروں کی ایک جماعت نے صوفیاء  
کے ایک چھوٹے سے گھر میں پناہ لی، جس سے باہر نہیں نکلتے تھے، اسمیں رہتے ہوئے کبھی  
تلاوت کرتے اور کبھی نماز پڑھتے کبھی سوتے اور کبھی گپ شپ لگاتے اور بھوک بھی اپنے کام  
میں مصروف تھی (یعنی محسوس ہوتی تھی) ہم آل سامان اور ان کی طرف سے خراسان بھیجے  
جانے والے کے بارے میں غور کرتے رہتے تھے۔ راستوں کے بند ہونے، لوگوں کے ایک  
دوسرے کو اچکنے، خوف طاری ہونے اور رعب دہشت کے غلبہ کی وجہ سے ہم چلنے پھرنے پر  
قادر نہ تھے۔ شہر سوال، بھیک، جھوٹی سچی افواہوں، ہوائے نفس اور عصبیت سے کی گئی گفتگو کی  
آگ میں جل رہا تھا، ہمارے دل تنگ ہو گئے نیتیں فاسد ہو گئیں اور ہم پر وسوس غالب آ گئے۔

**دویرہ:** (تغیر) چھوٹا سا گھر، مکان، رہنے کی جگہ [جمع] دُوَر، دِیَار، اُدُور۔

**لانبرجھا:** برج (س) برِخا، براخا جدا ہونا، ظاہر ہونا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۷۸ پر ہے۔ **نہدی:**  
ہدی (ض) ہڈیا، ہڈیاں، کھواس کرنا، مرض کی وجہ سے غیر معقول باتیں کرنا۔ **تخططف:**  
خطف (س) خطفًا اچک لینا، چند ہا کر دینا (س ض) خطفًا تیز چلنا (تفعیل) تخطیفًا اچک  
لینا (إفعال) إخطافًا خطا کرنا، بیماری کا زائل ہونا۔ **سراور:** [مفرد] سریرۃ، نیت، بھید، خفیہ  
معاملہ، کمایقال [هو طیب السریرۃ] وہ پاک دل کھری نیت کا آدمی ہے۔ **استولی:** ولی  
(استفعال) استیلاء بصلہ [علی] غالب ہونا، انتہاء کو پہنچنا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۵۳ پر ہے۔

وَقُلْنَا لَيْلَةً مَا تَرَوْنَ يَا أَصْحَابَنَا مَا دَفَعْنَا إِلَيْهِ مِنْ هَذِهِ الْأَحْوَالِ الْكُرْهِةِ  
كَأَنَّا وَاللَّهِ أَصْحَابُ نَعَمٍ وَأَرْبَابُ ضِيَاعٍ نَخَافُ عَلَيْهَا الْغَارَةَ وَالنَّهْبَ وَمَا عَلَيْنَا  
مِنْ وَلَايَةِ زَيْدٍ وَعَزْلِ عَمْرٍو وَهَلَاكِ بَكْرٍ وَنَجَاةِ بَشَرٍ نَحْنُ قَوْمٌ رَضِينَا فِي  
هَذِهِ الدُّنْيَا الْعَسِيرَةِ وَهَذِهِ الْحَيَاةِ الْقَصِيرَةِ بِكُسْرَةٍ يَابِسَةٍ وَجِرْفَةٍ بِالْيَةِ وَزَاوِيَةِ



مِنَ الْمَسْجِدِ مَعَ الْعَاقِبَةِ مِنْ بَلَايَا طُلَّابِ الدُّنْيَا. فَمَا هَذَا الَّذِي يَعْتَرِينَا مِنْ هَذِهِ  
الْأَحَادِيثِ الَّتِي لَيْسَ لَنَا فِيهَا نَافَعَةٌ وَلَا جَمَلٌ وَلَا حِظٌّ وَلَا أَمَلٌ قَوْمُوا إِنَّا عَذَا حَتَّى  
نَزُورَ أَبَارَ كَرِيَاءِ الزَّاهِدِ وَنُظِلَّ نَهَارَنَا عِنْدَهُ لَا هَيْنَ عَمَّا نَحْنُ فِيهِ سَاكِنِينَ مَعَهُ  
مُقْتَدِرِينَ بِهِ فَاتَّفَقَ رَأْيُنَا عَلَى ذَلِكَ.

ایک رات ہم نے کہا! اے ہمارے ہم نشینو! تم کیا سمجھتے ہو کس چیز نے ہمیں ان  
برے احوال کی طرف پھینکا ہے؟ اللہ کی قسم! گویا کہ ہم اہل نعمت اور صاحب ثروت تھے، ہم  
ان نعمتوں پر غارت گری اور لوٹ بار کا خوف کھاتے ہیں۔ ہمیں زید کی سرداری، عمرو کی معزولی،  
بکر کی ہلاکت اور لوگوں کی نجات سے کیا واسطہ؟ ہم ایسی قوم ہیں جو تنگ دنیا اور مختصری زندگی  
میں خشک روٹی کے ٹکڑے، بوسیدہ خرقہ (لباس) مسجد کے کونے، دنیا کے طالبوں کے مصائب  
سے عافیت پر راضی ہو گئے تھے، ہمیں یہ کیسی باتیں پیش آرہی ہیں جن میں ہمارے لئے کوئی  
اوٹنی ہے اور نہ اونٹ، کوئی حصہ ہے اور نہ کوئی امید، کل ہمارے ساتھ چلو تاکہ ہم ابو زکریا زاہد  
کی زیارت کریں اور ان حالات سے غافل ہو کر ان کے پاس اپنا دن گزاریں، ان کے  
ساتھ ٹھہریں اور ان کی اقتداء کریں، ہماری آراء اس پر متفق ہو گئیں۔

**النبہ:** (ن، ض، ف) ٹھہرا لو، نا، کا، نا، سخت ست کہنا (ا، افعال) اٹھانا  
لوٹنے کا موقع دینا، لانا دینا۔ **يعترينا:** عرو (اقتعال) اعتراض، لاحق ہونا، عطیہ مانگنے کے لئے  
جانا (ن) غزو، اپیش آنا، کاج بنانا (ا، افعال) اعراء، کاج بنانا، چھوڑ دینا۔

فَعَدَوْنَا وَصَرُنَا إِلَى أَبِي زَكْرِيَاءَ الزَّاهِدِ فَلَمَّا دَخَلْنَا رَحَّبَ بِنَا وَقَرَّحَ  
بِزِيَارَتِنَا وَقَالَ: مَا أَشَوْقَنِي إِلَيْكُمْ وَمَا أَكْهَفَنِي عَلَيْكُمْ! الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي جَمَعَنِي  
وَأَيَّاكُمْ فِي مَقَامٍ وَاحِدٍ حَدَّثُونِي مَا الَّذِي سَمِعْتُمْ وَمَاذَا بَلَغَكُمْ مِنْ حَدِيثِ  
النَّاسِ وَأَمْرِهِوَلَاءِ السَّلَاطِينِ؟ فَرَجُّوْا عَنِّي وَقُولُوا لِي مَا عِنْدَكُمْ فَلَا تَكْتُمُونِي  
شَيْئًا فَمَا لِي وَاللَّهِ مَرَعِي فِي هَذِهِ الْأَيَّامِ إِلَّا مَا اتَّصَلَ بِحَدِيثِهِمْ وَافْتَرَنَ بِخَبَرِهِمْ.

اگلے دن صبح ہم ابو زکریا زاہد کی طرف روانہ ہوئے جب ہم داخل ہوئے تو انھوں  
نے ہمیں خوش آمدید کہا، ہماری زیارت سے خوش ہوئے اور کہنے لگے میں کس قدر آپ کا  
مشاق تھا، میں کس قدر آپ پر (یعنی آپ سے ملنے کیلئے) حریص تھا! تمام تعریفیں اس اللہ  
کے لئے ہیں جس نے مجھے اور آپ کو (ہم سب کو) ایک جگہ اکٹھا کر دیا، آپ نے لوگوں کی  
باتوں سے اور بادشاہوں کے احکام سے جو کچھ سنا اور جو کچھ تم تک پہنچا ہے (اس کے

بارے میں) مجھ پر کشادگی کرو (مجھے بھی بتلا دو) جو کچھ تم جانتے ہو مجھ سے بیان کرو اور مجھ سے کچھ مت چھپاؤ۔ اللہ کی قسم میرے لئے ان ایام میں میری چراگاہ صرف وہی ہے کہ جو انکی باتوں کے ساتھ متصل ہو اور ان کی خبروں کیساتھ ملی ہوئی ہو (میرے لئے صرف یہی کام رہ گیا ہے کہ انکی باتیں کرتا اور سنتا رہوں اسلئے تم بھی مزید معلومات مجھے دو)۔

الھفنی: لھف (إفعال) لھافا حریص ہونا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۷۶ پر ہے۔

فَلَمَّا وَرَدَ عَلَيْنَا مِنْ هَذَا الزَّاهِدِ الْعَابِدِ مَا وَرَدَ دِهْنًا وَاسْتَوْحَشْنَا  
وَقُلْنَا فِي أَنْفُسِنَا أَنْظَرُوا مِنْ أَيْ شَيْءٍ هَرَبْنَا، وَبِأَيِّ شَيْءٍ عَلَفْنَا وَبِأَيِّ ذَاهِيَةِ دِهْنِنَا  
قَالَ: فَحَقَّقْنَا الْحَدِيثَ وَانْسَلَلْنَا فَلَمَّا خَرَجْنَا قُلْنَا: أَرَأَيْتُمْ مَا بَلَيْنَا بِهِ وَمَا وَقَعْنَا  
عَلَيْهِ؟ (إِنْ هَذَا لَهُوَ الْبَلَاءُ الْمُبِينُ)

اس پر ہیزگار اور عبادت گزار شخص سے جب ایسی عجیب شے صادر ہوئی تو ہم دہشت زدہ اور متوحش ہو گئے، ہم نے اپنے دل میں سوچا کہ دیکھو، ہم کس شے سے بھاگے تھے اور کس شے سے چٹ گئے؟ کس مصیبت میں مبتلا ہو گئے؟ اس شیخ نے کہا: ہم نے گفتگو کو سمیٹا اور وہاں سے کھسک گئے۔ جب ہم نکل آئے تو آپس میں کہا: دیکھا کس چیز میں ہم مبتلا کئے گئے اور کبھی مصیبت ہم پر پڑ گئی (بے شک یہ تو ایک واضح مصیبت ہے)

علفنا: علق (تفعل) تعلیقاً چٹ جانا، لگانا، بند کرنا (ن) علفنا، مخلوقا گالی دینا، چوسنا (س) علقاً تہ محبت کرنا، پھنس جانا (إفعال) علفنا جو تک لگانا، پھنسا۔ داهية دھیننا: مصیبت، بری بات، بڑا معاملہ [جمع] دواہ۔ دھی (ن) دھیا (تفعیل) تدهية آفت و بلا پہنچنا، مرتبہ گھٹانا (س) دھیا چالاک ہونا، چالاکی سے کام کرنا۔ انسللنا: سلل (انفعال) انسلاا چپکے سے کھسک جانا، (ن) سلاا کسی چیز میں سے آہستہ آہستہ نکالنا (ض) سلاا گرے ہوئے دانتوں والا ہونا۔

مِيْلُوْا بِنَا إِلَى أَبِي عَمْرٍو الزَّاهِدِ فَلَمْ نُفْضِلْ وَعِبَادَةٌ وَعِلْمٌ وَتَفَرَّدَ فِي صَوْمِ مَعْتَبَةٍ حَتَّى نَقِيْمَ عِنْدَهُ إِلَى آخِرِ النَّهَارِ فَقَدْ نَبَأَ بِنَا الْمَكَانَ الْأَوَّلَ، وَبَطَلَ قَصْدُنَا فِيمَا عَزَمْنَا عَلَيْهِ مِنَ الْعَمَلِ.

ہمارے ساتھ ابو عمرو زاہد کی طرف چلو اس لئے کہ وہ صاحب فضل، عبادت گزار، صاحب علم، اور اپنے گھر (خانقاہ) میں تہارنے والے ہیں، ہم دن کے آخری حصے تک ان کے پاس ٹھہریں گے۔ کیونکہ پہلی جگہ ہم سے دور ہو گئی اور جس کام کا ہم نے عزم کیا تھا اس

کے بارے میں ہمارا ارادہ باطل ہو گیا۔

فَمَشِينَا إِلَى أَبِي عَمْرٍو الزَّاهِدِ وَاسْتَأْذَنَّا فَأَذِنَ لَنَا وَوَصَلْنَا إِلَيْهِ فُسِّرَ  
بِخُضُورِنَا، وَهَشَّ لِرُؤُوسِنَا وَابْتَهَجَ بِقُصْدِنَا وَأَعْظَمَ زِيَارَتَنَا، ثُمَّ قَالَ: يَا أَصْحَابَنَا  
مَا عِنْدَكُمْ مِنْ حَدِيثِ النَّاسِ؟ فَقَدُوا اللَّهَ طَالَ عَطَشِي إِلَى شَيْءٍ أَسْمَعُهُ وَلَمْ يَدْخُلْ  
عَلَيَّ الْيَوْمَ أَحَدٌ فَأَسْتَخْبِرُهُ وَإِنْ أَدْنَى لَدَى الْبَابِ لَا سَمْعَ قِرْعَةٍ أَوْ أَعْرَفَ حَادِثَةً  
فَهَا تَوَامَعِنْدَكُمْ وَمَامَعَكُمْ وَقُصُوعَالِي الْقِصَّةِ بِفَضْلِهَا وَنَصَّهَا وَدَعَا التَّوْرِيَّةَ  
وَالْكِسَايَةَ وَادْكُرُوا الْعَثَّ وَالسَّمِينَ فَإِنَّ الْحَدِيثَ هَكَذَا يَطِيبُ وَلَوْلَا الْعَظُمُ  
مَاطَابِ اللَّحْمِ وَلَوْلَا النَّوَى مَاحِلَا التَّمْرِ وَلَوْلَا الْقَشْرُ لَمْ يُوجَدِ اللَّبُّ، فَعَجَبْنَا  
مِنْ هَذَا الزَّاهِدِ الثَّانِي أَكْثَرَ مِنْ عَجَبِنَا بِالزَّاهِدِ الْأَوَّلِ وَخَاطَفْنَا هَذَا الْحَدِيثَ وَ  
وَدَّعْنَاهُ وَخَرَجْنَا، وَأَقْبَلَ بَعْضُنَا عَلَى بَعْضٍ يَقُولُ: أَرَأَيْتُمْ أَظْرَفَ مِنْ أَمْرِنَا وَ  
أَعْرَبَ مِنْ شَأْنِنَا؟ أَنْظُرُوا مِنْ أَيْ شَيْءٍ كَانَ تَعْرِيجُنَا (إِنَّ هَذَا لَشَيْءٌ عَجِيبٌ).  
وَتَلَدُّنَا وَتَبَلَّدُنَا.

ہم ابو عمرو زاہد کی طرف چل پڑے اور ان سے اندر داخل ہونے کی اجازت مانگی  
انھوں نے ہمیں اجازت دے دی، ہم انکے پاس پہنچے تو وہ ہماری آمد کی وجہ سے خوش ہوئے،  
ہمیں دیکھ کر کھل اٹھے، ہمارے ارادے کی وجہ سے سرور ہوئے اور ہماری زیارت کو بڑا فضل  
سمجھا، پھر کہنے لگے: اے میرے ساتھیو! لوگوں کی باتوں کے بارے میں تمھارے پاس کیا  
کچھ ہے؟ واللہ میری طلب ایسی شے کی طرف کہ جس کو میں سنوں بہت طویل ہوگئی، میرے  
پاس آج ابھی تک کوئی نہیں آیا کہ میں اس سے کچھ پوچھوں، میرے کان دروازے سے لگے  
ہوئے ہیں تاکہ میں کوئی کھٹکھٹاہٹ سنوں یا کسی واقعہ کے بارے میں جان سکوں، چنانچہ جو  
کچھ تمھارے پاس اور تمھارے ساتھ ہے مجھ پر پیش کرو مجھ پر سارا قصہ اصل معاملے اور  
درست طریقے سے بیان کرو، ہر قسم کے توریے اور کنایے کو چھوڑ دو (یعنی اس سے کام نہ لو)  
اور ہر باریک اور واضح بات کو ذکر کرو اس لئے کہ گفتگو اسی سے لذیذ ہوتی ہے کیونکہ ہڈیوں  
سے بغیر گوشت لذیذ نہیں ہوتا، گھٹلی کے بغیر کھجور ذائقے دار نہیں، بغیر چھلکے کے مغز نہیں پایا جاتا،  
ہم پہلے پرہیزگار سے زیادہ اس پرہیزگار شخص کے بارے میں تعجب کرنے لگے۔ ہم نے اس  
سے بات اچک لی (ترک کردی) اس کو چھوڑ دیا اور باہر نکل پڑے۔ ہم ایک دوسرے سے  
کہنے لگے، کیا تم نے ہمارے معاملے سے زیادہ ظریف اور ہماری حالت سے زیادہ حیران

کرنے والی حالت دیکھی؟ ذرا دیکھو، کس شے کی وجہ سے ہم جھکے، متحیر ہوئے اور بے وقوف بنے (بے شک یہ ایک عجیب شے ہے)۔

**هش:** هَشَش (س، ض) مسکرانا، بھلائی پر خوش ہونا (ن، ض) هَشَّ جھاڑنا (ض) هَشْوَشْہ نرم ہونا، کمزور ہونا (س) هَشَّاشْہ نرم و ڈھیلا ہونا۔ **عطشى:** عطش (س) عطشا مشتاق ہونا، پیاسا ہونا (إفعال) عطاشا (تفعل) عطشا پیاسا کرنا۔ **هاتوا:** هات (اسم فعل) [معنی] اعطى عطا کرو، پیش کرو، لاؤ۔ **فصصا:** فصص (ض) فصصا (افعال) انحصا جدا کرنا (ض) آٹکھ کی سیاہی [جمع] فصوص، فصا صق۔ **فصص:** فصص (ض) فصصا (افعال) انحصا جدا کرنا (ض) فصصا بہنا، پینا (تفعل) فصصا گینہ لگانا، گھورتا۔ **الغث:** دہلا، ردی۔ **غث:** غث (س، ض) غثا غثا غٹو شے دہلا اور کمزور ہونا (ض) غثا غثا نا موافق ہونا، پیپ وغیرہ بہنا (افعال) اغثا موسم بہار کی گھاس پر پہنچنا۔ **اطرف:** ظرف (ک) ظرفا، ظرفا خوش شکل ہونا، چالاک ہونا (تفعل) ظرفا (تفاعل) ظارفا ظریف بننا۔ **اغرب:** غرب (إفعال) اغربا عجیب چیز لانا، فصیح ہونا اور نوادرات بیان کرنا (ن) غربا جانا، جدا ہونا۔ **غربا:** غربا غریب، غرابہ پردیسی ہونا (ک) غرابہ مخفی ہونا، غیر مانوس ہونا۔ **تلدنا:** تلد (تفعل) تلد تلد تلد غریب ہونا (ن) لدا، لاذا (مفاعل) ملاذا سخت جھگڑا کرنا، مدافعت کرنا (إفعال) لدا لدا لدا، سخت جھگڑا لو پانا۔ **تبلدنا:** بلد (تفعل) تبلد تبلد تبلد ابھرتی ظاہر کرنا، کندھن ہونا (ن) تبلد اقامت کرنا (س) تبلد اکشادہ آبرو ہونا (ک) تبلد کندھن ہونا (تفعل) تبلد کمزور رائے والا ہونا (إفعال) بلاذا شہر میں ہمیشہ رہنا۔

وَقُلْنَا يَا أَصْحَابَنَا: انْطَلِقُوا إِلَى أَبِي الْحَسَنِ الضَّرِيرِ وَإِنْ كَانَ مَضْرِبُهُ بَعِيدًا فَبَانًا لَا نَجِدُ سَكُونًا إِلَّا مَعَهُ وَلَا نَظْفُرُ بِضَائِنَا إِلَّا عِنْدَهُ لِرُؤْيِهِ وَعِبَادَتِهِ وَتَوَحُّدِهِ وَشُغْلِهِ بِنَفْسِهِ مَعَ زَمَانَتِهِ فِي بَصَرِهِ وَوَرَعِهِ وَقَلَّةِ فِكْرِهِ فِي الدُّنْيَا وَأَهْلِهَا وَطَوْنِ الْأَرْضِ إِلَيْهِ وَدَخْلِنَا عَلَيْهِ وَجَلْسِنَا حَوْلَيْهِ فِي مَسْجِدِهِ وَلَمَّا سَمِعْنَا بِنَا أَقْبَلَ عَلَى كُلِّ وَاحِدٍ مِّنَّا يَلْمُسُهُ بِيَدِهِ وَيُحِبُّ بِهِ وَيَذْغُولُهُ وَيُقَرِّبُ.

ہم نے کہا اے ہمارے ساتھیو! ابوالحسن ضریر کی طرف چلو اگرچہ اس کا ٹھکانہ دور ہے مگر ہم سکون اسکے علاوہ اور کہیں نہیں پائیں گے۔ اپنی کھوئی ہوئی شے، ان کی پرہیزگاری، عبادت، توحید، آنکھوں کے دائمی مریض ہونے کے باوجود اپنے آپ میں مشغولیت، ان کے تقویٰ، دنیا اور اہل دنیا کی طرف کم توجہ کرنے کی وجہ سے، انہی سے ہی حاصل کر سکیں گے

چنانچہ ہم نے انکی طرف سفر طے کیا اور ان کے پاس جا پہنچے، ہم انکے ارد گرد انکی مسجد میں بیٹھ گئے جب انہوں نے ہماری آواز سنی تو ہم میں سے ہر ایک سے اس طرح طے کہ اس کو اپنے ہاتھ سے چھوئے، خوش آمدید کہنے، اس کیلئے دعا کرنے اور اسے اپنے سے قریب کرنے لگے۔

فَلَمَّا انْتَهَى أَقْبَلَ عَلَيْنَا وَقَالَ: أَمِنَ السَّمَاءُ نَزَلْتُمْ عَلَيَّ؟ وَاللَّهِ لَكَائِي وَجَدْتُ بِكُمْ مَأْمُولِي وَأَخْرَزْتُ غَايَةَ سُؤْلِي قُولُوا لِي غَيْرَ مُحْتَشِمِينَ: مَا عِنْدَكُمْ مِنْ أَحَادِيثِ النَّاسِ؟ وَمَا عَزَمَ عَلَيْهِ هَذَا الْوَارِدُ؟ وَمَا يُقَالُ فِي أَمْرِ ذَلِكَ الْهَارِبِ إِلَى قَائِنٍ وَمَا الشَّاعِرُ مِنَ الْأَخْبَارِ؟ وَمَا الَّذِي يَتَهَا مَسٌ بِهِ نَاسٌ ذُونَ نَاسٍ؟ وَمَا يَفْعَلُ فِي هَوَاجِسِكُمْ وَيَسْتَقْبِقُ إِلَى نَفْسِكُمْ؟ فَإِنَّا نَكْمُ بُرْدُ الْأَفَاقِ وَجَوَالَةُ الْأَرْضِ وَلَقَاطَةُ الْكَلَامِ. وَيَتَسَاقَطُ إِلَيْكُمْ مِنَ الْأَفْطَارِ مَا يَتَعَذَّرُ عَلَى غُظَمَاءِ الْمُلُوكِ وَكِبَرَاءِ النَّاسِ: فَوَرَدَ عَلَيْنَا مِنْ هَذَا الْإِنْسَانِ مَا نَسِيَ الْأَوَّلَ وَالثَّانِي، وَمِمَّا زَادَ فِي عَجَبِنَا أَنَّا كُنَّا نَعُدُّهُ فِي طَبَقَةِ فَوْقَ طَبَقَاتِ جَمِيعِ النَّاسِ فَخَفَفْنَا الْحَدِيثَ مَعَهُ وَوَدَّعْنَاهُ وَخَنَسْنَا مِنْ عِنْدِهِ

جب وہ اس کام سے فارغ ہو گئے تو ہماری طرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے۔ کیا تم آسمان سے مجھ پر نازل ہوئے ہو؟ خدا کی قسم! گویا کہ میں تم میں اپنی امید پاتا ہوں، میں سوالوں کی انتہائی مقدار جمع کر چکا ہوں بلا کسی شرم و تردد کے لوگوں کی باتوں میں سے جو کچھ بھی تمہیں معلوم ہے سب کچھ مجھے بتا دو، اس آنے والے نے کس بات پر عزم کیا ہے؟ قاضین کی طرف بھاگنے والے شخص کے بارے میں کیا کہا جا رہا ہے، کیا کچھ اسکے بارے میں خبریں پھیلی ہوئی ہیں؟ کس کے بارے میں بعض لوگ بعض سے رازداری برت رہے ہیں؟ تمہارے باطن میں کیا بات آرہی ہے؟ تمہارے نفوس کی طرف کیا چیز سبقت کر رہی ہے؟ بے شک تم آسمان کے اولے، زمین کے سیاح اور گفتگو کو اٹھالینے والے ہو۔ مختلف جواب سے تم پر وہ کچھ بے درپے گرتا ہے جو بڑے عظیم بادشاہوں اور لوگوں کے بڑوں پر بھی مشکل سے گرتا ہے اس شخص کی طرف سے ہمیں ایسی بات پہنچی جس نے پہلے اور دوسرے کو بھلا دیا، ہمارے تعجب میں جو بات اضافہ کر رہی تھی (وہ یہ تھی) کہ ہم نے اسے لوگوں کے طبقات میں سے اعلیٰ ترین طبقے میں شمار کیا تھا چنانچہ ہم نے گفتگو کو سمیٹا ان کو الوداع کہہ کر ان کے پاس سے کھسک لئے۔

ماسمولی: اَمَل (ن) اَمَلًا (تفعیل) مَاسِمًا امید کرنا (تفعل) مَاسِمًا غور کرنا، دیر تک سوچنا۔ مُحْتَشِمِينَ: حَشَم (اختعال) احتشامنا شرم کرنا، غضبناک ہونا (ن، ض) حَشَمًا

نا پسند بات سنا کر غضبناک کرنا، تکلیف پہنچانا، شرمندہ کرنا (ض) خُشْمًا تَحْكُمْنَا، لاغری کے بعد فربہ ہونا (تفعیل) تَحْكُمْنَا مذمت سے بچنا۔ يَتَهَامِسُ : همس (تفاعل) تھامسا، رازدارانہ باتیں کرنا (ض) هَمْسًا آواز کو پست کرنا، آہستہ آہستہ باتیں کرنا۔ هَوَا جَسْكُم : [مفرد] حاسوس و سوسہ، اندیشہ۔ هَمْس (ن، ض) هَمْسًا وسوسہ گزرنے، کام سے روکنا (مفاعله) مُحَامَسَةٌ چپکے چپکے بات کہنا (انفعال) أَنْهَمَسْنَا باز رہنا۔ لِسْقَاةٌ : بہت اٹھانے والا۔ لَقَطًا (ن) لَقَطًا اٹھانا، حاصل کرنا، بَقِيَّةُ تفصیل صفہ نمبر ۸۱ پر ہے۔ خَسِنَا : خُس (ن، ض) خَسِنًا، خوسا پیچھے ہونا، علیحدہ ہونا (ن، ض) خَسِنًا پیچھے کرنا، چھپانا (س) خَسِنًا ناک کا چپٹا اور اس کے سرے کا اٹھا ہوا ہونا (إفعال) إِخْسَانًا روکنا، پیچھے کرنا۔

وَطَفِقْنَا تَلَاوُمَ عَلَى زِيَارَتِنَا لِهَوْلَاءِ الْقَوْمِ لِمَارَاتِنَا مِنْهُمْ وَظَهَرْنَا مِنْ حَالِهِمْ . وَازْدَرَيْنَاهُمْ وَانْقَلَبْنَا مُتَوَجِّهِينَ إِلَى دُوْرَتِنَا الَّتِي عَدَدْنَا مِنْهَا مُسْتَطَرِّقِينَ كَاتِلِينَ فَلَقَيْنَا فِي الطَّرِيقِ شَيْخًا مِّنَ الْحُكَمَاءِ يُقَالُ لَهُ أَبُو الْحَسَنِ الْعَامِرِيُّ وَلَهُ كِتَابٌ فِي التَّصَوُّفِ قَدْ شَحَنَهُ بِعِلْمِنَا وَإِشَارَتِنَا وَكَانَ مِنَ الْجَوَالِينَ الَّذِينَ نَقَّبُوا فِي الْبِلَادِ وَأَطْلَعُوا عَلَى أَسْرَارِ اللَّهِ فِي الْعِبَادِ فَقَالَ لَنَا : مِنْ أَيْنَ دَرَجْتُمْ وَمَنْ قَصَدْتُمْ ؟ فَأَجْلَسْنَاهُ فِي مَسْجِدٍ وَعَصَبْنَا حَوْلَهُ وَقَصَصْنَا عَلَيْهِ قِصَّتَنَا مِنْ أَوَّلِهَا إِلَى آخِرِهَا وَلَمْ نَحْذِفْ مِنْهَا حَرْفًا .

ہم نے ایک دوسرے کو خُص اس وجہ سے کہ جو کچھ ہم نے ان میں دیکھا اور ہم پر ان کا حال ظاہر ہوا اس قوم کی زیارت کرنے پر ملامت کرنا شروع کر دی، ہم نے انہیں حقیر سمجھا اور اپنے چھوٹے سے گھر کی طرف جس سے صبح ہم نکلے تھے اس حالت میں پلٹے کہ ہم راستہ تلاش کر رہے تھے اور تھک چکے تھے، راستے میں ہم حکماء کے ایک شیخ سے ملے جن کو ابو الحسن عامری کہا جاتا ہے اور ان کی تصوف کے موضوع پر ایک کتاب ہے جسکو انہوں نے ہمارے علم اور اشاروں سے بھر دیا ہے، وہ ان پھرنے والوں میں سے ہیں جو شہروں میں گھس جاتے ہیں اور لوگوں میں اللہ کے رازوں پر مطلع ہوتے ہیں۔ انہوں نے ہم سے کہا، تم کس طرف سے آرہے ہو؟ کہاں کا ارادہ رکھتے ہو؟ ہم نے انہیں مسجد میں بٹھایا اور انکے گرد گھیرا ڈال لیا اور ان سے اول سے آخر تک بغیر کوئی حرف حذف کیے اپنا سارا قصہ بیان کر دیا۔

دِرَجَتِم : درج (ن، ض) دُرُوجًا، دَرَجًا چلنا، سیڑھی پر چڑھنا (س) دَرَجًا اپنے راستے پر چلنا، مراتب میں ترقی کرنا (تفعیل) تَدَرَجًا پلینا، آہستہ آہستہ قریب کرنا۔



ہم نے اس سے کہا! اے معلم الخیر! اگر آپ مناسب سمجھتے ہیں تو ہمارے لئے یہ حجاب، یہ پردہ اٹھا دیں اور ہمیں وہ روشنی دکھلائیں جو اللہ رب العزت نے آپ کو اپنے غیب کے خزانے سے بخشی ہے تاکہ ہم شکر گزاروں میں سے اور آپ مشکورین میں سے ہو جائیں۔ چنانچہ انہوں نے (جواب دیتے ہوئے) فرمایا جی ہاں! (کیوں نہیں میں آپ کو بتلاتا ہوں) جہاں تک عام لوگوں کا تعلق ہے، وہ اپنے بڑوں اور سرداروں کی باتوں سے شیفتہ ہو جایا کرتے ہیں اور یہ تب ہوتا ہے جب وہ خوشحالی، آسودہ زندگی، مال و دولت کی فراوانی، منافع کی ہیر پھیر، فائدہ کا حصول، گرم بازاری اور دو گئے منافع کی امیدیں باندھ لیتے ہیں لیکن یہ گروہ جو کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی معرفت سے معمور ہے اور محض اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر کام کرتا ہے گو وہ بھی بڑے بڑے امراء و جبارہ کی باتوں سے شیفتہ ہو جاتا ہے لیکن اس سے ان کا مقصود یہ ہوتا ہے کہ وہ ان امراء میں اللہ تبارک و تعالیٰ کی قدرت کے مظاہر، ان پر خدائی احکام کے اجراء اور نعمت و قیمت کی حالت میں ان کے پسندیدہ و ناپسندیدہ کاموں میں مشیت ایزدی کے نفاذ سے واقف ہو سکیں، کیا آپ نہیں دیکھتے! اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: یہاں تک کہ جب ان چیزوں پر جو کہ ان کو ملی تھیں وہ خوب اتر ا گئے تو ہم نے ان کو دفعۃً پکڑ لیا پھر تو وہ بالکل حیرت زدہ رہ گئے۔

**الغطاء:** پردہ، سرپوش [جمع] اَغْطِيَّةٌ - غَطُو (ن) غَطَوْا، اُغْطُوا اُچھپانا، بلند ہونا (إفعال) اِغْطَاءٌ (تفعیل) تَغْطِيَةٌ اُچھپانا۔ تلہج: تلہج (س) لُحِجَ شیفۃ ہونا (إفعال) اِلْهَاجًا فریفتہ کرنا (أفعیال) اِلْهَاجًا گڈمڈم ہونا۔ مولعۃ: ولع (س، ح) وَلَعًا، وَلَوْعًا (إفعال) اِيلَاعًا (تفعیل) تَوَلَعًا شیفۃ ہونا، بہت گرویدہ ہونا۔

وَبِهَذَا الْإِعْتِبَارِ يَسْتَنْبِطُونَ خَوَافِي حِكْمَتِهِ وَيَطْلَعُونَ عَلَى تَنَائِعِ نِعْمَتِهِ وَغَرَائِبِ نِعْمَتِهِ وَهَذَا يَفْعَلُونَ. أَنَّ كُلَّ مُلْكٍ سِوَى مُلْكِ اللَّهِ زَائِلٌ وَكُلُّ نَعِيمٍ غَيْرِ نَعِيمِ الْجَنَّةِ حَائِلٌ وَيَصِيرُ هَذَا كُلُّهُ سَبَاقِوِيًّا لَهُمْ فِي الصَّرْعِ إِلَى اللَّهِ وَالْيَاذِبِ اللَّهِ وَالْحُشُوعِ لِلَّهِ وَالتَّوَكُّلِ عَلَى اللَّهِ وَيَنْبَغُونَ بِهِ مِنْ جِرَانِ الْإِبَاءِ إِلَى انْقِيَادِ الْإِحَابَةِ وَيَنْتَبَهُونَ مِنْ رُقْدَةِ الْعَفْلَةِ وَيَكْتَسِبُونَ بِالْيَقِظَةِ مِنْ سُنَّةِ السَّهْوِ وَالْبَطَالَةِ وَيَجِدُونَ فِي أَخْذِ الْعِتَادِ وَاتِّسَابِ الزَّادِ إِلَى الْمَعَادِ وَيَعْمَلُونَ فِي الْخَلَاصِ مِنْ هَذَا الْمَكَانِ الْحَرَجِ بِالْمَكَارِهِ الْمُخْشَوَةِ بِالرَّزَايَا الَّذِي لَمْ يُفْلَحْ فِيهِ أَحَدٌ إِلَّا بَعْدَ أَنْ هَدَمَهُ وَتَلَمَّهَ وَهَرَبَ مِنْهُ وَرَحَلَ عَنْهُ إِلَى مَحَلٍّ لَا دَاءَ



فِيهِ وَلَا عَائِلَةً، سَاكِنُهُ خَالِدٌ وَمُقِيمُهُ مُطْمَئِنٌّ وَالْفَائِزُ بِهِ مُنْعَمٌ وَالْوَاصِلُ إِلَيْهِ مُكْرَمٌ

اس اعتبار سے ڈرنے والے اسکی حکمتوں کا استنباط کرتے ہیں، اسکے پے درپے انعامات اور عجیب و غریب سزاؤں سے آگاہ ہوتے ہیں اور اس طرح وہ یہ بھی جان لیتے ہیں کہ ماسوائے خدا تعالیٰ کے قبضہ کے اس کائنات کا ہر قبضہ روبہ زوال ہے اور جنت کی نعمتوں کے سوا دنیا کی ہر نعمت فانی ہے۔ ان سب کا دیکھنا انکے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف فروتنی، پناہ، خشوع اور توکل کا قوی سبب بنتا ہے۔ اسکے ذریعہ وہ نافرمانی کی پیاس سے اطاعت و انقیاد کی طرف لپکتے ہیں، خواب غفلت سے بیدار ہوتے ہیں، بے کاری اور خطاؤں کی بجائے بیداری اور ہوشیاری کا سرمہ لگاتے ہیں، سامان کو لیکر اور زاد آخرت کو حاصل کر کے آخرت کی طرف راستہ پاتے ہیں اور اس دنیا سے نجات کا سامان کرتے ہیں، جو کہ گناہوں سے پر ہے، مصائب سے گھری ہوئی ہے اور اسمیں آج تک کوئی کامیابی نہیں پاسکا سوائے اس شخص کے، جس نے دنیا کو گر دیا (پھینک دیا) ہو یا اسمیں شکاف ڈال دیا ہو اور وہاں سے فرار ہو کر ایک ایسے مکان کی طرف سفر اختیار کیا ہو جسمیں کوئی بیماری ہے اور نہ ہی کوئی تکلیف۔ وہ تو ایسا مکان ہے جسمیں رہنے والا ہمیشہ رہے گا، جسکا مقیم مطمئن، اسمیں کامیاب ہونے والا نعمتوں سے معمور اور اس تک پہنچنے والا قابل تکریم قرار دیا جائے گا۔

**نقمتہ:** سزا، بدلہ، [جمع] **نقمت، نقمت، نقمات**۔ **ينتبهون:** (نہ) (س) نبھا، بیدار ہونا (ن، س، ک) نباھتہ شریف ہونا، مشہور ہونا (س) نبھا سمجھ جانا (تفعیل) تنبھا بیدار کرنا، جتلا نا (إفعال) نباھا بھولنا، بیدار کرنا۔ **العتاد:** سامان جو کسی مقصد کے لئے تیار کیا جائے، سامان جنگ، بڑا پیالہ [جمع] **أَعْتَدَ، عَتَدَ، عَتَدَ**۔ **عتد** (ک) عتاد تیار ہونا، آمادہ ہونا (تفعیل) **تعتيدا** (إفعال) عتاد تیار کرنا۔ **المحفوف:** حفف (ن) حفا گھیرنا (تفعیل) تحفیفاً لاحق ہونا (ن) حفا، حفا چھلکا اتارنا، کھیرنا (ض) حفیفاً سرسراہٹ ہونا (إفعال) إحفافاً مدت تک تیل نہ لگانا، برائی سے یاد کرنا۔ **ثلمہ:** ثلم (ض) ثلما (تفعیل) ثلما رخنے ڈال دینا، کنارے سے توڑنا (س) ثلما (تفعیل) ثلما رخنے پڑنا (س) ثلما کچھ ضائع ہونا۔ **غائلہ:** مصیبت، فساد، ہلاکت، برائی [جمع] **أَغْوَانٌ، غَوَانٌ**۔ **غول** (ن) غولاً ہلاک کرنا (إفعال) اغتالاً اچانک پکڑ لینا (مفاعلہ) مغاولۃ جلدی چلنا (تفاعل) تغاولاً ایک دوسرے پر سبقت کرنا (تفعیل) تغولاً بتر ہونا، رنگ برنگ ہونا، بے راہ کر دینا۔

وَبَيِّنَ الْخَاصَّةَ وَالْعَامَّةَ فِي هَذِهِ الْحَالِ وَفِي غَيْرِهَا فَرَّقَ يَصْحَ لِمَنْ

رَفَعَ اللَّهُ طَرَفَهُ إِلَيْهِ وَفَتَحَ بَابَ السِّرِّ فِيهِ عَلَيْهِ وَقَدْ يَتَشَابَهُ الْبُجْلَانُ فِي فَعْلٍ .  
وَأَحَدُهُمَا مَذْمُومٌ وَالْآخَرُ مَحْمُودٌ وَقَدْ رَأَيْنَا مُصَلِّيًّا إِلَى الْقُبَاةِ وَقَلْبُهُ فِي طَرَفٍ  
مَا فِي كُمِّ الْآخَرِ فَلَا تَنْظُرُوا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ إِلَى ظَاهِرِهِ إِلَّا بَعْدَ أَنْ تَصْلُوا ابْنِظِرْ كُمْ  
إِلَى بَاطِنِهِ فَإِنَّ الْبَاطِنَ إِذَا وَاطَأَ الظَّاهِرَ كَانَ تَوَحُّدًا وَإِذَا خَالَفَهُ إِلَى الْحَقِّ كَانَ  
وَحْدَةً وَإِذَا خَالَفَهُ إِلَى الْبَاطِلِ كَانَ ضَلَالَةً وَهَذِهِ الْمَقَامَاتُ مُرْتَبَةٌ لِأَصْحَابِهَا  
وَمَوْقُوفَةٌ عَلَى أَرْبَابِهَا لَيْسَ لِغَيْرِ أَهْلِهَا فِيهَا نَفْسٌ وَلَا لِغَيْرِ مُسْتَحِقِّهَا مِنْهَا قَبْسٌ .

عوام و خواص کے درمیان اس حالت اور دیگر حالتوں میں فرق ہے، یہ فرق اسی پر  
واضح ہو سکتا ہے جسکو اللہ تعالیٰ اسکی طرف متوجہ کر دیں اور اس پر ان رازوں کا ذخیرہ منکشف  
فرمادیں جو کہ (ماہ الفرق) میں پائے جاتے ہیں۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ دو آدمی ایک ہی جیسا  
کام کرتے ہیں لیکن اسکے باوجود ان میں سے ایک قابلِ مذمت ہوتا ہے جبکہ دوسرا قابلِ ستائش  
ہوتا ہے، ہم نے ایک ایسے آدمی کو دیکھا جو کہ قبلہ رو ہو کر نماز پڑھ رہا تھا جبکہ اسکا دل اس چیز  
کو چھیننے کی طرف تھا جو کہ دوسرے کی آستین میں تھی، ہر چیز کے بارے میں حکم صرف ظاہر کو  
دیکھ کر نہ لگا دو جب تک کہ تم اسکے باطن کو نہ پرکھ لو، کیونکہ باطن جب ظاہر کے موافق ہو تو وہ  
”توحد“ ہے اور اگر باطن ظاہر کی مخالفت کرے اور باطن حق کی طرف ہو تو یہ ”وحدت“ ہے  
اور باطن ظاہر کی مخالفت کرے اور باطن باطل کی طرف ہو تو یہ ”ضلالت و گمراہی“ ہے۔ یہ  
سارے مقامات اگلے اہل و لائق لوگوں کیلئے مرتب کیے گئے ہیں اور ان کے ارباب پر  
موقوف ہیں جس میں اسکے نا اہل اور غیر مستحق لوگوں کیلئے کوئی حصہ نہیں ہے۔

قیس: قیس (ض) قد شعلہ لینا، سیکھنا (إفعال) اقباسا کسی کو آگ دینا، سکھانا  
قَالَ الشَّيْخُ الصُّوفِيُّ: فَوَاللَّهِ مَا زَالَ ذَلِكَ الْحَكِيمُ يَحْشُوْا آذَانَنَا  
بِهَذِهِ وَمَا أَشْبَهَ مَا وَرَدَ بِنَا عِنْدَهُ حَتَّى سِرَرْنَا وَانْصَرَفْنَا إِلَى مُتَعَسِّنَا  
وَقَدْ اسْتَفَدْنَا عَلَى يَأْسٍ مِّنَّا فَائِدَةً عَظِيمَةً لَوْ تَمَنَيْنَا بِالْعُرْمِ الثَّقِيلِ وَالسَّعْيِ  
الطَّوِيلِ لَكَانَ الرِّيحُ مَعَنَا وَالزِّيَادَةُ فِي أَيْدِينَا .

شیخ صوفی رحمہ اللہ نے فرمایا: خدا کی قسم! وہ حکیم انسان ہماری سماعتوں کو ان  
حکمت آمیز نکات اور ان کی مثل دوسری خیر کی باتوں سے یونہی بھرتے رہے اور اپنے فیوض  
سے ہمارے سینوں کو یونہی معمور کرتے رہے یہاں تک کہ ہم خوش و شاداب ہو گئے اور اپنے  
اپنے ٹھکانے کی طرف لوٹ گئے اور واقعی ہم نے اپنی ناامیدی اور مایوسی کے باوجود عظیم

فائدہ حاصل کیا ایسا عظیم فائدہ! کہ جس کے حصول کیلئے اگر بھاری ضمان اور طویل جدوجہد و مشقت کے بدلے میں بھی ہم سے اسکا مطالبہ کیا جاتا تو بھی منافع ہمارے پاس ہی ہوتا اور فائدہ وزیادتی ہمارے ہاتھوں میں ہی ہوتی۔

☆☆☆☆☆☆

### فِي سَبِيلِ السَّعَادَةِ وَالْيَقِينِ (للامام الغزالی ۱)

وَكَانَ قَدْ ظَهَرَ عِنْدِي أَنَّهُ لَا مَطْمَعَ لِي فِي سَعَادَةِ الْآخِرَةِ إِلَّا بِالتَّقْوَى، وَكَفَّ النَّفْسَ عَنِ الْهَوَى، وَإِنَّ رَأْسَ ذَلِكَ كُلِّهِ قَطْعُ عِلَاقَةِ الْقَلْبِ عَنِ الدُّنْيَا بِالتَّجَافِي عَنْ دَارِ الْغُرُورِ، وَالْإِنَابَةِ إِلَى دَارِ الْخُلُودِ وَالْإِقْبَالِ بِكُنْهِ الْهِمَّةِ عَلَى اللَّهِ تَعَالَى، وَأَنَّ ذَلِكَ لَا يَتِمُّ إِلَّا بِالْإِعْرَاضِ عَنِ الْجَاهِ وَالْمَالِ، وَالْهَرَبِ عَنِ الشَّوْاعِلِ وَالْعَلَانِي.

خوش نصیبی اور یقین کے راستے میں

مجھے یہ بات اچھی طرح معلوم ہو گئی ہے کہ آخرت کی سعادت و نیک بختی میں میرے لئے باعث طمع چیز سوائے تقویٰ کے اور اپنے نفس کو خواہشات سے روکنے کے اور کوئی نہیں ہے اور یہ بات بھی اچھی طرح معلوم ہو گئی ہے کہ ان سب سے بنیادی شے دل کے تعلق کو دنیا سے اس طرح توڑنا کہ دھوکہ کے گھر سے بالکل دور، ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے گھر کی طرف رجوع، مکمل توجہ سے اللہ رب العزت کی جانب پیش قدمی ہو اور یہ سب اسی صورت میں پورا ہو سکتا ہے جبکہ مرتبہ، مال و دولت سے اعراض، مشغولیات اور دیگر تعلقات سے راہ فرار اختیار کیجائے۔

(۱) ۴۵۰ھ میں ایران کے مشہور شہر تہران یا غزالہ میں یہ مشہور زماں اللہ کے ولی پیدا ہوئے، آپکا اسم گرامی ابو حامد محمد بن محمد بن احمد غزالی ہے آپکا لقب حمزہ الاسلام اور زین الدین ہے ابتدائی تعلیم شیخ احمد بن محمد رافضی سے حاصل کرنے کے بعد امام غزالی نے قریب کا شہر ہونے کی وجہ سے نیشاپور کا رخ کیا، وہاں مدرسہ نظامیہ میں امام الحرمین فیاض الدین عبد الملک جو مدرسہ سنیہ کے قابل ترین فضلا میں سے تھے، سے شرف تلمذ حاصل کیا اور بہت ہی کم وقت میں اس بلند مرتبہ پر فائز ہو گئے جہاں تک ایک عالم طویل مشقت، کٹھن سفر اور لمبی چوڑی مغرباری کے بعد پہنچتا ہے، سند فراغت کے بعد سند مدرسہ پر جلوہ افروز ہوئے تو آپ کے حلقہ درس میں بڑے بڑے علمی رئیس بیٹھے تھے آپ علم دین میں مسلمانوں کے کبار ائمہ میں سے ایک امام شہر ہوتے ہیں، آپ کی زندگی کی کاپی پلٹنے میں آپ کے بھائی کا بڑا ہاتھ ہے جسکی تفصیل یوں ہے، ذوالقعدہ ۴۸۸ھ میں ایک درس کے دوران اپنے بانی صوفی احمد کے یہ اشعار سن کر ”واصمت تصدی ولا تھتدی..... وسیع وعظا ولا تسع..... فیا جبر الاخر حتی متی..... تسن الحدید ولا تقطع“ ترجمہ: تم دوسروں کو ہدایت کرتے ہو! خود ہدایت نہیں پکڑتے، اور دوسروں کو وعظ سناتے ہو اور خود نہیں سنتے: اے سخت پتھر کب تک تو لوہے کو تیز کرنا رہے گا اور خود نہیں کاٹے گا، بغداد سے اس حالت میں نکلے کہ بدن پر صرف ایک کھیل تھا اور بس! اور نہ امام غزالی بقول شبلی نعمانی ابتداء میں جاہ پسند تھے، اسی غرض سے درس گاہ چھوڑ کر حسن بن علی نظام الملک طوسی کے

**النجافی:** جھو (تفاعل) تجانیاً دور ہونا، الگ ہونا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۱۲۸ پر ہے۔

**العلائق:** مفرد [العلاقۃ] تعلق، محبت، گزر بسر کا ذریعہ، کہا قیال "لمی فی هذا الامر علاقة" میرا اس معاملہ سے تعلق ہے، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۲۰۵ پر ہے۔

ثُمَّ لَا حَظُّ أَحْوَالِي فَإِذَا أَنَا مُنْعِمٌ فِي الْعَلَانِي وَقَدْ أَحَدْتُ يَهِي  
مِنَ الْجَوَانِبِ، وَلَا حَظُّ أَعْمَالِي وَأَحْسَنُهَا التَّدْرِيسُ وَالتَّعْلِيمُ، فَإِذَا أَنَا فِيهَا  
مُقْبِلٌ عَلَى غُلُومٍ غَيْرِ مُهِمَّةٍ، وَلَا نَافِعَةٍ فِي طَرِيقِ الْآخِرَةِ، ثُمَّ تَفَكَّرْتُ فِي نَيْتِي  
فِي التَّدْرِيسِ فَإِذَا هِيَ غَيْرُ خَالِصَةٍ لَوْ جِهَ اللَّهِ تَعَالَى بَلْ بَاعْتَهَا وَمَحَرَّكُهَا طَلَبُ  
السَّجَاهِ وَانْتِشَارُ الصِّيتِ فَتَيَقَّنْتُ أَنِّي عَلَى شَفَا جُرْفٍ هَارٍ وَأَنِّي قَدْ أَشْفَيْتُ  
عَلَى النَّارِ إِنْ لَمْ أَشْتَغَلْ بِتَلَاوِي الْأَحْوَالِ .

پھر میں نے اپنے احوال کو جانچا تو یہ انکشاف ہوا کہ میں تعلقات میں ڈوبا ہوا تھا اور ان تعلقات نے ہر طرف سے میرا احاطہ کیا ہوا تھا۔ اور اپنے اعمال کو جانچا جبکہ میرے بہترین اعمال میں تدریس و تعلیم تھی، تو جانچنے کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ میں تو غیر اہم علوم کی طرف متوجہ ہوں جن کا آخرت کے راستہ میں کوئی بھی فائدہ نہیں ہے۔ ساتھ ہی میں نے تدریس میں اپنی نیت کے بارے میں غور کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ یہ نیت اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کیلئے خالص نہیں ہے، بلکہ اس تدریس کا سبب اور محرک تو طلب جاہ اور اچھی شہرت کا پھیلنا ہے۔ (یہ سب دیکھ کر) مجھے یقین ہو گیا کہ میں تو دریائے گرتے ہوئے کنارے پر کھڑا ہوں اور اگر میں اپنے احوال کی تلاوی میں مشغول نہ ہوا تو میں جہنم کے قریب ہوں۔

در بار کارخ کیا تھا لیکن وہاں سے وہ کچھ نہ مل پایا جس کی ایک نفیس کوسرورت ہوتی ہے اس لئے تقریباً ۳۸۸ کے وسط میں بقول خود امام صاحب انہوں نے اپنے آپکا محاسبہ کرتا شروع کیا، ان دونوں (در بار و محاسبہ) کا تذکرہ متن میں اشارۃً اور تفصیلاً مذکور ہے، بغداد سے نکلنے کے بعد دو برس جامع اموی دمشق شام میں قیام کیا، آخر کار شیخ ابوعلی فارمدی الفضل بن محمد بن علی سے بیعت کرنے والے امام غزالی دس برس کے سلسل سفر کے بعد "احیاء العلوم" جیسے بالکمال کتاب کا تحفہ لیکر مزار ابراہیم (فلسطین) سے یہ عہد کر کے لوٹے کہ (۱) کسی بادشاہ کے دربار میں نہ جاؤں گا (۲) کسی بادشاہ کا عطیہ قبول نہیں کروں گا (۳) کسی سے مناظرہ اور مباحثہ نہیں کروں گا، زمانہ دراز کے بعد ایک بار یحییٰ ذوالقعدہ ۴۹۹ھ میں مدرسہ نظامیہ نیشاپور کی مسند تدریس کو امام غزالی نے زینت بخشی، لیکن محرم ۵۰۰ھ میں نظام الملک کے سب سے بڑے بیٹے حاکم وقت نخر الملک کی شہادت کے بعد امام صاحب عہدہ تدریس سے کنارہ کش ہو کر اپنے وطن طوس واپس آ گئے اور گھر کے قریب ہی ایک مدرسہ اور خانقاہ کی بنیاد ڈالی، جہاں مرتے دم تک ظاہری و باطنی علوم میں مرجع خلائق رہے۔ آخر کار یہ شہنشاہ ولایت بھی ۱۲ جمادی الثانی بروز جمعہ ۵۰۵ھ تہران میں صبح کی نماز پڑھنے کے بعد اپنے ہاتھ سے منگوائے ہوئے کنکریں کو چوم کر یہ کہتے ہوئے کہ "آپ کا حکم آنکھوں پر" اپنے ہزاروں شاگردوں اور اورستیکروں کو تصنیفات کو چھوڑ کر اپنے خالق حقیقی سے جاملے۔ تصنیفات میں امام کا اسلوب ایسا اسلوب ہے جو طبیعت کے موافق اور زندگی کی حرارتوں سے بھرپور ہے۔

**منغمس:** غمس (انفعال) انغمسا غوط لگانا، داخل ہونا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۱۱۱

پر ہے۔ **احدقت:** حدق (فعال) احداقا چاروں طرف سے گھیر لینا (ض) حدقا چاروں طرف سے گھیر لینا (تفعیل) تحدیقا گھور کر دیکھنا۔ **شفا:** ہر شے کا کنارہ یا حد، غروب ہونے والے چاند کی کور [جمع] **أشفاء۔ جرف:** نہر کا وہ کنارہ جس کو پانی نے اندر سے کھا کر کھوکھلا کر دیا ہو۔ کمایقال ”بینی علی جرف ہار“ دریا کے گرنے والے کنارے پر مکان بناتا ہے [جمع] **أنجرف۔ ہار:** [فاعل] شور (ن) **هَوُز** اگرنا، پھٹ جانا، اس سے صیغہ صفت کا (ہائز) آتا ہے اس کو (ہار) بھی پڑھتے ہیں۔

فَلَمْ أَزَلْ أَتَفَكَّرُ فِيهِ مَدَّةً وَأَنَا بَعْدُ عَلَى مَقَامِ الْبِاخْتِيَارِ أَصَمَّمُ الْعَزْمَ عَلَى الْخُرُوجِ مِنْ بَعْدَادَ وَمَقَارَفَةَ تِلْكَ الْأَحْوَالِ يَوْمًا وَأَحِلُّ الْعَزْمَ يَوْمًا وَأَقْدِمُ فِيهِ رَجُلًا وَأَوْخِرُ عَنْهُ أُخْرَى لَا تَصْفُو لِي رَغْبَةً فِي طَلَبِ الْآخِرَةِ بُكْرَةً إِلَّا وَيَحْمِلُ عَلَيْهِ جُنْدَ الشَّهْوَةِ حَمْلَةً فَيَفْتَرُهَا عَشِيَّةً ، فَصَارَتْ شَهَوَاتُ الدُّنْيَا تُجَادِبُنِي بِسَلْسِلِهَا إِلَى الْمَقَامِ وَمُنَادِي الْإِيمَانِ يَنَادِي الرَّحِيلُ الرَّحِيلُ ، فَلَمْ يَبْقَ مِنَ الْعُمُرِ إِلَّا قَلِيلٌ ، وَبَيْنَ يَدَيْكَ السَّفَرُ الطَّوِيلُ ، وَجَمِيعُ مَا أَنْتَ فِيهِ مِنَ الْعَمَلِ وَالْعِلْمِ رِيَاءٌ وَتَحْيِيلٌ ، فَإِنْ لَمْ تَسْتَعِدَّ الْآنَ لِلْآخِرَةِ فَمَتَى تَسْتَعِدُّ ، وَإِنْ لَمْ تَقْطَعْ الْآنَ هَذِهِ الْعَلَانِيَةَ فَمَتَى تَقْطَعُ ؟ فَبَعْدَ ذَلِكَ تَنْبُعُ الدَّاعِيَةِ وَيَنْجَزُمُ الْعَزْمُ عَلَى الْهَرَبِ وَالْفِرَارِ ثُمَّ يَغْوُذُ الشَّيْطَانُ وَيَقُولُ هَذِهِ حَالَةٌ غَارِضَةٌ وَإِيَّاكَ أَنْ تَطَاوَعَهَا فَإِنَّهَا سَرِيعَةُ الزَّوَالِ ، وَإِنْ أَذْغَنْتَ لَهَا وَتَرَكْتَ هَذَا الْجَاهَ الْعَرِضَ وَالشَّأْنَ الْمُنْظُومَ الْخَالِيَّ عَنِ التَّكْدِيرِ وَالتَّنْغِيسِ وَالْأَمْرَ الْمُسْلَمَ الصَّافِيَ عَنْ مَنَازَعَةِ الْخُصُومِ رُبَّمَا التَّفَتَّتْ إِلَيْهِ نَفْسُكَ وَلَا يَتَيَسَّرُ لَكَ الْمُعَاوَدَةُ .

ایک عرصہ تک میں اس بارے میں سوچتا رہا اور سوچ و بچار کے بعد اختیار کے مقام پر ہو گیا، ایک دن میں بغداد سے نکلنے اور ان احوال کو چھوڑنے کا پکا عزم کرتا تو دوسرے دن اس ارادہ سے آزاد ہو جاتا، ایک دن ایک قدم بڑھاتا تو دوسرا قدم واپس کھینچ لیتا، مجھے طلب آخرت کی خالص رغبت نہیں پیدا ہوتی تھی مگر یہ کہ خواہشات کی فوج اس پر ایسا حملہ کر دیتی کہ شام کو اس کو کمزور کر دیتی۔ دنیا کی یہ خواہشات اپنی خوشگواہی کی بدولت مجھے ایک مقام تک کھینچنے لگتیں تو ایمان کا منادی ندا لگاتا: الرحیل الرحیل (کوچ کا وقت آ گیا ہے.....) اور تھوڑی سی عمر کے سوا باقی کچھ نہیں بچا، جبکہ تمہارے سامنے ایک لمبا سفر ہے، جس عمل و علم میں

تم لگے ہوئے ہو یہ سب ریا اور وہم ہے۔ آخرت کے لئے ابھی تیار نہ ہوئے تو پھر کب تیار ہوگے؟ اگر اب بھی تم نے یہ تعلقات نہ توڑے تو پھر کب توڑو گے؟ پھر اس کے بعد ایک داعیہ پیدا ہوتا ہے بھاگنے اور دنیا سے راہ فرار کا عزم ٹوٹ جاتا ہے، پھر شیطان واپس آ کر کہتا ہے: یہ تو ایک عارضی حالت ہے تم ضرور بتکلف اس کی اطاعت سے بچو کیونکہ یہ جلدی ختم ہونے والی ہے اور اگر تم نے اس کی فرمانبرداری کی اور یہ لمبا چوڑا مرتبہ، کدورت سے خالی آراستہ شان، خصوصیت کے جھگڑوں سے بالکل صاف فرمانبرداری والا کام چھوڑ دیا تو شاید تمہارا دل اس کی طرف التفات کرے اور پھر تمہارے لئے لوٹنا آسان نہ ہو۔

**یفتہا:** فتر (ن، ض) فُتِرَ تَیْزِی کے بعد ساکن ہونا، حتیٰ کے بعد نرم پڑنا (افعال) افتاز اکمز و وضعیف کر دینا۔ **تجاذبہنی:** جذب (مفاعلہ) مجاذبہ کسی چیز کے بارے میں کشمکش کرنا (ض) جذبا بکھینچنا، گزر جانا (انفعال) انجذابا کھینچ جانا۔ **ینجزم:** جزم (انفعال) انجز اٹھا ٹوٹ جانا (ض) جُزّما پورا کرنا۔ **کما ینقال:** "امرٌ جزمًا" قطعاً، بصلہ [علیٰ] کسی پر کوئی شے واجب کر دینا (تفعّل) تجزّما ترخا، پھٹنا۔ **أذعن:** ذعن (افعال) اذعانا (س) ذعننا تابع و مطیع ہونا، اقرار کرنا۔ **التکدید:** کدر (تفعیل) تکدیرا مکدر کرنا، گدلا کرنا، تلخ کرنا (ن، س، ک) کدرا، کدراة، کدؤرة گدلا ہونا، میلا ہونا (انفعال) ائکدرا، بصلہ [علیٰ] کسی پر ٹوٹ پڑنا۔ **التنغیص:** نغص (تفعیل) تنغیصا زندگی مکدر کر دینا، بد مزہ کر دینا (ف) نفصا پانی کے حصہ سے روک دینا (تفعّل) تنغصا مکدر اور بد مزہ ہونا۔ [تکدیر اور تنغیص دونوں مرادف الفاظ ہیں اس لئے ترجمہ میں دونوں کا اکٹھے معنی کر دیا گیا ہے]۔

فَلَمْ أَزَلْ أَتَرَدُّ بَيْنَ تَجَادُبِ شَهَوَاتِ الدُّنْيَا وَدَوَاعِي الْآخِرَةِ قَرِيبًا مِنْ سِتَّةِ أَشْهُرٍ، أَوَّلُهَا رَجَبُ سَنَةِ ثَمَانٍ وَثَمَانِينَ وَأَرْبَعِمِائَةٍ، وَفِي هَذَا الشَّهْرِ جَاوَزَ الْأَمْرُ حَدَّ الْإِخْتِيَارِ إِلَى الْإِضْطِرَارِ إِذْ أَقْفَلَ اللَّهُ عَلَى لِسَانِي حَتَّى اغْتَقِلَ عَنِ التَّدْرِيسِ فَكُنْتُ أَجَاهِدُ نَفْسِي أَنْ أَدْرَسَ يَوْمًا وَاحِدًا تَطْيِيبًا لِقُلُوبِ مُخْتَلِفَةٍ، وَكَانَ لَا يَنْطِقُ لِسَانِي بِكَلِمَةٍ وَاحِدَةٍ وَلَا أُسْتَطِيعُهَا الْبَتَّةَ، ثُمَّ أَوْرَثَتْ هَذِهِ الْعَقْلَةَ فِي اللِّسَانِ حُزْنًا فِي الْقَلْبِ بَطَلْتُ مَعَهُ قُوَّةَ الْهَضْمِ وَمَرَأَةُ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ، فَكَانَ لَا يَنْسَاغُ لِي شَرْبَةٌ وَلَا تَنْهَضُمُ لِي لُقْمَةٌ وَتَعْدَى إِلَى ضَعْفِ الْقَوَى حَتَّى قَطَعَ الْأَطْبَاءُ طَمَعَهُمْ عَنِ الْعِلَاجِ وَقَالُوا هَذَا أَمْرٌ نَزَلَ بِالْقَلْبِ وَمِنْهُ سَرَى إِلَى الْمِرَاجِ فَلَا سَبِيلَ إِلَيْهِ بِالْعِلَاجِ إِلَّا بَأَنْ يَتَرَوَّحَ السَّرُّ عَنِ الْهَمِّ الْمُبْلَمِ .

میں دنیا کی شہوات کے کھینچنے اور آخرت کے دوائی کے مابین تقریباً چھ ماہ تک مسلسل تردد میں رہا، جس کا پہلا مہینہ رجب ۱۲۸۸ھ تھا۔ اس مہینہ میں یہ امر اختیار کی حد سے تجاوز کر کے اضطراب کی حد تک چلا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے میری زبان پر تالا لگا دیا یہاں تک کہ تدریس کرنے سے میری زبان محبوس ہو گئی (اور میں تدریس نہ کر سکا)۔ میں بہت کوشش کرتا کہ مختلف دلوں کی خوشی کے لئے کسی دن پڑھاؤں لیکن میری زبان ایک کلمہ بھی ادا نہ کرتی اور نہ ہی بالکل میں اس کی استطاعت رکھتا۔ پھر زبان کی اس بندش نے دل میں ایک ملال و حزن پیدا کر دیا کہ اس کے ساتھ ساتھ ہاضمہ اور کھانے پینے کو خوشگوار پانے کی قوت (یعنی حس لذت) بھی بالکل ہی دم توڑ گئی۔ اس طرح پانی کا گھونٹ گلے سے آسانی سے اترتا اور نہ ہی مجھے کوئی لقمہ ہضم ہوتا اور یہ (سب) کمزوری بدن کا ایسا سبب بنا، نوابت بایں جارسید کہ ڈاکٹر حضرات نے علاج کرنے کی اپنی خواہش کا قلع قمع کر دیا (یعنی سوچنا ہی چھوڑ دیا) اور آخر کار انہوں نے کہہ دیا: یہ تو کوئی ایسا معاملہ ہے جس کا تعلق دل سے ہے اور وہیں سے طبیعت میں رنج بس گیا ہے۔ لہذا اس کا کوئی علاج نہیں ہے سوائے اس کے کہ وہ پوشیدہ شے (اندر) غم اور تکلیف سے راحت پالے۔

**اعتقل:** عقل (اقتعال) [لسانہ] زبان کا بند ہونا۔ **مرءة:** مرو (ک) مرءة خوشگوار ہونا (س) مرءة ازنا نہ طرز کا ہونا (ک) مرءة مروت والا ہونا۔

ثُمَّ لَمَّا أَحْسَسْتُ بِعَجْزِي وَسَقَطَ بِالْكَلْبَةِ اخْتِيَارِي التَّجَاهُ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى التَّجَاءُ الْمُضْطَرَّ الَّذِي لَا حِيلَةَ لَهُ فَأَجَابَنِي الَّذِي يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَسَهَّلَ عَلَى قَلْبِي الْإِعْرَاضَ عَنِ الْجَاهِ وَالْمَالِ وَالْأَوْلَادِ وَالْأَصْحَابِ وَأَظْهَرْتُ عَزْمَ الْخُرُوجِ إِلَى مَكَّةَ وَأَنَا أَوْرَى فِي نَفْسِي سَفَرِ الشَّامِ حَذَرًا مِّنْ أَنْ يَطَّلِعَ الْخَلِيفَةُ وَجُمْلَةُ الْأَصْحَابِ عَلَى عَزْمِي فِي الْمَقَامِ بِالشَّامِ، فَتَلَطَّفْتُ بِلَطَائِفِ الْحِيلِ فِي الْخُرُوجِ مِنْ بَعْدَ ذَلِكَ عَلَى عَزْمٍ أَنْ لَا أَعَاوِدَهَا أَبَدًا، وَاسْتَهْدَفْتُ لِأَنْمَةِ أَهْلِ الْعِرَاقِ كَافَّةً إِذْ لَمْ يَكُنْ فِيهِمْ مَنْ يُجَوِّزُ أَنْ يَكُونَ الْإِعْرَاضُ عَمَّا كُنْتُ فِيهِ سَبَبًا دِينِيًّا إِذْ ظَنُّوا أَنَّ ذَلِكَ هُوَ الْمُنْصَبُ الْأَعْلَى فِي الدِّينِ وَكَانَ ذَلِكَ مَبْلَغُهُمْ مِنَ الْعِلْمِ.

جب مجھے اپنے عاجز ہونے کا احساس ہو گیا اور میرا اختیار بالکل ہی ختم ہو گیا تو میں نے اللہ رب العزت کی طرف پناہ پکڑی (رجوع کیا) اس پریشان شخص کے پناہ پکڑنے

(رجوع کرنے) کی طرح جس کے پاس (اپنی پریشانی کے حل کیلئے) کوئی حیلہ نہ ہو۔ میری دعا اس (اللہ) نے قبول کی جو (اللہ) پریشان شخص کی دعا جب وہ اسے پکارتا ہے قبول کرتا ہے۔ میرے دل کو جاہ و مال، اولاد اور دوستوں سے اعراض کرنے پر سہولت بخشی۔ اس طرح میں نے مکہ مکرمہ کی طرف خروج کے عزم کو ظاہر کیا جبکہ میں اپنے دل میں شام کے سفر کیلئے تو یہ سے کام لے رہا تھا اس ڈر سے کہ کہیں خلیفہ اور دوسرے تمام دوست احباب میرے شام میں ٹھہرنے کے ارادے پر مطلع نہ ہو جائیں۔ لہذا میں نے بغداد سے نکلنے میں مختلف حیلوں سے اس عزم کیساتھ کام کیا کہ اب دوبارہ کبھی بھی بغداد واپس نہ آؤں گا۔ میں تمام علماء عراق کا ہدف بنا کیونکہ ان میں کوئی بھی ایسا نہ تھا جو اس اعراض کو جس میں میں تھا جائز قرار دیتا کہ یہ اعراض کوئی دینی سبب ہے کیونکہ ان لوگوں کا خیال یہ تھا کہ دین میں یہی بڑا عہدہ و منصب ہے۔ اور یہ ان کے علم کی انتہا تھی۔

أودی: وری (تفیل) توریہ حقیقت کو چھپانا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۱۲۰ پر ہے۔  
استهدف: هدف (استفعال) استهدافا نشانہ بننا، کمایقال "من صنف فقد استهدف"  
 جن نے تصنیف کی وہ نشانہ بنا (ن) حذف داخل ہونا، جھانکنا، پناہ لینا۔

ثُمَّ ارْتَبَكَ النَّاسُ فِي الْإِسْتِنَابَاتِ وَظَنَّ مَنْ بَعْدَ عَنِ الْعِرَاقِ أَنَّ ذَلِكَ كَانَ لِإِسْتِشْعَارٍ مِنْ جِهَةِ الْوَلَاةِ وَأَمَّا مَنْ قَرَّبَ مِنَ الْوَلَاةِ فَكَانَ يُشَاهِدُ إِلْحَاحَهُمْ فِي التَّعْلُّقِ بِي وَالْإِنْكَبَابِ عَلَيَّ وَإِعْرَاضِي عَنْهُمْ وَعَنِ الْإِلْتِفَاتِ إِلَى قَوْلِهِمْ فَيَقُولُونَ هَذَا أَمْرٌ سَمَائِيٌّ وَلَيْسَ لَهُ سَبَبٌ إِلَّا عَيْنٌ أَصَابَتْ أَهْلَ الْإِسْلَامِ وَزُومَةَ الْعِلْمِ .

پھر لوگ قیاس آرائیوں میں شش و پنج میں مبتلا ہو گئے۔ جو لوگ عراق (دار الخلافہ) سے دور تھے انہوں نے یہ خیال کیا کہ یہ امراء کی جانب سے مختلف القاب اور خاص علامات کی بنا پر ہوا ہے (میرا خروج و اعراض.....) اور جو لوگ امراء اور ولایت حکومت کے قریب تھے ان کا میرے ساتھ تعلق پر اور مجھ پر جھکنے کا اصرار، میرا ان سے اور ان کی باتوں پر توجہ سے اعراض کرنا یہ سب مشاہدہ تھا۔ لہذا وہ لوگ کہتے: یہ تو کوئی آسمانی معاملہ ہے اور اس کا کوئی سبب اسکے علاوہ اور کچھ نہیں ہے کہ اہل اسلام و علم کی جماعت کو کسی کی نظر لگ گئی۔

ارتبک: ربک (افتعال) ارتبکا (فی الامر) کسی معاملہ میں ایسا پھنسنے کا خلاصی  
 نظر نہ آئے (فی کلامہ) گفتگو میں رک رک جانا، تڑپنا (ن) ربکا کسی پیچیدہ معاملہ میں پھنسنے



(إفعال) [رأیہ] رائے کا گڑبڑ ہو جانا۔ استشعار: شعر (استفعال) استشعار [القوم] قوم کا لڑائی میں ایک دوسرے کو خاص علامت سے پکارنا، اس لفظ کو شعاع، سر اللیل یا کوڈ ورڈز (Code Words) بھی کہتے ہیں۔ إلحاحهم: ح (إفعال) إلحاحاً اصرار کرنا، لگاتار برسنّا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۷۱ پر ہے۔

فَفَارَقْتُ بَعْدَادَ وَفَرَّقْتُ مَا كَانَ مَعِيَ مِنَ الْمَالِ وَلَمْ أَدْخِرْ إِلَّا قَدْرَ الْكَفَافِ وَقَوْتُ الْأَطْفَالَ تَرْخُصًا بِأَنْ مَالَ الْعِرَاقِ مُرْصَدٌ لِلْمَصَالِحِ لِكُونِهِ وَقَفًا عَلَى الْمُسْلِمِينَ ، فَلَمْ أَرَفِ الْعَالِمَ مَا لَا يَأْخُذُهُ الْعَالَمُ لِعِيَالِهِ أَصْلَحَ مِنْهُ ، ثُمَّ دَخَلْتُ الشَّامَ وَأَقَمْتُ بِهِ قَرِيبًا مِنْ سَنَتَيْنِ لِأَشْغَلِ لِي إِلَّا الْعَزْلَةَ ﴿٤﴾ وَالْخُلُوةَ وَالرِّيَاضَةَ وَالْمُجَاهِدَةَ اشْتِغَالًا بِتَرْكِيَةِ النَّفْسِ وَتَهْدِيبِ الْأَخْلَاقِ وَتَصْفِيَةِ الْقَلْبِ لِذِكْرِ اللَّهِ تَعَالَى كَمَا كُنْتُ حَصَلْتُهُ مِنْ عِلْمِ الصُّوفِيَّةِ .

لہذا میں نے بغداد چھوڑ دیا اور جو مال میرے پاس تھا بقدر ضرورت اور بچوں کی خدّاء کے لئے میں نے مال رکھ کر بقیہ کو بانٹ دیا اور یہ بھی اس لئے رکھا کہ عراق کا مال مصلحتوں کی انتظار گاہ ہے کیونکہ یہ مال مسلمانوں پر وقف ہے۔ میں نے جہان میں کوئی مال ایسا نہیں دیکھا کہ اسکو عالم اپنے عیال کیلئے اس لئے نہ لے کہ وہ اس مال سے زیادہ پاکیزہ ہے۔ پھر میں ملک شام میں داخل ہوا اور اس میں تقریباً دو سال تک اسی طرح میرا قیام رہا کہ ان دو سالوں میں میری مصروفیات صرف لوگوں سے دوری، تنہائی، ریاضت و مجاہدہ، تزکیہ نفس، تہذیب اخلاق اور اللہ کے ذکر کے لئے قلب کو صاف کرنے کی خاطر اس طرح مشغول رہنے میں تھیں جس طرح میں نے صوفیائے کرام کے علم سے حاصل کیا تھا۔

الکفاف: [من الرزق] گزارے کے لائق روزی جو لوگوں سے انسان کو بے نیاز کر دے۔ میرصد: [ظرف] رصد (ن)، رصد انتظار کرنا، گھات میں بیٹھنا (مفاعلہ) مراصدۃ گھات میں بیٹھنا۔

فَكُنْتُ أَعْتَكِفُ مُدَّةً فِي مَسْجِدِ دِمَشْقٍ أَصْعَدُ مَنَارَةَ الْمَسْجِدِ طُولَ النَّهَارِ وَأُغْلِقُ بَابَهَا عَلَى نَفْسِي ، ثُمَّ رَحَلْتُ مِنْهَا إِلَى بَيْتِ الْمَقْدَسِ أَدْخُلُ كُلَّ يَوْمٍ "الصَّخْرَةَ" وَأُغْلِقُ بَابَهَا عَلَى نَفْسِي ، ثُمَّ تَحَرَّكَتُ فِي دَاعِيَةِ قَرِيضَةِ الْحَجِّ وَالْإِسْتِمْدَادِ مِنْ بَرَكَاتِ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ وَزِيَارَةِ رَسُولِ اللَّهِ تَعَالَى ﷺ بَعْدَ الْفَرَاغِ مِنْ زِيَارَةِ الْخَلِيلِ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ فَمَسَرْتُ إِلَى الْحِجَازِ

میں ایک عرصہ تک مسجد دمشق میں محکف رہا، پورے دن مسجد کے منارہ پر چڑھا رہتا اور اپنے آپ پر مسجد کے دروازے بند کر لیتا۔ پھر میں نے وہاں سے بیت المقدس کوچ کیا، اور روزانہ میں ”صخرہ“ میں جاتا اور وہاں جا کر دروازے بند کر لیتا۔ پھر اس کے بعد میرے اندر فریضہ حج اور مکہ و مدینہ کی برکات حاصل کرنے کا اور مقام ابراہیم علیہ السلام کی زیارت سے فراغت کے بعد آپ ﷺ کے روضہ مبارک کی زیارت کا داعیہ شدت سے پیدا ہوا تو میں نے حجاز کی طرف رخصت سفر باندھا۔

ثُمَّ جَذَبَنِي إِلَهُمَّ وَدَعَوَاتُ الْأَطْفَالِ إِلَى الْوَطَنِ فَعَاوَذْتُهُ بَعْدَ أَنْ كُنْتُ أَبْعَدَ الْخَلْقِ عَنِ الرُّجُوعِ إِلَيْهِ، وَآثَرْتُ الْعُزْلَةَ بِهِ أَيْضًا حِرْصًا عَلَى الْخُلُوةِ وَتَصْفِيَةِ الْقَلْبِ لِلذِّكْرِ وَكَانَتْ حَوَادِثُ الزَّمَانِ وَمُهَمَّاتُ الْعِيَالِ وَضُرُورَاتُ الْمَعَاشِ تُغَيِّرُ فِي وَجْهِ الْمُرَادِ، وَتَشْوشُ صَفْوَةَ الْخُلُوةِ، وَكَانَ لَا يَصْفُو لِي الْحَالُ إِلَّا فِي أَوْقَاتٍ مُتَفَرِّقَةٍ لَكِنِّي مَعَ ذَلِكَ لَا أَقْطَعُ طَمَعِي مِنْهَا فَتَذْفَعُنِي عَنْهَا الْعَوَائِقُ وَأَعُوذُ بِهَا.

اس کے بعد مجھے خواہشات اور بچوں کے واپس بلانے نے وطن کی طرف کھینچا تو میں واپس آ گیا بعد اس کے کہ میں اس وطن کی طرف واپس آنے کی نسبت سے مخلوق میں سب سے دور تھا (یعنی اب رغبت نہ تھی بلکہ مجبوری تھی) میں نے خلوت پر اور ذکر کیلئے تصفیہ قلب پر حرص کرتے ہوئے تنہائی کو اختیار کیا مگر زمانے کے حوادث، اہل و عیال کی مصیبتیں اور معاش کی فکر، مراد میں بدل گئے (اب یہی مقصد بن گئے اور ذکر کا راز کار مقصد نہ رہے) اور تنہائی کا اچھا لگنا مشوش ہو گیا۔ مجھے یہ حالت سوائے متفرق اوقات کے اچھی نہیں لگتی تھی لیکن میں اس کے باوجود اس سے اپنی طمع ختم نہیں کرتا تھا لہذا (زمانے کے مشاغل) اس سے مجھے دو کرتے اور میں اس کی طرف واپس آتا۔

وَدُمْتُ عَلَى ذَلِكَ مِقْدَارَ عَشْرِ سِنِينَ، وَانْكَشَفَتْ لِي فِي أَثْنَاءِ هَذِهِ الْخُلُوتِ أُمُورٌ لَا يُمَكِّنُ إِحْصَاؤُهَا وَاسْتِفْصَاؤُهَا، وَالْقَدْرُ الَّذِي أَذْكُرُهُ لِيَنْتَفِعَ بِهِ أَنِّي عَلِمْتُ يَقِينًا أَنَّ الصُّوفِيَّةَ هُمُ السَّالِكُونَ لَطَرِيقِ اللَّهِ تَعَالَى خَاصَّةً وَأَنْ سِيرَ نَهُمُ أَحْسَنُ السِّيَرِ وَطَرِيقُهُمْ أَصَوَّبُ الطُّرُقِ، وَأَخْلَاقُهُمْ أَزْكَى الْأَخْلَاقِ، بَلْ لَوْ جَمَعَ عَقْلُ الْعُقَلَاءِ، وَحِكْمَةُ الْحُكَمَاءِ، وَعِلْمُ الْوَاقِعِينَ عَلَى أَسْرَارِ الشَّرْعِ مِنَ الْعُلَمَاءِ لَيُغَيِّرُوا شَيْئًا مِنْ سِيرِهِمْ وَأَخْلَاقِهِمْ وَيَبْدُلُوهُ

بِمَا هُوَ خَيْرٌ مِنْهُ لَمْ يَجِدُوا إِلَيْهِ سَبِيلًا، فَإِنَّ جَمِيعَ حَرَكَاتِهِمْ وَسَكَنَاتِهِمْ فِي ظَاهِرِهِمْ وَبَاطِنِهِمْ مُقْتَبَسَةٌ مِنْ نُورِ مَشْكَاتِ النُّبُوَّةِ، وَلَيْسَ وَرَاءَ نُورِ النُّبُوَّةِ عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ نُورٌ يُسْتَضَاءُ بِهِ.

تقریباً دس سال تک میں اسی حالت میں رہا، اس خلوت کے دوران مجھ پر ایسے ایسے امور کا انکشاف ہوا کہ جن کا احاطہ کرنا اور ان سے بحث کرنا ناممکن ہے۔ یہ بات جو میں ذکر کر رہا ہوں تاکہ اس کے ذریعے نفع حاصل کیا جائے مجھے یہ بات بالیقین معلوم ہوئی ہے کہ صوفیائے کرام ہی خاص طور سے اللہ رب العزت کے راستے پر چلنے والے ہیں، ان کی سیرت بہترین، ان کا راستہ تمام راستوں سے درست اور ان کے اخلاق تمام اخلاقوں سے پاکیزہ ہیں بلکہ اگر عقلمندوں کی عقلیں، حکماء کی حکمتیں اور شریعت کے اسرار و رموز پر واقفین علماء کا علم جمع ہو جائے اور یہ سب مل کر ان صوفیاء کی سیرت اور ان کے اخلاق کو اس چیز سے بدلنا چاہیں جو اس سے بہتر ہو تو اس کی طرف وہ لوگ کوئی راستہ نہیں پائیں گے کیونکہ ان کی تمام حرکات و سکنات ان کے ظاہر و باطن میں چراغ نبوت کے نور سے حاصل کی گئی ہیں اور نور نبوت سے بڑھ کر روئے زمین پر کوئی ایسا نور نہیں کہ جس کے ذریعے سے روشنی حاصل کی جائے۔

☆☆☆☆☆☆

## وَفَاةُ السُّلْطَانِ صَلَاحِ الدِّينِ الْأَيُّوبِيِّ (۱)

(للقاضی بہاء الدین المعروف بابن شداد (۲))

وَلَمَّا كَانَتْ لَيْلَةُ السَّبْتِ وَجَدَ كَسْلًا عَظِيمًا فَمَا انْتَصَفَ اللَّيْلُ حَتَّى غَشِيَتْهُ حُمَّى صَفْرٍ أَوِيَّةٌ كَانَتْ فِي بَاطِنِهِ أَكْثَرُ مِنْ ظَاهِرِهِ، وَأَصْبَحَ فِي يَوْمِ السَّبْتِ سَادِسَ عَشَرَ صَفْرٍ سَنَةِ تِسْعٍ وَثَمَانِينَ مُتَكَسِّلًا، عَلَيْهِ أَثَرُ الْحُمَّى، وَلَمْ يَظْهَرْ ذَلِكَ لِلنَّاسِ لَكِنْ حَضَرَتْ أَنَا وَالْقَاضِي الْفَاضِلُ، وَدَخَلَ وَلَدُهُ

(۱) آجی پیدائش ۵۳۷ھ میں ہوئی، آپ کی کنیت ابوالمظفر لقب الملک الناصر اور اسم گرامی یوسف بن ایوب بن شادی ہے تو پورا سلسلہ نسب ابوالمظفر یوسف بن ایوب بن شادی الملک الناصر ہوا، یہ وہ سلطان ہیں جن کی وجہ سے اسلام اور مسلمین کی اللہ نے مدد کی، اللہ نے انکے چہرے کو روشن کر دیا، صلیبیین کے لشکریوں کو شکست فاش دی اور بیت المقدس کو ان کے ہاتھوں سے ۹۰ سال بعد آزاد کرایا، اسی طرح مصر کو بھی جو کہ عبیدین محمد بن کے زیر قبضہ تھا، اس کے ہاتھوں سے چھین کر اپنی حکومت کا مرکز بنایا، اس کے علاوہ بھی ان کے مفاد اور مآثر ایسے ہیں کہ خلفاء، راشدین کے بعد ان کے علاوہ کسی اور کے زمانے میں پائے گئے ہوں اور اس پر اتفاق ہوا ہو، ایسا کم ہے، آئیے تفصیلی حالات جاننے کے لئے ”وفیات الاعیان لابن خلکان“ کا مطالعہ کریں، سلطان کی وفات ۶۷۹ھ میں ہوئی جس کا تفصیلی تذکرہ متن میں مذکور ہے۔ (۲) اگلے صفحہ پر ملاحظہ کریں۔

الْمَلِكُ الْأَفْضَلُ وَطَالَ جُلُوسُنَا عِنْدَهُ وَأَخَذَ يَشْكُو مِنْ قَلْقَبِهِ فِي اللَّيْلِ، وَطَابَ لَهُ الْحَدِيثُ إِلَى قَرِيبِ الظُّهْرِ، ثُمَّ انْصَرَفْنَا وَالْقُلُوبُ عِنْدَهُ، فَتَقَدَّمَ إِلَيْنَا بِالْحُضُورِ عَلَى الطَّعَامِ فِي خِدْمَةِ الْمَلِكِ الْأَفْضَلِ، وَلَمْ يَكُنِ الْقَاضِي عَادَتُهُ ذَلِكَ، فَانْصَرَفَ وَدَخَلْتُ أَنَا إِلَى الْأَيَّوَانِ وَقَدْ مَدَّ الطَّعَامُ وَالْمَلِكُ الْأَفْضَلُ قَدْ جَلَسَ فِي مَوْضِعِهِ فَانْصَرَفْتُ وَمَا كَانَ لِي قُوَّةٌ عَلَى الْجُلُوسِ اسْتَيْحَاشًا وَبِكِي جَمَاعَةً تَقَاوُلًا بِجُلُوسِ وَلَدِهِ فِي مَوْضِعِهِ.

### سلطان صلاح الدین ایوبی کی وفات

راوی کہتے ہیں کہ ہفتہ کی شب سلطان صلاح الدین ایوبی نے اپنے جسم میں غیر معمولی کمزوری محسوس کی، آدھی رات کے وقت انہیں صفاوی بخار ہو گیا جو باہر کی نسبت اندر زیادہ لگتا تھا۔ ۱۶ صفر ۸۹ھ بروز ہفتہ وہ بخار کے اثر کی وجہ سے نڈھال ہو گئے، لوگوں پر تو یہ ظاہر نہ کیا گیا مگر میں اور قاضی الفضل (۱) ان کے پاس گئے، ان کا بیٹا الملک الفضل (۲) بھی آگیا، ہم ان کے پاس کافی دیر تک بیٹھے رہے، سلطان اپنی رات کی بے قراری کی شکایت کرنے لگے، ظہر کے قریب تک باتیں انکو اچھی لگتی رہیں پھر ہم تو وہاں سے اٹھ گئے لیکن ہمارے دل ان کے پاس رہ گئے انہوں نے ہمیں الملک الفضل کے ساتھ کھانا کھانے کیلئے قاصد بھیجا، قاضی کی عادت تھی کہ وہ کسی اور کے ہاں کھانا نہ کھاتے تھے، وہ چلے گئے، میں کھانے کے کمرے میں گیا، دسترخوان بچہ چکا تھا الملک الفضل اپنے والد کی جگہ بیٹھا تھا میں اسی حالت میں واپس آگیا، وحشت کی وجہ سے مجھ میں بیٹھنے کی طاقت بھی نہ تھی۔ کھانے پر جو لوگ بیٹھے ہوئے تھے وہ الملک الفضل کے سلطان کی جگہ پر بیٹھنے کی بدشگونی سے رونے لگے۔

(بقیہ ۲ سابقہ صفحہ) آپ کی پیدائش ۵۳۹ھ موصل میں ہوئی، آپ کی کنیت ابوالحسان ہے اور اسم گرامی یوسف بن رافع ہے، آپ ایک شجر عالم تھے خصوصاً علم حدیث، تفسیر اور ادب میں ملکہ راسخہ حاصل تھا، سلطان کے ہم مجلس اور خواص میں سے تھے، سلطان نے ان سے سماعت حدیث بھی کی اور انکو امیر العساکر اور مقدس آج کے فلسطین کا گورنر بنایا سلطان کی وفات کے بعد الملک الظاہر کے پاس چلے گئے تو انکے ہاں بھی وزارت کا رتبہ پایا، آپ کی دینی خدمات بھی بہت زیادہ ہیں، حلب میں جیتنے بھی مدد اس تھے ان کی وجہ سے بنے تھے، انہوں نے سلطان کی زندگی پر ایک کتاب ”الانوار در ملسلانیہ والخاص الیوسفیہ“ لکھی، سلطان کے احوال اور اخلاق پر یہ سب سے اعلیٰ کتاب ہے اور انہیں مسیح اور عیسیٰ عبارت ہے ۶۳۷ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔

(۱) آپ کا نام ابوبعلی عبدالرحیم البیسانی العسقلانی ہے، سلطان کے وزیر اور امور مملکت میں صاحب تدبیر ہونے کے ساتھ ساتھ سلطان کے رازدار بھی تھے، ۵۹۶ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔

(۲) نور الدین علی الملک الفضل ہیں، سلطان کے سب سے بڑے صاحبزادے تھے دمشق میں رہائش اختیار کی اور اپنے والد کی وفات کے بعد دمشق اور وہمما ملک جوان کی طرف منسوب تھے، کے ولی عہد مقرر ہوئے۔

**قلقله:** قلق (س) قلقاً یقرر ہوتا (ن) قلقاً حرکت دینا (إفعال) إقللاً یقرر کرنا، حرکت دینا (فعل) قلقله آواز نکالنا، سفر کرنا۔ **تفاؤلاً:** قال (تفاعل) تفاؤلاً (تفعل) تفاؤلاً بدشگونئی لینا، بصلہ [با] اچھا شگون لینا (تفعیل) تفعلیلاً قال لینا۔

ثُمَّ أَخَذَ الْمَرَضُ فِی تَزَايِدٍ مِنْ حِينِيذٍ وَنَحْنُ نَلْزِمُ التَّرَدُّدَ طَرَفِي النَّهَارِ وَنَدْخُلُ إِلَيْهِ أَنَا وَالْقَاضِي الْفَاضِلُ فِی النَّهَارِ مَرَّازًا وَيُعْطَى الطَّرِيقُ فِی بَعْضِ الْأَيَّامِ الَّتِي يَجِدُ فِيهَا خِفَةً وَكَانَ مَرَضُهُ فِی رَأْسِهِ ، وَكَانَ مِنْ أَمَارَاتِ انْتِهَاءِ الْعُمُرِ إِذْ كَانَ قَدْ أَلْفَ مِزَاجَهُ سَفَرًا وَحَضْرًا وَرَأَى الْأَطْبَاءُ فَضْدَهُ فَفَصَّدُوهُ فِی الرَّابِعِ فَاشْتَدَّ مَرَضُهُ وَقَلَّتْ رُطُوبَاتُ بَدَنِهِ ، وَكَانَ يَغْلِبُ عَلَيْهِ الْيَبُسُ غَلْبَةً عَظِيمَةً ، وَلَمْ يَزَلِ الْمَرَضُ يَتَزَايَدُ حَتَّى انْتَهَى إِلَى غَايَةِ الضَّعْفِ .  
اس روز کے بعد سلطان ایوبی کی صحت بگڑتی چلی گئی ، ہم صبح و شام تردد میں ہوتے تھے ، میں اور قاضی الفاضل دن میں کئی کئی بار انکے کمرے میں جاتے تھے ۔ انہیں کچھ وقت کیلئے ذرا بھی افادہ ہو جاتا تو وہ ہمارے ساتھ باتیں کرتے تھے ان کا مرض ان کے سر میں تھا اور یہ مرض ان کی عمر کے ختم ہونے کی نشانیوں میں سے تھا ۔ جبکہ ان کا مزاج سفر اور حضر سے مانوس تھا ۔ ڈاکٹروں نے ان کا خون نکالنا مناسبت سمجھا لہذا جو تھے دن انہوں نے خون نکالا جس سے مرض میں بہت شدت آگئی ، بدن کی رطوبات ختم ہو گئیں اور ان پر خشکی کا انتہائی غلبہ ہو گیا پھر اسی طرح مرض میں اضافہ ہوتا گیا یہاں تک کہ کمزوری اپنی انتہا کو پہنچ گئی ۔

وَلَقَدْ جَلَسْنَا فِی سَادِسِ مَرَضِهِ وَأَسْنَدْنَا ظَهْرَهُ إِلَى مِخْدَةٍ وَأَخْضَرَ مَاءً فَاتَرَ لِي شَرِبَهُ عَقِيبَ شَرْبِ دَوَاءٍ لِتَلْيِينِ الطَّبِيعَةِ فَشَرِبَهُ فَوَجَدَهُ شَدِيدَ الْحَرَارَةِ فَشَكَا مِنْ شِدَّةِ حَرَارَتِهِ ، وَغُرِضَ عَلَيْهِ مَاءٌ ثَانٍ فَشَكَا مِنْ بَرْدِهِ وَلَمْ يَغُضِّ وَلَمْ يَضْحَبْ وَلَمْ يَقُلْ سِوَى هَذِهِ الْكَلِمَاتِ ، سُبْحَانَ اللَّهِ ! الْإِيْمَكُنْ أَحَدًا تَعْدِيلُ الْمَاءِ ،

مرض کے چھ دن ہم بیٹھے ہوئے تھے ، انہیں تکیہ کا سہارا دیکر بٹھایا اور گرم پانی بھی لایا گیا تاکہ دوائی کے بعد پی لیں اور طبیعت نرم ہو جائے چنانچہ انہوں نے پانی پیا مگر بہت زیادہ گرم پایا تو پانی کی گرمی کی شکایت کی ، پھر ٹھنڈا پانی پیش کیا گیا تو اس کے ٹھنڈا ہونے کی شکایت کی ، انہوں نے غصہ یا نفی کا اظہار نہ کیا (یا یوسی کے لہجے میں) صرف اتنا کہا کہ ..... سبحان اللہ! کیا کسی کیلئے بھی معتدل پانی لانا ممکن نہیں ہے؟

**مخدہ:** چھوٹا تکیہ جس پر سوتے ہوئے رخسار رکھتے ہیں، سر ہانہ۔ **فاتو:** [صفت] (ماء فاتر) گرم پانی۔ **فتر (ن، ض)** (فُتِرَ، فُتْرًا، فُتْرًا) تیزی کے بعد ساکن ہونا، سختی کے بعد نرم پڑنا (ن، ض) (فُتِرَ) اگلوٹھ اور انگشت شہادت کے درمیان ناپنا (تفعیل) تفتیر اسکون وزی پر براہِ مخینہ کرنا

فَخَرَجْتُ أَنَا وَالْقَاضِي الْفَاضِلُ مِنْ عِنْدِهِ وَقَدْ اشْتَدَّ بِنَا الْبُكَاءُ وَالْقَاضِي الْفَاضِلُ يَقُولُ لِي أَبْصِرْ هَذِهِ الْأَخْلَاقَ الَّتِي قَدْ أَشْرَفَ الْمُسْلِمُونَ عَلَى مَفَارِقَتِهَا وَاللَّهِ لَوْ أَنَّ هَذَا بَعْضُ النَّاسِ لَضَرَبَ بِالْقَدْحِ رَأْسَ مَنْ أَحْضَرَهُ، وَاشْتَدَّ مَرَضُهُ فِي السَّادِسِ وَالسَّابِعِ وَالثَّامِنِ وَلَمْ يَزَلْ يَتَرَايِدُ وَيَغِيبُ ذَهْنُهُ.

میں اور قاضی الفاضل آنکھوں میں آنسو لئے باہر نکل آئے، قاضی الفاضل نے کہا اس اخلاق (کے عظیم پیکر) کو دیکھو جن کی جدائی پر مسلمان جھانک رہے ہیں (اس سے محروم ہونے والے ہیں) بخدا! اس کی جگہ کوئی اور ہوتا تو پانی کا پیالہ اس کے سر پر دے مارتا جو پانی لایا تھا۔ ساتویں اور آٹھویں دن انکا مرض بڑھ گیا اور بڑھوتری میں اضافہ ہی ہوتا رہا یہاں تک کہ (حالت اتنی بگڑ گئی کہ) ان کا ذہن بھٹکنے لگا۔

وَلَمَّا كَانَ التَّاسِعُ حَدَّثَتْ عَلَيْهِ عَشِيَّةٌ وَامْتَنَعَ مِنْ تَنَاوُلِ الْمَشْرُوبِ فَاشْتَدَّ الْخَوْفُ فِي الْبَلَدِ وَخَافَ النَّاسُ وَنَقَلُوا الْأَقْمِشَةَ مِنَ الْأَسْوَاقِ وَعَشِيَ النَّاسُ مِنَ الْكَآبَةِ وَالْحُزْنِ مَا لَا يُمْكِنُ حِكَايَتُهُ، وَلَقَدْ كُنْتُ أَنَا وَالْقَاضِي الْفَاضِلُ نَقْعُدُ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ إِلَى أَنْ يُمْضِيَ مِنَ اللَّيْلِ ثَلَاثَةٌ أَوْ قَرِيبٌ مِنْهُ ثُمَّ نَحْضُرُ فِي بَابِ الدَّارِ فَإِنْ وَجَدْنَا طَرِيقًا دَخَلْنَا وَشَاهَدْنَا هَذَا وَأَنْصَرَفْنَا وَإِلَّا عَرَفْنَا أَحْوَالَهُ وَكُنَّا نَجِدُ النَّاسَ يَتَرَقَّبُونَ خُرُوجَنَا إِلَى أَنْ يَلَاقُونَا حَتَّى يَعْرِفُوا أَحْوَالَهُ مِنْ صَفَحَاتٍ وَجُوهِنَا.

نویں روزان پر غشی طاری ہو گئی اور پانی پینے سے بھی رہ گئے چنانچہ شہر میں خوف و ہراس پھیل گیا، لوگ سہم گئے اور تاجروں نے بازاروں سے اپنے سامان وغیرہ ہٹا دیے اور لوگوں پر اس قدر غم اور حزن چھا گیا کہ بیان نہیں کیا جاسکتا۔ میں اور قاضی الفاضل روزانہ رات کی ایک تہائی یا اس کے قریب تک بیٹھے رہتے، پھر دروازے پر حاضر ہوتے، اگر راستہ پاتے تو داخل ہو کر زیارت کر لیتے پھر واپس آ جاتے ورنہ (راستہ نہ ملنے کی صورت میں باہر کھڑے کھڑے) اندر کے لوگ ہمیں احوال بتا دیتے۔ اور ہم لوگوں کو اس حال میں دیکھتے کہ وہ ہم سے ملنے کیلئے ہمارے نکلنے کے منتظر ہوتے (تاکہ ہم سے سلطان کے احوال پوچھیں) لیکن ہمارے چہروں کی حالت سے سلطان کے احوال جان لیتے تھے۔

الاقمشة: [مفرد] قماش سامان، گھٹیا اور ردی چیزیں۔ قمش (ن، ض) قمشا (تفعیل) قمیشا ادھر ادھر سے جمع کرنا (تفعل) قمشا جو کچھ ملے اس کو کھا جانا اگرچہ معمولی ہی ہو (افتعال) اقمشا ادھر ادھر سے کھانا۔ الکابنه: کتب (س) کاٹا، کاٹہ نمکین ہونا، شکستہ دل ہونا (إفعال) اقمنا ہلاکت میں پڑنا، نمکین کرنا۔

وَلَمَّا كَانَ الْعَاشِرُ مِنْ مَرَجِهِ خِفَنَ دَفْعَتَيْنِ وَحَصَلَ مِنَ الْخَفَنِ رَاحَةٌ وَحَصَلَ بَعْضُ خِفَةٍ وَتَنَاوَلَ مِنْ مَاءِ الشَّعِيرِ مِقْدَارَ أَصَالِحًا، وَفَرِحَ النَّاسُ فَرَحًا شَدِيدًا فَأَقَمْنَا عَلَى الْعَادَةِ إِلَى أَنْ مَضَى مِنَ اللَّيْلِ هَزْبُوعٌ، ثُمَّ أَتَيْنَا إِلَى الدَّارِ فَقَدْ جَدْنَا جَمَالَ الدَّوْلَةِ إِبْقَالًا فَالْتَمَسْنَا مِنْهُ تَعْرِيفَ الْحَالِ الْمُسْتَجِدِّ فَدَخَلَ وَأَنْفَذَ إِلَيْنَا مَعَ الْمَلِكِ الْمُعْظَمِ تُوْرَانَ شَاهُ جَبْرَهُ اللَّهُ تَعَالَى أَنَّ الْعِرْقَ قَدْ أَخَذَ فِي سَاقِيهِ فَشَكَرْنَا اللَّهَ تَعَالَى عَلَى ذَلِكَ وَالْتَمَسْنَا مِنْهُ أَنْ يُمْسَ بَقِيَّةَ قَدَمِهِ وَيُخْبِرَنَا بِحَالِهِ فِي الْعِرْقِ فَتَفَقَّدَهُ ثُمَّ خَرَجَ إِلَيْنَا وَذَكَرَ أَنَّ الْعِرْقَ سَابِغٌ، وَأَنْصَرَفْنَا طَبِيبَةً قُلُوبِنَا. مرض کے دسویں دن دو دفعہ انتڑیاں صاف کرنے والی دوائی دی گئی جس سے سلطان نے کچھ آرام اور افاقہ پایا اور جو کے پانی کی اچھی خاصی مقدار بھی نوش فرمائی، لوگ بہت زیادہ خوش ہوئے، ہم حسب عادت جبکہ رات کا ایک پہر گزر چکا تھا اٹھے اور محل میں آئے تو جمال الدولہ کو اپنے سامنے پایا ان سے سلطان کی حالت دریافت کی، وہ اندر چلے گئے اور پھر ملک معظم توران شاہ (۱) اللہ انکو مستحکم کرے سمیت باہر نکلے اور کہا پنڈلیوں پر پسینہ آگیا ہے چنانچہ ہم نے اس پر اللہ کا شکر ادا کیا اور ان سے عرض کیا کہ باقی قدم کو چھو کر ہمیں پسینے کے بارے میں بتلائیے چنانچہ وہ اندر گئے انہوں نے ان کا اچھی طرح جائزہ لیا پھر نکل کر ہمیں بتلایا کہ پسینہ خوب آ رہا ہے، ہم قلبی اطمینان کے ساتھ واپس آ گئے۔

هزيع: ایک حصہ، ایک ساعت [جمع] هزيع - هزيع (ف) هزيعا جلدی کرنا، توڑنا (تفعیل) هزيعا ٹکڑے ٹکڑے کرنا (تفعل) هزيعا جلدی کرنا، ڈنگنا (افتعال) هزيعا جھڑکنا، جلدی کرنا۔

ثُمَّ أَصْبَحْنَا فِي الْحَادِي عَشَرَ مِنْ مَرَجِهِ وَهُوَ السَّادِسُ وَالْعِشْرُونَ مِنْ صَفَرٍ فَحَضَرْنَا بِالْبَابِ وَسَأَلْنَا عَنِ الْأَحْوَالِ فَأَخْبَرَنَا أَنَّ الْعِرْقَ أَقْرَطَ حَتَّى نَفَذَ فِي الْفِرَاشِ ثُمَّ لَبَّى الْحَصِيرَ وَتَأَثَّرَتْ بِهِ الْأَرْضُ وَأَنَّ الْيُسُ قَدْ تَزَايَدَ تَزَايُدًا

(۱) الملك المعظم شمس الدولہ فخر الدین بن محمد الدین ایوب بن شادی، سلطان کے بڑے بھائی ہیں ۵۷۶ھ میں وفات پائی۔

عَظِيمًا وَحَارَثَ فِي الْقُوَّةِ الْأَطْبَاءَ .

پھر مرض کی گیارہویں صبح جو کہ صفر کا چھبیسواں دن تھا ہم دروازے پر حاضر ہوئے احوال دریافت کیے، ہمیں بتایا گیا کہ پسینہ بہت زیادہ نکل گیا ہے یہاں تک کہ بستر سے چٹائی پر ٹپک رہا ہے اور زمین بھی متاثر ہوئی ہے جسم کی رطوبت بہت حد تک خشک ہو گئی ہے مگر اس قدر خشکی کے باوجود سلطان کے جسم کی توانائی اور قوت سے اطباء انگشت بدندان تھے۔

.....وَلَمَّا كَانَتْ لَيْلَةُ الْأَرْبَعَاءِ السَّابِعِ وَالْعِشْرِينَ مِنْ صَفَرٍ وَهِيَ الثَّانِيَةُ عَشْرَةَ مِنْ مَرَضِهِ اشْتَدَّ مَرَضُهُ وَضَعُفَتْ قُوَّتُهُ وَوَقَعَ مِنَ الْأَمْرِ فِي أَوَّلِهِ وَحَالَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ النِّسَاءُ، وَاسْتَحْضَرْتُ أَنَا وَالْقَاضِي الْفَاضِلُ تِلْكَ اللَّيْلَةَ وَابْنُ الزَّكِيِّ وَلَمْ يَكُنْ عَادَتُهُ الْحُضُورُ فِي ذَلِكَ الْوَقْتِ وَحَضَرَ بَيْنَنَا الْمَلِكُ الْأَفْضَلُ وَأَمَرَ أَنْ تُبَيَّنَ عِنْدَهُ فَلَمَّ يَرِ الْقَاضِي الْفَاضِلُ ذَلِكَ رَأْيًا . فَإِنَّ النَّاسَ كَانُوا يَنْتَظِرُونَ نُزُولَنَا مِنَ الْقَلْعَةِ فَخَافَ إِنْ لَمْ نَنْزِلْ أَنْ يَقَعَ الصَّوْثُ فِي الْبَلَدِ وَرُبَّمَا نَهَبَ النَّاسُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا .

جب ستائیس صفر بدھ کی رات آگئی جو کہ بیماری کی بارہویں رات تھی تو مرض شدت اختیار کر گیا اور سلطان کی قوت کمزور ہو گئی اور معاملے میں سے پہلا مرحلہ واقع ہوا۔ ہمارے اور سلطان کے درمیان گھر کی عورتیں حائل ہو گئیں۔ میں نے اور قاضی الفاضل نے اس رات کو حاضر ہونا چاہا ابن زکی (۱) بھی ہمراہ تھے اگرچہ انکی عادت اس وقت حاضر ہونے کی نہ تھی الملک الافضل ہمارے پاس آئے اور ہمیں حکم دیا کہ آج کی رات ہم ان کے ہاں گزریں لیکن قاضی الفاضل نے اس رائے کو اس لئے مناسب نہیں سمجھا کہ لوگ قلعے سے باہر ہمارے نکلنے کے انتظار میں تھے، ہمیں ڈر ہوا کہ اگر ہم نہ نکلے تو شہر میں آواز پھیل جائے گی ہو سکتا ہے کہ لوگ ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑیں۔

فَرَأَى الْمَصْلَحَةَ فَيُنْزِلُنَا وَاسْتَحْضَرَ الشَّيْخَ أَبِي جَعْفَرٍ إِمَامَ الْكَلَّاسَةِ وَهُوَ رَجُلٌ صَالِحٌ لَبِيبٌ بِالْقَلْعَةِ حَتَّى إِذَا احْتَضَرَ رَحِمَهُ اللَّهُ بِاللَّيْلِ حَضَرَ عِنْدَهُ وَحَالَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ النِّسَاءِ وَذَكَرَهُ الشَّهَادَةَ وَذَكَرَهُ اللَّهُ تَعَالَى فَفَعَلَ ذَلِكَ وَنَزَلْنَا وَكُلُّ مَنْ يَوْذُ فِدَاءَهُ بِنَفْسِهِ ، وَبَاتَ فِي تِلْكَ اللَّيْلَةِ عَلَى حَالِ

(۱) ابوالمعالی محمد بن ابوالحسن علی آپ کا نام ہے، سلطان کے نزدیک انکا بڑا مرتبہ تھا، فقہ اور ادب وغیرہ کے لحاظ سے اصحاب فضل میں سے شمار کیے جاتے تھے، آپ دمشق کے قاضی بھی مقرر ہوئے، ۶۸۸ھ میں وفات پائی۔



الْمُنْتَقِلِينَ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى، وَالشَّيْخُ أَبُو جَعْفَرٍ يَقْرَأُ عِنْدَهُ الْقُرْآنَ وَيَذْكُرُهُ اللَّهُ تَعَالَى وَكَانَ ذَهْنُهُ غَائِبًا مِنْ لَيْلَةِ النَّاسِ لَا يَكَادُ يُفِيقُ إِلَّا فِي أَحْيَانٍ. وَذَكَرَ الشَّيْخُ أَبُو جَعْفَرٍ أَنَّهُ لَمَّا انْتَهَى إِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى ”هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ“ سَمِعَهُ وَهُوَ يَقُولُ رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ، صَحِيحٌ، وَهَذِهِ يَقْطَعُ فِي وَقْتِ الْحَاجَةِ وَعِنَايَةِ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى بِهِ فَلِلَّهِ الْحَمْدُ عَلَى ذَلِكَ .

چنانچہ مصلحت اسمیں بھی گئی کہ ہم تو اتر جائیں اور کلاسہ کے امام شیخ ابو جعفر کو بلا لیا جائے یہ بہت نیک آدمی تھے تاکہ وہ قلعہ پر رات گزاریں اور جب نزع کا وقت رات میں آجائے تو شیخ سلطان کے پاس آجائے، سلطان اور عورتوں کے درمیان حائل ہو جائے، انکو کلمہ شہادت کی تلقین کرے اور اللہ تعالیٰ کو یاد کرائے۔ چنانچہ اسی طرح کیا گیا اور ہم قلعہ سے اس حال میں اترے کہ ہم میں سے ہر ایک یہ چاہتا تھا کہ میرا نفس سلطان کی جان کے بدلے فدیہ بن جائے۔ سلطان نے یہ رات زندگی اور موت کی کشمکش میں کاٹی، شیخ ابو جعفر ان کے پاس بیٹھے قرآن پاک پڑھتے رہے اور ان کو اللہ تعالیٰ کی یاد دلاتے رہے۔ مگر سلطان کا ذہن نویں رات سے غائب تھا بعض اوقات کے علاوہ کچھ افاقہ نہ ہوتا۔ شیخ ابو جعفر نے فرمایا کہ جب میں اللہ تعالیٰ کے قول ”هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ“ پر پہنچا تو میں نے سنا کہ سلطان رحمہ اللہ فرما رہے تھے ”صحیح ہے“۔ یہ حاجت کے وقت میں بیداری تھی اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے عنایت تھی، اس پر اللہ تعالیٰ کی حمد ہے۔

یَفِيْقُ: فوق (افعال) افاقۃ صحتیاب ہونا، دودفعہ دوہنے کے درمیان آرام لینا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۳۷ پر ہے۔

وَكَانَتْ وَفَاتُهُ بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ مِنْ يَوْمِ الْأَرْبَعَاءِ السَّابِعِ وَالْعِشْرِينَ مِنْ صَفَرٍ سَنَةِ تِسْعٍ وَثَمَانِينَ وَخَمْسِمِائَةٍ، وَبَادَرَ الْقَاضِي الْفَاضِلُ بَعْدَ طُلُوعِ الصُّبْحِ فِي وَقْتِ وَفَاتِهِ وَوَصَلَتْ وَقَدْ مَاتَ وَانْتَقَلَ إِلَى رِضْوَانِ اللَّهِ وَمَحَلِّ كَرَمِهِ وَجَزِيلِ ثَوَابِهِ. وَلَقَدْ حَكِي لِي أَنَّهُ لَمَّا بَلَغَ الشَّيْخُ أَبُو جَعْفَرٍ إِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى ”لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ“ تَبَسَّمَ وَتَهَلَّلَ وَجْهَهُ وَسَلَّمَهَا إِلَى رَبِّهِ. وَكَانَ يَوْمًا لَمْ يُصَبِّ الْإِسْلَامَ وَالْمُسْلِمُونَ بِمِثْلِهِ مُنْذُ فَقَدُوا الْخُلَفَاءَ الرَّاشِدِينَ وَغَشِيَ الْقُلْعُ وَالْبَلَدُ وَالْدِّيَارُ مِنَ الْوَحْشَةِ مَا لَا يَعْلَمُهُ إِلَّا اللَّهُ تَعَالَى. وَبِاللَّهِ لَقَدْ كُنْتُ أَسْمَعُ مِنْ بَعْضِ النَّاسِ أَنَّهُمْ يَتَمَنُّونَ لِفِدَاءِ هَٰ بُنُوسِهِمْ وَمَا سَمِعْتُ هَذَا الْحَدِيثَ إِلَّا

عَلَى ضَرْبٍ مِنَ التَّحْوِيزِ وَالتَّرْخِصِ إِلَّا فِي ذَلِكَ الْيَوْمِ فَإِنِّي عَلِمْتُ مِنْ نَفْسِي  
وَمِنْ غَيْرِي أَنَّهُ لَوْ قَبِلَ الْفِدَاءُ لَفَدَى بِالنَّفْسِ .

سلطان کی وفات بروز بدھ ۲۷ صفر ۵۸۹ھ کو نماز فجر کے بعد ہوئی۔ قاضی الفاضل  
جلدی سے طلوع صبح کے بعد وفات کے وقت پہنچ چکے تھے اور میں جب پہنچا تو سلطان کا  
انتقال اللہ کی رضا، اسکے کرم کے محل اور بڑے ثواب کی طرف ہو چکا تھا اور مجھے بتلایا گیا کہ  
جس وقت شیخ ابو جعفر اللہ تعالیٰ کے قول ”لا الہ الا ھو علیہ توکلت“ پر پہنچے تو سلطان  
مسکرائے، ان کا چہرہ چمک اٹھا اور پھر پروردگار کے سپرد کر دیا۔ یہ ایک ایسا (پر مصیبت) دن  
تھا کہ اسلام اور مسلمانوں کو جس دن سے خلفاء راشدین ۷؎ دنیا سے رخصت ہوئے تھے  
ایسی مصیبت نہیں پہنچی تھی۔ چنانچہ قلعے، شہر اور پوری دنیا پر ایسی وحشت چھا گئی جسکو اللہ کے  
سوا اور کوئی نہیں جانتا اور بخدا! میں بعض لوگوں سے سنتا تھا کہ وہ یہ تمنا کرتے تھے کہ ہمارے  
نفس سلطان پر فدا ہو جائیں۔ اور یہ بات میں صرف مجاز اور رخصت کے طریقے سے ہی سنتا  
تھا مگر آج کے دن (وہ) حقیقت (بن کر نظر آ رہی تھی) تھا اس لئے کہ میں نے اپنے آپ کو اور  
اپنے علاوہ سب کو جانا کہ اگر آج فدا ہونا قبول کیا جاتا تو سب اپنے نفس کو فدا کر دیتے۔

التحویز: (تفعل) تجوز [فی الکلام] مجاز بولنا، برداشت کرنا الترخص:

رخص (تفعل) (ترتضا) فی الامر [کسی معاملہ میں رخصت پر عمل کرنا، اپنے حق میں سے جو  
ممکن ہو لے لینا پورا نہ لینا (ک) رخصا سستا ہونا، نرم و نازک ہونا۔

ثُمَّ جَلَسَ وَلَهُ الْمَلِكُ الْأَفْضَلُ لِلْعَزَاءِ فِي الْأَيَّانِ الشَّمَالِي وَ  
حُفَظَ بَابُ الْقَلْعَةِ إِلَّا عَنِ الْخَوَاصِّ مِنَ الْأُمَرَاءِ وَالْمُعَمَّمِينَ، وَكَانَ يَوْمًا عَظِيمًا  
وَقَدْ شَغَلَ كُلَّ إِنْسَانٍ مَا عِنْدَهُ مِنَ الْحُزْنِ وَالْأَسْفِ وَالْبُكَاءِ وَالْإِسْتِعَاثَةِ مِنْ  
أَنْ يَنْظُرَ إِلَى غَيْرِهِ وَحُفَظَ الْمَجْلِسُ عَنْ أَنْ يَنْشُدَ فِيهِ شَاعِرٌ أَوْ يَتَكَلَّمَ فِيهِ  
فَاضِلٌ وَوَاعِظٌ . وَكَانَ أَوْلَادُهُ يَخْرُجُونَ مُسْتَعِثِينَ إِلَى النَّاسِ فَتَكَادُ النُّفُوسُ  
تَرْهَقُ لِهَوْلِ مَنَظَرِهِمْ وَدَامَ الْحَالُ عَلَى هَذَا إِلَى مَا بَعْدَ صَلَاةِ الظُّهْرِ .

پھر سلطان کے بیٹے الملک الافضل شمالی ایوان میں تعزیت کے لیے جلوہ افروز  
ہوئے، قلعے کے دروازے کو بند رکھا گیا مگر امراء اور سرداروں میں سے خاص خاص لوگوں کو  
اجازت تھی، یہ مصیبت کا بہت بڑا دن تھا ہر انسان کو اس کے غم، افسوس، رونے اور چلا آنے  
نے اس سے روکا تھا کہ وہ دوسرے کی جانب دیکھے۔ مجلس کسی شاعر کی شعر گوئی، کسی فاضل اور

واعظ کی لب کشائی سے محفوظ رہی۔ سلطان کے بچے جب چلا تے ہوئے لوگوں کی طرف نکلتے تو اس منظر کی ہولناکی سے نفوس ریزہ ریزہ ہو جاتے۔ نماز ظہر کے بعد تک یہی حالت رہی

**العزاء:** عزى (س) غزاء لمصیبت پر صبر کرنا (ض) غزیا نسبت کرنا (تفعیل) تعزیه تلی دینا **المعممین:** [مفر د] اعمم سردار جس کو قوم نے مقتدی مان لیا ہو تو زہق: زہق (ف) زھوقا روح کا جسم سے نکلنا، نیست و نابود ہونا (إفعال) ایزھا قاً مغر سے پر ہونا (انفعال) انزھا قاً آگے بڑھنا، اچھلنا۔

ثُمَّ اسْتَبْعَلَ بِتَغْسِيلِهِ وَتَكْفِيهِ فَمَا امْكَنَّا أَنْ نَدْخِلَ فِي تَجْهِيزِهِ مَا قِيمَتُهُ حَبَّةً وَاحِدَةً إِلَّا بِالْقَرْضِ حَتَّى فِي ثَمَنِ الثَّبَنِ الذِّي بَلَّتْ بِهِ الطَّيْنُ، وَغَسَلَهُ الدَّوْلَعِيُّ الْفَقِيهُ، وَنَهَضْتُ إِلَى الْوُقُوفِ عَلَى غُسْلِهِ فَلَمْ تَكُنْ لِي قُوَّةَ تَحْمِلُ ذَلِكَ الْمَنْظَرُ أَخْرَجَ بَعْدَ صَلَاةِ الظُّهْرِ فِي تَابُوتٍ مُسَجًى بِثَوْبٍ فَوْطٍ وَكَانَ ذَلِكَ وَجْمَعٌ مَا اخْتِاجَ إِلَيْهِ مِنَ الثِّيَابِ فِي تَكْفِيهِ قَدْ أَحْضَرَهُ الْقَاضِي الْفَاضِلُ مِنْ وَجْهِ جَلِّ عَرَفَهُ،

پھر سلطان کو غسل اور کفن دینے کا کام کیا جانے لگا ہمارے لئے ممکن نہ رہا تھا کہ قرض لئے بغیر ان کی تجہیز میں کوئی ایسی چیز بھی داخل کریں جسکی قیمت ایک دانے کے برابر ہی ہو یہاں تک کہ اس بڑے پیالے میں بھی قرض سے کام لینا پڑا جس سے گارے کو تر کیا تھا۔ (یہ پیالہ بھی نہ تھا) سلطان کو فقیہ دولعی نے غسل دیا۔ میں نے ارادہ کیا کہ غسل کے وقت ان کے پاس کھڑا ہوں مگر اتنی طاقت نہ تھی کہ اس منظر کو برداشت کر سکوں، آپ کا جنازہ ظہر کے بعد اس تابوت میں جس کو فوط کے کپڑے سے ڈھکا تھا، نکالا گیا یہ کپڑا اور دیگر تمام کپڑے جسکی تکفین میں ضرورت پڑی قاضی الفاضل ایسے حلال طریقے سے لائے جسکو وہی پہچانتے ہیں۔

**مسجی:** (تفعیل) تجیہ چادر ڈالنا، کپڑے میں لپیٹنا (ن) نچو، نچو اسنان ہونا، خاموش ہونا (إفعال) اسجاء البحر سمندر کی موجوں میں سکون آنا۔

وَارْتَفَعَتِ الْأَصْوَاتُ عِنْدَ مُشَاهَدَتِهِ وَعَظُمَ مِنَ الصَّجِيحِ وَالْعَوِيلِ مَا شَغَلَهُمْ عَنِ الصَّلَاةِ، فَصَلَّى عَلَيْهِ النَّاسُ أَرْسَالًا، وَكَانَ أَوَّلُ مَنْ أَمَّ بِالنَّاسِ الْقَاضِي مُحِبُّ الدِّينِ بْنِ الذِّكَمِيِّ، ثُمَّ أُعِيدَ إِلَى الدَّارِ الَّتِي فِي الْبُسْتَانِ وَكَانَ مُتَمَرِّضًا بِهَا، وَذُفِنَ فِي الصُّفَّةِ الْغَرْبِيَّةِ مِنْهَا، وَكَانَ نُزُولُهُ فِي حُفْرَتِهِ قَدَسَ اللَّهُ رُوحَهُ وَنَوَّرَ ضَرِيحَهُ قَرِيْبًا مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ ثُمَّ نَزَلَ فِي أَثْنَاءِ النَّهَارِ وَلَدَهُ الْمَلِكُ الطَّافِرُ

وَعَزَى النَّاسَ فِيهِ وَسَكَنَ قُلُوبَ النَّاسِ، وَكَانَ قَدْ شَغَلَهُمُ الْبُكَاءُ عَنِ الْإِسْتِغَالِ  
بِالنُّهْبِ وَالْفَسَادِ فَمَا وَجَدَ قَلْبَ إِلَّا حَزِينٌ وَلَا عَيْنَ إِلَّا بَاكِئَةً إِلَّا مَنْ شَاءَ اللَّهُ،  
ثُمَّ رَجَعَ النَّاسُ إِلَى بُيُوتِهِمْ أَقْبَحَ رُجُوعٍ وَلَمْ يَعُدُّوا أَحَدَ مِنْهُمْ فِي تِلْكَ اللَّيْلَةِ  
إِلَّا نَحْنُ، حَضَرْنَا وَقَرَأْنَا وَجَدَدْنَا حَالًا مِنَ الْحُزْنِ.

لوگوں نے جب تابوت دیکھا تو دھاڑیں مار کر رونے لگے آہ و بکا نے انہیں نماز سے مشغول کر دیا (جنازہ بھی ایک جماعت کے ساتھ نہ پڑھا بلکہ) لوگوں نے مختلف جماعتوں کی شکل میں نماز جنازہ ادا کیا سب سے پہلے قاضی محیی الدین بن ذکی نے لوگوں کی امامت کرائی، جنازے کے بعد میت باغیچے کے اندر اس مکان میں رکھی گئی جس میں سلطان نے علالت کے شب و روز بسر کئے تھے اور اس مکان کی مغربی جانب کے صف میں سپرد خاک کئے گئے، ان کو نماز عصر کے قریب قبر میں اتارا گیا (اللہ تعالیٰ مقدس کرے ان کی روح کو اور ان کی قبر کو نور سے بھر دے) پھر ابھی دن باقی تھا کہ ان کے بیٹے الملک الظافر اترے اور لوگوں سے تعزیت کی تو ان کے دل سکون پا گئے۔ لوگوں کو آہ و بکا نے مار دھاڑ اور فساد سے روک رکھا تھا کوئی دل ایسا نہ تھا جو غمزدہ نہ ہو کوئی آنکھ ایسی نہ تھی جو اشکبار نہ ہو الا ماشاء اللہ پھر لوگ روتے دھوتے بری حالت میں اپنے گھروں کو واپس چلے گئے، اس رات ہمارے علاوہ کوئی واپس نہیں آیا ہم آئے قرآن پڑھا اور اپنے غم کو پھر سے تازہ کیا۔

صحيح: صج (ض) ضجأ، ضججا، ضجنا (تفعل) ضججا جانا اور مائل ہونا العويل:  
[العويل، العولة، العول] صج کے ساتھ گریہ و زاری، ہر تکلیف دہ کام۔ صبر يحه: قبر، دور  
[جمع] ضرائح (ضرح (ف) ضرخا قبر کھودنا، پھاڑنا (ن) ضروخا، ضرخا کساد بازاری ہونا  
(انفعال) انضرائحا پھटना، تعلقات کا ختم ہو جانا (إفعال) إضرائحا فاسد کرنا، دور کرنا۔

وَاشْتَغَلَ فِي ذَلِكَ الْيَوْمِ الْمَلِكُ الْأَفْضَلُ بِكِتَابَةِ الْكُتُبِ إِلَى عَمِّهِ  
وَإِخْوَتِهِ يُخْبِرُهُمْ بِهَذَا الْحَادِثِ. وَفِي الْيَوْمِ الثَّانِي جَلَسَ لِلْعَزَاءِ جُلُوسًا عَامًّا  
وَطَلَّقَ بَابَ الْقُلْعَةِ لِلْفُقَهَاءِ وَالْعُلَمَاءِ وَتَكَلَّمَ الْمُتَكَلِّمُونَ وَلَمْ يَنْشُدْ شَاعِرٌ ثُمَّ  
انْقَضَ الْمَجْلِسُ فِي ظَهْرِ ذَلِكَ الْيَوْمِ وَاسْتَمَرَ الْحَالُ فِي حُضُورِ النَّاسِ بُكْرَةً  
وَعَشِيَّةً وَقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ وَالِدُّعَاءِ لَهُ رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَاشْتَغَلَ الْمَلِكُ الْأَفْضَلُ  
بِتَدْبِيرِ أَمْرِهِ وَمُرَاسَلَةِ إِخْوَتِهِ وَعَمِّهِ.

ثُمَّ انْقَضَتْ تِلْكَ السَّنُونَ وَأَهْلُهَا فَكَانَتْهَا وَكَانَتْهُمْ أَحْلَامُ

اس دن الملک الفضل اپنے چچا اور بھائیوں کو اس حادثے کی اطلاع دینے کے لئے لکھنے میں مشغول ہو رہے۔ پھر دوسرے دن تعزیت کے لئے عام طریقے سے بیٹھے (ہر شخص کو تعزیت کی اجازت تھی) اور قلعے کے دروازے کو فقہاء اور علماء کیلئے کھول دیا۔ باتیں کرنے والوں نے باتیں کیں لیکن کسی شاعر نے شعر گوئی نہ کی، پھر اس دن ظہر کے وقت یہ مجلس برخاست ہوئی لوگوں کا آنا جانا، قرآن کی تلاوت اور سلطان رحمہ اللہ کے لیے دعائیں مانگنا اسی طرح جاری ساری رہا اور پھر الملک الفضل امور مملکت سنبھالنے، اپنے بھائیوں اور چچا کو خط لکھنے میں مشغول ہوئے۔

پھر گزر گئے وہ سال اور ان کے لوگ..... گویا کہ وہ سال اور وہ لوگ خواب تھے۔

**أنفض:** (إفْعَال) إِنْفَاضًا دُور کر دینا، دوستی ختم کر دینا (ن) نَفْضًا جھاڑنا، مدھم پڑنا، نفوضاً صحتیاب ہونا۔ **أَحْلَام:** [مفرد] حَلَم خواب، آرزوئیں۔ **حُلُمَا** (ن) حُلُمَا خواب دیکھنا (ک) حُلُمَا درگزر کرنا، بردبار ہونا (اِعتِعال) اِعتِمالًا بالغ ہونا، خواب دیکھنا (تفعیل) تَحْلِیمًا بردبار بنانا۔



## عُلُوُّ الْهَمَّةِ

(لعبد الرحمن بن الجوزی)

مَا ابْتُلِيَ الْإِنْسَانُ قَطُّ بِأَعْظَمَ مِنْ عُلُوِّ هِمَّتِهِ، فَإِنْ مَنْ عَلَتْ هِمَّتُهُ يَخْتَارُ الْمَعَالِيَ، وَقَدْ لَا يَسَاعِدُ الزَّمَانُ، وَقَدْ تَضَعُفُ الْآلَةُ، فَيَقْبِي فِي عَذَابٍ. وَإِنِّي أُعْطِيتُ مِنْ عُلُوِّ الْهَمَّةِ طَرَفًا فَأَنَا بِهِ فِي عَذَابٍ، وَلَا أَقُولُ لَيْتَ لَمْ يَكُنْ فَإِنَّهُ إِنَّمَا يَخْلُو الْعَيْشُ بِقَدْرِ عَدَمِ الْعَقْلِ، وَالْعَاقِلُ لَا يَخْتَارُ زِيَادَةَ اللَّذَّةِ بِنَقْصَانِ الْعَقْلِ وَلَقَدْ رَأَيْتُ أَقْوَامًا يَصِفُونَ عُلُوَّ هَمَمِهِمْ، فَتَأَمَّلْتُهَا فَإِذَا بِهَا فِي قَنْ وَاحِدٍ وَلَا يُبَالُونَ بِالنَّقْصِ فِيمَا هُوَ أَهَمُّ، قَالَ الرَّضِيُّ:

وَلِكُلِّ جِسْمٍ فِي النُّحُولِ بَلِيَّةٌ وَبَلَاءٌ جِسْمِي مِنْ تَفَاوُتِ هَمَّتِي

(۱) ابوالفرج عبدالرحمن بن ابوالحسن الجوزی اپنے زمانہ میں علم حدیث، تاریخ اور فن خطابت کے علامہ اور امام تھے۔ ابن جوزی کے نام سے مشہور ہوئے۔ آپ نے متعدد علوم میں تصنیفات لکھیں۔ آپ کی ولادت ایک قول کے مطابق تقریباً ۵۰۸ھ اور ایک قول کے مطابق ۵۱۰ھ میں ہوئی۔ ۱۲ رمضان المبارک ۵۹۷ھ کی شب جمعہ کو بغداد میں آپ دارفانی سے کوچ کر گئے (اپنے متعدد کتب لکھیں) تاریخ میں ”کتاب التلخیص“ اپنے زمانہ کے نقد و تیرہ میں ”تلخیص التلخیص“ اور ”صفحة الصفوة“، ”سيرة عمر بن الخطاب“ کے علاوہ کئی نافع و مفید کتب آپ کی تصنیفات میں شامل ہیں۔

فَنَظَرْتُ فَإِذَا غَايَةُ أَمَلِهِ الْإِمَارَةُ.

### اونچی سوچ

انسان اونچی سوچ سے زیادہ کسی اور مصیبت میں کبھی مبتلا نہیں ہوا کیونکہ جس کی ہمت بلند ہوتی ہے وہی بلند مراتب پسند کرتا ہے، کبھی زمانہ مد نہیں کرتا (ہاتھ روک لیتا ہے) اور آلہ کمزور ہو جاتا ہے تو انسان آزمائش میں رہ جاتا ہے۔ مجھے بھی بلند ہمتی میں سے تھوڑا سا حصہ ملا ہے میں بھی اسکی وجہ سے آزمائش میں رہتا ہوں۔ میں یہ نہیں کہتا کاش کہ یہ نہ ہوتا کیونکہ بلاشبہ عقل کے کم ہونے کے بقدر زندگی مزیدار ہوتی ہے (شاید اسی سے پنجابی کا مقولہ مشہور ہے عقل نیس تے موجاں ای موجاں) اور عقلمند آدمی عقل کی کمی کے بدلے لذت کی زیادتی کو اختیار نہیں کرتا۔ میں نے بہت ساری اقوام کو دیکھا کہ وہ اپنی بلند ہمتی کی تعریفیں کرتے ہیں لیکن جب میں نے انہیں غور کیا تو وہ صرف ایک ہی فن میں ہے اور وہ اہم کام میں نقصان کی کوئی پرواہ نہیں کرتے۔ رضی نے کہا: ہر جسم کیلئے لاغری میں مصیبت ہے اور میرے جسم کی مصیبت میری ہمت کا تفاوت ہے۔ جب غور کیا تو مجھ پر انکشاف ہوا کہ اس کی امید کا مقصد امارت ہے۔

النحول: نحل (ف، ن، ک) نُحُولًا بیماری یا تھکن سے دبلا ہونا (ف) نُحُولًا دینا، لاغر کرنا، غلط بات منسوب کرنا (إفعال) إِنْحَالًا (تفعیل) تَحْمِلًا دینا، لاغر کرنا (اتفعال) اتْحَالًا منسوب ہونا۔ املة: الاصل، امید [جمع] آمال۔

وَكَانَ أَبُو مُسْلِمٍ الْخُرَاسَانِيُّ فِي حَالٍ شَبِيهِتِ لَا يَكَاذُ يَنَامُ، فَقِيلَ لَهُ فِي ذَلِكَ فَقَالَ: ذَهْنٌ صَافٍ، وَهَمٌّ بَعِيدٌ، وَنَفْسٌ تَتَوَقَّى إِلَى مَعَالَى الْأُمُورِ، مَعَ عَيْشٍ كَعَيْشِ الْهَمَجِ الرَّعَاعِ، قِيلَ: فَمَا الَّذِي يُبْزِدُ غَلِيْلَكَ؟ قَالَ: الظُّفْرُ بِالْمَلِكِ. قِيلَ: فَاطْلُبْهُ، قَالَ: لَا يُطْلَبُ إِلَّا بِالْأَهْوَالِ، قِيلَ: فَارْكَبِ الْأَهْوَالَ، قَالَ: أَلْعَقْلُ مَانِعٌ، قِيلَ: فَمَا تَصْنَعُ؟ قَالَ: سَأَجْعَلُ مِنْ عَقْلِي جَهْلًا، وَأُحَاوِلُ بِهِ خَطَرًا لَا يُنَالُ إِلَّا بِالْجَهْلِ، وَأُذَبِّرُ بِالْعَقْلِ مَا لَا يُحْفَظُ إِلَّا بِهِ، فَإِنَّ الْخُمُولَ أَخُو الْعَدَمِ.

ابو مسلم خراسانی اپنے زمانہ شباب میں سوتے نہ تھے ان سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو بتلایا ”صاف ذہن ہے، دور کا ارادہ ہے اور نفس احمقوں اور گھٹیا لوگوں کی زندگی کی طرح زندگی کے ساتھ بلند امور کی طرف مشتاق ہے“ ان سے پوچھا گیا کوئی چیز آپ کی پیاس کو بجھائے گی؟ بتلایا حکومت پر کامیابی، ان سے کہا گیا: تو پھر طلب کریں، جواب دیا وہ مصیبتوں کے ساتھ

ہی مانگی جاتی ہے، کہا گیا: مصیبتوں پر سوار ہو جائیں، کہا: عقل مانع ہے، سوال کیا گیا پھر کیا کریں گے؟ کہا: عنقریب اپنی کچھ عقل سے جہالت بناؤں گا اور اسکے ذریعے ایسے خطرے کو حاصل کرنے کی کوشش کروں گا جو صرف جہل ہی سے حاصل ہوتا ہو اور عقل کے ذریعے ایسی تدبیر کروں گا جسکی حفاظت صرف عقل کے ذریعے ہوتی ہو اس لئے کہ کمزوری مفلسی کا بھائی ہے۔

**شبیبة:** شب (ض) شبابا، شبیبة جوان ہونا (ن، ض) شبیبا، شبابا، شبوبنا اکٹھے اگلی نائگوں کو اٹھانا، نشاط میں ہونا (تفعیل) شبیبا (تفعیل) شبیبا جوانی و کھیل کود کے زمانے کا ذکر کرنا، محاسن و اوصاف کو بیان کرنا (إفعال) شبابا جوان ہونا، جوان اولاد والا ہونا، اکسانا۔ **تتوق:** توق (تفعیل) تتوقا شائق ہونا، آرزو مند ہونا (ن) توقا، توقوفا، توقانا شائق ہونا، جان دینا، جلدی کرنا۔ **الهمج:** بے وقوف لوگ، نا کارہ لوگ [جمع] اھمجا **الرعا:** کینے ور ذیل لوگ [الزاعة] بے عقل اور بغیر دل کا آدمی **غلیلک:** پیاس، درختوں کے درمیان بہنے والا پانی، چھانی (جس سے چائے وغیرہ چھانتے ہیں) گوشت جو کھال پر رہ جائے [جمع] أغلال۔ **الأھوال:** [مفرد] الھول خوف، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۷ پر ہے۔ **الخمول:** خمل (ن) خملو کمزور اور پوشیدہ ہونا (ن) خملو ہلاکت میں ڈالنا (إفعال) إخمالاً گناہ و بے قدر کرنا (الاحمال) الاحمال [الماشية] جانوروں کا اچھی گھاس والی زمین میں چرنا۔ **العدم:** فقیر محتاج، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۱۰۳ پر ہے۔

فَنظَرْتُ إِلَى حَالِ هَذَا الْمُسْكِينِ فَإِذَا بِهِ قَدْ ضَيَّعَ أَهْمَ الْمُهْمَاتِ وَهُوَ جَانِبُ الْآخِرَةِ، وَانْتَصَبَ فِي طَلَبِ الْوَلَايَاتِ، فَكُنْمُ فَتَكَ وَقَتْلُ حَتَّى نَالَ بَعْضُ مُرَادِهِ مِنْ لَذَاتِ الدُّنْيَا، ثُمَّ لَمْ يَتَنَعَّمْ فِي ذَلِكَ أَكْثَرَ مِنْ ثَمَانِ سِنِينَ، ثُمَّ اغْتِيلَ وَنَسِيَ تَذْيِيرَ الْعَقْلِ فَقَتِلَ وَمَضَى إِلَى الْآخِرَةِ عَلَى أَقْبَحِ حَالٍ. وَكَانَ الْمُتَنَبِّئُ يَقُولُ:

وَفِي النَّاسِ مَنْ يَرْضَى بِمَيَسُورِ عَيْشِهِ وَمَرْكُوبَةِ رَجُلَاهُ وَالثُّوبِ جِلْدُهُ وَلَكِنَّ قَلْبًا بَيْنَ جَنْبَيْ مَالِهِ مَدَى يَنْتَهَى بِي فِي مُرَادِ أَحَدُهُ تَرَى جِسْمَهُ يَكْسِي شَقُوفًا تَرِيهِ فَيَخْتَارُ أَنْ يَكْسِيَ ذُرُوعًا تَهْدُهُ فَمَا مَلْتُ هَذَا الْآخِرَ فَإِذَا نَهْمَتُهُ فِيمَا يَتَعَلَّقُ بِالدُّنْيَا فَحَسَبُ .

چنانچہ میں نے اس مسکین کے حالات پر غور کیا تو اس کے بارے میں اچانک انکشاف ہوا کہ اس نے جانب آخرت کو جو کہ اہم الہمات ہے ضائع کر دیا اور حکومتوں کے

حاصل کرنے کیلئے کھڑا ہو گیا۔ کتنے لوگوں کو غفلت میں پکڑا اور کتنوں کو قتل کیا یہاں تک کہ دنیا کی لذتوں میں سے کچھ لذتوں کو اس نے حاصل کر لیا لیکن پھر اس میں بھی آٹھ سال سے زیادہ سرخرو نہ رہا پھر پکڑا گیا اور عقل کی تدبیر کو بھول گیا، چنانچہ قتل ہوا اور بہت بری حالت میں آخرت کی جانب چل پڑا اور متنبی کہتا تھا کہ:

کچھ لوگ اس زندگی کی سہولت پر راضی ہوتے ہیں، ان کے پاؤں انکی سواری، اور ان کی جلد انکے کپڑے ہوتے ہیں۔ لیکن میرے پہلو میں ایسا دل ہے جس کی کوئی غایت نہیں کہ مجھے ایسی مراد تک پہنچا دے جسکو میں متعین کرتا ہوں۔ تو اس کے جسم کو دیکھے گا کہ ایسے باریک کپڑے پہنتا ہے جو اس کی پرورش کرتے ہیں وہ ایسی زرہوں کو پہننا پسند کرتا ہے جو اس کو منہدم کر دیں۔ میں نے اس آخری فقرے میں غور کیا تو میں اس کے گوہر مقصود تک پہنچ گیا کہ اس کو صرف اس چیز کی حاجت ہے جس کا تعلق دنیا سے ہے۔

**فَنَكَبَ:** نَكَبَ (ن، ض) فَنَكَبَا، فَنَكَبَا غُفْلَتِمْ میں پکڑنا، قتل کرنا، دلیر ہونا (مفاعلة) مَفَاتِكُهُمْ کھلا قتل کرنا (تفعّل) تَفَكُّمًا خود رائی سے کام کرنا۔ **شَفُوفا:** شَفَ (ض) شَفُوفاً، شَفِيفًا اتنا باریک ہونا کہ دوسری طرف کی چیز نظر آئے، تنگ ہونا (ن) شَفًّا، شَفُوفاً (تفعّل) تَشْفِيفًا کمزور ہونا، بلا کرنا (إفعال) إِشْفَافًا فضیلت دینا، سبقت لے جانا۔ **تَرَبَّه:** رَبَّ (ن) رَبًّا (تفعّل) تَرَبَّيْنَا (أفعال) ارتبا یا بالغ ہونے تک پرورش کرنا، درجہ بدرجہ کمال کو پہنچانا (ن) رَبًّا انتظام کرنا، مالک ہونا (إفعال) إِرْبَابًا اقامت کرنا۔ **تَهْدَدُ:** هَدَدَ (ن) هَدَدًا، هَدَدُ وَذَا دَھَاكَ سے گراتا (س، ض) هَدَدًا بڑھانا۔ **هَدِيدًا:** (تفعّل) تَهْدِيدًا (تفعّل) تَهْدَدُ دَھَاكًا (تفاعل) تَهَادُّ اایک دوسرے کے پیچھے آنا۔ **نَهْمَتُهُ:** نَهَمَ (س) نَهْمًا، نَهْمَتُهُ مَحْرِیص ہونا (ف، ض) نَهْمًا نَهْمَتُهُ ذَانِثًا (ض) نَهْمًا بہت کھانا، چنگھاڑنا۔

وَنَظَرْتُ إِلَى غُلُوِّ هِمَّتِي فَرَأَيْتُهَا عَجَبًا. وَذَلِكَ إِنِّي أَرَوُّمٌ مِنَ الْعِلْمِ مَا أَتَيْقِنُ أَنِّي لَا أَصِلُ إِلَيْهِ، لِأَنِّي أَحِبُّ نَيْلَ كُلِّ الْعُلُومِ عَلَى اخْتِلَافِ فُنُونِهَا، وَأَرِيدُ اسْتِقْصَاءَ كُلِّ فَرْدٍ. هَذَا أَمْرٌ يَعْجَزُ الْعُمْرُ عَنْ بَعْضِهِ، فَإِنْ عَرَضَ لِي هِمَّةٌ فَيَنْ قَدْ بَلَغَ مُنْتَهَاهَا رَأَيْتُهُ نَاقِصًا فِي غَيْرِهِ، فَلَا أَعِدُّ هِمَّتَهُ تَامَةً. مِثْلُ الْمُحَدَّثِ فَاتَهُ الْفَقْهُ، وَالْفَقِیْهِ فَاتَهُ عِلْمُ الْحَدِيثِ. فَلَا أَرَى الرَّضَى بِنَقْصَانٍ مِنَ الْعُلُومِ إِلَّا حَادِثًا عَنْ نَقْصِ الْهِمَّةِ.

میں نے اپنی بلند ہمتی کی طرف دیکھا تو وہ مجھے عجیب لگی وہ یوں کہ میں علم میں سے



وہ چاہتا ہوں جس کا مجھے یقین ہے کہ حاصل نہیں کر سکتا، اس لئے کہ میں ہر قسم کے فنون کے تمام علوم کو حاصل کرنا چاہتا ہوں اور علم کے ہر فرد کی غایت تک پہنچنا چاہتا ہوں۔ یہ ایک ایسا کام ہے کہ اس کے کچھ حصے سے بھی عمر عاجز ہے اگر میرے سامنے کوئی بلند ہمت آجائے جو کہ کسی فن کی انتہاء تک پہنچا ہوا ہو تو میں یہ دیکھتا ہوں کہ اس کے علاوہ میں وہ ناقص ہے چنانچہ میں اس کی ہمت کو ہمتِ تامہ نہیں کہتا، مثلاً: محدث ہو تو فقہ اس سے فوت ہوتی ہے۔ فقیہ ہو تو علمِ حدیث اس سے فوت ہوتا ہے۔ میں کوئی ایسا شخص نہیں دیکھتا جو علوم میں سے کسی علم کی کمی پر راضی ہو! یہ کہ یہ اس کی کم ہمتی میں سے ہے۔

**أروم:** روم (ن) رَوُّمًا، مَرَامًا ارادہ کرنا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۱۶۹ پر ہے۔  
**استقصاء:** قصو (استعمال) استقصاء اتہہ تک پہنچنا (ن) قَصُوْا، قَصُوْا (س) قَصَى دور ہونا (تفعل) تقصیۃ تراشنا (مفاعلہ) مقاصد دور کرنا۔

ثُمَّ إِنِّي أَرُومُ نَهَايَةَ الْعَمَلِ بِالْعِلْمِ، فَأَتَوَّقُ إِلَى وَرَعٍ بَشَرٍ وَزَهَادَةٍ مَعْرُوفٍ، وَهَذَا مَعَ مَطَاعَةِ التَّصَانِيفِ وَإِفَادَةِ الْخَلْقِ وَمُعَاشَرَتِهِمْ بَعِيدٌ. ثُمَّ إِنِّي أَرُومُ الْغِنَى عَنِ الْخَلْقِ، وَأَسْتَشْرِفُ الْأَفْضَالَ عَلَيْهِمْ. وَالْإِسْتِغَالُ بِالْعِلْمِ مَانِعٌ مِنَ الْكُسْبِ. وَقَبُولُ الْمُنْسَنِ مِمَّا تَأْبَاهُ الْهَمَّةُ الْعَالِيَةُ. ثُمَّ إِنِّي أَتَوَّقُ إِلَى طَلَبِ الْأَوْلَادِ، كَمَا أَتَوَّقُ إِلَى تَحْقِيقِ التَّصَانِيفِ، لِبَقَاءِ الْخُلَفَاءِ نَائِبِينَ عَنِّي بَعْدَ التَّلَفِ وَفِي طَلَبِ ذَلِكَ مَا فِيهِ مِنْ شُغْلِ الْقَلْبِ الْمُحِبِّ لِلتَّفَرُّدِ. ثُمَّ إِنِّي أَرُومُ الْإِسْتِمْتَاعَ بِالْمُسْتَحْسَنَاتِ، وَفِي ذَلِكَ إِمْتِنَاعٌ مِنْ جِهَةِ قِلَّةِ الْمَالِ، ثُمَّ لَوْ حَصَلَ فَرَقٌ جَمْعُ الْهَمَّةِ. وَكَذَلِكَ أَطْلُبُ لِبَدْنِي مَا يَصْلُحُهُ مِنَ الْمَطَاعِمِ وَالْمَشَارِبِ، فَإِنَّهُ مُتَعَوِّذٌ لِلتَّرَفِّهِ وَاللُّطْفِ، وَفِي قِلَّةِ الْمَالِ مَانِعٌ، وَكُلُّ ذَلِكَ جَمْعٌ بَيْنَ أَضْدَادٍ. فَأَيْنَ أَنَا وَمَا وَصَفْتُهُ مِنْ حَالٍ مَنْ كَانَتْ غَايَةُ هِمَّتِهِ الدُّنْيَا، وَأَنَا لَا أَحِبُّ أَنْ يَخْدِشَ حُصُولُ شَيْءٍ مِنَ الدُّنْيَا وَجْهَ دِينِي بِسَبَبٍ. وَلَا أَنْ يُؤَثِّرَ فِي عِلْمِي وَلَا فِي عَمَلِي.

پھر میں اپنے علم پر انتہائی درجہ کے عمل کا خواہاں ہوں (ابونصر) بشر (بن حارث) کے تقویٰ اور (ابو محفوظ) معروف (بن فیروز کرخی) کے زہد کا مشتاق ہوں، لیکن انکا حصول تصانیف کے مطالعہ، مخلوق خدا کو فائدہ پہنچانے اور ان کے ساتھ حسن معاشرت کرنے کے ساتھ ساتھ بہت دور کی بات ہے (بہت مشکل ہے) پھر میں مخلوق سے استغناء کا خواہشمند

ہوں اور ان پر فضل کرنے کو دیکھتا ہوں۔ علم میں مشغول ہونا کسب سے مانع ہے اور احسان کے قبول کرنے کو بلند ہمتی انکار کرتی ہے۔ پھر مجھے تصانیف کی تحقیق کی طرح اولاد مانگنے کا بھی شوق ہے، تاکہ میرے مرنے کے بعد دونوں خلف میرے نائب ہوں لیکن اس میں یکسوئی کو چاہنے والے دل کو مشغول کرنا پڑتا ہے۔ میں حسین عورتوں سے استمتاع کا خواہشمند ہوں لیکن قلب مال کی جہت اس سے روکتی ہے پھر اگر مال حاصل بھی ہو جائے تو جمع کردہ ہمت اسے تقسیم کر دیتی ہے۔ اسی طرح میں اپنے بدن کے لئے ان کھانے پینے کی چیزوں کا طلبگار ہوں جو اس کی اصلاح کریں کیونکہ وہ عیش و عشرت اور لطافت کا عادی ہے اور مال کی قلت اس سے مانع ہے۔ یہ تمام کی تمام چیزیں ایسی ہیں جیسے دو متضاد چیزوں کو جمع کرنا۔ کہاں میں اور کہاں یہ صفات جو میں نے اس شخص کی بیان کی ہیں جس کی ہمت کی انتہا صرف دنیا ہے۔ میں یہ بھی نہیں چاہتا کہ میرا دنیا کا حاصل کرنا میرے کسی دینی جانب کے سبب کو مخدوش کر دے اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ وہ میرے علم و عمل کی جہت پر اثر انداز ہو۔

**استشرف:** شرف (استفعال) استشرافا عیوب سے سالم رہنے کیلئے دیکھ بھال کرنا، سیدھا کھڑا ہونا (ن) شرفاً عزت و مرتبہ میں غالب ہونا، نگہ بنانا (ک) شرفاً، شرفاً دین یا دنیا میں بلند مرتبہ ہونا (تفعیل) تشریفاً تعظیم کرنا (إفعال) اشرافاً بلند ہونا، جھانکنا۔ **المنن:** احسانات [مفرد] البرّة۔ **الخلفان:** [مفرد] الخلف ولد یا ولد صالح، بدلہ۔ **التوفقة:** نعمت و آسائش، خوش ذائقہ کھانا۔ ترف (س) ترفاً (تفعل) ترفاً خوشحال ہونا (إفعال) إترفاً (تفعیل) تتریفاً سرکش بنا دینا (استفعال) استترفاً سرکشی کرنا، تکبر کرنا۔ **یخدش:** خدش (ض) خدشاً (تفعیل) تخدیشاً عیب لگانا، خراش لگانا۔

فَوَا قَلْبِي مِنْ طَلَبِ قِيَامِ اللَّيْلِ. وَتَحْقِيقِ الْوَرَعِ مَعَ إِعَادَةِ الْعِلْمِ. وَشُغْلِ الْقَلْبِ بِالتَّصَانِيفِ. وَتَحْصِيلِ مَا يُلَانِمُ الْبَدَنَ مِنَ الْمَطَاعِمِ. وَوَأَسْفَى عَلَى مَا يَفُوتُنِي مِنَ الْمُنَاجَاةِ فِي الْخُلُوةِ مَعَ مَلَاقَةِ النَّاسِ وَتَعْلِيهِمْ. وَيَا كَذَرَ الْوَرَعِ مَعَ طَلَبِ مَا لَا بُدَّ مِنْهُ لِلْعَائِلَةِ غَيْرِ أَنِّي قَدْ اسْتَسْلَمْتُ لِتَعْدِيٍّ، وَلَعَلَّ تَهْدِيٍّ فِي تَعْدِيٍّ، لِأَنَّ عَلَيَانَ الْهَمَّةَ تَطْلُبُ الْمَعَالِيَ الْمَقْرَبَةَ إِلَى الْحَقِّ عَزَّ وَجَلَّ. وَرَبَّمَا كَانَتْ الْخَيْرَةُ فِي الطَّلَبِ ذَلِيلًا إِلَى الْمَقْصُودِ. وَهَذَا أَنَا أَحْفَظُ أَنْفَاسِي مِنْ أَنْ يَصْنَعَ مِنْهَا نَفْسٌ فِي غَيْرِ فَائِدَةٍ، وَأَنْ بَلَغَ هَمِّي مُرَادَهُ، وَإِلَّا فَنِيَّةُ الْمُؤْمِنِ أَبْلَغُ مِنْ عَمَلِهِ.

ہائے! میرا تہجد کی طلب کے لئے مضطرب ہونا، علم کے اعادہ کے ساتھ ساتھ تقویٰ کا لازم کرنا، دل کا تصانیف میں مشغول ہونا، کھانے پینے کی ان اشیاء کا حاصل ہونا جو بدن کے موافق ہوں۔ ہائے افسوس! لوگوں کے ساتھ میل جول، ان کو سکھلانے اور تعلیم دینے کے ساتھ ساتھ میری خلوت میں مناجات کے فوت ہونے پر، ہائے افسوس! اہل و عیال کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے میرے تقویٰ کا مکدر ہونا، لیکن میں نے اپنے آپ کو تعذیب کے سپرد کر دیا شاید کہ میرے معذب ہونے ہی میں میری تہذیب ہے۔ اس لئے کہ بلند ہمتی اللہ تعالیٰ کی قربت کے بلند مراتب کو چاہتی ہے۔ بسا اوقات طلب میں بہتری کا ہونا مقصود کی طرف دلیل ہوتی ہے۔ اور سن لو! میں تو ایک ایک سانس کی بے فائدہ ضائع ہونے سے حفاظت کرتا ہوں اور اس کی بھی حفاظت کرتا ہوں کہ میری ہمت خرد کو پہنچ جائے ورنہ مومن کی نیت اس کے عمل سے زیادہ پہنچنے والی ہے۔

**کدر:** کدر (ن، ک، س) کدڑا، کدڑا، کدڑا، کدڑا، گدلا ہونا، تلخ ہونا

☆☆☆☆☆☆

**سَيِّدُ التَّابِعِينَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ** (لابن خلکان ۱)

كَانَ سَعِيدُ سَيِّدَ التَّابِعِينَ، مِنَ الطَّرَازِ الْأَوَّلِ جَمَعَ بَيْنَ الْحَدِيثِ وَالْفَقْهِ وَالزُّهْدِ وَالْعِبَادَةِ وَالْوَرَعِ سَمِعَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَاصٍ وَأَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا تَابِعِينَ کے سردار سعید بن المسیب

حضرت سعیدؒ عمدہ اولین میں سے تابعین کے سردار تھے وہ حدیث، فقہ، زہد، عبادت اور تقویٰ کے جامع تھے انہوں نے حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے سماعت حدیث فرمائی۔

**قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا لِرَجُلٍ سَأَلَهُ عَنْ مَسْأَلَةٍ: إِنَّ**

(۱) ان کا نام احمد لا رہی لقب شمس الدین ہے لیکن مشہور ابن خلکان کے نام سے ہیں ۲۰۸ھ میں پیدا ہوئے آپ ایک امام، عالم، فقیہ، ادیب، شاعر، تصنیف میں ماہر اور باکمال، علم ادب اور تالیف میں یکتا، روزگار تھے، دمشق کے منصب قضاء پر دو مرتبہ فائز ہوئے اور معزول ہو کر قاہرہ شریف لے آئے اور وہاں تقریباً سات سال تک افتاء و تدريس کا کام جاری رکھا پھر دمشق کے عہدہ قضاء پر دوبارہ واپس لایا گیا تو لوگ انکی واپسی پر بہت خوش ہوئے۔ انکی کتاب ”ذویات لا عیان“ ائمہ تحریر، بے پایاں مواد، کثرت فوائد، عمدگی عبارت، معتدلانہ مزاج، مبالغہ آرائی سے پرہیز اور لوگوں کو اپنے طبقات میں رکھنے کی وجہ سے (الغرض ہر وہ فن جسکی وجہ سے علماء کسی کو عمدہ اور فائق قرار دیتے ہیں) علماء تاریخ اور اشرافین نے پسند کیا اور انکی توجہات و مہمیں ان کی پسندیدگی کا سبب بن گئیں۔ ۲۸۱ھ میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

ذَٰکَ فَسَلَّهٖ . یَعْنِی سَعِیدَہٗ ، ثُمَّ اَرْجَعْ اِلَیَّ فَاُخْبِرْنِی ، فَفَعَلَ ذَٰلِکَ وَاُخْبِرَہٗ ، فَقَالَ : اَلَمْ اُخْبِرْکُمْ اَنَّهُ اَحَدُ الْعُلَمَاءِ ، وَقَالَ اَيْضًا فِی حَقِّہٖ لِاَصْحَابِہٖ : لَوْ رَاٰی ہَذَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَسَرَّہٗ ، وَكَانَ قَدْ لَقِیَ جَمَاعَۃً مِّنَ الصَّحَابَۃِ ﷺ وَسَمِعَ مِنْہُمْ ، وَدَخَلَ عَلٰی اَزْوَاجِ النَّبِیِّ ﷺ . وَاَخَذَ عَنْہُمْ ، وَاُكْثِرَ رَوَاۤیَۃَ اَبِیْہِ الْمُسْنَدُ عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃٍ ﷺ ، وَكَانَ زَوْجُ ابْنَتِہٖ ، وَسُئِلَ الزُّہْرِیُّ وَمَكْحُوْلٌ : مَنِ الْفَقْہُ مَنْ اَذَرُکُمَا ؟ فَقَالَا : سَعِیدُ بْنُ الْمُسَبِّبِ ،

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے ایک آدمی کو جس نے ان سے ایک مسئلہ دریافت کیا فرمایا کہ سعید کے پاس جا کر ان سے پوچھو، دوبارہ میرے پاس آؤ اور مجھے بھی بتلاؤ، اس نے آپ سے مسئلہ دریافت کیا اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو بتایا تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرمانے لگے: میں نے تمہیں نہیں بتایا تھا کہ وہ بھی علماء میں سے ایک ہیں پھر اپنے ساتھیوں سے ان کے بارے میں مزید فرمایا: اگر رسول اللہ ﷺ انہیں دیکھتے تو وہ خوش ہوتے، انہوں نے صحابہ کرامؓ میں سے ایک کثیر تعداد سے ملاقات کا شرف حاصل کیا اور ان سے ساری حدیث کی اور آپ ﷺ کی ازواج مطہرات کی خدمت میں حاضری کی سعادت بھی حاصل کی اور ان سے اکتساب حدیث فرمایا انکی روایات میں سے اکثر وہ ہیں جسکی سند حضرت ابو ہریرہؓ سے جالیتی ہے، اور سعید بن مسیبؓ ان کے داماد بھی تھے۔ امام زہریؒ اور مکحولؒ سے پوچھا گیا آپ نے اب تک جن لوگوں کو دیکھا ہے ان میں سب سے زیادہ فقیہ کون تھا؟ تو وہ دونوں فرمانے لگے: سعید بن المسیب۔

وَرَوٰی اَنَّهُ قَالَ : حَجَّجْتُ اَرْبَعِیْنَ حَجَّۃً ، وَغَنَہُ اَنَّهُ قَالَ : مَا لَاقَتْنِیْ التَّکْبِیْرَ الْاَوَّلٰی مُنْذُ خَمْسِیْنَ سَنَۃً ، وَمَا نَظَرْتُ اِلٰی قَفَّارٍ رَّجُلٍ فِی الصَّلَۃِ مُنْذُ خَمْسِیْنَ سَنَۃً لِّمَحَافَظَتِہٖ عَلٰی الصَّفِّ الْاَوَّلِ ، وَقِیْلَ : اِنَّہٗ صَلَّى الصُّبْحَ بَوْضُوۡءِ الْعِشَآءِ خَمْسِیْنَ سَنَۃً وَكَانَ یَقُوْلُ : مَا اَعَزَّتِ الْعِبَادُ نَفْسَہَا بِمِثْلِ طَاعَةِ اللّٰہِ وَلَا اَهَانَتْ نَفْسَہَا بِمِثْلِ مَعْصِیَةِ اللّٰہِ . وَدُعِیَ اِلٰی نَیْفٍ وَثَلَاثِیْنَ اَلْفًا لِیَاخُذَہَا فَقَالَ : لَا حَاجَۃَ لِیْ فِیْہَا ، وَلَا فِیْ بَنِیْ مَرْوَانَ ، حَتّٰی اَلْفِی اللّٰہِ فِیَحْکُمُ بَیْنِیْ وَبَیْنَهُمْ .

یہ بھی مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں نے چالیس حج کیے ہیں اور انہی سے یہ بھی مروی ہے فرمایا پچاس سال ہو گئے ہیں میری تکبیر اولی فوت نہیں ہوئی، اور پچاس سال ہو گئے ہیں میں نے کسی شخص کی گدی کی طرف نماز میں نہیں دیکھا کیونکہ پابندی سے صف

اول کی محافظت فرماتے تھے۔ انکے بارے میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ انہوں نے فجر کی نماز پچاس برس تک عشاء کے وضو سے ادا کی ہے۔ وہ فرماتے تھے بندے اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری کے علاوہ اپنے نفس کو کسی اور چیز کے ذریعہ عزت نہیں دے سکتے اور اللہ تعالیٰ کی معصیت و نافرمانی کے علاوہ اپنے نفس کو کسی اور چیز سے ذلیل نہیں کر سکتے۔ انہیں تیس ہزار سے زائد کی طرف بلایا گیا تا کہ وہ لے لیں لیکن انہوں نے فرمایا کہ مجھے اس کی ضرورت ہے اور نہ بنو مروان میں مجھے کوئی حاجت و ضرورت ہے یہاں تک کہ میں اللہ تعالیٰ سے ملوں اور وہ میرے اور انکے درمیان فیصلہ کرے۔

**نیف:** [نون کے فتح، یا کی تشدید یا تخفیف کے ساتھ] دس اور دس سے زائد۔ دس بیس، تیس جیسی دہائیوں سے جتنی زیادتی ہو اس کو نیف کہتے ہیں، یہاں تک کہ دوسری دہائی آئے اور لفظ نیف کا استعمال انہی جیسی دہائیوں سے زیادتی کے لئے ہوتا ہے، فضل و احسان۔

**نوف (ن)** ثوفا بلند ہونا، نمایاں ہونا، (إفعال) (ثانیہ نمایاں ہونا، طویل ہونا، بلند ہونا۔

وَقَالَ أَبُو وَدَاعَةَ: كُنْتُ أَجَالِسُ سَعِيدَ بْنِ الْمُسَيَّبِ فَقَفَدَ نَبِيَّ أَيَّامًا، فَلَمَّا جَنَّتُهُ قَالَ: أَيْنَ كُنْتُ؟ قُلْتُ: تَوَفَّيْتَ أَهْلِي فَاشْتَغَلْتُ بِهَا، فَقَالَ: هَلَّا أَخْبَرْتَنَا فَشَهِدْنَا هَا؟ قَالَ: ثُمَّ أَرَدْتُ أَنْ أَقُومَ فَقَالَ: هَلَّا أَخَذْتُ امْرَأَةً غَيْرَهَا؟ فَقُلْتُ: يَرْحَمُكَ اللَّهُ وَمَنْ يَزُوجُنِي وَمَا أَمْلِكُ إِلَّا دِرْهَمَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةً؟ فَقَالَ: إِنْ أَنَا فَعَلْتُ تَفَعَّلْتُ؟ قُلْتُ: نَعَمْ ثُمَّ حَمِدَ اللَّهُ تَعَالَى وَصَلَّى عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَرَزَّ جَنِي عَلَى دِرْهَمَيْنِ أَوْ قَالَ عَلَى ثَلَاثَةٍ، قَالَ: فَقُمْتُ وَمَا أَدرِي مَا أَصْنَعُ مِنَ الْفُرُجِ، فَصِرْتُ إِلَى مَنْزِلِي، وَجَعَلْتُ أَتَفَكَّرُ مِمَّنْ أَخَذَ وَأَسْتَدِينُ، وَصَلَّيْتُ الْمَغْرِبَ، وَكُنْتُ صَائِمًا، فَقَفَدْتُ عَشَاءِي لِأَفْطَرِ، وَكَانَ خُبْرًا أَوْ زَيْتًا، وَإِذَا بِالْبَابِ يُفْرَعُ، فَقُلْتُ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ: سَعِيدٌ. فَفَكَّرْتُ فِي كُلِّ إِنْسَانٍ اسْمُهُ سَعِيدٌ إِلَّا سَعِيدَ بَنِ الْمُسَيَّبِ، فَإِنَّهُ لَمْ يَرْمُذْ أَرْبَعِينَ سَنَةً إِلَّا مَا بَيْنَ بَيْتِهِ وَالْمَسْجِدِ فَقُمْتُ وَخَرَجْتُ، وَإِذَا بِسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ،

ابووداعہ فرماتے ہیں کہ میں سعید بن المسیب کیساتھ بیٹھا کرتا تھا انہوں نے مجھے کچھ دن غائب پایا۔ جب میں ان کے پاس آیا تو پوچھنے لگے: تم کہاں تھے؟ میں نے بتلایا کہ میری بیوی کا انتقال ہو گیا تھا، میں اس میں مشغول تھا فرمانے لگے: ہمیں کیوں نہیں خبر دی؟ ہم بھی انکے جنازہ میں حاضر ہو جاتے۔ ابووداعہ کہتے ہیں میں نے ارادہ کیا کہ میں اٹھوں تو

پوچھنے لگے کیا تم نے اس کے علاوہ کوئی اور عورت ڈھونڈھی ہے؟ میں نے کہا اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے کون مجھ سے شادی کریگا؟ میں تو دو یا تین دراہم کا بھی مالک نہیں ہوں، فرمانے لگے اگر میں یہ کرلوں تو کیا تم تیار ہو؟ میں نے کہا: کیوں نہیں، پھر انہوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنایان کی اور آپ ﷺ پر درود بھیجا اور دو یا تین دراہم (راوی کو شک ہے کہ انہوں نے کتنے بتلائے) مہر پر میری شادی کرادی، چنانچہ میں اٹھ کھڑا ہوا اور مجھے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ میں خوشی میں کیا کروں۔ میں اپنے گھر کی طرف روانہ ہوا اور سوچنے لگا کس کو پکڑوں کہ اس سے قرض لوں۔ میں نے مغرب کی نماز پڑھی، چونکہ روزہ رکھا ہوا تھا اس لیے شام کا کھانا جو کہ زیتون کے تیل اور روٹی پر مشتمل تھا لایا گیا تاکہ میں افطاری کرلوں۔ اچانک دروازہ کھٹکھٹایا گیا میں نے پوچھا، کون؟ جواب دیا: سعید! میں نے ہر اس آدمی کے بارے میں سوچا جس کا نام سعید تھا سوائے سعید بن المسیب کے، کیونکہ وہ عرصہ چالیس سال سے اپنے گھر اور مسجد کے علاوہ کہیں بھی نہیں دیکھے گئے تھے بہر حال میں کھڑا ہوا اور باہر نکلا تو سامنے سعید بن المسیب کھڑے تھے۔

فَظَنَنْتُ أَنَّهُ قَدْ بَدَّ إِلَهُ، فَقُلْتُ: يَا أَبَا مُحَمَّدٍ هَلَّا أُرْسِلْتُ إِلَيْكَ فَاتَيْتُكَ؟ قَالَ: لَا أَنْتَ أَحَقُّ أَنْ تُؤْتَى، قُلْتُ: فَمَا تَأْمُرُنِي؟ قَالَ: زَأَيْتُكَ رَجُلًا غَرَبًا قَدْ تَزَوَّجْتَ فَكِرْهُنَّ أَنْ تَبِيتَ اللَّيْلَةَ وَحْدَكَ، وَهَذِهِ أَمْرَاتُكَ، فَإِذَا هِيَ قَائِمَةٌ خَلْفَهُ فِي طَوْلِهِ ثُمَّ دَفَعَهَا فِي الْبَابِ وَرَدَّ الْبَابَ. فَسَقَطَتِ الْمَرْأَةُ مِنَ الْحَيَاءِ، فَاسْتَوْتَقَّتْ مِنَ الْبَابِ، ثُمَّ صَعِدَتْ إِلَى السَّطْحِ. فَتَادَيْتُ الْجَيْرَانَ، فَجَاءَ وَنِي، وَقَالُوا، مَا شَأْنُكَ؟ فَقُلْتُ: زَوَّجَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيْبِ الْيَوْمَ ابْنَتُهُ وَقَدْ جَاءَ بِهَا عَلَى غَفْلَةٍ، وَهِيَ فِي الدَّارِ، فَتَزَلُّوا إِلَيْهَا، وَبَلَغَ أُمِّي فَجَاءَتْ وَقَالَتْ: وَجْهِي مِنْ وَجْهِكَ حَرَامٌ إِنْ مَسَسْتُهَا قَبْلَ أَنْ أُصْلِحَهَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، فَأَقُمْتُ ثَلَاثًا ثُمَّ دَخَلْتُ بِهَا، فَإِذَا هِيَ مِنْ أَجْمَلِ النَّاسِ وَأَحْفَظِهِمْ لِكِتَابِ اللَّهِ تَعَالَى، وَأَعْلَمِهِمْ بِسُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَأَعْرِفِهِمْ بِحَقِّ الزَّوْجِ، قَالَ: فَمَكْتُ شَهْرًا لَا يَأْتِيَنِي وَلَا أَتِيْتُهُ. ثُمَّ أَتَيْتُهُ بَعْدَ شَهْرٍ وَهُوَ فِي حَلْقَتِهِ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَرَدَّ عَلَيَّ وَلَمْ يُكَلِّمْنِي حَتَّى انْفَضَّ مِنْ فِي الْمَسْجِدِ، فَلَمَّا لَمْ يَبْقَ غَيْرِي، قَالَ: مَا حَالُ ذَلِكَ الْبَشَرِ؟ قُلْتُ: هُوَ عَلَى مَا يُحِبُّ الصَّدِيقُ وَيَكْرَهُ الْعَدُوَّ، قَالَ: إِنْ رَأَيْتَ شَيْئًا فَالْعَصَا، فَأَنْصَرَفْتُ إِلَى مَنْزِلِي، وَكَانَتْ بِنْتُ سَعِيدٍ

الْمَذْكُورَةَ خَطَبَهَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَرْوَانَ لِابْنِهِ الْوَلِيدِ حِينَ وُلَاةِ الْعَهْدِ، فَأَبَى سَعِيدٌ أَنْ يُزَوِّجَهُ، فَلَمْ يَزَلْ عَبْدُ الْمَلِكِ يَحْتَالُ عَلَى سَعِيدٍ حَتَّى صَرَبَهُ فِي يَوْمٍ بَارِدٍ، وَصَبَّ عَلَيْهِ الْمَاءُ،

ان کو دیکھ کر مجھے خیال آیا کہ شاید ان کیلئے کوئی دوسرا معاملہ ظاہر ہو گیا ہے (انہوں نے اپنا ارادہ تبدیل کر لیا ہے) میں نے کہا: اے ابو محمد آپ نے میری طرف پیغام کیوں نہیں بھیجا میں حاضر ہو جاتا فرمانے لگے نہیں نہیں آپ اس کے زیادہ مستحق ہیں کہ آپ کے پاس آیا جائے، میں نے عرض کیا آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ (کیا کہتے ہیں) فرمانے لگے میں آپ کو ایک ایسا آدمی دیکھتا ہوں جسکی بیوی نہیں ہے اور جبکہ آپ کا نکاح ہو چکا ہے تو مجھے یہ بات ناپسند لگی کہ آپ اکیلے رات گزاریں، یہ آپکی بیوی ہے، اچانک وہ آپ کے پیچھے لمبائی میں کھڑی تھی پھر آپ نے اسے دروازے سے اندر دھکیل دیا اور دروازہ بند کر دیا وہ عورت شرم و حیا کی وجہ سے زمین پر گر گئی اور دروازے سے چٹ گئی۔ میں چھت پر چڑھ گیا اور پڑوسیوں کو پکارنے لگا، وہ میرے پاس آئے تو کہنے لگے تجھے کیا ہو گیا ہے؟ میں نے کہا سعید بن المسیب نے آج میری شادی اپنی بیٹی سے کی ہے اور وہ اسے خاموشی سے لے آئے ہیں، آگاہ ہو جاؤ وہ گھر میں ہے، یہ سن کر وہ اس کی طرف اتر آئے (اسکے پاس آ گئے) یہ خبر میری والدہ کو پہنچی، وہ بھی آگئیں اور کہنے لگیں میرا چہرہ تجھ پر حرام ہوا اگر تم نے اسے تین دن سے پہلے چھو اتا کہ میں اسے پرکھ لوں۔ میں تین دن ٹھہرا ہا پھر میں اس کے پاس گیا تو میں نے اسے لوگوں میں سے خوبصورت ترین، قرآن مجید سب سے زیادہ یاد کر نیوالی، سنت رسول ﷺ کی سب سے زیادہ عالمہ اور شوہر کے حق کو سب سے زیادہ پہچاننے والی پایا۔ سعید بن المسیب ایک مہینہ تک میرے پاس نہیں آئے اور میں بھی ان کے پاس نہیں گیا۔ پھر میں ایک مہینہ کے بعد جبکہ وہ اپنے حلقہ میں تھے، میں حاضر ہوا ان کو سلام کیا انہوں نے مجھے جواب دیا اور مجھ سے اس وقت تک کوئی بات نہیں کی، جب تک کہ سب لوگ مسجد سے نکل نہ گئے، جب میرے علاوہ کوئی بھی باقی نہ رہا تو مجھ سے پوچھا اس انسان کا کیا حال ہے؟ میں نے بتلایا وہ اس حال پر ہے جس کو دوست پسند کرتا ہے اور دشمن ناپسند کرتا ہے، انہوں نے کہا اگر تم اس سے کوئی ناپسند معاملہ دیکھو تو پھر ڈنڈا استعمال کرنا۔ میں اپنے گھر واپس آ گیا۔ یہ سعید کی وہ بیٹی تھی جس کی منگنی کا پیغام عبد الملک بن مروان نے اپنے بیٹے ولید کے لئے اس وقت دیا جب اسے ولی عہد بنایا گیا تھا، سعید نے اس سے شادی کرانے سے انکار کر دیا تھا تو عبد الملک

نے سعید کو ظلم کا نشانہ بنانا شروع کر دیا یہاں تک کہ اسے انتہائی ٹھنڈے اور بج دن میں بھی مارا جاتا اور اس پر مانی بہایا جاتا۔

عزب: وہ مرد یا عورت جس کا زوج نہ ہو، مذکر کیلئے عزب، مونث کے لئے عزبۃ  
[جمع] عزب اب، أعزب اب۔ عزب (ن) عزبۃ، عزبۃ وہ مجرد رہنا (ن) عزب و با دور ہونا،  
ویران ہونا (تفعّل) تعزبا مجرد رہنے کے بعد گھر بسانا۔ انفص: نفص (إفعال) انفصا  
دور کر دینا، دوستی ختم کر دینا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۲۳۲ پر ہے۔ رب (ض) ربا کسی  
سے کوئی ناپسند مات دیکھنا، شک ماتہمت میں ڈالنا۔

قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ : كَتَبَ هِشَامُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ وَالْيَ الْمَدِينَةَ إِلَى عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَرْوَانَ : إِنَّ أَهْلَ الْمَدِينَةَ أَطْبَقُوا عَلَى الْبَيْعَةِ لِلْوَلِيدِ وَسَلِيمَانَ إِلَّا سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ ، فَكَتَبَ أَنْ أُعْرِضَهُ عَلَى السَّيْفِ ، فَإِنْ مَضَى فَاجْلِدْهُ خَمْسِينَ جَلْدَةً وَطَفْ بِهِ أَسْوَاقَ الْمَدِينَةِ ، فَلَمَّا قَدِمَ الْكِتَابُ عَلَى الْوَالِي دَخَلَ سُلَيْمَانُ بْنُ يَسَّارٍ ، وَعُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ وَسَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَلَى سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَقَالُوا : جِئْنَاكَ فِي أَمْرٍ ، قَدْ قَدِمَ كِتَابُ عَبْدِ الْمَلِكِ إِنَّ لَمْ تَبَايَعْ ضَرَبَتْ عَنْقُكَ ، وَنَحْنُ نَعْرِضُ عَلَيْكَ خِصَالًا ثَلَاثًا ، فَأَعْطَانَا إِحْدَاهَا ، فَإِنَّ الْوَالِي قَدْ قَبِلَ مِنْكَ أَنْ يُفَرَّغَ عَلَيْكَ الْكِتَابُ ، فَلَا تَقُلْ لَا وَلَا نَعَمْ ، قَالَ : يَقُولُ النَّاسُ : بَايَعَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ ، مَا أَنَا بِفَاعِلٍ ، وَكَانَ إِذَا قَالَ لَمْ يَسْتَطِيعُوا أَنْ يَقُولُوا نَعَمْ ، قَالُوا : فَتَجْلِسُ فِي بَيْتِكَ وَلَا تَخْرُجُ إِلَى الصَّلَاةِ أَيَّامًا ، فَإِنَّهُ يَقْبَلُ إِذَا طَلَبَكَ مِنْ مَجْلِسِكَ فَلَمْ يَجِدْكَ ، قَالَ : فَأَنَا أَسْمَعُ الْأَذَانَ فَوْقَ أُذُنِي حَتَّى عَلَى الصَّلَاةِ حَتَّى عَلَى الصَّلَاةِ ، مَا أَنَا بِفَاعِلٍ ، قَالُوا : فَانْقِلْ مِنْ مَجْلِسِكَ إِلَى غَيْرِهِ فَإِنَّهُ يُرْسِلُ إِلَى مَجْلِسِكَ . فَإِنْ لَمْ يَجِدْكَ أَمْسَكَ عَنْكَ ، قَالَ : أَفَرَقَا مِنْ مَخْلُوقٍ ؟ مَا أَنَا بِمُقَدِّمٍ شَيْئًا وَلَا مُتَأَخِّرٍ .

یحییٰ بن سعید کہتے ہیں ہشام بن اسماعیل مدینہ کے گورنر نے عبدالملک بن مروان کی طرف لکھا کہ تمام اہل مدینہ سوائے سعید بن المسیب کے ولید اور سلمان کی بیعت پر متفق ہو گئے ہیں تو انہوں نے جواباً لکھا کہ اسے تلوار پر پیش کرو (ڈراؤ دھکاؤ) اگر اپنے موقف سے نہ ہٹے تو اسے پچاس کوڑے مارو اور مدینہ کے بازاروں میں گھماؤ، جب خط گورنر کے پاس پہنچا تو سلمان بن یسار (۱)، عروہ بن زبیر (۲) اور سالم بن عبداللہ (۳) متعلقہ حاشیہ اگلے صفحہ پر



سعید بن المسیبؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: ہم آپ کے پاس ایک کام کے سلسلے میں آئے ہیں (اور وہ یہ ہے کہ) عبدالملک بن مروان کا خط پہنچ چکا ہے کہ اگر آپ نے بیعت نہ کی تو آپ کی گردن اڑادی جائے گی، ہم آپ پر تین باتیں پیش کرتے ہیں آپ ان میں سے ایک کو اختیار کر لیں۔ (ایک) گورنر اس پر راضی ہو گیا ہے کہ آپ کے سامنے جب (بیعت کے متعلق) خط پڑھا جائے تو آپ خاموش رہیں یعنی نہ ہاں کریں اور نہ، نہ کریں۔ آپ نے فرمایا کہ لوگ کہیں گے کہ سعید بن المسیب نے بیعت کر لی اور میں یہ کرنے والا نہیں ہوں اور وہ ایسے تھے کہ جب وہ ایک دفعہ ”نہ“ کر دیں تو سارے لوگ اسکی ہمت نہیں رکھتے تھے کہ ”نعم“ کہہ دیں (یعنی یوں کہہ دیں نہیں ایسا نہ کہیں بلکہ ہاں کہہ دیں) پھر انہوں نے کہا (دوسری) آپ اپنے گھر میں بیٹھے رہیں اور کچھ دن نماز کے لئے باہر نہ نکلیں کیونکہ وہ اس پر بھی رضامند ہے کہ آپ کو آپ کی مجلس سے طلب کریگا جب آپ کو نہیں پائے گا تو کچھ بھی تعرض نہیں کریگا، وہ کہنے لگے میں اپنے کانوں سے حی علی الصلوٰۃ، حی علی الصلوٰۃ کی اذان سنوں اور کانوں کے اوپر سے گزاردوں، یہ بھی میرے لئے ممکن نہیں ہے، وہ کہنے لگے (تیسری) آپ اپنی مجلس بدل لیں کیونکہ گورنر آپ کی اسی مجلس کی طرف قاصد بھیجے گا، قاصد (آئے گا) آپ کو یہاں نہیں پائیگا تب بھی گورنر آپ کے معاملے میں ٹھہر جائیگا۔ آپ نے فرمایا کیا مخلوق کے ڈر سے؟ مخلوق کے ڈر سے تو میں ایک بالشت آگے جانے والا ہوں اور نہ ہی پیچھے ہٹنے والا ہوں۔

**فراق:** گھبراہٹ، مانگ، صبح یا ابتداء صبح، دو داستانوں کا فاصلہ [جمع] أفرق، انفراق۔  
**شبیہ:** بالشت، عمر [جمع] أشبار۔ شبّر (نض) شبّر بالشت سے ناپنا (تفعیل) شبیر اندازہ کرنا، تعظیم کرنا۔

(۱) انکی کنیت ابوالعباس نام نامی سلیمان بن یسار ہے آپ آنحضرت ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ غلام، عطاء بن یسار کے بھائی نیز مدینہ منورہ کے فقہاء سبعہ میں سے ایک ہیں، آپ ایک ثقہ، عابد، متقی عالم اور جت تھے۔ حضرت ابن عباس، حضرت ابوہریرہ اور ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے روایات کرتے ہیں اور آپ سے امام زہریؒ اور اکابر کی ایک جماعت روایت کرتی ہے۔ آپ کی وفات ۱۰۸ھ میں ہوئی۔

(۲) عروہ بن زبیر بن العوام مدینہ کے فقہاء میں سے ایک فقیہ ہیں، اپنی خالہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے انکوصاعت (حدیث) حاصل ہے اور ان سے روایت کرنے والوں میں ابن شہاب زہری جیسے محدثین شامل ہیں انکی ولادت ۲۲ھ میں اور وفات ۹۳ھ میں ہوئی عبدالملک کہا کرتے تھے! جسکو یہ اچھا لگتا ہو کہ وہ کسی جنتی کو دیکھے اسکو چاہیے کہ عروہ بن زبیر کو دیکھ لے۔ (۳) سالم بن عبداللہ بن عمر بن الخطاب بھی مدینہ منورہ کے فقہاء میں سے ایک ہیں اور معظم تابعین اور ثقہ علماء میں سے ہیں آپ اپنے والد اور دوسرے حضرات صحابہؓ سے روایت کرتے ہیں اور آپ سے روایت کرنے والوں میں سے امام زہریؒ اور حضرت نافعؒ قابل ذکر ہیں۔ آپ کی وفات ذی الحجہ کے آخر ۱۰۶ھ میں ہوئی۔

فَخَرَجُوا وَخَرَجَ إِلَى صَلَاةِ الظُّهْرِ، فَجَلَسَ فِي مَجْلِسِهِ الَّذِي كَانَ يَجْلِسُ فِيهِ، فَلَمَّا صَلَّى الْوَالِي بَعَثَ إِلَيْهِ، فَأَتَى بِهِ، فَقَالَ: إِنَّ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ كَتَبَ يَأْمُرُنَا أَنْ لَمْ تَبَايَعْ صَرَبَنَا عَنْقُكَ، قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ بَيْعَتَيْنِ، فَلَمَّا رَأَاهُ لَمْ يَجِبْ أَخْرَجَ إِلَى السُّدَّةِ فَمَدَّتْ عَنْقَهُ وَسَلَّتِ السُّيُوفُ، فَلَمَّا رَأَاهُ قَدْ مَضَى أَمْرُهُ فَجُرَّدَ، فَإِذَا عَلَيْهِ ثِيَابُ شَعْرٍ، فَقَالَ لَوْ عَلِمْتَ ذَلِكَ مَا اشْتَهَرْتَ بِهَذَا الشَّانِ، فَضْرَبَهُ خَمْسِينَ سَوْطًا، ثُمَّ طَافَ بِهِ أَسْوَاقَ الْمَدِينَةِ، فَلَمَّا رَدُّوهُ وَالنَّاسُ مُنْصَرِفُونَ مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ قَالَ: إِنَّ هَذِهِ لَوُجُوهٌ مَا نَظَرْتُ إِلَيْهَا مِنْذُ أَرْبَعِينَ سَنَةٍ، وَمَنْعُوا النَّاسَ أَنْ يُجَالِسُوهُ، فَكَانَ مِنْ وَرَعِهِ إِذَا جَاءَ إِلَيْهِ أَحَدٌ يَقُولُ لَهُ: قُمْ مِنْ عِنْدِي، كَرَاهِيَةً أَنْ يُضْرَبَ بِسَبَبِهِ.

چنانچہ وہ باہر چلے گئے اور یہ بھی نمازِ ظہر کے لئے باہر تشریف لے گئے، پھر اپنی اس مجلس میں بیٹھے جس میں ہمیشہ بیٹھتے تھے، جب گورنر نے نماز پڑھ لی تو ان کی جانب آدمی بھیجا آپ گورنر کے پاس لائے گئے، گورنر نے کہا: امیر المؤمنین نے ہمیں لکھا ہے اور حکم دیا ہے کہ اگر آپ بیعت نہ کریں تو ہم آپ کی گردن اڑا دیں، آپ نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ نے دو بیعتیں کرنے سے منع فرمایا ہے۔ جب گورنر نے دیکھ لیا کہ آپ ان کی بات قبول کرنے کو تیار نہیں ہیں تو آپ کو دروازے کی طرف دھکیل دیا، آپ کی گردن کو کھینچا گیا اور تلواریں سونت لی گئیں، گورنر نے جب دیکھا کہ آپ اس پر راضی ہیں تو اس نے آپ کے کپڑے اتارنے کا حکم دیا (جب اتار لئے گئے تو) آپ کے اوپر صرف بالوں کا لباس رہ گیا، پھر آپ سے گورنر نے کہا اگر آپ اسکو جان لیتے تو آپکو اس انداز سے مشہور نہ کیا جاتا۔ اس نے آپ کو پچاس کوڑے مارے، اس کے بعد آپکو مدینہ کے بازاروں میں گھمایا گیا چنانچہ جب آپ کو واپس لایا گیا تو لوگ عصر کی نماز پڑھ کر گھروں کو واپس جا رہے تھے، ان کو دیکھ کر آپ نے فرمایا کہ یہ وہ چہرے ہیں جنہیں میں نے عرصہ چالیس سال سے نہیں دیکھا (کیونکہ صف اول میں تکبیر اولیٰ کے ساتھ نماز پڑھتے تھے اسلئے پیچھے والوں کو کبھی دیکھا بھی نہ تھا اسی کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں) آپ نے لوگوں کو اپنے ساتھ بیٹھنے سے منع فرما دیا اور آپ کے تقویٰ کا عالم یہ تھا کہ اگر کوئی آپ کے پاس آکر بیٹھ جاتا تو آپ اسے فرماتے کہ میرے پاس سے اٹھ کر چلے جاؤ کیونکہ وہ اس بات کو ناپسند سمجھتے تھے کہ میری وجہ سے اسے مارا جائے۔

السدة: دروازہ، برآمدہ، بیٹھنے کی جگہ جیسے منبر، ناک کی بیماری جس کی وجہ سے

سائیں لینا مشکل ہو [جمع] سُود۔

قَالَ مَالِكٌ ۞: بَلَّغْنِي أَنَّ سَعِيدَ بْنِ الْمُسَيْبِ كَانَ يَلْزِمُ مَكَانًا مِنَ الْمَسْجِدِ لَا يُصَلِّي مِنَ الْمَسْجِدِ فِي غَيْرِهِ، وَإِنَّهُ لَيَأْتِي صَنَعَ بِهِ عَبْدُ الْمَلِكِ مَاصِنَعًا، قِيلَ لَهُ أَنْ يَتْرَكَ الصَّلَاةَ فِيهِ، فَأَبَى إِلَّا أَنْ يُصَلِّيَ فِيهِ.

امام مالک ۞ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ خبر پہنچی کہ سعید بن المسیب نے مسجد کے ایک حصے کو لازم پکڑ رکھا تھا اور وہ مسجد کے اس حصے کے علاوہ کسی دوسرے حصے میں نماز نہ پڑھتے تھے اور یہ وہ راتیں تھیں جن میں عبد الملک نے آپ کے ساتھ جو معاملہ کیا وہ کیا آپ سے کہا گیا کہ اس جگہ نماز پڑھنا چھوڑ دیں لیکن آپ انکار کر دیا اور اسی جگہ نماز ادا کرتے رہے۔

وَكَانَ يَقُولُ: لَا تَمْلُؤُوا أَعْيُنَكُمْ مِنْ أَعْوَانِ الظُّلْمَةِ إِلَّا بِانْكَارٍ مِنْ قُلُوبِكُمْ، لِكُنِيَ لَا تَحْبَطُ أَعْمَالُكُمْ، وَقِيلَ لَهُ، وَقَدْ نَزَلَ الْمَاءُ فِي عَيْنِهِ. أَلَا تَقْدَحُ عَيْنَكَ؟ قَالَ: لَا حَتَّىٰ عَلَىٰ مَنْ أَفْتَحَهَا.

آپ فرماتے تھے کہ ظلم کے مددگاروں سے اپنی آنکھیں نہ بھرو مگر یہ کہ اپنے دلوں کے انکار کیساتھ تاکہ تمہارے اعمال ضائع نہ ہوں۔ جب آپ کی آنکھوں میں پانی اترتا ہوا تھا آپ سے عرض کیا گیا آپ اپنی آنکھ میں اترتا ہوا پانی نہیں نکالتے؟ آپ نے فرمایا نہیں، یہاں تک (کہ میں اس ذات کے پاس پہنچ جاؤں) جس نے اس کو کھولا تھا۔

تَقْدَحُ: تَدْرَحُ (ف) قَدْ خَالَصَ نَكَالًا، كَمَا يُقَالُ [قَدَحَ الشَّيْءُ] كَسِيَ حِيزًا كَوَچُلُو مِیں لَیْنَا [قَدَحَ الطَّبِيبُ الْعَيْنَ] طَبِيبٌ كَأَنَّكَ كَے اَنْدَر اَتْرَا ہوا پانی نَكَالًا (تَفْعِيل) تَقْدَحُ كَاد بَلَا كَرْنَا وَكَانَتْ وَلَا دَتَهُ لِسَنَتَيْنِ مَضَتَا مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ ۞، وَكَانَ فِي خِلَافَةِ عُثْمَانَ ۞ رَجُلًا، وَتُوَفِّيَ بِالْمَدِينَةِ سَنَةً إِحْدَى، وَقِيلَ: اِثْنَتَيْنِ، وَقِيلَ ثَلَاثَ، وَقِيلَ: أَرْبَعَ، وَقِيلَ: خَمْسَ، وَتَسْعِينَ لِلْهَجْرَةِ وَقِيلَ: إِنَّهُ تُوَفِّيَ سَنَةً خَمْسِينَ وَمِائَةً. وَاللَّهُ أَعْلَمُ.

آپ کی ولادت حضرت عمرؓ کی خلافت کے دو سال گزرنے کے بعد ہوئی، آپ حضرت عثمانؓ کے دورِ خلافت میں جوان ہو گئے تھے اور آپ کی وفات مختلف قولوں کے مطابق اکیانوے، بیانوے، ترانوے، چورانوے اور پچانوے ہجری میں ہوئی اور ایک قول کے مطابق ایک سو پانچ ۵۰ھ میں ہوئی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

## النُّبُوَّةُ الْمُحَمَّدِيَّةُ وَأَيَاتُهَا (لابن تیمیہ)

وَسِيرَةُ الرَّسُولِ ﷺ مِنْ آيَاتِهِ، وَأَخْلَاقُهُ وَأَقْوَالُهُ وَأَفْعَالُهُ وَشَرِيعَتُهُ مِنْ آيَاتِهِ، وَأُمَمُهُ مِنْ آيَاتِهِ، وَعِلْمُ أُمَّتِهِ وَدِينُهُمْ مِنْ آيَاتِهِ، وَكَرَامَاتُ صَالِحِ أُمَّتِهِ مِنْ آيَاتِهِ.

نبوت محمدیہ ﷺ اور اس کی نشانیاں

آنحضرت ﷺ کی سوانح عمری، آپ ﷺ کے اخلاق، اقوال، افعال، شریعت مقدسہ، آپ ﷺ کی امت، اس کا علم، دین اور آپ ﷺ کی امت کے نیکوکاروں کی کرامات آپ ﷺ کی (نبوت کے سچے ہونے کی) علامات میں سے ہیں۔

وَذَلِكَ يَظْهَرُ بِتَدْبِيرِ سِيرَتِهِ مِنْ حِينَ وَلِدَ إِلَى أَنْ بُعِثَ، وَمِنْ حِينَ بُعِثَ إِلَى أَنْ مَاتَ، وَتَدْبِيرِ نَسَبِهِ وَبَلَدِهِ وَأَصْلِهِ وَقَصْلِهِ فَإِنَّهُ كَانَ مِنْ أَشْرَفِ أَهْلِ الْأَرْضِ نَسَبًا مِنْ صَمِيمِ سُلَالَةِ إِبْرَاهِيمَ الَّذِي جَعَلَ اللَّهُ فِي ذُرِّيَّتِهِ النَّبُوَّةَ وَالْكِتَابَ فَلَمْ يَأْتِ نَبِيٌّ مِنْ بَعْدِ إِبْرَاهِيمَ إِلَّا مِنْ ذُرِّيَّتِهِ، وَجَعَلَ لَهُ ابْنَيْنِ إِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَذَكَرَ فِي التَّوْرَةِ هَذَا وَهَذَا، وَيَشْرَفُ فِي التَّوْرَةِ بِمَا يَكُونُ مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ وَلَمْ يَكُنْ فِي وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ مَنْ ظَهَرَ فِيمَا بَشَّرَتْ بِهِ النَّبُوَّةُ اثْنًا غَيْرُهُ، وَدَعَا إِبْرَاهِيمَ لِذُرِّيَّتِهِ إِسْمَاعِيلَ بِأَنْ يَبْعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ، ثُمَّ مِنْ قُرَيْشٍ صَفْوَةَ بَنِي إِبْرَاهِيمَ، ثُمَّ مِنْ بَنِي هَاشِمٍ صَفْوَةَ قُرَيْشٍ وَمِنْ مَكَّةَ أُمُّ الْقُرَى، وَبَلَدُ الْبَيْتِ الَّذِي بَنَاهُ إِبْرَاهِيمَ وَدَعَا النَّاسَ إِلَى حَجِّهِ وَلَمْ يَزَلْ مَحْجُوجًا مِنْ عَهْدِ إِبْرَاهِيمَ مَذْكُورًا فِي كُتُبِ الْأَنْبِيَاءِ بِأَحْسَنِ وَصْفٍ.

(۱) شیخ الاسلام احمد بن عبدالحلیم بن عبد السلام بن عبد اللہ بن ابی القاسم بن تیمیہ الحرامی ثم الدمشقی لیکن ابن تیمیہ کے نام سے زیادہ مشہور ہیں، آپ کی پیدائش ۱۲۶۱ھ رجب الاول ۶۶۱ھ میں ہوئی، آپ کے والد آپ کو ۶۶۷ھ میں حرن سے دمشق لیکر منتقل ہو گئے، آپ نے عبد اللہ المذہب، قاسم اربلی، مسلم بن علان اور ابن ابی عمر سے سماعت حدیث کی ساتھ ساتھ آپ خود بھی پڑھتے رہے اپنے علوم میں اتنی بھارت حاصل کی کہ متفقہ فی الدین ہو گئے، صحیح غلط میں اس طرح تمیز کی کہ اپنے ہم عصروں پر فائق ہو گئے فراغت کے بعد تدیس، افتاء اور تصنیف میں مشغول ہو گئے۔ آپ غیر معمولی قوت حافظہ کے مالک تھے مسائل میں سرعت احتضار، معقولی و عقلی علوم میں وسعت اور سلف و خلف کے مذہب پر اتنا عبور رکھتے تھے کہ آپ پر تعجب ہوتا تھا، آپ کی زندگی عجیب و غریب حالات سے بھر پور ہے، چند مسائل میں آپ کا تفرّد آپ پر بھاری گزرا جسکی وجہ سے زندگی کا ایک بڑا حصہ کال کوٹھڑوں میں گزارا لیکن وہاں بھی تصنیف کا کام جاری رکھا، قلم ختم ہوا تو کوند سے کام چلایا کاغذ ختم ہوا تو جیل کی دیواروں کو بھر دیا واقعی آپ علم کا بحر بے کنار تھے آپ کے شاگردوں میں سے جس نے سب سے زیادہ شہرت پائی ہے وہ "حافظ ابن قیم" ہیں آپ کے مکمل حالات تاریخ دعوت و عزیمت میں حضرت مرتب نے بڑی ربط و تفصیل کے ساتھ پوری ایک جلد میں لکھے ہیں وہاں دیکھے جاسکتے ہیں۔ پیر کی رات ۲۰ ذوالقعدة ۷۲۸ھ کو آپ کی روح نقض عصری سے پرواز کر گئی۔

آپ ﷺ کی پیدائش سے بعثت تک، بعثت سے وفات مبارکہ تک کی تمام حیات مبارکہ، آپ ﷺ کے نسب، شہر، اصول اور فروع میں غور و فکر کرنے سے یہ سب کچھ ظاہر ہو جاتا ہے کیونکہ آپ ﷺ زمین والوں میں سے خالص ابراہیم علیہ السلام کی نسل میں سے ہونے کی بناء پر کہ جنکی اولاد میں اللہ تعالیٰ نے کتاب اور نبوت و دینیت فرمائی انتہائی اعلیٰ نسب کے مالک تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد جو بھی نبی آیا تو وہ آپ ﷺ ہی کی اولاد میں سے آیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دو بیٹے اسماعیل اور اسحاق علیہما السلام عطا فرمائے اور تورات میں ان دونوں کا تذکرہ فرمایا، توراۃ میں اس کی بھی خوشخبری تھی جو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ہوگا اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے حضور ﷺ کے علاوہ اور کوئی ایسا نہیں جو ان پیشین گوئیوں کا مصداق بن کر ظاہر ہوا ہو۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد کیلئے دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ انہی میں سے پھر حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد کے عمدہ قبیلہ قریش میں سے پھر قریش کے اعلیٰ قبیلہ بنو ہشام میں سے اور شہر میں سے ام القریٰ میں سے اور اس (مبارک) گھر کے شہر میں سے جس کو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بنایا اور تمام لوگوں کو اس کے حج کرنے کی دعوت دی اور وہ گھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دور سے آج تک برابر حج کرنے کی جگہ رہا اور انبیاء کی کتب میں بڑے اچھے اوصاف کیساتھ اس کا تذکرہ کیا گیا ہے، ایک پیغمبر مبعوث فرمائے۔

**صمیم:** خالص۔ صمم (ن) صمّا بند کرنا، باندھنا۔ سلالۃ: نسل اور ولد، خلاصہ کسی چیز سے نکالا ہوا۔ سلل (ن) سَلَّ آہستہ آہستہ نکالنا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۲۰۵ پر ہے۔  
**بشیر:** بشر (تفعیل) تبشیر خوشخبری دینا، خوش کرنا (ن) بشّر اچھیل دینا (س، ض) بشّر خوش ہونا (إفعال) ابشار خوش ہونا، خوشخبری دینا (مفاعله) مباشرۃ کسی کام کو خود کرنا، جماع کرنا۔  
**صَفْوَة:** عمدہ اور خالص۔ صفو (ن) صَفَّوْا، صَفَّاء صاف ہونا (تفعیل) تصفیۃ صاف ستھرا ہونا (إفعال) إصفاء خالص محبت کرنا۔

وَكَانَ مِنَ أَكْمَلِ النَّاسِ تَرْبِيَةً وَنَشَاطَةً، وَلَمْ يَزَلْ مَعْرُوفًا بِالصَّدَقِ وَالْبِرِّ وَالْعَدْلِ وَمَكَارِمِ الْأَخْلَاقِ وَتَرْكِبِ الْفَوَاحِشِ وَالظُّلْمِ وَكُلِّ صِنْفٍ مَذْمُومٍ، مَشْهُودًا لَهُ بِذَلِكَ عِنْدَ جَمِيعٍ مَنْ يَعْرِفُهُ قَبْلَ النُّبُوَّةِ وَمِمَّنْ آمَنَ بِهِ وَكَفَرَ بَعْدَ النُّبُوَّةِ، لَا يَعْرِفُ لَهُ شَيْءٌ يُعَابُ بِهِ لَا فِي أَقْوَالِهِ وَلَا فِي أَفْعَالِهِ وَلَا فِي أَخْلَاقِهِ وَلَا جَرَتْ عَلَيْهِ سَدَبَةٌ قَطُّ وَلَا ظُلْمٌ وَلَا فَاحِشَةٌ.

اور آپ ﷺ تمام لوگوں میں تربیت اور پرورش کے اعتبار سے کامل و مکمل تھے۔ آپ ﷺ سچائی، نیکی، انصاف اور اچھے اخلاق کو (اختیار) کرنے، بے حیائی کے کاموں، ظلم اور ہر قسم کی برائی سے اجتناب کرنے میں مشہور تھے۔ آپ ﷺ کے ان اوصاف کے لئے ہر وہ شخص گواہ ہے جو آپ ﷺ کو نبوت سے پہلے جانتا تھا اور وہ بھی جو آپ ﷺ پر ایمان لایا اور وہ بھی جس نے نبوت کے بعد کفر کیا۔ آپ ﷺ کے اقوال، افعال اور اخلاق میں کوئی ایسی چیز نہیں پائی جاتی جس کی وجہ سے آپ پر عیب لگایا جائے اور آپ ﷺ کی زبان مبارک پر کبھی جھوٹ جاری ہوا اور نہ ہی کبھی ظلم اور برائی، آپ ﷺ سے صادر ہوئی۔

مکارم الاخلاق: [مفرد] المَکْرَمَ عَمَدَ، فیاض، شریف۔ کرم (ک) گزما عزیز و نفیس ہونا، فیاض ہونا (ن) گزما کرم میں غالب ہونا (اِفعال) اِکْرَمْنَا کریم اولاد والا ہونا (تفعیل) تکریمنا تعظیم کرنا۔ الاخلاق: [مفرد] الخلق طبعی خصلت، مروت، عادت۔

وَكَانَ خُلُقُهُ وَصُورَتُهُ مِنْ أَكْمَلِ الصُّورِ وَأَتَمِّهَا وَأَجْمَعِهَا لِلْمَحَاسِنِ الدَّالَّةِ عَلَى كَمَالِهِ، وَكَانَ أَمِيًّا مِنْ قَوْمٍ أَمِيِّينَ لَا يَعْرِفُ لَا هُوَ وَلَا هُمْ مَا يَعْرِفُهُ أَهْلُ الْكِتَابِ التَّوْرَةِ وَالْإِنْجِيلِ، وَلَمْ يَقْرَأْ شَيْئًا مِنْ غُلُومِ النَّاسِ وَلَا جَالَسَ أَهْلَهَا وَلَمْ يَدَّعِ نُبُوَّةَ إِلَى أَنْ أَكْمَلَ اللَّهُ لَهُ أَرْبَعِينَ سَنَةً، فَاتَى بِأَمْرٍ هُوَ أَعْجَبُ الْأُمُورِ وَأَعْظَمُهَا وَبِكَلَامٍ لَمْ يَسْمَعْ الْأَوَّلُونَ وَالْآخِرُونَ بِنَظِيرِهِ وَأَخْبَرَنَا بِأَمْرٍ لَمْ يَكُنْ فِي بَلَدِهِ وَقَوْمِهِ مَنْ يَعْرِفُ مِثْلَهُ، وَلَمْ يَعْرِفْ قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ لِأَفَى مُصْرَ مِنَ الْأَمْصَارِ وَلَا فَى عَصْرٍ مِنَ الْأَعْصَارِ مَنْ أَتَى بِهِ مَا أَتَى بِهِ وَلَا مَنْ ظَهَرَ كَظْهُورِهِ وَلَا مَنْ أَتَى مِنَ الْعَجَائِبِ وَالْآيَاتِ بِمِثْلِ مَا أَتَى بِهِ وَلَا مَنْ دَعَا إِلَى شَرِيْعَةٍ أَكْمَلَ مِنْ شَرِيْعَتِهِ وَلَا مَنْ ظَهَرَ دِينُهُ عَلَى الْأَدْيَانِ كُلِّهَا بِالْعِلْمِ وَالْحُجَّةِ وَالْيَدِ وَالْقُوَّةِ كَظْهُورِهِ،

آپ ﷺ کی خلقت و علیہ مبارکہ کامل و مکمل صورتوں میں سے تھے اور ان تمام

خوبیوں کے جامع تھے جو ان کے کمال پر دلالت کرنے والی ہیں، آپ ﷺ ان پڑھ قوم میں سے ایک امی تھے۔ اہل کتاب یعنی تورات و انجیل والے جو کچھ جانتے تھے اس کو آپ ﷺ جانتے تھے اور نہ ہی آپ کی قوم جانتی تھی۔ آپ ﷺ نے لوگوں کے علوم میں سے کچھ پڑھا اور نہ ہی ان علم والوں کی مجلس اختیار کی۔ آپ ﷺ نے اس وقت تک نبوت کا دعویٰ نہیں کیا جب تک اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی عمر چالیس سال پوری نہ کر دی۔ آپ ﷺ ایسی چیز لائے جو تمام امور میں انتہائی عجیب اور انتہائی عظیم تھی اور ایسا کلام لائے جس کی نظیر پہلے لوگوں میں

سے کسی نے سنی اور نہ بعد والوں میں سے کسی نے سنی اور ہمیں ایسی بات کی خبر دی جسکو آپ ﷺ کے شہر اور قوم میں کوئی بھی ایسا شخص نہیں تھا جو جانتا ہو، شہروں میں سے کسی شہر میں اور زمانوں میں سے کسی زمانہ میں ایسا کوئی شخص نہیں ملتا، نہ آپ ﷺ سے پہلے اور نہ بعد میں، جو اس جیسا امر لایا ہو جیسا آپ ﷺ لائے، نہ ہی کوئی آپ ﷺ جیسا غلبہ حاصل کر سکا، ایسا بھی کوئی نہیں ملتا جو آپ ﷺ کے عجائب اور علامات کی طرح کوئی عجیب شے یا علامت لایا ہو، نہ ہی کوئی ایسا شخص ملتا ہے جس نے ایسی شریعت کی دعوت دی ہو جو کہ آپ ﷺ کی شریعت سے زیادہ کامل ہو اور نہ ہی کوئی ایسا شخص ملتا ہے جس کا دین، علم و دلیل اور قبضہ و قوت کیسا تھا آپ ﷺ کے دین کی طرح غالب آیا ہو۔

ثُمَّ إِنَّهُ اتَّبَعَهُ أَتْبَاعُ الْأَنْبِيَاءِ وَهُمْ ضِعْفَاءُ النَّاسِ، وَكَذَّبَهُ أَهْلُ الرِّئَاسَةِ وَعَادَوْهُ وَسَعَوْا فِي هَلَاكِهِ وَهَلَكَ مَنْ اتَّبَعَهُ بِكُلِّ طَرِيقٍ كَمَا كَانَ الْكَفَّارُ يَفْعَلُونَ بِالْأَنْبِيَاءِ وَاتَّبَاعِهِمْ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُ لَمْ يَتَّبِعُوهُ لِرَغْبَةٍ وَلَا لِرَهْبَةٍ فَإِنَّهُ لَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ مَالٌ يُعْطِيهِمْ وَلَا جِهَاتٌ يُؤْتِيهِمْ إِيَّاهَا، وَلَا كَانَ لَهُ سَيْفٌ بَلْ كَانَ السَّيْفُ وَالْمَالُ وَالْجَاهُ مَعَ أَعْدَائِهِ وَقَدْ آذَوْا اتَّبَاعَهُ بِأَنْوَاعِ الْأَذَى وَهُمْ صَابِرُونَ مُحْتَسِبُونَ لَا يَزِرْتَدُّونَ عَنْ دِينِهِمْ لِمَا خَالَطَ قُلُوبُهُمْ مِنْ حِلَاوَةِ الْإِيمَانِ وَالْمَعْرِفَةِ

پھر آپ ﷺ کی پیروی انہی لوگوں نے کی جو انبیاء علیہم السلام کی پیروی کرتے تھے اور وہ لوگوں میں سے کم حیثیت والے لوگ تھے، سرداروں نے آپ ﷺ کی تکذیب کی آپ ﷺ سے عداوت رکھی، آپ ﷺ اور آپ کے متبعین کو ہر طرح سے ہلاک کرنے کی اسی طرح کوشش کی جیسا کہ کفار، انبیاء سابقین اور ان کے پیروکاروں کیساتھ کیا کرتے تھے۔ جن لوگوں نے آپ ﷺ کی پیروی کی انہوں نے کسی (دینی) حرص یا خوف کی بناء پر نہیں کی اس لئے کہ آپ ﷺ کے پاس کوئی مال تھا کہ ان کو دیتے اور نہ ہی کوئی عہدے تھے کہ ان کا حاکم بناتے اور نہ ہی آپ ﷺ کے پاس تلوار (زور) تھی بلکہ تلوار، مال اور عہدہ تو آپ ﷺ کے دشمنوں کے پاس تھے، ان دشمنوں نے آپ ﷺ کے متبعین کو مختلف قسم کی تکلیفیں پہنچائیں اور وہ متبعین صبر کرنے والے اور اجر کی امید رکھنے والے تھے ان کے دلوں کو جو ایمان اور معرفت کی حلاوت حاصل ہو گئی تھی اس کی وجہ سے وہ اپنے دین سے مرتد نہیں ہوئے تھے۔

الرِّئَاسَةُ: رَأْسُ (ک، ض) رِئَاسَةٌ رَئِيسٌ ہونا (ف) رَأْسًا سر پر زخم لگنا (تفعلیل) ترنیمسا سردار بنانا (افعال) ارتنسا گردن پکڑ کر زمین میں جھکا دینا۔ عَادُوهُ: عَدُو (مفاعله)

معاذۃ دشمن ہونا، جھگڑا کرنا (ن) عُدُوْا، عَدُوًّا دُوْرْنَا، ظلم کرنا (س) عُدُوْا بِنُصْرَتِ رُكْحَانَا (إِ فَعَال)  
 اِ عِدَاءُ اِدُوْرُنِي كَيْلِيْ اِ كَسَانَا، تقویت پہنچانا (تفعیل) تعديۃ چھوٹ دینا، پھیر لینا (افعال)  
 اعتماد، اتجاوز کرنا۔ الجاہ: بلندی مرتبہ، قدر شرف۔ جوہ (إِ فَعَال) اِ جَاهَةُ (تفعیل) تجوہھا  
 صاحب مرتبہ بنانا (ن) اِ جَاهَا پُشِ اَنَا۔ محتسبون: حسب (افعال) احتساباً ثواب کی امید  
 رکھنا، آزمائش کرنا (ن) حَسْبَا، حِسَابًا شمار کرنا (س، ح) حَسْبَانَا گمان کرنا (ک) حَسْبَا شَرِيف  
 الاصل ہونا (تفعیل) تحسباً تکیہ دینا، کفنا کردن کرنا۔ لایر تدون: رود (افعال) ارتداد،  
 دین سے پھر جانا، واپس کرنا بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۸۱ پر ہے۔

وَكَانَتْ مَكَّةُ يُحْجُّهَا الْعَرَبُ مِنْ عَهْدِ اِبْرَاهِيْمَ فَتَجْتَمِعُ فِي الْمَوْسِمِ  
 قَبَائِلُ الْعَرَبِ فَيَخْرُجُ اِلَيْهِمْ يُلْغِيهِمُ الرِّسَالَةَ وَيَدْعُوهُمْ اِلَى اللّٰهِ صَابِرًا عَلٰى مَا  
 يَلْقَاہُ مِنْ تَكْذِيبِ الْمُكْذِبِ وَجَفَاءِ الْجَافِيْ وَاعْرَاضِ الْمُعْرِضِ اِلٰى اَنْ اجْتَمَعَ  
 بِاَهْلِ يَثْرِبَ وَكَانُوا جِيرَانِ الْيَهُودِ ، قَدْ سَمِعُوا اَخْبَارَهُ مِنْهُمْ وَعَرَفُوْهُ فَلَمَّا  
 دَعَاهُمْ عَلِمُوا اَنَّهُ النَّبِيُّ الْمُنْتَظَرُ الَّذِي تُخْبِرُهُمْ بِهِ الْيَهُودُ، وَكَانُوا قَدْ سَمِعُوا  
 مِنْ اَخْبَارِهِ مَا عَرَفُوا بِهِ مَكَانَتَهُ فَاِنْ اَمْرُهُ كَانَ قَدْ اَنْتَشَرَ وَظَهَرَ فِیْ بَضْعِ عَشْرَةِ  
 سَنَةٍ فَاَمْنُوْا بِهِ وَتَابَعُوْهُ عَلٰى هِجْرَتِهِ وَهَجْرَةِ اَصْحَابِهِ اِلٰى بَلَدِهِمْ وَعَلٰى الْجِهَادِ  
 مَعَهُ، فَهَاجَرَهُوْ وَمَنْ اَتْبَعَهُ اِلٰى الْمَدِيْنَةِ وَبَهَا الْمُهَاجِرُوْنَ وَالْاَنْصَارُ لَيْسَ فِيْهِمْ  
 مَنْ اَمَّنْ بِرَغْبَةٍ ذُنُوْبِيَّةٍ وَلَا بِرَهْبَةٍ اِلَّا قَلِيْلًا مِنَ الْاَنْصَارِ اَسْلَمُوْا فِی الظَّاهِرِ ثُمَّ  
 حَسَنَ اِسْلَامَ بَعْضُهُمْ، ثُمَّ اَذِنَ لَهُ فِی الْجِهَادِ ثُمَّ اَمْرُهُ وَلَمْ يَزَلْ قَائِمًا بِاَمْرِ اللّٰهِ  
 عَلٰى اَكْمَلِ طَرِيْقَةٍ وَاَتَمَّهَا مِنَ الصَّدَقِ وَالْعَدْلِ وَالْوَفَاءِ، لَا يُحْفَظُ لَهُ كَذِبَةٌ وَاحِدَةٌ  
 وَلَا ظُلْمٌ لِاَحَدٍ، وَلَا غَدْرٌ بِاَحَدٍ بَلْ كَانَ اَصْدَقَ النَّاسِ، وَاعْدَلَهُمْ وَأَوْفَاهُمْ بِالْعَهْدِ  
 مَعَ اِخْتِلَافِ الْاُخْوَالِ عَلَيْهِ مِنْ حَرْبٍ وَسِلْمٍ، وَآمَنَ وَخَوَّفَ، وَغَنَى وَفَقَرَ، وَقَلَّةٌ  
 وَكَثْرَةٌ، وَظُهُورُهُ عَلٰى الْعُدُوِّ تَارَةً، وَظُهُورُ الْعُدُوِّ عَلَيْهِ تَارَةً، وَهُوَ عَلٰى ذَلِكَ كُلِّهِ  
 مُلَازِمٌ، لَا تُكْمَلُ الطَّرِيقُ وَاتَمَّتْهَا، حَتّٰى ظَهَرَتِ الدَّعْوَةُ فِیْ جَمِيعِ اَرْضِ الْعَرَبِ  
 اَلَّتِيْ كَانَتْ مَمْلُوْءَةً مِنْ عِبَادَةِ الْاَوْثَانِ وَمِنْ اَخْبَارِ الْكُفَّانِ، وَطَاعَةِ الْمَخْلُوْقِ  
 فِی الْكُفْرِ بِالْخَالِقِ، وَسَفْكِ الدِّمَاءِ الْمُحَرَّمَةِ، وَقَطِيعَةِ الْاَرْحَامِ، لَا يَعْرِفُوْنَ  
 اٰخِرَةَ وَلَا مَعَادَا، فَصَارُوا اَعْلَمَ اَهْلِ الْاَرْضِ، وَاَذْيَنَهُمْ وَأَعْدَلَهُمْ، وَأَفْضَلَهُمْ  
 حَتّٰى اَنَّ النَّصَارَى لَمَّا رَأَوْهُمْ حِيْنَ قَدِمُوا الشَّامَ قَالُوْا مَا كَانَ الْيَدِيْنَ صَحْبُوا



الْمَسِيحَ بِأَفْضَلٍ مِنْ هَؤُلَاءِ .

عرب ابراہیم علیہ السلام کے زمانے سے مکہ کا حج کیا کرتے تھے چنانچہ موسم حج میں عرب کے قبائل جمع ہوتے تو آپ ﷺ ان کے پاس جا کر ان کو اپنی نبوت (کا پیغام) پہنچاتے ان کو اللہ کی طرف دعوت دیتے، اس میں آپ کو جھٹلانے والے کے جھٹلانے سے، بد اخلاق کی پیدائشی سے اور اعراض کرنے والے کے اعراض سے جو تکلیف پہنچتی اس پر صبر فرماتے تھے حتیٰ کہ اہل یثرب (مدینہ والے) جمع ہو گئے، وہ یہود کے پڑوس میں رہتے تھے اور ان ہی سے (نبی آخر الزمان کی) خبریں سن چکے تھے انہوں نے آپ ﷺ کو پہچان لیا جب آپ ﷺ نے ان کو دعوت دی تو انہوں نے یقین کر لیا کہ یہی وہ نبی منتظر ہیں جن کی یہود خبر دیتے ہیں۔ انہوں نے آپ ﷺ کے متعلق ایسی خبریں سن رکھی تھیں کہ جن کی مدد سے آپ ﷺ کے رتبے کو پہچان لیا کیونکہ آپ ﷺ کے معاملہ (نبی بنائے جانے) کو دس سے کچھ اوپر سال ہو چکے تھے جس کی وجہ سے وہ شائع ذائع ہو چکا تھا۔ اہل مدینہ آپ ﷺ پر ایمان لائے اور انہوں نے آپ ﷺ اور آپ کے اصحاب ﷺ کی ہجرت اپنے شہر کی طرف کرنے اور آپ ﷺ کیساتھ مل کر جہاد کرنے پر اتفاق رائے کیا تو آپ ﷺ اور آپ کے تبعین ﷺ نے مدینہ کی طرف ہجرت کی وہ اسی وجہ سے مہاجرین بنے۔ انصار میں سے کوئی ایسا شخص نہیں جو کسی دنیوی رغبت کی وجہ سے یا کسی ڈر کی وجہ سے اسلام لایا ہو، ہاں بعض انصار ظاہراً (خوف وغیرہ کی وجہ سے) اسلام لائے پھر ان کا ناقص اسلام بھی بہتر ہو گیا۔ آپ ﷺ کو جہاد کی اجازت دی گئی پھر اسکے بعد اس (کی فرضیت) کا حکم کیا گیا۔ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے حکم یعنی سچائی، انصاف اور وفاداری جیسی چیزوں پر ہمیشہ اکمل اور اتم طریقے سے قائم رہے، آپ ﷺ کے بارے میں کسی قسم کا جھوٹ محفوظ ہے اور نہ کسی پر ظلم کرنا اور کسی کو دھوکہ دینا محفوظ ہے بلکہ آپ ﷺ تو تمام لوگوں میں سب سے زیادہ سچے، سب سے زیادہ عادل اور سب سے زیادہ وعدہ پورا کرنے والے تھے باوجود اسکے کہ آپ ﷺ پر مختلف احوال آتے رہے کبھی جنگ اور کبھی صلح، کبھی امن اور کبھی خوف، کبھی تو ٹنگری اور کبھی تنگدستی، کبھی افراد کم اور کبھی زیادہ اور کبھی دشمن پر آپ کا غالب آنا اور کبھی دشمن کا آپ پر غالب آنا، اس سب کے باوجود آپ ﷺ کامل و مکمل طریق سے وابستہ رہے حتیٰ کہ دعوت اسلام اس تمام سر زمین عرب پر چھا گئی جو بتوں کی عبادت سے، کاهنوں کی خبروں سے، مخلوق کی اطاعت کر کے خالق کے ساتھ کفر کرنے سے، قابل احترام خون بہانے سے اور قطع رحمی سے بھری ہوئی تھی، وہ آخرت کو جاننے تھے نہ معاد کو۔ وہ (اس دعوت کے نتیجے میں)

اہل زمین کے تمام افراد سے زیادہ علم والے، تمام سے زیادہ دیانت دار، عادل اور سب سے زیادہ فضیلت والے بن گئے یہاں تک جب یہ حضرات شام آئے تو نصرانیوں نے ان کو دیکھ کر کہا ”جو لوگ حضرت عیسیٰ مسیح (علیہ السلام) کیساتھ تھے وہ ان حضرات سے افضل نہ تھے“

**جفاء:** بھٹو (ن) بھٹو، بھٹو ابد سلوکی سے پیش آنا، اعراض کرنا۔ بھٹاء ڈاکہ جگہ

نہ بٹھرنا (إفعال) إجفاء اٹھکا دینا جیسا ان: [مفرد] الجار پڑوسی، پناہ دینے والا۔ جور (مفاعله) مجاورۃ پڑوس میں رہنا (إفعال) إجارۃ پناہ دینا (ن) بھڑو اظلم کرنا، ہٹ جانا۔ **الأوشان:** [مفرد] الوشن بت۔ **الکھان:** [مفرد] الکھن غیب دانی کا مدعی۔ کھن (ف، ن) گھائی (تفعیل) تگھنا غیب کی باتیں بتانا (ک) گھائی کا بن ہونا۔ **سفک:** سفک (ض) سفکا بہانا (انفعال) انسفا کا کرنا، بہنا۔ **السفک:** وہ چیز جو مہمان کے سامنے کھانے سے پہلے دل کے بہلاوے اور وقت گزاری کیلئے پیش کی جائے۔ **قطیعة:** قطع (ف) قطعاً، قطیعة رشتہ داروں سے جدائی اختیار کرنا۔ قطعاً چھوڑ دینا۔ قطعاً عبور کرنا (س) قطعاً جدا ہونا (تفعیل) تقطیعاً ٹکڑے ٹکڑے کرنا (إفعال) إقطاعاً جواب ہونا۔ **معاذا:** لوٹنے کی جگہ، آخرت۔ عود (ن) عوداً، معاذ اعراض کے بعد واپس ہونا۔ عوداً اہٹانا، واپس کرنا۔ عیادۃ بیمار پرسی کرنا (تفعیل) تعویذ عادی بنادینا۔

وَهَذِهِ آثَارُ عِلْمِهِمْ وَعَمَلِهِمْ فِي الْأَرْضِ وَآثَارُ غَيْرِهِمْ، يَعْرِفُ الْعُقَلَاءُ فَرْقَ مَا بَيْنَ أَمْرَيْنِ، وَهُوَ ﷺ مَعَ ظُهُورِ أَمْرِهِ وَطَاعَةِ الْخَلْقِ لَهُ وَتَقْدِيمِهِمْ لَهُ عَلَى الْأَنْفُسِ وَالْأَمْوَالِ مَاتَ ﷺ وَلَمْ يُخَلَّفْ دِرْهَمًا وَلَا دِينَارًا، وَلَا شَاةٌ وَلَا بَعِيرًا، إِلَّا بَغْلَتَهُ وَسِلَاحَهُ وَدِرْعَهُ مَرَّهُونَ عِنْدَ يَهُودَى عَلَى ثَلَاثِينَ وَسَقًا مِنْ شَعِيرٍ ابْتِاعَهَا لِأَهْلِهِ، وَكَانَ بِيَدِهِ عَقَارٌ، يُنْفِقُ مِنْهُ عَلَى أَهْلِهِ وَالْبَاقِي يَصْرِفُهُ فِي مَصَالِحِ الْمُسْلِمِينَ فَحَكَمَ بِأَنَّهُ لَا يُورَثُ وَلَا يَأْخُذُ وَرَثَتُهُ شَيْئًا مِنْ ذَلِكَ وَهُوَ فِي كُلِّ وَقْتٍ يَظْهَرُ عَلَى يَدَيْهِ مِنْ عَجَائِبِ الْآيَاتِ وَفُتُونِ الْكِرَامَاتِ مَا يَطُولُ وَصْفُهُ.

زمین میں یہ ان کے اور انکے غیر کے علم و عمل کے آثار ہیں ان دونوں (آثار) میں باہمی فرق کو اہل عقل خوب پہنچاتے ہیں۔ آپ ﷺ باوجود اس بات کے کہ تمام مخلوق پر آپ کا حکم اور اطاعت غالب آچکی تھی اور لوگ آپ ﷺ کو اپنے جان و مال سے مقدم رکھتے تھے مگر اس طرح دنیا سے پردہ فرماتے ہیں کہ پیچھے کوئی درہم چھوڑا اور نہ ہی سونہ، کوئی بکری چھوڑی اور نہ ہی کوئی اونٹ، اگر چھوڑا تو ایک خچر اور اسلحہ اور ایک ایسی زرہ، جو آپ ﷺ نے

ایک یہودی سے تیس وسق جو (یعنی ساٹھ صاع) جو کہ اپنے اہل کے لئے خریدے تھے کے بدلے میں رہن رکھوائی تھی اور آپ ﷺ کے پاس کچھ زمین تھی جس میں سے آپ کچھ کے ذریعے اپنے اہل خانہ پر خرچ فرماتے اور باقی مسلمانوں کی ضرورتوں کو پورا کرنے میں صرف فرماتے اور یہ فیصلہ فرمادیا تھا کہ انبیاء وارث نہیں بنائے جاتے (اسلئے) ان چیزوں میں سے ورثاء کچھ نہ لیں اور آپ ﷺ کے دست مبارک پر ہر وقت عجیب و غریب نشانیاں اور کرامات ظاہر ہوتی تھی جو آپ کے وصف کو مزید طول دیتی ہیں۔

وسقا: ساٹھ صاع، بعض حضرات کے نزدیک ایک اونٹ کا بوجھ [جمع] اوساق۔  
وسق (ض) وُسْقًا [الجیر] اونٹ پر ایک وسق (ساٹھ صاع) لا دینا، جمع کر کے اٹھانا۔ عقار:  
ہر غیر منقولی چیز، جائیداد [جمع] عقارات۔

وَيُخْبِرُهُمْ بِخَبْرٍ مَا كَانَ وَمَا يَكُونُ، وَيَأْمُرُهُم بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ، وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ، وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ، وَيُشْرِعُ الشَّرِيعَةَ شَيْئًا بَعْدَ شَيْءٍ حَتَّى أَكْمَلَ اللَّهُ دِينَهُ الَّذِي بَعَثَ بِهِ، وَجَاءَتْ شَرِيعَتُهُ أَكْمَلَ شَرِيعَةٍ، لَمْ يَبْقَ مَعْرُوفٌ تَعْرِفُ الْعُقُولُ أَنَّهُ مَعْرُوفٌ إِلَّا أَمْرٌ بِهِ، وَلَا مُنْكَرٌ تَعْرِفُ الْعُقُولُ أَنَّهُ مُنْكَرٌ إِلَّا نَهْيٌ عَنْهُ، لَمْ يَأْمُرْ بِشَيْءٍ فَقِيلَ لَيْتَهُ لَمْ يَأْمُرْ بِهِ، وَلَا نَهَى عَنْ شَيْءٍ فَقِيلَ لَيْتَهُ لَمْ يَنْهَ عَنْهُ، وَأَحْلَلَ الطَّيِّبَاتِ لَمْ يُحَرِّمْ شَيْئًا مِنْهَا كَمَا حُرِّمَ فِي شَرْعٍ غَيْرِهِ، وَحَرَّمَ الْخَبَائِثَ لَمْ يُحِلَّ مِنْهَا شَيْئًا كَمَا اسْتَحَلَّهُ غَيْرُهُ.

آپ ﷺ لوگوں کو جو کچھ ہوا اور جو کچھ ہوگا ان سب کی خبر دیتے تھے، ان کو نیکی کا حکم کرتے اور برائی سے منع فرماتے، پاکیزہ چیزوں کو ان کیلئے حلال اور ناپاک چیزوں کو حرام قرار دیتے، تھوڑا تھوڑا کر کے آپ ﷺ شریعت جاری فرماتے یہاں تک کہ آپ ﷺ جس دین کے ساتھ مبعوث ہوئے تھے اللہ تعالیٰ نے اسکو مکمل فرمادیا اور آپ ﷺ کی شریعت ہر لحاظ سے مکمل ہو گئی، کوئی ایک بھی ایسی اچھائی باقی نہ رہی جس کو عقل واقعی اچھا سمجھتی ہو اور آپ ﷺ نے اس کے کرنے کا حکم نہ فرمایا ہو اور (ایسے ہی) کوئی ایک بھی ایسی برائی باقی نہ رہی جس کو عقل واقعی برا سمجھتی ہو اور آپ ﷺ نے اس سے نہ روکا ہو۔ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ آپ ﷺ نے کسی چیز کا حکم فرمایا اور آگے سے کہا گیا ہو کاش اسکا حکم نہ دیا ہوتا اور ایسے بھی کبھی نہیں ہوا کہ آپ ﷺ نے کسی چیز سے نہ روکا ہو اور کسی نے کہا ہو کاش اس سے منع نہ فرماتے اور آپ ﷺ نے پاکیزہ چیزوں کو حلال قرار دیا ان میں سے کسی بھی چیز کو حرام قرار نہیں دیا گیا جیسا کہ آپ

کے علاوہ پہلی کسی شریعت میں حرام قرار دی گئیں اور آپ ﷺ نے ناپاک چیزوں کو حرام قرار دیا ان میں سے کسی کو حلال نہیں کہا جیسا کہ آپ کے علاوہ کسی نے حلال کہا ہے۔

وَجَمَعَ مَحَاسِنَ مَا عَلَيْهِ الْأُمَمُ فَلَا يَذْكُرُ فِي التَّوْرَةِ وَالْإِنْجِيلِ وَالزَّبُورِ نَوْعَ مِنَ الْخَبَرِ عَنِ اللَّهِ وَعَنْ مَلَائِكَتِهِ وَعَنْ الْيَوْمِ الْآخِرِ إِلَّا وَقَدْ جَاءَ بِهِ عَلَى أَكْمَلِ وَجْهِهِ، وَأَخْبَرَ بِأَشْيَاءَ لَيْسَتْ فِي هَذِهِ الْكُتُبِ فَلَيْسَ فِي تِلْكَ الْكُتُبِ إِنْجَابٌ لِعَذَابٍ، وَقَضَاءٌ بِفَضْلِ، وَنُذْبٌ إِلَى الْفَضَائِلِ، وَتَرْغِيبٌ فِي الْحَسَنَاتِ إِلَّا وَقَدْ جَاءَ بِهِ وَبِمَا هُوَ أَحْسَنُ مِنْهُ.

آپ ﷺ نے وہ تمام خوبیاں جمع فرمادیں جو گزشتہ امتوں میں تھیں چنانچہ توراہ زبور اور انجیل میں جس قسم کی بھی کوئی خبر اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں اور آخرت کے بارے میں تھی اس کو آپ ﷺ نے کامل اور مکمل طریقہ سے پیش فرمایا اور ایسی چیزوں کی بھی خبر دی جو ان مذکورہ کتب میں نہ تھیں۔ ان کتابوں میں جو عدل کی رعایت، احسان والا معاملہ کرنا، فضائل کی طرف براہیجتہ کرنا اور اچھے کاموں کی طرف رغبت دلانا مذکور ہے آپ ﷺ نہ صرف یہ کہ مذکورہ چیزیں بلکہ ان سے بھی مزید بہتر چیزیں لائے۔

وَإِذَا نَظَرَ اللَّيْبُ فِي الْعِبَادَاتِ الَّتِي شَرَعَهَا وَعِبَادَاتِ غَيْرِهِ مِنَ الْأُمَمِ ظَهَرَ فَضْلُهَا وَرُجْحَانُهَا، وَكَذَلِكَ فِي الْحُدُودِ وَالْأَحْكَامِ وَسَائِرِ الشَّرَائِعِ وَأُمَّتُهُ أَكْمَلُ الْأُمَمِ فِي كُلِّ فَضِيلَةٍ فَإِذَا قِيسَ عِلْمُهُمْ بِعِلْمِ سَائِرِ الْأُمَمِ ظَهَرَ فَضْلُ عِلْمِهِمْ، وَإِنْ قِيسَ دِينُهُمْ وَعِبَادَتُهُمْ وَطَاعَتُهُمْ لِلَّهِ بِغَيْرِهِمْ ظَهَرَ أَنََّّهُمْ أَذِينَ مِنْ غَيْرِهِمْ، وَإِذَا قِيسَ شَجَاعَتُهُمْ وَجَهَادُهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَصَبْرُهُمْ عَلَى الْمَكَارِهِ فِي ذَاتِ اللَّهِ ظَهَرَ أَنََّّهُمْ أَعْظَمُ جِهَادًا وَأَشَجَعُ قُلُوبًا، وَإِذَا قِيسَ سَخَاوَتُهُمْ وَبَذْلُهُمْ وَسَمَاحَةُ أَنْفُسِهِمْ بِغَيْرِهِمْ تَبَيَّنَ أَنََّّهُمْ أَسْخَى وَأَكْرَمُ مِنْ غَيْرِهِمْ، وَهَذِهِ الْفَضَائِلُ بِهِ نَالُوا وَهَامُنَا تَعَلَّمُواهَا، وَهُوَ الَّذِي أَمَرَهُمْ بِهَا لَمْ يَكُونُوا قَبْلَهُ مُتَّبِعِينَ لِكِتَابٍ جَاءَ هُوَ بِتَكْمِيلِهِ كَمَا جَاءَ الْمَسِيحُ بِتَكْمِيلِ شَرِيعَةِ التَّوْرَةِ وَكَانَتْ فَضَائِلُ أَتْبَاعِ الْمَسِيحِ وَعُلُومُهُمْ بَعْضُهَا مِنَ التَّوْرَةِ وَبَعْضُهَا مِنَ الزَّبُورِ وَبَعْضُهَا مِنَ النَّبَوَاتِ وَبَعْضُهَا مِنَ الْمَسِيحِ وَبَعْضُهَا مِنْ بَعْدِهِ كَالْحَوَارِيِّينَ وَمِنْ بَعْدِ الْحَوَارِيِّينَ وَقَدْ اسْتَعَانُوا بِكَلَامِ الْفَلَاسِفَةِ وَغَيْرِهِمْ حَتَّى أَذْخَلُوا لِمَا غَيْرَ دِينِ الْمَسِيحِ فِي دِينِ الْمَسِيحِ أُمُورًا مِنْ أُمُورِ الْكُفَّارِ الْمُنَاقِضَةِ لِدِينِ الْمَسِيحِ.

جب کوئی دانش مند ان عبادات کو، جو آپ ﷺ نے مشروع فرمائیں اور ان کو، جو کسی دوسری امت میں تھیں دیکھے تو ان عبادات کا (جو آپ نے مشروع فرمائیں) افضل اور رائج ہونا واضح ہو جائیگا اور یہی حال حدود، احکام اور باقی ساری مشروعیات کا ہے۔ آپ ﷺ کی امت ہر فضیلت کے اعتبار سے تمام امتوں سے کامل ہے لہذا اگر اس امت کے علم کا تمام امتوں کے علم کیساتھ موازنہ کیا جائے تو ان کے علم کا فضل واضح ہو جائیگا۔ جب ان کی دیانت، عبادت اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا دوسروں سے مقابلہ کیا جائے تو یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جائے گی کہ یہ دوسروں سے زیادہ دیندار ہیں۔ اس امت کی بہادری، اللہ کے راستہ میں جہاد اور اللہ تعالیٰ کی ذات کے بارے میں جو انکو تکالیف دی جاتی ہیں پر صبر کرنے کا ان کے ساتھ موازنہ کیا جائے تو واضح ہو گا یہ سب سے زیادہ جہاد کرنے والے اور بہت ہی بہادر دل ہیں۔ ان کی سخاوت، ان کے خرچ کرنے اور جانوں کے نذرانے پیش کرنے کو دوسروں کیساتھ موازنہ کیا جائے تو ظاہر ہو جائے گا یہ سب سے زیادہ خفی اور دوسروں سے بہت ہی فیاض ہیں اور یہ سارے فضائل انہوں نے حضور ﷺ ہی سے حاصل کئے اور آپ ﷺ ہی سے سیکھے ہیں۔ آپ ﷺ نے ہی ان کو ان چیزوں کا حکم فرمایا ہے یہ امت آپ ﷺ سے پہلے کسی اور کتاب کی پیروی کا نہیں تھی کہ آپ ﷺ اس کی تکمیل کیلئے تشریف لائے ہوں جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو رات کی شریعت کی تکمیل کیلئے تشریف لائے تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متبعین کے فضائل اور ان کے علوم کچھ تو ریت، کچھ زبور، کچھ نبوت، بعض حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اور کچھ ان لوگوں کی وجہ سے ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد آئے جیسے حواریین اور حواریین کے بعد والے اور یقیناً انہوں نے فلاسفہ اور دیگر کے کلام سے معاونت لی تھی کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دین کو جب تبدیل کیا تو کافروں کی ایسی بہت سی باتیں اس میں شامل کر دیں جو عیسیٰ علیہ السلام کے دین کے خلاف اور اسکو تبدیل کرنے والی تھیں۔

**اللیبی:** عقلمند [جمع] اَلْبَاءُ - لب (ض) لبأ، لبأ، لبأ عقلمند ہونا (ن) اَلْبَاءُ اقامت

کرنا، سینہ پر مارنا (تفعیل) تلبناً گریبان پکڑ کر کھینچنا (تفعیل) تلبناً مستعد ہونا۔

وَأَمَّا أَمَةُ مُحَمَّدٍ ﷺ فَلَمْ يَكُونُوا قَبْلَهُ يَقْرَأُونَ كِتَابًا بَلْ عَامَّتُهُمْ مَا آمَنُوا بِمُوسَى وَعِيسَى وَدَاوُدَ وَالتَّوْرَةَ وَالْإِنْجِيلَ وَالزُّبُورَ إِلَّا مِنْ جِهَتِهِ فَهُوَ الَّذِي أَمَرَهُمْ أَنْ يُؤْمِنُوا بِجَمِيعِ الْأَنْبِيَاءِ وَيَقْرَأُوا بِجَمِيعِ الْكُتُبِ الْمُنَزَّلَةِ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ وَنَهَاَهُمْ أَنْ يَقْرَأُوا بَيْنَ بَيْنِ أَحَدٍ مِنَ الرُّسُلِ فَقَالَ تَعَالَى فِي الْكِتَابِ الَّذِي جَاءَ بِهِ

(قُولُوا آمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَمَا أُوتِيَ مُوسَىٰ وَعِيسَىٰ وَمَا أُوتِيَ النَّبِيُّونَ مِنْ رَبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ) فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنْتُمْ بِهِ فَقَدْ اهْتَدَوْا وَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا هُمْ فِي شِقَاقٍ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ) وَقَالَ تَعَالَى (آمَنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ كُلٌّ آمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْ رُسُلِهِ وَقَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ) لَا يَكْلَفُ اللّٰهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إَصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ وَاعْفُ عَنَّا وَاعْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا أَنْتَ مَوْلَانَا فَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ .

آپ ﷺ کی امت کا معاملہ تو یہ ہے کہ انہوں نے آپ سے پہلے کوئی کتاب نہیں پڑھی تھی بلکہ اس امت کی اکثریت نے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت داؤد علیہ السلام، توریت، انجیل اور زبور پر ایمان بھی آپ ﷺ ہی کی طرف سے لایا، آپ ہی نے حکم صادر فرمایا کہ تمام انبیاء پر ایمان لاؤ اور تمام آسمانی کتب جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ ہیں کا اقرار کرو اور کسی رسول کے درمیان بھی تفریق کرنے سے ان کو منع فرمایا، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد آپ ﷺ کی لائی ہوئی کتاب میں ہے: ترجمہ (کہہ دو کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس (حکم) پر جو ہمارے پاس بھیجا گیا اور اس پر بھی جو (حضرت) اسحاق اور (حضرت) یعقوب (علیہم السلام) اور اولاد یعقوب (علیہم السلام) کی طرف بھیجا گیا اور اس (حکم معجزہ) پر بھی جو (حضرت) موسیٰ اور (حضرت) عیسیٰ (علیہما السلام) کو دیا گیا اور اس پر بھی جو کچھ اور انبیاء علیہم السلام کو دیا گیا انکے پروردگار کی طرف سے اس کیفیت سے کہ ہم ان (حضرات) میں سے کسی ایک میں بھی تفریق نہیں کرتے اور ہم تو اللہ تعالیٰ کے مطیع ہیں (حکم میں صحیفے اور کتابیں سب داخل ہیں، حاصل مضمون کا یہ ہوا کہ دیکھو ہمارا دین کیسا انصاف اور حق کا دین ہے کہ سب انبیاء کو مانتے ہیں سب کتابوں کو سچا جانتے ہیں، سب کے معجزات کو حق سمجھتے ہیں گو بوجہ منسوخ ہونے اکثر احکام کے دوسری مستقل شریعت محمدیہ پر عمل کرتے ہیں لیکن انکار اور تکذیب کسی کی نہیں کرتے) سوا گروہ بھی اسی طریقہ سے ایمان لے آویں جس طریقہ سے (اہل اسلام) ایمان لائے ہوں تب تو وہ بھی راہ حق پر لگ جاویں گے اور اگر وہ روگردانی

کریں تو وہ لوگ تو (ہمیشہ سے) برسرِ مخالفت ہی ہیں (تو سمجھ لو کہ) آپ کی طرف سے اللہ عنقریب خود ہی نمٹ لیں گے ان سے، اللہ تعالیٰ سنتے ہیں جانتے ہیں۔ دوسرے مقام پر اللہ عزوجل نے فرمایا: ترجمہ:- اعتقاد رکھتے ہیں رسول اللہ ﷺ اس چیز کا جو ان کے پاس ان کے رب کی طرف سے نازل کی گئی ہے اور مؤمنین بھی سب کے سب عقیدہ رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور اس کے فرشتوں کے ساتھ اور اس کی کتابوں کے ساتھ اور اس کے پیغمبروں کے ساتھ کہ ہم اس کے پیغمبروں میں سے کسی میں تفریق نہیں کرتے اور ان سب نے یوں کہا کہ ہم نے (آپ کا ارشاد) سنا اور خوشی سے مانا ہم آپ کی بخشش چاہتے ہیں اے ہمارے پروردگار! اور آپ ہی کی طرف (ہم سب کو) لوٹنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی شخص کو مکلف نہیں بناتا مگر اس کا جو اس کی طاقت (اور اختیار) میں ہو اس کو ثواب بھی اسی کا ملیگا جو ارادے سے کرے اور اس پر عذاب بھی اسی کا ہوگا جو ارادہ سے کرے (یہاں جو ثواب و عقاب کا مدار کسب و اکتساب پر رکھا ہے مراد اس سے ثواب و عقاب ابتداء ہے نہ کہ بواسطہ تسبب کے) اے ہمارے رب! ہم پر دارِ دیگر نہ فرمائیے اگر ہم بھول جائیں یا چوک جائیں اے ہمارے رب! ہم پر کوئی سخت حکم نہ بھیجتے جیسے ہم سے پہلے لوگوں پر آپ نے بھیجتے تھے اے ہمارے رب! اور ہم پر کوئی ایسا بار (دنیا یا آخرت کا) نہ ڈالیے جس کی ہم کو سہار (قوت و برداشت) نہ ہو اور دوزخ نہ کیجئے ہم سے اور بخش دیجئے ہم کو اور رحم کیجئے ہم پر آپ ہمارے کارساز ہیں (اور کارسازِ مظلوم خدا ہوتا ہے) سو آپ ہم کو کافر لوگوں پر غالب کیجئے۔

**شفاق:** [مفرد] الشَّقُّ پھاڑا ہوا ٹکڑا، چیز کا آدھا حصہ جبکہ پھاڑ لیا جائے دیگر جمع شَقَق بھی آتی ہے بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۸۷ پر ہے۔ **غفور انک:** غفر لک (ض) معاف کر دینا، چھپانا۔ غُفْرًا ڈھانکنا۔ **إصموا:** بوجھ، گناہ، عہد [جمع] آصار۔ **أُصر (ض):** اُضرًا توڑنا (مفاعلہ) مواصرۃ پڑوسی ہونا (افتعال) انقضاء اکثیر التعداد ہونا۔

## الظُّلُمُ مُؤَذِّنُ بَحْرَابِ الْعُمَرَانِ (لابن خلدون ۱)

اعْلَمْ أَنَّ الْعُدُونَ عَلَى النَّاسِ فِي أَمْوَالِهِمْ ذَاهِبٌ بِأَمَالِهِمْ فِي تَحْصِيلِهَا وَاجْتِسَابِهَا لِمَا يَرَوْنَهُ حِينَئِذٍ مِنْ أَنْ غَايَتِهَا وَمَصِيرُهَا انْتِهَابُهَا مِنْ أَيْدِيهِمْ، وَإِذَا ذَهَبَتْ أَمَالُهُمْ فِي اجْتِسَابِهَا وَتَحْصِيلِهَا انْقَبَضَتْ أَيْدِيهِمْ عَنِ السَّعْيِ فِي ذَلِكَ وَعَلَى قَدَرِ الْإِعْتِدَاءِ وَنَسْبَتِهِ يَكُونُ انْقِبَاضُ الرَّعَايَا عَنِ السَّعْيِ فِي الْاجْتِسَابِ، فَإِذَا كَانَ الْإِعْتِدَاءُ كَثِيرًا عَامًّا فِي جَمِيعِ أَبْوَابِ الْمَعَاشِ كَانَ الْقُعُودُ عَنِ الْكُسْبِ كَذَلِكَ لِدَهَابِهِ بِالْأَمَالِ جُمْلَةً بِدُخُولِهِ مِنْ جَمِيعِ أَبْوَابِهَا.

ظلم آبادی کی ویرانی کی خبر دیتا ہے

جان لیجئے! لوگوں پر ان کے مالوں میں ظلم کرنا، ان کیلئے مال کے حصول اور اس کے کمانے کی تمناؤں کو ختم کر دیتا ہے اس لئے کہ وہ دیکھتے ہیں کہ ان اموال کی غایت اور ٹھکانہ ان لوگوں کے ہاتھوں سے چلے جاتا ہے۔ جب ان کی تمنائیں اس مال کے حصول اور کسب کی خاطر دم توڑ جائیں تو ان کے ہاتھ عمل کرنے سے رک جاتے ہیں اور جس قدر دشمنی اور ظلم ہوگا اسی قدر مال کے حصول سے بے رغبتی رعایا (عوام) میں ہوگی جب ظلم (دشمنی) کمانے کے تمام ذریعوں میں کثرت سے اور عام ہو تو کوشش (کسب) سے رکنا بھی اسی طرح ہوگا کیونکہ ظلم ان کے تمام دروازوں میں داخل ہو کر تمام امیدوں کو لے جاتا ہے۔

(۱) ۷۳۲ھ میں تیونس میں پیدا ہوئے نازق سے پرورش پائی اور علم کے باغوں میں خوب سیر کی، تمام علوم کو اس انداز سے پڑھا کہ متقنی الدین ہو گئے، علم کی گہرائی میں اس انداز سے اترے کہ تاریخ کے توجہ عالم بن گئے، آپ حکومتی کا جب اور درباری بھی مقرر ہوئے پھر عہدہ قضاء سنبالا ۷۶۳ھ میں حکومت کی طرف سے اندلس ایک وفد بھی لے کر گئے تمام امراء اور سرداروں نے آگے بڑھ کر استقبال کیا، اندلس کے دار الخلافہ غرناطہ کے گورنر نے اپنے لئے خاص کرنا چاہا لیکن ان کے وزیر اس سے متفق نہ ہوئے جس کی وجہ سے وہاں ان کے خلاف حسد و کینہ کے پھجور پٹکنے لگے یہ بھی ان پھجوروں کی سرسراہٹ محسوس کر گئے اور اپنے وطن دمشق واپس آ گئے۔ یہاں کافی کر انہوں نے ایک نیا مشغلہ اپنایا اور زمین میں سیاحت شروع کر دی، چنانچہ ۸۴ھ میں مصر چلے گئے اور وہاں جامعہ ازہر میں تدریس شروع کر دی۔ آپ کو قضاء کا عہدہ بھی ملا لیکن آپ کے قول نہ کرنے کی وجہ سے واپس لے لیا گیا جب دوبارہ پیش کیا تو آپ نے قبول کیا اور اپنی وفات تک قاضی رہے۔ ابن خلدون کے بارے میں اس پر اتفاق ہے کہ وہ فلسفہ تاریخ کے امام اور جدواں ہیں آپ نے تاریخ پر جو مقدمہ ابن خلدون لکھا ہے اس جیسا کسی نے بھی نہیں لکھا اور اس سے دنیا جہان کے کتب خانے مزین ہیں ان کی کتاب، مباحث جدیدہ میں اور جدید آراء و نظریات میں ہمیشہ فائق رہی ہے۔ ابن خلدون اپنے اس ذہن کی کتابت کے طرق کے امام اور خوبصورت تصنیفات علیہ کی حسین مثال ہیں، ان کا اسلوب طبعی، زندہ جاوید اور مضبوط ہونے کے ساتھ ساتھ مرتب اور خوبصورت ہے تصنیف کی اس طرز پر تجدید اور اس کو جدید طرز پر نقل کرنے میں ان کا بہت بڑا حصہ ہے ۸۰۸ھ میں آپ نے وفات پائی۔



**مؤذن:** خبردار کرنیوالا، اذان دینے والا۔ اُذُن (س) اُذُنَا کان لگانا، اُذُنَا اُذُنَا اجازت دینا، مباح کرنا، جاننا (ن) اُذُنَا کان پر مارنا، گوشمالی کرنا (لِ فَعَال) اِیْذَانَا جلتانا، خشک ہونے لگنا (تَفَعَّل) سناؤنا قسم کھانا، اعلان کرنا، دھمکانا۔ **خواب:** ویران [جمع] اُخْرَبَتْ، خراب۔ خرب (س) خُرْبًا، خُرْبًا اجاڑ ہونا (ض) خُرْبًا ڈھانا۔ **انتہاب:** نہب (افعال) انتہابا لینا، غالب ہونا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۲۰۴ پر ہے۔

وَإِنْ كَانَ الْإِعْتِدَاءُ يَسِيرًا كَانَ الْإِنْقِبَاضُ عَنِ الْكَسْبِ عَلَى نِسْبَتِهِ، وَالْعُمُرَانُ وَوُفُورُهُ وَنِفَاقُ أَسْوَاقِهِ إِنَّمَا هُوَ بِأَلْأَعْمَالِ وَسَعْيِ النَّاسِ فِي الْمَصَالِحِ وَالْمَكَاسِبِ ذَاهِبِينَ وَجَائِثِينَ. فَإِذَا قَعَدَ النَّاسُ عَنِ الْمَعَاشِ وَانْقَبَضَتْ أَيْدِيهِمْ عَنِ الْمَكَاسِبِ كَسَدَتْ أَسْوَاقُ الْعُمُرَانِ وَانْقَبَضَتِ الْأَحْوَالُ وَابْتَدَعَرَ النَّاسُ فِي الْأَفَاقِ مِنْ غَيْرِ تِلْكَ الْإِيَالَةِ فِي طَلَبِ الرِّزْقِ فِيمَا خَرَجَ عَنْ نِطَاقِهَا فَخَفَّ سَاكِنُ الْقَطْرِ وَخَلَّتْ دِيَارُهُ وَخَرِبَتْ أُمُصَارُهُ وَاخْتَلَّ بِاخْتِلَالِهِ حَالُ الدَّوْلَةِ وَالسُّلْطَانِ لِمَا أَنَّهَا صُورَةٌ لِلْعُمُرَانِ تَفْسُدُ بِفَسَادِ مَا دَبَّتْهَا ضَرُورَةٌ.

اگر ظلم کم ہو تو کمانے سے رکنا بھی اسی نسبت سے ہوگا، تعمیر (آبادی) اور اسکی کثرت اور اس کے بازاروں کا رائج ہونا یہ چیزیں اعمال (کوششوں) لوگوں کے مصالح اور مکاسب میں کوشش کرتے ہوئے آنے جانے میں ہے، جب لوگ ذرائع معاش سے رخ پھیر لیں اور کمانے کی جگہوں سے اپنے ہاتھ کھینچ لیں تو آبادی کے بازار میں مندا ہو جاتا ہے احوال ٹوٹ جاتے ہیں، لوگ اطراف عالم میں رزق کی تلاش میں اس صوبے کے علاوہ دیگران صوبوں میں منتشر ہو جاتے ہیں جو حکومتی انتظام سے باہر ہوتے ہیں۔ جب ایک کونے کا رہائشی کوچ کر جاتا ہے تو اسکا گھر خالی ہو جاتا ہے، شہر ویران ہو جاتا ہے اور اس کے کمزور ہونے کی وجہ سے ملک اور بادشاہ کے معاملات بھی کمزور ہو جاتے ہیں کیونکہ (معاملہ یہ ہے کہ) آبادی کی یہی صورت ہے اور اپنے مادہ میں فساد کی وجہ سے آبادی کی صورت فاسد ہو جاتی ہے۔

**وفور:** وفور (ض) وَفُورًا، وَفُورَةً (ک) وَفَارَةٌ بکثرت ہونا۔ **ابذعر:** بذعر (افعال) ابذعرًا متفرق ہونا، کسی شے کی طلب میں دوڑنا۔ **الایالہ:** صوبہ، سیاست، حکومت [جمع] ایالات۔ **یروم:** روم (ن) رُومًا، مَرَامًا ارادہ کرنا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۱۶۹ پر ہے۔

وَأَنْظُرُ فِي ذَلِكَ مَا حَكَاهُ الْمَسْعُودِيُّ فِي أَخْبَارِ الْفُرْسِ عَنِ الْمُؤَبَّدَانِ صَاحِبِ الدِّينِ عِنْدَهُمْ أَيَّامَ بَهْرَامِ بْنِ بَهْرَامٍ وَمَا عَرَّضَ بِهِ لِلْمَلِكِ فِي إِنْكَارِ

مَا كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الظُّلْمِ وَالْغَفْلَةِ عَنْ عَائِدَتِهِ عَلَى الدَّوْلَةِ بِضَرْبِ الْمِثَالِ فِي ذَلِكَ عَلَى لِسَانِ الْيَوْمِ حِينَ سَمِعَ الْمَلِكُ أَصْوَاتَهَا وَسَأَلَهُ عَنْ فَهْمِ كَلَامِهَا فَقَالَ لَهُ : إِنَّ يَوْمًا ذَكَرْتُ يَوْمَ نِكَاحِ بَوْمٍ أَنْشَى وَأَنَّهَا شَرِطَتْ عَلَيْهِ عِشْرِينَ قَرْيَةً مِنَ الْخَرَابِ فِي أَيَّامِ بَهْرَامَ فَقَبِلَ شَرْطَهَا وَقَالَ لَهَا : إِنْ دَامَتْ أَيَّامُ الْمَلِكِ أَقْطَعْتُكَ أَلْفَ قَرْيَةٍ وَهَذَا أَسْهَلُ مَرَامٍ . فَتَنَّبَهُ الْمَلِكُ مِنْ غَفْلَتِهِ وَخَلَا بِالْمُؤْبَذَانِ وَسَأَلَهُ عَنْ مُرَادِهِ فَقَالَ لَهُ : أَيُّهَا الْمَلِكُ إِنَّ الْمُلْكَ لَا يَتِمُّ عِزُّهُ إِلَّا بِالشَّرِيعَةِ وَالْقِيَامِ لِلَّهِ بِطَاعَتِهِ وَالتَّصَرُّفِ تَحْتَ أَمْرِهِ وَنَهْيِهِ ، وَلَا قِيَامَ لِلشَّرِيعَةِ إِلَّا بِالْمَلِكِ ، وَلَا عِزَّ لِلْمَلِكِ إِلَّا بِالرِّجَالِ ، وَلَا قِيَامَ لِلرِّجَالِ إِلَّا بِالْمَالِ ، وَلَا سَبِيلَ إِلَى الْمَالِ إِلَّا بِالْعِمَارَةِ ، وَلَا سَبِيلَ إِلَى الْعِمَارَةِ إِلَّا بِالْعَدْلِ ، وَالْعَدْلُ الْمِيزَانُ الْمَنْصُوبُ بَيْنَ الْخَلِيفَةِ نَصَبَهُ الرَّبُّ وَجَعَلَ لَهُ قِيَمًا وَهُوَ الْمَلِكُ ،

اس کیلئے بہرام بن بہرام کے دور حکومت کے اس قصہ کو دیکھئے جو مسعودی نے ”اخبار الفرس“ میں ”موبذان“ کے حوالے سے جو ان کے ہاں دین دار آدمی تھا نقل کیا ہے، جس میں ظلم و غفلت کی وجہ سے ملک کو درپیش مسائل کو برا سمجھ کر ان سے انکاری ہونے پر ضرب المثل کے ذریعے بادشاہ پر ایک الو کی زبان میں تعریض کی ہے۔ جب بادشاہ نے ان کی آوازیں سنیں اور اس سے ان کے کلام کے سمجھنے کا سوال کیا تو اس نے کہا: ”ایک نرائو نے مادہ الہ سے نکاح کا ارادہ کیا تو مادہ الہ نے اس نرائو پر بہرام کے دور میں بیس بستیوں کو ویران کرنے کی شرط لگائی تو نرائو نے اس شرط کو تسلیم کر لیا اور اس سے کہنے لگا: ”اگر بادشاہ کا دور حکومت باقی رہا تو میں تیرے لئے ہزاروں بستیاں کاٹ کر رکھ دوں گا اور یہ تو بہت آسان کام ہے۔“ یہ سن کر بادشاہ اپنی غفلت پر متنبہ ہوا اور موبذان کو علیحدگی میں لے گیا اور اس سے اس کی مراد کے بارے میں پوچھنے لگا تو موبذان نے کہا: اے بادشاہ! بے شک مملکت شریعت، اللہ کی اطاعت کو قائم کرنے اور اسکے اوامر و نواہی کے تحت فیصلہ کرنے سے ہی عزت پاتی ہے اور شریعت بادشاہت سے ہی قائم ہوتی ہے اور بادشاہ کی قوت و عزت صرف مردوں سے ہے (مراد لشکر ہے) لشکر صرف مال سے قائم ہوتا ہے اور مال حاصل کرنے کا آبادی (عوام) کے علاوہ کوئی راستہ نہیں، عوام تک رسائی حاصل کرنا صرف عدل و انصاف کے ذریعے ممکن ہے اور عدل ایک ایسا ترازو ہے جس کو خلیفہ کے سامنے رب نے گاڑا ہے اور اس ترازو کے لئے ایک نگہبان مقرر کیا ہے اور وہ بادشاہ ہے۔

وَأَنْتَ أَيُّهَا الْمَلِكُ عَمَدَتِ الصِّيَاغِ فَانْتَزَعْتَهَا مِنْ أَرْبَابِهَا وَعُمَارِهَا  
وَهُمْ أَرْبَابُ الْخِرَاجِ وَمَنْ تَوَخَّذَ مِنْهُمْ الْأَمْوَالَ وَأَقْطَعْتَهَا الْحَاشِيَةَ وَالْخَدَمَ  
وَأَهْلَ الْبَطَالَةِ، فَتَرَكُوا الْعِمَارَةَ وَالنَّظَرَ فِي الْعَوَاقِبِ وَمَا يَصْلُحُ الصِّيَاغِ وَسُومِعُوا  
فِي الْخِرَاجِ لِقُرْبِهِمْ مِنَ الْمَلِكِ وَوَقَعَ الْحِيفُ عَلَى مَنْ بَقِيَ مِنْ أَرْبَابِ الْخِرَاجِ  
وَعُمَارِ الصِّيَاغِ فَانْجَلُوا عَنْ صِيَاغِهِمْ وَخَلُّوا دِيَارَهُمْ وَأَوُوا إِلَى مَا تَعَلَّزَ مِنْ  
الصِّيَاغِ فَسَكَنُواهَا فَقَلَّتِ الْعِمَارَةُ وَخَرِبَتِ الصِّيَاغُ وَقَلَّتِ الْأَمْوَالَ وَهَلَكَتِ  
الْجُنُودُ وَالرَّعِيَّةُ وَطَمَعَ فِي مَلِكِ فَارِسَ مَنْ جَاوَرَهُمْ مِنَ الْمُلُوكِ لِعِلْمِهِمْ  
بِانْقِطَاعِ الْمَوَادِّ الَّتِي لَا تَسْتَقِيمُ دَعَائِمُ الْمُلِكِ إِلَّا بِهَا،

اے بادشاہ! جب اپنے زمینوں پر قبضہ کا ارادہ کیا تو ان کے مالکوں اور تعمیر کرنے  
والوں سے انہیں چھین لیا حالانکہ ان سے خراج و اموال وصول کئے جاتے ہیں، اپنے یہ  
زمینیں درباریوں، خدام، اور رازداروں کو دیدیں تو انہوں نے تعمیر اور عواقب میں غور و فکر اور  
زمین کی مصلحت کے بارے میں سوچنا چھوڑ دیا اور بادشاہ کے مقربین ہونے کی وجہ سے ان  
سے خراج لینے کے معاملہ میں مساحت سے کام لیا گیا۔ خراج ادا کرنے والوں اور زمینیں آباد  
کرنے والوں میں سے جو باقی رہ گئے تھے جب ان پر ظلم ہونے لگا تو وہ اپنی زمینوں سے  
چلے گئے، انہوں نے اپنے گھروں کو خالی کر دیا اور ناقابل رہائش زمینوں میں رہائش اختیار  
کی اور اس میں رہنے لگے، آبادی کم ہو گئی، زمینیں خراب ہو گئیں، اموال کم پڑ گئے، لشکر اور  
رعیت ہلاک ہو گئے اور ملک فارس میں پڑوسی بادشاہ طمع کرنے لگے کیوں کہ انہیں علم ہو گیا کہ  
وہ مواد ختم ہو چکے ہیں جن کی وجہ سے کسی بھی ملک کے ستون (یعنی عمارت) باقی رہتے ہیں۔

الحاشیہ: خاص اپنے لوگ، اہل و عیال، کنارہ۔ سومعوا: سمع (مفاعلہ)  
مساحتہ نرمی کرنا، مقصد میں موافقت کرنا (ک) سماخا، سموخا فیاض و خجی ہونا (ف) سماخا،  
ساحتہ بخشش کرنا، دینا (تفعیل) تسمیخا نرم ہونا، نرم برتاؤ کرنا (إفعال) إساخا فیاض و خجی ہونا۔  
دعائم: [فرد] دعائم گھر کا ستون، لکڑی کا کھمبہ جس سے چھت کو سہارا دیا جائے۔ دعم (ف)  
دعما جھک جانے کے ڈر سے ٹیک یا سہارا لگانا۔

فَلَمَّا سَمِعَ الْمَلِكُ ذَلِكَ أَقْبَلَ عَلَى النَّظَرِ فِي مُلْكِهِ وَانْتَزَعَتِ  
الصِّيَاغُ مِنْ أَيْدِي الْخَاصَّةِ وَرَدَّتْ إِلَى أَرْبَابِهَا وَحُمِلُوا عَلَى رُسُومِهِمُ السَّالِفَةِ  
وَأَخَذُوا فِي الْعِمَارَةِ وَقَوَّى مِنْ ضَعْفِ مِنْهُمْ فَعُمِّرَتِ الْأَرْضُ وَأَخْصَبَتِ الْبِلَادُ

وَكَثُرَتْ الْأُمُوالُ عِنْدَ جَبَاةِ الْخِراجِ وَقَوِيَتْ الْجُنُودُ وَقُطِعَتْ مَوادُّ الْأَعْدَاءِ  
وَشَحِنَتْ الثُّغُورُ، وَأَقْبَلَ الْمَلِكُ عَلَى مَبَاشَرَةِ أُمُورِهِ بِنَفْسِهِ فَحَسُنَتْ أَيَّامُهُ  
وَأَنْتَضَمَ مُلْكُهُ.

جب بادشاہ نے یہ ساری صورتحال سنی تو اپنی مملکت کے بارے میں فکر کرنے لگا  
چنانچہ خواص کے ہاتھوں سے زمین چھین کر ان کے مالکوں کی طرف لوٹا دی گئی اور ان کو انکے  
سابقہ طریقوں پر باقی رکھا گیا وہ تعمیرات میں شروع ہوئے اور ان کا ضعیف قوی ہو گیا۔ زمین  
کی آباد کاری شروع ہوئی، شہر سرسبز ہو گئے، خراج وصول کرنے والوں کے ہاں اموال میں  
اضافہ ہوا، لشکر مضبوط ہو گئے اور دشمن کے مواد کو ختم کر دیا گیا اور سرحدیں بھر گئیں۔ بادشاہ  
اپنے کام خود سرانجام دینے لگا اس کا دور عمدہ اور ملک منظم ہو گیا۔

[سومیم: صفت] رسم (ض) ترسینا پاؤں کا نشان چھوڑنا، تیز چلنا (إفعال)  
إرسانا چلا کر پاؤں کے نشان ڈالوانا (تفعیل) ترسینا دھاری دار بنانا (افعال) ارتسانا  
فرمانبرداری کرنا، تکبیر کہنا، دعا کرنا۔ السالفة: گزری ہوئی، گردن کا وہ حصہ جو بال لٹکنے کی  
جگہ ہے [جمع] سوائف۔ بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۱۸۸ پر ہے۔ اخصبت: نصب (إفعال) إخصابا  
سرسبز ہونا، سرسبز کرنا۔ نصب (ض، س) إخصبا سرسبز ہونا، زرخیز ہونا۔ جبابة: جبو (ن) جببا،  
جبو، جبی (ض) جبایہ جمع کرنا۔ بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۱۴۳ پر ہے۔ الثغور: [مفرد] الثغر سرحد،  
پہاڑیادی کی کشادگی۔ ثغر (ف) ثغر اسوراخ کرنا، رخسہ بند کرنا۔

فَتَفَهُمُ مِنْ هَذِهِ الْحِكَايَةِ أَنَّ الظُّلْمَ مُخَرَّبٌ لِلْعُمَرَانِ وَأَنَّ عَائِدَةَ  
الْخَرَابِ فِي الْعُمَرَانِ عَلَى الدَّوْلَةِ بِالْفَسَادِ وَالْإِنْتِقَاضِ، وَلَا تَنْظُرُ فِي ذَلِكَ  
إِلَى أَنَّ الْأَعْتِدَاءَ قَدْ يَوْجَدُ فِي الْأَمْصَارِ الْعَظِيمَةِ مِنَ الدَّوْلِ الَّتِي بِهَا وَلَمْ يَقَعْ  
فِيهَا خَرَابٌ. وَاعْلَمْ أَنَّ ذَلِكَ إِنَّمَا جَاءَ مِنْ قَبْلِ الْمُنَاسِبَةِ بَيْنَ الْأَعْتِدَاءِ وَأَحْوَالِ  
أَهْلِ الْمِصْرِ فَلَمَّا كَانَ الْمِصْرُ كَبِيرًا وَعُمَرَانُهُ كَثِيرًا وَأَحْوَالُهُ مُتَّسِعَةً بِمَا  
لَا يَنْحَصِرُ كَانَ وَقُوعُ النِّقْصِ فِيهِ بِالْأَعْتِدَاءِ وَالظُّلْمِ لَيْسِيرًا لِأَنَّ النِّقْصَ إِنَّمَا  
يَقَعُ بِالتَّدْرِجِ فَإِذَا خَفِيَ بِكَثْرَةِ الْأَحْوَالِ وَاتَّسَاعِ الْأَعْمَالِ فِي الْمِصْرِ لَمْ  
يُظْهَرُ أَثَرُهُ إِلَّا بَعْدَ حِينٍ وَقَدْ تَذَهَبَ تِلْكَ الدَّوْلَةُ الْمُعْتَدِيَةُ مِنْ أَصْلِهَا قَبْلَ  
خَرَابِ الْمِصْرِ وَتَجِبُ الدَّوْلَةُ الْأُخْرَى فَتَرْقَعُهُ بِجَدَّتِهَا وَتَجْبُرُ النِّقْصَ الَّذِي  
كَانَ خَفِيًّا فِيهِ فَلَا يَكَادُ يَشْعُرُ بِهِ إِلَّا أَنَّ ذَلِكَ فِي الْأَقْلِ النَّادِرِ.

اس حکایت سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ ظلم آبادی کو خراب کرنے والا ہے اور آبادی میں فساد کا نتیجہ مملکت کے ٹوٹنے اور فساد کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ اس طرف نہ دیکھ کہ ظلم بعض اوقات کسی مملکت کے بڑے بڑے شہروں میں پایا جاتا ہے لیکن اس کے باوجود ان میں کوئی خرابی نہیں آتی، اس لئے کہ وہ ظلم اور شہر والوں کے احوال میں مناسبت کی وجہ سے ہے، جب شہر بڑا ہو، اسکی آبادی زیادہ ہو اور اسکے احوال ایسی چیزوں کے ساتھ کشادہ ہوں جنکا شمار نہیں کیا جاسکتا تو ظلم اور زیادتی کی وجہ سے وہاں نقصان کم ہوتا ہے اس لئے کہ نقصان بتدریج آتا ہے۔ چنانچہ جب اعمال و احوال میں وسعت کی وجہ سے نقصان شہر میں مخفی ہو تو اس کا اثر کچھ عرصے کے بعد ہی ظاہر ہوتا ہے اور بعض اوقات وہ مملکت ظالمہ اپنے بادشاہ سمیت شہر کی خرابی سے پہلے ہی ختم ہو جاتی ہے اور اس کی جگہ دوسری مملکت آ جاتی ہے وہ اس ملک کو نئے سرے سے پیوند لگاتی ہے اور اس نقصان کو جو مخفی تھا، ٹھیک کر دیتی ہے۔ چنانچہ وہ نقصان محسوس ہی نہیں ہوتا لیکن ایسا بہت کم ہوتا ہے۔

الانقضا: نقض (افعال) انقضا خراب ہونا، تڑکنا۔ بالتدریج: درج (تفعیل) تدریجاً آہستہ آہستہ قریب کرنا، ہونا، لیٹنا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۲۰۹ پر ہے۔ توقع: رقع (ف) رقعاً پیوند لگانا، تیز چلنا (س) رقاعۃ امتح و بے شرم ہونا (تفعیل) ترقیعاً پیوند لگانا (مفاعلہ) مراقعۃ عادی بننا۔

وَالْمُرَادُ مِنْ هَذَا أَنَّ حُصُولَ النِّقْصِ فِي الْعُمَرَانِ عَنِ الظُّلْمِ وَالْعُدْوَانِ أَمْرٌ وَاقِعٌ لَا بُدَّ مِنْهُ لِمَا قَدْ مَنَاهُ وَوَبَّأَلَهُ عَائِدٌ عَلَى الدُّوَلِ . وَلَا تَحْسَبَنَّ الظُّلْمَ إِنَّمَا هُوَ أَخْذُ الْمَالِ أَوْ الْمُلْكِ مِنْ يَدِ مَالِكِهِ مِنْ غَيْرِ عَوَضٍ وَلَا سَبَبٍ كَمَا هُوَ الْمَشْهُورُ . بَلِ الظُّلْمُ أَعْمٌ مِنْ ذَلِكَ وَكُلُّ مَنْ أَخَذَ مَلِكٌ أَحَدًا أَوْ غَضَبَهُ فِي عَمَلِهِ أَوْ طَالَبَهُ بِغَيْرِ حَقٍّ أَوْ فَرَضَ عَلَيْهِ حَقًّا لَمْ يَفْرِضْهُ الشَّرْعُ فَقَدْ ظَلَمَهُ . فَجَبَاةُ الْأَمْوَالِ بِغَيْرِ حَقِّهَا ظَلَمَةٌ . وَالْمُعْتَدُونَ عَلَيْهَا ظَلَمَةٌ . وَالْمُسْتَهْبِؤُونَ لَهَا ظَلَمَةٌ . وَالْمَانِعُونَ لِحُقُوقِ النَّاسِ ظَلَمَةٌ وَغَضَابُ الْأَمْلَاقِ عَلَى الْعُمُومِ ظَلَمَةٌ . وَوَبَّأَلَ ذَلِكَ كُتْلَهُ عَائِدٌ عَلَى الدُّوَلَةِ بِخَرَابِ الْعُمَرَانِ الَّذِي هُوَ مَادَتُهَا لِإِذْهَابِهِ الْأَمَالِ مِنْ أَهْلِهَا .

مقصود یہ ہے کہ ظلم اور زیادتیوں کی وجہ سے آبادی میں نقصان کا ہونا ایسا امر واقعی ہے جس سے کوئی مفر نہیں اور اس کا وبال ملکوں پر پڑتا ہے جس کی وجہ ہم بتا چکے۔ یہ نہ سمجھنا

کہ ظلم صرف، بغیر عوض اور سب کے مالک کے ہاتھ سے ملک و مال چھین لینے کو کہتے ہیں جیسا کہ مشہور ہے بلکہ ظلم اس سے کہیں عام ہے جس شخص نے بھی کسی دوسرے کی ملکیت کو لیا یا اپنے عمل کے ذریعے غصب کیا یا بغیر حق کے اس کا مطالبہ کیا یا اس پر کوئی ایسا حق مقرر کیا جو شریعت کا مقرر کردہ نہیں ہے تو اس نے اس پر ظلم کیا ہے۔ چنانچہ بغیر حق کے مالوں کا ٹیکس وصول کرنے والے، ان پر حد سے تجاوز کرنے والے، ان کو لوٹنے والے، لوگوں کے حقوق ادا نہ کرنے والے ظالم ہیں اور اہل ملک کو غصب کرنے والے بالعموم ظالم ہیں ان سب کا وبال ملک پر اس طرح آتا ہے کہ آبادی جو ملک کی اصل ہے برباد ہو جاتی ہے۔ کیونکہ وہ آبادی والوں کی امیدوں کو ختم کر دیتا ہے۔

وَاعْلَمُ أَنَّ هَذِهِ هِيَ الْحِكْمَةُ الْمَقْصُودَةُ لِلشَّارِعِ فِي تَحْرِيمِ الظُّلْمِ وَهُوَ مَا يَنْشَأُ عَنْهُ مِنْ فُسَادِ الْعُمَرَانِ وَخَرَابِهِ وَذَلِكَ مُؤَدًى بِإِنْقِطَاعِ النَّوعِ الْبَشَرِيِّ وَهِيَ الْحِكْمَةُ الْعَامَّةُ الْمُرَاعَاةُ لِلشَّرْعِ فِي جَمِيعِ مَقَاصِدِهِ الصَّرُورِيَّةِ الْخَمْسَةِ مِنْ حِفْظِ الدِّينِ وَالنَّفْسِ وَالْعَقْلِ وَالنَّسْلِ وَالْمَالِ، فَلَمَّا كَانَ الظُّلْمُ كَمَا رَأَيْتُمْ مُؤَدًى بِإِنْقِطَاعِ النَّوعِ لِمَا أَدَّى إِلَيْهِ مِنْ تَحْرِيبِ الْعُمَرَانِ كَانَتْ حِكْمَةُ الْحُظَرِ فِيهِ مَوْجُودَةً فَكَانَ تَحْرِيمُهُ مُهِمًّا وَأَدْلَتُهُ مِنَ الْقُرْآنِ وَالسُّنَّةِ كَثِيرَةٌ أَكْثَرَ مِنْ أَنْ يَأْخُذَ هَا قَانُونُ الضَّبْطِ وَالْحَضَرِ .

جان لیجئے کہ ظلم کے حرام کرنے میں شارع ﷺ کی یہی حکمت مقصود ہے کہ اس ظلم کی وجہ سے آبادیوں میں فساد اور خرابی پیدا ہوتی ہے اور وہ بنی نوع انسان کے خاتمے کی خبر دیتا ہے۔ یہی وہ حکمت عام ہے جس کی شریعت نے اپنے تمام ضروری مقاصد خمسہ یعنی دین، نفس، عقل، نسب اور مال کی حفاظت میں رعایت کی ہے چنانچہ جب ظلم جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں بنی نوع انسان کے خاتمے کی خبر دیتا ہے اس لئے کہ اسی کی وجہ سے آبادی برباد ہوتی ہے تو ممانعت کی حکمت اس میں موجود ہے چنانچہ اس کو حرام قرار دینا انتہائی اہم ہے۔ قرآن و سنت میں اس کے دلائل اتنے زیادہ ہیں جن کا تحریر و ضبط میں احاطہ کرنا مشکل ہے۔

## الْمَدَنِيَّةُ الْعَجَمِيَّةُ عِنْدَ بَعْثَةِ الرَّسُولِ ﷺ

(للشيخ ونى الله الدهلوى (۱))

اعْلَمُ! أَنَّ الْعَجَمَ وَالرُّومَ لَمَّا تَوَارَثُوا الْخِلَافَةَ قُرُونًا كَثِيرَةً وَخَاصُوا فِي لَذَّةِ الدُّنْيَا، وَنَسُوا الدَّارَ الْآخِرَةَ، وَاسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ، تَعَمَّقُوا فِي مَرَافِقِ الْمَعِيشَةِ وَتَبَاهَوْا بِهَا، وَوَرَدَ عَلَيْهِمْ حُكَمَاءُ الْأَفَاقِ يَسْتَبْطِنُونَ لَهُمْ دَقَائِقَ الْأَمْعَاشِ وَمَرَافِقَهُ، فَمَارَ الْوَلَايَةُ يَعْمَلُونَ بِهَا، وَيُرِيدُ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ وَتَبَاهُونَ بِهَا، حَتَّى قِيلَ: إِنَّهُمْ كَانُوا يُعَيِّرُونَ مَنْ كَانَ يَلْبَسُ مِنْ صَنَادِيدِهِمْ مَنْطِقَةً أَوْ تَاجًا قِيمَتُهَا دُونَ مِائَةِ أَلْفِ دِرْهَمٍ. أَوْ لَا يَكُونُ لَهُ قَصْرٌ شَامِخٌ وَأَنْزَنٌ وَحِمَامٌ وَبَسَاتِينٌ، وَلَا يَكُونُ لَهُ دَوَابٌّ فَارِهَةٌ وَعِلْمَانٌ حَسَنَانِ، وَلَا يَكُونُ لَهُ تَوْسَعٌ فِي الْمَطَاعِمِ، وَتَجَمُّلٌ فِي الْمَلَابِيسِ وَذِكْرٌ ذَلِكَ يَطُولُ وَمَا تَرَاهُ مِنْ مُلُوكٍ بِلَادِكَ يُغْنِيكَ عَنْ حِكَايَاتِهِمْ.

جناب نبی کریم ﷺ کی بعثت کے وقت عجمی شہریت کا حال

جان لیجئے! کہ عجم اور روم جب ایک لمبا عرصہ بادشاہت کے ساتھ وابستہ رہے تو دنیا کی لذتوں میں ڈوب گئے، دار آخرت کو بھول گئے اور شیطان ان پر غالب آ گیا تو وہ معاشی منافع میں منہمک ہو گئے اور ان منافع کے ساتھ فخر کا اظہار کرنے لگے دنیا جہاں کے حکماء حضرات ان کی خدمت میں آتے اور ان کے لئے معیشت کی باریکیاں اور اس کے

(۱) قطب الدین احمد ولی اللہ بن عبدالرحیم بن وجیہ الدین العمري الدہلوی ۱۱۱۳ھ میں پیدا ہوئے اور اپنے والد محترم سے کتب علم کیا اور پندرہ سال کی عمر بھی نہ گزری تھی کہ فارغ ہوئے پھر تدریس و تالیف کا سلسلہ شروع کیا یہاں تک کہ ۱۱۴۳ھ میں حجاز کا سفر کیا، وہاں کے علماء کرام سے استفادہ کیا اور شیخ ابو طاہر مدنیؒ سے علم حدیث حاصل کیا پھر ہندوستان واپس لوٹے اور درس و افتادہ اور تالیف اور تہجد میں مشغول ہو گئے اور آخری وقت تک مشغول رہے۔ آپ اللہ کی نشانیں میں سے اور اسلام کی تابعدار روزگارستیوں میں سے تھے علامہ سید صدیق حسن خان قزوینی امیر بھوپال کہتے ہیں کہ اگر شیخ قرونِ حقد میں سے ہوتے تو اسلام کے کبار ائمہ مجتہدین میں ان کا شمار ہوتا۔ آپ محدث، حکیم الاسلام، مفسر، فقیہ، اصولی، منکلم اور سیاسی فلسفی اور مجدد الدین والعلوم تھے، یہی وہ محدث ہیں جو ہندوستان ہی کیا پورے عجم میں چلنے والی سندھ حدیث کا مرجع ہیں، تمام شیوخ کی سندیں یہاں آکر جمع ہو جاتی ہیں اور پھر آگے سلسلہ سند سب کا ایک ہے اور یہی حضرت محدث دہلوی کے نام سے مشہور ہیں آپ عربی لکھنے اور تالیف میں یدِ طولی رکھتے تھے، آپ کا قلم، مجرد و اس تھا آپ کی بعض کتابیں ایسی ہیں کہ اب تک اس طرح کی کتابیں نہیں لکھی گئیں خصوصاً "الفوز الکبیر فی اصول الفیئر، ازالۃ الخفاء فی خلافتہ الخلفاء، رسالۃ الانصاف فی سبب الاختلاف"، مشہور ہیں، رہی ان کی مشہور کتاب "حیۃ اللہ الباقیہ" تو وہ اپنے موضوع کی منفرد کتاب ہے اور اس میں حقائق دیدیہ کی تشریح، عقل و نقل کی تطبیق، دینی اور سیاسی نظام کی شرح کی گئی ہے اور یہ سبق بھی اسی سے ماخوذ ہے آپ کی وفات ۱۱۷۶ھ میں ہوئی۔

منافع ایجاد کیا کرتے تھے۔ وہ انہی کے ایجاد کردہ معاشی نکات پر ہمیشہ عمل پیرا رہے اور ان میں سے بعض، بعض پر فوقیت لے جاتے تھے اور اس پر اظہار فخر کرتے تھے، حتیٰ کہ یہ کہا جانے لگا کہ وہ لوگ اپنے سرداروں میں سے ہر اس آدمی کو عیب دار گردانتے تھے جو کوئی کمر کا پڑکایا تاج ایسا پہنتا تھا جس کی قیمت ایک لاکھ درہم سے کم ہو یا اس کے ہاں عالیشان محل، فوارہ، حمام اور باغات نہ ہوں، اس کے پاس چاق و چوبند جانور ہوں اور نہ ہی اسکے پاس حسین و جمیل غلام ہوں، اس کے کھانوں میں کشادگی و آسودگی ہو اور نہ ہی اس کے لباس تزئین و آرائش سے آراستہ ہوں غرض ان سب کا ذکر بہت طویل ہے اور جب آپ اپنے شہر کے بادشاہوں کو دیکھیں گے تو آپ عجبی و رومی لوگوں کی حکایات سے مستغنی ہو جائیں گے (یعنی یہ ان سے دو چار قدم آگے ہیں)

**استحوذ** : حوذاً (استفعال) استحوذاً (علی) غالب ہونا (ن) حوذاً (احتفاظ) کرنا (إفعال) (حواذاً) اہلنا، تیز چلنا۔ **تعمقوا** : عمقاً (تفعل) تعمقاً تہہ تک پہنچنے کی کوشش کرنا [کلامہ] خوب چرب لسانی سے گفتگو کرنا (ک) عمقاً دور ہونا، کشادہ و لمبا ہونا (ک) عمقاً گہرا ہونا (تفعیل) تعمیقاً گہری نظر ڈالنا۔ **تباہوا** : بھی (تفاعل) تباہ کیا باہم فخر کرنا (ن)، (ک) بھا، حسین و خوبصورت ہونا، ظریف ہونا (س) بھی ویران ہونا (تفعیل) تہیہ کشادہ کرنا (مفاعله) مباحثہ مقابلہ میں فخر کرنا۔ **یستنبطون** : ببطاً (استفعال) استنباطاً ایجاد کرنا، ظاہر کرنا (ض، ن) ببطاً، بظوظازمین یا چشمہ سے ابنا (إفعال) انبساطاً (تفعیل) تنبیطاً نکالنا، ظاہر کرنا (افعال) انتباطاً [الحکم] اجتہاد سے نکالنا۔ **صنادید** : بہادر سردار، مصیبتیں، لشکر کی جماعت [مفرد] صندیہ، صندد۔ **منطقۃ** : کمر کا پکا [جمع] مناطق۔ **نطق** (ض) نطقاً، نطوقاً بولنا (إفعال) انطاطاً گفتگو کرنا (تفعیل) تنطیقاً پکا یا پیٹی باندھنا، گفتگو کرنا۔ **النطق** (مصدر) نطق ظاہری (گفتگو) و نطق باطنی (فہم و ادراک) ہر دو مراد ہوتے ہیں۔ **شامخ** : [جمع] شامخ بلند ہونا۔ **شمخ** (ف) شمخاً، شموخاً بلند ہونا (تفاعل) شامخاً بلند ہونا، تکبر کرنا۔ **فارہ** : چالاک، خوب کھانے والا۔ **فرہ** (س) فرھا خوش ہونا، اکڑنا (کرم) فرہۃ، فرودہ ماہر ہونا، حاذق ہونا (إفعال) فرھا چست و چالاک غلام لینا۔

فَدَخَلَ كُلُّ ذَلِكِ فِي أَصُولِ مَعَاشِهِمْ وَصَارَ لَا يَخْرُجُ مِنْ قُلُوبِهِمْ إِلَّا أَنْ تَمْرُغَ وَتَوَلَّدَ مِنْ ذَلِكَ دَاءٌ غَضَالٌ دَخَلَ فِي جَمِيعِ أَعْضَاءِ الْمَدِينَةِ، وَآفَةٌ عَظِيمَةٌ لَمْ يَبْقَ مِنْهُمْ أَحَدٌ مِنْ أَسْوَأِهِمْ وَرُسَاتِيهِمْ وَغَنِيهِمْ وَفَقِيرِهِمْ إِلَّا



قَدْ اسْتَوْلَتْ عَلَيْهِ وَأَخَذَتْ بِتَلَابِيهِ وَأَعْجَزَتْهُ فِي نَفْسِهِ وَأَهْجَتْ عَلَيْهِ غُمُومًا وَهُمْ مُمَّا لَا إِرْجَاءَ لَهَا .

بہر حال! یہ سب باتیں ان کے معیشت کے اصولوں میں اس طرح رچ بس گئیں کہ ان کے دلوں سے نکلتی ہی نہ تھیں مگر یہ کہ ان کے دل ٹکڑے ٹکڑے کر دیے جائیں، نوبت بایں جا رسید کہ ان لوگوں میں ایک ایسا تھکا دینے والا مرض ناسور پیدا ہو گیا جو کہ شہر کے تمام لوگوں میں سرایت کر گیا اور اسکی وجہ سے عظیم مصیبت پیدا ہو گئی، جس سے ان کا کوئی فرد، بازار گنجان آبادیاں، امراء، اور فقراء وغرباء بھی محفوظ نہ رہے، الغرض سب پر یہ مصیبت چھا گئی اور ان لوگوں کو ان کے گریبانوں سے پکڑ لیا اور ان کو اپنے نفس میں عاجز و مجبور کر دیا اور ان کو ایسی پریشانیوں اور مصائب میں گھیر دیا جن کے ختم ہونے کا زمانہ قریب نہ تھا۔

**تمزع:** مزرع (تفعّل) تمرّعا جدا جدا کرنا، تقسیم کرنا (ف) تمرّعا آہستہ سے چھلانگ مارنا، متفرق کرنا۔ **عضال:** عضل (ن) عضلاً، سخت ہونا، منع کرنا (ض، س، ن) عضلاً، عضلاً منع کرنا (س) عضلاً، بہت سخت گوشت والا ہونا، پنڈلی کے پٹھے کا موٹا ہونا۔ **دستافہم:** دیہات [جمع] رستائیں۔ **بتلابیہ:** [مفرد] تلبیب گریبان، جھکلف عقل کا اظہار کرنا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۲۵۶ پر ہے۔ **إرجاء:** رجاء (إفعال) ارجاء ازمانہ قریب ہونا، موخر کرنا۔

وَذَلِكَ أَنَّ تِلْكَ الْأَشْيَاءَ لَمْ تَكُنْ لِتَحْصُلْ إِلَّا بِبَدْلِ أَمْوَالٍ خَطِيرَةٍ وَلَا تَحْصُلْ تِلْكَ الْأَمْوَالُ إِلَّا بِتَضْعِيفِ الضَّرَائِبِ عَلَى الْفَلَاحِينَ وَالتَّجَارِ وَ أَشْبَاهِهِمْ، وَالتَّضْيِيقِ عَلَيْهِمْ فَإِنْ امْتَنَعُوا قَاتَلُوهُمْ وَعَذَّبُوهُمْ وَإِنْ أَطَاعُوا جَعَلُوهُمْ بِمَنْزِلَةِ الْحَمِيرِ وَالْبَقَرِ يَسْتَعْمَلُ ۖ تَسْتَعْمَلُ فِي النَّضْحِ وَالْذِّبَاسِ وَالْحَصَادِ، وَلَا تُقْتَنَى إِلَّا لِيُسْتَعَانَ بِهَا فِي الْحَاجَاتِ. ثُمَّ لَا تُتْرَكُ سَاعَةً مِنَ الْعَنَاءِ حَتَّى صَارُوا لَا يَرْفَعُونَ رُؤُوسَهُمْ إِلَى السَّعَادَةِ الْآخِرِيَّةِ أَصْلًا وَلَا يَسْتَطِيعُونَ ذَلِكَ. یہ بات بھی مسلم ہے کہ یہ تمام چیزیں مال کثیر خرچ کئے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی تھیں اور اس ”مال کثیر“ کو حاصل کرنے کا واحد راستہ صرف یہی تھا کہ کسانوں، تاجروں اور ان جیسے دوسرے لوگوں پر شر و خراج (یعنی ٹیکسز) دو گئے کر دیے جائیں اور ان پر زندگی تنگ کر دی جائے چنانچہ اگر یہ کسان وغیرہ ان ٹیکسز سے انحراف کرتے تو وہ لوگ ان سے جنگ و جدال کا معاملہ کرتے اور تکلیفیں پہنچاتے۔ اگر یہ کسان وغیرہ ان کی اطاعت و فرمانبرداری

کرتے تو وہ لوگ ان کو گدھوں اور گائے کی مانند کھیتوں کے سیراب کرانے اور کھیتی وغلہ گہانے اور کاٹنے وغیرہ میں استعمال کرتے اور ان کو جمع ہی اس لئے کیا جاتا تھا کہ ان سے اپنی حاجات میں مدد لی جائے، پھر ان کو تھکاوٹ و مشقت کے لمحات سے ایک لمحہ بھی دور نہیں رکھا جاتا یہاں تک کہ ان کی حالت ایسی ہوگئی کہ سعادت اخروی کی طرف کبھی سر اٹھا کر دیکھا اور نہ ہی وہ اس کی قوت و طاقت رکھتے تھے۔

**الضرر آلب:** [مفرد] ضریبہ جزیہ، عادت، طبیعت۔ **النضج:** پانی جس سے کھیت سیراب کیا جائے، پانی وغیرہ کا چھڑکاؤ، ہر وہ چیز جو پانی کی طرح رقیق ہو۔ **نضج (ف)**، **نضج (ض)** (نضجاً چھڑکنا) **(ف)** **نضجاً**، **نضجاً** خاٹھنا، پسینہ والا ہونا **(إفعال)**، **إنضاجاً** آلودہ کرنا۔ **الدیاس:** دوس **(ن)** **دؤساً**، **دیاساً** گاہنا، کسی کو ذلیل کرنا، **صیقل** کرنا **(الفعال)** انداسہ پاؤں سے روندنا جانا **(مفاعله)**، **مداساً** جنگ میں ایک دوسرے کو پاؤں سے روندنا۔ **لاتقتسی:** قنوا **(الفعال)** **اعتناء** جمع کرنا، اپنے لئے حاصل کرنا **(ن)** **قنوا**، **قنوا** جمع کرنا، پیدا کرنا **(ض، س)** **قنوا** لازم پکڑنا، غمی کرنا **(س)** **قنوا** تک ہونا **(تفعّل)** **تقنوا** نفقہ سے بچے ہوئے کا ذخیرہ کرنا۔ **العناء:** غمی **(س)** **عناءاً** اٹھنا **(ض)** **عنوا** واقع ہونا، مفید ہونا، عنایہ حفاظت کرنا **(إفعال)** **إعناءاً** **(تفعّل)** **تعنّیہ** تکلیف پہنچانا **(مفاعله)** **معاناً** مشقت برداشت کرنا، مدارات کرنا **(الفعال)** **اعتناءاً** اہتمام کرنا۔

وَرَبَّمَا كَانَ إِقْلِيمٌ وَاسِعٌ لَيْسَ فِيهِمْ أَحَدٌ يُهْمُهُ دِينُهُ، وَلَمْ يَكُنْ لِيُحْصَلَ  
أَيْضًا إِلَّا بِقَوْمٍ يَتَكَسَّبُونَ بِتَهْنِئَةِ تِلْكَ الْمَطَاعِمِ وَالْمَلَابِيسِ وَالْأَنْبِيَةِ وَغَيْرِهَا  
وَيَتَرَكُونَ أَصُولَ الْمَكَاسِبِ الَّتِي عَلَيْهَا بِنَاءُ نِظَامِ الْعَالَمِ وَصَارَ غَامَةً مَنْ يُطَوِّفُ  
عَلَيْهِمْ يَتَكَلَّفُونَ مُحَاكَاةَ الصَّنَادِيدِ فِي هَذِهِ الْأَشْيَاءِ وَإِلَّا لَمْ يَجِدُوا عِنْدَهُمْ  
حِظْوَةً وَلَا كَانُوا عِنْدَهُمْ عَلَى بَالٍ .

بسا اوقات ایسا ہوتا تھا کہ ایک بہت بڑی ریاست ہوتی تھی لیکن اس میں کوئی بھی ایسا شخص نہیں ہوتا تھا جسکے نزدیک اس کا دین اہمیت رکھتا ہو اور اس کو حاصل کرنے والا بھی کوئی نہیں ہوتا تھا ہاں مگر ایسی قوم وہاں آباد ہوتی تھی جن کی کمائی کے مصارف کھانے، لباس اور عمارات وغیرہ ہی تھیں اور وہ کمائی کے ان اصولوں کو جن پر نظام عالم کی بنیاد تھی چھوڑ دیتے تھے چنانچہ ان کے پاس آنے والے عام لوگ بھی اس پر مجبور ہوتے تھے کہ وہ ان کے سامنے ان اشیاء کے متعلق سرداروں کی حکایات و قصص بیان کریں وگرنہ وہ ان کے نزدیک کوئی مقام

رکھتے تھے اور نہ ہی ان کی کوئی حیثیت ہوتی تھی۔

وَصَارَ جُمْهُورُ النَّاسِ عِيَالًا عَلَى الْخَلِيفَةِ يَتَكَفَّفُونَ مِنْهُ تَارَةً عَلَى أَنَّهُمْ مِنَ الْغَزَاةِ وَالْمُدَبِّرِينَ لِلْمَدِينَةِ يَتَرَسَّمُونَ بِرُسُومِهِمْ وَلَا يَكُونُ الْمَقْصُودُ دَفْعُ الْحَاجَةِ وَلَكِنَّ الْقِيَامَ بِسِيرَةِ سَلَفِهِمْ، وَتَارَةً عَلَى أَنَّهُمْ شُعَرَاءُ جَرَتْ عَادَةُ الْمُلُوكِ بِصَلَاتِهِمْ، وَتَارَةً عَلَى أَنَّهُمْ زُهَادٌ وَفُقَرَاءُ يَقْبَحُ مِنَ الْخَلِيفَةِ أَنْ لَا يَتَّقَهُ حَالَهُمْ فَيَضِيقُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا وَتَتَوَقَّفُ مَكَاسِبُهُمْ عَلَى ضُجْبَةِ الْمُلُوكِ وَالرَّفَقِ بِهِمْ وَحُسْنِ الْمَحَاوَرَةِ مَعَهُمْ وَالتَّمَلُّقِ مِنْهُمْ وَكَانَ ذَلِكَ هُوَ الْفَنُّ الَّذِي تَتَعَمَّقُ أَفْكَارُهُمْ فِيهِ وَتَضِيعُ أَوْقَاتُهُمْ مَعَهُ.

چنانچہ لوگوں کا ایک بڑا طبقہ خلیفہ کی زیر کفالت تھا، وہ لوگ خلیفہ کے سامنے دست سوال دراز کرتے کبھی اس عنوان سے کہ وہ عاز یوں میں سے اور شہر کے خیر خواہوں میں سے ہیں اور ان کے طریقے پر گامزن ہیں۔ ان کا مقصد حاجت کو پورا کرنا نہیں ہوتا تھا بلکہ اپنے سلف کی سیرت و کردار کو اختیار کرنا ہوتا تھا، کبھی اس عنوان سے کہ وہ شعراء میں سے ہیں اور بادشاہوں کی عادت ہے کہ وہ ان کو صلہ دیتے ہیں اور کبھی اس عنوان سے کہ وہ زاہد و فقیر ہیں اور خلیفہ کو یہ بات ناگوار تھی کہ ان زہاد کے حالات سے نا آشنا ہو کہ وہ ایک دوسرے پر بوجھ بن جائیں بادشاہوں کی صحبت، ان کے ساتھ نرمی، اچھی گفتگو اور خوشامد و چالپوسی ہی ان کی کمائی کا ذریعہ اور یہ ایک ایسا فن تھا جس میں ہی ان کی فکریں ڈوبی ہوئی تھیں اور اسی میں ان کا وقت ضائع ہوتا تھا۔

**یَتَكَفَّفُونَ**: کفف (تفعل) تکلفا مانگنے کے لئے ہاتھ پھیلا کر، مٹھی بھریا بھوک روکنے کے لائق مانگنا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۱۴۱ پر ہے۔ **يَقْبَحُ**: قبح (ک) قبحا، قبا حشر برا ہونا، بد صورت ہونا۔ **يَتَفَقَّدُ**: فقد (تفعل) تفقدا (افعال) افتقادا گم شدہ کی تلاش کرنا۔ **التَّمَلُّقُ**: ملق (تفعل) تملقا چالپوسی کرنا، چبانا (س) ملقا (مفاعلة) ممالقہ چالپوسی کرنا (ن) ملقا مٹانا، نرم کرنا (إفعال) إملقا محتاج ہو جانا، ضائع کر دینا (انفعال) انملاقا نرم و چمکدار ہونا، بچ لگانا۔ **فَلَمَّا كَثُرَتْ هَذِهِ الْأَشْغَالُ تَشَبَّحَ فِي نَفُوسِ النَّاسِ هَيَاتَ خَسِيسَةٍ وَأَعْرَضُوا عَنِ الْأَخْلَاقِ الصَّالِحَةِ، وَإِنْ شِئْتَ أَنْ تَعْرِفَ حَقِيقَةَ هَذَا الْمَرَضِ فَاَنْظُرْ إِلَى قَوْمٍ لَيْسَتْ فِيهِمُ الْخِلَافَةُ وَلَا هُمْ مُتَعَمِّقُونَ فِي لَذَائِدِ الْأَطْعِمَةِ وَالْأَلْبَسَةِ تَجِدُ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ بِيَدِهِ أَمْرَهُ وَلَيْسَ عَلَيْهِ مِنَ الصَّرَائِبِ الثَّقِيلَةِ مَا يَنْقِلُ ظَهْرَهُ فَهُمْ يَسْتَطِيعُونَ التَّفَرُّغَ لِأَمْرِ الدِّينِ وَالْمِلَّةِ، ثُمَّ تَصَوَّرُ حَالَهُمْ لَوْ**

كَانَ فِيهِمُ الْخِلَافَةُ وَمَلَاهَا وَسَخَرُوا الرَّعِيَّةَ وَتَسَلَّطُوا عَلَيْهِمْ .

چنانچہ جب یہ اشغال بڑھ گئے تو لوگوں میں بری اور خراب کیفیات ظاہر ہونے لگیں اور وہ اچھے اخلاق سے روگردانی کرنے لگے، اگر آپ چاہتے ہیں کہ اس مرض کی حقیقت کو پہچان لیں تو اولاً ایک ایسی قوم کا تصور کریں جس میں نہ ہی خلافت ہو، اور نہ ہی وہ لوگ کھانے پینے کی لذتوں میں مستغرق ہوں، اسمیں ہر آدمی کو اپنا خود کفیل پائیں گے اور نہ ہی اس پر بھاری ٹیکسز ہوں گے جو اس کی پیٹھ کو جھکا دیں، تو وہ لوگ دین اور امت کے لئے فرصت پاسکتے ہیں پھر آپ اس قوم کا تصور کریں جسمیں خلافت ہو اور اس کا نگران و سربراہ ہو جس نے لوگوں کو اور رعایا کو سخر کر رکھا ہو اور لوگوں پر مسلط ہو گیا ہو (تو پھر آپ پر اس مرض کی حقیقت آشکار ہو جائیگی)۔

فَلَمَّا عَظُمَتْ هَذِهِ الْمُصِيبَةُ وَاشْتَدَّ هَذَا الْمَرَضُ سَخِطَ عَلَيْهِمُ اللَّهُ وَالْمَلَائِكَةُ الْمُقَرَّبُونَ وَكَانَ رِضَاهُ تَعَالَى فِي مُعَالَجَةِ هَذَا الْمَرَضِ بِقَطْعِ مَا دَبَّهَ قَبَعَتْ نَبِيًّا أَمِيًّا ﷺ لَمْ يَخَالِطِ الْعَجَمَ وَالرُّومَ وَلَمْ يَتَرَسَّمْ بِرُسُومِهِمْ وَجَعَلَهُ مِيزَانًا يُعْرَفُ بِهِ الْهُدَى الصَّالِحُ الْمَرْضِيُّ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ غَيْرِ الْمَرْضِيِّ وَأَنْطَقَهُ بِذِمِّ عَادَاتِ الْأَعَاجِمِ وَقَبَّحَ الْإِسْتِغْرَاقَ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَالْإِطْمِئْنَانِ بِهَا، وَنَفَثَ فِي قَلْبِهِ أَنْ يُحَرِّمَ عَلَيْهِمْ رُؤُوسَ مَا اغْتَادَهُ الْأَعَاجِمُ وَتَبَاهَوْا بِهَا كُنُوسِ الْخَرِيرِ وَالْقِسَى وَالْأَرْجُونَ، وَاسْتَعْمَالَ أَوَانِي الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَخِلَى الذَّهَبِ غَيْرِ الْمُقَطَّعِ، وَالثِّيَابِ الْمَصْنُوعَةِ فِيهَا الصُّورُ وَتَرْوِيقِ الْبُيُوتِ وَغَيْرِ ذَلِكَ، وَقَضَى بِزَوَالِ دَوْلَتِهِمْ بِدَوْلَتِهِ وَرِيَاسَتِهِمْ بِرِيَاسَتِهِ وَبَأَنَّهُ إِذَا هَلَكَ كِسْرَى فَلَا كِسْرَى بَعْدَهُ وَإِذَا هَلَكَ قَيْصَرٌ فَلَا قَيْصَرَ بَعْدَهُ .

چنانچہ جب یہ مصیبت بڑی ہو گئی اور یہ مرض شدت اختیار کر گیا تو اللہ رب العزت اور اس کے مقرب فرشتے ان سے ناراض ہو گئے اور اللہ تعالیٰ کی رضا اس میں ہوئی کہ وہ اس مرض کا علاج اس کے مادے کو ختم کر کے کریں چنانچہ نبی امی (ہاشمی سرور کونین، تاجدار دو عالم محمد ﷺ) کو مبعوث فرمایا جنکی عجم و روم کے لوگوں سے کوئی مخالفت تھی اور نہ ہی ان کے رسوم سے وہ آراستہ تھے، اللہ تعالیٰ نے اس نبی کو ایسا معیار بنا دیا جس کے ذریعہ صالح اور مقبول عند اللہ ہدایت کو غیر مقبول ہدایت سے امتیاز کر لیا جاتا تھا، انکو عادات عجم کی برائی سے آگاہ فرمایا اور دنیاوی زندگی میں انہماک اور اس کے ساتھ اطمینان کو ناپسند فرمایا۔ ان کے دل میں

القاء فرمایا کہ وہ ان لوگوں پر ایسی برائیوں کی جڑیں جیسے ریشم کا استعمال، ریشمی لباس اور کپڑوں کا پہننا، سونے چاندی کے برتن کا استعمال، غیر ڈھلے ہوئے سونے کے زیورات، تصاویر پر مشتمل کپڑے اور گھروں کے نقش و نگار وغیرہ، حرام کر دیں جن کو اعاجم نے اختیار کیا اور ان کے ساتھ فخر کیا اور یہ فیصلہ فرمایا کہ ان کے ملک و سلطنت کا زوال ان (ﷺ) کے ملک و سلطنت کے بدلے میں اور ان (روم و عجم) کی ریاست کا زوال اس (ﷺ) کی ریاست کے بدلے میں ہے۔ جب کسریٰ ہلاک ہو جائے گا تو اس کے بعد کوئی کسریٰ نہیں ہے اور جب قیصر ہلاک ہو جائے گا تو اس کے بعد کوئی قیصر نہیں ہے۔

**نفث:** نفث (ن، ض) نفثاً، نفثاً القاء کرنا، تھوک پھینکنا (مفاعله) منافثہ چکے چکے بات کرنا۔ تزویق: زوق (تفعل) تزویقاً نقش و نگار کرنا، آراستہ کرنا۔



## أَهْلُ الطَّبَقَةِ الْعُلْيَا مِنَ الْأُمَّةِ

(لسید عبدالرحمن الکواکبی)

الْفُتُوْرُ بِالْغِیْ عَالِبِ أَهْلِ الطَّبَقَةِ الْعُلْيَا مِنَ الْأُمَّةِ وَلَا سِیَّمَا فِی الشُّیُوْخِ، مُرْتَبَةً (الْخَوَرِ فِی الطَّبِیْعَةِ) لِأَنَّنَا نَحْدَهُمْ یَنْتَقِصُوْنَ أَنْفُسَهُمْ فِی كُلِّ شَیْءٍ، وَیَتَفَاصِرُوْنَ عَنْ كُلِّ عَمَلٍ وَیَحْجُمُوْنَ عَنْ كُلِّ إِقْدَامٍ، وَیَتَوَقَّعُوْنَ الْخِیْبَةَ فِی كُلِّ أَمَلٍ، وَمِنْ أَفْجَحِ آثَارِ هَذَا الْخَوَرِ نَظَرُهُمْ الْكَمَالَ فِی الْأَجَانِبِ كَمَا یَنْظُرُ الصَّبِیَّانُ الْكَمَالَ فِی آبَائِهِمْ وَمُعَلِّمِهِمْ، فِیَنْدَفِعُوْنَ لِتَقْلِیدِ الْأَجَانِبِ وَاتِّبَاعِهِمْ،

(۱) سید عبدالرحمان الکواکبی حلب کے ایک معزز گھرانے میں ۱۲۶۵ھ میں پیدا ہوئے انہیں بڑے لوگوں کا فخر پایا جاتا تھا اور آپ نے ایسی فضا میں جو اپنی بلند و بالا عزت و شرافت، غیرت و حیثیت جیسی رسوم کیساتھ ممتاز تھی، پرورش پائی اور اسی پرورش کی وجہ سے آپ کی طبیعت ایسی ہو گئی کہ بات میں سنجیدگی، فکر میں گہرائی اور شرافت میں پاکبازی تھی۔ اپنی قوم کے دیگر افراد کی طرح آپ نے لغت عربی اور دیگر علوم کو حاصل کیا (لیکن) آپ نے اس تعلیم پر اکتفا نہ کیا بلکہ علوم باخیز اور طبعیہ (فہرس) کی وادی پر غاش میں اترے اور اس مرحلے کو بھی بخیر و خوبی طے کیا، آپ فارسی اور ترکی زبانوں پر دسترس حاصل کر کے تاریخی کتب اور عثمانی طرز حکومت کے قوانین کے مطالعہ میں منہمک ہو گئے۔ آپ بہت سارے حکومتی عہدوں اور مناصب پر فائز ہوئے۔ حلب میں ”الشہباء“ نامی تحریک آزادی کا رسالہ نکالتے تھے جس میں حلب میں (جابر) حکمرانوں کی جارحیت کی خوب خبر لیتے تھے، آپ مسلمانوں کے خراب احوال کے بارے میں بڑے حساس تھے چنانچہ آپ نے کرہ ارض کے تمام مسلمانوں کے تعارف، ان کے امراض کی تشخیص اور اسکے علاج کی جستجو کیلئے زندگی ایک بڑا حصہ شخص کر دیا اور یہ متن میں مذکور امراض بھی اسی جستجو کا ایک حصہ ہیں، امراض بھی بیان کیے اور ساتھ میں علاج بھی، اسی طلب و جستجو میں انھوں نے مشرق سے مغرب تک کے مسلمانوں کے تمام شہروں میں سیاحت کی یہاں تک کہ مصر میں ۱۲۶۰ھ میں انکو موت نے آلیا۔

فِيمَا يَطْنُونَهُ رَقَّةً وَظَرَّافَةً وَتَمَدَّنًا وَيَنْخَدَعُونَ لَهُمْ فِيمَا يَغْشَوْنَهُمْ بِهِ، كَأَسْتَحْسَانِ  
تَرْكِ التَّصَلُّبِ فِي الدِّينِ وَالْإِفْتِخَارِ بِهِ،

امت کے اونچے طبقے کے لوگ

سستی امت کے اکثر اونچے طبقے والوں اور خصوصاً اس طبقے کے سرداروں میں  
طبعی کمزوری کے درجے کو پہنچ چکی ہے کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ وہ ہر چیز میں اپنے آپ کو ناقص  
سمجھتے ہیں، ہر عمل کی انجام دہی میں کوتاہی کرتے ہیں، ہر قسم کے اقدام سے باز رہتے ہیں اور  
ہر امید میں محرومی کی توقع رکھتے ہیں اس کمزوری کا قبیح ترین اثر ان کا اجنبی لوگوں میں کمال کو  
اس طرح دیکھنا ہے جیسے بچے اپنے والدین اور اساتذہ میں دیکھتے ہیں۔ چنانچہ وہ اجنبیوں اور  
ان کے پیروکاروں کی تقلید ان چیزوں میں تیزی سے کرتے ہیں جسے وہ آسودگی، ذہانت اور  
تہذیب خیال کرتے ہیں اور وہ ایسی چیزوں میں انکے دھوکے میں آ جاتے ہیں جس کے ذریعہ وہ  
(اجانب) انہیں دھوکے میں مبتلا کریں جیسے دین میں سختی چھوڑ دیے کو اچھا سمجھنا اور اس پر فخر کرنا۔

الفتور: [مفرد] الفتور کمزوری، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۲۱۷ پر ہے۔ الخود: خود (س)  
خُورًا کمزور و ست ہونا، ٹوٹنا (تفعیل) تخویرًا کمزور ہونا، ڈھیلا ہونا (إفعال) إخارة موڑنا  
(استفعال) استخارة مہربانی چاہنا۔ یحجمون: حُجْم (إفعال) إجتامًا بصلہ [عن] ڈر کر باز  
رہنا، پیچھے ہٹنا (ن، ض) جتبا بصلہ [عن] پھیرنا، پچھنے لگانا (ن) جتبا بھڑنا (افتعال) اجتامًا  
پچھنے لگوانا۔ الخبیة: خیب (ض) خَبِيَّة (تفعل) تخيًّا محروم ہونا (إفعال) إخبلة (تفعیل)  
تخيًّا محروم کرنا۔ رقة: آسودگی، مہربانی، رحمت، شرم، باریکی، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۲۲ پر ہے۔  
ظرافة: ظرف (ک) ظرافة، ظرفًا ذہین ہونا، خوش شکل و چالاک ہونا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر  
۲۰۷ پر ہے۔ تمدنا: مدن (تفعل) تمدًا ناشائستہ ہونا (ن) تمدؤنا اقامت کرنا، شہر میں آنا  
(تفعیل) تمدنا شہر آباد کرنا۔

فَمِنْهُمْ مَنْ يَسْتَحْيِ مِنَ الصَّلَاةِ فِي غَيْرِ الْخَلَوَاتِ، وَكَأَنَّهُمْ أَلِ التَّمَسُّكِ  
بِالْعَادَاتِ الْقَوْمِيَّةِ، فَمِنْهُمْ مَنْ يَسْتَحْيِ مِنْ عِمَامَتِهِ، وَكَأَنَّهُ لُبْعِدٍ عَنِ الْإِعْتِزَالِ  
بِالْعَشِيرَةِ كَأَنَّ قَوْمَهُمْ مِنْ سَقَطِ الْبَشَرِ، وَكَئِذِ التَّحَرُّبِ لِلرَّأْيِ كَأَنَّهُمْ خَلِقُوا  
قَاصِرِينَ، وَكَأَنَّهُمْ لَغَفْلَةٍ عَنِ إِنَارِ الْأَقْرَبِينَ فِي الْمَنَافِعِ، وَكَأَنَّهُمْ لَفُغُودٍ عَنِ التَّنَاصُرِ وَ  
التَّرَاحُمِ بَيْنَهُمْ كَي لَا يَشْمَ مِنْ ذَلِكَ رَاحَةُ التَّعَصُّبِ الدِّينِيِّ، وَإِنْ كَانَ عَلَى  
الْحَقِّ إِلَى نَحْوِ ذَلِكَ مِنَ الْخِصَالِ الدِّيمِيَّةِ فِي أَهْلِ الْخَوَرِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ

الْحَمِيدَةِ فِي الْأَجَانِبِ، لِأَنَّ الْأَجَانِبَ يُمَوِّهُونَ عَلَيْهِمْ بِأَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ التَّحَلِّيَ بِهَا ذَوْنَهُمْ.

چنانچہ ان میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو تنہائی کے علاوہ نماز پڑھنے سے شرم محسوس کرتے ہیں۔ اسی طرح قومی عادات اپنانے کو جان بوجھ کر چھوڑ دینا، بعض پگڑی پہننے سے شرم کرتے ہیں، اسی طرح اپنے قبیلہ پر فخر کرنے سے دور رہنا گویا انکی قوم گرے پڑے لوگ ہیں، اسی طرح رائے (مشورہ) کے لئے جمع ہونے کو پس پشت ڈال دینا گویا کہ وہ ناقص (اور گھٹیا) پیدا کیے گئے ہیں۔ اسی طرح ضرورت کی چیزوں میں رشتہ داروں کیلئے قربانی دینے سے غفلت برتنا اسی طرح آپس میں ایک دوسرے کی مدد اور شفقت کو چھوڑ دینا تاکہ اس سے دینی تعصب کی بونہ سونگھی جاسکے اگرچہ وہ تعصب حق ہی کیوں نہ ہو۔ اس طرح کی جتنی بری عادتیں کمزور مسلمانوں میں پائی جاتی ہیں، وہ سب اجانب کے حق میں اچھی ہیں، اس لیے کہ اجانب ان کو یہ باور کراتے ہیں کہ وہی ان صفات کے زیور سے آراستہ ہیں نہ کہ دوسرے لوگ۔

**إِهْمَالٌ:** ہمل (إفعال) اہمالاً جان بوجھ کر یا بھولے سے چھوڑ دینا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۶۸ پر ہے۔ **الاعتزاز:** عزز (إفعال) اعتزاز فخر کرنا، اپنے آپ کو طاقتور و قوی سمجھنا (ض) عزیز ہونا، قوی ہونا (تفعیل) تعزیز تعظیم کرنا (إفعال) إعزاز عزیز بنانا۔ **التحزب:** حزب (تفعل) تحزباً جمع ہونا، پارٹی پارٹی ہونا (ن) حزبا پہنچنا، سخت ہونا (تفعیل) تحزبنا پارٹی پارٹی کر کے جمع کرنا۔ **يموهون:** موه (تفعیل) تمویھا جھوٹی بات خلاف واقعہ سنانا (ن) موهاداً غل ہونا، ملانا (إفعال) إماهة ملنا، ملانا۔

وَهُلْوَاءِ الْوَاهِنَةُ يَحِقُّ لَهُمْ أَنْ تَشَقَّ عَلَيْهِمْ مُفَارَقَةُ حَالَاتِ الْفُؤَاهَا غُمْرُهُمْ، كَمَا قَدْ يَأْلَفُ الْجِسْمُ السَّقَمَ فَلَا تَلْدُ لَهُ الْعَافِيَةُ فَإِنَّهُمْ مِنْذُ نَعُومَةِ أَظْفَارِهِمْ تَعَلَّمُوا الْأَدَبَ مَعَ الْكَبِيرِ يُقْبَلُونَ يَدَهُ أَوْ ذَيْلَهُ أَوْ رِجْلَهُ، وَالْفُؤَا الْإِحْتِرَامَ فَلَا يَدُوسُونَ الْكَبِيرَ وَلَوْ دَاسَ رِقَابَهُمْ، وَالْفُؤَا الثَّبَاتَ ثَبَاتِ الْأَوْتَادِ تَحْتَ الْمَطَارِقِ، وَالْفُؤَا الْإِنْقِيَادَ وَلَوْ إِلَى الْمَهَالِكِ، وَالْفُؤَا أَنْ تَكُونَ وَطِيقَتُهُمْ فِي الْحَيَاةِ ذَوْنُ الثَّبَاتِ، ذَاكَ يَطَّأُولُ وَهُمْ يَتَقَاصِرُونَ. ذَاكَ يَطْلُبُ السَّمَاءَ وَهُمْ يَطْلُبُونَ الْأَرْضَ، كَأَنَّهُمْ لِلْمَوْتِ مُشْتَاقُونَ.

ان کمزور (بزدل) لوگوں کے مناسب ہے کہ ان حالات کی جدائی ان پر گراں ہو

جن سے تمام عمر یہ ایسے مانوس تھے جیسے بھی جسم بیماری سے مانوس ہو جاتا ہے اور اسے عافیت میں لذت نہیں آتی اسلئے کہ انہوں نے اپنی کامیابیوں کی نعمتوں میں بڑے کیساتھ ایسا ادب کرنا سیکھا کہ اسکے ہاتھ، دامن یا پاؤں چومتے ہیں اور (اسکے ساتھ) ایسا احترام کرنے سے مانوس ہوئے کہ اسکو بھی ذلیل نہیں کرتے چاہے وہ انکی گردن کچل دے، ایسی ثابت قدمی سے مانوس ہوئے جیسے میخوں کی ہتھوڑے تلے ثابت قدمی ہوتی ہے اور تابعداری کے (بھی) عادی تھے چاہے وہ ہلاکت کی طرف لے جانے والی ہو اور اس سے بھی مانوس ہو گئے تھے کہ زندگی میں انکارِ رزق مقرر ہو جائے نہ کہ زمین سے اگنے والی شے (یعنی ان کو ماہانہ وظیفہ رقم کی صورت میں درکار تھا) وہ بڑا ترتی کرتا رہتا ہے اور یہ تنزلی کا شکار رہتے ہیں وہ آسمان کی بلندیوں کا طالب ہوتا ہے اور یہ زمین کی پستیوں کے طالب ہوتے ہیں گویا یہ موت کے امیدوار ہیں۔

**المطارق:** [مفرد] المطرق ہتھوڑا، روئی اون دھننے کا ڈنڈا۔ طرق (ن) مطرقاً ہتھوڑا مارنا، اون دھنا، کھٹکھٹانا۔

وَهَكَذَا طُولُ الْأُلْفَةِ عَلَى هَذِهِ الْخِصَالِ قَلْبٌ فِي فِكْرِهِمُ الْحَقَائِقَ وَ  
جَعَلَ عِنْدَهُمُ الْمَخَازِي مَفَاخِرَ، فَصَارُوا يُسَمُّونَ التَّصَاغُرَ أَدْبًا، وَالتَّذَلُّلَ لُطْفًا،  
وَالْتَمَلُّقَ فَصَاحَةً، وَاللُّكْنَةَ رَزَانَةً، وَتَرَكَ الْحَقُوقَ سَمَاحَةً، وَقَبُولَ الْإِهَانَةِ  
تَوَاضَعًا، وَالرَّضَاءَ بِالظُّلْمِ طَاعَةً، كَمَا يُسَمُّونَ دَعْوَى الْإِسْتِحْقَاقِ غُرُورًا، وَ  
الْخُرُوجَ عَنِ الشَّأْنِ الدَّائِي قُضُوءًا، وَمَدَّ النَّظَرِ إِلَى الْغَدِ أَمَلًا، وَالْإِقْدَامَ نَهْوَيرًا، وَ  
الْحَمِيَّةَ حِمَاةً، وَالشَّهَامَةَ شَرَّاسَةً وَحُرِّيَّةَ الْقَوْلِ وَقَاحَةً وَحُبَّ الْوَطَنِ جُنُونًا.  
اسی طرح ان خصال پر ان کی دیرینہ انسیت نے حقائق کو انکے ذہنوں میں الٹ  
دیا اور ان کے ہاں ذلت کی چیزوں کو فخر کی اشیاء بنا دیا۔ چنانچہ یہ یکجہدی کو ادب، ذلت کو  
نزاکت، چاپلوسی کو فصاحت، لکنت کو سنجیدگی (اپنے) حقوق چھوڑنے کو سخاوت، ذلت قبول  
کرنے کو انکساری اور ظلم پر راضی ہونے کو اطاعت کا نام دینے لگے جیسا کہ طلب حقوق کے  
دعویٰ کو بے جا امید، ذاتی حالت سے نکلنے کو بے کار بات، کل کیلئے غور و فکر کرنے کو ”امید“  
جرات کو لا پرواہی، خودداری کو بیوقوفی، جو انردی کو بد خلقی، آزاد کلامی کو گستاخی اور (جذبہ)  
حب الوطنی کو جنون کا نام دینے لگے۔

**اللکنة:** تٹا ہٹ، ہلکا پن۔ لکن (س) لکنا، لکنا، گفتگو میں اٹکنا، ہکھلانا (تفاعل)

تٹا کٹا ہٹانے کیلئے ہکھلا کے بولنا۔ رزانہ: رزن (ک) رزانہ سنجیدہ و باوقار ہونا، بوجھل



ہونا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۲۷۷ پر ہے۔ سماحہ: سح (ک) سباحۃ، سماحا، فیاض ہونا (ف) سباحۃ، سماحا دینا (تفصیل) سمیحا نرم ہونا، دوڑنا (افعال) اسماحا فیاض وخی ہونا۔  
تہورا: معاملہ میں لاپرواہی کرنا۔ الشہامۃ: قابل مدح بڑے بڑے کاموں کو سرانجام دینے کے لئے خود آگے بڑھنا، اسی کامرادی معنی جو انمردی کے ساتھ کیا گیا ہے، ورنہ لغوی معنی تیز فہم ہونا اور ذکی ہونا آتا ہے۔ شوراسۃ: شرس (س) شراسۃ، شرسا، شریسا بدخلق ہونا (ن) شرسا سخت کلامی سے جلانا، لگام کھینچنا۔ وقاحۃ: وقح (ک) وقاحۃ (ض) قحۃ (س) وقحا قبیح افعال پر جری ہونا بے حیاء بے شرم ہونا (تقابل) توقحا بے حیالی ظاہر کرنا۔

وَلْيَعْلَمَنَّ أَنَّ النَّاشِئَةَ الَّذِينَ تَعْقِدُ الْأُمَّةَ أَمَالَهَا بِأَحْلَامِهِمْ عَسَى يَصْدُقَ مِنْهَا شَيْءٌ وَتَتَعَلَّقُ الْأَوْطَانُ بِحِبَالِ هِمَّتِهِمْ عَسَاهُمْ يَأْتُونَ فِعْلًا، هُمْ أَوْلَئِكَ الشَّبَابُ وَمَنْ فِي حُكْمِهِمُ الْمُحَمَّدِيُّونَ الْمُهَذَّبُونَ الَّذِينَ يُقَالُ فِيهِمْ إِنَّ شَبَابَ رَأَى الْقَوْمَ عِنْدَ شَبَابِهِمْ، الَّذِينَ يَفْتَحِرُونَ بِدِينِهِمْ فَيَحْرُصُونَ عَلَى الْقِيَامِ بِمَبَانِيهِ الْأَسَاسِيَّةِ نَحْوَ الصَّلَاةِ وَالصَّوْمِ وَيَتَجَبَّوْنَ مَنَاهِيَةَ الْأُصْلِيَّةِ نَحْوَ الْمَيْسِرِ وَالْمُسْكَرَاتِ، الَّذِينَ لَا يَقْضِرُونَ بِنَاءَ قُصُورِ الْفَخْرِ عَلَى عِظَامِ نَخْرَهَا الدَّهْرِ، وَلَا يَرْضَوْنَ أَنْ يَكُونُوا خَلْقَةً سَاقِطَةً بَيْنَ الْأَسْلَافِ وَالْأَخْلَافِ. الَّذِينَ يَعْلَمُونَ أَنَّهُمْ خُلِقُوا أَحْرَارًا، فَيَأْبَوْنَ الدُّلَّ وَالْإِسَارَ، الَّذِينَ يَوَدُّونَ أَنْ يَمُوتُوا كِرَامًا، وَلَا يَخِيعُونَ لِنَامًا، الَّذِينَ يَجْهَدُونَ أَنْ يَنَالُوا حَيَاةَ رَضِيَّةٍ، حَيَاةَ قَوْمٍ كُلِّ فَرْدٍ مِنْهُمْ سُلْطَانٌ مُسْتَقِلٌّ فِي شُرُوبِهِ لَا يَحْكُمُهُ غَيْرُ الدِّينِ، وَشَرِيكَ أَمِينٍ لِقَوْمِهِ يُقَاسِمُهُمْ وَيُقَاسِمُونَهُ الشَّقَاءَ وَالْهَنَاءَ، وَوَلَدَ بَارًا لَوْطَنِ لَا يَخْلُ عَلَيْهِ بِجُزْءٍ طَفِيفٍ مِنْ فِكْرِهِ وَوَقْتِهِ وَمَالِهِ، الَّذِينَ يُحِبُّونَ وَطَنَهُمْ حُبَّ مَنْ يَعْلَمُ أَنَّهُ خُلِقَ مِنْ تُرَابٍ، الَّذِينَ يَعْشَقُونَ الْإِنْسَانِيَّةَ وَيَعْلَمُونَ أَنَّ الْبَشَرِيَّةَ هِيَ الْعِلْمُ، وَالْبَهِيمِيَّةُ هِيَ الْجَهَالَةُ، الَّذِينَ يَعْتَبِرُونَ أَنَّ خَيْرَ النَّاسِ أَنْفَعُهُمْ لِلنَّاسِ، الَّذِينَ يَعْرِفُونَ أَنَّ الْقَنُوطَ وَبَاءَ الْأَمَالِ، وَالتَّرَدُّدَ وَبَاءَ الْأَعْمَالِ، الَّذِينَ يَقْهَوْنَ أَنَّ الْقَضَاءَ وَالْقَدَرَ هُمَا السَّعْيُ وَالْعَمَلُ، الَّذِينَ يُوقِنُونَ أَنَّ كُلَّ مَا عَلَى الْأَرْضِ مِنْ أَثَرٍ هُوَ مِنْ عَمَلٍ أَمْثَالِهِمْ الْبَشَرُ فَلَا يَتَخَيَّلُونَ إِلَّا الْمَقْدَرَةَ وَلَا يَتَوَقَّعُونَ مِنَ الْأَقْدَارِ إِلَّا خَيْرًا.

مزید یہ (بھی) معلوم ہونا چاہیے کہ جو انوں کا وہ طبقہ جن کی عقلوں سے امت کی امیدیں وابستہ ہیں، ممکن ہے کہ ان میں سے کچھ سچی ثابت ہوں اور جن کی ہمتوں کی رسیوں

سے وطنوں (کی بقاء) متعلق ہے قریب ہے کہ وہ کوئی کارنامہ سرانجام دیں یہی جوان اور جو محمدی (ﷺ) تہذیب یافتہ ان جیسے کہ جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ قوم کی مضبوط رائے اٹکنے نو جوانوں کے پاس ہے یہی وہ طبقہ ہے جو اپنے دین پر فخر کرتا ہے، نماز، روزہ جیسی بنیادی چیزوں کو ادا کرنے کا حرص رکھتا ہے، جو اور نشہ آور چیزوں جیسی منہیات سے پرہیز کرتا ہے یہی وہ لوگ ہیں جو ہڈیوں (جیسی بنیادوں) پر ایسے بلند و بالا محلات تعمیر نہیں کرتے جن کو زمانہ ہی بوسیدہ کر دے اور اس پر راضی نہیں ہوتے کہ متقدمین و متاخرین کے درمیان ایک حقیر سا گروہ بنیں، یہی وہ لوگ ہیں جو جانتے ہیں کہ وہ آزاد پیدا ہوئے ہیں چنانچہ ذلت اور غلامی سے انکاری (ناخوش) ہوتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جو معزز لوگوں کی طرح مرنا پسند کرتے ہیں اور کمینوں کی طرح زندہ رہنا نہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جو کوشش کرتے ہیں کہ ایسی قوم جیسی خوش عیش زندگی حاصل کر لیں جس کا ہر فرد، اپنے حالات کا ایک مستقل بادشاہ ہو، دین کے علاوہ کوئی اور اس کا حاکم نہ ہو، یہ اپنی قوم کا امانت دار شریک ہے، قوم اس کو اور یہ اس کو کئی و خوشی میں (برابر) شریک کرتا ہے۔ اپنے وطن کا خیر خواہ لڑکا ہے اپنی فکر، وقت اور اپنے مال میں سے تھوڑے سے حصے کا بھی وطن کیلئے بخل نہیں کرتا۔ یہی وہ لوگ ہیں جو اپنے وطن سے اس شخص کی طرح محبت رکھتے ہیں جو جانتا ہے کہ وہ مٹی سے پیدا ہوا ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جو انسانیت سے عشق کرتے ہیں اور جانتے ہیں کہ بشریت ہی علم ہے اور حیوانیت جہالت ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے جانچ لیا ہے کہ لوگوں میں بہترین شخص وہ ہے جو لوگوں کو نفع پہنچانے والا ہو۔ یہی وہ لوگ ہیں جو پہچانتے ہیں کہ مایوسی امیدوں کیلئے وبال جان ہے، تردد اعمال کیلئے بربادی ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جو خوب سمجھتے ہیں کہ قضاء و قدر کوشش و کارنامے کا نام ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جو یقین رکھتے ہیں کہ زمین پر جو بھی اثر ہے وہ ان جیسے انسانوں کے عمل کی وجہ سے ہے چنانچہ یہ مقدر چیزوں کا ہی خیال کرتے ہیں اور تقدیر سے ہی خیر کی امید رکھتے ہیں۔

**نحو:** نخر (تفعیل) تمخیز ابوسیدہ کرنا، گفتگو کرنا (س) نخر ابوسیدہ ہونا (ض، ن) نخر، نخر اُخرا لے لینا۔ **لناھا:** [مفرد] لنیم۔ لام (ک) لؤنما، ملأمة ذلیل ہونا، بخل ہونا (ف) لؤنما کمینگی کی طرف نسبت کرنا (تفعیل) تلینما ایسا کام کرنا جس سے لوگ کمینہ کہیں۔ (افتعال) التماما آپس میں چٹ جانا (استفعال) استیلانما کمینوں میں شادی کرنا۔ **الہناء:** ہنا (ض) ہنا خوشگوار ہونا، مبارک ہونا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۶۴ پر ہے۔ **طفیف:** حقیر، خیس، کم، نامکمل۔ (ن، ض) طفا قریب ہونا، اٹھانا (تفعیل) تطفیفاً بخل کرنا (إفعال) إطفافاً

جہاں ملنا، مشتمل ہونا، جہاں نا۔

وَأَمَّا النَّاشِئَةُ الْمُتَفَرِّجَةُ فَلَا خَيْرَ فِيهِمْ لِأَنْفُسِهِمْ فَضْلًا عَنْ أَنْ يَنْفَعُوا أَقْوَامَهُمْ وَأَوْطَانَهُمْ شَيْئًا، وَذَلِكَ لِأَنَّهُمْ لَا خَلَقَ لَهُمْ تَجَادِبُهُمُ الْأَهْوَاءُ كَيْفَ شَاءَتْ لَا يَتَّبِعُونَ مَسْلُكًا، وَلَا يَسِيرُونَ عَلَى نَامُوسٍ مُطَرِّدٍ لِأَنَّهُمْ يَحْكُمُونَ الْحِكْمَةَ فَيَفْتَحِرُونَ بِدِينِهِمْ وَلَكِنْ لَا يَعْمَلُونَ بِهَ تَهَاوُنًا وَكَسَلًا، وَيَرُونَ غَيْرَهُمْ مِنَ الْأُمَمِ يَتَبَاهَوْنَ بِأَقْوَامِهِمْ وَيَسْتَحْسِنُونَ عَادَاتِهِمْ وَمُمَيِّزَاتِهِمْ فَيَمِيلُونَ لِمُنَاطَرَتِهِمْ وَلَكِنْ لَا يَقُورُونَ عَلَى تَرْكِ التَّفَرُّجِ كَأَنَّهُمْ خُلِقُوا اتِّبَاعًا، وَيَجِدُونَ النَّاسَ يَعْشَقُونَ أَوْطَانَهُمْ فَيَنْدَفِعُونَ لِلتَّشْبِيهِ بِهِمْ فِي التَّشْبِيبِ وَالْإِحْسَاسِ فَقَطْ دُونَ التَّشْبِيبِ بِالْأَعْمَالِ الَّتِي يَسْتَوْجِبُهَا الْحُبُّ الصَّادِقُ وَالْحَاصِلُ أَنَّ شُؤْنَ النَّاشِئَةِ الْمُتَفَرِّجَةِ أَيْضًا لَا تَخْرُجُ عَنْ تَذَنُّبٍ وَتَلَوْنٍ وَنِفَاقٍ يَجْمَعُهَا وَصَفٌ ((لَا خَلَقَ)) وَالْوَاهِنَةُ خَيْرٌ مِنْهُمْ مُتَمَسِّكُونَ بِالذِّينِ وَلَوِ رِيَاءٌ، وَبِالطَّاعَةِ وَلَوْ عَمِيَاءٌ، عَلَى أَنَّهُ يُوجَدُ فِي الْمُتَفَرِّجَةِ أَفْرَادٌ غَيُورُونَ كَالرَّاسِخِينَ مِنْ أَحْوَارِ الْأَثَرَاكِ الْمُتَلَهِّينَ غَيْرَةً تَقْتَضِي إِحْتِرَامَ مَزِيَّتِهِمْ.

ری بات اس طبقہ کی جو بحکلف انگریز بنتے ہیں تو ان کی ذات میں ان کے لئے کوئی نفع نہیں چر جائیکہ وہ اپنی قوم اور ہم وطنوں کو فائدہ پہنچائیں اور یہ اسلئے کہ ان کا بھلائی میں کوئی حصہ نہیں ہے، خواہشات ان کو جہاں چاہیں کھینچ کر لے جاتی ہیں، یہ کسی مسلک کی پیروی کرتے ہیں اور نہ ہی کسی عمومی قانون پر چلتے ہیں اسلئے کہ وہ عقلمندی کے فیصلے بھی کرتے ہیں اور اپنے دین پر فخر بھی کرتے ہیں لیکن اس کو حقیر سمجھتے ہوئے اور کاہلی کی وجہ سے اس پر عمل پیرا نہیں ہوتے۔ دوسری امتوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ اپنی قوم پر فخر کرتے ہیں اور ان کی عادات و خوبیوں کو اچھا سمجھتے ہیں تو ان کی مشابہت کی طرف مائل ہوتے ہیں لیکن انگریز کی مشابہت کو چھوڑنے پر ان کو قدرت نہیں ہوتی گویا یہ پیروکار بنا کر پیدا کئے گئے۔ یہ لوگوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ اپنے وطنوں سے عشق رکھتے ہیں تو یہ ان کے ساتھ محض محاسن و اوصاف اور احساس کو بیان کرنے کی حد تک مشابہت کرنے کے لئے جلدی کرتے ہیں نہ کہ ان اعمال کو اختیار کرنے کے ساتھ جن کا سچی محبت تقاضا کرتی ہے خلاصہ کلام یہ کہ بحکلف انگریز بننے والے طبقہ کے احوال بھی تیر، تزلزل اور نفاق سے باہر نہیں ہیں ان تمام احوال کا احاطہ کر لیتا ہے وصف ”لا اخلاق“ (یعنی بھلائی میں کچھ حصہ نہ ہونا) اور کمزور طبقہ ان سے بہتر ہے کہ

اگرچہ دکھلاوے کیلئے ہو وہ دین کو اختیار کرتے ہیں اور اطاعت اگرچہ اندھی ہو اختیار کرتے ہیں لیکن اتنی بات ہے کہ تکلف انگریز بننے والوں میں کچھ غیور افراد بھی پائے جاتے ہیں جیسے ترک کے آزاد لوگوں میں سے راسخین کہ جن میں ایسی غیرت شعلہ زن ہے جو ان کی خوبیوں کے احترام کی تقاضی ہے۔

**المستفرجة:** انگریز جیسا بننا، فرنگی بننا۔ **ناموس:** شریعت، مبداء۔ **یتاہون:** بھی (تفاعل) تباهیا باہم فخر کرنا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۲۶۷ پر ہے۔ **التشبيب:** شب (تفعیل) تشبیہ محاسن و اوصاف کو بیان کرنا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۲۳۴ پر ہے۔ **التشیت:** شب (تفعل) تشبہ (س) شبہا چمٹنا، متعلق ہونا۔

☆☆☆☆☆☆

### رِسَالَةُ مُحَمَّدٍ ﷺ (للشیخ محمد عبدہ ۱)

كَانَتْ دَوْلَتُنَا الْعَالَمِ دَوْلَةُ الْفَرَسِ فِي الشَّرْقِ وَدَوْلَةُ الرُّومَانِ فِي الْغَرْبِ  
فِي تَنَازُعٍ وَتَجَالُدٍ مُسْتَمِرٍّ دِمَاءَ بَيْنِ الْعَالَمِينَ مَسْفُوكَةً، وَقُوَى مِنْهُوَكَةً،  
وَأَمْوَالٌ هَالِكَةٌ، وَظُلْمٌ مِنَ الْأَخْنِ خَالِكَةٌ، وَمَعَ ذَلِكَ فَقَدْ كَانَ الزُّهْوُ وَالتَّرَفُّ  
وَالْبُسْرَافُ وَالْفَخْفَخَةُ وَالتَّفَنُّنُ فِي الْمَلَاذِ بِالْغَةِ حَدًّا مَا لَا يُوصَفُ فِي قُصُورِ

(۱) الشیخ محمد عبدہ ۱۲۶۶ھ میں کاشت کاروں کے ایک خاندان میں پیدا ہوئے جامعہ ازہر میں اس وقت تعلیم حاصل کی جب وہ قدیم طرز کا تھا، وہاں بارہ سال گزار کر عالمی کی سند حاصل کی، آپ نے سید جمال الدین افغانی سے بھی ملاقات کی اور ان کی افکار اور روح سے اپنے کو سراپا کیا، تدریس صحافت اور وظائف میں مشغول رہے۔ الثورة العربیہ میں آپ کو تین سال کیلئے جلاوطن کر دیا گیا اس دوران وہ بیروت میں رہے۔ پھر آپ کے استاد سید جمال الدین افغانی نے باریس میں بلایا تو آپ نے لبیک کہا پھر ان کے ساتھ ”العروة الوثقی“ مجلہ کے نکالنے میں شریک ہوئے جس میں سیدی روح اور توحیدی جیسے تحریروں اور بناوٹ تھی اس لیے اس نے انگریز اور فرانسیسیوں کو بہت پریشان اور مضطرب کر دیا چنانچہ ۱۸ اشاروں تک یہ رسالہ منظر عام پر ہوا اور اس کے بعد پردہ خفا میں چلا گیا لیکن اس رسالہ نے عالم اسلامی میں حریت کا بیج بویا اور افکار کو بھڑکادیا پھر محمد عبدہ عالم اور معلم بن کر بیروت واپس آئے ”نسخ البلاغہ اور مقامات بدیع الزمان“ کی شرح لکھی اور اپنے آپ کو مجدد تیس میں منہمک کر دیا پھر جب ان سے درگزر کیا گیا تو مصر واپس چلے گئے اور قضا کے مختلف عہدوں میں پلٹیں کھانے کے بعد قونین کی مجلس شوریٰ میں مستقل رکن اور مفتی متعین کر دیے گئے، ساتھ ہی جامع ازہر کی اصلاح میں مشغول ہوئے، اس کے تعلیمی پروگراموں اور افکار کی تیاریوں کی اصلاح کی اور اس سے سیاست عملیہ کا قلع قمع کیا اور اس کے لئے مصر میں دولت برطانیہ کی حمایت سے نفع اٹھایا شیخ نے اسالیب لغت عربی کا خاص اہتمام کیا اور اپنے ان حقد میں جو صل ذوق کے حامل تھے کی کتابوں کو پڑھانے کی دعوت دی اور آپ ہی مصر کے ادبی اور لغوی قیام کے سبب تھے اور آپ مسیح اور عیسیٰ کی کتابوں کو آسان اور خوبصورت کتابوں میں منتقل کرنے کا سبب بنے آپ نے ایک ایسا مد رسہ فکر یہ چھوڑا جس کی تعلیمات مختلف اسلامی ممالک میں لی جاتی ہیں ۱۹۰۵ء میں آپ کی وفات ہوئی۔

السَّلاطِينِ وَالْأَمْرَاءِ وَالْقَوَادِ وَرُؤَسَاءِ الْأَذْيَانِ مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ، وَكَانَ شَرُّهُ هَذِهِ  
الطَّبَقَةِ مِنَ الْأُمَمِ لَا يَقِفُ عِنْدَ حَدٍّ، فَرَادُوا فِي الصَّرَائِبِ وَبَالِغُوا فِي قُرُصِ  
الْبِتَاوَاتِ حَتَّى أَثْقَلُوا ظُهُورَ الرَّعِيَةِ بِمَطَالِبِهِمْ، وَاتَّوَا عَلَى مَا فِي أَيْدِيهَا مِنْ  
ثَمَرَاتِ أَعْمَالِهَا، وَانْحَصَرَ سُلْطَانُ الْقُوَى فِي اخْتِطَافِ مَا يَبِيدُ الضَّعِيفَ، وَفَكَّرَ  
الْعَاقِلُ، فِي الْإِحْتِيَالِ لِسَلْبِ الْعَاقِلِ، وَتَبَعَ ذَلِكَ أَنْ اسْتَوْلَى عَلَى تِلْكَ  
الشُّعُوبِ مِنْ ضُرُوبِ الْفَقْرِ وَالذَّلِّ وَالْإِسْتِكَاثَةِ وَالْخَوْفِ وَالْإِضْطِرَابِ لِفَقْدِ  
الْأَمْنِ عَلَى الْأَرْوَاحِ وَالْأَمْوَالِ.

”محمد ﷺ کی رسالت“

دنیا کے دو ملک مشرق میں فارس اور مغرب میں روم ایک تنازع اور نہ ختم ہونیوالی  
جنگ میں تھے، دو عالموں کے درمیان خون کی ندیاں بہہ رہی تھیں، عقل لاغر و کمزور تھی، مال  
و دولت ہلاک ہو رہے تھے اور دشمنوں کا ظلم انتہائی سیاہ تھا لیکن اسکے باوجود شاہوں، امراء،  
قائدین اور ہر قوم کے مذہب کے رؤسا و سرداروں کے محلات میں فخر و تکبر، خوشحالی، اسراف،  
باطل چیزوں پر فخر اور جھوٹ میں مختلف طرق کا استعمال یہ سب اس حد تک پہنچ چکا تھا جس کو  
الفاظ میں بیان نہیں کیا جاسکتا۔ امتوں میں سے اس طبقہ کی شدید حرص و لالچ کی کوئی حد نہیں  
تھی لہذا انہوں نے خراج میں زیادتی کی اور خراج کی مقدار میں انتہائی مبالغہ سے کام لینے  
لگے یہاں تک کہ اپنے مقاصد کی وجہ سے اپنی رعایا کی کمر بوجھل کر دی۔ رعایا کی محنت کا ثمرہ  
جو کچھ ان کے پاس ہوتا یا اسے چھین لیتے، مضبوط بادشاہ کمزور کے ہاتھ میں جو کچھ ہوتا اسے  
اچک لینے میں منحصر ہو گیا، عقلمند کی فکر محض دوسرے عقلمند کے مال چھیننے کے حیلہ کرنے میں  
منحصر ہو گئی اور اس کے ساتھ وہ لوگ (بادشاہان) جان و مال کے غیر محفوظ ہونے کی بنا پر ان  
فقر و فاقہ، ذلت، ضعف، خوف اور پریشان حالی کے مارے لوگوں پر غالب ہو گئے۔

**قوی:** عقل، القوی خالی اور چٹیل میدان۔ **منہوكة:** نہک (س) نہکا لاغرو  
د بلا کرنا، ختم کرنا۔ **نَهَكَتْ سِرَازِ دِنَا** (ف) نہکا نہکا غالب ہونا، لاغرو د بلا کرنا (ک)  
نہکا نہکا دلیر ہونا (اتعال) انتہا کا لاغرو د بلا کرنا، اپنی چال چلن خراب کرنا، بے عزتی و بے  
آبرو کرنا (إفعال) نہکا نہکا سِرَازِ دِنَا۔ **السَّاحِن:** [مفرد] الإخوة بغض، حسد، کینہ، دشمنی۔  
أَحْن (س) اُنکا پوشیدہ دشمنی اور کینہ رکھنا (مفاعلہ) مؤاخنة کسی سے دشمنی رکھنا۔ **حَالِكَة:**  
حلک (س) حَلَاكَ، حَلُوْكَ، حَلُوْكَ سَخْتِ سِیَاہ ہونا۔ **الزَّهْو:** فخر، تکبر، جھوٹ و باطل، ظلم۔ زہو

(ن) زَهْوًا، زُهْوًا اکبر کرنا، جھوٹ بولنا (تفعیل) تزهیه رنگ اختیار کرنا (الفعال) ازدهاء مغرور بنانا، حقارت سے دیکھنا۔ الفخفخة: [مصدر] کاغذ یا نئے کپڑے کی کھڑکھڑاہٹ۔ فتح (فعل) فتح لغو باطل کرنا۔ التفتن: فتن (تفعیل) تفتنًا قسم بہ قسم ہونا، مضطرب ہونا (ن) فتان میں کرنا، مشقت میں ڈالنا (تفعیل) تفتینا ملانا، جدا جدا کرنا (الفعال) افتنانا [فی الحدیث] اچھے اسلوب سے بیان کرنا [فی خصوصتہ] قسم قسم کی باتیں کہنا۔ الملاذ: ملذ (ن) ملاذہ محض باتوں ہی سے خوش کرنا اور کہنے کے مطابق عمل نہ کرنا، ملذ اجھوٹ بولنا (س) ملذہ اخلاص دوستی نہ کرنا، خلاف ضمیر ظاہر کرنا۔ شرہ: [بکسر الشین وفتح الراء] لالچ، برائی، تیزی، چستی، غضب۔ الیاتاوات: [مفرد] الیاتاوة خراج، رشوت دیگر جمع یاتاوی بھی ہے۔ اتو (ن) یاتاوة رشوت دینا۔ اتوا، اتاء بصلہ [علی] چغخوری کرنا، پھل آنا۔

عَمَرَتْ مَشِيئَةُ الرُّسَاءِ إِرَادَةً مِنْ ذُوْنَهُمْ فَعَادَهُوْا لِأَنَّ كَاشِحَ اللَّاعِبِ يُدِيرُهَا مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ، وَيُظَنُّهَا النَّاطِرُ إِلَيْهَا مِنْ ذَوَى الْأَلْبَابِ، فَقَدِ بِذَلِكَ الْإِسْتِقْلَالَ الشَّخْصِيَّ، وَظَنَّ أَفْرَادَ الرِّعَايَا أَنَّهُمْ لَمْ يُخْلَقُوا إِلَّا لِخِدْمَةِ سَادَاتِهِمْ، وَتَوْفِيرِ لَذَائِهِمْ، كَمَا هُوَ الشَّأْنُ فِي الْعَجَمَاوَاتِ مَعَ مَنْ يُقْتَنِيهَا، ضَلَّتِ السَّادَاتُ فِي عَقَائِدِهَا وَأَهْوَائِهَا، وَغَلَبَتْهَا «غَلَبَتْ» عَلَى الْحَقِّ وَالْعَدْلِ شَهْوَاتُهَا، وَلَكِنْ بَقِيَ لَهَا مِنْ قُوَّةِ الْفِكْرِ أَرْدَابُ بَقَايَاهَا، فَلَمْ يَفَارِقْهَا الْحَذَرُ مِنْ أَنَّ بَصِيصَ النُّورِ الْإِلَهِيِّ الَّذِي يُخَالِطُ الْفِطْرَةَ الْإِنْسَانِيَّةَ قَدْ يَفِيقُ الْغُلْفَ الَّتِي أَحَاطَتْ بِالْقُلُوبِ وَيَمَرِّقُ الْحُجَبَ الَّتِي أَسْدَلَتْ عَلَى الْعُقُولِ، فَتَهْتَدِي الْعَامَّةُ إِلَى السَّبِيلِ، وَيَتَوَرَّجُ الْجَمُّ الْغَفِيرُ عَلَى الْعَدَدِ الْقَلِيلِ، وَلِذَلِكَ لَمْ يَغْفُلِ الْمُلُوكُ وَالرُّسَاءُ أَنْ يُنْشِتُوا سُحْبًا مِنَ الْأَوْهَامِ، وَيُهَيِّتُوا كِسْفًا مِنَ الْأَبَاطِيلِ وَالْخَرَافَاتِ، لِيَقْدِفُوا فِي عُقُولِ الْعَامَةِ، فَيَغْلُظَ الْحِجَابُ وَيَعْظُمَ الرَّيُّ، وَيُخْتَنَقَ بِذَلِكَ نُورُ الْفِطْرَةِ، وَيَتِمَّ لَهُمْ مَا يُرِيدُونَ مِنَ الْمَغْلُوبِينَ لَهُمْ، وَصَرَاحَ الدِّينِ بِلِسَانِ رُؤَسَائِهِ أَنَّهُ عَدُوُّ الْعَقْلِ وَعَدُوُّ كُلِّ مَا يَنْمِرُهُ النَّظَرُ، إِلَّا مَا كَانَ تَفْسِيرَ الْكِتَابِ مُقَدَّسٍ، وَكَانَ لَهُمْ فِي الْمَشَارِبِ الْوُثْنِيَّةِ يَتَابِعُ لَا تَنْصِبُ، وَمَدَدٌ لَا يَنْفَدُ. هَذِهِ خَالَةُ الْأَقْوَامِ كَانَتْ فِي مَعَارِفِهِمْ، وَذَلِكَ كَانَ شَأْنُهُمْ فِي مَعَايِشِهِمْ، عِبِيدٌ أَذِلَاءٌ، حَيَارَى فِي جِهَالَةٍ عَمِيَاءَ، اللَّهُمَّ إِلَّا بَعْضَ شَوَارِدِ مَنْ بَقَايَا الْحِكْمَةِ الْمَاضِيَةِ، وَالشَّرَائِعِ السَّابِقَةِ، أَوْتِ إِلَى بَعْضِ الْأَذْهَانِ، وَمَعَهَا مَقْتُ الْحَاضِرِ، وَنَقْصُ الْعِلْمِ بِالْغَابِرِ.

رؤسا کی خواہش نے غیروں کے ارادے کو ڈھانپ لیا اور وہ لوگ اس اشباح کھینے والے کی طرح لوٹ آئے، جو اسے پردہ کے پیچھے سے گھماتا رہتا ہے اور اس کو دیکھنے والا شخص اسے عقلمندوں میں سے خیال کرتا ہے، اسی وجہ سے شخص استقلال کا فقدان ہو گیا اور رعایا نے یہی خیال کیا کہ وہ تو محض اپنے آقاؤں کی خدمت اور ان کی تعظیم و تکریم کیلئے پیدا ہوئے ہیں جیسا کہ یہ حالت چوپایوں میں ہوتی ہے کہ جو ان کو حاصل کرے (ان کی پرورش کرے تو وہ چوپائے اس کے خادم ہوتے ہیں) رؤسا اپنے عقائد اور اپنی خواہشات میں گمراہ ہو گئے اور توحید و الصافیہ پر ان کی شہوتیں غائب ہوئیں لیکن انکی قوت فکر میں سے جو ردی قسم کا ان کیلئے باقی رہا جس کی وجہ سے خوف نے ان کو نہیں چھوڑا (یہ خوف) کہ نور الہی کی وہ روشنی جو انسانی فطرت میں ملی ہوئی ہوتی ہے، کبھی دلوں کے گرد احاطہ کئے ہوئے غلافوں کو پھاڑ ڈالتی ہے، عقلوں پر پڑے پردوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیتی ہے تو عامۃ الناس راستہ پالیتے ہیں اور ایک جم غفیر تھوڑے سے لوگوں پر بھڑک اٹھتا ہے، اسی (خوف کی) وجہ سے بادشاہ اور رؤسا اوہام کے بادلوں کے پیدا کرنے سے اور باطل و خرافات کے بادل تیار کرنے سے غافل نہ ہوئے، تاکہ عامۃ الناس کی عقلوں کو براہِ کردیں جس کی وجہ سے عقلوں پر پڑا ہوا پردہ مزید موٹا ہو جائے، میل کچیل مزید ہو جائے، اس کی وجہ سے نور فطرت کا گلا گھٹ جائے اور جو کچھ وہ اپنے مغلوبین سے چاہتے ہیں وہ مکمل ہو جائے۔ مذہب نے اپنے رؤسا کی زبانی اس بات کی تصریح کی کہ وہ عقل کا دشمن ہے اور ہر اس شے کا دشمن ہے کہ جس کا فائدہ فکر دے سوائے اس کے کہ جو مقدس کتاب (قرآن کریم) کی تفسیر ہو۔ ان کے بت پرستی والے گھاٹوں میں ایسے ایسے چشمے تھے جو خشک نہیں ہوتے تھے اور ان کی ایسی فریادری تھی جو ختم نہیں ہوتی تھی، اقوام کی یہ حالت ان کی شہرت کے مطابق تھی اور اس کی وجہ ان کی معاشی حالت تھی کہ غلام ذلیل اور اندھی جہالت میں حیران تھے۔ یا اللہ! سوائے ان بعض لوگوں کے جو حکمت ماضیہ اور شرائع سابقہ کے باقی ماندہ تھے کہ جنہوں نے بعض ذہنوں کی طرف پناہ لی جبکہ ان کے ساتھ حاضر کا بغض تھا اور باقی کے ساتھ علم کی کمی تھی۔

اشباح: کھیل کی دو ٹکڑیاں، اس کھیل کی صورت یہ ہوتی ہے کہ ایک لمبی لکڑی ہوتی ہے اس میں چودہ گٹھے دو صف میں بناتے ہیں اور ہر گڑھے میں سات سات ٹنگریاں ڈالتے ہیں اور پھر انکو گھماتے ہیں۔ العجماء و ات: [مفرد] العجماء چوپایہ، حدیث میں آتا ہے [جرح العجماء جبار] چوپایہ کے زخم پر کوئی تاوان نہیں ہے۔ یقتنیہا: قتی (ض) تقیئاً، تقیئاً حاصل کرنا،

لازم ہونا (تفعیل) تنقیذ خوش کرنا (مفاعله) مقاناة موافق ہونا، خلط ملط کرنا (إفعال)  
إقناء غنی کرنا، راضی کر دینا۔ بصبص: چمک، لگیسی۔ بصبص (ض) بضاً، بصبصاً چمکنا، روشن ہونا  
(تفعیل) تبصبصاً (فعلل) بصبصہ آنکھیں کھولنا، کوئیل نکالنا۔ یفتق: فتق (ن، ض) یفتقاً پھاڑنا،  
اختلاف پیدا کرنا (س) یفتقاً سرسبز ہونا (إفعال) إفتاقاً کھل جانا۔ یمزق: مزق (ن، ض) مَزَقاً،  
مَزَقَةً پھاڑنا، عیب لگانا (تفعیل) تمزقاً بکھیرنا، تباہ کرنا (مفاعله) مِمَزَقَةً دوڑنے میں آگے  
بڑھ جانا۔ یثور: ثور (ن) ثُوراً، ثُوراً بھڑکنا، جوش میں آنا (تفعیل) یثوراً جوش دلانا، کھود  
کرید کرنا۔ سحجا: [مفرد] السحاب بادل، اگر [واحد] سحابة ہو تو جمع سحاب آتی ہے۔ کسفاً:  
[مفرد] الکسفة نکڑا، دیگر [جمع] کسفت، کسُف، کسُوف آتی ہے۔ کسف (ض) کُسُوفاً آفتاب  
میں گہن لگنا، متغیر ہونا (تفعیل) تکسيفاً ککڑے ککڑے کرنا (ض) کُسُفاً کاٹنا، گہن لگانا۔ الیرین:  
میل کچیل۔ رین (ض) ریناً، ریناً بصلہ [علی، با] غالب ہونا [بہ] (مجبول) لا غل مشکل میں پڑنا،  
غم میں مبتلا ہونا۔ شوارِد: [مفرد] شاردة نامانوس، اجنبی، یہاں اس کا مرادی معنی برطابق شواذ  
لیا گیا ہے، جس کا [مفرد] شاذ ہے، اجنبی، خلاف قیاس، جو شئے اجنبی ہو وہ قلیل ہوتی ہے  
اس لئے یہاں معنی باقی ماندہ کیا ہے۔ مقف: مقف (ن) مقفاً بہت بغض رکھنا (ک) مقفاته  
ناپسند ہونا (تفعیل) تمقفاً بہت بغض رکھنا، مغوض کر دینا۔

ثَارَتِ الشُّبُهَاتُ عَلَى أَصُولِ الْعَقَائِدِ وَفُرُوغِهَا بِمَا انْقَلَبَ مِنَ الْوَضْعِ  
وَانْعَكَسَ مِنَ الطَّبْعِ ، فَكَانَ يُرَى الدَّنَسُ فِي مَطْنَةِ الطَّهَارَةِ ، وَالشَّرُّ حَيْثُ  
تُنْتَظَرُ الْقَنَاعَةُ ، وَالذَّعَارَةُ حَيْثُ تُرْجَى السَّلَامَةُ وَالسَّلَامُ ، مَعَ قُصُورِ النَّظَرِ  
عَنْ مَعْرِفَةِ السَّبَبِ ، وَانْصِرَافِهِ لِأَوَّلِ وَهْلَةٍ إِلَى أَنَّ مُصَدَّرَ كُلِّ ذَلِكَ هُوَ الدِّينُ ،  
فَاسْتَوْلَى الْإِضْطِرَابُ عَلَى الْمَذَارِكِ ، وَذَهَبَ بِالنَّاسِ مَذْهَبُ الْفَوْضَى فِي  
الْعَقْلِ وَالشَّرِيعَةِ مَعًا ، وَظَهَرَتْ مَذَاهِبُ الْإِبَاحِيِّينَ وَالذَّهْرِيِّينَ فِي شُعُوبٍ مُتَعَدِّدَةٍ ،  
وَكَانَ ذَلِكَ وَبَلَا عَلَيْهَا فَوْقَ مَا رَزَقَتْ بِهِ مِنْ سَائِرِ الْحُطُوبِ .

عقائد کے اصول و فروع پر اس چیز کی وجہ سے جو اپنی وضع سے بدل گئی اور اپنی طبیعت سے منعکس ہو گئی شبہات پھیل گئے تو طہارت کے گمان پر میل کچیل دکھائی دیتا، جہاں قناعت کا انتظار کیا جاتا تو وہاں حرص دکھائی دیتا، جہاں امن و سلامتی کی امید کی جاتی وہاں جنگ اور فتنے، سبب کے پہنچانے سے نظر و فکر کی کمی اور اول و اہلہ میں اس نظر کا اس بات کی طرف چلنا کہ ان سب کا مصدر دین ہے، کے ساتھ دکھائی دیتے۔ اضطراب حواس پر غالب



آگیا۔ لوگوں کو عقل و شریعت میں مشترک مذہب ایک ساتھ لے گیا، اباحین اور دھرمین کے مذاہب مختلف جماعتوں میں ظاہر ہوئے اور یہ اس قوم پر ان تمام مصائب سے بڑی ہلاکت تھی جن میں وہ مبتلا ہوئی۔

الدعارة: برائی، فسق، فساد۔ دعر (ف، س) دَعَارَةٌ بدکار ہونا (س) دَعْرُ البوسیدہ ہونا (تفعّل) تدْعُرُ اخبیث ہونا، بری طرح داغدار ہونا۔ المسدارک: حواس۔ درک (إفعال) إدراکُ لاحق ہونا، اپنے وقت پر پہنچنا (تفعّل) تدْرِیکُ [المطر] پے در پے برسنا (تفاعل) تدْرِکُ تلائی کرنا۔ الاباحیین: [مفرد] الاباحی ممنوعات کو کرنے اور مامورات کو چھوڑنے کی اجازت دینے والا۔ بوح (إفعال) إباحۃ ظاہر کرنا، مباح کرنا (ن) یوحا ظاہر ہونا، مشہور ہونا۔ الدھرمین: [مفرد] الدھرئی بد دین جو عالم کے قدیم و غیر مخلوق ہونے کا قائل ہو۔ دھر (ف) دھرا واقع ہونا [الدھر] زمانہ طویل، مصیبت، عادت۔

وَكَانَتِ الْأُمَّةُ الْعَرَبِيَّةُ قَبَائِلَ مُتَخَالِفَةً فِي النِّزَاعَاتِ، خَاصَّةً لِلشَّهَوَاتِ، فَخَرُّ كُلِّ قَبِيلَةٍ فِي قِتَالِ أُخْتِهَا، وَسَفْكَ دِمَاءِ أَبْطَالِهَا، وَسَبْيِ نِسَائِهَا، وَسَلْبِ أَمْوَالِهَا، تَسْوِفُهَا الْمَطَامِعُ إِلَى الْمَعَامِعِ، وَيُزَيِّنُ لَهَا السَّيِّئَاتِ فَسَادًا إِذْ اغْتِقَادَاتِ، وَقَدْ بَلَغَ الْعَرَبُ مِنْ سَخَافَةِ الْعَقْلِ حَدًّا صَنَعُوا فِيهِ أَصْنَامَهُمْ مِنَ الْحُلُوى ثُمَّ عَبْدُواهَا، فَلَمَّا جَاعُوا أَكَلُوهَا، وَبَلَّغُوا مِنْ تَضَعُّعِ الْأَخْلَاقِ وَهَنًا قَتَلُوا فِيهِ بَنَاتِهِمْ تَخْلُصًا مِنْ عَارِ حَيَاتِهِنَّ أَوْ تَنْصُلًا مِنْ نَفَقَاتِ مَعِيشَتِهِنَّ، وَبَلَغَ الْفَحْشُ مِنْهُمْ مَبْلَغًا لَمْ يَعُدَّ مَعَهُ لِلْعَقَابِ قِيَمَةٌ، وَبِالْجُمْلَةِ فَكَانَتْ رِبْطُ النِّظَامِ الْاجْتِمَاعِيِّ قَدْ تَرَاحَتْ عَقْدُهَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ، وَأَنْفَضَمَتْ عَرَاهَا عِنْدَ كُلِّ طَائِفَةٍ.

امت عربیہ ایسے قبائل میں تھی جو ایک دوسرے کی ضد تھے، شہوات کی پیروی کرتی تھی، ہر قبیلہ کا فخر مخالف قبیلہ کے قتل و قتال، اس کے بہادروں کے خون بہانے، ان کی عورتوں کے قید کرنے اور ان کے مال کے سلب کرنے میں ہوتا۔ طمعیں انہیں جنگوں کی طرف کھینچ لاتیں، اعتقادات کے فساد نے ان کے لئے برائیاں خوشنما اور رنگین کر دیں۔ عرب عقل کی بیہودگی میں اس حد تک آگے بڑھ گئے کہ انہوں نے پہلے حلوے سے بت بنائے، پھر ان کی عبادت کی اور جب بھوک لگی تو ان کو کھا گئے۔ اخلاق کی ذلت میں اس حد تک بڑھ گئے کہ انہوں نے اپنی بیٹیوں کو زندگی کے عار سے یا ان کی زندگی کے تنفق سے بچنے کے لئے قتل کر ڈالا۔ ان میں فحش اس حد تک پہنچ گیا کہ اس کے ساتھ عفت و پاکیزگی کی کوئی قیمت نہیں ہوتی تھی۔ خلاصہ

یہ ہے کہ اجتماعی نظام کا ربط و معاملہ ہر امت میں مست پڑ گیا، اور ہر جماعت کے نزدیک اس کا کڑا منقطع ہو گیا۔

**المعامع:** [مفرد] التعمع لڑائیاں اور فتنے لڑائی میں بہادروں کا شور، گرمی کی شدت۔ مع (فعل) معہ جلدی کام کرنا، سخت جنگ کرنا، جنگ میں لڑنے والوں کا شور و غل کرنا۔ **سَخَافَة:** ہر چیز کی کمزوری۔ خف (ک) خُفًا، سَخَافَةً کمزور عقل والا ہونا، باریک ہونا (مفاعلہ) سَخَافَةً بیوقوفی میں مدد دینا۔ **تَنْصِلَا:** فصل (تفعل) تَنْصِلَا، نکالنا، کسی کی ساری چیزیں لے لینا (ن) تَنْصِلَا، تَنْصِلَا، اتر جانا (تفعیل) تَنْصِلَا [السم] تیر میں پیکان لگانا، جدا کرنا (تفاعل) تَنْصِلَا (اتصال) نکالنا۔

أَفَلَمْ يَكُنْ مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ بِأُولَئِكَ الْأَقْوَامِ أَنْ يُؤَذِّبَهُمْ بِرَجُلٍ مِنْهُمْ يُوَحِّى إِلَيْهِ رِسَالَتَهُ، وَيَمْنَحُهُ عِنَايَتَهُ، وَيَمُدُّهُ مِنَ الْقُوَّةِ بِمَا يَتِمَّكُنْ مَعَهُ مِنْ كَشْفِ بَلَدِكَ الْعَمَمِ، الَّتِي أَظْلَمَتْ رُؤُوسَ جَمِيعِ الْأُمَمِ؟ نَعَمْ كَانَ ذَلِكَ وَلَهُ الْأَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ.

کیا ان قوموں کے ساتھ اللہ کی رحمت نہیں تھی کہ ان ہی میں سے کسی آدمی کے ذریعہ کہ جسکی طرف اپنی رسالت کی وحی کر کے اور اس کو اپنی عنایات عطا فرما کر ان کو ادب سکھاتے اور قوت کے ذریعہ اسکی مدد فرماتے کہ جس کے ذریعہ وہ ان غموں کے دور کرنے پر قادر ہو کہ جن غموں نے پوری امتوں کے سر جھکا دیئے۔ جی ہاں! اللہ کی رحمت تھی ”اور اسی کے لئے ہے حکم پہلے بھی اور بعد میں بھی“۔

فِي اللَّيْلَةِ الثَّانِيَةِ عَشْرَةَ مِنْ رَبِيعِ الْأَوَّلِ عَامِ الْفَيْلِ ((۲۰ اپریل سنۃ ۵۷۱ء مِنْ مِيلَادِ الْمَسِيحِ عَلَيْهِ السَّلَامُ)) وَلَدَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ ابْنِ هَاشِمِ الْقُرَشِيُّ بِمَكَّةَ، وَلَدَ يَتِيمًا، تُوْفِيَ وَالِدُهُ قَبْلَ أَنْ يُوْلَدَ، وَلَمْ يَتْرُكْ لَهُ مِنْ الْمَالِ إِلَّا خَمْسَةَ جِمَالٍ وَبَعْضَ نَعَاجٍ وَجَارِيَةٍ وَيُرْوَى أَقْلُ مِنْ ذَلِكَ. وَفِي السَّنَةِ السَّادِسَةِ مِنْ عُمْرِهِ فَقَدْ وَالِدَتُهُ أَيْضًا فَاحْتَضَنَهُ جَدُّهُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، وَبَعْدَ سَتَيْنِ مِنْ كِفَالَتِهِ تُوْفِيَ جَدُّهُ فَكَفَلَهُ مِنْ بَعْدِهِ عَمُّهُ أَبُو طَالِبٍ وَكَانَ شَهْمًا كَرِيمًا غَيْرَ أَنَّهُ كَانَ مِنَ الْفَقْرِ بِحَيْثُ لَا يَمْلِكُ كِفَافَ أَهْلِهِ، وَكَانَ ﷺ مِنْ بَنِي عَمِّهِ وَصَبِيَّةٍ قَوْمِهِ كَأَحَدِهِمْ عَلَى مَا بِهِ مِنْ شَيْءٍ فَقَدْ فِيهِ الْآبَوْنُ مَعًا، وَفَقْرٌ لَمْ يَسْلَمْ مِنْهُ الْكَافِلُ وَالْمَكْفُولُ، وَلَمْ يَقُمْ عَلَى تَرْبِيَّتِهِ مُهَذَّبٌ، وَلَمْ يُعْنِ

بِتَقْصِيفِهِ مُؤَدَّبٌ، بَيْنَ أَتْرَابٍ مِنْ نَبَتِ الْجَاهِلِيَّةِ، وَعَشْرَاءَ مِنْ حُلَفَاءِ الْوُثْيَةِ،  
وَأَوْلِيَاءَ مِنْ عِبْدَةِ الْأَوْهَامِ، وَأَقْرَبَاءَ مِنْ حَفَدَةِ الْأَصْنَامِ، غَيْرَ أَنَّهُ مَعَ ذَلِكَ كَانَ  
يَنْمُو وَيَتَكَامَلُ بَدَنًا وَعَقْلًا وَفَضِيلَةً وَأَدَبًا، حَتَّى عُرِفَ بَيْنَ أَهْلِ مَكَّةَ وَهُوَ فِي  
رِيعَانِ شَبَابِهِ بِالْأَمِينِ، أَدَبُ إِلَهِي لَمْ تَجِرِ الْعَادَةُ بِأَنْ تُزَيِّنَ بِهِ نَفُوسُ الْإِيْتَامِ مِنَ  
الْفُقَرَاءِ، خُصُوصًا مَعَ فَقْرِ الْقَوَامِ، فَأَكْتَهَلَ ۞ كَامِلًا وَالْقَوْمُ نَاقِصُونَ، رَفِيعًا  
وَالْقَوْمُ مُنْحَطُونَ، مُوَحِّدًا وَهُمْ وَثْنِيُونَ، سَلَمًا وَهُمْ شَاغِبُونَ، صَحِيحَ الْإِعْتِقَادِ  
وَهُمْ وَاهِمُونَ، مَطْبُوعًا عَلَى الْخَيْرِ وَهُمْ بِهِ جَاهِلُونَ، وَعَنْ سَبِيلِهِ عَادِلُونَ.

۱۲ ربیع الاول کی رات عام الفیل میں ۱۲۰ اپریل ۵۷۱ء کو محمد (ﷺ) بن عبد اللہ بن

عبد المطلب بن ہاشم القرشی مکہ مکرمہ میں تیمی کی حالت میں پیدا ہوئے ان کی پیدائش سے  
قبل ہی ان کے والد ماجد وفات پا گئے تھے اور ترکہ میں ان کے لئے صرف پانچ اونٹ، کچھ  
بھیریں اور ایک باندی چھوڑی بعض روایت میں تو اس سے بھی کم بیان کیا گیا ہے۔ عمر کے  
چھٹے سال میں والدہ ماجدہ بھی فوت ہو گئیں تو آپ کے دادا عبد المطلب نے آپ کو اپنی پرورش  
میں لے لیا، ان کی کفالت میں رہتے ہوئے دو سال ہوئے تھے کہ وہ بھی فوت ہو گئے تو ان  
کے بعد آپ کے چچا ابوطالب نے آپ کو اپنی کفالت میں لے لیا۔ ابوطالب انتہائی ذکی اور کریم  
آدمی تھے لیکن فقر کی وجہ سے وہ اپنے اہل و عیال کے نان و نفقہ پر بھی قادر نہ تھے، آپ ﷺ  
اپنے چچا زاد اور ہم قوم میں سے اس شخص کی طرح تھے جس نے یتیم کی حالت میں اپنے  
ابوین (والد اور والدہ دونوں کو) کھویا اور یہ ایسا فقر تھا کہ جس سے کافل اور مکفول دونوں ہی  
نہ بچے تھے۔ جاہلیت کی پیداوار ہم عمروں، بتوں کے دیسوں حلیفوں اور اوہام کے عبادت  
گزار اولیاء، اور بتوں کے خدام اقرباء کے درمیان آپ ﷺ کی تربیت کا اہتمام کسی مہذب نے  
کیا اور نہ ہی اپنی ثقافت سکھانے پر کسی مؤدب نے مدد کی، ہاں! مگر اس کے باوجود آپ ﷺ  
پرورش پاتے رہے، جسم و عقل اور فضیلت و ادب کے اعتبار سے کامل ہوتے رہے یہاں تک  
کہ آپ ﷺ اٹھتی جوانی میں ہی اہل مکہ کے درمیان ”امین“ کے لقب سے مشہور ہو گئے۔ ادب  
الہی کی یہ عادت جاری نہیں تھی کہ فقراء میں سے یتیموں کے نفوس اس (خاصیت) کے ساتھ  
مزین ہوں، خصوصاً امراء کے فقر کے ساتھ لہذا آپ ﷺ کہولت کی عمر کو پہنچ گئے جبکہ پوری قوم  
ناقص رہی، آپ ﷺ بلند و بالا ہوئے جبکہ قوم پستی میں رہی، آپ ﷺ توحید بیان کرنے والے  
تھے جبکہ قوم بتوں کی پجاری، آپ ﷺ صحیح و سالم تھے جبکہ وہ لوگ فسادی، آپ ﷺ صحیح الاعتقاد

جبکہ وہ لوگ وہموں میں پڑے ہوئے، آپ ﷺ خیر پر مہر لگائے گئے تھے جبکہ وہ لوگ خیر سے جاہل اور خیر کے راستے سے اعراض کر نیا لے تھے۔

**فاحتضنه:** حضن (افعال) احتضانا (ن) حضنا، حضنا پرورش کرنا، گود میں لینا (ک) حضنا ایک چھوٹے اور ایک بڑے پستان والی (افعال) احتضانا تقارت کرنا، حق مار لینا۔ **شہما:** ذکی، تیز خاطر، وہ سردار جس کا حکم جاری ہو [جمع] شہومت۔ **شہم (ک)** شہامة، شہومت تیز فہم ہونا، ذکی ہونا (ف، ن) شہما ڈانٹنا، خوفزدہ کرنا۔ **بشقیفہ:** ثقف (تفعیل) تحقیقا مہذب بنانا، تعلیم دینا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۱۰ پر ہے۔ **ریعان:** ہر چیز کا اول و افضل، زیادتی ربح (ض) ریعنا، ریعنا، ربو عا نشوونما پانا، زائد ہونا (تفعیل) تربیعنا جمع ہونا، بربھانا (تفعیل) تربیعنا ٹھہرنا، بیدار ہونا۔ **شاغبون:** شغب (ف، س) شغبنا (تفعیل) تغنیا تباہی ڈالنا، ہٹنا **مِنَ السَّنَنِ الْمَعْرُوفَةِ أَنْ يَتِيمًا فَقِيرًا أُمِّيًّا مِثْلَهُ تَنْطَبِعُ نَفْسُهُ بِمَا تَرَاهُ مِنْ أَوَّلِ نَشَأِهِ إِلَى زَمَنِ كَهُولِهِ، وَيَتَأَثَّرُ عَقْلُهُ بِمَا يَسْمَعُهُ مِمَّنْ يُحَالِطُهُ وَلَا سِيَّمَا إِنْ كَانَ مِنْ ذَوِي قَرَابَتِهِ، وَأَهْلِ عَصَبَتِهِ، وَلَا كِتَابَ يُرْشِدُهُ وَلَا أَسْتَاذَ يُنَبِّهُهُ، وَلَا عَصَدًا إِذَا عَزَمَ يُؤَيِّدُهُ، فَلَوْ جَرَى الْأَمْرُ فِيهِ عَلَى جَارِي السَّنَنِ لَنَشَأَ عَلَى عَفَايَدِهِمْ، وَأَخَذَ بِمَذَاهِبِهِمْ، إِلَى أَنْ يَبْلُغَ مَبْلَغَ الرِّجَالِ، وَيَكُونُ لِلْفِكْرِ وَالنَّظَرِ مَجَالٌ، فَيَرْجِعُ إِلَى مُخَالَفَتِهِمْ، إِذَا قَامَ لَهُ الدَّلِيلُ عَلَى خِلَافِ ضَلَالَاتِهِمْ كَمَا فَعَلَ الْقَلِيلُ مِمَّنْ كَانُوا عَلَى عَهْدِهِ.**

یہ بات بالکل معروف ہے کہ یتیم، فقیر اور امی جیسا شخص جو کچھ اپنے بچپن کے زمانے سے اذیت پروری تک دیکھتا ہے وہ اس کے دل پر نقش ہو جاتا ہے اور اپنے ساتھ میل جول رکھنے والے سے جو کچھ سنتا ہے عقل اس کا اثر قبول کرتی ہے بالخصوص اس وقت جبکہ وہ اس کے رشتہ داروں اور خاندان والوں میں سے ہو اور حالت یہ ہو کہ کوئی ایسی کتاب ہو جو اسے راہ دکھلائے اور نہ ہی کوئی ایسا استاذ ہو کہ جو تنبیہ وغیرہ کرے اور نہ ہی کوئی ایسا بازو ہو کہ جب وہ ارادہ کرے تو وہ اس کی تائید کرے اگر معاملہ اسی طرح چلتا جس طرح یہ طریقہ معروف ہے تو آپ ﷺ ضرور ان کے عقائد پر ہی پرورش پاتے اور ان کے مذاہب اختیار کرتے یہاں تک کہ جوانوں کی عمروں کو پہنچ جاتے اور غور و فکر کی مجال ہوتی تو پھر ان کی مخالفت کرتے جبکہ ان کی گمراہی پر کوئی دلیل بھی قائم ہوتی، جیسا کہ ان تھوڑے بہت لوگوں نے کیا جو آپ کے زمانے میں تھے۔ **وَلَكِنَّ الْأَمْرَ لَمْ يَجْعَرْ سُنَّتَهُ، بَلْ بُغِضَتْ إِلَيْهِ الْوَلِيَّةُ مِنْ مَبْدَأِ عَمْرِهِ.**

فَعَا جَلَّتْهُ طَهَارَةُ الْعَقِيدَةِ، كَمَا بَادَرَهُ حُسْنُ الْخَلْقَةِ، وَمَا جَاءَ فِي الْكِتَابِ مِنْ قَوْلِهِ: (وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدَى) لَا يُفْهَمُ مِنْهُ أَنَّهُ كَانَ عَلَى وَثْنِيَّةٍ قَبْلَ الْإِهْتِدَاءِ إِلَى التَّوْحِيدِ، أَوْ عَلَى غَيْرِ السَّبِيلِ الْقَوِيمِ، قَبْلَ الْخُلُقِ الْعَظِيمِ، حَاشَ لِلَّهِ، إِنَّ ذَلِكَ هُوَ الْإِفْكَ الْمُبِينُ، وَإِنَّمَا هِيَ الْحَيْرَةُ تَلُمُ بِقُلُوبِ أَهْلِ الْإِخْلَاصِ، فِيمَا يَرْجُونَ لِلنَّاسِ مِنَ الْإِخْلَاصِ، وَطَلَبِ السَّبِيلِ إِلَى مَا هَدَى إِلَيْهِ مِنْ إِنْقَادِ أَهْلِ الْكِبَرِ، وَإِزْشَادِ الصَّالِّينَ، وَقَدْ هَدَى اللَّهُ نَبِيَّهِ إِلَى مَا كَانَتْ تَتَلَمَّسُهُ بِصِيرَتِهِ بِاصْطِفَائِهِ لِرِسَالَتِهِ، وَاخْتِيَارِهِ مِنْ بَيْنِ خَلْقِهِ لِتَقْرِيرِ شَرِيعَتِهِ.

لیکن معاملہ اپنی عادت کے مطابق نہ چلا بلکہ بتوں سے بغض و عداوت آپ کو اپنی ابتدائی عمر ہی سے تھی تو عقیدہ کی طہارت نے آپ کے ساتھ ایسے جلدی کی جیسے حسن خلق نے آپ کے ساتھ جلدی کی (کہ آپ ﷺ پچھن سے ہی طہارۃ العقیدہ اور بہتر پکی اخلاق والے ہو گئے) اور جو قرآن کی آیت ”ووجدک ضالاً فہدی“ ہے (اور تم کو پاپا ناواقف راہ تو راہ دکھائی) اس آیت سے ہرگز یہ بات مفہوم نہیں کہ آپ ﷺ توحید کی طرف ہدایت سے پہلے بتوں کی عبادت پر تھے یا عظیم اخلاق سے پہلے سیدھے راستے پر نہ تھے۔ ”اس مفہوم سے اللہ کی پناہ“ بیشک یہ تو کھلا اور واضح جھوٹ ہے، بلکہ یہ تو وہ حیرانی ہے جو اخلاص والوں کے دلوں پر نازل ہوتی ہے اس چیز میں کہ جس کی وہ لوگوں کی خلاصی کے لئے امید کرتے ہیں، اور ایسے راستہ کی طلب میں کہ جس پر چل کر وہ ہالکین کو بچائیں، اور گمراہوں کو سیدھی راہ دکھائیں اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو اس چیز کی طرف ہدایت دی کہ جس کی طرف اس کی بصیرت اپنی رسالت کیلئے چنے اور اپنی شریعت کے مقرر کرنے کے لئے مخلوق میں سے کسی کو اختیار کرنے کی تلاش و جستجو میں تھی۔

تسلیم: کم (ن) لٹا کسی کے پاس آ کر نازل ہونا، جمع کرنا، درست کرنا (إفعال)  
إلما نچھوٹے گناہوں کا مرتکب ہونا، بلوغ و بچگی کے قریب پہنچنا (اتعال) التما نازارت  
کرنا، آکر ترنا۔ إنقاذ: نفع (إفعال) إنقاذ (تفعیل) سقید (ن) نفع انجات دینا۔

وَجَدَ شَيْئًا مِّنَ الْمَالِ يَسُدُّ حَاجَتَهُ (وَقَدْ كَانَ لَهُ فِي الْإِسْتِزَادَةِ مِنْهُ مَا يَرْفُقُهُ مَعِيشَتَهُ) بِمَا عَمِلَ لِخَدِيجَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فِي تِجَارَتِهَا، وَبِمَا اخْتَارَتْهُ بَعْدَ ذَلِكَ زَوْجًا لَهَا، وَكَانَ فِيمَا يَجْتَنِيهِ مِنْ ثَمَرَةِ عَمَلِهِ غِنَاءٌ لَهُ، وَعَوْنٌ عَلَى بُلُوغِهِ مَا كَانَ عَلَيْهِ أَعَاطِمُ قَوْمِهِ، لَكِنَّهُ لَمْ تَرْفُقْهُ الدُّنْيَا، وَلَمْ تُغْرِهْ زَخَارِفَهَا، وَلَمْ

يَسْأَلُكَ مَا كَانَ يَسْأَلُكَ مِثْلَهُ فِي الْوُضُوءِ إِلَى مَا تَرَعْبُهُ الْأَنْفُسُ مِنْ نَعِيمِهَا، بَلْ كُلَّمَا تَقَدَّمَتْ بِهِ السُّنُّ زَادَتْ فِيهِ الرَّغْبَةُ عَمَّا كَانَ عَلَيْهِ الْكَافَّةُ، وَنَمَا فِيهِ حُبُّ الْإِنْفِرَادِ وَالْإِنْقِطَاعِ إِلَى الْفِكْرِ وَالْمُرَاقَبَةِ، وَالتَّحَنُّتِ بِمُنَاجَاةِ اللَّهِ تَعَالَى، وَالتَّوَسُّلِ إِلَيْهِ فِي طَلَبِ الْمَخْرَجِ مِنْ هَمِّهِ الْأَعْظَمِ فِي تَخْلِيصِ قَوْمِهِ وَنَجَاةِ الْعَالَمِ مِنَ الشَّرِّ الَّذِي تَوَلَّاهُ، إِلَى أَنْ انْفَتَقَ لَهُ الْحِجَابُ عَنْ عَالَمٍ كَانَ يَحْتَضُهُ إِلَيْهِ الْإِلَهَامُ الْإِلَهِيُّ وَتَجَلَّى عَلَيْهِ النُّورُ الْقُدْسِيُّ، وَهَبَطَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ مِنَ الْمَقَامِ الْعُلِيِّ، فِي تَفْصِيلِ لَيْسَ هَذَا مَوْضِعُهُ.

آپ ﷺ نے تھوڑا بہت مال لیا کہ جس سے اپنی ضرورت پوری کر سکیں حالانکہ آپ ﷺ اگر چاہتے تو اس کام کی وجہ سے جو حضرت خدیج رضی اللہ عنہا کیلئے ان کی تجارت میں کیا تھا اور جس کی وجہ سے حضرت خدیج رضی اللہ عنہا نے بعد میں آپ ﷺ کو باعبار شوہر کے اختیار کیا، زیادتی طلب کر سکتے تھے کہ جس کے ذریعے آپ کی معاشی زندگی آسودہ اور خوشگوار ہو جاتی اور جو کچھ آپ ﷺ اپنے عمل کے ثمرہ سے حاصل کرتے وہ آپ کے لئے کافی ہوتا اور آپ کو اس مقام تک پہنچنے میں معاون ہوتا جس پر آپ کی قوم کے بڑے بڑے لوگ تھے لیکن دنیا آپ کو بھلی لگی اور نہ ہی دنیا کی خوبصورتی اور رنگینی نے آپ کو دھوکا دیا اور نہ ہی آپ ﷺ اس راستے پر چلے کہ جس پر آپ جیسا شخص چل کر دنیا کی ان نعمتوں کی طرف کہ جن کی طرف نفس مائل ہوتا ہے، پہنچتا ہے بلکہ جیسے جیسے آپ ﷺ کی عمر میں اضافہ ہوتا رہا ویسے ویسے آپ کو اس چیز سے اعراض بھی بڑھتا رہا جس پر تمام لوگ تھے۔ آپ ﷺ میں فکر و مراقبہ اور اللہ کی عبادت و مناجات کے ذریعے کرنے کیلئے اکیلے پن اور تنہائی کی محبت بڑھنے لگی اور آپ ﷺ میں عظیم ارادوں سے اپنی قوم اور پورے عالم کو اس شر سے بچانے کیلئے جس کی وہ آماجگاہ بن چکا تھا راستے کی طلب میں اللہ کی طرف توسل کی طلب بڑھنے لگی یہاں تک کہ آپ ﷺ کے لئے ایک ایسے عالم سے حجاب چھٹ گیا کہ جس کی طرف الہام الہی آپ ﷺ کو براہیختہ کرتا تھا، آپ پر نور قدسی کی تجلی ہوئی اور بلند مقام سے آپ پر وحی نازل ہوئی۔ اس کی بہت تفصیل ہے اور یہ مقام اسکا متحمل نہیں۔

سیرۃ: رَفَعَهُ (ن) رَفَعَهُ، رَفَعَهُ خُوشَالِ وَأَسْوَدَهُ هُونًا [عیشہ] زندگی کا آسودہ و خوشگوار ہونا۔ (ک) رَفَعَهُ (إِفعال) رَفَعَهُ فَاوَسَعَتْ وَالَا هُونًا، مَطْمَنٌ وَبَفَكَرَ هُونًا (تفعیل) تَرْفِیْہَا رَاحَتِ پھینچانا۔ یَحْتَنِیْہ: جنی (افعال) اجْتَنَاءُ چننا (ض) جَنْبًا [الشر] پھل توڑنا۔ جَنْبًا نَکَالْنَا،

جَنَائِيَهٗ گناہ کرنا (إِفعال) اِجْنَاءُ کینا (مفاعله) مجانائہٗ نا کردہ گناہ کی نسبت کرنا۔ لِم ترقیہ:  
 روق (ن) رَوْقًا بھلی لگنا، پسند آنا۔ رَوْقًا صاف وشفاف ہونا، فوقیت رکھنا (س) رَوْقًا اور پر  
 کے لیے دانتوں والا ہونا (تفعیل) ترویقًا تاریکی پھیلادینا، صاف کرنا [البیت] برآمدہ بنانا  
 وَلَمْ يَكُنْ مِنْ آبَائِهِ مَلِكٌ فَيَطْلُبُ بِمَا سَلِبَ مِنْ مُلْكِهِ، وَكَانَتْ نَفُوسُ  
 قَوْمِهِ فِي انْصِرَافٍ تَامَ عَنْ طَلَبِ مَنَاصِبِ السُّلْطَانِ، وَفِي قَنَاعَةٍ بِمَا وَجَدُوهُ  
 مِنْ شَرَفِ النِّسْبَةِ إِلَى الْمَكَانِ، دَلَّ عَلَيْهِمَا مَا فَعَلَهُ جَدُّهُ عَبْدُ الْمُطَّلِبِ عِنْدَ  
 رَحْفِ أَبْرِهَةَ الْحَبَشِيِّ عَلَى دِيَارِهِمْ، جَاءَ الْحَبَشِيُّ لِيَنْتَقِمَ مِنَ الْعَرَبِ بِهِدْمِ  
 مَعْبَدِهِمُ الْعَامِّ، وَبَيْتِهِمُ الْحَرَامِ، وَامْتَنَجَعَ حَاجِيهِمْ وَمُسْتَوَى الْعُلْيَا مِنَ آلِهِتِهِمْ،  
 وَامْتَنَهَى حُجَّةَ الْقُرَشِيِّينَ فِي مَفَاخِرَتِهِمْ لِبَنِي قَوْمِهِمْ، وَتَقَدَّمَ بَعْضُ جُنْدِهِ فَاسْتَأْذَنَ  
 عَدَدًا مِنَ الْأَبِلِ فِيهَا لِعَبْدِ الْمُطَّلِبِ مَائَتًا بَعِيرٍ، وَخَرَجَ عَبْدُ الْمُطَّلِبِ فِي بَعْضِ  
 قُرَيْشٍ لِمُقَابَلَةِ الْمَلِكِ فَاسْتَدْنَاهُ وَسَأَلَهُ حَاجَتَهُ، فَقَالَ هِيَ أَنْ تَرُدَّ إِلَيَّ مَائَتِي  
 بَعِيرٍ أَصْبَتَهَا لِي، فَلَامَهُ الْمَلِكُ عَلَى الْمُطَّلِبِ الْحَقِيرِ، وَقَتَ الْخُطْبِ الْخَطِيرِ،  
 فَأَجَابَهُ: أَنَا رَبُّ الْأَبِلِ وَأَمَّا الْبَيْتُ فَلَهُ رَبٌّ يَحْمِيهِ.

آپ ﷺ کے آباؤ اجداد میں سے کوئی بادشاہ نہیں تھا کہ اپنی ملکیت میں سے کسی  
 مملوک چیز کا مطالبہ کرتا اور آپ کی قوم کے نفوس بادشاہی کے مناصب کی طلب سے مکمل  
 روگرداں تھے، بیت اللہ کی طرف نسبت کے شرف کی وجہ سے جو کچھ انہوں نے پایا اس پر  
 قناعت پسند تھے اس پر وہ کام دلالت کرتا ہے جو آپ کے دادا عبدالمطلب نے اس وقت  
 سرانجام دیا جبکہ ابرہہ حبشی ان کے علاقہ پر حملہ آور ہونے کے لئے آیا تھا۔ ابرہہ اس لئے آیا  
 تھا کہ عرب کے عام معبد خانے، بیت الحرام اور ان کے حاجیوں کی چراہگاہ کو ڈھا کر، ان کے  
 البوں کے چبوترے کو برابر کر کے اور قریش کی اپنی قوم کے لئے فخر کی حجت کو منہا تک پہنچا  
 کر ان سے انتقام لے۔ اسکے کچھ سپاہی آئے اور بہت سارے اونٹ جن میں عبدالمطلب  
 کے دو اونٹ بھی تھے ہانک کر لے گئے، عبدالمطلب بادشاہ کے پاس جانے کیلئے بعض  
 قریشی لوگوں کے ساتھ نکلے، اس کے قریب ہوئے اور اپنی حاجت کے بارے میں سوال کیا  
 (یعنی اپنے دو اونٹ سے متعلق کہا) اور فرمایا: آپ نے میرے جو دو اونٹ لئے ہیں وہ  
 مجھے لوٹا دو بادشاہ نے بڑے خطرے کے وقت حقیر مطلب پر ان کو ملامت کی تو انہوں نے  
 جواب دیا: میں تو اونٹوں کا مالک ہوں (اس لئے انہی کو مانگتا ہوں) اور رہا معاملہ بیت اللہ کا

تو اسکا جو رب ہے وہی اس کی حفاظت کریگا۔

**منتجع:** منج (افعال) انتجاعاً (تفعل) تجعاً چراہگاہ کی تلاش کرنا (استفعال)  
استجاعاً بخشش مانگنے کے لئے کسی کے پاس آنا، بصلہ [باعن] ہضم ہونا، موٹا ہونا (ف) فُجِعَا  
فائدہ مند ہونا، چراہگاہ کی تلاش میں جانا (افعال) انجاعاً مفید ہونا، کامیاب ہونا۔ **حججہم:**  
دلیل میں غالب آنے والا، وہ شخص جس کے زخم کو سلائی ڈال کر معلوم کیا جائے۔

هَذَا غَايَةُ مَا يَنْتَهِي إِلَيْهِ الْإِسْتِسْلَامُ، وَعَبْدُ الْمُطْلَبِ فِي مَكَانِهِ مِنَ  
الرَّئَاسَةِ عَلَى قُرَيْشٍ، فَأَيْنَ مِنْ تِلْكَ الْمَكَانَةِ مُحَمَّدٌ ﷺ فِي حَالِهِ مِنَ الْفَقْرِ،  
وَمَقَامِهِ فِي الْوُسْطِ مِنْ طَبَقَاتِ أَهْلِهِ، حَتَّى يَنْتَجِعَ مَلِكًا أَوْ يَطْلُبَ سُلْطَانًا؟  
لَا مَالٌ لَاجَاءَ، لَا جُنْدٌ لَا أَعْوَانَ، لَا سَلِيْقَةٌ فِي الشَّعْرِ، لَا بَرَاعَةٌ فِي الْكِتَابِ، لَا  
شُهْرَةٌ فِي الْخُطَابِ، لَا شَيْءٌ كَانَ عِنْدَهُ مِمَّا يَكْسِبُ الْمَكَانَةَ فِي نُفُوسِ الْعَامَّةِ  
أَوْ يَرْفُقِي بِهِ إِلَى مَقَامٍ مَابَيْنَ الْخَاصَّةِ. مَا هَذَا الَّذِي رَفَعَ نَفْسَهُ فَوْقَ النُّفُوسِ؟  
مَا الَّذِي أَعْلَى رَأْسَهُ عَلَى الرُّؤُوسِ؟ مَا الَّذِي سَمَّا بِهِمَّتِهِ عَلَى الْهِمَمِ، حَتَّى  
انْتَدَبَ لِإِرْشَادِ الْأُمَمِ وَكَفَالَتِهِ لَهُمْ كَشَفِ الْغَمِّ، بَلْ وَإِحْيَاءِ الرِّمَمِ؟ مَا كَانَ  
ذَلِكَ إِلَّا مَا أَلْقَى اللَّهُ فِي رُوعِهِ مِنْ حَاجَةِ الْعَالَمِ إِلَى مُقَوِّمٍ لِمَا زَاغَ عَنْ عَقَائِدِهِمْ  
وَمُصْلِحٍ لِمَا فَسَدَ مِنْ أَخْلَاقِهِمْ وَعَوَائِدِهِمْ، مَا كَانَ ذَلِكَ إِلَّا وَجْدَانَهُ رِيحَ  
الْعِنَايَةِ الْإِلَهِيَّةِ تَنْصُرُهُ فِي عَمَلِهِ، وَتَمُدُّهُ فِي الْإِنْتِهَاءِ إِلَى أَمَلِهِ قَبْلَ بُلُوغِ أَجَلِهِ،  
مَا هُوَ إِلَّا الْوَحْيُ الْإِلَهِيُّ يَسْعَى نَوْرُهُ بَيْنَ يَدَيْهِ يُضِيئُ لَهُ السَّبِيلَ، وَيَكْفِيهِ مَوْنَةَ  
الدَّلِيلِ، مَا هُوَ إِلَّا الْوَحْيُ السَّمَائِيُّ، قَامَ لَدَيْهِ مَقَامُ الْقَائِدِ وَالْجُنْدِيِّ،

یہ تو وہ غایت ہے کہ جہاں تک فرمانبرداری و تابع داری کی انتہا ہوئی حالانکہ  
عبد المطلب اپنی جگہ پر قریش کے بڑے رئیسوں میں سے تھے تو محمد ﷺ اپنے فقر کی حالت  
اور اپنے لوگوں کے طبقوں میں سے متوسط مقام پر ہونے کی وجہ سے ان درجوں میں سے کس  
درجہ پر تھے کہ کسی بادشاہ یا سلطنت کی تلاش میں نکلتے؟ آپ ﷺ کے پاس مال تھا نہ مرتبہ،  
فوج تھی نہ مددگار، شعر کا کوئی سلیقہ تھا نہ لکھنے میں کوئی کمال اور نہ خطابت میں کوئی شہرت تھی۔  
آپ ﷺ کے پاس کوئی چیز بھی ایسی نہ تھی کہ جس کے ذریعہ عامۃ الناس کے دلوں میں کوئی  
مرتبہ حاصل کر سکتے یا اس کے ذریعہ خاص لوگوں کے درمیان کسی مرتبہ و مقام کو پہنچ سکتے۔  
(مگر) وہ کون سی چیز تھی جس نے آپ ﷺ کے نفس کو دیگر نفوس پر رفعت دی؟ وہ کون سی چیز



تھی کہ جس نے آپ ﷺ کے سر کو دیگر سروں پر بلند کیا؟ وہ کونسی چیز تھی کہ جس نے آپ ﷺ کی ہمت کو تمام ہمتوں پر اتنا بلند کر دیا کہ آپ ﷺ امت کی ہدایت اور غموں کے کھولنے میں اس کی کفالت کیلئے بلکہ مردہ ہڈیوں کے زندہ کرنے کیلئے کھڑے ہو گئے۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کے اس القاء کی وجہ سے تھا جو اللہ نے اس وقت جبکہ عالم اپنے عقائد سے ہٹ گیا تھا اسکو ایک مقوم اور اخلاق و ہمدردیوں میں فساد کی وجہ سے ایک مصلح کی ضرورت تھی، آپ ﷺ کے ذہن و عقل میں ڈالا اور یہ محض اس عنایت الہی کی خوشبو پانے کی بنا پر تھا جو کہ آپ ﷺ کے عمل میں آپ ﷺ کی مدد کرتی اور مدت کے پہنچنے سے قبل آپ ﷺ کو امید کے حد درجہ تک لے جاتی، یہ محض وحی الہی تھی کہ جس کا نور آپ ﷺ کے سامنے سعی کرتا، آپ ﷺ کیلئے راستہ روشن کرتا اور آپ ﷺ کو دلیل کی ذمہ داری سے کافی ہوتا۔ یہ محض آسمانی وحی تھی کہ آپ ﷺ اس پر قائد اور سپاہی کے کھڑے ہونے کی طرح کھڑے ہوئے۔

سلیقہ: طبیعت [جمع] سلاقیں۔ سلق (ن) سَلَقًا ابالنا، بد زبانی سے تکلیف پہنچانا (إفعال) اسلاقا کسی چیز کے دستہ میں لکڑی داخل کرنا (تفعّل) تسلقا چت سونا، دیوار پر چڑھنا (انفعال) اسلاقا چھل جانا (استفعال) استلقاء اچت لیٹنا۔ انتدب: ندب (افتعال) انتدابا تردید کرنا (ن) اندبا [المیت] میت پر رونا، برا بیختہ کرنا (س) ندبا، بُد و بازخم کا نشان ہونا (ک) ندباۃ زیرک ہونا، ہوشیار و چست ہونا۔ الرمم: [مفرد] الرّمۃ بوسیدہ ہڈی، پرانی رسی کا ٹکڑا، چیونٹی دیگر [جمع] رمام بھی آتی ہے۔ رمم (ض) رمۃ، رسیٹا ہڈی کا بوسیدہ ہونا، ٹوٹنا (ن) رمۃ، رمۃ درست کرنا (إفعال) إرماما بوسیدہ ہونا، مائل ہونا۔ روعه: ذهن، عقل، دل کا سیاہ نقطہ، بقول بعض دل میں ڈر کی جگہ۔ روع (ن) روعا گھبرانا، تعجب میں ڈالنا (ن) روع، روعا لونا (إفعال) إراعه (تفعیل) تروعا گھبرا دینا، تعجب میں ڈالنا۔ زاغ: زوغ (ن) زوغا، زوغا اعتدال سے ہٹنا، تشدد برتنا، جھکانا۔

أَرَأَيْتَ كَيْفَ نَهَضَ وَحِيدًا فَرِيدًا يَدْعُو النَّاسَ كَافَّةً إِلَى التَّوْحِيدِ، وَالْإِعْقَادِ بِالْعَلِيِّ الْمَجِيدِ، وَالْكُلِّ مَابَيْنَ وَثْنِيَّةٍ مُفْرِقَةٍ، وَذَهْرِيَّةٍ وَرَنْدَقَةٍ؟ نَادَى فِي الْوَتَنِينِ بِتَرْكِ أَوْنَانِهِمْ وَنَبَذَ مَعْبُودَاتِهِمْ، وَفِي الْمَشْهَبَيْنِ الْمُتَعَمِّسَيْنِ فِي الْخَلْطِ بَيْنَ اللَّاهُوتِ الْأَقْدَسِ وَبَيْنَ الْجِسْمَانِيَّاتِ بِالنَّطْهِرِ مِنْ تَشْبِيهِهِمْ، وَفِي الثَّانَوِيَّةِ بِإِفْرَادِ إِلَهٍ وَاحِدٍ بِالنَّصْرِفِ فِي الْأَكْوَانِ وَرَدَّ كُلَّ شَيْءٍ فِي الْوُجُودِ إِلَيْهِ، أَهَابَ بِالطَّبِيعِيِّينَ لِيَمْدُوا أَبْصَارَهُمْ إِلَى مَا وَرَاءَ حِجَابِ الطَّبِيعَةِ فَيَتَنَوَّرُوا

سِرُّ الْوُجُودِ الَّذِي قَامَتْ بِهِ، صَاحَ بَدْوَى الزَّعَامَةِ لِيَهْبِطُوا إِلَى مَصَافِ الْعَامَّةِ،  
وَفِي الْأَسْتِغْنَاءِ إِلَى سُلْطَانِ مَعْبُودٍ وَاحِدٍ، هُوَ فَاطِرُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ،  
وَالْقَابِضُ عَلَى أَرْوَاحِهِمْ فِي هَيَاكِلِ أَجْسَادِهِمْ.

کیا آپ نے دیکھا کہ آپ ﷺ کس طرح اکیلے تنہا تمام لوگوں کو توحید کی طرف  
اور بزرگ و برتر پر ایمان لانے کی دعوت دینے کے لئے جبکہ تمام لوگ مختلف قسم کے بتوں کی  
عبادت، دھریہ اور زندقہ کے درمیان تھے، نکل کھڑے ہوئے؟ آپ ﷺ نے بتوں کے  
پجاریوں کے درمیان بتوں کو چھوڑنے اور معبودوں کے پھینکنے کی آواز لگائی اور ان لوگوں کے  
جولاہوت اقدس اور جسمانیات کے درمیان اپنی تشبیہات کے ذریعے ان میں تطہیر کرنے  
کیلئے اختلاط میں غوطے کھاتے رہتے تھے، درمیان آواز لگائی اور ان لوگوں کے درمیان جو  
دوالہوں کے قائل تھے آواز لگائی کہ الہ صرف ایک ہے جو تمام کائنات کا متصرف ہے اور ہر  
اس شے کو رد کیا جس کی نسبت اس کے وجود کی طرف بھی۔ آپ ﷺ نے طبعین کو اس کی  
دعوت دی کہ وہ طبعیات کے پردہ کے پیچھے جو کچھ ہے اسکی طرف اپنی نگاہیں دوڑائیں اور اس  
وجود کا راز جس کے ساتھ وہ طبعیات قائم ہیں روشن واضح کریں، آپ ﷺ نے سرداروں  
کے سامنے باواز بلند ندا کی تاکہ وہ عامۃ الناس کی صفوں میں اور ایک بادشاہ کی طرف جو  
معبود واحد ہے، وہی آسمانوں اور زمینوں کو پیدا فرمانے والا ہے انکے جسمانی ڈھانچوں میں  
انکی ارواح پر قبضہ رکھنے والا ہے، تابعداری میں اتر آئیں (کرنے لگ جائیں)۔

اللاہوت : خداوندی، اصل اس کی ”لاہ“، بمعنی اللہ ہے واؤ اور تا کی زیادتی

مبالغہ کیلئے ہے جیسے جبروت، ملکوت [علم لاہوت] عقائد متعلقہ ذات و صفات باری تعالیٰ کا  
علم۔ الشانویۃ: اس سے مراد فرقہ مانویہ ہے جو کہ دو خداؤں کے قائل ہیں ایک معبود خیر اور  
دوسرا معبود شر ان کو نور اور ظلم سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ أهَاب: ہیب (افعال) اِہَابَہ کسی کو کوئی  
کام کرنے کے لئے پکارنا، دعوت دینا (ف) هَيَّيْنَا، مَہَابَہ تعظیم و تکریم کرنا، ڈرنا۔

تَنَاوَلُ الْمُتَنَحِّلِينَ مِنْهُمْ لِمَرْتَبَةِ التَّوَسُّطِ بَيْنَ الْعِبَادِ وَبَيْنَ رَبِّهِمُ الْأَعْلَى  
فَبَيَّنَ لَهُمُ بِاللَّيْلِ، وَكَشَفَ لَهُمُ بِنُورِ الْوَحْيِ، أَنَّ نِسْبَةَ أَكْبَرِهِمْ إِلَى اللَّهِ كَنِسْبَةِ  
أَصْغَرِ الْمُعْتَقِدِينَ بِهِمْ، وَطَالَبَهُمُ بِالنُّزُولِ عَمَّا اتَّخَذُوهُ لِأَنفُسِهِمْ مِنَ الْمَكَانَاتِ  
الرَّبَّانِيَّةِ، إِلَى أَدْنَى سُلَّمٍ مِنْ فِي الْعِبُودِيَّةِ، وَالْإِشْتِرَاكِ مَعَ كُلِّ ذِي نَفْسٍ  
إِنْسَانِيَّةٍ، فِي الْأَسْتِعَانَةِ بِرَبِّ وَاحِدٍ يَسْتَوِي جَمِيعُ الْخَلْقِ فِي النِّسْبَةِ

إِلَيْهِ، لَا يَتَفَاتُونَ إِلَّا فِيمَا فَضَّلَ بِهِ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ مِنْ عِلْمٍ أَوْ فَضِيلَةٍ

آپ نے ان میں سے بندوں اور ان کے بزرگ رب کے درمیان ثالثی کے مرتبہ کیلئے منتخبین کو لیا اور ان کو دلیل کے ذریعے اور نور وحی کے ذریعے اس حقیقت سے آشنا فرمایا کہ: ان کے بڑے کی نسبت اللہ رب العزت کی طرف ایسی ہے جیسی ان کے ساتھ اعتقاد رکھنے والوں میں سے سب سے چھوٹے کی نسبت ہوتی ہے اور ان سے ان ربانی مرتبوں سے جو انہوں نے اپنے لئے بنا رکھے تھے بندگی کی ادنیٰ ترین سیڑھی کی طرف اترنے اور ہر انسانی نفس کیساتھ ایک رب سے مدد مانگنے کیلئے کہ جس کی طرف نسبت میں تمام مخلوق برابر ہے علم یا فضیلت کہ جس کی وجہ سے اللہ نے بعض کو بعض پر فضیلت بخشی ہے کے علاوہ کسی کو دوسرے پر تفاوت حاصل نہیں ہے، بل جانے کا مطالبہ کیا۔

وَحَزَارَ ابُو عَظْمٍ عَبْدُ الْعَادَاتِ وَأَسْرَاءُ التَّقْلِيدِ، لِيُعْتَقُوا أَرْوَاحَهُمْ مِمَّا اسْتُعِيدُوا إِلَهُ، وَيَحْلُوْا أَغْلَالَهُمُ الَّتِي أَخَذَتْ بِأَيْدِيهِمْ عَنِ الْعَمَلِ، وَاقْتَطَعَتْهُمْ دُونَ الْأَمَلِ، مَالٌ عَلَى قُرَاءِ الْكُتُبِ السَّمَاوِيَّةِ، وَالْقَانِمِينَ عَلَى مَا أَوْدَعَتْهُ مِنَ الشَّرَائِعِ الْإِلَهِيَّةِ، فَبَكَتِ الْوَأَقِفِينَ عِنْدَ حُرُوفِهَا بَعْبًا وَنَهْمًا، وَشَدَّدَ النَّكِيرَ عَلَى الْمُحَرِّفِينَ لَهَا، الصَّارِفِينَ لِأَلْفَظِهَا إِلَى غَيْرِ مَا قُصِدَ مِنْ وَحْيِهَا، اتِّبَاعًا لِشَهْوَاتِهِمْ، وَدَعَاَهُمْ إِلَى فَهْمِهَا، وَالتَّحْقِيقِ بِسِرِّ عِلْمِهَا، حَتَّى يَكُونُوا عَلَى نُورٍ مِنْ رَبِّهِمْ .

عادات کے غلام اور تقلید کے قیدیوں نے آپ ﷺ کے وعظ پر طعن و تشنیع کی تاکہ اپنی روحوں کو اس چیز سے آزاد کرانیں کہ جس کی عبادت کا ان سے مطالبہ کیا گیا تھا اور اپنی وہ بیڑیاں کھول دیں کہ جن بیڑیوں نے ان کو عمل سے روک دیا اور جن بیڑیوں نے ان کو بلا امید اپنے لئے لے رکھا تھا۔ وہ کتب سماوی کے پڑھنے پر اور ان لوگوں کی طرف مائل ہوئے جو ایک چیزوں پر قائم تھے جو شریعت الہیہ سے ودیعت تھیں، تو آپ ﷺ نے ان لوگوں کو سرزنش فرمائی جو اپنی بیوقوفی اور کم فہمی سے ان کتب کے محض حروف سے واقف تھے اور ان کتب کی تحریف کرنے والے لوگوں پر شدید نکیر فرمائی جو ان کے الفاظ کو ایسے معنی کی طرف پھیرتے تھے جو وحی سے غیر مقصود تھا اور یہ تحریف وہ لوگ محض اپنی خواہش کی پیروی کرتے ہوئے کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے ان لوگوں کو ان کتب کے سمجھنے اور ان کے علمی راز سے باخبر ہونے کی دعوت دی تاکہ وہ لوگ ایسے نور ہدایت پر آجائیں جو ان کے رب کی طرف سے ہے۔

خزوا: خزو (ن) خزو و دشمنی کرنا، غالب آنا، سیاست کرنا، خواہش نفسانی سے

روکنا۔ **فیکت:** بلک (ن) بگاڑنا، پھاڑنا، محتاج ہونا (تفاعل) تباہ کرنا۔

وَلَقَدْ كُلَّ إِنْسَانٍ إِلَى مَا أُودِعَ فِيهِ مِنَ الْمَوَاهِبِ الْإِلَهِيَّةِ، وَدَعَا النَّاسَ أَجْمَعِينَ ذُكُورًا وَإِنَاثًا عَامَّةً وَسَادَاتٍ إِلَى عِرْقَانِ أَنْفُسِهِمْ، وَأَنْتَهُمْ مِنْ نَوْعِ خَصَّةِ اللَّهِ بِالْعَقْلِ، وَمَيَّزَهُ بِالْفِكْرِ، وَشَرَّفَهُ بِهِمَا وَبِحُرِّيَّةِ الْإِرَادَةِ فِيمَا يُرْشِدُهُ إِلَيْهِ عَقْلُهُ وَفِكْرُهُ وَأَنَّ اللَّهَ عَرَضَ عَلَيْهِمْ جَمِيعَ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ مِنَ الْأَكْوَانِ وَسَلَّطَهُمْ عَلَى فَهْمِهَا وَالْإِنْتِفَاعِ بِهَا بِدُونِ شَرْطٍ وَلَا قَيْدٍ إِلَّا الْإِغْتِدَالُ وَالْوُقُوفُ عِنْدَ حُدُودِ الشَّرِيعَةِ الْعَادِلَةِ وَالْفَضِيلَةِ الْكَامِلَةِ، وَأَقْدَرَهُمْ بِذَلِكَ عَلَى أَنْ يَصِلُوا إِلَى مَعْرِفَةِ خَالِقِهِمْ بِعُقُولِهِمْ وَأَفْكَارِهِمْ بِدُونِ وَاسِطَةٍ أَحَدٍ، إِلَّا مَنْ خَصَّهُمُ اللَّهُ بِوَحْيِهِ، وَقَدْ وَكَّلَ إِلَيْهِمْ مَعْرِفَتَهُمُ بِالذَّلِيلِ، كَمَا كَانَ الشَّأْنُ فِي مَعْرِفَتِهِمْ لِمُبْدِعِ الْكَائِنَاتِ أَجْمَعِ، وَالْحَاجَّةُ إِلَى أَوْلَيْكَ الْمُصْطَفَيْنِ إِنَّمَا هِيَ فِي مَعْرِفَةِ الصِّفَاتِ الَّتِي أَذِنَ اللَّهُ أَنْ تُعْلَمَ مِنْهُ، وَلَيْسَتْ فِي الْإِغْتِقَادِ بِوُجُودِهِ، وَقَرَّرَ أَنْ لَا سُلْطَانَ لِأَحَدٍ مِّنَ الْبَشَرِ عَلَى آخَرٍ مِنْهُ إِلَّا مَا رَسَمَتْهُ الشَّرِيعَةُ وَفَرَضَهُ الْعَدْلُ، ثُمَّ الْإِنْسَانُ بَعْدَ ذَلِكَ يَذْهَبُ بِإِرَادَتِهِ إِلَى مَا سَحَرَتْ لَهُ بِمُقْتَضَى الْفِطْرَةِ.

آپ ﷺ نے ہر انسان کو اس چیز کی طرف متوجہ کیا جو الہی عطاؤں سے اس میں ودیعت کی گئی تھی، مردوں، عورتوں، عام و خاص تمام لوگوں کو اپنے آپ کو پہنچانے کی دعوت دی اور اس کی طرف متوجہ کیا کہ ان کا تعلق ایک ایسی نوع سے ہے جس کو اللہ رب العزت نے عقل دیکر (خاص) فضیلت عطا فرمائی اور غور و فکر کی صفت دیکر دیگر تمام اشیاء سے ممتاز فرمایا ہے اور اس نوع کو عقل و فکر کے ذریعہ اس چیز کی طرف کہ جس کی طرف عقل و فکر راستہ دکھائے ارادہ کی آزادی کے ذریعہ بھی شرف بخشا ہے اور اس طرف متوجہ کیا کہ اللہ رب العزت نے ان لوگوں پر کائنات میں سے جو کچھ بھی ان کے سامنے ہے پیش کر دیا ہے اور ان کو اس کا پابند کیا ہے کہ وہ ان چیزوں کو عادلانہ شریعت اور کامل فضیلت کی حدود میں رہتے ہوئے اعتدال و سکون کے ساتھ بلا کسی شرط اور بلا کسی قید کے سمجھیں اور ان سے فائدہ حاصل کریں اور ان کو اس پر قدرت دی کہ محض اپنی عقلوں اور فکروں کے ذریعہ بلا کسی واسطہ کے اپنے خالق کی معرفت تک پہنچیں، سوائے ان لوگوں کے کہ جن کو اللہ نے اپنی وحی کے لئے خاص فرمایا اور ان کی طرف ان کی معرفت کو دلیل کے ذریعہ سوپ دیا جیسا کہ تمام کائنات کے پیدا کرنے والے کے لئے انکی معرفت میں ایک شان تھی۔ اور ان چیدہ لوگوں کی طرف

حاجت یقیناً یہ حاجت ان صفات کی معرفت میں تھی جن کے جاننے کی اللہ نے اجازت دی اور ان صفات کا وجود اعتقاد میں نہیں تھا۔ اور اس بات کو مقرر فرمایا کہ بشر میں سے کسی کا کوئی بادشاہ نہیں سوائے اس کے جس کو شریعت نے لکھ دیا اور انصاف نے مقرر کر دیا (صرف وہ سلطان ہے) پھر اس کے بعد انسان اپنے ارادہ کو اس چیز کی طرف لیجائے جو فطرت کے مقتضی کے ساتھ اس کیلئے مسخر ہو۔

**لفت:** لفت (ض) لَفَتَا دَائِمًا يَابَا مَيِّنَ مَوْثَنَا، اتارنا (تفعیل) تلفیًا موثَنَا (افتعال) التفاتًا چہرہ پھیرنا، جھکنا۔

دَعَا الْإِنْسَانَ إِلَى مَعْرِفَةِ أَنَّهُ جِسْمٌ وَرُوحٌ، وَأَنَّهُ بِذَلِكَ مِنْ عَالَمَيْنِ مُتَخَالِفَيْنِ، وَإِنْ كَانَا مُتَمَرِّجَيْنِ، وَأَنَّهُ مُطَالَبٌ بِخِدْمَتِهِمَا جَمِيعًا وَإِنْفَاءً كُلِّ مِنْهُمَا مَا قَرَّرَتْ لَهُ الْحُكْمَةُ الْإِلَهِيَّةُ مِنَ الْحَقِّ. دَعَا النَّاسَ كَافَّةً إِلَى الْإِسْتِعْدَادِ فِي هَذِهِ الْحَيَاةِ لِمَسَائِلَ قُوَّتِهِ فِي الْحَيَاةِ الْآخِرَى، وَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّ خَيْرَ زَادٍ يَتَزَوَّدُهُ الْعَامِلُ هُوَ الْإِخْلَاصُ لِلَّهِ فِي الْعِبَادَةِ، وَالْإِخْلَاصُ لِلْعِبَادَةِ فِي الْعَدْلِ وَالنَّصِيحَةِ وَالْإِشَادِ

آپ ﷺ نے انسان کو اس کے پہچاننے کی دعوت دی کہ وہ جسم اور روح ہے اور اس کی وجہ سے دو مخالف جہانوں میں سے ہے اگرچہ یہ دونوں جہاں ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں اور اس کی دعوت دی کہ وہ ان دونوں (جسم و روح) کی خدمت کا مطالبہ ہے اور حق سے حکمت الہیہ نے جو کچھ جسم اور روح میں سے ہر ایک کیلئے مقرر کیا ہے اس کو پورا کرنے کا مطالبہ ہے۔ آپ ﷺ نے تمام لوگوں کو دعوت دی کہ اس دنیا میں اس کی تیاری کریں جس سے وہ دوسری زندگی میں ملاقات کریں گے اور ان کو یہ بات بتلا دی کہ بہترین توشہ جو عامل جمع کرتا ہے وہ عبادت میں اللہ کیلئے اخلاص ہے اور بندوں کیلئے اخلاص عدل، نصیحت اور ہدایت میں ہے۔

قَامَ بِهَذِهِ الدَّعْوَةِ الْعُظْمَى وَحْدَهُ، وَلَا حَوْلَ لَهُ وَلَا قُوَّةَ، كُلُّ هَذَا كَانَ مِنْهُ وَالنَّاسُ أَحْبَاءُ مَا أَلْفَوْا وَإِنْ كَانَ خُسْرَانِ الدُّنْيَا وَحِرْمَانِ الْآخِرَةِ، أَعْدَاءُ مَا جَهِلُوا وَإِنْ كَانَ رَغْدُ الْعَيْشِ وَعِزَّةُ السِّيَادَةِ وَمُنْتَهَى السَّعَادَةِ، كُلُّ هَذَا وَالْقَوْمُ حَوَالَيْهِ أَعْدَاءُ أَنْفُسِهِمْ، وَعَبِيدُ شَهْوَاتِهِمْ، لَا يَفْقَهُونَ دَعْوَتَهُ، وَلَا يَعْقِلُونَ رِسَالَتَهُ، عُقِدَتْ أَهْدَابُ بَصَائِرِ الْعَامَّةِ مِنْهُمْ بِأَهْوَاءِ الْخَاصَّةِ، وَحُجِبَتْ عُقُولُ الْخَاصَّةِ بِغُرُورِ الْعِزَّةِ عَنِ النَّظَرِ فِي دَعْوَى فَقِيرٍ أُمِّيٍّ مِثْلِهِ، لَا يَسْرُونَ فِيهِ مَا يَرْفَعُهُ إِلَى

نَصِيحَتِهِمْ وَالتَّطَاوُلُ إِلَى مَقَامَاتِهِمْ الرِّفِيعَةِ بِاللُّومِ وَالتَّعْنِيفِ.

آپ ﷺ جبکہ آپ کے پاس طاقت تھی اور نہ قوت تن تھا اس دعوت عظمیٰ کو لیکر کھڑے ہوئے، یہ سب تو آپ ﷺ کی جانب سے تھا اور لوگ اس چیز سے محبت کر نیوالے تھے جس کو انہوں نے پسند کیا اگرچہ وہ دنیا کے خسارہ اور آخرت کی محرومی کا باعث ہو اور اس چیز کے دشمن تھے جس سے وہ جاہل تھے اگرچہ وہ چیز آسودہ زندگی، بادشاہی کی عزت اور خوش بختی کا منتہی ہو، یہ سب اپنی جگہ لیکن انکے ارد گرد کی قوم اپنی جان کی دشمن اور اپنی خواہشات نفس کی غلام تھی، وہ لوگ آپ ﷺ کی دعوت کو سمجھتے تھے اور نہ ہی آپ ﷺ کی رسالت کو سمجھتے تھے۔ خاص لوگوں کی خواہشات کی وجہ سے ان کے عام لوگوں کی آنکھوں کی پلکوں پر بھی گرہ لگی ہوئی تھی اس جیسے فقیر امی کے دعویٰ میں غور و فکر کرنے سے عزت کے گھمنڈ میں پڑے خاص لوگوں کی عقلوں پر پردہ پڑا ہوا تھا، وہ لوگ آپ میں اس شے کو نہیں دیکھ رہے تھے جو آپ کو، ان کو نصیحت کرنے لئے بلند کر رہی تھی اور ان کے بلند مقامات کو دیکھنے کیلئے ملامت اور طعن کے ساتھ گردن لمبی کرنے کیلئے بلند کر رہی تھی۔

رغد: رغدا (س) رَغْدًا (ک) رَغَاوَةً آسودہ و خوشحال ہونا (إفعال) ارغادا آسودہ زندگی والا ہونا، آزاد چھوڑنا (افعال) ارغداؤ ارغای میں متردد ہونا۔ اھداب: [مفرد] هَذْبٌ يَلِكُ۔ هَدْب (س) هَذْبًا [العین] آنکھ کا لمبی پلکوں والا ہونا (ض) هَذْبًا كَاثًا، توڑنا (تفعل) هَذَّبْنَا لَكُنَا۔ التَّعْنِيفُ: عَفْ (تفعیل) تعنیفا سختی سے معاملہ کرنا، عتاب کرنا (ک) عَنَفًا، عَنَافَةً سختی کرنا۔

لَكِنَّهُ فِي فَقْرِهِ وَضَعْفِهِ كَانَ يُقَارِعُهُمْ بِالْحُجَّةِ، وَيُنَاصِلُهُمْ بِالذَّلِيلِ، وَيَأْخُذُهُمْ بِالنَّصِيحَةِ، وَيُزْجِرُهُمْ بِالزَّجْرِ، وَيُنَبِّهُهُمْ لِلْعِبَرِ، وَيَحْوَطُهُمْ مَعَ ذَلِكَ بِالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ، كَأَنَّمَا هُوَ سُلْطَانٌ قَاهِرٌ فِي حُكْمِهِ، عَادِلٌ فِي أَمْرِهِ وَنَهْيِهِ، أَوَّابٌ حَكِيمٌ فِي تَرْبِيَةِ أُنْبِيَائِهِ، شَدِيدٌ الْحَرْصِ عَلَى مَصَالِحِهِمْ، رَوُوفٌ بِهِمْ فِي شِدَّتِهِ، رَحِيمٌ فِي سُلْطَانِهِ. مَا هَذِهِ الْقُوَّةُ فِي ذَلِكَ الضَّعْفِ؟ مَا هَذَا السُّلْطَانُ فِي مَظْنَةِ الْعَجْزِ؟ مَا هَذَا الْعِلْمُ فِي بِلَاكِ الْأُمِّيَّةِ؟ مَا هَذَا الرَّشَادُ فِي غَمَرَاتِ الْجَاهِلِيَّةِ؟ إِنَّ هُوَ إِلَّا خَطَابُ اللَّهِ الْقَادِرِ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ الَّذِي وَسَّعَ كُلَّ شَيْءٍ رَحْمَةً وَعِلْمًا، ذَلِكَ أَمْرُ اللَّهِ الصَّادِعِ، يَقْرَعُ الْأَذَانَ، وَيَشْقُ الْحُجَبَ، وَيُمَزِّقُ الْغُلْفَ، وَيَنْفُذُ إِلَى الْقُلُوبِ، عَلَى لِسَانٍ مِّنْ اخْتَارَهُ لِيَنْطِقَ بِهِ، وَاخْتَصَّ بِذَلِكَ

وَهُوَ أَضْعَفُ قَوْمِهِ، لِيُقِيمَ مِنْ هَذَا الْإِخْتِصَاصِ بُرْهَانًا عَلَيْهِ بَعِيدًا عَنِ الظَّنِّ،  
بَرِينًا مِنَ التُّهْمَةِ، لِاتِّبَانِهِ عَلَى غَيْرِ الْمُعْتَادِ بَيْنَ حَلْقِهِ.

لیکن آپ ﷺ اپنے فقر اور کمزوری میں دلیل و برہان کے ذریعہ ان سے (قرعہ اندازی یا) جنگ کرتے، دلیل کے ذریعہ ان سے مقابلہ کرتے، نصیحت کے ذریعہ ان کو پکڑتے، زجر کے ذریعہ ان کو دھمکاتے، عبرتوں کے ذریعہ ان کو تنبیہ فرماتے اور اس کے ساتھ آپ ﷺ ان کو معظہٗ حسنہ کے ذریعہ گھیرتے، گویا کہ وہ اپنے فیصلہ میں ایک قہر والا بادشاہ ہے، اپنے امرونی میں نہایت عادل ہے یا گویا کہ وہ اپنے بچوں کی تربیت میں ایک حکیم باپ ہے، ان کی مصلحتوں پر شدید حریص ہے، اپنی سختی میں بھی ان کے ساتھ محبت کرنے والا ہے اور اپنے غلبہ میں رحم کرنے والا ہے۔ یہ اس کمزور میں کون سی قوت ہے؟ عجز کے گمان کی جگہ میں یہ کون سا بادشاہ ہے؟ یہ اس امی میں کون سا علم ہے؟ یہ جاہلیت کے اندھیروں میں کون سی ہدایت ہے؟ یہ محض اس اللہ رب العزت کا جو ہر چیز پر قادر ہے، اور رحمت اور علم کے اعتبار سے ہر چیز پر پھیلا ہوا ہے، خطاب ہے یہ اس اللہ کا جو قاضی ہے، کانوں کو کھٹکھٹاتا ہے، پردوں کو چاک کرتا ہے، غلاف کو تار تار کرتا ہے اور دلوں تک پہنچ جاتا ہے، فیصلہ ہے اس شخص کی زبان پر جس کو اسکے ذریعہ نطق اور بولنے کا اختیار دیا اور اس کے ذریعہ اس کو خصوصیت بخشی حالانکہ اپنی قوم میں سب سے کمزور تھے تاکہ وہ اس اختصاص کے ذریعے گمان سے دور رہتے ہوئے تہمت سے بری ہو کر مخلوق کے درمیان غیر معنادر چیز کو لانے سے دلیل قائم کریں۔

**بقارعہم:** قرع (مفاعلہ) مقارعة (تفاعل) تقارعا قرعہ ذالنا، بعض کا بعض کو تلوار مارنا (ف) قرعنا کھٹکھٹانا، مارنا، اچانک پیش آنا (ن) قرعنا قرعہ میں غالب آنا (س) قرعنا خالی ہونا، تیر اندازی میں مغلوب ہونا (تفعیل) تقریعا جھڑکی دینا، کاٹنا (إفعال) إقراعا باز رہنا، طاقت رکھنا۔ **یناضلہم:** نضل (مفاعلہ) مناضلة، نضالا تیر اندازی میں مقابلہ کرنا، کسی کی حمایت کرنا (ن) نضلنا تیر اندازی میں سبقت کرنا (س) نضلنا دبا ہونا، تھکنا (إفعال) إفضالا لاغر کرنا (إفعال) انضالا نکالنا، چننا۔ **یزعجہم:** زعج (ف) زعجنا (إفعال) إزعاجا بیقرار کرنا، ہٹانا (انفعال) انزعاجا بیقرار ہونا، ہٹنا۔ **غمرات:** [مفرد] الغمرۃ سختی، دیگر [جمع] غمرۃ غمر بھی آتی ہے، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۳۰ پر ہے۔ **الصادع:** قاضی، دور تک پھیلا ہوا۔ صدع (ف) صدعنا بات کو کھلم کھلا بیان کرنا، کر گزرنے، حق کا فیصلہ کرنا۔ صدعنا مائل ہونا (تفعیل) تصدعنا پھاڑنا، طے کرنا (تفعل) تصدعنا متفرق ہونا، غائب ہونا۔

أَيُّ بُرْهَانٍ عَلَى النُّبُوَّةِ أَكْثَرُ مِنْ هَذَا؟ أَمْيُّ قَامَ يَدْعُو الْكَاتِبِينَ إِلَى  
فَهْمٍ مَا يَكْتُبُونَ وَمَا يَقْرَأُونَ، بَعِيدٌ عَنْ مَدَارِسِ الْعِلْمِ صَاحٍ بِالْعُلَمَاءِ لِيَمَحْضُوا  
مَا كَانُوا يَعْلَمُونَ، فِي نَاحِيَةٍ عَنْ يَنَابِيعِ الْعُرْفَانِ جَاءَ يُرْشِدُ الْعُرَفَاءَ، نَاشِئٌ بَيْنَ  
الْوَاهِمِينَ لِنُفُوزِهِمْ عَوَجَ الْحُكَمَاءِ، غَرِيبٌ فِي أَقْرَبِ الشُّعُوبِ إِلَى سَدَاجَةِ  
الطَّبِيعَةِ، وَأَبْعَدَهَا عَنْ فَهْمِ نِظَامِ الْخَلِيقَةِ، وَالنَّظَرِ فِي سَنَنِ الْبُدِيْعَةِ، أَخَذَ يَقْرُرُ  
لِلْعَالَمِ أَجْمَعَ أَصُولَ الشَّرِيعَةِ، وَيَخْطُ لِلْسَّعَادَةِ طُرُقًا لَنْ يَهْلِكَ سَالِكُهَا،  
وَلَنْ يَخْلُصَ تَارِكُهَا.

نبوت پر اس سے بڑی دلیل اور کیا ہوگی؟ کہ ایک امی شخص کھڑے ہو کر کاتبین کو  
اس کے سمجھنے کی جسکو وہ لکھتے اور پڑھتے ہوں دعوت دیتا ہو، جو علم کے مدارس سے دور ہو اور  
علماء کی جماعت میں بلند آواز سے چیخے تاکہ وہ اس چیز سے آلودگی دور کریں جس کو جانتے  
ہیں، جو معرفت کے چشموں سے ایک کنارے پر کھڑا ہو اور آکر جانے والوں کو راستہ دکھائے،  
واہمین کے مابین پلنے بڑھنے والا حکماء کے ٹیڑھے پن کو سیدھا کرنے کیلئے کھڑا ہو۔ لوگوں  
کی جماعت میں بالکل اجنبی، انتہائی سادہ طبیعت والا، نظام خلقت کے فہم سے اور اس کے  
انوکھے طریقوں میں غور کرنے سے بہت دور ہو ایسا شخص پورے عالم کے لئے شریعت کے  
اصول مقرر کرنے لگتا ہے اور سعادت کیلئے ایسے راستے تیار کرتا ہے جن پر چلنے والا ہرگز  
ہلاک نہیں ہوگا، اور اس کو چھوڑنے والا ہرگز چھٹکارا نہیں پائیگا۔

**لِیْمَحْضُوا:** محض (تفعیل) تجھضاً آلودگی دور کرنا خالص بنانا (ف) بھاگ جانا،  
چمکنا، دور کرنا۔ **یَنَابِيعُ:** [مفرد] یَنْبُوعٌ چشمہ، بہت پانی والا نالہ۔ **نَبْعُ (ن، س، ک)** نَبْعًا،  
نُبُوعًا چشمہ سے نکلا۔ **الشُّعُوبُ:** [مفرد] الشَّعْبُ (مصدر) لوگوں کی جماعت، بڑا قبیلہ،  
مثل، دوری، شگاف۔ **شَعْبُ (ف)** شُعْبًا جمع کرنا، متفرق کرنا، درست کرنا، بگاڑنا (تفعیل)  
تشعیباً ہمیشہ کے لئے جدا ہونا، مرنا۔ **سَدَاجَةُ:** سادگی۔

مَا هَذَا الْخِطَابُ الْمُفْجَحُ؟ مَا ذَلِكَ الدَّلِيلُ الْمُلْجِمُ؟ أَأَقُولُ مَا هَذَا  
بَشَرًا إِنَّ هَذَا إِلَّا مَلَكٌ كَرِيمٌ؟ لَا أَأَقُولُ ذَلِكَ، وَلَكِنْ كَمَا أَمَرَهُ اللَّهُ أَنْ يَصِفَ  
نَفْسَهُ، إِنَّهُ هُوَ الْأَبَشَرُ مِنْكُمْ يُوحِي إِلَيْهِ، نَبِيٌّ صَدَقَ الْأَنْبِيَاءُ وَلَكِنْ لَمْ يَأْتِ فِي  
الْإِنْفَاعِ بِرِسَالَتِهِ بِمَا يُلْهِى الْأَبْصَارَ، أَوْ يُحَيِّرَ الْخَوَاسَ، أَوْ يُدْهِشَ الْمَشَاعِرَ، وَ  
لَكِنْ طَالَبَ كُلَّ قُوَّةٍ بِالْعَمَلِ فِيمَا أُعِدَّتْ لَهُ، وَاخْتَصَّ الْعَقْلَ بِالْخِطَابِ، وَ



حَاكَمَ إِلَيْهِ الْخَطَاءَ وَالصَّوَابَ وَجَعَلَ فِي قُوَّةِ الْكَلَامِ وَسُلْطَانِ الْبَلَاغَةِ وَصِحَّةِ الدَّلِيلِ مَبْلَغَ الْحُجَّةِ ، وَآيَةَ الْحَقِّ الَّذِي ( لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ تَنْزِيلٌ مِّنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ ) .

یہ لا جواب کر دینے والا خطاب کیا ہے؟ وہ لگام دینے والی دلیل کونسی ہے؟ کیا میں یہ کہوں کہ ”یہ تو کوئی بشر نہیں بلکہ یہ تو کوئی کرم والا فرشتہ ہے“ نہیں، میں یہ نہیں کہوں گا۔ لیکن میں ویسے ہی کہوں گا جیسے اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم دیا کہ اپنی صفت اس طرح بیان کریں: **إِنْ هُوَ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ** یوحی الیہ ”نہیں ہیں وہ مگر تمہاری ہی طرح ایک بشر جن کی طرف وحی آتی ہے“۔ ایک ایسے نبی کہ جنہوں نے تمام انبیاء کرام کی تصدیق کی لیکن اپنی رسالت کے ذریعہ قناعت کرتے ہوئے وہ چیز نہیں لائے جو آنکھوں کو خیرہ کر دے، یا حواس کو حیران کر دے یا جذبات کو دہشت میں مبتلا کر دے، لیکن ہر قوت جو اس عمل کے لئے تیار کی گئی تھی کو عمل کے ذریعہ طلب کیا۔ خطاب کے ذریعہ عقل کو خصوصیت دی اور خطاء و صواب کا محاکمہ اسی عقل کے سپرد کیا، کلام کی قوت، بلاغت کی بادشاہت اور دلیل کی صحت میں حجت و برہان کی انتہاء کی اور اس حق کی آیت: ”لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ تَنْزِيلٌ مِّنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ“ ہے (ترجمہ) قرآن وہ ہے جس میں غیر واقعی بات نہ اس کے آگے کی طرف سے آ سکتی ہے اور نہ پیچھے کی طرف سے اور یہ اللہ عز و جل حکیم محمود کی طرف سے نازل کیا گیا ہے۔

**المفحّم**: فحّم (إفعال) (إفخما دلیل دیکر خاموش کر دینا) (ف) فحّما جواب سے ساکت ہونا (ن) فحّمنا مٹھہر جانا (ک) فحّمنا، فحّمنا کالا ہونا (تفعیل) فحّمنا کالا کرنا۔  
**المشاعو**: [مفرد] المشعر جذبات۔

## الْكُوْخُ وَالْقَصْرُ

(لسید مصطفیٰ لطفی المنفلوطی)

أَنَا إِن كُنْتُ حَاسِدًا أَحَدًا عَلَى نِعْمَةٍ فَإِنِّي أَحْسَدُ صَاحِبَ الْكُوْخِ عَلَى كُوْخِهِ . قَبْلَ أَنْ أَحْسَدَ صَاحِبَ الْقَصْرِ عَلَى قَصْرِهِ ، وَلَوْلَا أَنَّ لِلنَّوْهَامِ سُلْطَانًا عَلَى النَّفُوسِ لَمَا تَصَاءَلَ الْفُقَرَاءُ بَيْنَ أَيْدِي الْأَغْنِيَاءِ ، وَلَا وَرِمَ أَنْفُ الْأَغْنِيَاءِ أَنْ يَتَّخِذَهُمُ الْفُقَرَاءُ أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ .

جھونپڑی اور محل

میں اگر کسی شخص کی نعمت پر حسد کرتا تو میں صاحب محل کے محل پر حسد کرنے سے پہلے جھونپڑی والے کی جھونپڑی پر حسد کرتا اور اگر وہم و خیالات کی دلوں پر بادشاہت نہ ہوتی تو فقراء مالداروں کے سامنے حقیر نہ ہوتے اور نہ مالداروں کا اس بات سے ناک خاک آلود ہوتا کہ فقراء نے انہیں اللہ کے سوارب مانا ہے۔

تصاءل: فضل (تفاعل) تضائلاً حقیر و کمزور ہونا (ک) ضآلاً، ضؤً ولہ لاغر ہونا،

حقیر ہونا۔

أَنَا لَا أَغْبُطُ الْغَنَى إِلَّا فِي مَوْطِنٍ وَاحِدٍ مِنْ مَوَاطِنِهِ ، إِنْ رَأَيْتُهُ يُشْبِعُ الْجَائِعَ ، وَيُوَاسِي الْفَقِيرَ ، وَيَعُوْذُ بِالْفَضْلِ مِنْ مَالِهِ عَلَى الْيَتِيمِ الَّذِي سَلَبَهُ الذَّهْرُ أَبَاهُ ، وَالْأَرْمَلَةَ الَّتِي فَجَعَهَا الْقَدْرُ فِي عَائِلَتِهَا ، وَيَمْسَحُ بِيَدِهِ دُمْعَةَ الْبَائِسِ وَالْمَحْزُونِ ، ثُمَّ أَرْنِي لَهُ بَعْدَ ذَلِكَ فِي جَمِيعِ مَوَاطِنِهِ الْأُخْرَى .

میں مالدار پر سوائے ایک مقام کے کسی اور مقام پر رشک نہیں کرتا (اور وہ مقام یہ ہے) اگر میں اسکو دیکھوں کہ وہ بھوکے کو سیر کر رہا ہے، فقیر کی دلجوئی کر رہا ہے اور وہ یتیم کہ جس کے باپ کو زمانے نے چھین لیا ہے اس پر اور اس بیوہ پر جس کو تقدیر نے معاشی تنگی میں مبتلا کر رکھا ہے اپنے مال کے ذریعے فضل کا معاملہ کر رہا ہے۔ پریشان حال اور غمزدہ لوگوں

(۱) سید مصطفیٰ لطفی مصر کے ضلع اسیوط کی تحصیل منفلوط میں پیدا ہوئے۔ آپ نے حفظ قرآن کریم اور تعلیم ”جامعہ اضرہ“ میں حاصل کی اور شیخ محمد عبدہ کے اسباق میں پابندی سے شرکت کی۔ بلغاء کی کتابوں، شعراء کے دیوانوں کو پڑھنے یا پکڑنے اور انہیں برکے میں منہمک ہو گئے۔ آپ ایسے خدا داد ادیب تھے کہ نثر کو مضبوط، سلیس اور منہاس بھرے پیرائے میں بیان کرتے تھے۔ آپ حساس طبع، نرم دل، عمدہ طرز تصنیف، آسان انداز بیان، منہاس بھری عبادت اور بارونق چہرہ کے مالک تھے۔ آپ ”المؤید“ نامی اخبار میں ”نظرات“ کے عنوان سے ایک کالم لکھتے تھے جسکو ادباء اور نوجوان طبقہ بڑے شوق سے پڑھتا تھا (بعد میں) وہ تمام مضامین ایک کتابی شکل میں جمع کر دیے گئے جسکا نام انہوں نے ”النظرات“ رکھا اور انکی ایک کتاب ”العبر“ ہے منفلوطی کی چنیدہ اور مشہور روایات میں سے ”ماجدولین“ ہے آپ ۱۹۴۳ء کو انتقال کر گئے۔

کے آنسوؤں کو اپنے ہاتھ سے صاف کر رہا ہے پھر ان تمام مواقع کے علاوہ دوسرے موقعوں پر مجھے مالدار پر رحم آتا ہے۔

**یواسی:** (مفاعله) مواساۃ غم خواری کرنا، برابری کرنا (ن) اُسُوا، اُسَا صَلَح کرانا، علاج کرنا (س) اُسِیَا علاج کرنا بصلہ [علیٰ] رنجیدہ ہونا (تفعّل) تَأْسِیَا اتباع کرنا۔ **الأرملۃ:** وہ عورت جس کا شوہر مر گیا ہو [مذکر] الأَرْمَل رثوا۔ رث (تفعیل) تَرْمِیَا بیوہ ہونا (ن) رَمَلْ آلودہ کرنا (إفعال) إرْمَالاً محتاج ہونا۔ أرثی: أرثی (ض) رَثِیَا، رِثَاءً، بصلہ [ل] ترس کھانا، مردہ پر رونا۔ رَثِیَا ضعف لاحق ہونا (ن) رَثَوَا، رِثَاءً کسی کی خوبیاں بیان کر کے رونا أرثی لَهُ إِنْ رَأَیْتَهُ یَتَرَبَّصُ وَفُوعَ الضَّائِقَةِ بِالْفَقِیْرِ لِيَدْخُلَ عَلَیْهِ مَدْخَلُ الشَّیْطَانِ مِنْ قَلْبِ الْإِنْسَانِ فَيَمْتَصُّ الثَّمَالَۃَ الْبَاقِیَّةَ لَهُ مِنْ مَالِهِ لَیْسُدَّ فِی وَجْهِهِ بَابُ الْأَمْلِ، وَأَرْثِی لَهُ إِنْ رَأَیْتَهُ یَعْتَقِدُ أَنَّ الْمَالَ هُوَ مُنْتَهٰی الْکَمَالِ الْإِنْسَانِی، فَلَا یَطْمَعُ فِی فَضِیْلَةٍ، وَلَا یَحَاسِبُ نَفْسَهُ عَلٰی رَذِیْلَةٍ، وَأَرْثِی لَهُ وَأَبْکِی عَلٰی عَقْلِهِ إِنْ مَشٰی الْخِیْلَاءَ. وَطَاوَلَ بَعْنِفِهِ السَّمَاءَ، وَسَلَّم بِإِیْمَاءِ الطَّرْفِ، وَإِشَارَةِ الْکَفِّ، وَمَشٰی فِی طَرِیْقِهِ یَخْزُرُ بِعَیْنِیْهِ خَزَرُ الْبِرِّیْ هَلْ سَجَدَ النَّاسُ لِمَشِیَّتِهِ أَوْ صَعِقُوا مِنْ هَبِیَّتِهِ، وَأَرْحَمَهُ الرَّحْمَةُ كُلُّهَا إِنْ عَاشَ شَحِیْحًا جَعَلَهُ مُفْتَرًّا عَلٰی نَفْسِهِ وَعِیَالِهِ، بِغِضَا إِلَى قَوْمِهِ وَأَهْلِهِ، یَنْقُمُونَ عَلَیْهِ حَیَاتِهِ، وَیَسْتَبْطِنُونَ سَاعَةَ حَتْفِهِ.

مجھے اس پر رحم آتا ہے اگر میں دیکھوں کہ وہ فقیر پر تنگی کے واقع ہونے کا انتظار کر رہا ہے تاکہ وہ فقیر پر انسان کے دل میں شیطان کے داخل ہونے کی طرح داخل ہو جائے اور فقیر کے بچے کچھے مال کو بھی چاٹ جائے تاکہ فقیر کے سامنے امید کا دروازہ بند ہو جائے مجھے اس پر رحم آتا ہے اگر میں دیکھوں کہ وہ مال ہی کو کمال انسانی کی انتہا سمجھتا ہے جس کی وجہ سے وہ اچھائی میں آگے بڑھتا ہے اور نہ برائی پر اپنے نفس کا محاسبہ کرتا ہے۔ مجھے اس پر رحم آتا ہے اور اس کی عقل پر رونا آتا ہے اگر وہ متکبرین کے راستے پر چلے، اپنی گردن کو آسمان کی طرف اونچا کرے، آنکھ اور ہاتھ کے اشارے سے سلام کرے اور چلتا ہو اکن انکھیوں سے راستے میں دیکھے کہ لوگ اس کے سامنے جھک رہے ہیں یا اس کی ہیبت سے ان پر خوف طاری ہوا ہے یا نہیں؟ اور مجھے بھرپور رحم آتا ہے اگر وہ بخیل اور کمینہ لالچی طبیعت والا اپنے اور اپنے اہل و عیال پر تنگی، اپنی قوم اور اسکے اہل پر غصہ کرنے والے کی طرح زندگی گزارے (لہذا اس کی قوم) اس پر اسکی زندگی کو قابل ملامت بناتی ہے اور اس کی موت کی منتظر رہتی ہے۔

یتربص: رلص (تفعل) تربصاً انتظار کرنا (ن) تربصاً بصلہ [با] کسی کیلئے خیر یا شر کا انتظار کرنا، برائی پہنچانے کیلئے موقع کی تاک میں رہنا۔ الشمالۃ: [جمع] شمال باقی ماندہ، جھاگ۔ یخز: خزر (ن) خزراکن اکھیوں سے دیکھنا، چالاک ہونا (س) خزرانگ آٹکھ والا ہونا (تفعیل) تخزیراٹک کرنا (تفاعل) تخازراٹک تیز کرنے کیلئے پلکوں کو سمیٹنا۔ شحیحاً: حریص، بخیل [جمع] شحاح، شحیحہ۔ شح (ن، ض، س) شحاحرص کرنا، بخل کرنا۔ بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۱۸۰ پر ہے۔ جعداً: بخیل و کمینہ، اسی لئے بھیڑیے کی کنیت أبو جعدۃ اور أبو جعدۃ ہے [جمع] جعداً۔ مقترراً: قتر (إفعال) إقطاراً انان و نفقۃ میں تنگی کرنا، مال کم ہونا۔ بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۷۵ پر ہے۔

أَمَّا الْفَقِيرُ فَهُوَ أَسْعَدُ النَّاسِ عَيْشًا. وَأَرْوَحُهُمْ بَالًا إِلَّا إِذَا كَانَ جَاهِلًا  
مَخْذُوعًا يَظُنُّ أَنَّ الْغَنَى أَسْعَدُ مِنْهُ حَظًّا. وَأَرْغَدُ عَيْشًا، وَأَفْلَحُ صَدْرًا، فَيَحْسُدُهُ  
عَلَى النِّعْمَةِ الَّتِي أُسْبَغَهَا اللَّهُ عَلَيْهِ، وَيَجْلِسُ فِي كِسْرِ بَيْتِهِ جُلْسَةَ الْكَيْبِ  
الْمَحْزُونِ، يُصْعَدُ الزُّفْرَةَ فَالزُّفْرَةَ، وَيُرْسِلُ الْعُبْرَةَ فَالْعُبْرَةَ، وَلَوْ لَا جَهْلُهُ وَبَلَاهُ  
عَقْلُهُ لَعَلِمَ أَنَّ رَبَّ صَاحِبَ قَصْرِ يَتَمَنَّى كَوْنَهُ الْفَقِيرَ وَعَيْشَهُ، وَيَرَى أَنَّ ذَلِكَ  
السَّرَاجَ الضَّعِيفَ الَّذِي لَا يَكَادُ يُنِيرُ نَفْسَهُ أَسْطَعُ دُبَالًا، وَأَكْثَرُ لُأَلَاءَ، مِنْ تِلْكَ  
الشُّمُوعِ الْبَاهِرَاتِ الَّتِي تَاتِلِقُ بَيْنَ يَدَيْهِ، وَأَنَّ تِلْكَ الْحَشِيَّةَ مِنَ الشَّعْرِ أَوْ الْوَبْرِ  
أَنْعَمُ مَلَمَسًا، وَأَلْيَنُ مَضْجَعًا مِنْ وَسَائِدِ الْحَرِيرِ وَنَضَائِدِ الدِّيَنَاجِ.

ربا غریب تو وہ لوگوں میں سب سے زیادہ خوش عیش زندگی گزارنے والا اور فارغ البالی کی وجہ سے سب سے زیادہ راحت والا ہے مگر جب جاہل اور فریب زدہ ہو کر یہ گمان کرے کہ مالدار اس سے زیادہ خوش نصیب، خوشحال زندگی گزارنے والا اور بے غم ہے (لہذا یہ سوچ کر) ان نعمتوں پر جو اللہ تعالیٰ نے مالدار کو بے تحاشا عطا کی ہیں حسد کرتا ہے۔ چنانچہ شکستہ دل اور غمزدہ ہو کر مالدار کے گھر کے ایک گوشے میں بیٹھ جاتا ہے اور جب ابھرتا ہے تو لمبی لمبی آپس بھرتا ہے اور آنسو بہاتا ہے تو پھر خوب آنسو بہاتا ہے۔ اگر غریب کی جہالت اور کم عقلی نہ ہوتی تو وہ جان لیتا کہ کتنے مالدار ہیں جو غریب کی جھوپڑی اور اسکی زندگی کی تمنا کرتے ہیں (مالدار بھی اپنی زندگی کو غریب کی طرح گزارنے کے خواہشمند ہوتے ہیں) اور مالدار شخص یہ سمجھتا ہے کہ یہ ٹھنڈی ہوئی روشنی والا چراغ، جو خود اس لائق بھی نہیں کہ اپنے آپ کو روشن رکھ سکے لیکن ان تمام چراغوں سے جو اپنی تمام طاہری چمک دمک سے اس کے سامنے

روشن ہیں، اپنی ہتی کو بلند رکھنے والا اور خوب چمکانے والا ہے۔ بالوں اور اونٹ کی کھال کا بستر زیادہ آرام دہ اور راحت کے اعتبار سے ریشم اور دیبا کے نرم و نازک تکیوں اور بستر سے زیادہ نرم ہے۔

**بالا:** حالت، اہمیت، امید کا اقبال [مرتاح البال، ناعم البال] مطمئن، پرسکون، خوشحال۔ **أُتْلِج:** شج (إفعال) اِثْلَاجاً خوش کرنا، ختم ہونا، برف میں داخل ہونا (ن) ثلجاً برف گرانا، ثلجاً خوش ہونا۔ **كسیر:** [بکسر الکاف وفتح و سکون السین] کوٹھڑی کا ایک گوشہ، خیمہ کا وہ کنارہ جو زمین پر لگا ہوا ہو [جمع] أكسار، كسور۔ **الكنیب:** کنب (س) کَنْباً، كَنْبٌ شکتہ دل ہونا (إفعال) اِكْنَاباً ٹمگین ہونا۔ **الزُّفْرَة:** گرم سانس۔ زفر (ض) زَفْرًا، زَفْرًا، زَفْرًا لَبے لَبے سانس لینا، بھڑکنے کے وقت آگ کی آواز کا ٹکنا۔ **بِلاَه:** بلہ (س) بِلاَهَةً، بِلاَهٌ ضعیف العقل ہونا، کمزور رائے والا ہونا (إفعال) اِبْلَاهًا یوقوف پانا۔ **أسطع:** سطح (ف) سَطْعًا، سَطُوعًا بلند ہونا، پھیلنا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۱۱۳ پر ہے۔ **ذِبالا:** بتی [جمع] ذُبَالٌ - لَلاءٌ - لَالًا (فعلل) كَالًا چمکنا، بھڑکنا، بہانا۔ **تاتلق:** أَلَق (إفعال) اِتْلَاقًا (تفاعل) تَاتَلَقًا بجلی چمکنا (ض) اِلِيقًا چمکنا، روشن ہونا۔ **السحشیه:** وہ گدی جس کو عورتیں بدن کے کسی حصے کو نمایاں کرنے کیلئے باندھتی ہیں [جمع] كَشَايَا - حَشَو (ن) كَشَوًا [بالقطن] روئی بھرنا کسی کے پیٹ کے اندر کی چیزوں پر مارنا (إفعال) اِحْتِشَاءً ابھر جانا، آسودہ ہو جانا۔ **نضائد:** [مفرد] نضیدۃ نکلیہ، بھری ہوئی چیز، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۱۸۶ پر ہے۔

وَلَقَدْ بَلَغَ الضَّعْفُ وَصَغُرَ النَّفْسُ بِكَثِيرٍ مِّنَ النَّاسِ أَنَّهُمْ يُحْفِلُونَ بِأَلَاغِنِيَاءَ لِأَنَّهُمْ أَغْنِيَاءُ، وَإِنْ كَانُوا لَا يَنَالُونَ مِنْهُمْ مَا يَبْلُغُ غُلَّةً، أَوْ يُسْبِغُ غَصَّةً، وَلَيْتَ شَعْرِي إِنْ كَانَ لَا يُبْدِلُهُمْ مِنْ إِجْلَالِ الْمَالِ وَإِعْظَامِهِ حَيْثُ وَجَدَ فَلَمْ لَا يَقْبَلُونَ أَيْدِي الصَّيَارِفَةِ وَلَا يَنْهَضُونَ إِجْلَالًا لِلْكَلابِ الْمُطَوَّقَةِ بِالذَّهَبِ، وَهُمْ يَعْلَمُونَ أَنَّ لَافَرَقَ بَيْنَ هَؤُلَاءِ وَهَؤُلَاءِ.

بہت سارے لوگوں میں کمزوری اور احساس کمتری اس حد تک پہنچ گیا ہے کہ مالداروں کی مجالس میں انکے مالدار ہونے کی وجہ سے شرکت کرتے ہیں بلکہ وہ مالداروں سے اتنا مال بھی حاصل نہ کر سکیں جو ان کی سخت پیاس (حلق) کو تر کر دے اور غم کو خوشگوااری سے بدل دے (غم کو خوشگوار بنادے) کا ش میرا احساس (ان تک بھی پہنچتا) جن کے لئے مال کی شان اور عظمت جہاں بھی وہ پایا جائے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے تو پھر وہ سناروں کے

ہاتھوں کو کیوں نہیں چومتے اور اس کتے کو بڑا سمجھتے ہوئے کیوں نہیں کھڑے ہوتے جس کے گلے میں سونے کا پٹہ ہے حالانکہ وہ جانتے ہیں کہ ان دونوں میں کوئی فرق نہیں۔

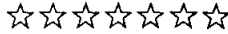
**غِلَّة**: سخت پیاس، کپڑے کے نیچے پہننے کا کپڑا، وہ گلدی جس کو عورتیں سرین پر باندھتی ہیں تاکہ بڑی نظر آئے۔ **یَسْبِغ**: سوغ (افعال)؛ ساغہ خوشگوار بنانا (ن) مؤنث، خوشگوار ہونا، جائز ہونا (تفعیل) تسویفًا جائز کرنا۔ **غَصَّة**: غم، اندوہ [جمع غُصَص - غصص (س، ن) غُصَصًا اُچھو لگنا (افعال) اختصاصًا تنگ ہونا۔ **الصَّبَارَةُ**: [مفرد] الصبر فی، صرّاف نقدی کی تجارت کرنے والا، روپیہ پر کھنے والا۔ **لَا يَنْهَضُونَ**: نہض (ف) نہضًا، نہضًا کھڑا ہونا، مستعد ہونا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۱۱۳ پر ہے۔

لَوْ عَامَلَ الْفُقَرَاءَ بُخْلَاءَ الْأَغْنِيَاءِ بِمَا يَجِبُ أَنْ يُعَامَلُوا بِهِ لَوَجَدُوا أَنْفُسَهُمْ فِي وَخْشَةٍ أَنْفُسِهِمْ، وَلَشَعَرُوا أَنَّ بَذَرَاتِ الذَّهَبِ الَّتِي يَكْنِزُونَهَا إِنَّمَا هِيَ أَسَاوِدٌ مُلْتَفَّةٌ عَلَى أَفْئِدَائِهِمْ وَأَغْلَالٌ آخِذَةٌ بِأَعْنَاقِهِمْ، وَلَعَلِمُوا أَنَّ الشَّرَفَ فِي كَمَالِ الْأَدَبِ، لَا فِي رَيْنِ الذَّهَبِ، وَفِي جَلَائِلِ الْأَعْمَالِ لَا فِي أَحْمَالِ الْمَالِ. فَلْيُعْظِمِ النَّاسُ الْكُرَمَاءَ، وَلْيَحْتَقِرُوا الْأَغْنِيَاءَ، وَلْيَعْلَمُوا أَنَّ الشَّرَفَ شَيْءٌ وَرَاءَ الْغِنَى وَالْفَقْرَ، وَأَنَّ السَّعَادَةَ أَمْرٌ وَرَاءَ الْكُفُوحِ وَالْقُصْرِ.

اگر غریب افراد بخیل مالداروں کے ساتھ وہی معاملہ کریں جس کے وہ مستحق ہیں تو وہ مالدار اپنے آپ میں وحشت محسوس کریں گے اور انہیں اس کا احساس ہوگا کہ سونے کی تھیلیاں جو ان بخیلوں نے جمع کر رکھی ہیں درحقیقت ان کے قدموں میں لپٹنے والے سانپ اور ان کی گردنوں کو گھیرنے والے طوق ہیں اور وہ جان لیں گے کہ عزت و بزرگی کمال ادب میں ہے نہ کہ سونے کی جھنکار میں اور عزت و بزرگی اعمال میں ہے نہ کہ مال اٹھانے میں۔ لہذا لوگوں کو چاہیے کہ وہ شرفاء کی تعظیم کریں اور مالداروں کی تحقیر کریں تاکہ وہ جان لیں کہ عزت و بزرگی مالداروں اور فقر سے ماوراء ہے اور سعادت و خوش بختی ایسا معاملہ ہے جس کا تعلق جھونپڑی اور محل سے نہیں۔

**بَذَرَات**: [مفرد] بَذْرَةٌ مال کی تھیلی۔ بدر (ن) بَذَرَات [القر] چاند مکمل ہونا۔ بَذْرًا جلدی کرنا (افعال)؛ بذرا چاند کی روشنی میں آنا (مفاعلہ) مبارکہ جلدی کرنا (افعال) ابتداء [عینا] آنسو بہانا۔ **أَسَاوِد**: [مفرد] الْأَسْوَد بڑا کالا سانپ جس کو جُش بھی کہتے ہیں، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۱۱۳ پر ہے۔ **رَيْن**: آواز، غمگین آواز۔ **رَن** (ض) رَنینا رونے میں آواز

بلند کرنا، فریاد کرنا (تفعیل) ترینا چیخنا، آواز نکالنا (استفعال) استرنانا کھیل کود کرنا۔



## سیدی اُحمَدُ الشَّریفِ السَّنُوسی

(للامیر شکیب ارسلان)

عِنْدَ مَا قَدِمْتُ إِلَى الْأَسْتَانَةِ فِي أَوَاخِرِ سَنَةِ ١٩٢٣، وَهِيَ أَوَّلُ مَرَّةٍ دَخَلْتُهَا بَعْدَ الْحَرْبِ قَرَرْتُ لِأَجْلِ الْإِسْتِجْمَامِ مِنْ عِبَاءِ الْأَشْغَالِ وَتَرْوِيجِ النَّفْسِ بَعْدَ طَوْلِ النَّصَالِ، أَنْ أَسْكُنَ بِلَدٍ صَغِيرٍ تَهَيَّأَ لِي فِيهِ الْعُزْلَةُ وَتَسَهُّلُ الرِّيَاضَةِ، وَيَكُونُ ذَانِيَا مِنْ وَطَنِي سُورِيَّةَ لِمَلَاخِظَةِ شُغْلِي الْخَاصِّ، وَتَعَهُّدِ أَمَلَاكِي فِيهَا، فَاخْتَرْتُ مَرَسِينَ وَالْقَيْثُ مِرْسَاةَ غَرَبْتِي فِيهَا.

سیدی احمد الشریف السنوسی

۱۹۲۳ء کے اواخر میں جب میں دار السلطنت آیا تو لڑائی کے بعد پہلی مرتبہ اس میں آیا تھا، میں نے مصروفیات کی تسکین سے راحت پانے اور لمبی مدت کی جنگ وغیرہ کے بعد اپنے آپ کو راحت و آرام پہنچانے کیلئے یہ عزم کیا کہ ایک ایسے چھوٹے شہر میں رہوں جس میں تنہائی میسر ہو اور ورزش کرنا آسان ہو، اپنے خاص مشغلے کی نگرانی اور اپنی املاک کے اسمیں پابند ہونے کی وجہ سے یہ بھی عزم کیا کہ وہ میرے وطن سوریه (شام) کے قریب ہو اس لئے میں نے مرسین کا انتخاب کیا اور اس میں ڈیرہ ڈال دیا (اقامت اختیار کر لی)۔

(۱) یہ ایک قادر الکلام خطیب اور مشرق کے بہت بڑے ادیب امیر فکلب ارسلان ہیں جنکا تعلق شام میں سکونت پذیر عرب قبیلہ امرائے دروز سے ہے انکا نسب نامہ بادشاہ منذر بن نعمان جو کہ ابوقایس کے نام سے مشہور ہیں کے ساتھ جاملتا ہے۔ ۱۸۶۹ء میں ”شوفیات“ میں پیدا ہوئے۔ اور زمانہ طفولیت سے ہی ادب، انشاء اور سیاست میں دلچسپی لی، آپ سید جمال الدین افغانی اور استاد محمد عہدہ کی صحبت سے بھی مستفید ہوئے، اس مدرسے اور عقیدہ اسلامی سے محبت آپ کے دل و دماغ میں بچپن سے ہی رائج ہو گئی تھی۔ آپ مجلس مہو جان ترکی کے نمائندہ بھی منتخب ہوئے۔ طرابلس کی جنگ میں حاضر ہوئے پھر جلیف کی طرف منتقل ہو گئے جہاں اپنی زندگی کا ایک بڑا حصہ مسلمانوں اور (خاص طور پر) عربوں کے مسائل کے دفاع میں گزاردیا۔ اور پھر انکوان کے قلم نے اکثر اسلامی شہروں میں سفر کرنے سے روک دیا اور آخر عمر میں اپنے وطن کی طرف متل ہو گئے اور بیروت میں دسمبر ۱۹۳۶ء میں رحلت فرما گئے اور ”شوفیات“ میں دفن ہوئے انہوں نے وصیت کی تھی کہ انکوان میں سنت کے طریقہ کے مطابق غسل دیا جائے کہن اور نماز جنازہ بھی انہی کے مطابق ہو، اللہ ان پر رحمت فرمائے۔ امیر فکلب ارسلان اس زمانے کے ادباء پر لغت عربی میں رسوخ اور عرب ضرب الامثلہ اور اسلوب قدیم پر دسترس کی وجہ سے ممتاز ہو گئے تھے، کبھی کبھار صحیح ہندی بھی (متوازن اوزان) اپنے کلام میں لاتے ہیں اور آپ کے کلام ہر سطر میں حسن اور بداعت ہوتی ہے، بیسیوں کتابیں تالیف کیں اور ہزاروں صفحات لکھے۔ ان میں سب سے عمدہ اور مشہور موجودہ عالم اسلامی پر انکے حواشی (نوٹ) ہیں۔ ان ”سنہ سنوسی“ کے یہ حالات زندگی بھی اسے سے ماخوذ ہیں۔

**الاستجمام:** جم (استفعال) استجمامنا بہلانا، چھوڑ دینا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۷۲ پر ہے۔ **ترویج:** روح (تفعیل) ترویجنا آرام پہنچانا، شام کے وقت جانا [بالجماعہ] تراویح کی نماز پڑھنا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۱۱۰ پر ہے۔ **النضال:** نضل (مفعلہ) نضالاً، مناضلاً، تیر اندازی میں مقابلہ کرنا، کسی کی حمایت کرنا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۲۹۸ پر ہے۔ **میرسا:** کشتی یا جہاز کا لنگر [جمع] مَرَّاس۔ کمایقال ”القی میراسیہ“ وہ رہ پڑا، لنگر ڈالنا رہنے سے کنایہ ہوا اسلئے یہاں معنی اقامت اختیار کرنے سے کیا ہے (افعال) ارساء لنگر انداز کرنا، کھونٹے کو ٹھونکنا۔

وَكَانَ السَّيِّدُ السَّنُوسِيُّ بَلَغَهُ قُدُومِي إِلَى دَارِ السَّعَادَةِ، فَكَتَبَ لِي يَرْغَبُ إِلَيَّ فِي سُرْعَةِ الْمَجِيئِ وَيُرَحِّبُ بِي، فَلَمَّا جِئْتُ إِلَى مَرَسِينَ، دَهَبْتُ تَوًّا لِيَزَارَتَهُ فَأَبَى إِلَّا أَنْ أَنْزَلَ عِنْدَهُ، رَيْنَمَا أَكُونُ اسْتَأْجَرْتُ مَنْزِلًا فِي الْبَلَدَةِ، وَقَدْ رَأَيْتُ فِي هَذَا السَّيِّدِ السَّنِدِ بِالْعَيَانِ مَا كُنْتُ أَتَخَيَّلُهُ عَنْهُ بِالسَّمَاءِ وَحَقٌّ لِي وَاللَّهِ أَنْ أُشِيدَ :

كَانَتْ مُعَادَاةُ الرُّكَّانِ تُخَيِّرُنَا عَنْ جَعْفَرِ بْنِ فَلَاحٍ أَطْيَبِ الْخَبَرِ  
حَتَّى التَّقِينَا فَلَا وَاللَّهِ مَا سَمِعْتُ أَذُنِي بِأَحْسَنِ مِمَّا قَدْ رَأَى بَصْرِي  
سید السنوسی کو میرے دارالسعادت آنے کی خبر مل چکی تھی انہوں نے مجھے خط لکھا جس میں میرے جلدی آنے پر خوشی کا اظہار کیا تھا اور مجھے مرحبا کہا تھا، جب میں مرسین آیا تو ان کی زیارت کے ارادے سے ان کی خدمت میں حاضر ہوا (جب واپسی کی اجازت مانگی تو اجازت دینے سے) یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ جب تک میں اپنے لئے شہر میں کوئی مکان کرایہ پر نہ لے لوں اتنی مدت تک ان کے پاس ہی ٹھہروں۔ اس بہادر سید کے بارے میں باتیں سن سن کر میں نے جو ایک تصور قائم کر رکھا تھا ان تمام باتوں کا کھلی آنکھوں سے مشاہدہ کر رہا تھا تو مجھ پر یہ بات لازم ہو گئی کہ میں ان کی شان میں یہ اشعار پڑھوں: (ترجمہ) ”اونوں پر سوار مسافروں کی آپس کی بات چیت ہم کو جعفر بن فلاح کے بارے میں نہایت ہی اچھی خبر دیتی تھی، یہاں تک کہ ہم ان سے طے اللہ کی قسم! میرے کانوں نے ان کے بارے میں اس سے زیادہ اچھا نہیں سنا جتنا کہ میری آنکھوں نے دیکھا“۔

تو: پختہ قصد، ایک لڑی کی مٹی رسی [جمع] اتواء، کمایقال ”جاء تواء“ وہ قصد کر کے آ گیا ہے اب کوئی چیز اس کو باز نہیں رکھ سکتی۔

رَأَيْتُ فِي السَّيِّدِ حَبْرًا جَلِيلًا وَسَيِّدًا عَظِيمًا وَأُسْتَاذًا كَبِيرًا، مِنْ أُنْبَلِ



مَنْ وَقَعَ نَظْرِي عَلَيْهِمْ مُدَّةَ حَيَاتِي، جَلَالَةَ قَدْرِ، وَسَرَاوَةَ حَالٍ، وَرَجَاحَةَ عَقْلِ،  
وَسَجَاحَةَ خُلُقِي، وَكَرَمَ مَهْرَةٍ وَسُرْعَةَ فَهْمٍ، وَسَدَادَ رَأْيِي. وَقُوَّةَ حَافِظَةٍ، مَعَ  
الْوَقَارِ الَّذِي لَا تَغْضُ مِنْ جَانِبِهِ الْوِدَاعَةُ، وَالْوَنُوعُ الشَّدِيدُ فِي غَيْرِ رِئَاءٍ وَلَا سُمْعَةٍ  
میں نے سید کو بڑے نیک عالم، خوبصورت سردار، بہت بڑے استاذ، ان لوگوں  
میں سب سے زیادہ فضیلت والے جن کو میں نے اپنی زندگی میں دیکھا، بڑی شان والے،  
مروت اور سخاوت والے، بردبار عقل والے، نرم (خوش) اخلاق والے، نوازنے والے،  
زیرک، درست رائے، مضبوط حافظے والے، ان باتوں کے ساتھ ساتھ ان میں ایسا وقار تھا  
جو ان کی طرف سے سکون و اطمینان کو کم نہیں کرتا اور انتہائی ورع و تقویٰ والے جس میں نام  
و نمود اور شہرت نہ ہو، دیکھا۔

حیدر: نیک عالم، خوشی و نعمت، پوپ، یہودیوں کے نزدیک کاہنوں کا سردار [جمع]  
اخبار، خبر (ن) خبر ازمین کرنا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۳۷ پر ہے۔ غطریفا: خوبصورت،  
خوش طبع جوان، بچی، سردار [جمع] غطاریف، غطارتہ - غطرف (تفعّل) تغطرتا فانا زاندا  
سے چلنا، تکبر کرنا۔ انیل: نبل (ن) نبلا نجابت و شرافت میں غالب ہونا، تیر مارنا، نرمی برتنا  
(ک) نبالۃ نجیب و شریف ہونا (افعال) انتبالا مرنا اور بد بودار ہونا، قتل کرنا۔ سوءاء: سرو  
(ن، ک، ہ) سمرؤاء، سمرؤاء صاحب مروت و سخاوت ہونا (افعال) انسراء غم دور ہونا  
(مفاعله) مسارۃ ایک دوسرے پر فخر کرنا (استفعال) استراء اختیار کرنا، چھنا۔ رجاحۃ:  
رنج (ف، ن، ض) رجاحۃ حلیم و بردبار ہونا، بوجھل ہونا۔ رجحانا، رجحان جھکنا، غالب ہونا  
(تفعیل) ترجحنا (افعال) إرجاخا جھکا دینا (تفعّل) ترجحنا غالب و برتر ہونا، مائل ہونا۔  
سجاحۃ: سج (س) سجح، سجاحۃ اخلاق کا نرم ہونا، اعتدال کے ساتھ طویل ہونا (افعال)  
إسجاخا معاف کرنا، نرم و لطافت آمیز گفتگو کرنا (افعال) انسجاخا سخاوت و جوانمردی کرنا  
(تفعیل) تسجحاً تعریف کرنا، اشارہ و کنایہ سے بات کرنا۔ سداد: سد (س، ض) سدّاء،  
سدّاء درست ہونا، سیدھا ہونا (ن) سدّاء ہند کرنا، درست کرنا (تفعیل) تسدّاء راہ راست  
کی طرف رہنمائی کرنا، سیدھا کرنا (افعال) إسدّاء سیدھا ہونا، راہ راست کی طرف پہنچنا  
یا طلب کرنا۔ الوداعۃ: ودع (ک) ودّاعۃ مطمئن ہونا۔

سَمِعْتُ أَنَّهُ لَا يَرَقُدُ فِي اللَّيْلِ أَكْثَرَ مِنْ ثَلَاثِ سَاعَاتٍ، وَيَقْضِي سَائِرَ  
لَيْلَةٍ فِي الْعِبَادَةِ وَالتَّلَاوَةِ، وَالتَّهَجُّدِ، وَرَأَيْتُهُ مَرَّارًا تَنْفُجُ بَيْنَ يَدَيْهِ السُّفُرُ

الْفَاخِرَةُ اللَّائِقَةُ بِالْمُلُوكِ فَيَأْكُلُ الصُّيُوفُ وَالْحَاشِيَةُ وَيَجْتَزِي هُوَ بِطَعَامٍ وَاحِدٍ لَا يُصِيبُ مِنْهُ إِلَّا قَلِيلًا وَهَكَذَا هِيَ عَادَتُهُ .

میں نے یہ سنا تھا کہ وہ رات کو تین گھنٹوں سے زیادہ نہیں سوتے اور پوری رات عبادت، تلاوت اور تہجد میں صرف کرتے ہیں۔ میں نے کئی مرتبہ یہ مشاہدہ کیا کہ آپ کے سامنے نہایت ہی عمدہ (کئی قسم کے) کھانے جو بادشاہوں کے لائق ہوتے تھے چنے جاتے، (رکھے جاتے) مہمان اور آپ کے خاص لوگ کھاتے اور آپ ایک ہی قسم پر اکتفا کرتے اور اس میں سے بھی بہت ہی کم تناول فرماتے یہی ان کی عادت تھی۔

**تنفع:** (ن) فُجَّ، فُجَّاجًا، فُجَّاجًا، ظاہر ہونا، نکل بھاگنا، بھڑکانا (تفعّل) متعجبی بلند ہونا، کودنا (استفعل) استفعا، فُجَّاجًا، ظاہر کرنا۔ **يجتزي:** جزء (اقتعال) اجزاء (تفعّل) تجزء، کسی چیز پر اکتفا کرنا (ف) تجزء، اجزاء میں تقسیم کرنا، ایک جز لینا (تفعّل) تجزیہ تقسیم کرنا (إفعال) اجزاء اتلی دینا، قانع بنانا۔

وَلَهُ مَجْلِسٌ كُلُّ يَوْمٍ بَيْنَ صَلَاتِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ لِنَتَاوُلِ الشَّايِ الْأَخْضَرَ الَّذِي يُؤْتِرُهُ الْمَغَارِبَةُ، فَيَأْمُرُ بِحُضُورِ مَنْ هُنَاكَ مِنَ الْأَصْيَافِ وَرِجَالِ الْمَعِيَّةِ، وَيَتَنَاوُلُ كُلُّ مَنْهُمْ ثَلَاثَةَ أَقْدَاحِ شَايٍ مَمْزُوجًا بِالْعَنْبَرِ، فَأَمَّا هُوَ فَيَتَحَامَى شَرْبُ الشَّايِ لَعَدَمِ مَلَاءِ مَتْنِهِ لِصِحَّتِهِ، وَقَدْ يَتَنَاوُلُ قَدْ حَامَنَ النُّعْنَاعِ .  
روزانہ ظہر اور عصر کی نماز کے درمیان آپ کی ایک مجلس سبز چائے کی جسکو اہل مغرب نے ایجاد کیا ہے، ہوتی تھی اور وہاں جو مہمانان اور دوسرے لوگ ہوتے ان کو اس مجلس میں حاضر ہونے کی دعوت دیتے، ان میں سے ہر ایک عنبر ملی چائے کے تین کپ اٹھا لیتا لیکن وہ خود اپنی طبیعت کے موافق نہ آنے کی بناء پر چائے پینے سے احتراز کرتے البتہ کبھی کبھار عرق پودینہ کا کپ اٹھا لیتے۔

**يؤثره:** أثر (إفعال) ایثار پسند کرنا، فضیلت و برتری دینا، اکرام و عزت کرنا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۴۳ پر ہے۔ **ممزوجا:** مزج (ن) مزجًا، مزجًا، ملا کرنا، بھڑکانا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۴۸ پر ہے۔ **فيتحامى:** حمى (تفاعل) تحاميا، بچنا (تفعّل) تحميا، پرہیز کرنا (مفاعله) حماة حمایت کرنا (ض) تحميا، حمایت روکنا، بچانا۔ **جزية:** پرہیز کرنا (س) جزية کسی کام کے کرنے سے ناک چڑھانا۔ **ملاء متنه:** لئم (مفاعله) ملأ، ملأ، موافق ہونا، جمع کرنا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۴۷ پر ہے۔ **النعناع:** [مفرد] نعنعة، نعناعة، پودینہ۔ **نفع (فعلل) نفعه**

ہکلا ہٹ ہونا (تفعل) جمعاً مضطرب ہونا۔

وَمِنْ عَادَتِهِ أَنَّهُ يُوقِدُ فِي مَجَالِسِهِ غَالِبًا الطَّبِيبَ ، وَيَنْبَسِطُ السَّيِّدُ إِلَى الْحَدِيثِ ، وَأَكْثَرُ أَحَادِيثِهِ فِي قِصَصِ رِجَالِ اللَّهِ وَأَحْوَالِهِمْ وَرَقَائِقِهِمْ وَسِيرِ سَلَفِهِ السَّيِّدِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ السُّنُوسِيِّ ، وَالسَّيِّدِ الْمُهَدِّيِّ ، وَغَيْرِهِمَا مِنَ الْأَوْلِيَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَإِذَا تَكَلَّمَ فِي الْعُلُومِ قَالَ قَوْلًا سَدِيدًا، سَوَاءً فِي عِلْمِ الظَّاهِرِ وَالْبَاطِنِ .

(ان کی عادات) میں سے ایک عادت یہ ہے کہ اکثر اوقات وہ اپنی محفلوں میں خوشبو سلگاتے ہیں، گفتگو کے لئے بے تکلفانہ طرز اختیار کرتے ہیں، انکی اکثر باتیں رجال اللہ (اللہ والوں) کے قصے، احوال، ان کی رقت اور اپنے آباء و اجداد (بزرگوں) سید محمد بن علی بن سنوسی، سید مہدی اور ان کے علاوہ دوسرے اولیاء اللہ اور نیک لوگوں کے بارے میں ہوتیں اور جب وہ علوم میں بات کرتے (یعنی علمی بات کرتے) چاہے علوم ظاہرہ میں ہو یا علوم باطنہ میں تو بالکل سیدھی اور نپٹی بات کہہ دیتے۔

ينبسط: بسط (انفعال) انبساطاً (تفعل) تبسطاً بے تکلف ہو جانا، پھیلنا، سیر و تفریح کرنا (ن) بَسَطَ پھیلانا، فضیلت دینا (تفعل) تبسطاً پھیلانا۔ رقائقہم: [مفرد] رقيق نفيس، كما يقال "رقيق المعاني" نفيس مطلب والا، آسان و شیریں لفظ۔ رقق (ن) رقيق آسان و شیریں لفظ، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۴۲ پر ہے۔

وَقَدْ لَحِظْتُ مِنْهُ صَبْرًا أَقْلَ أَنْ يُوجَدَ فِي غَيْرِهِ مِنَ الرِّجَالِ وَعَزَمًا شَدِيدًا تَلُوحُ سِمَاوُهُ عَلَى وَجْهِهِ ، فَبَيْنَا هُوَ فِي تَقَوَاهُ مِنَ الْأَبْدَالِ إِذَا هُوَ فِي شَجَاعَتِهِ مِنَ الْأَبْطَالِ . وَقَدْ بَلَغَنِي أَنَّهُ كَانَ فِي حَرْبِ طَرَابُلُسَ يَشْهَدُ كَثِيرًا مِنَ الْوَقَائِعِ بِنَفْسِهِ، وَيَمْتَطِي جَوَادَهُ بِضِعِّ عَشْرَةِ سَاعَةٍ عَلَى التَّوَالِي بِدُونِ كَلَالٍ ، وَكَثِيرًا مَا كَانَ يُغَامِرُ بِنَفْسِهِ وَلَا يَفْتَدِي بِالْأَمْوَالِ وَقَوَادِ الْجِيُوشِ الَّذِينَ يَتَأَخَّرُونَ عَنْ مَيْدَانِ الْحَرْبِ مَسَافَةً كَافِيَةً ، أَنْ لَا تَصِلَ إِلَيْهِمْ يَدُ الْعَدُوِّ فِيمَا لَوْ وَقَعَتْ هَزِيمَةٌ ، وَفِي إِحْدَى الْمِرَارِ أَوْشَكَ أَنْ يَقَعَ فِي أَيْدِي الطُّليَانِ ، وَشَاعَ أَنَّهُمْ أَخَذُوهُ أَسِيرًا ، وَقَدْ سَأَلْتُهُ عَنْ تِلْكَ الْوَاقِعَةِ فَحَكَى لِي خَبَرَهَا بِتَفَاصِيلِهِ وَهُوَ أَنَّهُ كَانَ بِسَرِقَةٍ فَبَلَغَ الطُّليَانُ بِوَسْطَةِ الْجَوَاسِيسِ أَنَّ السَّيِّدَ فِي قَلْعَةٍ مِنَ الْمُجَاهِدِينَ ، وَغَيْرَ بَعِيدٍ عَنْ جَيْشِ الطُّليَانِ ، فَسَرَحُوا إِلَيْهِ قُوَّةً عِدَّةَ آلَافٍ وَ

مَعَهَا كَهْرُبَاةٌ خَاصَّةٌ لِرُكُوبِهِ، إِذْ كَانَ اعْتِقَادُهُمْ أَنَّهُ لَا يَقْلُتُ مِنْ أَيْدِيهِمْ تِلْكَ  
الْمَرَّةَ، قَبْلَغَهُ خَبَرُ حَفِيهِمْ وَكَانَ يُمَكِّنُهُ أَنْ يَعْنِمَ عَنِ اللَّقَاءِ أَوْ أَنْ يَتَحَرَّفَ بِنَفْسِهِ  
إِلَى جِهَةٍ يَكُونُ فِيهَا بَمَنْجَاةٍ مِنَ الْخَطَرِ، أَوْ يَتْرُكَ الْحَرْبَ لِلْعَرَبِ تَصَادِمُهُمْ  
فَلَمْ يَفْعَلْ وَقَالَ لِي: (حَفْتُ أَنْبَى إِنْ طَلَبْتُ النِّجَاةَ بِنَفْسِي أَصَابَ الْمُجَاهِدِينَ  
الْوَهْلُ. فَدَارَتْ عَلَيْهِمُ الدَّائِرَةُ، فَتَبَّتْ لِلطَّلِيَانِ وَهُمْ بِضِعَةِ آلَافٍ بِثَلَاثِمِائَةِ  
مُقَاتِلٍ لَا غَيْرَ، وَاسْتَمَاتَ الْعَرَبُ وَصَدَّمُوا الْعَدُوَّ، فَلَمَّا رَأَى وَفَرَةً مِنْ وَقَعٍ مِنَ  
الْقَتْلَى وَالْجُرْحَى ارْتَدَّوْا عَلَى أَعْقَابِهِمْ، وَخَلَصْنَا نَحْنُ إِلَى جِهَةٍ وَأَفْتَنَّا فِيهَا  
جُمُوعَ الْمُجَاهِدِينَ).

یقیناً میں نے ان سے ایسے صبر و استقامت کا مشاہدہ کیا جو ان کے علاوہ دوسرے  
لوگوں میں بہت کم ہی پایا جاتا ہے اور ایسے پختہ ارادے کا مشاہدہ کیا جس کی علامات ان کے  
چہرے سے ظاہر تھیں، جب وہ اپنی پرہیزگاری میں ابدالوں میں سے تھے تو اس وقت وہ اپنی  
بہادری میں دلیروں میں سے بھی تھے اور مجھے یہ اطلاع بھی ملی کہ طرابلس کی لڑائی میں وہ  
بہت سے معرکوں میں بنفس نفیس شریک ہوا کرتے تھے اور وہ بغیر کسی تھکاوٹ کے اپنے عہدہ  
گھوڑے پر مسلسل دس گھنٹے سے بھی زیادہ سواری کیا کرتے تھے، بہت سارے مواقع پر ایسا  
ہوتا کہ وہ اپنی جان جو کھوں میں ڈال دیتے اور اس معاملہ میں ان امراء اور قائدین جمیش کی  
پیروی نہیں کرتے جو میدان کارزار سے کافی حد تک پیچھے رہتے ہیں تاکہ شکست خوردگی کی  
صورت میں دشمن کا ہاتھ ان تک نہ پہنچ سکے، ایک مرتبہ تو قریب تھا کہ وہ اٹلی والوں کے ہاتھ  
لگ جاتے اور یہ افواہ بھی پھیل گئی کہ اٹلی والوں نے ان کو گرفتار کر کے قیدی بنا لیا ہے۔ میں  
نے خود ان سے اس واقعہ کے متعلق پوچھا تو انہوں نے مجھے وہ قصہ تمام تر تفصیلات کے ساتھ  
بتلایا: واقعہ اس طرح ہوا کہ وہ مقام برقہ پر تھے اٹلی والوں کو جاسوسوں کے ذریعہ اطلاع ملی  
کہ سید صاحب مجاہدین کی ایک چھوٹی سی جماعت میں موجود ہیں اور وہ اٹلی والوں کی فوج  
سے زیادہ دور بھی نہیں ہیں تو انہوں نے ان کی طرف کئی ہزار کا لشکر روانہ کیا اور اس لشکر کے  
ساتھ ایک خاص قسم کی الیکٹرک گاڑی بھی ان کی سواری کے لئے روانہ کی کیونکہ ان کو یقین  
ہو گیا تھا کہ وہ اس مرتبہ ان کے ہاتھوں سے بچ نہ سکیں گے۔ سید صاحب کو بھی انکی پیش قدمی  
کی خبر پہنچی اور ان کے لئے یہ بات ممکن تھی کہ وہ دشمن کے ساتھ ٹھہریں سے اعراض کرتے یا  
خود کسی ایسی جانب بھاگ نکلتے جو ان کیلئے خطرے میں جائے پناہ ہوتی یا جنگ کو عربوں کیلئے

چھوڑ دیتے کہ وہ ان سے مقابلہ کریں مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا، انہوں نے مجھے بتلایا ”مجھے اس کا اندیشہ ہوا کہ اگر میں نے اپنی جان بچانی چاہی تو مجاہدین کو صدمہ و رنج پہنچے گا اور ان پر مصائب و مشکلات گھیرا ڈال دیں گی، تو اٹالیوں (اٹلی والوں) کے کئی ہزار کے لشکر کے مقابلے میں مجاہدین کے ۳۰۰ مقاتلین جم گئے اور عربوں نے بھی موت چاہی (شوق شہادت میں خوب جم کر لڑے) دشمن کے ساتھ خونریز تصادم کیا، جب اٹلی والوں نے مقتولین اور زخمیوں کی کثرت کو دیکھا تو وہ پسپا ہو کر پیچھے ہٹ گئے اور ہم چھکارا پکارتے ہوئے ایک طرف ہٹ گئے۔ ہم نے وہاں مجاہدین کی جماعت کو سحر انگیز کر دیا۔

**سیمافہ:** نشان، علامت، شکل [مفرد] السیمة، السؤمة - سوم (تفعل) تسوما نشان لگانا۔ **یمطی:** مطی (افعال) امطاء اسوار ہونا (س) مطا پھیلنا اور لمبا ہونا (إفعال) امطاء اسوار ہونا، سوار کرنا۔ **کلل:** کلل (ض) کللا تھکنا، بے والد اور بے اولاد ہونا، کند ہونا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۱۰۳ پر ہے۔ **یغامو:** غمر (مفاعلة) مغامرة مقاتلہ کرنا اور موت کی پرواہ نہ کرنا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۳۹ پر ہے۔ **یوقف:** [جمع] یوقف سخت زمین جس میں ریت، گارا، پتھر ہوں۔ **الجواسیس:** [مفرد] الجاسوس، حالات کی تفتیش کرنے والا۔ **جسس (تفعل)** تجسس تفتیش کرنا (افعال) اجسس اساتہ لگانے کے لئے ہاتھ سے چھونا، ٹوٹنا۔ **فسر حوا:** سرح (ف) سرحا، سرحا بھیجنا، چھوڑنا (س) سرحا کسی کا اپنے امور کیلئے لکنا (تفعل) تسرحا آزاد کرنا، طلاق دینا (افعال) انسرا خاچت لینا، نانگیں کشادہ کرنا، نرم ہونا، تیز چلنا۔ **کھربا:** دراصل یہ عجمی زبان کا لفظ ہے اور عربی میں ذیل ہے اصل میں ”کاہ ربا“ تھا یعنی گھاس تنکا وغیرہ کھنچنے والا، بجلی جو حرارت یا رگڑ یا کیمیائی عمل سے پیدا ہوتی ہے اس کا عمل جذب و کشش اور روشنی دینا ہے، ایک درخت کا گوند ہے کہ اس کو رگڑ دیا جائے تو تنکے وغیرہ کو کھینچ لیتا ہے، الکھربا بجلی کی قوت۔ **کھرب (فعلل)** کھربہ قوت کھربا سے بھرنا۔ **یغصم:** غصم (ض) غصمنا، غصمنا بزدل ہونا، پیچھے ہٹنا، جنگ میں کامیاب نہ ہونا (تفعل) تغصمنا غصمنا لگانا، اقامت کرنا (إفعال) خامۃ غصمہ نصب کرنا۔ **منجاة:** باعث نجات [جمع] مناج - نجو (ن) نجاۃ، نجاۃ، نجات پانا۔ **نجاۃ تیز چل کر آگے بڑھنا (مفاعلة)** منجاۃ سرگوشی کرنا (تفعل) تنجیۃ رہائی دلانا (افعال) اتجاۃ آرازا دار بنانا۔ **الوہل:** گھبراہٹ، خوف۔ **وہل (س)** وہلا گھبرانا، کمزور ہونا، پناہ لینا، بھولنا (ض، ف) وہلا ایسی چیز کی طرف وہم جانا جس کا ارادہ نہ ہو (تفعل) توہلا خوف دلانا۔ **الدائرة:** مصیبت، شکست، حلقہ [جمع] دوائر۔

استمات: موت (استعمال) استماتہ موت چاہنا، کسی چیز کو طلب کرنا، لاغری کے بعد موت ہونا (ن) موتا مرنا۔ موتا ویران ہونا، بند ہونا (تعلیل) موتا مار ڈالنا (افعال) املتہ مار ڈالنا، غصہ پی جانا (تفاعل) تماوتا بتکلف مردہ بننا، خاموشی اور کمزوری ظاہر کرنا۔

قَالَ لِي: وَفِي هَذِهِ الْوَقْعَةِ جُرَحَ الصَّابِطِ نَجِيبُ الْحَوْرَانِي، الَّذِي كَانَ مِنْ أَشْجَعِ أَطْلَالِ الْحَرْبِ الطَّرِيقِيَّةِ، كَانَ قَائِدًا وَلَكِنَّهُ كَانَ يُغَامِسُ بِنَفْسِهِ فِي كُلِّ وَاقِعَةٍ، فَجُرَحَ مَرَّتَيْنِ وَاسْتُشْهِدَ فِي الثَّالِثَةِ رَحِمَهُ اللَّهُ، وَلَمْ يَحْزَنْ السَّيِّدُ عَلَى أَحَدٍ حَزَنَهُ عَلَيْهِ لِبَاهِرِ شَجَاعَتِهِ وَشِدِيدِ إِخْلَاصِهِ، وَكَانَ السَّيِّدُ يَكْتُبُ لِي مِنَ الْجَبَلِ الْأَخْضَرِ وَافِرِ الثَّنَاءِ عَلَيْهِ، وَهُوَ الْيَوْمَ دَائِمُ التَّرْحُمِ عَلَيْهِ، وَالشَّهِيدُ الْمَذْكُورُ هُوَ نَجِيبُ بَكِّ بْنِ الشَّيْخِ سَعْدِ الْعَلِيِّ، مِنْ مَشَائِخِ بِلَادِ عَجَلُونٍ، تَرَكَ فِي بِلَادِ الْعَرَبِ ذِكْرًا خَالِدًا.

بھر مجھے مزید تفصیلات بتلاتے ہوئے فرمایا: اس معرکہ میں افسر نجیب حورانی زخمی ہو گئے جو کہ طرابلس کی جنگ کے سب سے زیادہ بہادروں میں سے تھے، فوج کے پیشوا (کمانڈر) تھے لیکن ہزلرائی میں اپنی جان کو لیکر خطرے میں کود پڑتے تھے، دومرتبہ زخمی ہوئے اور تیسری مرتبہ میں شہید کر دیے گئے (رحمہ اللہ) سید صاحب ان کی حیرتاک بہادری اور انتہائی خلوص کی بناء پر اتنے رنجیدہ ہوئے کہ کسی اور پر اتنے حزن نہیں ہوئے تھے، سید صاحب جبل اخضر سے مجھے انکی مدح سرائیوں سے بھرے خطوط لکھتے تھے، آج بھی ان پر ہمیشہ کی طرح رحمہ اللہ کہتے ہیں اور شہید مذکور نجیب بک بن الشیخ سعد العلی ہیں جو کہ عجلون کے مشائخ میں سے ہیں، انہوں نے بلاد مغرب (مغرب) میں ہمیشہ کے لئے اپنا یادگار تذکرہ چھوڑا ہے یغامس: غمس (مفاعله) مغامرہ خطرات میں کود پڑنا، ایک دوسرے کو پانی میں غوطہ دینا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۱۱۱ پر ہے۔

وَالسَّيِّدُ أَحْمَدُ الشَّرِيفُ سَرِيعُ الْخَاطِرِ، سَيَّالُ الْقَلَمِ، لَا يَمَلُّ الْكِتَابَةَ أَصْلًا، وَلَهُ عِدَّةُ كُتُبٍ مِنْهَا كِتَابٌ كَثِيرٌ أَطْلَعَنِي عَلَيْهِ فِي تَارِيخِ السَّادَةِ السُّنُوسِيَّةِ، وَأَخْبَارِ الْأَغْيَانِ مِنْ مُرِيدِيهِمْ وَالْمُتَصَلِّينَ بِهِمْ، يَتَوَعَّى طَبْعَهُ وَنَشْرَهُ فَيَكُونُ أَحْسَنَ كِتَابٍ لِمَعْرِفَةِ أَخْبَارِ السُّنُوسِيِّينَ.

سید احمد شریف تیز رجحان والے، ایسے رواں قلم والے تھے جو لکھائی سے بالکل نہیں تھکتا تھا اور ان کی کئی ایک تصانیف ہیں جن میں سے ایک بڑی کتاب جس کے بارے

میں مجھے بتایا وہ سادات السنوسیہ ہے جو کہ ان کے خاص مریدین اور جانشینوں کے بارے میں ہے، جس کی نشر و اشاعت کے وہ متمنی ہیں اگرچہ چھپ گئی تو سنو سین کی تاریخ کے بارے میں بہت اچھی کتاب ہوگی۔

**سیال:** زور سے بہنے والا۔ سیل (ض) سیلا، سیلا نا بہنا، لمبا چوڑا ہونا (إفعال) إسالۃ (تفعیل) تسیلاً جاری کرنا، کچھلانا، لمبا کرنا (تفاعل) تسایلاً ہر طرف سے آنا۔

وَأَنَّمَا يَفْهَمُ الْإِنْسَانُ مِنْ مُطَالَعَةِ أَخْبَارِ سَيِّدِي مُحَمَّدٍ السَّنُوسِيِّ، وَلَدِهِ سَيِّدِي الْمَهْدِيِّ، وَمُحَادَثَةِ سَيِّدِي أَحْمَدَ الشَّرِيفِ، أَنَّ طَرِيقَتَهُمْ طَرِيقَةٌ عَمَلِيَّةٌ، تَعْمَلُ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ، وَلَا تَكْتَفِي بِالْأَذْكَارِ وَالْأُورَادِ، دُونَ الْقِيَامِ بِعَزَائِمِ الْإِسْلَامِ، كَمَا كَانَ عَلَيْهِ الصَّدْرُ الْأَوَّلُ وَلِذَلِكَ وَفَّقُوا لِلْجِهَادِ وَفَقَّوْا فِي وَجْهِ دَوْلَةٍ عَظِيمَةٍ كَدَوْلَةِ إِيْطَالِيَّةٍ، مُنْذُ ثَلَاثِ عَشْرَةِ سَنَةٍ، (لَوْ لَا هُمْ كَانَتْ سَيِّدَةُ لَطْرَابُلُسَ وَبَرْقَةُ مُنْذُ أَوَّلِ شَهْرِ مِنْ غَارَاتِهَا عَلَيْهِمَا، وَيَذْكُرُ النَّاسُ أَنَّ الطَّلِيَّانَ قَدَّرُوا لِتَدْوِيخِ طَرَابُلُسَ وَبَرْقَةَ كُلِّهُمَا مُدَّةَ خَمْسَةِ عَشَرَ يَوْمًا مِنْ أَوَّلِ نَزُولِهِمْ، وَإِنْ قَوَادِمُ الْإِنْكِلَبِ الْمُحَنِّكِينَ فِي حُرُوبِ الْمُسْتَعْمَرَاتِ وَالْبَوَادِي قَالُوا إِنَّ الطَّلِيَّانَ أَفْرَطُوا فِي التَّفَاوُلِ بِظَنِّهِمُ الْإِسْتِيْلَاءَ عَلَى بَرِّ طَرَابُلُسَ فِي ١٥ يَوْمًا، وَالْحَقِيقَةُ أَنَّهُ قَدْ تَأَخَّذَ هَذِهِ الْمَسْأَلَةُ مَعَهُمْ ثَلَاثَةَ أَشْهُرٍ... فَلْيَنْظُرِ الْإِنْسَانُ كَيْفَ أَنَّ الْمُدَّةَ الَّتِي قَدَّرَهَا أَرْكَانُ الْحَرْبِ فِي إِيْطَالِيَّةٍ ١٥ يَوْمًا وَقَدَّرَهَا أَرْكَانُ الْحَرْبِ فِي إِنْكَلْتَرَةِ ثَلَاثَةَ أَشْهُرٍ تَطَاوَلَتْ ثَلَاثَ عَشْرَةِ سَنَةٍ كَامِلَةً، وَالْحَرْبُ الْيَوْمَ هِيَ كَمَا كَانَتْ فِي بَدَايَتِهَا، وَكُلُّ هَذَا بِفَضْلِ السَّادَةِ السَّنُوسِيَّةِ، وَلَا سِيَّامَا هَذَا السَّيِّدُ الْعَظِيمُ سَيِّدِي أَحْمَدَ الشَّرِيفِ.

میرے سردار محمد السنوسی، ان کے فرزند سیدی المہدی کے حالات اور میرے سردار احمد شریف کی نئی نئی باتوں کا مطالعہ کرنے سے انسان بخوبی یہ سمجھ لیتا ہے کہ ان کا طریقہ عملی طریقہ تھا جس میں کتاب و سنت پر عمل ہوتا تھا اور اسلام کے اہم امور کو چھوڑ کر صرف اذکار و اوراد پر اکتفا نہیں کیا جاتا تھا جیسا کہ اس پر ابتدائی زمانے میں عمل ہوتا تھا اور اسی لئے تو ان کو جہاد کی توفیق دی گئی اور وہ اٹلی جیسی بڑی حکومت کے مقابلے میں تیرہ سال سے ڈٹ گئے اگر وہ نہ ہوتے تو طرابلس اور برقہ پر جب پہلی مرتبہ دشمن نے حملہ کیا تھا اس کے پہلے ماہ میں ہی اس کو سلطنت مل جاتی۔ لوگ یہ کہتے ہیں کہ اٹالین نے طرابلس اور برقہ دونوں پر ابتدائے

آمد سے پندرہ دن کی مدت میں قبضہ کرنے کا اندازہ لگایا اور استعماری لڑائیوں کے تجربہ کار انگریزوں کے کمانڈر اور قبائلی کہتے کہ اٹلی والے طرابلس کی سرزمین پر پندرہ دن میں قبضہ کرنے کی خوش فہمی میں حد سے تجاوز کر گئے تھے (اس لئے انہوں نے ایک دوسری مدت تین ماہ کی مقرر کر دی تھی جس کا تذکرہ آگے آ رہا ہے) اور حقیقت یہ ہے کہ یہ مسئلہ ان کے ساتھ تین مہینے اور لے گا (اب)..... انسان کو یہ دیکھنا چاہئے کہ وہ مدت جس کو جنگجوؤں نے اٹلی کے بارے میں ۱۵ دن مقرر کیا تھا اور انگلینڈ کے جنگجوؤں نے تین مہینے بتلایا تھا وہ مدت پورے تیرہ سال کے عرصے تک طویل ہو گئی ہے اور آج بھی لڑائی ویسے ہی ہے جیسے پہلے تھی اور یہ سب کچھ سنوسی خاندان بالخصوص اس بڑے سردار سیدی احمد الشریف کی مہربانیوں کی بدولت ہوا ہے۔

**تدوین:** دوغ (تفعیل) تدوینا غالب ہونا، کسی کو ذلیل کرنا (ن) دَوَّغًا ذلیل ہونا، فروتنی کرنا (إفعال) إداغہ ذلیل کرنا۔ **المحکن:** حک (إفعال) إحتاکا تجربہ کار بنادینا، مہذب بنانا (ن) بض) حُکًا سمجھنا (تفعیل) تحسینا چبا کر نرم بنانا (تفعیل) تحسینا کپڑی کو ٹھوڑی کے نیچے سے لاکر باندھنا (إفعال) إحتنا کا غالب ہونا۔ **المستعمرات:** [مفرد] مستعمرہ وہ حصہ زمین جس پر غیر ملکی جماعت قابض ہو، کالونی، نوآبادی، اس سے استعماری طاقتیں یعنی سامراجی طاقتیں مراد ہیں۔ **التفاؤل:** قول (تفاعل) تفاؤلاً اچھا شگون لینا (تفعیل) تفعیلاً فال لینا۔

وَكَانَ الْأُورُبِّيُونَ فِي عَهْدِ السُّلْطَانِ عَبْدِ الْحَمِيدِ يَشْكُونَ إِلَى السُّلْطَانِ حُرْكَةَ السَّنُوسِيِّ وَيَتَوَجَّسُّونَ خِيفَةً مِنْ تَشْكِيلَاتِهِ وَحَرَكَاتِهِ وَيَرَوْنَ فِيهِ أَكْثَرَ خُصْمٍ لِلدَّعْوَةِ الْأُورُبِّيَّةِ فِي أَفْرِيقِيَّةِ، وَطَالَمَا ضَغَطْتُ دَوْلُ أُوْرُبَاغَلَى السُّلْطَانُ لِأَجْلِ أَنْ يَسْتَدْعِيَ السَّيِّدَ الْمَهْدِيَّ إِلَى الْأَسْتَانَةِ وَيَأْمُرَهُ بِالْإِقَامَةِ بِهَا، وَلَا يَأْذَنُ لَهُ بِالْعَوْدَةِ إِلَى وَطَنِهِ، لِيَخْلُوَ لِلْأُورُبِّيِّينَ الْجَوُّ فِي تَقْسِيمِ أَوَاسِطِ أَفْرِيقِيَّةِ وَخَصْدِ الشُّوْكَةِ الْإِسْلَامِيَّةِ فِي تِلْكَ الدِّيَارِ فَكَانَ السُّلْطَانُ يَمَاطِلُ هَاتِيكَ الدَّوْلَ، وَيَعْتَذِرُ لَهُمْ بِصُنُوفِ الْأَعْذَارِ، بَلْ كَانَ يَلَاظِفُ السَّنُوسِيَّ كَثِيرًا بِالْهَدَايَا وَالْكِتَابَاتِ، إِلَى أَنْ اشْتَدَّ الضَّغْطُ عَلَى السُّلْطَانِ فِي قَضِيَّةِ السَّنُوسِيِّ، فَأَرْسَلَ رَجُلًا اسْمُهُ عِصْمَتُ بَكْ إِلَى بَغْدَادَ، وَمِنْهَا إِلَى جَنْجُوبِ بِمَامُورِيَّةِ سَرِيَّةً، فَبَلَغَ الْمَهْدِيَّ مَا هُوَ عَلَيْهِ السُّلْطَانُ مِنَ الْإِزْتِيَابِ مِنْ جِهَةِ ضَغْطِ الدَّوْلِ عَلَيْهِ، فِي أَمْرِ الدَّعَايَةِ السَّنُوسِيَّةِ، فَأَجَابَهُ السَّيِّدُ مَهْدِيٌّ بِحَسَبِ مَا قَرَأَتْ فِي التَّارِيخِ



الَّذِي تَقَدَّمَ ذِكْرُهُ، بِكَلَامٍ لَا يَتَضَمَّنُ نَفْيًا وَلَا إِنْجَابًا، وَإِنَّمَا تَلَا لَهُ آيَاتِ كَرِيمَةٍ  
فِي مَعْنَى الْإِسْكَالِ عَلَى اللَّهِ :

یورپ والے سلطان عبدالحمید کے زمانے میں سنوسی کی تحریک کی سلطان کو شکایت کرتے تھے، انکے انتظامات اور تحریکات سے ڈر محسوس کرتے تھے اور افریقہ میں یورپی دعوت کیلئے اس میں بڑی مخالفت دیکھتے تھے۔ سلطان پر جب یورپی ملکیتیں تنگ ہو گئیں (یعنی اس پر دباؤ ڈالا) کہ وہ سید مہدی صاحب کو دارالسلطنت بلائے ان کو وہاں ٹھہرنے کا حکم دے اور اپنے وطن واپس جانے کی اجازت نہ دے، تاکہ یورپیوں کیلئے وسطی افریقہ کی تقسیم اور ان علاقوں میں اسلامی سلطنت کے توڑ کیلئے راستے کھل جائیں (کھلے آسمان تلے موقع مل سکے) سلطان ان ملکیتوں کو اپنی طرف سے ڈھیل دیتے تھے اور ان سے مختلف قسم کی معذرت خواہی کرتے بلکہ سنوسی کیساتھ بدایا اور خطوط کے ذریعے بہت دلداری کیا کرتے یہاں تک کہ سنوسی کے معاملے میں سلطان پر تنگی اور دباؤ مزید سخت ہو گیا تو انہوں نے عصمت بیگ نامی شخص کو مغازی برقہ کی طرف بھیج دیا اور وہاں سے بہت اہم حکم کے ساتھ جغوب نامی علاقہ کی طرف بھیج دیا، مہدی کو یہ اطلاع مل گئی کہ سلطان ان ملکیتوں کی طرف سے دباؤ کی وجہ سے جو مقدمہ سنوسیہ کی وجہ سے اس پر ڈالا گیا ہے، کتنے تردد میں ہیں تو مہدی نے ان کو ایسا جواب دیا جو اثبات نفی میں سے کسی پر مشتمل نہ تھا جس کو آپ اس تاریخ میں جس کا تذکرہ ابھی گزرا ہے پڑھ چکے ہیں، پھر انہوں نے سلطان کیلئے اللہ پر توکل کے معنی سے متعلق چند آیات تلاوت کیں۔

**يَتَوَجَّسُونَ** : وحس (تفعل) تو حتماً گھبراہٹ محسوس کرنا، آہٹ پر کان لگانا (ض)  
وہ نا پوشیدہ ہونا، آہٹ محسوس کرنا (إفعال) ایچنا محسوس کرنا اور دل میں چھپانا۔ **ضغطت** :  
ضغط (ف) ضغطاً تنگی کرنا، بھینچنا (انفعال) انضغاطاً مغلوب ہونا (إفعال) انضغاطاً تاوان  
وغیرہ میں سختی کرنا۔ **خضد** : خضد (ض) خضدً بغیر جدا کئے ہوئے توڑنا، موڑنا، کاٹنا (تفعل)  
تخضیذ کاٹنا (انفعال) انخضاداً پارہ پارہ ہونا۔ **بماطل** : مطل (مفاعله) مماطلۃ اداہنگی میں  
نال منول کرنا (ن) مَطْلًا تانا، لمبا کرنے کے لئے کوٹنا، نال منول کرنا (إفعال) امطالاً نال  
منول کرنا، لمبا اور گنجانا ہونا۔ **الارتباك** : ربک (إفعال) ارتباكاً پھنس کے رہ جانا، گمراہ،  
رک رک کر گفتگو کرنا، تڑپنا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۲۱۹ پر ہے۔ **الاتسكال** : وکل (إفعال) اتسكالاً  
بھروسہ کرنا، مطیع و فرمان بردار ہونا (تفعل) توکلا وکیل بننا، کامیابی کا ضامن ہونا [فی الامر]  
عاجزی ظاہر کرنا اور غیر پر اعتماد کرنا (ض) وکلاً سپرد کرنا، کسی پر بھروسہ کر کے کام چھوڑ دینا۔

وَلَكِنَّ السَّيِّدَ الْمَهْدِيَّ لَمْ يُعْتَمَ بَعْدَهَا أَنْ فَارَقَ الْجَعْفُوبَ إِلَى وَاحَةِ  
الْكُفْرَةِ وَبَنَى فِيهَا زَاوِيَةَ التَّاجِ ، وَعَمَرَ الْكُفْرَةَ عِمَارَةً جُعِلَتْهَا جَنَّةٌ فِي وَسْطِ  
الصَّحْرَاءِ . وَالْأَغْلَبُ أَنَّ سَبَبَ تَحْوِيلِهِ مِنْ وَاحَةِ الْجَعْفُوبِ الْقَرْيَةِ مِنْ مِصْرَ  
بَرْقَةِ إِلَى وَاحَةِ الْكُفْرَةِ الَّتِي هِيَ فِي أَوَاسِطِ الصَّحْرَاءِ الْكُبْرَى ثُمَّ تَوَعَّلَهُ مِنْ  
الْكُفْرَةِ إِلَى نَاحِيَةِ قُرُوِّ الَّتِي اخْتَارَهُ اللَّهُ فِيهَا ، وَهِيَ عَلَى أَبْوَابِ السُّودَانِ هُمَا  
مِنْ ارْتِيَاكِهِ إِلَى الْعَزَلَةِ ، وَمِيلِهِ إِلَى التَّنَائِي عَنْ مَرَائِزِ السُّلْطَةِ الرَّسْمِيَّةِ ، وَ  
الْخُرُوجِ عَنْ مَنَاطِقِ تَأْثِيرِ الدُّوَلِ الْإِسْتِعْمَارِيَّةِ بِحَيْثُ انْتَبَذَ مَرَائِزَ مُحَاطَةً  
بِالْفَيَا فِي وَالْقَفَازِ ، مَأْهُولَةً بِأَقْوَامٍ لَا يَزَالُونَ عَلَى الْفِطْرَةِ ، فَأَصْبَحَ حُرًّا فِي بَيْتِ  
دَعْوَتِهِ لَا تَصِلُ إِلَيْهِ يَدٌ بَضْغُطٍ ، وَلَا تَعْلُو فَوْقَ كَلِمَتِهِ كَلِمَةٌ وَعَكُفٌ عَلَى تَهْذِيبِ  
تِلْكَ الْأَقْوَامِ ، وَتَشَاهُفٌ فِي طَاعَةِ اللَّهِ بَعْدَ أَنْ كَانُوا يَتَسَكَّمُونَ فِي مَهَامِهِ الْجَهْلِ  
فَبَدَّلَتْ بِهِ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ ، وَانْقَلَبَتْ بِهِ أَخْلَاقُ هَاتِيكَ الْأُمَمِ انْقِلَابًا حَيْرَ  
الْعُقُولِ ، وَلَمْ يَقِفْ فِي الدُّعَايَةِ الرُّوحِيَّةِ عَلَى وَاحَاتِ الصَّحْرَاءِ وَأَطْرَافِ  
السُّوَادِينِ ، بَلْ بَتَّ دُعَاتِهِ فِي أَوَاسِطِ أَفْرِيقِيَّةٍ فَكَانَ مِنْهُمْ مِثْلُ الشَّيْخِ مُحَمَّدٍ  
بْنِ عَبْدِ اللَّهِ السَّنِّيِّ ، وَالشَّيْخِ حَمُودَةَ الْمَقْعَاوِيِّ ، وَالسَّيِّدِ طَاهِرِ الدُّعْمَارِيِّ ،  
وَرَجَالَاتٍ آخَرُونَ جَالُوا السُّوَادِينِ مُبَشِّرِينَ وَهَادِينَ ، فَكَانَ السَّيِّدُ الْمَهْدِيُّ  
هُوَ الْمَزَاجُ الْأَكْبَرُ لَجَمْعِيَّاتِ الْمُبَشِّرِينَ الْأُورُبِّيَّةِ ، الْمُنْبَثَّةِ فِي قَارَةِ أَفْرِيقِيَّةِ  
كُلِّهَا ، وَعَلَى يَدِهِ وَبِسَبَبِ دُعَايَتِهِ الْخَبِيثَةِ أَهْتَدَى لِلْإِسْلَامِ مَلَائِينَ مِنَ الزُّنُوجِ ،  
فَلِهَذَا جَمْعِيَّاتُ الْمُبَشِّرِينَ بِأَسْرَهَا تَشْكُو حُزْنَهَا ، وَبَنَتْهَا مِنْ نَجَاحِ الْإِسْلَامِ  
فِي أَوَاسِطِ أَفْرِيقِيَّةِ ، مِثْلَ بِلَادِ النُّجَجِ ، وَالْكُونُغُو وَالْكَامِرُونِ ، وَدِيَارِ بَحِيرَةِ  
تَشَادُ ، وَتَوَجَّهَ أَكْثَرُ شُكْرَاهَا إِلَى الطَّرِيقَةِ السُّنُوسِيَّةِ ، كَمَا طَالَعْنَا ذَلِكَ فِي  
مُؤَلَّفَاتِ أُورُبِّيَّةٍ عَدِيدَةٍ .

(ایسا جواب تو دیا) لیکن سید مہدی اس کے بعد ظہرے نہیں بلکہ بھوب کو چھوڑ  
کر کفرہ (نامی ایک جگہ) کے ریتلے علاقے میں جا کر آباد ہوئے اور اس میں ”زاویۃ التاج“  
بنایا (ایک نئی جگہ آباد کی اور اس کا نام زولیتۃ التاج رکھا) انہوں نے کفرہ کو اس انداز میں آباد  
کیا جیسے وہ عین وسط صحراء میں جنت بنا دیا گیا ہو، بھوب کی ریتلی زمین سے جو کہ مصر اور  
برقہ کے قریب تھی واحۃ الکفرۃ کے ریتلے علاقے جو کہ بڑے صحراء کے درمیان میں ہیں کی

طرف منتقل ہونا، پھر کفرہ سے قرو کے ایک کونے کی طرف منتقل ہونا جس کو اللہ نے چن لیا تھا اور وہ سوڈان کے دروازوں پر ہے، دونوں کی طرف منتقل ہونے کا بڑا سبب لوگوں سے علیحدہ ہو کر راحت پانا تھا اور حکومتی مراکز کو چھوڑنے اور ان علاقوں سے جن میں استعماری حکومت ان پر اثر انداز ہو سکتی تھی نکلنے پر اس طرح آمادہ ہو چکے تھے کہ ان حکومتی مراکز کو ایسے جنگل اور چارے والے علاقوں کے بدلے میں چھوڑ دیا جائے جن میں ایسی قوم آباد ہو جو کہ فطرت پر قائم ہو (جب یہ انتقال ہو چکا تو) وہ اپنی دعوت کو پھیلانے میں اس طرح آزاد ہو گئے کہ کوئی ظالم ہاتھ ان تک نہیں پہنچتا تھا اور انکی بات پر کسی کی بات غالب نہ ہوتی تھی اس قوم کو مہذب بنانے پر انہوں نے کمر باندھ لی اور انکو اللہ کی اطاعت پر کھڑا کر دیا جبکہ وہ پہلے اپنے اس دور افتادہ صحراء میں جہالت پر تھے انکی وجہ سے زمین دوسری زمین سے تبدیل ہو گئی (یعنی اس علاقے کی کایا پلٹ گئی) اور ان قوموں کے اخلاق میں حیران کن تبدیلی آ گئی۔ انہوں نے اپنی اصل دعوت میں صرف صحراء کے ریتلے علاقے اور سوادین کے اطراف پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ اپنی دعوت کو وسط افریقہ میں بھی پھیلایا۔ سوادین میں خوشخبری دیتے ہوئے اور رہنمائی کرتے ہوئے جو حضرات پھرے ان میں سے ایک شیخ محمد بن عبد اللہ السنی، ایک شیخ حمودہ المقعاوی، ایک سید طاہر الدغماری، اور دیگر حضرات (قابل ذکر ہیں)۔ پورے افریقہ میں پھیلی ہوئی یورپین مبشرین (عیسائی مبلغین) کی جماعتوں کے سب سے بڑے مزام سید مہدی تھے جن کے ہاتھ پر اور انکی دعوت سریر کی وجہ سے لاکھوں حبشی افراد مشرف بہ اسلام ہوئے اور اسی وجہ سے مبشرین کی ساری جماعتیں اپنے غم کی شکایت کرتی ہیں، بہت ساری یورپین تالیفات کا مطالعہ کرتے ہوئے اسی قسم کی شکایات ملی ہیں اور وسط افریقہ (کہ ان علاقوں) میں اسلام کی اشاعت کی شکایت کرتی ہیں جیسے نائیجیریا، کانگو، کیمبرون کے شہروں اور بحیرہ کے بلند کیے گئے علاقے اور ان مبشرین نے اپنے شکوؤں کا اکثر رخ طریقہ سنوسیہ کی طرف موڑا ہے۔

لیم یعتیم: عتم (تفعیل) تعتیما دیر کرنا، رک جانا (ض) عتتما ایک حصہ گزرنے، رک جانا (إفعال) اعمتما دیر کرنا، مؤخر ہونا۔ واحۃ: ریگستان میں سرسبز زمین [جمع] واحات۔ تو غلہ: وغل (تفعیل) تو غلا جانا اور دور تک جانا (ض) کو غولاً جانا اور دور تک جانا، داخل ہو کر چھینا (إفعال) ایغلا داخل کرنا، تیز چلنا، دشمن کے ملک میں دور تک گھستے ہوئے چلے جانا، پوری طرح جدوجہد کرنا۔ التسانی: تناف (ف) تنوءا [بالمکان] اقامت کرنا۔ الفیافی: [مفرد] الفیفاء، الففئی، الفیقا وہ جنگل جس میں پانی نہ ہو، ہموار جگہ، الفیفاء چکنا پتھر۔

**القفار:** [مفرد] القفر گھاس، پانی، آدمی سے خالی زمین۔ قفر (ن) قفر اچھے جانا، تلاش کرنا (س) قفر اکم ہونا (تفعیل) تقفیر جمع کرنا (إفعال) إقفار ایسا بنانے کے آب و گیاہ کی طرف جانا، بھوکا ہونا۔ ماہولہ: اہل (س) اہل آباد ہونا، انس حاصل کرنا (نض) اہل (نض) اہل شادی شدہ ہونا (إفعال) إیصال شادی کر دینا، کسی کو احلا و سہل کہنا (تفعیل) تاہل شادی شدہ ہونا، لائق ہونا۔ عکف: عکف (نض) عکف کسی چیز پر روکے رکھنا، ہمیشہ لازم رہنا، چکر لگانا (إفعال) اعتکاف بند رہنا (تفعیل) تعکف تہہ بہ تہہ رکھنا، روکنا۔ یتسکعون: تسکع (تفعیل) تسکع مدت تک باطل میں رہنا، حیران پھرنا (ف، س) تسکع علمی میں پھرنا۔

**مہامہ:** [مفرد] المہمہ، المہمہ دور کا جنگل، ویران ملک۔

هَذَا مِنْ جِهَةِ الْقُوَّةِ الرُّوحِيَّةِ وَأَمَّا مِنْ جِهَةِ الْقُوَّةِ الْمَادِّيَّةِ ، فَقَدْ كَانَ السَّيِّدُ الْمَهْدِيُّ يَهْدِي هَذِي الصَّحَابَةَ وَالتَّابِعِينَ ، لَا يَفْتَنُّعُ بِالْعِبَادَةِ دُونَ الْعَمَلِ ، وَيَعْلَمُ أَنَّ أَحْكَامَ الْقُرْآنِ مُنْتَاجَةٌ إِلَى السُّلْطَانِ ، فَكَانَ يَحُثُّ إِخْوَانَهُ وَمُرِيدِيهِ دَائِمًا عَلَى الْفُرُوسِيَّةِ وَالرَّمَايَةِ ، وَيُبَيِّنُ فِيهِمْ رُوحَ الْأَنْفَةِ وَالنَّشَاطِ ، وَيَحْمِلُهُمْ عَلَى الطَّرَادِ وَالْجَلَادِ وَيُعَظِّمُ فِي أَعْيُنِهِمْ فَضِيلَةَ الْجِهَادِ ، وَقَدْ أَثْمَرَ غَرَسُ وَعَظْمُهُ فِي مَوَاقِعَ كَثِيرَةٍ لَا سِيَّمَا فِي الْحَرْبِ الطَّرَابُلُسِيَّةِ الَّتِي أَثْبَتَ بِهَا السُّنُوسِيَّةُ أَنَّ لَدَيْهِمْ قُوَّةَ مَادِّيَّةٍ تُضَارِعُ قُوَّةَ الدُّوَلِ الْكُبْرَى وَتُضَارِعُ أَعْظَمَهَا جَبَرُوتًا وَكِبْرًا ، وَلَيْسَتْ الْحَرْبُ الطَّرَابُلُسِيَّةُ وَحْدَهَا هِيَ الَّتِي كَانَتْ مَظْهَرُ بَطْشِ السُّنُوسِيِّينَ بَلْ سَبَقَتْ لَهُمْ حُرُوبٌ مَعَ الْفَرَنْسِيِّينَ فِي مَمْلَكَةِ كَانِمَ وَمَمْلَكَةِ وَادَايَ مِنَ السُّودَانِ اسْتَمَرَّتْ مِنْ سَنَةِ ١٣١٩ إِلَى سَنَةِ ١٣٣٢ هِجْرِيَّةً .

یہ تو روحانی طاقت کی جہت سے ہے اور البتہ مادی طاقت کی جہت سے سید مہدی صحابہ اور تابعین رحمہم اللہ کی سیرت پر چلنے کی رہنمائی کرتے تھے، عمل کو چھوڑ کر صرف عبادت پر اکتفاء نہیں کرتے تھے اور جانتے تھے کہ قرآن کریم کے احکامات کو بادشاہ کی بھی ضرورت ہے چنانچہ وہ اپنے ساتھیوں اور مریدوں کو ہمیشہ گھڑ سواری اور نیزہ بازی پر ابھارتے تھے اور ان میں خودداری اور جستی کی روح پھونکتے تھے، انکو آپس میں ایک دوسرے سے مقابلہ اور تلوار زنی کرنے پر براہیختہ کرتے تھے، ان کی نظروں میں جہاد کی فضیلت کی عظمت پیدا کرتے تھے اور بلاشبہ ان کے وعظ کی شجر کاری نے کئی مواقع پر پھل دیا خاص کر طرابلس کی اس لڑائی میں جس میں سنوسیہ نے یہ ثابت کر دکھایا کہ انکے پاس دول کبریٰ جیسی مادی طاقت و قوت موجود

ہے اور ان کی بڑی طاقت کے مشابہ ہے۔ تنہا طرابلسیہ کی لڑائی ہی سنوین کی طاقت کا مظہر نہیں تھی بلکہ پہلے بھی ان کی انگریزوں کے ساتھ ملک کاغ اور سوڈان کے ملک وادای میں لڑائیاں ہو چکی تھیں اور وہ ۱۳۱۹ھ سے لیکر ۱۳۳۲ھ تک جاری رہیں۔

**الانفۃ** : أنف (س) أنفًا خود دار ہونا، ناپسند کرنا، ناک میں درد ہونا (ن، ض)  
 أنفًا ناک پر مارنا (استفعال) استینافا از سر نو کرنا۔ **الطرد** : طرد (مفاعله) طراذ او مطاردة  
 ایک کا دوسرے پر حملہ کرنا (ن) طرّذا، طرّذا دھتکارنا، جلا وطن کرنا (س) طرّذا اشکارا کا پیچھا  
 کرنا (تفعل) تطرّذا اٹھانا (إفعال) اطرّذا جلا وطن کرنے کا حکم دینا (اقتعال) اطرّذا اور  
 ہونا، ایک دوسرے کے پیچھے ہونا (استفعال) استطرّذا فریب دینے کیلئے شکست ظاہر کرنا۔  
**الجلاد** : جلد (مفاعله) جلاذ او جالدة تلوار کے ذریعہ ایک دوسرے کو مارنا، تلوار زنی کرنا،  
 بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۱۲۷ پر ہے۔ **غیر اس** : [مفرد] الغرس لگایا ہوا پودا، دیگر جمع أغرس بھی  
 آتی ہے۔ **غرس** (ض) غرسًا (انفعال) انغرسا پودا لگنا۔ **تضارع** : ضرع (تفاعل) تضارعا  
 ایک دوسرے کے مشابہ ہونا (ن) خضر غاسدھانا (ف، ک) خضر اعز کزور ہونا، فروتنی کرنا  
 (تفعل) تضریعا چپکے چپکے قریب آنا قریب ہونا (إفعال) إضرعا ظاہر ہونا یا بڑا ہونا (تفعل)  
 تضرّعا ذلیل ہونا، عاجزی سے دعا کرنا۔ **جبروتا** : طاقت، قدرت، عظمت۔

وَحَدَّثَنِي السَّيِّدُ أَحْمَدُ الشَّرِيفُ أَنَّ عَمَّهُ الْمَهْدِيَّ كَانَ عِنْدَهُ خَمْسُونَ  
 بُنْدَقِيَّةً خَاصَّةً بِهِ، وَكَانَ يَتَعَاهَدُهَا بِالْمَسْحِ وَالتَّطْيِيفِ بِيَدِهِ لَا يَرْضَى أَنْ يَمْسَحَهَا  
 لَهُ أَحَدٌ مِنْ أَتَابِعِهِ الْمَعْدُودِينَ بِالْمِثْنَاتِ قَصْدًا وَعَمْدًا لِيَقْتَدِيَ بِهِ النَّاسُ وَيَحْتَفِلُوا  
 بِأَمْرِ الْجِهَادِ، وَغَدَّتْهُ وَغَتَّاهُ، وَكَانَ نَهَارَ الْجُمُعَةِ يَوْمًا خَاصًّا بِالثَّمَرِيَّاتِ  
 الْحَرْبِيَّةِ، مِنْ طَرَادٍ وَرِمَايَةٍ، وَمَا أَشْبَهَ ذَلِكَ، فَكَانَ يَجْلِسُ السَّيِّدُ فِي مَرْقَبٍ عَالٍ  
 وَالْفُرْسَانُ تَنْقَسِمُ صَفَيْنِ، وَيُبْدَأُ الطَّرَادُ، فَلَا يَنْتَهِي إِلَّا فِي آخِرِ النَّهَارِ، وَأَخْيَانًا  
 يَضَعُونَ هَدَفًا، وَيَأْخُذُونَ بِالرِّمَايَةِ حَتَّى كُنْتُ تَرَى طَلَبَةَ الْعِلْمِ وَالْمُرِيدِينَ  
 أَكْثَرَهُمْ فُرْسَانًا وَرِمَاةً، لِكثَرَةِ مَا كَانَ يَأْخُذُهُمْ بِهَذَا الْمَرَانِ، وَكَانَ يُجِيزُ  
 الَّذِينَ يَسْبِقُونَ فِي الطَّرَادِ وَيَقْرُطُونَ فِي الرَّمْيِ بِجَوَائِزِ ذَاتِ قِيَمَةٍ تَرْغِيئًا  
 لَهُمْ فِي فَصَائِلِ الْحَرْبِ كَمَا أَنَّهُ كَانَ يَوْمَ الْحَمِيسِ مِنْ كُلِّ أُسْبُوعٍ مُخَصَّصًا  
 عِنْدَهُمْ لِلشَّغْلِ بِالْأَيْدِي فَيَتَرَكُونَ فِي ذَلِكَ الْيَوْمِ الدُّرُوسَ كُلَّهَا، وَيَشْتَغِلُونَ  
 بِأَنْوَاعِ الْمِهْنِ مِنْ بِنَاءٍ، وَنَجَارَةٍ وَجِدَادَةٍ، وَنَسَاجَةٍ، وَصَحَافَةٍ وَغَيْرِ ذَلِكَ



لَا تَجِدُ مِنْهُمْ ذَلِكَ الْيَوْمَ إِلَّا عَامِلًا بِيَدِهِ، وَالسَّيِّدَ الْمَهْدِيُّ نَفْسُهُ  
يَعْمَلُ بِيَدِهِ لَا يَفْتَرُ حَتَّى يَنْبَهَ فِيهِمْ رُوحَ النَّشَاطِ لِلْعَمَلِ، وَكَانَ السَّيِّدَ الْمَهْدِيُّ  
وَأَبُوهُ مِنْ قَبْلِهِ يَهْتَمَّانِ جِدًّا لِإِهْتِمَامِ بِالزَّرَاعَةِ وَالْفَرْسِ تَسْتَدِلُّ عَلَى ذَلِكَ مِنْ  
الزَّوَايَا الَّتِي شَادُوها، وَالْجَنَانِ الَّتِي نَسْفُوها بِجَوَارِها، فَلَا تَجِدُ زَاوِيَةً إِلَّا لَهَا  
بُسْتَانٌ أَوْ بَسَاتِينٌ، وَكَانُوا يَسْتَجْلِبُونَ أَصْنَافَ الْأَشْجَارِ الْغَرِيبَةِ إِلَى بِلَادِهِمْ  
مِنْ أَقْصَى الْبُلْدَانِ، وَقَدْ أَذْخَلُوا فِي الْكُفْرَةِ وَجَعُوبَ زَرَاعَاتٍ وَأَغْرَاسًا لَمْ  
يَكُنْ لِأَحَدٍ هُنَاكَ عَهْدٌ بِهَا، وَكَانَ بَعْضُ الطُّلَبَةِ يَلْتَمِسُونَ مِنَ السَّيِّدِ مُحَمَّدٍ  
السَّنُوسِيِّ أَنْ يَعْلَمَهُمُ الْكَيْمِيَاءَ فَيَقُولُ لَهُمْ: (الْكَيْمِيَاءُ تَحْتَ سِكَّةِ الْمَخْرَاطِ)  
وَأَحْيَانًا يَقُولُ لَهُمْ: الْكَيْمِيَاءُ هِيَ كُدُّ الْيَمِينِ وَعَرَقُ الْجَبِينِ ) وَكَانَ يُشَوِّقُ  
الطُّلَبَةَ وَالْمُرِيدِينَ إِلَى الْقِيَامِ عَلَى الْحَرْفِ وَالصَّنَاعَاتِ، وَيَقُولُ لَهُمْ جُمْلًا  
تُطِيبُ خَوَاطِرَهُمْ، وَتُرِيدُ رَغَبَتَهُمْ فِي حِرَفِهِمْ، حَتَّى لَا يَزْدَرُوا بِهَا أَوْ يَظُنُّوا أَنَّ  
طَبَقَتَهُمْ هِيَ أَدْنَى مِنْ طَبَقَةِ الْعُلَمَاءِ، فَكَانَ يَقُولُ لَهُمْ: (يَكْفِيكُمْ مِنَ الدِّينِ  
حُسْنُ النِّيَّةِ وَالْقِيَامُ بِالْفَرَائِضِ الشَّرْعِيَّةِ، وَلَيْسَ غَيْرُكُمْ بِأَفْضَلَ مِنْكُمْ) وَ  
أَحْيَانًا يُدْمِجُ نَفْسَهُ بَيْنَ أَهْلِ الْحَرْفِ، وَيَقُولُ لَهُمْ وَهُوَ يَشْتَغِلُ مَعَهُمْ: (يَظُنُّ  
أَهْلُ الْأُورِيقَاتِ وَالسُّبُحَاتِ أَنَّهُمْ يَسْبِقُونَنَا عِنْدَ اللَّهِ لَا وَاللَّهِ مَا يَسْبِقُونَنَا)  
يُرِيدُ بِأَهْلِ الْأُورِيقَاتِ الْعُلَمَاءَ وَبِأَهْلِ السُّبُحَاتِ الْعَابِدِينَ وَالْقَانِتِينَ فَكَانَهُ  
يُرِيدُ أَنْ يَقُولَ لِلْمُحَرِّفِينَ وَالصَّنَّاعِ لَا تَظُنُّوا أَنَّكُمْ دُونَ الْعُلَمَاءِ وَالزَّهَادِ مَقَامًا،  
بِمُحَرِّدِ كَوْنِكُمْ صُنَّاعًا وَعَمَلَةً، وَكَوْنِهِمْ هُمْ عُلَمَاءُ وَقُرَّاءَ، هَذَا لِيَزِيدَهُمْ  
رَغْبَةً وَشَوْقًا، وَيَعْلَمُ النَّاسَ حُرْمَةَ الصَّنَاعَةِ الَّتِي لَا مَدَنِيَّةَ إِلَّا بِهَا.

آج بھی آپ ان میں سے ہر ایک کو اپنے ہاتھ سے کام کرتا دیکھیں گے سید مہدی  
صاحب خود بھی اپنے ہاتھ سے کام کرتے ہیں اور انہیں اس وقت تک پیچھے نہیں ہٹتے جب تک  
کہ کام میں مشغول رہنے کیلئے ان میں ہوشیاری و چستی کی روح نہ پھونک دیں۔ سید مہدی  
صاحب اور ان کے والد صاحب اس سے پہلے بھی کھیتی باڑی اور درخت لگانے کا حد سے زیادہ  
اہتمام کیا کرتے تھے، جس پر وہ اونچی عمارات دلالت کرتی ہیں جن کو انہوں نے بنایا ہے اور  
وہ باغات دلالت کرتے ہیں جنکی ہم ان عمارات کے قرب و جوار میں آپاشی کرتے ہیں، آپکو  
کوئی کونا نہیں ملے گا مگر یہ کہ اس میں ایک باغ یا کئی باغات ہوں گے۔ وہ بہت دور دراز کے

ممالک سے عجیب و غریب اقسام کے درخت اپنے علاقے کی طرف درآمد (امپورٹ) کرتے تھے اور یقیناً انہوں نے کفرہ اور بخوب میں ایسے بیج اور پودے درآمد کئے جنکی وہاں کسی کو پہچان بھی نہیں تھی۔ بعض طلبہ کرام نے سید محمد سنوسی سے درخواست کی کہ وہ ان کو کیمیا کی تعلیم دیں، وہ ان سے کہنے لگے علم کیمیا اہل میں لگے ہوئے لوہے کے نیچے ہے اور کبھی کبھار ان سے کہتے علم کیمیا ہاتھ کی جفاکشی، سخت محنت اور پیشانی کا پسینہ ہے، طلباء اور مریدین کو حرفت و صنعت اپنانے کی طرف بہت شوق دلاتے تھے، ان کو ایسے ایسے فقرے کہہ ڈالتے جو انکے دلوں کو خوش کریں اور ان کے پیشوں، کسبوں میں ان کی لگن اور شوق کو بڑھائیں، تاکہ وہ ان میں شرم محسوس نہ کریں یا یہ گمان نہ کریں کہ ان کا یہ طبقہ علماء کے طبقے سے پست ہے، اس وجہ سے ان سے کہتے کہ دین میں سے آپ کیلئے حسن نیت اور فرائض شرعیہ کو قائم کرنا کافی ہے اور تمہارے علاوہ دوسرے لوگ تم سے افضل نہیں ہیں۔ بعض اوقات اپنے آپ کو بھی پیشہ ور لوگوں میں داخل فرماتے اور ان کے ہاتھ مشغولیت کی حالت میں ان سے کہتے کہ ”علماء و عابدین یہ گمان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ ہم سے سبقت لے جائیں گے اللہ کی قسم وہ ہم سے سبقت نہیں لے جائیں گے“ اہل اور یقات سے انکی مراد علماء اور اہل سیمحات سے عابدین اور قانتین ہیں گویا کہ وہ یہ چاہتے تھے کہ حرفت و صنعت والوں سے یہ کہیں کہ تم یہ گمان نہ کرو کہ صرف تمہارے صنعتی اور مزدور ہونے کی وجہ سے تمہارا مرتبہ علماء و زہاد سے کمتر ہوگا اور ان کا علماء اور قراء ہونے کی وجہ سے مقام زیادہ ہوگا۔ یہ صرف اس لئے فرماتے تاکہ ان کی رغبت اور شوق میں زیادتی آجائے اور لوگوں کو ان صنعتوں کی عزت و حرمت جن کے ساتھ شہریت قائم ہوتی سکھاتے تھے۔

شادوھا: شید (ض) شیدا (تفعیل) تشید بلند کرنا، گچ کرنا (إفعال) إشادۃ

بلند کرنا، مشہور کرنا۔ یستجلبون: جلب (استفعال) استجلبا کسی چیز کو حاصل کرنا (ن، ض) جلبا ہا تک کر لانا (إفعال) إجلبا جمع کرنا، دھمکانا (س) جلبا اکٹھا ہونا (ن) جلبا گناہ کرنا۔ سکۃ: بل کا چھار، سیدھا راستہ، درختوں کی قطار، سکہ ڈھالنے کا سانچہ، پیغام رساں کا گھر [جمع] سکک۔ المحراث: بل، کریشی [جمع] محارث۔ حرث (ن، ض) خرما بل چلانا، جمع کرنا (انفعال) احراثا کھیتی کرنا۔ یدمج: دمج (تفعیل) تدمج داخل کرنا، گاڑنا (ن) دمجاً مضبوط کرنا (مفاعله) دمجاً موافقت کرنا (إفعال) إدماجاً لینا۔

هَذِهِ الْفِرْقَةُ عَمَلِيَّةٌ لَا تَعْتَمِدُ عَلَى مُجَرَّدِ التَّلَاوَةِ وَالذِّكْرِ دُونَ الْعَمَلِ



وَالسَّيْر، فَهِيَ تَجْمَعُ بَيْنَ الْعَمَلِ الشَّرْعِيِّ بِحَدِّافِيرِهِ، وَالتَّجَرُّدِ الصُّوفِيِّ إِلَى أَقْصَى دَرَجَاتِهِ، وَتَنْظِمُ بَيْنَ الظَّاهِرِ وَالْبَاطِنِ، نَظْمًا لَمْ يُوَفَّقْ إِلَيْهِ غَيْرُهَا، وَيُظْهِرُ أَنَّ مُؤَسَّسِي هَذِهِ الطَّرِيقَةِ السَّيِّدَ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ بْنِ السُّنُوسِيِّ، وَوَلَدَيْهِ السَّيِّدَ الْمُهْدِيَّ، وَالسَّيِّدَ الشَّرِيفَ، وَكِبَارَ أَغْوَانِهِمْ مِثْلَ سَيِّدِي أَحْمَدَ الرَّيْفِيِّ، وَسَيِّدِي عِمْرَانَ بْنِ بَرَكَتَه، وَسَيِّدِي أَحْمَدَ التَّوَاتِي، وَسَيِّدِي عَبْدِ الرَّحِيمِ بْنِ أَحْمَدَ، وَسَيِّدِي عَبْدِ اللَّهِ السَّنِّي، وَسَيِّدِي أَبِي الْقَاسِمِ الْغِيَسَاوِيِّ، وَغَيْرِهِمْ كَانُوا عَلَى اخْتِلَافٍ عَظِيمَةٍ وَمَذَارِكٍ سَامِيَةٍ، تَذُلُّ عَلَيْهَا أَقْوَالُهُمْ وَأَفْعَالُهُمْ.

یہ جماعت ایک عملی جماعت ہے جو عمل و کوشش کو چھوڑ کر صرف تلاوت و ذکر و اذکار پر اعتماد نہیں کرتی۔ عمل شرعی کو جنگجیوں اور محض صوفیاء کے درمیان اس کے تمام اسرار و رموز اور انتہائی کمال درجے کے ساتھ جمع کرتی ہے۔ ظاہر و باطن کو اس طرح پروتی ہے کہ کسی دوسری جماعت کو اس طرح توفیق نہیں ہوئی (۱) ظاہر ہوتا ہے کہ اس طریقے کو ایجاد کر نیوالے محمد بن علی بن السنوسی، ان کے دونوں بیٹے السید المہدی، السید الشریف اور ان کے بڑے مددگار ساتھی مثلاً سیدی احمد الریفی، سیدی عمران بن برکتہ، سیدی احمد التواتی، سیدی عبدالرحیم ابن احمد، سیدی عبداللہ السنی، اور سیدی ابوالقاسم غیساوی وغیرہ ہیں، یہ سارے حضرات بڑے بااخلاق اور قابل فخر حواس والے تھے، اور اس پرانے اقوال اور افعال دلالت کرتے ہیں۔

بحدافیرہ :- [مفرد] الحذف، الحذف فوراً مادہ جنگ لوگ، جماعت کثیر۔

حَدَّثَنِي سَيِّدِي أَحْمَدُ الشَّرِيفُ أَنَّ عَمَّهُ الْأُسْتَاذَ الْمُهْدِيَّ كَانَ يَقُولُ لَهُ: (لَا تَحْقِرَنَّ أَحَدًا، لَا مُسْلِمًا وَلَا نَصْرَانِيًّا وَلَا يَهُودِيًّا وَلَا كَافِرًا، لَعَلَّهُ يَكُونُ فِي نَفْسِهِ عِنْدَ اللَّهِ أَفْضَلُ مِنْكَ، إِذْ أَنْتَ لَا تَدْرِي مَاذَا تَكُونُ خَاتِمَتُهُ) وَبِمِثْلِ هَذِهِ الْأَذَابِ كَانُوا يَأْخُذُونَ أَوْلَادَهُمْ وَمُرِيدِيهِمْ، فَكَانَ مِنْ هَؤُلَاءِ أَقْطَابَ وَأَبْطَالٍ، يَتَحَمَّلُ التَّارِيخُ بِذِكْرِهِمْ، وَوَسَاطَةُ عَقْدِهِمُ الْيَوْمَ هُوَ السَّيِّدُ أَحْمَدُ الشَّرِيفُ الَّذِي نَحْنُ فِي تَرْجَمَتِهِ. وَقَدْ ذَرَفَ السَّيِّدُ الْمُشَارُ إِلَيْهِ عَلَى الْخَمْسِينَ وَلَكِنَّ هَيْئَتَهُ لَا تَذُلُّ عَلَى وَضُوْلِهِ إِلَى هَذِهِ السَّنَةِ، لِنُدُورَةِ الشَّيْبِ

(۱) یہ مصنف کا اپنا خیال ہے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ اس طرح کا عظیم و مربوط نظام سرزمین ہند پر سید احمد بن عرفان المعروف سید احمد شہید بنا کر چلائے تھے اور اس نظام کو ایک اسلامی نظام کہا جاتا ہے یہ وہی سید احمد شہید ہیں جو طریقت و جہاد دونوں میں امام تھے اس لئے یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ اس جیسا نظام پہلے کسی نے نہیں بنایا، پھر اسکے ساتھ ساتھ ریش حکومت بھی تھے آپ کے دست و بازو شاہ اسماعیل شہید تھے۔ مزید تفصیل کے لئے حضرت مولف کی کتاب "سیرت سید احمد شہید" کا مطالعہ کیا جائے۔

فِي شَعْرِهِ، وَهُوَ رَائِعُ الْمَنْظَرِ، بِهِئُ الطَّلَعَةِ، عَيْلُ الْجِسْمِ، قَوِيُّ الْبُنْيَةِ، لَا يُمْكِنُ أَنْ يَرَاهُ أَحَدٌ بَدُونِ أَنْ يُجِلَّهُ وَيَحْتَرِمَهُ.

سید احمد شریف نے مجھے یہ بات بتلائی کہ ان کے چچا استاذ مہدی نے ان سے فرمایا: تم ہرگز کسی کی تحقیر نہ کرو، کسی مسلمان کی اور نہ ہی کسی نصرانی کی، کسی یہودی کی اور نہ ہی کسی کافر کی شاید کہ وہ اپنی ذات کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک تجھ سے زیادہ فضیلت والا ہو، اس لئے جب تو نہیں جانتا کہ اس کا خاتمہ (انجام) کیسا ہوگا“ (تو پھر تحقیر کیوں؟) ان جیسے آداب وہ اپنی اولاد اور مریدوں کو سکھلاتے تھے (جس کی وجہ سے) ان لوگوں میں سے بعض قطب اور بعض ابطال ہو گئے۔ تاریخ ان حضرات کے ذکر سے مزین ہو گئی۔ آج بھی ان سے بھی سب سے فضیلت والے سید احمد شریف ہیں، جن کے حالات ہم لکھ رہے ہیں۔ سید موصوف کی عمر یقیناً پچاس سال سے بڑھ چکی ہے لیکن ان کی ظاہری ہیئت سے یہ معلوم نہیں ہوتا ہے کیونکہ ان کے بالوں میں بڑھاپا بہت کم ہے (گنے چنے بال ہی سفید ہیں) وہ خوش منظر، خوش طبع، بڑی جسامت والے اور مضبوط فطرت والے ہیں، یہ ممکن نہیں ہے کہ کوئی ایک انکو بڑا اور احترام کے لائق نہ سمجھتے ہوئے دیکھے (بلکہ یہ سمجھتے ہوئے دیکھتا ہے)

**واسطۃ:** [مذکر] الواسطہ ہار کے بیچ کا عمدہ جوہر۔ **عقد:** ہار [جمع] عُقود، اب جملہ [واسطۃ عقد ہم] کا مطلب یہ ہوگا کہ ان تمام اولاد و مریدوں کا جو حلقہ (ہار) ہے ان کا درمیان خود سید صاحب تھے یعنی ان میں وہ صفات اکمل درجہ کی تھیں۔ **ذرف:** ذرف (تفعل) تذریفاً زائد ہونا، قریب الہرگ کرنا، خبردار کرنا (ض) دَرَفَا، دَرِيفَا بہنا، بہانا، دَرَفَانَا ست چال چلنا۔ **عیل:** [جمع] عِبَالٌ۔ عیال (س) عِبَالٌ (ک) عِبَالٌ مونا ہونا (إفعال) إعبالاً مونا ہونا، سفید ہونا۔ **البنیۃ:** فطرت، شکل، ڈھانچہ، کمایقال [فلان صحیح البنیۃ] فلاں صحیح الفطرت ہے۔

## الدِّينُ الصَّنَاعِيُّ

(للدكتور احمد امين)

هَلْ تَعْرِفُ الْفَرْقَ بَيْنَ الْحَرِيرِ الطَّبِيعِيِّ وَالْحَرِيرِ الصَّنَاعِيِّ؟ وَهَلْ تَعْرِفُ الْفَرْقَ بَيْنَ الْأَسَدِ وَصُورَةِ الْأَسَدِ؟ وَهَلْ تَعْرِفُ الْفَرْقَ بَيْنَ الدُّنْيَا فِي الْخَارِجِ وَالْدُّنْيَا عَلَى الْخَرِيطَةِ؟ وَهَلْ تَعْرِفُ الْفَرْقَ بَيْنَ عَمَلِكَ فِي الْيَقْظَةِ وَعَمَلِكَ فِي الْمَنَامِ؟ وَهَلْ تَعْرِفُ الْفَرْقَ بَيْنَ إِنْسَانٍ يَسْعَى فِي الْحَيَاةِ، وَبَيْنَ إِنْسَانٍ مِنْ جَبْصٍ وَضِعَ فِي مَتَجَرٍّ لِيُتَعَرَّضَ عَلَيْهِ الْمَلَأِسُ؟ وَهَلْ تَعْرِفُ الْفَرْقَ بَيْنَ النَّائِحَةِ الثَّكْلَى وَلِثَائِحَةِ الْمُسْتَأْجِرَةِ، وَبَيْنَ التَّكْحُلِ فِي الْعَيْنَيْنِ وَالْكُحْلِ؟ وَهَلْ تَعْرِفُ الْفَرْقَ بَيْنَ السَّيْفِ يُمَسِّكُهُ الْجُنْدِيُّ الْمُحَارِبُ وَبَيْنَ السَّيْفِ الْخَشَبِيِّ يُمَسِّكُهُ الْخَطِيبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ؟ وَهَلْ تَعْرِفُ الْفَرْقَ بَيْنَ النَّاسِ فِي الْحَيَاةِ وَالنَّاسِ عَلَى الشَّاشَةِ الْبَيْضَاءِ؟ وَهَلْ تَعْرِفُ الْفَرْقَ بَيْنَ الصَّوْتِ وَالصَّدى؟ إِنْ عَرَفْتَ ذَلِكَ فَهُوَ بَعِينُهُ الْفَرْقُ بَيْنَ الدِّينِ الْحَقِّ وَالدِّينِ الصَّنَاعِيِّ.

مصنوعی دین

کیا آپ کو قدرتی ریشم اور مصنوعی ریشم کے درمیان فرق معلوم ہے؟ کیا آپ جانتے ہیں کہ شیر اور شیر کی تصویر کے درمیان کیا فرق ہے؟ کیا آپ کو حقیقی دنیا اور نقشے پر بنی دنیا کے خاکے کے درمیان فرق معلوم ہے؟ کیا آپ کو اپنی بیداری کی حالت میں کام کرنے اور سونے کی حالت میں کام کرنے کے درمیان فرق معلوم ہے؟ کیا آپ کو اس انسان کے درمیان جو دنیا کے کام کاج میں محنت و کوشش کرتا ہے اور اس گارے مٹی کے بنے انسان کے درمیان جو جس کو کسی تجارت خانہ میں رکھا گیا ہوتا کہ اس پر کپڑوں کی نمائش کی جائے، فرق معلوم ہے؟

(۱) ڈاکٹر احمد امین ۱۸۸۶ء میں قاہرہ میں پیدا ہوئے اور جامعہ لاہ زہر اور اس شریعہ مدرسہ میں تعلیم حاصل کی جس میں وکالت شریعہ کا کورس کرایا جاتا تھا، چنانچہ وہاں سے قاضی بن کر نکلے۔ انگریزی زبان بھی سمجھتے تھے۔ اپنے علمی مقالات اور ادبی بحثوں کی وجہ سے مشہور ہو گئے ۱۹۲۶ء میں الجامعہ المصریہ کے شعبہ کلیۃ الادب (ڈپارٹمنٹ آف لٹریچر) میں استاد کے طور پر تعینات ہوئے اور جلد ہی اس کالج کے چیئرمین منتخب ہو گئے۔ ۱۹۳۸ء میں پہلے انعام کے ساتھ ڈاکٹری کا لقب پایا اور جامعہ عربیہ میں ثقافتی ادارے (ڈپارٹمنٹ آف آرٹ اینڈ کلچر) کے مدیر (چیئرمین) منتخب ہوئے اور تیس سال تک نشر و اشاعت اور تالیف و ترجمہ کی کمپنی کے نگران رہے اور بہت ساری کتابوں کی طباعت کا شرف حاصل کیا۔ وفات ۱۹۵۳ء میں ہوئی، انکی تالیفات میں جو سب سے زیادہ مشہور ہوئیں اور بہت زیادہ پھیلیں ”فجر الاسلام“ ”مضحی الاسلام“ کے سلسلے میں اور یہ انکے ذاتی سلسلے ہیں۔ سات جلدوں میں انکے مقالات کا مجموعہ ”فیض الخاطر“ ہے استاد احمد امین مصری اس زمانے کے بڑے مؤلفین اور انشاء نگاروں میں سے ہیں انکے انشاء پر بھی روانگی اور عدم تکلف غالب ہوتا ہے اور مباحث علمیہ میں بھی متانت والا طریقہ اختیار کرتے ہیں اور چند مسائل میں انکی اپنی آراء ہیں جو کہ شاذ اور علماء کے خلاف ہیں جنکی وجہ سے علماء کو ان سے اختلاف ہے۔

کیا آپ کو اپنے بچے کی گمشدگی پر اور اجرت پر نوہ کر نیوالی عورت کے درمیان فرق معلوم ہے؟ کیا آپ کو سرمہ ڈلی آنکھوں اور سرمی آنکھوں کے درمیان فرق معلوم ہے؟ کیا آپ کو ایک ایسی تلوار جسے جنگجو فوجی تھامتا ہے اور لکڑی کی وہ تلوار جسے خطیب جمعہ کے دن تھامتا ہے کے درمیان فرق معلوم ہے؟ کیا آپ کو زندہ لوگوں اور سفید اسکرین پر موجود لوگوں کے درمیان فرق معلوم ہے؟ کیا آپ کو آواز اور صدائے بازگشت کے درمیان فرق معلوم ہے؟ اگر آپ نے یہ فرق پہچان لیا تو پھر سمجھ لیجئے کہ دین حق اور بناوٹی دین کے درمیان بعینہ یہی فرق ہے۔

الخريطة: ملک کا نقشہ، تھیلا۔ خرط (ن، ض) خرطاً تھیلا میں جمع کرنا، ہاتھ مار کر جھاڑنا۔ متجر: تاجر (افتعال) اتجارا (ن) تجرا، تجارة (مفاعلة) متاجرة سوداگری کرنا۔ الشاشة: پردہ سیمیں۔ الصدى: آواز بازگشت، گونج، دماغ، سخت پیاس۔ صدی (س) صدی سخت پیاسا ہونا، لمبا ہونا (إفعال) إصداء گونجنا۔

يَكْفُذُ الْبَاسِحُونَ أَذْهَانَهُمْ، وَيَجْهَدُ الْمُؤَرِّخُونَ أَنْفُسَهُمْ فِي تَقْلِيْبِ صُحُفِهِمْ وَوَنَاءِ نِقْمِهِمْ عَنْ تَعْرِفِ السَّبَبِ فِي أَنَّ الْمُسْلِمِينَ أَوَّلُ أَمْرِهِمْ أَتَوَّابُ الْعَجَائِبِ، فَغَزَوْا وَفَتَحُوا وَسَادُوا، وَالْمُسْلِمِينَ فِي آخِرِ أَمْرِهِمْ أَتَوَّابُ الْعَجَائِبِ أَيْضًا فَصَغُفُوا وَذَلُّوا وَاسْتَكَانُوا، وَالْقُرْآنُ هُوَ الْقُرْآنُ، وَتَعَالَيْمُ الْإِسْلَامِ هِيَ تَعَالِيمُ الْإِسْلَامِ، وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ هِيَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَكُلُّ شَيْءٍ هُوَ كُلُّ شَيْءٍ، وَ يَذْهَبُونَ فِي تَعْلِيلِ ذَلِكَ مَذَاهِبَ شَتَّى، وَيَسْلُكُونَ مَسَالِكَ مُتَعَدِّدَةً، وَلَا أَرَى لِذَلِكَ إِلَّا سَبَبًا وَاحِدًا وَهُوَ الْفَرْقُ بَيْنَ الدِّينِ الْحَقِّ وَالِدِّينِ الصَّنَاعِيِّ.

بحث و جستجو کرنے والوں نے اپنے اذہان کو تھکا دیا، مؤرخین نے اپنے آپ کو اپنے صحیفوں اور دستاویزوں کے صفحات پلٹنے میں مشقت میں ڈال دیا اس کا سبب جاننے کیلئے کہ مسلمان اپنے دور اول میں عجائبات لاتے رہے (شروع میں مسلمانوں نے) جنگیں لڑیں (اس کے نتیجے میں بہت سے ملکوں کو) فتح کیا اور حکمرانی کی۔ مسلمان اپنے آخری دور میں بھی عجائبات لاتے رہے (اس دور میں) وہ کمزور، ذلیل و خوار اور عاجز ہو گئے جبکہ قرآن وہی قرآن ہے، اسلام کی تعلیمات بھی وہی تعلیمات ہیں، کلمہ لا الہ الا اللہ بھی وہی کلمہ ہے اور ہر چیز وہی ہے۔ (لیکن پھر بھی دور اول و دور آخر میں اتنا تفاوت!!) اس کی توجیہ بیان کرنے میں مختلف اقوال کی طرف چلے گئے اور بہت سے طرق پر چلنے لگے لیکن میں اس کا صرف ایک ہی سبب سمجھتا ہوں اور وہ ہے ”دین حق اور مصنوعی دین کے مابین فرق“

**یکد:** کد (ن) کد اٹھکانا، کام میں محنت کرنا، کھیلانا (تفصیل) تکدید سختی سے ہٹانا (فعال) اِکداؤ (افتعال) اکد اؤ اکبوسی کرنا، بخل کرنا۔ **صحفہم:** [مفرد] الصّحیفۃ لکھا ہوا کاغذ، ورق، کھال، دیگر جمع صحائف بھی آتی ہے (تفعلیل) تصحیفاً (تفعّل) تصحّفاً [الکلمۃ] پڑھنے میں غلطی کرنا (إفعال) اصحافاً صحیفوں کو جمع کرنا۔ **وثائقہم:** [مفرد] الوثیقۃ قابل اعتماد کام کی مضبوطی۔ **سادوا:** سود (ن) سیادۃ، سؤذ اسرار ہونا، بزرگ ہونا۔ **استکانوا:** کون (استفعال) استکانۃ عاجزی ظاہر کرنا، فروتنی کرنا۔

الَّذِينَ الصَّنَاعِيُّ حَرَكَاتٍ وَسَكَنَاتٍ وَالْفَاظُ، وَلَا شَيْءٍ وَرَاءَ ذَلِكَ،  
وَالَّذِينَ الْحَقُّ دِينُ رُوحٍ وَقَلْبٍ وَحَرَارَةٍ. الصَّلَاةُ فِي الدِّينِ الصَّنَاعِيُّ الْعَابِ  
رِيَاضِيَّةً، وَالْحُجُّ حَرَكَةٌ آيَةٌ وَرَحَلَةٌ بَدَنِيَّةٌ، وَالْمَظَاهِرُ الدِّيْنِيَّةُ أَعْمَالٌ مَسْرُوحِيَّةٌ  
أَوْ أَشْكَالٌ يَهْلُوَانِيَّةٌ. (وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ) فِي الدِّينِ الصَّنَاعِيُّ قَوْلٌ جَمِيلٌ لَا مَذْلُولَ  
لَهُ، أَمَّا فِي الدِّينِ الْحَقِّ فَهِيَ كُلُّ شَيْءٍ، هِيَ ثَوْرَةٌ عَلَى عِبَادَةِ الْمَالِ، وَثَوْرَةٌ عَلَى  
عِبَادَةِ السُّلْطَانِ، وَثَوْرَةٌ عَلَى عِبَادَةِ الْجَاهِ، وَثَوْرَةٌ عَلَى عِبَادَةِ الشَّهَوَاتِ، وَثَوْرَةٌ  
عَلَى كُلِّ مَعْبُودٍ غَيْرِ اللَّهِ. (لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ) فِي الدِّينِ الصَّنَاعِيُّ تَتَفَقُّ مَعَ إِخْوَانِ  
الرُّؤُسِ وَالْخُصُوعِ لَشَهْوَةِ الْبَدَنِ، وَتَتَفَقُّ مَعَ الذَّلَّةِ وَالْمَسْكِينَةِ، (وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ)  
فِي الدِّينِ الْحَقِّ لَا تَتَفَقُّ إِلَّا مَعَ الْحَقِّ (لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ) فِي الدِّينِ الصَّنَاعِيُّ تَذْهَبُ  
مَعَ الرِّيحِ وَفِي الدِّينِ الْحَقِّ تَزْلُزِلُ الْجِبَالَ. الدِّينُ الصَّنَاعِيُّ صَنَاعَةٌ كَصَنَاعَةِ  
التَّجَارَةِ وَالْحَيَاكَةِ، يَمْتَهَرُ فِيهَا الْمَاهِرُ بِالْحَدَقِ وَالْمِرْمَانِ، أَمَّا الدِّينُ الْحَقُّ  
فَرُوحٌ وَقَلْبٌ وَعَقِيدَةٌ، لَيْسَ عَمَلًا وَلَكِنْ يَبْعَثُ عَلَى كُلِّ عَمَلٍ جَلِيلٍ وَكُلِّ  
عَمَلٍ نَبِيلٍ.

مصنوعی دین حرکات، سکانات اور صرف الفاظ ہیں ان کے علاوہ کچھ نہیں جبکہ دین حق روح، قلب اور حرارت ایمانی کا دین ہے۔ مصنوعی دین میں نماز محض ورزشی کھیل ہے اور حج دہنے کی چکی والی حرکت اور بدنی سفر ہے۔ دینی مظاہر چہ راہ گاہ والے اعمال یا پہلوانی شکلیں ہیں (یعنی کھانا اور جسم بڑھانا مقصد ہے)۔ لا الہ الا اللہ مصنوعی دین میں ایک ایسا اچھا قول ہے جس کا کوئی مدلول نہیں جبکہ دین حق میں یہی کلمہ ہی سب کچھ ہے۔ یہی مال کی عبادت، بادشاہ کی عبادت، جاہ مرتبہ کی عبادت، شہوات کی عبادت اور اللہ کے سوا ہر معبود کی عبادت کے خلاف بغاوت ہے۔ ”لا الہ الا اللہ“ مصنوعی دین میں بدن کی شہوت کی خاطر سر جھکانے

اور ذلیل ہونے کے ساتھ اور ذلت و مسکنت کے ساتھ جمع ہو جاتا ہے جبکہ ”لا الہ الا اللہ“ دین حق میں صرف حق کے ساتھ ہی جمع ہوتا ہے۔ مصنوعی دین میں ”لا الہ الا اللہ“ ہوا کے ساتھ اڑ جاتا ہے جبکہ دین حق میں ”لا الہ الا اللہ“ پہاڑوں کو ڈگمگا دیتا ہے۔ مصنوعی دین تجارت و کپڑے بننے کی صنعت کی طرح ایک صنعت ہے جس میں ماہر شخص حذات و پختگی کی بدولت تجربہ کار ہوتا ہے جبکہ دین حق روح قلب اور عقیدہ (کانام) ہے یہ کوئی عمل نہیں ہے لیکن ہر بڑے اور عظیم عمل پر ابھارتا ہے۔

**العاب:** لعب (إفعال) إلعابا کھیل کرنا، لذت و تفریح کے لئے کوئی ایسا کام کرنا جس میں کوئی نفع مقصود نہ ہو، رال ٹپکانا (س، ف) لُعِبَ رال ٹپکانا (مفاعله) ملاعبۃ باہم کھیلنا، عورتوں کے ساتھ کھیل کود کرنا۔ **آلیۃ:** دنبہ کی چکی۔ **آلی** (س) **آلیا** دنبہ کی چکی کا بڑھ جانا [صفت] **آلی**، **آلیان**۔ **ثورۃ:** ثور (ن) **ثورا**، **ثورا** حملہ کرنا، جوش میں آنا۔ **إحشاء:** حنو (إفعال) **إحشاء** اُمائل ہونا (ن) **إحشاء** وژنا (ن) **إحشاء** اُمائل ہونا۔ **الحیاکۃ:** حوک (ن) **إحشاء** حیا کتہ بننا (إفعال) **إحشاء** کاٹنا، موثر ہونا۔ **یمھر:** مھر (ف، ن) **مھرا**، **مھور** احاذق ہونا (ف، ن) **مھرا** مھر دینا، مھر مقرر کرنا (إفعال) **إحشاء** مھر کے بدلہ میں کسی شخص سے نکاح کرنا (مفاعله) **مماھرۃ** ماہر ہونے میں مقابلہ کرنا۔ **الحذق:** حذق (ض، س) **إحذاء**، **إحذاء** ماہر ہونا (ض) **إحذاء** قات بہت کھنا ہونا۔ **إحذاء** کاٹنا (تفعیل) **إحذاء** قات ماہر بنانا (الفعال) **إحذاء** آقا کٹ جانا۔ **العوان:** مر (ن) **مروۃ**، **مروۃ** سخت ہونا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۴۱ پر ہے۔ **نبیل:** فضیلت والا، شرافت والا [جمع] **نبال**۔ **نبل** (ن) **نبلا** تیر مارنا، تیر دینا، نجابت و شرافت میں غالب ہونا (تفعیل) **نبلا** ذکی ہونا، نجیب و شریف ہونا۔

الَّذِينَ الْحَقُّ (اَكْسِيرُ) يَحُلُّ فِي الْمَيِّتِ فَيَحْيَا، وَفِي الضَّعِيفِ فَيَقْوَى، هُوَ حَجَرُ الْفَلَاكِسَةِ تَصْغُهُ عَلَى النُّحَاسِ وَالْفِضَّةِ وَالرَّصَاصِ فَتَكُونُ ذَهَبًا، هُوَ الْعَقِيدَةُ الَّتِي تَأْتِي بِالْمُعْجَزَاتِ فَيَقِفُ الْعِلْمُ وَالنَّارِخُ وَالْفَلَسَفَةُ أَمَامَهَا حَائِرَةً: بِمِ تَعْلَلُ، وَكَيْفَ تُشْرَحُ؟ هُوَ التَّرْيَاقُ الَّذِي تَتَعَاطَى مِنْهُ قَلِيلًا فَيَذْهَبُ بِكُلِّ سَمُومِ الْحَيَاةِ، هُوَ الْعُنْصُرُ الْكِيمِيَاوِي الَّذِي تَمْرُجُ بِهِ الشَّعَائِرُ الدِّينِيَّةُ فَتَطِيرُ بِكَ إِلَى اللَّهِ، وَتَمْرُجُ بِهِ الْأَعْمَالُ الدُّنْيَوِيَّةُ فَتَذَلُّ الْعُقَبَاتُ مَهْمَا صَعِبَتْ، وَتَصِلُ بِكَ إِلَى الْغَرَضِ مَهْمَا لَاقَتْ. هُوَ الَّذِي وَجَدَهُ كُلُّ مَنْ نَجَحَ، وَهُوَ الَّذِي فَقَدَهُ كُلُّ مَنْ خَابَ، هُوَ الْكَهْرُبَاءُ الَّذِي يَتَّصِلُ فَيَدْوِرُ الْعَجَلُ، وَيُسِيرُ الْعَمَلُ،

وَيَنْقُطُ فَلَا حَرَكَهَ وَلَا عَمَلَ، هُوَ الَّذِي يَحُلُّ فِي الْأَوْتَارِ فَتَوَقُّعٌ، وَكَانَتْ قَبْلُ  
جَبَالًا، وَفِي الصُّوْتِ فَيُغْنِي وَكَانَ قَبْلُ هَوَاءً.

دین حق ایسا 'اکسیر' ہے جو مردہ میں سرایت کر جائے تو وہ زندہ ہو جائے، کمزور میں سرایت کر جائے تو طاقتور ہو جائے۔ یہ (دین حق) فلاسفوں کا ایک ایسا پتھر ہے کہ وہ اس کو تانبہ، چاندی اور سیسہ پر رکھتے ہیں تو سونا ہو جاتا ہے، یہ (دین حق) ایسا عقیدہ ہے جو معجزات لیکر آتا ہے تو علم، تاریخ اور فلسفہ اس کے سامنے حیران ہو کر کھڑے ہو جاتے ہیں، کس چیز سے اس عقیدہ کی توجیہ بیان کی جائے؟ اور کس طرح اس کی تشریح کی جائے؟ یہ (دین حق) تو ایسا تریاق ہے آپ اس میں سے معمولی سا استعمال کریں تو زندگی کے تمام زہر کو لے جائے (ختم ہو جائیں) یہ (دین حق) ایسا کیمیائی عنصر ہے کہ آپ اس میں دینی شعائر کی آمیزش کر دیں تو یہ آپ کو اللہ رب العزت تک پہنچا دے اور اگر اس میں دنیاوی اعمال کی آمیزش کر دیں تو نتیجہ کتنا ہی کٹھن کیوں نہ ہو آسان ہو جائے گا اور آپ کو مقصود تک (جب بھی پہنچائے) پہنچا دیگا دین حق وہی ہے جس کو ہر کامیاب شخص نے حاصل کر لیا اور ہر ناکام شخص نے اس کو گم کر دیا۔ یہ (دین حق) ایسی بجلی ہے کہ جیسے ہی پہنچتی ہے پہیہ کو گھمانا شروع کر دیتی ہے، کام کو آسان بنا دیتی ہے اور جب یہ بجلی منقطع ہو جائے تو پہیہ میں کوئی حرکت ہوتی ہے اور نہ ہی عمل۔ یہی وہ بجلی ہے جو سارنگی میں سرایت کر جائے تو وہ سارنگی ساز اُگل دے حالانکہ اس سے پہلے وہ سارنگی محض دھاگوں پر مشتمل تھی اور جب آواز میں سرایت کر جائے تو وہ گانا شروع کر دے جبکہ اس سے پہلے اس آواز کی حیثیت محض ہوا کی سی تھی۔

اکسیر: وہ چیز جو چاندی وغیرہ کو سونا بنا دے۔ النحاس: تانبا، آگ، دھواں بغیر شعلہ کے۔ الرصاص: [مفرد] رصاصہ سیسہ، قلعی۔ رصص (تفعیل) ترصیصا سیسہ کی قلعی کرنا۔ الترباق: وہ دو اوجہ زہر ہو۔ تمنّج: مزج (ن) مزجاً، مزاجاً ملانا۔ الکھرباء: بجلی، ایک درخت کا گوند ہے کہ اس کو رگڑ دیا جائے تو تینکے وغیرہ کو کھینچ لیتا ہے، الکھرباء یہ بجلی کی قوت۔ کھرب (فعل) کھربۃ قوت کھربا یہ بھرتا۔ الأوتار: [مفرد] وترۃ کمان کی تانت [جمع] وتر [ن] اوتار۔ وتر (ض) وترۃ، وترۃ تانت لگانا، گھبرا دینا (إفعال) ایثارا کمان کے لئے تانت بنانا، کمان میں تانت لگانا (تفعّل) تو ترۃ اٹھے وغیرہ کا تانت کی مانند سخت ہونا۔

الَّذِينَ الْحَقُّ يَحْمِلُ صَاحِبَهُ عَلَى أَنْ يَحْيَا لَهُ وَيُحَارِبَ لَهُ، وَالَّذِينَ

الصَّنَاعِيُّ يَحْمِلُ صَاحِبَهُ عَلَى أَنْ يَحْيَاهُ، وَيُنَاجِرَهُ وَيَحْتَالَ بِهِ. وَالذِّينُ الْحَقُّ صَاحِبُهُ فَوْقَ كُلِّ سُلْطَةٍ وَفَوْقَ كُلِّ سِيَاسَةٍ. وَالذِّينُ الصَّنَاعِيُّ يَحْمِلُ صَاحِبَهُ عَلَى أَنْ يَلْوِي الذِّينَ لِيَخْدِمَ السُّلْطَاتِ وَيَخْدِمَ السِّيَاسَةَ. الذِّينُ الْحَقُّ قَلْبٌ وَقُوَّةٌ، وَالذِّينُ الصَّنَاعِيُّ نَحْوٌ وَصَرْفٌ وَإِعْرَابٌ وَكَلَامٌ وَتَأْوِيلٌ، الذِّينُ الْحَقُّ اِمْتِزَاجٌ بِالرُّوحِ وَالذَّمُّ وَغَضَبٌ لِلْحَقِّ وَنُفُورٌ مِنَ الظُّلْمِ وَمَوْتُ فِي تَحْقِيقِ الْعَدْلِ، وَالذِّينُ الصَّنَاعِيُّ عِمَامَةٌ كَبِيرَةٌ وَقَبَاءٌ يَلْمَعُ وَفَرْجِيَّةٌ وَاسِعَةٌ الْأَكْمَامِ.

دین حق اپنے صاحب کو اس پر برا بیخیز کرتا ہے کہ وہ اس کے لئے زندہ رہے اور

اسی کے لئے لڑتا رہے جبکہ مصنوعی دین اپنے صاحب کو اس پر آمادہ کرتا ہے کہ وہ اسی کے ساتھ زندہ رہے، اسی کے ذریعہ کماتا اور حیلہ بازی کرتا رہے۔ دین حق والاہر حکومت و سیاست پر فوقیت رکھتا ہے جبکہ مصنوعی دین اپنے صاحب کو اس پر برا بیخیز و آمادہ کرتا ہے کہ وہ حکومت و سیاست کی خدمت کی خاطر دین کو علم بنا۔ دین حق قلب اور قوت ہے جبکہ مصنوعی دین محض صرف و نحو، ترکیب، کلام اور تاویل ہے۔ دین حق روح اور خون کے امتزاج، حق کی خاطر غیض و غضب، ظلم سے باہر نکلنے اور عدل و مساوات کی تلاش میں مرثا ہے۔ جبکہ مصنوعی دین بڑے عمامے، چمکدار اور کشادہ آستین والی قبا ہے۔

**سلطۃ:** ملکیت، قدرت۔ سلط (س، ک) سلاطۃ، سلوطۃ زبان دراز ہونا (تفعیل) تسلیطاً قدرت دینا (تفعیل) تسلطاً کسی پر غالب ہونا۔ یلمع (ف) لمعاً، لمعاً چمکنا، پھڑ پھڑانا (إفعال) إلماعاً ایک لینا، لیجانا، اشارہ کرنا (تفعیل) تمعیلاً مختلف رنگوں کا بننا۔ فرجیۃ: یہ قبا کی ایک قسم ہے جسکی آستین لمبی ہوتی ہے۔

(الشَّهَادَةُ) فِي الذِّينِ الْحَقِّ هِيَ مَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: (إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَى مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنْ لَهُمُ الْجَنَّةُ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ). وَالشَّهَادَةُ فِي الذِّينِ الصَّنَاعِيِّ إِعْرَابٌ جُمْلَةٌ وَتَخْرِيجٌ مَتْنٍ وَتَفْسِيرٌ شَرْحٌ وَتَوْجِيهٌ حَاشِيَةٌ وَتَصْحِيحٌ قَوْلٌ مُؤَلَّفٌ وَالْإِغْتِرَاضُ عَلَيْهِ.

دین حق میں شہادت وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا کہ: ”اِنْ اللہ اشتری من المؤمنین انفسہم و اموالہم بان لہم الجنۃ یقاتلون فی سبیل اللہ فیقتلون و یقتلون“ ترجمہ: ”اللہ نے خرید لی مسلمانوں سے ان کی جان اور ان کے اموال اس قیمت پر کہ ان کے لئے جنت ہے، لڑتے ہیں اللہ کی راہ میں پھر مارتے ہیں اور



مرتے ہیں، اور مصنوعی دین میں ”شہادت“ کسی جملہ کی ترکیب، کسی تفسیر کی تشریح، کسی حاشیہ کی توجیہ اور کسی مرتب کے قول کی تصحیح اور اس پر ہونے والے اشکال کا نام ہے۔

الَّذِينَ الْحَقُّ تَحْسِينُ عِلَاقَةِ الْإِنْسَانِ بِاللَّهِ، وَتَحْسِينُ عِلَاقَةِ الْإِنْسَانِ بِالْإِنْسَانِ لِحَسَنِ عِلَاقَتِهِمْ جَمِيعًا بِاللَّهِ، وَالَّذِينَ الصَّنَاعِي تَحْسِينُ عِلَاقَةِ صَاحِبِهِ بِالْإِنْسَانِ لِإِسْتِدْرَارِ رِزْقٍ أَوْ كَسْبِ جَاهٍ أَوْ تَحْصِيلِ مَغْنَمٍ أَوْ دَفْعِ مَغْرَمٍ لَقَدْ صَدَقَ مَنْ قَالَ: (إِنَّ هَذَا الَّذِي لَا يَصْلُحُ آخِرُهُ إِلَّا بِمَا صَلَحَ بِهِ أَوَّلُهُ؟) وَهَلْ كَانَ أَوَّلُهُ إِلَّا دِينَ رُوحٍ وَهَلْ كَانَ آخِرُهُ إِلَّا دِينَ صِنَاعَةٍ؟ جِنَايَةُ أَهْلِ كُلِّ دِينٍ أَنْ يَتَعَدَّوْا، كُلَّمَا تَقَدَّمَ بِهِمُ الزَّمَانُ، عَنْ رُوحِهِ وَيَحْتَفِظُوا بِشُكْلِهِ، وَأَنْ يَقْلِبُوا الْأَوْضَاعَ، وَيَعْبَسُوا التَّقْدِيرَ، فَلَا يَكُونُ لِلرُّوحِ قِيَمَةٌ، وَيَكُونُ لِلشُّكْلِ كُلِّ الْقِيَمَةُ.

دین حق انسان کے اللہ رب العزت کیساتھ اور دوسرے انسان کے ساتھ بہترین تعلق کا نام ہے تاکہ تمام انسانوں کا اللہ رب العزت کیساتھ بہترین تعلق قائم ہو جبکہ مصنوعی دین ایک انسان کی زیادتی رزق یا جاہ و مرتبہ کمانے یا بہت سا مال حاصل کرنے یا ضرر و نقصان کو دور کرنے کی خاطر اپنے صاحب کے ساتھ بہترین تعلق قائم کرنے کا نام ہے۔ جس نے کہا سچ ہی کہا: ”اس دین کا آخر درست نہیں ہو سکتا مگر اس شے کے ساتھ جس کے ساتھ اول حصہ درست ہوا تھا“ اس کا اول حصہ روح کا دین تھا کیا آخری حصہ مصنوعی دین ہوگا؟ ہر دین کے حاملین کا قصور یہ ہے کہ وہ زمانے کے گزرنے کیساتھ ساتھ دین کی روح سے دور ہوتے گئے محض اس کی شکل و صورت کو محفوظ کر لیا، اوضاع کو بدل ڈالا اور تقدیر کو الٹ دیا۔ (تو اس طرح) روح کی کوئی قیمت نہ رہی بلکہ پوری کی پوری قیمت صرف شکل و صورت ہی کی ہو گئی۔

استدرا: در (استدعال) استدرا از یادہ ہونا، برسانا (ن، ض) دَرَاز یادہ ہونا، روشن ہونا (س، ض) دَرَاز و نِقِ آجانا۔ مغرم: غرم (س) غَرَمًا، مَغْرَمًا، غَرَمًا نقصان اٹھانا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۷۵ پر ہے۔

شَأْنُ (الْبَيْمَانِ) شَأْنُ الْعَشْقِ، يُحَوِّلُ الْبُرُودَةَ حَرَارَةً، وَالْخُمُولَ نَبَاهَةً، وَالرَّذِيلَةَ فَضِيلَةً، وَالْأَثْرَةَ إِنْفَارًا. وَالْبَيْمَانُ الْحَقُّ كَالْعَصَا السَّحَرِيَّةِ، لَا تَمَسُّ شَيْئًا إِلَّا أُلْهِتَتْهُ، وَلَا جَامِدًا إِلَّا أَذَابَتْهُ، وَلَا مَوَاتًا إِلَّا أَحْيَتْهُ. مَنْ لِي بِمَنْ يَأْخُذُ

الدِّينَ الصَّنَاعِيَّ بِكُلِّ مَا فِيهِ، وَيَبْعُنِي ذَرَّةً مِّنَ الدِّينِ الْحَقِّ فِي أَسْمَى مَعَانِيهِ؟  
وَلَيْ كَبِدٌ مَّقْرُوحَةٌ مِّنْ يَّبْعُنِي بِهَا كَبِدًا لَيْسَتْ بِذَاتِ قُرُوحٍ  
ایمان کی شان تو عشق کی شان کا نام ہے جو برودت کو حرارت میں، گمنامی کو شہرت  
میں، رزائل کو فضیلت میں اور خود غرضی کو ایثار میں بدل دیتی ہے۔ ایمان حق جادو کی چھڑی کی  
مانند ہے، کسی چیز کو چھوتے ہی اسکو جلا ڈالتا ہے کسی ٹھوس چیز کو چھوتے ہی اس کو پگھلا دیتا ہے  
اور کسی مردہ کو چھوتے ہی اس کو زندہ کر دیتا ہے۔ کون ہے جو مصنوعی دین مکمل طور پر مجھ سے  
لے لے اور اس کے بدلہ دین حق کا صرف ایک ذرہ صحیح معنوں میں مجھے بچ دے؟

میرے پاس زخمی جگر ہے کون ہے جو مجھے اسکے بدلے ایسا جگر فروخت کرے جو زخموں والا نہ ہو۔

**الخمول:** خمّل (ن) خملاً پوشیدہ و کمزور ہونا (إفعال) إخملاً گننام و بے قدر کرنا  
(إفعال) إخملاً [المساقیة] جانوروں کا اچھی گھاس والی زمین میں چرنا۔ **نباهة:** شہرت،  
شرافت۔ نبه (س) نباهة مشہور ہونا، شریف ہونا (س) نبھا سمجھ جانا، نبھا بیدار کرنا (تفعیل)  
تنبیھا بیدار کرنا، مشہور کرنا (إفعال) إنبأھا بھولنا۔ **الانثوة:** خود غرضی، پسندیدگی، ترجیح، بقیہ  
تفصیل صفحہ نمبر ۱۳۳ پر ہے۔ **الهب:** لہب (إفعال) إلهب (تفعیل) تلہبیا آگ بھڑکانا،  
دوڑنے میں غبار اڑانا، غضبناک ہونا، پے درپے کو نہنا (س) لھبنا شعلہ بھڑکانا (س) لھبنا،  
لھبانا پیا سا ہونا (تفعیل) تلہبیا آگ بھڑکانا، غصہ سے جلنا۔ **مقروحة:** قرح (س) قرحا  
پھوڑوں والا ہونا (ف) قرحا (تفعیل) تقرحکا زخمی کرنا (ف) قرحا، قرحا حاصل ظاہر  
ہونا (إفعال) إقرحاً آبلے ڈالنا۔

سَلَامٌ مَوْلَى أَبِي حُدَيْفَةَ رضی اللہ عنہ (للدكتور طه حسين) (۱)

أَقْبَلَ سَلَامٌ بْنُ جُبَيْرٍ الْقُرْظِيُّ مِنَ الشَّامِ، كَعَهْدِهِ فِي كُلِّ عَامٍ، بِتِجَارَةِ عَظِيمَةٍ فِيهَا فُنُونٌ مِنَ الْعُرُوضِ وَضُرُوبٌ مِنَ الْمَتَاعِ، بَعْضُهُ مِمَّا تَخْرُجُ الشَّامُ، وَبَعْضُهُ مِمَّا يَصْنَعُ أَهْلُ الْجَزِيرَةِ، وَبَعْضُهُ مِمَّا تَحْمِلُهُ الرُّومُ إِلَى دِمَشْقَ وَبَصْرَى وَتَبِعُهُ مِنْ قَوَائِلِ الْعَرَبِ وَالْيَهُودِ لِيَحْمِلُوهُ إِلَى الْأَرْضِ الْبَعِيدَةِ الَّتِي لَا تَصِلُ إِلَيْهَا يَدُ قَيْصَرَ وَلَا يَبْلُغُهَا سُلْطَانُهُ فِي نَجْدٍ وَالْحِجَازِ وَفِي تِهَامَةٍ وَالْيَمَنِ، وَلَمْ يَكُذْ سَلَامٌ بْنُ جُبَيْرٍ يَسْتَقِرُّ فِي بَنِي قُرَيْظَةَ وَيُرْبِحُ نَفْسَهُ مِنْ سَفَرِ شَاقٍ طَوِيلٍ، حَتَّى عَرَضَ مَتَاعَهُ ذَاكَ الْمُخْتَلِفَ لِلنَّاسِ، فَأَقْبَلَ عَلَيْهِ أَهْلُ يَثْرِبَ مِنَ الْأَوْسِ وَالْخَزَرَجِ، وَأَقْبَلَ عَلَيْهِ مِنْ حَوْلِ يَثْرِبَ مِنْ يَهُودٍ يَنْظُرُونَ وَيَسْتَتِرُونَ، وَلَمْ تَمُضْ أَيَّامٌ حَتَّى كَانَ سَلَامٌ بْنُ جُبَيْرٍ قَدْ بَاعَ تِجَارَتَهُ وَأَفَادَ مِنْهَا مَالًا كَثِيرًا،

سالم ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام

سَلَام بن جبیر قرظی شام سے اپنے ہر سال کے معمول کے مطابق ایک بڑی تجارت کر کے واپس آیا جس میں مختلف قسم کا ساز و سامان اور اسباب موجود تھے، ان میں سے کچھ چیزیں ملک شام میں تیار کی جاتیں، کچھ جزیرہ کے لوگ تیار کرتے۔ کچھ چیزوں کو روم والے دمشق اور بصری لے جاتے پھر عرب اور یہود کے قافلوں کو بیچ دیتے تاکہ وہ ان چیزوں کو ان دور دراز جگہوں تک لے جائیں جہاں قیصر کی حکومت نہیں اس کی حکومت نجد، حجاز، تہامہ اور یمن تک نہیں پہنچتی تھی۔ سَلَام بن جبیر ابھی تک بنو قریظہ میں آکر ٹھہرا ابھی نہیں تھا اور نہ ہی اپنے آپ کو مشقت آمیز لمبے سفر سے راحت پہنچانی تھی کہ اس نے اپنے مختلف

(۱) مصر میں ۱۸۸۹ء میں پیدا ہوئے اور صغریٰ میں ہی بصارت کھو بیٹھے۔ قرآن حفظ کرنے کے بعد جامعہ الازہر میں داخلہ لیا لیکن تعلیم مکمل نہیں کی، ادب و ادبیات میں بیٹھے اور ادب عربی کی تعلیم پر خوب ہمت صرف کی "باریس" کی طرف سفر کیا اور وہاں کی یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی اور جامعہ مصریہ کے کلاہیہ الآداب میں استاد متعین ہوئے اور پھر اسی کالج کے نگران منتخب ہوئے اسکے بعد اپنے آپ کو انشاء نگاری اور تالیف و تصنیف کیلئے مختص کر دیا، بعض مسائل میں جمہور کے مشہور مسلک سے اختلاف کیا اور اعتدال سے ہٹ گئے ان کی کتاب "الشعر الجالی" نے مصر میں شور برپا کر دیا جسکی وجہ سے اکثر پندار اور اعلیٰ علم طبقہ سے ناراض ہو گیا۔ ۱۹۳۹ء میں وزیر تعلیم منتخب ہوئے۔ ڈاکٹر طہ حسین نے عربی زبان میں رسوخ پیدا کیا اور قدیم ادبی مآخذ پر دسترس حاصل کی اور سیرۃ اور تاریخ کی کتابوں کے اسلوب کو بھی چمکھا اور انکی تقلید کا اپنا ایک خاص اسلوب ہے جس سے وہ پہچانے جاتے ہیں وہ کلمات کی خوبصورتی، وسعت موضوع اور تکرار مادہ کی بنا پر ایک اختیازی صلاحیت رکھتے ہیں، کسی بھی ایسی چیز پر جسکو لوگ اچھا نہ سمجھتے ہوں اور اس کیلئے جوش نہ دکھاتے ہوں ڈاکٹر طہ بہت خوب لکھتے ہیں اور یہ ایک ایسا فن ہے جس پر ہر ایک عبور نہیں رکھتا۔ بہت سی تاریخی اور ادبی کتابوں کے علاوہ "علی حاشیہ السیرۃ" اور "الوعد الحق" مشہور ہیں۔

قسم کے سامان کو لوگوں کے سامنے بیچ کیلئے پیش کیا۔ چنانچہ اس کے پاس مدینہ والوں میں سے قبیلہ اوس و خزرج اور اسی طرح مدینہ کے ارد گرد کے یہود بھی آکر سامان کو دیکھنے اور خریدنے لگے، چند دن بھی نہ گزرے تھے کہ سلام بن جبیر نے اپنا سارا مال تجارت بیچ دیا اور اس سے اس کو بہت زیادہ فائدہ ہوا۔

**فسون:** [مفرد] الفتن قسم، حال، دیگر جمع افنان بھی آتی ہے [جمع] اَفَنین مختلف اسلوب۔ فتن (ن) فتنًا مزین کرنا، مشقت میں ڈالنا (تفعیل) تَفْنِینًا ملانا (تفعل) تَفَنَّنَا قسم بہ قسم ہونا (افعال) افتنانا اچھے اسلوب سے بیان کرنا۔ العروض: [مفرد] العرض سامان، اسباب، چوڑائی، وسعت، بڑا لشکر۔ المتاع: سونے چاندی کے علاوہ سامان زندگی، ہر وہ شے جس کو انسان پہنے یا پچھائے، ہر وہ چیز جس سے تھوڑا سا نفع اٹھایا جائے پھر فنا ہو جائے، [جمع] اُمْتَاع [جمع] اُمْتَاع، اُمْتَاعِج۔

وَلَوْلَا هَذَا الصَّبِيُّ الَّذِي عَرَضَهُ سَلَامٌ عَلَى الْعَرَبِ فَرِغُوا عَنْهُ، وَعَلَى الْيَهُودِ فَرَّ هَذَا فِيهِ، لَرَضِيَتْ نَفْسُ سَلَامٍ كُلَّ الرِّضَا، وَلَا تَنْفَقُ الْأَشْهُرُ الْمُقْبِلَةُ مُطْمَئِنِّينَ مُغْتَبَطًا مَجُولًا فِي أَحْيَاءِ يَثْرِبَ مُرْسَلًا رَقِيقَةً وَأَحْلَافَهُ فِيمَا حَوْلَ يَثْرِبَ مِنْ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ وَالْيَهُودِ وَفِي أَعْمَاقِ الْبَادِيَةِ، يَجْلِبُونَ لَهُ مِنَ الْمَتَاعِ الَّذِي يَحْمِلُهُ إِلَى الشَّامِ مَتَى أَقْبَلَ فَضْلَ الرِّحْلَةِ إِلَى الشَّامِ، وَلَكِنْ هَذَا الصَّبِيُّ كَانَ غَضَّةً فِي حَلْقِهِ وَحَسْرَةً فِي قَلْبِهِ، قَدْ اشْتَرَاهُ فِي بَصْرَى مِنْ بَعْضِ الْكَلْبِيِّينَ بِشَمْنٍ بِخَسِّ زَهِيدٍ، وَقَدَّرَ فِي نَفْسِهِ أَنَّهُ سَيَبِيعُهُ مِنْ بَعْضِ أَهْلِ يَثْرِبَ فَيَرِثُ فِي ثَمَنِهِ ذَاكَ الَّذِي أَذَاهُ مِثْلِيهِ أَوْ أَمْثَالَهُ، وَلَكِنْ أَهْلُ يَثْرِبَ مِنَ الْعَرَبِ وَالْيَهُودِ لَمْ يَعْهَدُوا سَلَامًا جَالِيًا لِلرَّقِيقِ أَوْ مُتَجَرًّا فِيهِ، فَلَمَّا رَأَوْهُ يَعْرِضُ عَلَيْهِمْ هَذَا الصَّبِيُّ وَيُلِحُّ فِي عَرْضِهِ وَيُرْغَبُ فِي شِرَائِهِ، انْكَرُوا مِنْ ذَلِكَ وَظَنُوا بِهِ الظُّنُونُ، وَقَالَ قَائِلُهُمْ: إِنَّمَا اشْتَرَى سَلَامٌ هَذَا الْغَلَامَ لِنَفْسِهِ، فَلَا نَأْمَنُ أَنْ يَكُونَ قَدْ رَأَى فِيهِ مِنَ الْعَيْبِ أَوْ الْآفَةِ مَا زَهَّدَهُ فِيهِ، فَهُوَ يَبِيعُنَا مَا لَيْسَ لَهُ فِيهِ أَرْبٌ.

اگر یہ بچہ نہ ہوتا جس کو سلام نے عرب پر تجارت کیلئے پیش کیا مگر انہوں نے اعراض کیا اور یہود پر تجارت کیلئے پیش کیا تو انہوں نے بے رغبتی برتی، تو سلام کا نفس بہت زیادہ خوش رہتا اور وہ آنے والے مہینوں میں اطمینان اور خوشی کی حالت میں مدینہ کے محلوں میں گھوم پھر کر خرچ کرتا، اپنے غلاموں اور دوستوں کو مدینہ کے ارد گرد عرب اور یہود کے محلوں اور

دور دراز کے دیہاتوں میں بھیجتا وہ اس کیلئے وہ سامان لاتے جس کو موسم سفر میں شام کی طرف جاتے ہوئے شام لے جاتا۔ لیکن یہ بچہ اس کے حلق کا پھندہ اور دل کی حسرت بنا ہوا تھا اس نے اس بچہ کو بھرلی میں کسی کلبی (یعنی ہو کلب کے کسی فرد سے) سے بہت تھوڑی اور کم قیمت میں خریدا تھا اور اپنے دل میں یہ سوچا تھا کہ وہ غنقریب اسے مدینہ والوں میں سے کسی کو بیچ کر اس کی قیمت خرید سے دو گنا یا کئی گنا نفع کمائے گا لیکن عرب کے اہل مدینہ اور یہود کو یہ علم نہ ہوسکا کہ سلام غلام سے جان چھڑانا چاہتا ہے یا اس کی تجارت کرنا چاہتا ہے؟ جب انہوں نے دیکھا کہ وہ ان پر بچے کو تجارت کیلئے پیش کرتا ہے، اس کی تجارت میں اصرار اور بیچنے میں رغبت کرتا ہے تو ان کو اس سے لہجہ باز لگا (اس کو اوپر اسبھا) اور اس (سلام) کے بارے میں مختلف گمان قائم کرنے لگے۔ ان میں سے کسی نے کہا ”سلام نے اس غلام کو اپنے لئے خریدا تھا ہمیں اس سے امن نہیں ہے (ہمیں خوف ہے) کہ اس نے اس میں کوئی عیب یا آفت دیکھ لی ہے جس بناء پر اس نے اس سے بے رغبتی کی چنانچہ اب وہ ہمیں ایسا غلام بیچتا ہے جس میں اسے خود حاجت نہیں۔“

**فَرَّهْدُوا:** زهد (س، ف، ک) زُهِدًا، زَهَادَةً بے رغبتی کر کے چھوڑ دینا، منہ موڑ لینا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۵۸ پر ہے۔ **مَغْتَبَطًا:** غبط (مغتنال) اغتباطًا خوشی اور اچھی حالت میں رہنا (ض) غَبَطًا کسی شے کو معلوم کرنے کے لئے ہاتھ سے ٹوٹنا (ض، ف) غَبَطًا، غَبَطَةً کسی کی نعمت کو دیکھ کر ویسی کی اپنے لئے بھی تمنا کرنا (تفعیل) تَغْبِطًا رشک دلانا (إفعال) إغْبِطًا ڈھانپ لینا [السحاب] لگاتار بارش ہونا۔ **رَفِيقًا:** غلام، پتلا، خوش حالی اور آسودگی، آسان و خوشگوار [جمع] أَرْقَاء۔ **أَحْلَافُهُ:** [مفرد] الْحِلْف دوستی، عہد و پیمان، وہ دوست جو یو فائی نہ کرنے کی قسم کھائے۔ **حَلَفَ (ض) خَلَفًا** قسم کھانا (إفعال) إَحْلَافًا (تفعیل) تحلیفاً قسم کھانا (مفاعلة) مخالفتہ معاہدہ کرنا۔ **يَجْلِبُونَ:** جلب (ن، ض) جَلْبًا ہانک کر لانا (إفعال) إَجْلَبًا جمع کرنا، دھمکانا، آگے بڑھنے پر اکسانا، شور و غوغا کرنا (س) جَلْبًا اکٹھا ہونا (ن) جَلْبًا گناہ کرنا (تفعیل) تَجْلِبًا چیخا، ڈانٹنا۔ **زَهِيدًا:** کم، حقیر [مونث] زَهِيدَةٌ [جمع] زُهَدَان۔ **يَسْلُجُ:** سَلَجَ (إفعال) إَسْلَاجًا اصرار کرنا، تھک کر دیر کرنا (س) لَسَجًا، لُجًا کچڑ سے چپکنا۔ **أَرَب:** حاجت، ضرورت، انتہا [جمع] آرَاب۔

وَكَانَ الصَّبِيُّ بَادِيَ السُّقْمِ ظَاهِرَ الضَّرِّ، كَأَنَّهُ قَدْ لَقِيَ مِنَ الدِّينِ  
اَتَجَرُوا فِيهِ شَرًّا وَنُكْرًا، وَلَمْ يَكُنْ يُحَسِّنُ الْعَرَبِيَّةَ، بَلْ لَمْ يَكُنْ يَسْتَطِيعُ أَنْ يُفْصَحَ

عَنْ ذَاتِ نَفْسِهِ، وَلَمْ يَكُنْ يُحْسِنُ الرُّومِيَّةَ بَلْ لَمْ يَكُنْ يَنْطِقُ مِنْهَا حَرْفًا، وَإِنَّمَا كَانَ إِذَا كَلَّمَهُ سَيِّدُهُ أَوْ غَيْرُ سَيِّدِهِ مِنَ النَّاسِ التَّوَيَّ لِسَانَهُ بِالْفَاطِ فَارِسِيَّةٍ لَا يَفْهَمُهَا عَنْهُ أَحَدٌ، وَكَانَ سَلَامٌ يَزْعُمُ لِلنَّاسِ أَنَّ هَذَا الصَّبِيَّ ذِكِّيُ الْفَوَادِ صَنَاعُ الْيَدِ مَوْفُورُ النَّشَاطِ إِذَا صَلَحَتْ حَالُهُ وَوَجَدَ مِنَ الطَّعَامِ مَا يَقِيمُ أَوْدَهُ. وَكَانَ يَزْعُمُ لَهُمْ أَنَّهُ سَلِيلُ أُسْرَةٍ فَارِسِيَّةٍ شَرِيفَةٍ أَقْبَلَتْ مِنْ أَصْطَحَرَ حَتَّى اسْتَفْقَرَتْ فِي الْأُبْلَةِ، فَمَلَكَتْ أَرْضًا وَاسِعَةً وَزَارَعَتْ فِيهَا النَّبْطَ، وَمَلَكَتْ تِجَارَةَ عَرِيضَةٍ كَانَتْ تَصْرِفُهَا فِي أَطْرَافِ الْعِرَاقِ، فَاذَا سَيْلٌ مِنْ أَنْبَاءِ هَذِهِ الْأُسْرَةِ عَنْ أَكْثَرِ مَنْ ذَلِكَ لَمْ يُخْرِجُوا بَابًا، وَإِنَّمَا يَقُولُ: زَعَمَ لِي مَنْ بَاعَنِي هَذَا الصَّبِيَّ أَنَّ الْعَرَبَ اخْتَطَفُوهُ حِينَ أَغَارُوا مَعَ الرُّومِ عَلَى الْأُبْلَةِ، فَبَاغَوْهُ مِنْ بَنِي كَلْبٍ، وَتَعَرَّضَ بِهِ بَنُو كَلْبٍ فِي بَصْرَى يُرِيدُونَ أَنْ يَبِيعُوهُ لِبَعْضِ تِجَارِ الْعَرَبِ أَوِ الْيَهُودِ، وَقَدْ رَأَيْتُهُ فَرَّقَ لَهُ قَلْبِي وَمَالَتْ إِلَيْهِ نَفْسِي، وَقَدَّرْتُ أَنْ سَيَكُونُ لَهُ شَأْنٌ أَيْ شَأْنٍ، فَاشْتَرَيْتُهُ فِيمَا اشْتَرَيْتُ مِنَ الْمَتَاعِ وَالْمَعْرُوضِ.

بچہ بہت زیادہ بیمار اور تکلیف میں تھا ایسا معلوم ہوتا تھا گویا کہ اس نے ان لوگوں سے جنہوں نے انہیں تجارت کی تھی، برائی اور سختی سے ملاقات کی تھی (جن لوگوں نے اسکی تجارت کی تھی اسکو ان سے سختی اور برائی پہنچی تھی) عربی اچھی طرح نہیں جانتا تھا بلکہ وہ اپنے بارے میں بھی کچھ بیان کرنے کی طاقت نہیں رکھتا تھا۔ اسی طرح رومی زبان بھی اچھی طرح نہیں جانتا تھا بلکہ اسکا ایک حرف بھی نہیں بول سکتا تھا۔ جب اس سے اسکا آقا یا اسکے ملاوہ کوئی دوسرا شخص بات کرتا تو اسکی زبان فارسی الفاظ کی طرف مڑ جاتی جس کو کوئی بھی نہ سمجھ سکتا، سلام لوگوں کو یہ باور کراتا کہ یہ بچہ تیز خاطر، کاریگری میں ماہر اور بہت پھرتیلا ہے بشرطیکہ اس کی حالت ٹھیک ہو جائے اور اس کو اتنا کھانا ملے جو اس کے میڑھے پن کو درست کر دے، وہ یہ بھی باور کراتا کہ یہ معزز فارسی خاندان کی اولاد ہے جو اصرار سے آکر مقام ابلہ میں (جو کہ بصرہ کے قریب ہے) آباد ہو گیا تھا، وہ وسیع زمین کا مالک ہو اور اس میں قوم نبط سے مزارعت کی اس طرح وہ بہت لمبی چوڑی تجارت کا مالک ہو گیا جس کو وہ عراق کے ارد گرد بیچا کرتا تھا جب اس سے اس خاندان کے متعلق اس سے زیادہ پوچھا جاتا تو اس سے جواب نہ بنتا، وہ کہا کرتا ”اس شخص نے مجھے باور کرایا جس نے یہ بچہ بیچا کہ عرب نے اسکو اس وقت اغوا کیا تھا جبکہ انہوں نے رومیوں کے ساتھ مل کر ابلہ پر غارت گری کی (اغوا کرنے کے بعد) پھر انہوں

نے اسے بنو کلب کے ہاتھوں بیچ ڈالا اور بنو کلب اسے بُصریٰ میں لے آئے، انکی خواہش تھی کہ اسے عرب یا یہود کے کسی تاجر کو بیچ دیں جب میں نے اسے دیکھا تو میرا دل اس کیلئے نرم اور نفس اس کی طرف مائل ہو گیا میں نے یہ اندازہ لگایا کہ عنقریب اسکی کوئی نہ کوئی شان ضرور ہوگی چنانچہ میں نے دیگر سامان اور اسباب خریدنے کے ساتھ ساتھ اسے بھی خرید لیا۔

**الضمر:** بختگی، بد حالی، نقصان، بختی [جمع] اضرار۔ **نکیر:** بہت برا کام، چالاکی، تیز فہمی۔ **نکر (س)** نکرانا واقف ہونا (ک) نکارتہ دشوار ہونا (تفعیل) تنکیر (مفاعله) مناکرتہ دھوکہ دینا لڑائی کرنا (إفعال) انکار اجاہل ہونا (تفعل) تنکرتہ اچھی حالت سے بد حال ہونا، اجنبی ہونا، بد خلق ہونا (تفاعل) تنکرتہ ادانستہ واقف بننا، آپس میں دشمنی کرنا۔ **النسوی:** لوی (الفعال) التواء مڑنا، دشوار ہونا (س) لوی مڑنا ہونا، خشک ہونا (مفاعله) ملاوۃ پلٹنا (إفعال) لواء امیر کے جھنڈے کو سینا، اشارہ کرنا (تفعل) تلویا مڑنا (تفاعل) تلاوینا جمع ہونا، ایک دوسرے پر پلٹنا (استفعال) استلواء اہلاک ہونا۔ **ذکی:** [صفت] ذکی [جمع] اذکیاء۔ **ذکی (ف، س، ک)** ذکاۃ تیز خاطر ہونا (تفعل) تذکیۃ بھڑکانا، ذبح کرنا (ن) ذکاۃ ذبح کرنا (إفعال) اذکاۃ بھڑکانا، روشن کرنا۔ **صناع البید:** کاریگری میں ماہر۔ **صنع (ف)** صُنْعًا بنانا۔ **صُنْعٌ** اچھی تربیت کرنا (تفعل) تصنیع مزین کرنا (إفعال) إصناعا سیکھنا، دوسرے کو مدد دینا (مفاعله) مصانعۃ نئی کرنا، رشوت دینا (الفعال) اصطناعا تیار کرنے کا حکم دینا، پیش کرنا۔ **موفور:** بکمل چیز۔ **وفر (ض)** وُفِّرَ اور کرنا، حفاظت کرنا۔ **النشاط:** [مفرد] النشاط چست و پھرتیلا، چست اہل عیال والا۔ **نشط (س)** نشاطا ہشاش بشاش ہونا، پھرتیلا و چست ہونا (تفعل) تنشطاً گرہ دینا، چست بنانا۔ **اود:** مڑنا، ہاپن، مشقت۔ **اود (س)** اودا مڑنا ہونا (ن) اودا اگر انبار کرنا، تھکا دینا (تفعل) اودا و اشراف گزرتا۔ **النبط:** ایک عجیب قوم جو عراقین کے درمیان آباد رہتی تھی پھر اس لفظ کا استعمال عوام الناس کیلئے ہونے لگا [واحد] نبطی، نبطی [جمع] انبطاء، بظیط۔ **لیم یحر:** حری (إفعال) احرأنا گھٹانا، کم کرنا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۱۵۷ پر ہے۔ **اختطفوه:** خطف (الفعال) اختطافا چک لینا، کھینچنا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۲۰۳ پر ہے۔

هَذَا لَكَ كَانَ النَّاسُ يَقُولُونَ لَهُ: فَلَمْ لَا تُمْسِكُهُ عَلَيْكَ إِذْنٌ؟ فَيَقُولُ: إِنَّ مَا أَنْفَقْتُ مِنَ الْمَالِ فِيهِ أَحَبُّ إِلَيَّ وَأَثَرُ عِنْدِي مِنْهُ، وَمَاذَا أَصْنَعُ بِصَبِيٍّ لَا أَحْسِنُ الْقِيَامَ عَلَيْهِ وَلَا يُحْسِنُ هُوَ أَنْ يَقُومَ عَلَى نَفْسِهِ، وَلَيْسَ لِي أَهْلٌ أَكِلُهُ إِلَيْهِمْ؟ وَالصَّبِيُّ مَعَ ذَلِكَ ذِكِّي الْقَلْبِ صَنَاعَ الْيَدِ مَوْفُورُ النَّشَاطِ إِنْ صَلَحَتْ

حَالُهُ وَأَصَابَ مِنَ الطَّعَامِ مَا يَقِيمُ أَوْدُهُ، اُنْظُرُوا إِلَى عَيْنَيْهِ كَيْفَ تَدُورَانِ وَلَا تَكَادَانِ تَسْتَقِرَّانِ عَلَى شَيْءٍ، إِنَّهُ سَرِيعُ الْحِسِّ يَخْطَفُ مَا يَرَى دُونَ أَنْ يُبَيِّنَهُ، وَانْظُرُوا إِلَيْهِمَا كَيْفَ تَتَوَقَّدَانِ كَأَنَّهُمَا جَذْوَتَانِ، وَلَكِنَّ النَّاسَ كَانُوا يَسْمَعُونَ وَيَصْحَكُونَ وَيَنْصَرِفُونَ وَيَتْرَكُونَ سَلَامًا وَفِي قَلْبِهِ حَسْرَةٌ عَلَى مَا اتَّفَقَ مِنْ مَالٍ وَعَلَى مَا كَانَ يَرْجُو مِنْ رَيْحٍ،

وہاں لوگ اسے کہتے اب تو اسے اپنے پاس کیوں نہیں رکھتا؟ وہ جواب دیتا جو مال میں نے اس کے خریدنے میں خرچ کیا وہ مجھے زیادہ محبوب اور اس سے زیادہ پسند ہے۔ میں ایسے بچے کا کیا کروں گا جس کی میں اچھی طرح نگہبانی کر سکتا ہوں اور نہ ہی وہ خود اپنی حفاظت کر سکتا ہے اور نہ ہی میرا خاندان ہے جو اس کے کھانے کی ذمہ داری لے؟ اس کے باوجود بچہ تیز خاطر، کاریگری میں ماہر اور انتہائی پھرتیلا ہے بشرطیکہ اس کی حالت درست ہو جائے اور اسکو اتنا کھانا ملے جو اس کے ٹیڑھے پن کو درست کر دے۔ اس کی آنکھوں کو دیکھو کیسے گھومتی ہیں؟ اور کسی ایک چیز پر جمتی نہیں، اس کی حس بہت تیز ہے جس چیز کو دیکھتا ہے اس پر نگاہیں ٹکائے بغیر (دیکھتے ہی) اچک لیتا ہے اور ذرا آنکھوں کو تودیکھو کیسے انگارے کی طرح چمک رہی ہیں؟ لیکن لوگ (یہ سب کچھ) سن کر ہنس دیتے اور چلے جاتے۔ وہ سلام کو ایسی حالت میں چھوڑتے کہ خرچ کئے ہوئے مال اور اس منافع پر جس کی اس نے امید لگائی تھی اس کے دل میں حسرت باقی رہ جاتی۔

**یثیتہ:** ثبت (إفعال) اِثْبَاتًا پوری طرح سے پہچانا (ن) اِثْبَاتًا، ثبوتًا ثابت ہونا، مؤکد ہونا (ک) اِثْبَاتًا بہادر ہونا، صاحب عزم ہونا (تفعیل) تَثْبِيتًا ثابت کرنا (تفعل) تَثْبِيتًا جلدی نہ کرنا، مشورہ کرنا اور حقیقت کی جستجو کرنا۔ **تتوقدان:** وقد (تفعل) توقدا (تفعیل) توقد اچمکنا، بھڑکانا (ض) وقد اُبْهَرَ کنا، روشن ہونا۔ **جذوتان:** [مفرد] الجذوة، بھڑکتا ہوا انگارہ [جمع] جذئی، جذئی، جذآء۔

وَتَسْمُرُ ثُبَيْتَةُ بِنْتُ يَعَارِ الْأَوْسِيَّةِ بِسَلَامٍ ذَاتَ ضُحَى وَهُوَ يَغْرُضُ صَبِيَّهُ هَذَا فِي أَسْوَاقِ يَرْبٍ، فَلَا تَكَادُ تَنْظُرُ إِلَى الصَّبِيِّ حَتَّى تَرْحَمَهُ، ثُمَّ لَا تَكَادُ تُعْطِلُ السَّنْظَرَ إِلَيْهِ حَتَّى تَقَعَ فِي قَلْبِهَا الرَّغْبَةُ فِي شِرَائِهِ. قَالَتْ ثُبَيْتَةُ: مَا اسْمُ صَبِيكِ هَذَا يَا ابْنُ جُبَيْرٍ؟ قَالَ سَلَامٌ: رَزَعَمٌ مِنْ بَاغَةِ لَيْ مِنْ بَنِي كَلْبٍ أَنْ اسْمَهُ سَالِمٌ، قَالَتْ: سَالِمُ ابْنُ مَنْ؟ قَالَ سَلَامٌ: لَا أَذْرِي! وَلَكِنِّي اشْتَرَيْتُهُ مِنْ كَلْبِي يَسْمَى



مَعْقَلًا، وَزَعَمَ لِي أَنْ أَسْرَتَهُ أُسْرَةً شَرِيفَةً أَقْبَلْتُ ...

ایک صبح حمیتہ بنت یعار اوسیرہ کا سلام کے پاس سے گزر رہا تھا وہ اس بچے کو مدینہ کے بازاروں میں بیچ کے لئے پیش کر رہا تھا جو نبی حمیتہ کی نظر بچے پر پڑی اس کو بچے پر رحم آگیا پھر تھوڑی دیر اس کو دیکھ لینے پر اس کے دل میں بچے کے خریدنے کی رغبت پیدا ہوئی، حمیتہ کہنے لگی "ابن حیر! آپ کے اس بچے کا نام کیا ہے؟ سلام نے کہا نبی کلب کے جس شخص نے مجھے یہ بچہ بیچا تھا اس نے اس بچے کا نام سالم باور کرایا تھا، حمیتہ نے پوچھا "سالم بن، کون؟ سلام نے کہا میں نہیں جانتا، لیکن میں نے اسے ایک کلبی جس کا نام معقل ہے سے خریدا تھا اور اس نے مجھے بتلایا کہ اس کا خاندان ایک شریف خاندان ہے جو آیا.....

قَالَتْ ثُبَيْتَةُ: أَقْبَلْتُ مِنْ أَصْطَحَرَ فَنَزَلَتْ الْأُبْلَةُ وَزَارَعَتِ النَّبْطَ وَصَرَفَتْ تِجَارَتَهَا فِي أَطْرَافِ الْعِرَاقِ، قَدْ حَفِظْنَا ذَلِكَ عَنْ ظَهَرِ قَلْبٍ، فَإِنِّي لَهُ مُشْتَرِيَةٌ، فَبِكُمْ تَبِيعُهُ مِنِّي؟ قَالَ سَلَامٌ وَقَدْ ابْتَسَمَ قَلْبُهُ وَرَضِيَتْ نَفْسُهُ، وَلَكِنَّهُ اسْتَبْقَى فِي وَجْهِهِ الْجَدُّ وَالْحَزَمُ: فَإِنِّي لَا أُرِيدُ إِلَّا مَا أَدَيْتُ مِنْ ثَمَنٍ وَمَا أَنْفَقْتُ عَلَيْهِ مِنْذُ اشْتَرَيْتُهُ، وَتَتَّصِلُ الْمُسَاوَمَةُ بَيْنَهَا وَبَيْنَهُ، وَتَعُوذُ إِلَى دَارِهَا بِالصَّبِيِّ وَقَدْ رِبَحَ الْيَهُودِيُّ فَأُحْسِنَ الرِّبْحَ، وَرَبِحْتُ هِيَ بِشِرَاءِ هَذَا الصَّبِيِّ رِبْحًا لَا يَقُومُ بِالْذَّرَاهِمِ وَلَا بِالْذَّنَانِيرِ.

حمیتہ کہنے لگی (گویا کہ اس نے سلام کی بات درمیان سے اچک لی) ہاں! ہاں! جو اصطر سے آکر ابلہ میں آباد ہو گیا تھا پھر انہوں نے نبطیوں سے مزارعت کی اور اپنی تجارت کو عراق کے ارگرد پھیر دیا (پھیلا دیا)، ہمیں یہ باتیں دل سے یاد ہو گئی ہیں، اب میں اسے خریدنا چاہتی ہوں، تم مجھے کتنے میں فروخت کرو گے؟ تو سلام نے ایسی حالت میں کہ اس کا دل خوش اور جی راضی تھا لیکن اس نے چہرے پر سنجیدگی اور چٹنگی کو برقرار رکھا، کہا میں اتنی ہی قیمت چاہتا ہوں جتنی میں نے ادا کی تھی اور خریدنے کے بعد جتنی اس پر خرچ کی، چنانچہ حمیتہ اس سے بھاؤ تاؤ کرنے کے بعد بچے کو لیکر اپنے گھر واپس آئی، یقیناً یہودی نے بڑا اچھا نفع اٹھایا لیکن حمیتہ نے اس بچے کو خرید کر ایسا نفع اٹھایا کہ دراہم اور دنانیر اس کی برابری نہیں کر سکتے۔

المساومة: بیچ کی ایک قسم کا نام ہے یعنی کسی سامان وغیرہ کو بیچنا بغیر اس کے سابقہ ثمن کو بیان کئے، یعنی ثمن خرید کی طرف بالکل توجہ نہ ہو۔ بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۱۱۸ پر ہے۔  
ذَلِكَ أَنَّهُمَا لَمْ تَشْتَرِهِ مُتَجَرَّةً وَلَا مُبْتَغِيَةً كَسْبًا، وَإِنَّمَا أَثَرَتْ بِشِرَاءِ هِ

الْخَيْرِ وَالْبَرِّ وَالْمَعْرُوفِ، لَمْ تُرِدْ إِلَى شَيْءٍ آخَرَ، وَكَانَتْ تَقُولُ لِنَفْسِهَا فِي نَفْسِهَا  
وَهِيَ عَائِدَةٌ بِالصَّبِيِّ إِلَى دَارِهَا: بُعْدًا لِهَذِهِ الْحَيَاةِ الَّتِي لَا يَرْحَمُ الْإِنْسَانُ فِيهَا  
الْإِنْسَانَ، وَلَا يَرَأْفُ الْقَوِيَّ فِيهَا بِالضَّعِيفِ، وَلَا تَرُقُّ فِيهَا الْقُلُوبُ لِلْأَمِّ حِينَ  
تَفْقِدُ صَبِيَّهَا، وَلِلصَّبِيِّ حِينَ يَنْشَأُ لَا يَعْرِفُ لِنَفْسِهِ أُمًّا وَلَا أَبًا وَلَا فَصِيلَةً يَأْوِي  
إِلَيْهَا، وَكَانَتْ تَقُولُ لِنَفْسِهَا فِي نَفْسِهَا وَهِيَ عَائِدَةٌ بِالصَّبِيِّ إِلَى دَارِهَا: لَوْ أَنَّ  
لِي صَبِيًّا مِثْلَهُ فَعَدَا عَلَيْهِ الْعَادُونَ وَمَضَوْا بِهِ فِي غَيْرِ مَذْهَبٍ مِنَ الْأَرْضِ كَيْفَ  
كُنْتُ أَلْقَى ذَلِكَ! وَكَيْفَ كُنْتُ أُحْتَمِلُهُ أَوْ أَصْبِرُ عَلَيْهِ! وَهَلْ كُنْتُ أَسْلُو عَنْ  
صَبِيٍّ آخَرَ الدَّهْرَ! هَيْهَاتَ!

کیونکہ عیبت نے اسے تجارت یا کمائی کی غرض سے نہیں خریدا تھا بلکہ اس کو خرید کر  
بھلائی، نیکی اور اچھائی کو چاہا تھا اور اس کے علاوہ کسی اور چیز کا ارادہ نہ تھا، وہ بچے کو گھر لے  
جاتے ہوئے اس کے بارے میں دل ہی دل میں کہہ رہی تھی ”ہلاکت ہے ایسی زندگی کیلئے  
جس میں ایک انسان دوسرے پر رحم نہ کرے، قوی کمزور پر مہربان نہ ہو اور جس میں دل ماں  
کے بچے کے گم ہو جانے پر نرم نہ ہو اور ہلاکت ہے ایسے بچے کیلئے جب پروان چڑھ رہا ہو  
اس کو اپنے ماں باپ کا پتہ نہ ہو اور نہ ہی اس خاندان کا جس کی طرف وہ ٹھکانہ پکڑے۔ وہ بچے  
کو گھر لے جاتے ہوئے اس کے بارے میں دل ہی دل میں یہ بھی کہہ رہی تھی ”اگر میرا اس  
جیسا بچہ ہوتا اور کچھ حملہ آور حملہ کر کے اسے زمین کے کسی اور حصے میں لے جاتے تو میں اس  
سے ملاقات کیسے کرتی؟ اور اس غم کو کیسے برداشت کرتی یا اس پر کیسے صبر کر سکتی؟ کیا میں زمانہ  
بھراپنے بچے کو بھلا سکتی؟ ایسا ہو ہی نہیں سکتا (کہ میں اسے بھلا دوں)۔

لا یراف: راف (ف) رَأْفَةٌ (ک) رَأْفَةٌ (س) رَأْفًا بہت مہربانی کرنا۔

فصیلہ: [مذکر] فصیل کنبہ، ران یا اعضاء جسم کے گوشت کا ٹکڑا [جمع] فصائل۔

لَوْ كَانَ لِي صَبِيٌّ مِثْلُهُ وَغَدَا عَلَيْهِ الْعَادُونَ وَذَهَبُوا بِهِ فِي غَيْرِ مَذْهَبٍ  
مِنَ الْأَرْضِ لَذَكَرْتُهُ مُصْبِحَةً وَمُمْسِيَةً، وَلَذَكَرْتُهُ يَقْطِي وَنَائِمَةً، وَلَتَبَعْتُهُ نَفْسِي  
وَذَهَبْتُ فِي تَصَوُّرِ حَالِهِ الْمَذْهَبِ، وَلَمَّا اطْمَأْنَنْتُ لِلْعَيْشِ وَلَا نَعَمْتُ بِالْحَيَاةِ  
وَلَا اسْتَمْتَعْتُ بِطَيِّبَاتِ هَذِهِ الدُّنْيَا، وَكَانَتْ تَرَى أُمَّ الصَّبِيِّ وَقَدْ انْتَرَعَ مِنْهَا ابْنُهَا  
وَهِيَ تَشْهَدُ انْتِرَاعَهُ، أَوْ اخْتِطَفَ ابْنُهَا وَهِيَ لَا تَرَى اخْتِطَافَهُ، وَكَانَتْ تَرَى تَوَلَّهَ  
تِلْكَ الْأُمَّ وَتَفْجَعُهَا وَخَسِرَتْهَا الَّتِي لَا تَحْمُدُ، وَلَوْعَتَهَا الَّتِي لَا تَنْطَفِئُ وَ

دُمُوعَهَا الَّتِي لَا تَغِيضُ،

اگر میرا اس جیسا بچہ ہوتا اور اس کو حملہ آور حملہ کر کے زمین کے کسی اور حصے میں لے جاتے تو میں اسے صبح و شام، سوتے جاگتے یاد کرتی، میرا دل اسکے پیچھے پیچھے رہتا اور کئی قسم کے حالات میں گزر جاتا، میں زندگی میں کبھی آرام کرتی اور نہ ہی کبھی خوش ہوتی اور نہ ہی اس دنیا کی حلال چیزوں سے نفع اٹھاتی۔ جب بچے کی ماں سے اسکا بیٹا چھینا گیا وہ یا تو اسے دیکھ رہی تھی اور اسکے چھینے جانے کے وقت موجود تھی یا پھر اسکے بیٹے کو اس طرح اغوا کیا گیا کہ وہ اس کے اغوا ہونے کو نہیں دیکھ رہی تھی اور شبیہ اس ماں کے شدت غم، اسکے درد، اسکی نہ ختم ہونے والی حسرت، اسکے نہ بجھنے والے غم کی جلن اور اسکے نہ رکنے والے آنسوؤں کو سمجھ رہی تھی۔

**تولہ:** تولہ (تفعّل) توّلھا (ض، س، ح) بہت زیادہ ٹمگین ہونا یہاں تک کہ عقل زائل ہونے کے قریب ہو جائے، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۶۴ پر ہے۔ **تفجعھا:** فجع (تفعّل) تجعنا درد مند ہونا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۶۴ پر ہے۔ **لاتخمد:** خمد (ن، س) تخمدا، تمؤد اُختم ہو جانا، تیزی کا کم ہو جانا (إفعال) إخمدا ابے حرکت ہونا، خاموش ہونا، آگ کی لپیٹ (بھڑک) کو بجھانا۔ **لوع:** عُم یا عشق و محبت کی جلن۔ **لوع** (ف) لُوْع غم یا عشق سے دل جلنا، گھبرانا، مریض ہونا (ن) لُوْعًا بیمار کر دینا (إفعال) إلاءة رنگ بدل دینا (أفعال) التیاء [قلبه] دل کا غم یا عشق سے جل اٹھنا۔ **تطفئ:** طفا (الافعال) انطفأء، بجھنا (س) طَفَوْء، بجھنا، بے نور ہونا (إفعال) إطفاء، بجھانا۔ **لاتغیض:** غیض (ض) غَیْظًا (تفعیل) تغییظًا [دمعہ] آنسو روکنا، کم کرنا (ض) غَیْظًا (تفعّل) تغییظًا (الافعال) انفیاض یا پانی کا کم ہونا۔

وَكَانَتْ تَقُولُ لِنَفْسِهَا فِي نَفْسِهَا وَهِيَ عَائِدَةٌ بِالْصَّبِيِّ إِلَى دَارِهَا :  
هَذَا غُلَامٌ قَدْ اخْتُطِفَ مِنْ مُلْكِ كِسْرَى، لَمْ يَسْتَطِعْ جُنْدُ كِسْرَى أَنْ يَحْمُوهُ  
وَلَا أَنْ يَرُدُّوا عَنْهُ الْعَادِيَاتِ، فَكَيْفَ بِنَا نَحْنُ فِي يَثْرِبَ، هَذِهِ الْمَدِينَةُ الْخَائِفَةُ  
الَّتِي يُحِيطُ بِهَا الْيَهُودُ وَالْأَعْرَابُ مِنْ جَمِيعِ أَقْطَارِهَا، وَالَّتِي يَسْلُبُ بَعْضُ أَهْلِهَا  
السَّيْفَ عَلَى بَعْضٍ، وَالَّتِي لَا يَأْمَنُ أَهْلُهَا أَنْ تَدُورَ عَلَيْهِمْ دَائِرَةٌ، أَوْ تَنْوِبَهُمْ نَائِبَةٌ،  
أَوْ يَلِمَ بِهِمْ خَطْبٌ مِنَ الْخُطُوبِ !

”یہ وہ لڑکا ہے جسے کسریٰ کے ملک سے اغوا کیا گیا، کسریٰ کا لشکر اس کی حفاظت کر رہا اور نہ ہی اس سے تلکیں دور کر سکا تو ہمارے ساتھ مدینہ میں کیسا معاملہ ہوگا؟ یہ تو ایسا خطرناک شہر ہے

جس کے تمام اطراف کو یہودیوں اور دیہاتیوں نے گھیر رکھا ہے جس کے باشندے ایک دوسرے پر تلوار سونت لیتے ہیں اور جس کے رہنے والوں کو اپنے اوپر کسی مصیبت یا حادثے کے اترنے یا کسی تکلیف کے نازل ہونے سے امن نہیں ہے۔

بَحْمَوہ: حمی (ض) کھٹیا، جُمئیۃ، جمائیۃ بچانا، روکنا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۳۰۹ پر ہے۔  
العادیات: [مفرد] العادیۃ ضرر، غصہ کی تیزی۔ عدو (ن) عَدُوٌّ اَعْدُوٌّ وَاَنْتَاجُا وَزَكْرُنَا، باز رکھنا، چھوڑ دینا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۶۲ پر ہے۔  
خائفۃ: [جمع] خَائِفَاتٌ - خوف (س) خَوْفًا، خَيْفًا گھبرانے، احتاط کرنا۔

فَلَمَّا بَلَغَتِ الدَّارَ وَاسْتَقَرَّتْ فِيهَا، وَعَنِيَتْ بِالصَّبِيِّ حَتَّى أَمِنَ بَعْدَ خَوْفٍ وَأَنَسَ بَعْدَ وَحْشَةٍ وَطَعِمَ بَعْدَ جُوعٍ، قَالَتْ لِنَفْسِهَا فِي نَفْسِهَا: هِيَ هَاتِ أَنْ اتَّخِذِي الْأَزْوَاجَ أَوْ أَنْ يَكُونَ لِي مِنَ الْوَلَدِ مِنْ بُصِيِّهِ مِثْلَ مَا أَصَابَ هَذَا الصَّبِيَّ، وَمَنْ أَذْوَاقِي فِيهِ مِنَ الْحُزْنِ وَالثُكْلِ مِثْلَ مَا ذَاقْتُ فِي هَذَا الصَّبِيِّ أُمَّهُ تِلْكَ الْفَارِسِيَّةَ وَنِسَاءَ أُمَمَائِهَا كَثِيرٌ، وَلَوْ اسْتَجَابَتِ الْحَيَاةُ لِشَيْئَةٍ لَأَنْفَقْتُ أَيَّامَهَا مُعْنِيَةً بِهَذَا الصَّبِيِّ الْفَارِسِيِّ، وَلَا تَخَذْتُهُ لِنَفْسِهَا وَلَدًا أَوْ شَيْئًا يُشْبِهُ الْوَلَدَ، وَلَكِنَّ النَّاسَ يَقْدَرُونَ وَيَذَبْرُونَ، وَالْأَيَّامُ تَجْرِي عَلَى غَيْرِ مَا قَدَرُوا وَذَبَرُوا.

مہیبت جب گھر پہنچ کر اس میں رہنے لگی اور بچے کے ساتھ مشغول ہو گئی یہاں تک

کہ بچہ خوف کے بعد مامون، وحشت کے بعد مانوس اور بھوک کے بعد سیر ہو گیا تو اس (شبیتہ) نے اس کے بارے میں دل ہی دل میں کہا ”ایسا ہرگز نہیں ہوگا کہ میں کسی سے شادی کروں تا کہ میری بھی اولاد ہو جس پر اس بچے کی طرح مصائب آئیں اور میں بھی اس کے متعلق غم اور گمشدگی کا مزہ اس طرح چکھوں جس طرح اس بچے کے لئے اس کی فارسی ماں اور اس جیسی بہت سی عورتوں نے (غم کے) مزے چکھے ہیں۔ اگر قبیلہ شبیتہ کو اجازت دیتا تو وہ اپنی تمام زندگی اس فارسی بچے کی فرمانبرداری (خدمت کرنے) میں خرچ کر دیتی اور وہ اسے اپنا بیٹا یا بیٹے کی طرح کچھ اور بنا لیتی، لیکن لوگ فیصلے اور تدبیریں کرتے رہتے ہیں اور زمانہ ان کے فیصلوں اور تدبیروں کے خلاف چلتا ہے۔

فَقَدْ عَنِيَتْ ثُبَيْتَةَ بِسَالِمٍ حَتَّى رَبَا جِسْمُهُ وَنَمَا عَقْلُهُ وَأَصْبَحَ غُلَامًا ذَكِيَّ الْقَلْبِ سَرِيعَ الْحِسِّ حَدِيدَ اللِّسَانِ كَمَا قَدَّرَ الْيَهُودِيُّ، أَوْ أَكْثَرَ مِمَّا قَدَّرَ، وَكَانَتْ ثُبَيْتَةُ لَهُ مُحِبَّةً وَبِهِ مُغْتَبَطَةً وَعِنْدَهُ رَاضِيَةً، وَقَدْ خَطَبَهَا الرَّجَالُ مِنَ الْأَوْسِ

وَالْخُزَجَ وَمِنْ أَشْرَافِ الْبَادِيَةِ حَوْلَ يَثْرِبَ، فَأَمْتَنَعَتْ عَلَيْهِمْ، وَاعْتَلَّتْ عَلَى أَهْلِهَا فِي ذَلِكَ حَتَّى أُعِيَتْهُمْ.

شبیتہ سالم کے ساتھ (خدمت کرنے میں) مشغول ہو گئی تا آنکہ وہ فریبہ جسم ہو گیا اور اس کی عقل بھی زیادہ ہو گئی۔ وہ اس طرح تیز خاطر، خوب حساس اور چرب زبان نوجوان ہوا جس طرح یہودی نے اندازہ لگایا تھا بلکہ اس کے اندازہ سے بھی زیادہ۔ شبیتہ اس سے محبت کرنے والی، اس پر رشک کرنے والی اور اس سے خوش تھی۔ اس شبیتہ کو اس و خزر ج اور یثرب کے ارد گرد کے دیہاتوں کے معزز لوگوں نے پیغام نکاح بھیجا تو اس نے انکار کر دیا اور اپنے گھر والوں کو اس بارے میں عذر پیش کرتے کرتے عاجز کر دیا۔

اعتلت: علل (اقتعال) اعتللاً عذر بیان کرنا، مشغول رہنا (ن، ض) عللاً، عللاً دوسری مرتبہ پینا، پلانا (تفعیل) تعلیلاً بار بار پلانا، علت بیان کرنا (إِفعال) إعللاً گھونٹ گھونٹ پلانا، بیمار کرنا (تفعّل) تعللاً حجت ظاہر کرنا، مشغول رہنا۔ أعیتهم: عیی (إفعال) إعیاء عاجز کر دینا، تھکانا (ف، س) عیاً عاجز ہونا (س) عیاً رک جانا (تفعیل) تعییۃ (مفاعله) معایۃ غیر مفہوم کلام کہنا، پیچیدہ گفتگو کرنا۔

وَلَكِنَّ وَفَدَ قُرَيْشٌ يَمْرُؤْنَ بِيَثْرِبَ مُنْصَرَفُهُمْ مِنَ الشَّامِ ذَاتَ عَامٍ، فَيَمْكُثُونَ فِيهَا أَيَّامًا وَيَسْمَعُ أَبُو حَذِيفَةَ هُشَيْمُ بْنُ عَتَبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ بِحَدِيثِ ثُبَيْتَةَ هَذِهِ وَقِصَّةَ غَلَامِهَا ذَاكَ، فَيُعْجِبُهُ مَا يَسْمَعُ، ثُمَّ يُحِبُّ أَنْ يَتَزَيَّدَ مِنْ أَخْبَارِهَا فَيَلْبِسُ بِقَوْمِهَا وَيَقُولُ لَهُمْ وَيَسْمَعُ مِنْهُمْ، فَتَقَعُ ثُبَيْتَةُ مِنْ نَفْسِهِ مَوْفِعًا حَسَنًا، مَعَ أَنَّهُ لَمْ يَرَهَا وَلَمْ يَسْمَعْ لَهَا، وَإِنَّمَا سَمِعَ عَنْهَا فَرَضِي،

لیکن جب قریش کا ایک وفد شام سے واپسی پر یثرب سے اس سال گزرا تو چند دن کیلئے وہاں ٹھہر گیا اور ابو حذیفہ ہشیم بن عتبہ بن ربیعہ نے اس شبیتہ اور اسکے اس غلام کا قصہ سنا تو اس کو یہ بڑا بھلا لگا پھر اس نے چاہا کہ اسکی مزید معلومات حاصل کرے، اسکے قبیلہ کے پاس جاتا ہے، ان سے کچھ کہتا اور سنتا ہے جسکی وجہ سے اس کے دل میں باوجود اسکے کہ اس نے شبیتہ کو دیکھا تھا اور نہ اس سے کچھ سنا تھا اچھی جگہ پالی، بس صرف اسکے بارے میں سن کر ہی تیار ہو گیا تھا۔

فیلم: لم (ن) لئنا کسی کے پاس آ کر نازل ہونا، جمع کرنا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۳۸۸ پر ہے  
وَإِذَا هُوَ يَخْطُبُ هَذِهِ الْفَتَاةَ الْأَبْيَةَ، فَتَمْتَنِعُ عَلَيْهِ أَوَّلَ الْأَمْرِ، حَتَّى إِذَا عَلِمَتْ بِمَكَانِهِ مِنْ قُرَيْشٍ وَبِأَنَّهُ مِنْ أَشْرَافِهَا وَذَوَى الْمَنْزِلَةِ الرَّفِيعَةِ فِيهَا، وَبِأَنَّهُ

مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ وَأَهْلِ الْحَرَمِ الَّذِي رُدَّ عَنْهُ أَصْحَابُ الْفَيْلِ، وَالَّذِي لَا يَعْدُو عَلَيْهِ إِلَّا الْفَجْرَةُ الْآثُمُونَ، شَكَّتْ يَوْمًا وَيَوْمًا، ثُمَّ أَصْبَحَتْ مُسْتَجِيبَةً لِحَظْبَةِ هَذَا الْمَكِّيِّ،

جب اس نے اس خوددار لڑکی کو پیغام نکاح بھیجا تو اس نے پہلی مرتبہ انکار کر دیا لیکن جب اس کو قریش میں ابو حذیفہ کے مقام، اس کا معزز اور بلند مرتبہ والا ہونا معلوم ہوا نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ بیت اللہ والوں میں سے اور اس حرم والوں میں سے ہے جس سے ہاتھیوں والوں کو لوٹا دیا گیا تھا اور جس پر سوائے فاجر و گناہ گاروں کے کوئی حملہ آور نہیں ہو سکتا تو دن بدن مائل ہونا شروع ہو گئی پھر اس کی شخص کے پیغام نکاح کو قبول کر لیا۔

وَيَعُوذُ أَبُو حَذِيفَةَ بِأَهْلِهِ وَيَسْأَلِمُ إِلَى مَكَّةَ فِي وَفْدِ قُرَيْشٍ، فَلَا يَكَاذُ يَسْتَفْرِ حَتَّى يُنْكِرَ مِنْ أَمْرِهَا بَعْضَ الشَّيْءِ، لَقَدْ أَصْبَحَ فَعْدًا عَلَى أَنْدِيَةِ قُرَيْشٍ، ثُمَّ أَمْسَى فَرَأَى إِلَى أَنْدِيَةِ قُرَيْشٍ، وَلَكِنَّهُ يَعْرِفُ مِنْ أَمْرِ هَذِهِ الْأَنْدِيَةِ كَثِيرًا، وَ يُنْكِرُ مِنْ أَمْرِهَا كَثِيرًا، تَرِيدُ نَفْسُهُ أَنْ تَطْمَئِنَّ وَأَنْ تَأْمَنَ وَأَنْ تَرْضَى، كَمَا تَعُوذُ مِنْ قَبْلِ، وَلَكِنَّهَا لَا تَجِدُ إِلَى الطَّمَأْنِينَةِ وَلَا إِلَى الْأَمْنِ وَلَا إِلَى الرِّضَا سَبِيلًا .

ابو حذیفہ اپنی زوجہ اور سالم غلام کو لے کر قریش کے وفد کے ساتھ مکہ واپس آتا ہے، ٹھہرتا ہی ہے کہ مکہ میں کچھ تو حساس محسوس کرتا ہے صبح ہوتے ہی قریش کی محفلوں میں جاتا اور شام کو بھی انکی مجلسوں میں جاتا لیکن ان مجلسوں کا بہت سارا معاملہ جانتا تھا اور کافی سارے معاملات سے اجنبی تھا اس کا جی چاہتا کہ حسب سابق مطمئن، مامون اور خوش رہے لیکن اس کو اطمینان، امن اور خوشی کا کوئی راستہ نہ ملا۔

انڈیہ: [مفرد] نادائی، مجلس جب تک کہ لوگ اس میں موجود رہیں، دیگر جمع نواب بھی آتی ہے [جمع] انڈیات۔ ندی (مفاعلہ) مناداة پکارنا، مجلس میں ہم نشین ہونا (اقتعال) انتداء مجلس میں جمع ہونا۔

يُحْسُ أَبُو حَذِيفَةَ كَأَنَّ شَيْئًا يَنْقُصُ هَذِهِ الْأَنْدِيَةَ، وَكَأَنَّ حَدَثًا قَدْ حَدَثَ فِي مَكَّةَ لَا يُدْرَى أَيْسَرُ هُوَ أَمْ خَطِيرٌ، وَلَكِنْ شَيْئًا قَدْ حَدَثَ فَغَيَّرَ مِنْ أَمْرِ قَوْمِهِ تَغْيِيرًا يُحْسُهُ وَلَا يُحَقِّقُهُ، ثُمَّ يَلْتَمِسُ بَعْضَ صَدِيقِهِ فِي أَنْدِيَةِ قُرَيْشٍ فَلَا يَجِدُ هُمْ، يَسْأَلُ: أَيُّنَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ الْأُمَوِيِّ؟ وَأَيُّنَ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ التَّيْمِيِّ؟ وَأَيُّنَ فُلَّانَ وَفُلَّانَ مِنْ ذَوِي مَوَدَّتِهِ؟ فَلَا يُجِيبُهُ قَوْمُهُ بِالتَّصْرِيحِ، وَإِنَّمَا يُؤَثِّرُ بَعْضُهُمْ

الصَّمْتُ، وَيَذْهَبُ بَعْضُهُمْ مَذْهَبَ التَّوْرِيَّةِ، وَيَلْوِي بَعْضُهُمُ أَلْسِنَتَهُمْ بِأَحَادِيثَ لَا تُفْصِحُ وَلَا تُبَيِّنُ،

ابو حذیفہ نے محسوس کیا گویا کہ ان مجلسوں میں کچھ کی گنتی ہے اور مکہ میں کچھ نہ کچھ ہو چکا ہے وہ نہیں جانتا کہ چھوٹا واقعہ ہوا ہے یا بڑا لیکن بہر حال کچھ نہ کچھ ہو چکا تھا جس نے اسکی قوم میں تبدیلی پیدا کر دی تھی جسے یہ محسوس تو کر چکا تھا لیکن حقیقت تک رسائی نہ ہو سکی تھی پھر قریش کی محفلوں میں اپنے کچھ دوستوں کو تلاش کرتا ہے، نہ ملنے پر پوچھتا ہے عثمان بن عفان اموی کہاں ہے؟ طلحہ بن عبید اللہ تمہی کہاں ہے؟ فلاں اور فلاں دوست کہاں ہے؟ قوم نے کوئی واضح جواب نہ دیا، بعض نے خاموشی اختیار کی، بعض نے تو یہ اختیار کیا اور بعض نے اپنی زبانوں کو ایسی باتوں کی طرف موڑ دیا جو ظاہر اور واضح نہ تھیں (یعنی طرف لسانی سے کام لیا)

وَيَسْرَى أَبُو حُذَيْفَةَ وَيَسْمَعُ، فَيُبْعِدُ الْأَمَدَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الطَّمَانِينَةِ وَالْأَمْنِ وَالرِّضَا، ثُمَّ يُصْبِحُ ذَاتَ يَوْمٍ وَقَدْ انْجَلَتْ لَهُ بَصِيرَتُهُ، وَوَضَحَ لَهُ وَجْهُ الْحَزْمِ مِنْ أَمْرِهِ، أَنَّ صَدِيقَهُ أَوْلَيْكَ بِمَكَّةَ لَمْ يُفَارِقُوا وَلَمْ يَبْرَحُوا أَرْضَ الْحَرَمِ، فَمَالَهُ يَسْأَلُ عَنْهُمْ وَلَا يَلُمُّ بِهِمْ، وَلَا يَكَادُ هَذَا الْخَاطِرُ يَخْطُرُ لَهُ حَتَّى يَقْصُدَ قَصْدَ فَلَانٍ أَوْ فَلَانٍ مِنْ أَوْلَيْكَ الصَّدِيقِ.

ابو حذیفہ دیکھتا اور سنتا رہتا لیکن اسکے اور اطمینان، امن اور خوشی کے درمیان فاصلوں نے دوری پیدا کر دی، پھر ایک دن صبح ہوتے ہی اس کی بصیرت نے کام دکھایا اور اس پر معاملے کی پریشانی کی وجہ واضح ہو گئی (وہ یہ کہ) اس کے وہ دوست تو مکہ ہی میں ہیں اس سے جدا ہوئے ہیں نہ ارض حرم کو چھوڑ کر گئے ہیں، پھر اس کو کیا ہے کہ ان سے پوچھتا ہے اور نہ ان کے پاس جاتا ہے؟ یہ خیال آتا ہی تھا کہ اس نے ان دوستوں میں سے فلاں یا فلاں کے پاس جانے کا ارادہ کر لیا۔

وَقَدْ أَلَمَ بِعُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ وَكَانَ لَهُ خَلِيلًا عَلَى مَا كَانَ بَيْنَهُمَا مِنْ تَفَاوُتٍ فِي السِّنِّ، كَانَ عُثْمَانُ قَدْ تَخَطَّى الْأَرْبَعِينَ أَوْ كَادَ، وَكَانَ أَبُو حُذَيْفَةَ لَمْ يَبْلُغِ الثَّلَاثِينَ بَعْدَ، وَلَكِنَّ الْوُدَّ كَانَ بَيْنَهُمَا قَدِيمًا مَتِينًا، زَادَتْهُ الصُّحْبَةُ فِي الْأَسْفَارِ قُوَّةً وَأَيْدًا، فَلَمَّا بَلَغَ أَبُو حُذَيْفَةَ دَارَ عُثْمَانَ وَدَخَلَ عَلَيْهِ تَلَقَّاهُ صَدِيقُهُ بِمَا تَعَوَّدَ أَنْ يَتَلَقَّاهُ بِهِ مِنَ الْبُشْرِ وَالْبَشَاشَةِ وَمِنَ الرَّفْقِ وَاللَّيْنِ، وَلَكِنَّ أَبَا حُذَيْفَةَ أَنْسَ مِنْ صَدِيقِهِ عَلَى ذَلِكَ كُلِّهِ شَيْئًا مِّنْ تَحَفُّظٍ وَاحْتِشَامٍ،

اور وہ (ابو حذیفہ) حضرت عثمان بن عفان ؓ کے پاس آیا جو عمروں میں باہم تفاوت کے باوجود اسکے گہرے دوست تھے، حضرت عثمان ؓ کی عمر چالیس سال سے تجاوز ہو چکی تھی یا ہونے کے قریب تھی اور ابو حذیفہ کی عمر تو ابھی تیس سال بھی نہیں تھی لیکن ان دونوں کی باہمی محبت پرانی اور مضبوط تھی، اسفار میں باہمی مراقت نے قوت اور زیادہ مضبوطی پیدا کر دی تھی۔ چنانچہ جب ابو حذیفہ حضرت عثمان ؓ کے گھر پہنچے اور اندر داخل ہوئے تو حضرت عثمان ؓ حسب عادت خندہ پیشانی اور ہنس کر نرمی اور مہربانی سے ملے، ابو حذیفہ ان سب باتوں کی وجہ سے اپنے دوست سے مانوس ہوئے لیکن کچھ ہچکچاہٹ اور ناگواری سی محسوس کی۔

**تخطی:** خطو (تفعّل) تخطّیا (اعتعال) اخطاء اتجاوز کرنا، پھاندنا (ن) خطوا قدموں کے درمیان کشادگی کر کے چلنا (تفعیل) تخطّیہ قدموں کو کشادہ کر کے چلنا، زائل کیا جانا۔ متینا: مضبوط، قوی۔ متن (ک) متناہ مضبوط و قوی ہونا (ن) متناہا قامت کرنا، قسم کھانا (ن، ض) متناہ پیٹھ پر مارنا (تفعیل) تمتینا مضبوط بنانا (مفاعله) ممتناہا ثلنا۔ اید۱: اید (ض) ایدام مضبوط و سخت ہونا، قوی کرنا، ثابت کرنا (تفعّل) سناید اتوی ہونا۔ البشیر: کشادہ روئی، چہرہ کی رونق۔ بشر (ض، س) بشر، خوش ہونا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۲۳۸ پر ہے۔ احتشام: حشم (اعتعال) احتشاماً منقبض ہونا، غضبناک ہونا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۲۰۸ پر ہے۔

قَالَ أَبُو حَذِيفَةَ: لَقَدْ التَّمَسْتُكَ أَبَا عَمْرٍو فِي أُنْدِيَةِ قُرَيْشٍ مُنْذُ عَادَ الْوُلْدُ إِلَى مَكَّةَ فَلَمْ أَجِدْكَ، فَمَا عَسَى أَنْ يَكُونَ قَدْ حَبَسَكَ عَنْ قَوْمِكَ؟ قَالَ عُثْمَانُ: لَمْ أَنْشَطْ لَهُنَّهِ الْأُنْدِيَةَ وَلَا لِمَا يَدُورُ فِيهَا مِنْ حَدِيثٍ، قَالَ أَبُو حَذِيفَةَ: فَهَلْ أَنْكَرْتَ مِنْ قَوْمِكَ شَيْئًا؟ وَهَنَاسَكَتَ عُثْمَانُ وَلَمْ يُجِبْ، فَأَعَادَ عَلَيْهِ أَبُو حَذِيفَةَ مَقَالَتَهُ، فَأَمَعَنَ عُثْمَانُ فِي الصَّمْتِ، قَالَ أَبُو حَذِيفَةَ: إِنَّ لَكَ أَبَا عَمْرٍو وَلِشَانًا وَلَا وَاللَّاتِ وَالْعُزَّى، وَلَكِنْ عُثْمَانُ لَمْ يَكْذِبْ سَمْعَ قَسَمِهِ هَذَا حَتَّى لَوْى وَجْهَهُ. وَيَنْظُرُ أَبُو حَذِيفَةَ فَإِذَا وَجْهَ صَاحِبِهِ قَدْ اِرْبَدَ وَظَهَرَ فِيهِ غَضَبٌ لَمْ يَأْلَفْهُ مِنْهُ قَطُّ، قَالَ أَبُو حَذِيفَةَ: وَيَحْكُ أَبَا عَمْرٍو! إِنَّكَ لَتَعْرِفُ مَا بَيْنَكَ وَبَيْنِي مِنَ الْوُدِّ، وَإِنَّكَ لِي لَخَلِيلٌ وَفِي أَمِينٍ، فَأَظْهَرَنِي عَلَى ذَاتِ نَفْسِكَ، قَالَ عُثْمَانُ فِي صَوْتٍ وَادِعٍ لَيْنٍ: فَإِنْ شِئْتُ أَنْ تَسْتَبْقَى مَا بَيْنَنَا مِنَ الْوُدِّ فَلَا تَذْغِرِ اللَّاتَ وَالْعُزَّى وَهَذِهِ الْأَلِهَةُ الَّتِي لَا تُغْنِي عَنْكُمْ شَيْئًا،

ابو حذیفہ گویا ہوئے کہ اے ابو عمرو! جب سے وفد مکہ واپس آیا ہے میں نے اس



وقت سے آپ کو قریش کی محفلوں میں تلاش کیا لیکن آپ کو نہیں پایا، وہ کیا چیز ہو سکتی ہے جس نے آپ کو اپنی قوم سے روکا؟ حضرت عثمان ؓ نے جواب فرمایا میں ان مجلسوں میں جانے کو بالکل تیار نہیں ہوں اور نہ ہی ان باتوں کے لئے جو وہاں ہوتی ہیں، ابو حذیفہ نے کہا کیا آپ اپنی قوم سے کسی شے کا انکار کرتے ہیں؟ اس وقت حضرت عثمان ؓ خاموش ہو گئے اور کوئی جواب نہ دیا۔ ابو حذیفہ نے اپنی بات دہرائی لیکن حضرت عثمان ؓ خاموشی میں دور تک چلے گئے (انکی خاموشی گہری ہو گئی) ابو حذیفہ نے کہا اے ابو عمرو! لات وعزى کی قسم! آپ کا کوئی اہم معاملہ ہے، لیکن حضرت عثمان نے یہ قسم سنی نہ تھی (سن تو چکے تھے لیکن سنتے ہی فوراً رد عمل ظاہر فرمایا اس قسم کا سننا تھا) کہ حضرت عثمان ؓ نے اپنا چہرہ پھیر لیا ابو حذیفہ نے دیکھا کہ اچانک ان کے چہرے کا رنگ بدل چکا ہے اور غصہ کے ایسے آثار نمایاں ہیں جن کے بارے میں حضرت عثمان سے وہ مانوس نہ تھا (جوان سے پہلے کبھی نہ دیکھے تھے) تو ابو حذیفہ نے کہا اے ابو عمرو! تیرے لئے ہلاکت ہو میری اور آپ کی جو محبت ہے اس کو آپ اچھی طرح جانتے ہیں اور بلاشبہ آپ میرے گہرے دوست اور میرے معتمد آدمی ہیں مجھے اپنے بارے میں باخبر کیجئے، تب حضرت عثمان ؓ نے پراطمینان اور نرم لہجے میں کہا کہ اگر آپ چاہتے ہیں کہ میری اور آپ کی محبت بحال رہے تو لات، عزى اور ان دوسرے جھوٹے معبودوں کا ذکر چھوڑ دو یہ ایسے الہ ہیں جو تجھے کچھ نفع نہیں پہنچا سکتے۔

**أمعن:** معن (إفعال) اِمعانا مبالغہ کرنا، معاملہ کی گہرائی تک پہنچنا، حق کے انکار کے بعد اقرار کرنا (ن) مَعْنًا ناشکری کرنا (ف) مَعْنًا (ک) مَعْنًا آہستہ آہستہ بہنا (تفعل) تمعنا ذلیل و حقیر ہونا۔ لوی: لوی (ض) لَویا، لَوّیا موڑنا، بٹنا۔ لَویا پوشیدہ رکھنا، اعراض کرنا (افعال) التواء ادشوار ہونا، سستی کرنا۔ اربد: اربد (افعال) اربدا اِخا کستری رنگ والا ہونا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۱۱ پر ہے۔

وَهَذَا لَكَ وَجَمَ أَبُو حَذِيفَةَ وَجُمَةً قَصِيرَةً، ثُمَّ قَالَ: وَيَبْحَكَ أَبَا عَمْرٍو! فَإِنَّكَ إِذْنٌ قَدْ صَوَّبْتَ؟ قَالَ عُثْمَانُ فِي صَوْبِ أَشَدِّ دَعَا وَأَعْظَمَ لَيْثًا: لَمْ أَصِبْ أَبَا حَذِيفَةَ، وَإِنَّمَا اهْتَدَيْتُ، إِنَّكَ فَتَى حَازِمٍ رَشِيدٍ لَمْ تَتَقَدَّمْ بِكَ الشَّنُّ بَعْدُ، وَلَكِنَّكَ قَدْ رَأَيْتَ الدُّنْيَا وَطَوَّفْتَ فِي أَقْطَارِ الْأَرْضِ وَبَلَوْتَ أَخْبَارَ النَّاسِ وَجَرَّبْتَ الْأَحْدَاثَ وَالْخُطُوبَ، أَفَتَرَى مِنَ الرُّشْدَانِ يُؤْمِنُ بِمِثْلِكَ وَمِثْلِي لِأَنْصَابٍ مِنْ خَشَبٍ وَصَخَرٍ صَوَّرَهَا النَّاسُ بِأَيْدِيهِمْ، وَيَسْتَطِيعُ مَنْ شَاءَ مِنْهُمْ أَنْ يَجْعَلَهَا

جَدَاذَا؟ قَالَ أَبُو حُدَيْفَةَ: مَا أَرَاكَ أَبَا عَمْرٍو إِلَّا رَشِيدًا، وَلَكِنِّي لَمْ أَفَكِّرْ فِي هَذِهِ الْأَشْيَاءِ قَطُّ، وَإِنَّمَا وَجَدْتُ قَوْمًا يَعْبُدُونَ هَذِهِ الْأَنْصَابَ فَصَنَعْتُ صَنِيعَهُمْ.

اب تو ابو حذیفہ کے ماتھے پر بھی کچھ بل پڑ گئے اور بولے اے ابو عمرو! ہلاکت ہو تیرے لئے کیا تو اس وقت صابی (آبائی دین چھوڑنے والا) ہو گیا ہے؟ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انتہائی زیادہ پر اطمینان اور نرم لہجے میں کہا اے ابو حذیفہ! میں نے آباء کی دین چھوڑا نہیں بلکہ ہدایت یافتہ ہو گیا ہوں، بلاشبہ آپ ایک دور اندیش اور عقلمند آدمی ہیں ابھی تک آپ کی اتنی عمر نہیں گزری لیکن آپ نے دنیا دیکھی ہے اور روزے زمین کے مختلف خطوں میں گھومے ہیں اور لوگوں کی خبروں کو آزما یا ہے، مصائب اور پریشان کن حالات کو پرکھا ہے کیا یہ عقلمندی کی بات ہوگی کہ مجھ جیسا اور تجھ جیسا شخص ان بتوں اور صورتوں پر جن کو کٹھڑی اور پتھر سے لوگوں نے اپنے ہاتھوں سے تراشا (گھڑا) ہے اور ان میں سے جو چاہے اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر سکتا ہے ایمان لائے؟ ابو حذیفہ نے کہا اے ابو عمرو! میں آپ کو عقلمند آدمی ہی سمجھتا ہوں لیکن میں نے تو کبھی ان چیزوں کے بارے میں غور نہیں کیا، میں نے اپنی قوم کو ان بتوں کی عبادت کرتے دیکھا میں بھی انہی کی طرح کرنے لگ گیا۔

**وجہ (ض)** وُجْہا، جو ماضی شدت غم کی وجہ سے ترش رو ہو کر سر جھکانا، مکا مارنا شدت غیظ یا خوف سے گفتگو سے عاجز رہنا، ناپسند کرنا، نرم دل اور غمگین ہونا۔ **صَبوت** : صبا (ف، ک) صَبًا، صَبُوًا تبدیلِ مذہب کرنا، صابن کا دین اختیار کرنا، اچانک پہنچ جانا [الصابی] ایک قوم جو ستاروں کی پرستش کرتی تھی، ایک قول میں وہ نوح علیہ السلام کے دین کے پیروکار تھے، ایک قول یہ ہے کہ انکے علاوہ کوئی اور تھے۔ **حِزَم** : حِزَم (ک) خُزْمًا ہوشیاری اور دوراندیشی سے کام لینا (ض) خُزْمًا باندھنا (س) خُزْمًا سینہ میں کسی چیز کا پھنس جانا (اِفعال) اِحْزَمْنَا تھک کرنا (اِفعال) اِحْزَمْنَا (تفعیل) تَحْزَمْنَا (تحرّ ماری وغیرہ سے کمر کرنا۔ **اَنْصَاب** : [مفرد] اَنْصُوبُ بت، کھڑی کی ہوئی چیز مصیبت۔ **نَصَب** (ض، ن) نَصْبًا کھڑا کرنا، تھکانا (س) نَصْبًا تھکانا، کوشش کرنا (تفعیل) اَنْصَبْنَا باندھ کرنا (مفاعله) مَنَاصِبًا دشمنی کرنا، مقابلہ کرنا۔ **جِلْدًا** : کھڑا، توڑا ہوا۔ **جَذَذ** (ن) جَذَّ اَوْ تَوَزَّ، تیز چلنا (تفعیل) تَجَذَّذُ اَوْ تَوَزَّذُ قوم سے اپنی پیروی چاہنا اور انکی نمائندگی (تفعیل) تَجَذَّذُ اَوْ تَوَزَّذُ اُکھڑے کھڑے ہونا۔

قَالَ عُثْمَانُ: وَإِذَا أَسْفَرَ الْهُدَى وَحَصَّصَ الْحَقُّ؟ قَالَ أَبُو حُدَيْفَةَ: فَقَدْ وَجَبَ عَلَيْنَا أَنْ نَهْتَدِيَ وَنَتَّبِعَ الْحَقَّ، مَتَى تَسْتَضِحُّنِي إِلَى مُحَمَّدٍ؟ قَالَ

عُثْمَانُ: الْآنَ إِن شِئْتَ، وَأَمْسَى أَبُو حُذَيْفَةَ مُسْلِمًا، وَدَخَلَ بِإِسْلَامِهِ عَلَى بُيُوتِهِ فَلَمْ تَكُنْ تَسْمَعُ لَهُ حَتَّى آمَنْتَ بِمُحَمَّدٍ وَمَا جَاءَ بِهِ، وَسَمِعَ الْغُلَامَ سَالِمَ حَدِيثَهُمَا فَمَالَتْ إِلَيْهِ نَفْسُهُ، وَإِذَا هُوَ يُؤْمِنُ كَمَا آمَنَّا، وَلَمْ يَتَقَدَّمِ اللَّيْلُ حَتَّى زَادَتْ بُيُوتُ الْإِسْلَامِ فِي مَكَّةَ بَيْتًا.

تو حضرت عثمان ؓ نے پوچھا جب ہدایت اور حق روز روشن کی طرح واضح ہو جائیں (تو پھر؟) ابو حذیفہ بولے! تو پھر ہم پر لازم ہے کہ ہدایت پائیں اور حق کی پیروی کریں تو آپ مجھے کب اپنے ساتھ محمد ﷺ کے پاس لے کر جاؤ گے؟ حضرت عثمان ؓ نے فرمایا کہ اگر آپ چاہیں تو ابھی (چلتے ہیں) اور (بالآخر) ابو حذیفہ مسلمان ہو گئے اور اپنے اسلام کے ساتھ مشیت کے پاس تشریف لائے انہوں نے جو نبی انکی بات سنی وہ بھی محمد ﷺ پر اور جو کچھ وہ لائے تھے اس پر ایمان لے آئیں، انکے غلام سالم نے ان دونوں کی بات سنی تو اس کا جی بھی اسلام کی طرف لپچاپا تو اسی لحاظ ان دونوں کی طرح وہ بھی ایمان لے آئے (اس طرح) ایک رات بھی نہ گزری تھی کہ مکہ کے اندر اسلام کے گھروں میں ایک اور گھر کا اضافہ ہو گیا۔

أسفر: سفر (افعال) اسفلز روشن ہونا، واضح ہونا (ن) سُفُوز روشن ہونا، چہرہ کھولنا، سفر کے لئے روانہ ہونا حصح: حصص (فعلل) حصص پوشیدگی کے بعد ظاہر ہونا، مضبوط و مستحکم کرنے کے لئے حرکت دینا (تفعلل) تھکنا زمین سے چھٹنا اور برابر ہونا۔

وَمَضَى أَيَّامَ قَلِيلَةٍ وَإِذَا بُيُوتُهُ تَعَلَّمُ أَنَّ مُحَمَّدًا يَدْعُو إِلَى إِغْتِنَاقِ الرِّقَابِ، وَيَعِدُ الَّذِينَ يَقْبَلُونَ الرِّقَابَ مَغْفِرَةً مِنَ اللَّهِ وَرَحْمَةً وَرِضْوَانًا: فَدَعَا إِلَيْهَا غُلَامُهَا ذَاكَ الْفَارِسِيُّ وَقَوْلُ لَهُ: إِذْهَبْ سَالِمُ فَإِنِّي قَدْ سَيِّتَكَ لِلَّهِ عَزَّ وَجَلَّ قَوْلَ مَنْ شِئْتُ، قَالَ سَالِمٌ لِأَبِي حُذَيْفَةَ: فَهَلْ لَكَ فِي أَنْ تَكُونَ لِي وَلِيًّا؟ قَالَ أَبُو حُذَيْفَةَ: هَيْهَاتَ! لَنْ أَتَّخِذَكَ مَوْلَى، وَإِنَّمَا أَنْتَ ابْنُ لِي مِنْذُ الْيَوْمِ.

تھوڑے ہی دن گزرے تھے جب حضرت مشیت رضی اللہ عنہا کو معلوم ہوا کہ محمد ﷺ غلام کو آزاد کرنے کی دعوت دیتے ہیں اور ان لوگوں کے لئے جو گردنوں (انسانوں) کو غلامی سے نجات دلاتے ہیں مغفرت و رحمت خداوندی اور باری تعالیٰ کی رضا کا وعدہ فرماتے ہیں تو انہوں نے اپنے اس فارسی غلام کو اپنے پاس بلایا اور اس سے فرمایا اے سالم ؓ! جا تجھے میں نے اللہ کے لئے آزاد کیا چنانچہ تو جس کو چاہے اپنا آقا بنا لے تو سالم ؓ نے ابو حذیفہ ؓ

سے عرض کیا، کیا آپ میرے آقا بننا پسند کریں گے؟ ابو حذیفہ ؓ نے فرمایا یہ نہیں ہو سکتا، میں ہرگز آپ کو اپنا مولیٰ نہیں بناؤں گا بلاشبہ آج سے آپ میرے بیٹے ہیں۔

**سیب:** (تفعلیل) تسبیحا آزاد کرنا (ض) تسبیحا ہر طرف کو بہنا، تیز چلنا، بغیر غور و فکر کے بولنا۔

اسْتَوْثَقَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِدَعْوَتِهِ وَلَا صَحَابِهِ وَلِنَفْسِهِ مِنْ حَيِّ يَثْرِبَ الْأَوْسَ وَالْخَزْرَجَ، وَعَاهَدَهُمْ أَنْ يُؤْوُوهُ وَيَنْصُرُوهُ وَيَحْمُوا ظَهْرَهُ وَيَقَاتِلُوا مِنْ دُونِهِ مَنْ بَغَى عَلَيْهِ أَوْ أَرَادَهُ بِسُوءٍ حَتَّى يُبْلَغَ رِسَالَاتِ رَبِّهِ. وَبَاقِعُهُ عَلَى هَذَا الْعَهْدِ نَقَبَاءُ هَذَيْنِ الْحَيِّينِ الْأَوْسِ وَالْخَزْرَجِ، ثُمَّ أُذِنَ لِلَّهِ بَعْدَ ذَلِكَ لِرَسُولِهِ وَلِلْمُسْلِمِينَ فِي الْهَجْرَةِ إِلَى مُسْتَقَرٍّ هُمْ الْجَدِيدُ، وَكَانَ الْإِسْلَامُ قَدْ سَبَقَهُمْ إِلَى يَثْرِبَ، بِبَشْرِهِ مِنْ أَرْسَلَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِيُبَشِّرَ بِهِ، فَكَانَتِ الْهَجْرَةُ إِلَى دَارِ اسْتَقَرٍّ فِيهَا الْإِسْلَامُ قَبْلَ أَنْ يَسْتَقِرَّ فِيهَا الْمُهَاجِرُونَ، وَقَدْ أُذِنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِأَصْحَابِهِ فِي الْهَجْرَةِ إِلَى الْمَدِينَةِ، فَجَعَلُوا يَلْهَبُونَ إِلَيْهَا أَرْسَالًا، وَهُوَ مُقِيمٌ بِمَكَّةَ يَنْتَظِرُ أَنْ يَأْذَنَ اللَّهُ لَهُ فِي الْخُرُوجِ.

رسول اللہ ﷺ نے یثرب کے دو قبیلوں اوس و خزرج سے اپنی دعوت، اپنے اصحاب اور اپنی جان کا وثیقہ لیا اور ان سے معاہدہ کیا کہ وہ آپ کو ٹھکانہ دیں گے، آپ کی مدد اور پشت پناہی کریں گے اور جو آپ ﷺ پر زیادتی کرے گا یا برائی کا ارادہ کریگا اسکے خلاف جنگ کریں گے یہاں تک کہ وہ (آپ) اپنے رب کے پیغامات پہنچا دیں، اوس و خزرج دونوں قبیلوں کے سرداروں نے اس معاہدہ پر بیعت کی پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر ﷺ اور مسلمانوں کو نئے ٹھکانے کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت مرحمت فرمادی۔ اسلام تو ان سے پہلے ہی یثرب میں پھیل چکا تھا اسکی خوشخبری اس شخص نے دی جس کو رسول اللہ ﷺ نے بھیجا تھا تاکہ وہ اسکی خبر لائے، یہ ایسے دار کی طرف ہجرت تھی جس میں مہاجرین کے ٹھہرنے سے پہلے اسلام کا غلبہ ہو چکا تھا۔ آپ ﷺ نے اپنے اصحاب کو مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت دی، تو صحابہ کرام مدینہ کی طرف گروہ در گروہ جانے لگے اور آپ ﷺ خود مکہ مکرمہ ہی میں قیام پذیر ہو کر اللہ تعالیٰ کی طرف سے نکلنے کی اجازت کا انتظار فرمانے لگے۔

وَاجْتَمَعَتْ جَمَاعَةُ الْمُسْلِمِينَ الْمُهَاجِرِينَ إِلَى إِخْوَانِهِمْ مِنَ الْأَنْصَارِ فِي قُبَاءَ، وَجَعَلُوا يَنْتَظِرُونَ أَنْ يُقَدَّمَ عَلَيْهِمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، وَكَانُوا فِي أَكْنَاءِ ذَلِكَ

يَقِيْمُوْنَ الصَّلَاةَ كَمَا كَانُوْا يَقِيْمُوْنَهَا بِمَكَّةَ، وَيَنْظُرُ الْمُسْلِمُوْنَ اِذَا اَقْرَوْهُمْ  
لِلْقُرْآنِ وَاَحْفَظُهُمْ عَنِ النَّبِيِّ سَالِمِ بْنِ اَبِي حَذِيْفَةَ، فَيَقْدُمُوْنَهُ لِيَوْمَهُمْ فِي الصَّلَاةِ  
وَفِيْهِمْ اَعْلَامٌ مِّنَ الْمُهَاجِرِيْنَ، مِنْهُمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ الَّذِي كَانَ اِسْلَامُهُ فَتْحًا،  
وَهِجْرَتُهُ نَصْرًا، وَخِلَافَتُهُ رَحْمَةً، كَمَا قَالَ فَيَمَّا بَعْدَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ.

ادھر مسلمان مہاجرین کی جماعت اپنے انصار بھائیوں کے پاس قبائلیں جمع ہوگئی  
اور سب (مل کر) رسول اللہ ﷺ کی آمد کا انتظار کرنے لگے، اس دوران وہ اسی طرح نماز پڑھتے  
رہتے تھے جس طرح مکہ میں پڑھتے تھے اور مسلمانوں نے غور و فکر کیا (جس کے نتیجہ میں) ان  
پر ظاہر ہوا کہ) ان سب میں بڑے ماہر قرآن اور نبی کریم ﷺ سے زیادہ محفوظ کرنے والے  
سالم بن ابی حذیفہ ؓ ہیں چنانچہ نماز کی امامت کے لئے ان کو آگے کرتے حالانکہ ان کے اندر  
مہاجرین کی نمایاں شخصیات موجود تھیں جن میں ایک حضرت عمر ؓ تھے جن کا اسلام فتح،  
ہجرت نصرت اور خلافت رحمت تھی جیسا کہ بعد میں حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ نے فرمایا تھا  
وَيَنْظُرُ الْمَشْرِكُونَ وَالْمُنَافِقُونَ مِنَ الْأَوْسِ وَالْخَزَرِجِ فَيَرَوْنَ هَذِهِ  
الْجَمَاعَةَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ يَقْدُمُونَ سَالِمًا لِيَوْمَهُمْ فِي الصَّلَاةِ،  
فَيَكْبِرُونَ مِنْ أَمْرِ سَالِمٍ هَذَا بَادِي الرَّأْيِ، ثُمَّ لَا يَلْبَثُونَ أَنْ يَذْكُرُوهُ وَيَعْرِفُوهُ،  
يَقُولُ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: لَا تَرَوْنَ إِلَى هَذَا الرَّجُلِ الَّذِي يُصَلِّيْ بِهَذِهِ النَّاجِمَةِ  
مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ مَنْ هَاجَرَ مِنْهُمْ إِلَى الْمَدِيْنَةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِهَا! إِنَّهُ  
سَالِمٌ، لَا تَذْكُرُونَ سَالِمًا؟ فَيَجْهَدُ الْقَوْمُ أَنْفُسَهُمْ لِيَذْكُرُوهُ، وَلَكِنْ بَعْضُهُمْ  
يُعِيْدُ عَلَيْهِمْ قِصَّةَ ذَلِكَ الْيَهُودِيِّ الَّذِي كَانَ يَعْرِضُ عَلَى الْعَرَبِ وَالْيَهُودِ  
صَبِيًّا حَدَّثَنَا لَا يَخْسَنُ الْعَرَبِيَّةَ وَلَا يَفْهَمُهَا. وَمَا هِيَ إِلَّا أَنْ يَسْمَعُوا بَدْءَ هَذِهِ  
الْقِصَّةِ حَتَّى يَسْتَحْضِرُوا سَائِرَهَا، وَحَتَّى يَرَوْا ذَلِكَ الصَّبِيَّ الَّذِي مَسَّهُ الضَّرُّ  
وَوَضَعَهُ عَلَى الْبُؤْسِ وَزَهَدَ فِيهِ الْعَرَبُ وَالْيَهُودُ جَمِيعًا، وَاشْتَرَتْهُ ثُبَيْتَةُ بِنْتُ يَعَارٍ  
لَارْتِبَاعَةٍ فِيهِ بَلْ عَطْفًا عَلَيْهِ،

اوس و خزرج کے مشرک اور منافق لوگ جائزہ لیتے تو دیکھتے کہ مہاجرین اور انصار  
کی یہ جماعت نماز کی امامت کیلئے سالم کو آگے کرتے ہیں، بظاہر وہ حضرت سالم ؓ کے اس  
معاملہ کو بڑا سمجھتے پھر ان کا استحضار کرنے اور پہنچانے سے توقف نہ کرتے ایک دوسرے کو  
کہتے کہ کیا تم دیکھتے نہیں ہو اس شخص کو جو محمد ﷺ کے اصحاب کی اس نبی جماعت کو نماز پڑھا تا

ہے؟ جن میں سے بعض نے تو مدینہ کی طرف ہجرت کی ہے اور بعض مدینہ ہی کے باسی ہیں، یقیناً یہ شخص سالم ہے کیا تمہیں سالم کا استحضار نہیں ہے؟ ساری قوم ان کو ذہن میں لانے کی کوشش کرتی تاکہ ان کو یاد کریں کہ اچانک ان میں سے کوئی ان کیلئے اس یہودی کا قصہ دہراتا جو عرب اور یہودیوں کو ایک ایسا نوعمر بچہ پیش کرتا تھا جو اچھے طریقہ سے عربی جانتا تھا اور نہ ہی سمجھتا تھا۔ یہ صرف اس لئے کرتے کہ وہ اس واقعہ کی ابتداء سن کر بقیہ قصہ کا استحضار کریں اور اس بچے کو دیکھیں جس کو تکلیف لاحق ہوئی، تنگ حالی اس پر غالب آگئی اور عرب و یہود سب نے اس کو حقیر سمجھا اور شہیتہ بنت یعار نے بھی اس کو چاہت کی بناء پر نہیں بلکہ اس پر رحم کھاتے ہوئے خریدا۔

ثُمَّ يَقُولُ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: لَوْ عَاشَ سَلَامُ بْنُ جُبَيْرٍ لَرَأَى مِنْ صَبِيٍّ ذَاكَ عَجَبًا ثُمَّ يَقُولُ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: أَلَا تَرَوْنَ إِلَىٰ هَذِهِ النَّاجِمَةِ مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ يَوْمُهُمْ فَارِسِيٌّ قَدْ كَانَ بِالْأَنْمَسِ عَبْدًا؟ ثُمَّ يَرُدُّ بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ رَجَعَ هَذَا الْحَدِيثُ فَيَقُولُ: إِنَّ لِهَؤُلَاءِ النَّاسِ لَشَأْنًا. إِنَّهُمْ يَسْؤَدُونَ الْعَبِيدَ، وَيُلْغَوْنَ مَا بَيْنَ الْأَحْرَارِ وَالرَّقِيقِ مِنَ الْفُرُوقِ، وَإِنَّا لَنَرَحِمُ قُرَيْشًا مِمَّا أَلَمَ بِهِمَا، وَإِنَّا لَنَعَذِّرُ قُرَيْشًا مِمَّا فَعَلَتْ بِمُحَمَّدٍ وَأَصْحَابِهِ، وَلَوْ اسْتَطَعْنَا لَفَتَنَّا هُمْ كَمَا فَتَنَهُمْ قُرَيْشٌ، وَلَفَتَيْنَا هُمْ عَنْ أَرْضِنَا كَمَا نَفَتْنَاهُمْ قُرَيْشٌ، وَلَكِنْ هَلْ إِلَىٰ هَذَا مِنْ سَبِيلٍ؟ فَيَقُولُ قَائِلُهُمْ: هِيَ هَاتِ الْفَدَا أَمِنْ لَهُمْ أَوْ لَوْ الْبَاسُ وَالْقُوَّةُ مِنْ قَوْمِنَا.

پھر ایک دوسرے سے کہتے کہ اگر سلام بن جبیر زندہ ہوتا تو اپنے اس غلام کو انوکھا سمجھتا پھر ایک دوسرے سے کہتے کہ کیا تم دیکھتے نہیں ہو محمد ﷺ کے اصحاب کی اس نئی جماعت کو جن کی امامت ایک ایسا فارسی کرتا ہے جو کل تک غلام تھا؟ ایک دوسرے کو اس (مذکورہ) بات کا جواب دیتے ہوئے کہتے ان لوگوں کا تو کوئی الگ معاملہ ہے، یہ غلام کو سردار بناتے ہیں، آزاد اور غلام کے درمیان تمام فرق ختم کرتے ہیں۔ یقیناً قریش پر ان کی وجہ سے جو (ضرر) لاحق ہوا ہے ہمیں شفقت کرنی چاہئے اور قریش نے جو معاملہ محمد ﷺ اور ان کے اصحاب کے ساتھ کیا اس میں انہیں معذور سمجھنا چاہیے اگر ہم قادر ہوتے تو ان کو ایسے ہی سخت تکلیف دیتے جیسے قریش نے ان کو سخت تکلیف دی ہے اور ہم بھی ان کو اپنی زمین سے ایسے نکال دیتے جیسے قریش نے ان کو نکالا لیکن اس کا کوئی طریقہ ہے؟ انہیں میں سے کسی نے کہا کہ ایسا کرنا تو بہت بعید ہے کیونکہ انکو ہماری قوم کے طاقتور اور قوی لوگوں نے پناہ دی ہے۔

**یلعون:** لغو (افعال) إلغاء باطل کرنا، محروم کرنا (ن) لغوا (س) لغی غلطي کرنا  
بصلہ [با] مشتاق ہونا (مفاعله) ملاقات ہنسی مذاق کرنا (استفعال) استلغاء انگٹگو کرنا،  
لغت سننا۔

وَلَكِنَّ قَرِيبًا مِّنْ هَؤُلَاءِ الْمُتَحَدِّثِينَ يَسْمَعُونَ ثُمَّ يُنْكِرُونَ ثُمَّ يُؤْثِرُونَ الصَّمْتَ، ثُمَّ يَحْلُوا بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ فَيَسْتَأْنِفُونَ بَيْنَهُمْ حَدِيثًا جَدِيدًا يَعْجَبُونَ فِيهِ مِنْ أَمْرِ هَذَا الَّذِي كَانَ عَبْدًا بِالْأُمْسِ، ثُمَّ هُوَ يَوْمَ الْأَحْزَارِ فِي صَلَاتِهِمْ الْيَوْمَ، ثُمَّ يَتَّبِعُونَ الْمَهَا جَرِينَ فَيَرُونَ فِيهِمْ نَفَرًا غَيْرَ قَلِيلٍ مِنَ الرِّقِيِّ الَّذِينَ أَعْقَبُوا، أَعْتَقَهُمْ إِسْلَامُهُمْ، ثُمَّ يَتَّبِعُونَ سِيرَةَ الْأَحْزَارِ الْأَشْرَافِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ مَعَ هَؤُلَاءِ الَّذِينَ رُدَّتْ عَلَيْهِمُ الْحُرِّيَّةُ بَعْدَ أَنْ نَشَأُوا فِي الرِّقِّ،

لیکن ان باتیں کرنے والوں میں سے ہی ایک گروہ ایسا بھی تھا جو ان کی باتیں سنتا، اوپر سمجھتا، خاموشی اختیار کرتا پھر علیحدگی میں ایک دوسرے سے ملتے تو ایک نئی بات شروع کرتے اس میں اس شخص کے معاملہ کو بھلا سمجھتے جو پہلے غلام تھا اور آج نماز میں آزاد لوگوں کی امامت کرتا ہے پھر وہ مہاجرین کی ٹوہ میں لگتے تو دیکھتے کہ ان میں ایک غیر معمولی جماعت ان غلاموں کی ہے جو آزاد کئے گئے اور انکو انکے اسلام نے آزاد کرایا پھر وہ آزاد شریف الاصل مسلمانوں کی ٹوہ میں لگتے ہیں کہ ان کا معاملہ ان لوگوں کے ساتھ جنہوں نے غلامی میں نشوونما پائی اور پھر آزاد کر دیئے گئے کیا ہے؟

فَيَرُونَهَا تَقُومُ عَلَى الْإِحَاءِ وَالْعَدْلِ وَالنِّصْفَةِ وَالْمَسَاوَةِ، ثُمَّ يَتَحَدَّثُونَ فِي ذَلِكَ إِلَى الْمُسْلِمِينَ مِنْ قَوْمِهِمْ، فَيَقُولُ لَهُمْ هَؤُلَاءِ إِنَّ الْإِسْلَامَ لَا يَفْرُقُ بَيْنَ الْحُرِّ وَالرَّقِيقِ، وَلَا بَيْنَ النَّاسِ إِلَّا بِالْتَّقْوَى وَبِمَا يَقْدُمُونَهُ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ مِنَ الْبِرِّ وَالْخَيْرِ وَعَمَلِ الصَّالِحَاتِ، هُنَا لِكَ تَطْمَحُ قُلُوبُهُمْ إِلَى هَذِهِ الْمَسَاوَةِ الَّتِي لَمْ يَسْمَعُوا بِهَا مِنْ قَبْلُ، وَإِلَى هَذَا الْعَدْلِ الَّذِي لَمْ يَأْلَفُوهُ، وَإِذَا هُمْ يَمِيلُونَ إِلَى الْإِسْلَامِ، ثُمَّ يَسْرِعُونَ إِلَيْهِ، ثُمَّ يَخْرُصُونَ عَلَى أَنْ يَوْمَهُمْ سَالِمٌ بِنُ أَبِي حَذِيفَةَ، ذَلِكَ الَّذِي كَانَ عَبْدًا بِالْأُمْسِ فَأَصْبَحَ يَوْمَ الْأَشْرَافِ مِنْ قُرَيْشٍ وَمِنَ الْأَوْسِ وَالْخَزْرَجِ حِينَ يَقُومُونَ بِصَلَاتِهِمْ بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ.

چنانچہ وہ دیکھتے کفہ بھائی چارگی، عدل و انصاف اور برابری کو قائم رکھتے ہیں پھر اس بارے میں اپنی قوم کے مسلمانوں سے بات کرتے تو وہ مسلمان ان کو بتلاتے کہ اسلام

بلاشبہ آزاد، غلام اور دوسرے لوگوں کے درمیان محض تقویٰ، ان کی نیکی، اچھائی اور ان اعمال صالحہ کی وجہ سے، جو وہ اپنے لئے آئندہ کی زندگی کیلئے کرتے ہیں، تفریق کرتا ہے (وگرنہ ان میں کوئی تفریق نہیں ہے) اب ان کے دل اس مساوات کی طرف جس کو پہلے انہوں نے کبھی نہ سنا تھا اور اس انصاف کی طرف جو کہ ان کے لئے نامانوس تھا، متوجہ ہوئے اور اسلام کی طرف رغبت کرنے لگے پھر اسکی طرف جلدی کی (جلد ہی اس میں داخل ہو گئے) پھر یہ بھی حرص کرنے لگے کہ وہی سالم بن حذیفہؓ جو کل تو غلام تھے اور اب قریش اور اوس و خزرج کے معزز لوگ جب اللہ کے سامنے نماز ادا کرتے ہیں وہ ان کی امامت کرتے ہیں، ان کی امامت کریں۔

**تطمح:** طمّح (ف) طمّحا دیکھنا، نگاہ اٹھنا، مغرور ہونا (ف) طمّحا سرکش ہونا (تفعیل) تطمّحاً پھینکنا، اگلی ناگوں کو اٹھانا۔



## الْفِرْدَوْسُ الْإِسْلَامِيُّ فِي قَارَةِ آسِيَا

(للمستاذ علی الططاوی)

نَحْنُ الْآنَ فِي الْهِنْدِ، فِي الْقَارَةِ الَّتِي حَكَمْنَاهَا أَلْفَ سَنَةٍ، فِي الدُّنْيَا الَّتِي كَانَتْ لَنَا وَخَدْنَا، وَكُنَّا نَحْنُ سَادَتُهَا، فِي (الْفِرْدَوْسِ الْإِسْلَامِيِّ الْمَفْقُودِ) حَقًّا وَلَسِنْ كَانَتْ لَنَا فِي أُسْبَانِيَا أَنْدَلُسَ فِيهَا عَشْرُونَ مَلِيُونًا، فَلَقَدْ كَانَ لَنَا هُنَا أَنْدَلُسُ أَكْبَرُ، فِيهَا الْيَوْمَ أَرْبَعُمِائَةِ مَلِيُونٍ، خُمْسُ سُكَّانِ الْأَرْضِ، وَلَسِنْ

(۱) علی بن مصطفیٰ ططاوی ۱۳۲۷ھ میں دمشق میں پیدا ہوئے، آپ کے والد ماجد بہت بڑے مفتی تھے آپ نے علماء دمشق سے شرف تلمذ حاصل کیا، آپ کے مایہ ناز اساتذہ میں شیخ ابو خیر میدانی اور شیخ صالح تپوکی سرفہرست ہیں، کچھ عرصہ مدرسہ نظامیہ میں بھی اپنے علم کی پیاس بجھائی، سال سے کچھ کم عرصہ دارالعلوم مصریہ میں بھی تعلیم حاصل کرنے کا شرف حاصل ہوا، اسکے بعد ایک طویل عرصہ تک عراق، مصر اور لبنان میں صحافت اور لغت عربیہ کی خدمات میں مشغول رہے، ۱۹۴۰ء میں قضا کے عہدے پر فائز ہونے کے باوجود درس و تدریس کا مشغلہ نہ چھوڑا، آپ دمشق میں عدالت تنبیخ کے مشیر کار بھی رہے، پھر زمانے کے ناگہانی حوادث کی وجہ سے آپ کو سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر حجاز منتقل ہونا پڑا، وہاں مکہ کی ایک یونیورسٹی میں استاذ کے مرتبہ پر فائز رہے، وہیں سے ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر احادیث بیان کرنے اور سوالات کے جواب دینے میں مصروف ہوئے اور اپنے وسیع علم و ادب سے عوام کو بہت فائدہ پہنچایا، استاذ علی ططاوی ان کبار ادباء میں سے تھے جن کو عرب دنیا میں بہت ہی پذیرائی حاصل ہوئی آپ کا انداز تصنیف خوشنما، فصاحت و بلاغت سے مزین اور جدید و قدیم انداز کے محاسن سے مرقع ہے، یہ مقالہ جس میں تاریخ ہند و ہندوستان کی سیاحت کے بعد لکھا اور اس میں بھی آپ کا عربی ادب میں شہسوار ہونا معلوم ہوتا ہے، آپ کی بہت ساری تصانیف میں سے چند مشہور تصانیف ”ابو بکر الصدیق، عمر بن خطاب، رجال فی التاريخ، تفہیم القرآن“ ہیں۔



تَرَكَنَا فِي الْأَنْدَلُسِ مِنْ بَقَايَا شُهَدَائِنَا وَدِمَاءِ أَبْطَالِنَا، وَلَكِنْ خَلَفْنَا فِيهَا مَسْجِدَ  
قُرْطَبَةَ وَالْحَمْرَاءَ، فَإِنَّ لَنَا فِي كُلِّ شَبْرٍ مِنْ هَذِهِ الْقَارَةِ دِمَارٌ كَيْفَا أَرْقَانَهُ، وَحَضَارَةٌ  
خَيْرَةٌ وَشَيْئٌ جَنِّبَاتِهَا، وَطَرِزَتْ حَوَاشِيهَا، بِالْعِلْمِ وَالْعَدْلِ وَالْمُكْرَمَاتِ  
وَالْبُطُولَاتِ، وَإِنَّ لَنَا فِيهَا مَعَاهِدَ وَمَدَارِسَ، كَمْ أَنْارَتْ عُقُولًا وَفَتَحَتْ لِلْحَقِّ  
قُلُوبًا وَلَا تَزَالُ تَفْتَحُ الْقُلُوبَ وَتُنِيرُ الْعُقُولَ، وَإِنَّ لَنَا فِيهَا آثَارًا تَفُوقُ بِجَمَالِهَا  
وَجَلَالِهَا الْحَمْرَاءَ وَحَسْبُكُمْ (تاج محل) أَجْمَلُ بِنَاءٍ عَلَا ظَهَرَ الْأَرْضِ .

براعظم ایشیا میں گلشن اسلامی

ہم اب ہندوستان میں اس براعظم میں ہیں جس پر ہزار سال تک ہم نے حکومت  
کی، اس دنیا میں جو صرف اور صرف ہماری تھی اور ہم ہی اس (مجموعہ کردہ جنت نما اسلامی قلمرو)  
کے حکمران تھے، اگر ہسپانیہ میں ہمارے لئے اندلس تھا جس کی آبادی بیس ملین تھی تو ہمارے  
لئے یہاں ایک بڑا اندلس (ہندوستان) ہے، جس میں آج چار سو ملین لوگ یعنی زمین کی کل  
آبادی کا پانچواں حصہ (۱/۵) رہ رہے ہیں، اگر اندلس میں ہم اپنے شہداء کی باقیات اور اپنے  
بہادوروں کے خون چھوڑ آئے ہیں اور اگر ہم نے وہاں جامع مسجد قرطبہ اور قلعہ حمراء چھوڑا تو  
اس سرزمین (ہندوستان) کی ہر بالشت پر ہم نے اپنا مقدس لہو گرایا ہے، اس کے کونے کونے  
میں ایسی شائستہ تہذیب (چھوڑی) ہے جس نے اسکے کونے کونے کو مزین کر دیا ہے اور  
ملک کے گوشوں پر علم، عدل، سخاوت اور شجاعت کے ذریعے اپنا رنگ جمایا، یہاں پر ہمارے  
معابد اور مدارس ہیں جنہوں نے کتنی عقول کو منور کیا، حق کیلئے کتنے دلوں کو کھولا اور تاحال  
عقول کو منور اور دلوں کو کھول رہے ہیں اس میں ہمارے کچھ ایسے آثار ہیں جو اپنے جمال  
وجلال کی وجہ سے حمراء پر فائق ہیں (سے بڑھ گئے ہیں) آپ تاج محل کو لے لیجئے جو روئے  
زمین کی (بنائی گئی عمارتوں میں سے) خوبصورت ترین عمارت ہے۔

قارۃ: براعظم، خشکی [جمع] قَارَات - اسیبانیہ: ہسپانیہ، جہاں پہلے مسلمانوں کی  
حکمرانی تھی اس کو اندلس کہتے تھے آج عیسائیوں کی حکومت ہے اور اس کا موجودہ نام اسپین  
ہے۔ ابطال: [مفرد] بطل، بہادر۔ بطل (ک) بطلان، بطلان، دلیر ہونا (إفعال) ابطال لغو  
کام کرنا، ضائع کرنا (تفعل) بطل، بہادر بننا، بے کار رہنا۔ ارقنا: روق (إفعال) ارقنا  
گرانا، بہانا (ن) روقا صاف ہونا، فضیلت و خوبی میں بڑھ جانا۔ روقا تعجب میں ڈالنا،  
پسند آنا۔ حضارۃ: شہر کی بود و باش، شہر اور آباد مکانات، اسکے مقابل بدوۃ (دیہات)

آتا ہے۔ وشیث: وشی (ض) وشیاء وشیہ منقش کرنا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۵۵ پر ہے۔ جنبتاها: [مفرد] الجانب جانین، گوشے، انسان کا پہلو، دیگر جمع جواب بھی آتی ہے۔ جب (إفعال) اجنا یا پہلو میں چلنا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۸۲ پر ہے۔ طرزت: طرز (تفعیل) طریز اتیل ہوئے بنانا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۵۵ پر ہے۔

لَقَدْ مَرَّتْ بِالْهِنْدِ أَرْبَعَةُ عُهُودٍ إِسْلَامِيَّةٍ، عَهْدُ الْفَتْحِ الْعَرَبِيِّ، ثُمَّ عَهْدُ الْفَتْحِ الْأَفْغَانِيِّ، ثُمَّ عَهْدُ الْمَمَالِيكِ، ثُمَّ عَهْدُ الْمُغْلِ. كَانَ أَوَّلُ مَنْ حَمَلَ إِلَى الْهِنْدِ لِوَاءَ الْإِسْلَامِ، مُحَمَّدُ بْنُ الْقَاسِمِ الثَّقَفِيُّ، الْقَائِدُ الشَّابُّ الَّذِي هَجَرَ مَنَازِلَ قَوْمِهِ فِي الطَّائِفِ، وَمَشَى إِلَى الْعِرَاقِ فِي رِكَابِ ابْنِ عَمِّهِ الْحَجَّاجِ، الَّذِي ظَلَمَ كَثِيرًا وَقَسَا كَثِيرًا، وَكَانَتْ لَهُ هَنَاتٌ غَيْرُ هِنَاتٍ، وَلَكِنَّهُ هُوَ الَّذِي أَبْقَى لَنَا الْعِرَاقِيْنَ وَفَتَحَ لَنَا الْمَشْرِقَ كُلَّهُ وَالسَّنْدَ فَبَعَثَ الْمُهْلَبَ الْعَظِيمَ حَتَّى أَطْفَأَ نَارَ الْحَرْبِ الْأَهْلِيَّةِ الَّتِي ضَرَمَهَا الْخَوَارِجُ، وَأَرْسَلَ قُتَيْبَةَ الْعَظِيمِ حَتَّى فَتَحَ سَمَرْقَنْدَ وَبُخَارَى وَتُرْكِسْتَانَ، وَأَوْفَدَ ابْنَ عَمِّهِ مُحَمَّدَ الْعَظِيمِ حَتَّى فَتَحَ السَّنْدَ

ہندوستان پر اسلامی تاریخ کے چار ادوار گزر رہے ہیں:

(۱) عربی فتوحات کا دور (۲) افغانی فتوحات کا دور (۳) دور سلطین

(۴) مغل دور حکومت۔

ہندوستان کی طرف پہلی دفعہ اسلام کا جھنڈا جس نے اٹھایا وہ محمد بن قاسم (۱) اٹھی ہیں یہ وہ نوجوان قائد ہیں جنہوں نے طائف میں اپنی قوم کے مسکن کو خیر باد کہا اور اپنے چچا زاد حجاج کی جماعت میں عراق آئے، وہ حجاج جس نے بہت ظلم ڈھائے، بہت سختی کی اور اس کیلئے ایسی مصیبتیں ہیں (ایسے گھناؤنے اعمال ہیں) جو کمزور نہیں ہیں لیکن یہ وہی ہے جس نے ہمارے لئے عراق میں کو باقی (قابو میں) رکھا اور ہمارے لئے پورے مشرق اور

(۱) محمد بن القاسم بن ابی عقیل اٹھی، یہ حجاج بن یوسف کے بچا زاد بھائی اور داماد تھے، حجاج نے ان کو سندھ کی طرف لشکر دے کر بھیجا، انہوں نے سندھ کو فتح کیا اور پھر آگے بڑھتے گئے اور علاقوں پر علاقے فتح کرتے ہوئے ممان کو بھی فتح کیا، اور حجاج بن یوسف اور ولید بن عبد الملک وفات پا گئے، سلیمان بن عبد الملک نے ولید بن عبد الملک کی جگہ سنبھالی اور یزید بن عبد الملک سندھ کا گورنر بنا، اس نے محمد بن قاسم کو قید کیا ان کی یہ حالت دیکھ کر اہل سندھ کی چیخیں نکل گئیں، ان کی تصویریں بھی بنائی گئیں صالح نامی شخص نے جو کہ سلیمان کے زمانہ میں عراق کا گورنر تھا محمد بن قاسم اور ان کے قبیلہ والوں کو بہت اذیتیں دیں بالآخر محمد بن قاسم سمیت سب کو شہید کر دیا گیا یوں صالح نے اپنے بھائی آدم کے قتل کا بدلہ چکایا جس کو حجاج نے قتل کر لیا تھا، سندھ کی فتح کے وقت محمد بن قاسم کی عمر ۷۶ سال تھی ۹۶ھ میں ان کو شہید کر دیا گیا۔

سندھ کو فتح کیا۔ اس نے عظیم کمانڈر مہلب کو (خوارج کی سرکوبی کے لئے) بھیجا اور انہوں نے دروں خانہ کی وہ آگ جو خوارج نے بھڑکائی تھی بجھائی، عظیم کمانڈر قتیہہ کو روانہ کیا جنہوں نے سمرقند و بخارا اور ترکستان کو سرنگوں کیا اور اپنے چچا زاد عظیم کمانڈر محمد بن قاسم کو بھیجا جنہوں نے سندھ کو زیر کر دیا۔

**قسا:** قسوا (ن) قسوا، قسوة، قساوة سخت و درشت ہونا۔ **هنات:** مصیبت [جمع] **هنوات:** ضرر مہا: ضرر (تفعلیل) تضریر یا بھڑکانا، روشن کرنا (س) تضرر ما بھوک یا غصہ سے بھڑکنا۔

وَلَوْلَا الْإِيمَانُ الَّذِي يَصْنَعُ الْعَجَائِبَ، وَلَوْلَا لَهُمُمُ الْكِبَارُ الَّتِي تُزِيحُ الْجِبَالَ، وَلَوْلَا الْبَطُولَةُ الَّتِي وَضَعَهَا مُحَمَّدٌ ﷺ فِي قُلُوبِ الْعَرَبِ لَمَا اسْتَطَاعَ هَذَا الْجَيْشُ أَنْ يَقْطَعَ خُمْسَ مُحِيطِ الْكُرَّةِ الْأَرْضِيَّةِ، وَهُوَ مَا شِ عَلَى الْأَقْدَامِ، أَوْ مُغْتَلٍ ظُهُورَ الْبَابِلِ وَالذَّوَابِ، مَا عَرَفَ قِطَارًا وَلَا سَيَّارَةً، وَلَا رَأَى عَلَى مَتْنِ الْحِجْوِ طَيَّارَةً، وَلَمَّا وَضَعَ ابْنُ الْقَاسِمِ الْحَجَرَ الْأَوَّلَ فِي هَذَا الصَّرْحِ الْهَائِلِ، وَأَدْخَلَ الشُّعَاعَةَ الْأُولَى مِنْ هَذِهِ الشَّمْسِ الَّتِي أَشْرَقَتْ فِي مَكَّةَ إِلَى هَذِهِ الْقَارَةِ، وَفَتَحَ السُّنْدَ وَلَمْ تَبْلُغْ سِنُهُ سِنَ تَلَامِيذِ الْبُكَالُورِيَا !

اگر یہ ایمان نہ ہوتا جو عجیب و غریب کرشمے دکھاتا ہے، اگر یہ بلند ہمتیں نہ ہوتیں جو پہاڑوں کو ہلا دیتی ہیں اور اگر وہ شجاعت نہ ہوتی جسے محمد ﷺ نے عربوں کے دلوں میں بسایا تو یہ لشکر پیدل، اونٹوں اور جانوروں پر سوار ہو کر کبھی کرہ ارض کے پانچویں حصے کو قطع نہ کر سکتا جبکہ اسنے کوئی کار دیکھی اور نہ ریل اور نہ ہی فضا میں اڑتے ہوئے طیارے کی شکل دیکھی۔ جب محمد بن قاسم نے اس عظیم عمارت کی خشت اول رکھی، مکہ میں روشن ہونے والے سورج کی پہلی شعاع ہندوستان میں داخل کی اور جب سندھ فتح کیا تو انکی عمر گریجویٹ کے طلبہ جتنی بھی نہ تھی۔

**تزیح:** زوح (إفعال) إزاحة جگہ سے ہٹانا، پورا کرنا، انجام تک پہنچانا (انفعال) انزیاخا زائل ہونا۔ **معتل:** علو (افعال) اعتلاء، بلند ہونا، غالب ہونا، سوار ہونا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۷ پر ہے۔ **الهائل:** خوفناک، گھبراہٹ میں ڈالنے والا۔ **حول (ن) هؤلاء:** گھبراہٹ میں ڈالنا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۷ پر ہے۔

وَعَادَ إِلَيْهَا لِيَأْوَئَ الْإِسْلَامَ مَرَّةً ثَانِيَةً فِي الْقُرْنِ الرَّابِعِ، عَادَ بِالْفَتْحِ عَلَى

يَدِ السُّلْطَانِ الْعَظِيمِ مُحَمَّدٍ الْغَزْنَويِّ، الَّذِي خَرَجَ مِنْ غَزْنَةَ وَكَانَتْ قَصْبَةً  
بِلَادِ الْأَفْغَانِ، وَهِيَ إِلَى الْجُنُوبِ مِنْ كَابِلٍ، فَأَخْتَرَقَ مَمَرٌ خَبِيرٌ، الْمُضَيِّقُ  
الْمَهُولُ الَّذِي يَشُقُّ تِلْكَ الْجِبَالَ الشَّاهِقَةَ شَقًّا، وَالَّذِي تَجَزَعُ أَنْ تَسْلُكَهُ مِنْ  
وَعُورَتِهِ وَوَحْشَتِهِ أَسْدُ الْفَلَاحِ. وَجُنُّ اللَّيَالِي السُّودِ، ثُمَّ دَخَلَ الْهِنْدَ وَخَاضَ  
عَشْرَاتٍ مِنَ الْمَعَامِعِ الْحُمْرِ، الَّتِي يَرْقُصُ فِيهَا الْمَوْتُ، وَيَسْتَعِيلُ اللَّدْمُ،  
وَاجْتَمَعَ عَلَيْهِ أُمَرَاءُ الْهِنْدِ وَأَقْبَا لَهَا جَمِيعًا، فَطَحَنَ أَبْطَالَ لَهُمْ وَمَزَّقَ جُيُوشَهُمْ،  
وَمَضَى حَتَّى جَابَ الْبَنْجَابَ، وَاسْتَجَابَتْ لَهُ هَاتِيكَ الْبِلَادُ فَأَقَامَ فِيهَا حُكْمَ  
اللَّهِ، وَأَذَاقَ أَهْلَهَا عَذَابَ الْإِسْلَامِ.

چوتھی صدی ہجری میں یہاں دوبارہ اسلام کا جھنڈا اسوقت داخل ہوا جب سلطان  
محمد غزنوی کے ہاتھوں دوبارہ فتح ہوا، سلطان غزنی سے نکلے اور غزنی افغانیوں کا مرکزی شہر  
تھا جو کہ کابل کے جنوب میں واقع ہے (غزنی سے نکل کر) اس درہ خیبر سے گزرے جو پچ  
دریچ تنگ اور ہولناک ہے جو یہاں کے بلند و بالا پہاڑوں کو چیر پھاڑ کر نکل جاتا ہے جس کی  
تنگی اور وحشت کی وجہ سے صحراء کے شیر اور کالی راتوں کے جن بھی اسکو پار کرنے سے گھبراتے  
ہیں پھر ہند میں داخل ہوئے اور دسیوں ایسے خونریز معرکوں میں کودے، جہاں موت رقص  
کرتی تھی اور خون کے فوارے پھونکتے تھے، ہندوستان کے رؤساء اور شاہان ان کے خلاف  
جمع ہوئے لیکن آپ نے ان کے سوراؤں کو روندنا، لشکروں کو منتشر کر دیا اور چلتے چلتے پورے  
پنجاب میں گھومے، اس کے شہر بھی آپ کے سامنے سرنگوں ہوئے۔ وہاں شریعت نافذ کی  
اور اس کے باسیوں کو اسلامی عدالت کے سائے میں لے آئے۔

الشاهقة: شفق (ف، ض، س) شھوفا بلند ہونا، جمادینا، شہینقا گدھے کا رینکنا،  
رونے میں سسکی لینا (تفعل) تشھفا نظریں جمادینا۔ وعورۃ: وع (ک) وعارۃ، وعورۃ  
(ض) وعڑا، وعورۃ (س) وعڑا سخت ہونا، دشوار گزار ہونا (تفعل) تو عیز سخت بنانا، ہٹانا  
(إفعال) ایجاز دشوار ہونا۔ الفلأ: [مفرد] الفلأ وسع میابان، دیگر جمع فلأات، فلی، فلی  
بھی آتی ہیں۔ المعامع: لڑائیاں، فتنے [مفرد] المعمع، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۲۸ پر ہے۔  
اقبال: [مفرد] اقبل رئیس، حمیر کے بادشاہوں کا لقب، اونٹنی جس کو دو پہر میں دوہا جائے  
(تفعل) تقیلا دو پہر میں سونا، مشابہ ہونا۔

وَجَاءَ مِنْ هَذَا الطَّرِيقِ بَعْدَ أَكْثَرِ مِنْ قَرْنٍ، السُّلْطَانُ شِهَابُ الدِّينِ



دعوت سے دلوں کو فتح کر رہے تھے اور لوگ فوج در فوج اسلام میں داخل ہو رہے تھے، یہ فتح بہت پائیدار اور دیر پا تھی۔ آج جو پاکستان میں ۸۰ ملین اور اس کے علاوہ بھارت میں ۲۰ ملین مسلمان ہمیں نظر آتے ہیں، یہ اسی فتح کا نتیجہ ہے اور امید ہے کہ اسلام قیامت تک یہاں ایک زندہ دین کی حیثیت سے باقی رہے گا (انشاء اللہ)۔

وَوَلَّى الْمَلِكُ بَعْدَ السُّلْطَانِ الْغُورِيِّ قَائِدَهُ قُطْبُ الدِّينِ، الَّذِي فَتَحَ دِهْلِيَّ وَبَدَأَ بِهِ عَهْدَ الْمَمَالِيكِ، وَكَانَ مِنْهُمْ مُلُوكٌ عَظَامٌ حَقًّا، مِنْهُمْ قُطْبُ الدِّينِ هَذَا بَنَى مَنَارَةَ قُطْبُ (قُطْبُ مِينَارُ) الَّذِي يَقِفُ الْيَوْمَ أَمَامَ عَظَمَتِهَا كُلُّ سَائِحٍ يَرُودُ دِهْلِيَّ، وَشَمْسُ الدِّينِ الْأَلْتَمَشُ وَغِيَاثُ الدِّينِ بَلْبَنُ.

سلطان شہاب الدین غوری کے بعد اس کے کمانڈر قطب الدین ایک تخت نشین ہوئے جنہوں نے دہلی فتح کیا تھا اور اسی کے ساتھ ہی عہد سلاطین کا آغاز کیا تھا (اور اس میں کوئی شک نہیں) کہ ان میں سے چند بڑے بادشاہ ہوئے جن میں سے ایک یہی قطب الدین ہیں جو قطب مینار کے بانی ہیں جس کی عظمت کی وجہ سے دہلی میں آنے والا ہر سیاح اسکے سامنے ٹھہرتا ہے اور ان بادشاہوں میں سے شمس الدین التمش اور غیاث الدین بلبن بھی ہیں۔

ثُمَّ جَاءَ الْخِلْجِيُّ وَكَانَ مِنْهُمْ الْمَلِكُ الْعَظِيمُ علاء الدین الْخِلْجِيُّ الَّذِي عَدَلَ فِي النَّاسِ، وَضَبَطَ الْأَبْلَادَ، وَبَسَطَ الْأَمْنَ، وَأَوْغَلَ فِي الْهِنْدِ وَجَاءَ مِنْ بَعْدِهِمْ آلُ تَغْلِي، وَكَانَ مِنْهُمْ الْمَلِكُ الصَّالِحُ الْمُصْلِحُ فَيُرُوزُ، ثُمَّ جَاءَ السُّودْهِيُونُ، وَكَانَ فِي أَحْمَدَ أَبَادٍ مُلُوكٌ ذَكَرُوا النَّاسَ بِالْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ كَمُظَفَّرِ الْخَلِيفَةِ الْكُجَرَاتِي.

پھر خلجی آئے اور ان میں سے عظیم بادشاہ علاء الدین خلجی تھے جنہوں نے لوگوں میں عدل و انصاف قائم کیا، شہروں کو منظم کیا، امن پھیلایا اور ہندوستان میں دور تک چلے گئے۔ ان کے بعد آل تغلق آئے، فیروز بادشاہ جو کہ ایک صالح اور مصلح بادشاہ تھے کا تعلق ان ابتدائی تعلیم وہیں حاصل کی، اسکے بعد علوم عالیہ کیلئے متعدد اسفار کئے، پھر نیشاپور کی ہستی ہارون میں شیخ عثمانی ہارونی کی خدمت میں حاضر ہوئے، بیس سال تک انکی صحبت میں تزکیہ نفس کراتے رہے، آپ انہیں کے ہاتھ پر بیعت تھے، پھر نیشاپور سے دہلی آ گئے، کچھ عرصہ وہاں رہنے کے بعد اجیر تشریف لے گئے اور پھر آخر حیات تک وہیں مقیم رہے آپ کے ہاتھوں پر ہزاروں لوگ شرف بہ اسلام ہوئے اور آپ ہی کی برکات سے ان شہروں میں اسلام کی شمع روشن ہوئی، بلاخر ۶۳۲ھ میں محبوب حقیقی سے جا ملے اور وہیں اجیر (ہندوستان) میں دفن ہوئے۔

سے تھا، پھر لودھی آئے اور احمد آباد میں ایسے بادشاہ بھی گزرے ہیں مثلاً مظفر حلیم گجراتی جنہوں نے لوگوں کو خلفاء راشدین ؓ کی یاد دلادی۔

**اوغل:** وغل (إفعال) ایغالا دشمن کے ملک میں دور تک گھستے ہوئے چلے جانا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۳۱۸ پر ہے۔

وَكَانَ لِلْعُلَمَاءِ فِي دَوْلَةِ الْمَمَالِيكِ دَوْلَةٌ أَكْبَرُ مِنْهَا، وَكَانَ لَهُمْ سُلْطَانٌ أَكْبَرُ مِنْ سُلْطَانِ الْمُلُوكِ، وَلَقَدْ رَوَى أَخُونَا أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ الْحُسَيْنِيُّ النَّدَوِيُّ أَنَّ السُّلْطَانَ شَمْسَ الدِّينِ الْأَلْتَمَشَ الَّذِي دَانَتْ لَهُ الْبِلَادُ كُلُّهَا (وَكَانَ فِي الْقَرْنِ السَّابِعِ الْهَجْرِيِّ) وَخَضَعَ لَهُ مُلُوكُ الْهِنْدِ جَمِيعًا، كَانَ يَسْتَأْذِنُ عَلَى الشَّيْخِ بِخِتَارِ الْكُفْكُيِّ. فَيَدْخُلُ زَاوِيَتَهُ وَيَسْلَمُ عَلَيْهِ تَسْلِيمَ الْمَمْلُوكِ عَلَى الْمَلِكِ وَلَا يَزَالُ يَكْبِسُ رَجُلِيَهُ وَيَخْدُمُهُ وَيَذَرُّفُ الدُّمُوعَ عَلَى قَدَمَيْهِ حَتَّى يَدْعُو لَهُ الشَّيْخُ وَيَأْمُرُهُ بِالْإِنْصَرافِ.

حکومت سلاطین میں علماء کی بھی ایک حکومت تھی جو ان بادشاہوں کی حکومت سے بڑی تھی اور ان کا بھی ایک بادشاہ تھا جو سلطان ملوک سے بڑا تھا۔ ہمارے (بڑے) بھائی (حضرت مؤلف) ابوالحسن علی ندوی نے بتایا کہ سلطان شمس الدین التمش جس کیلئے شہر کے شہر سرنگوں ہوئے (اور یہ ساتویں صدی ہجری کا واقعہ ہے) اور ہندوستان کے بادشاہوں نے ان کی حکومت تسلیم کر لی، شیخ بختیار ککئی (۱) سے اجازت مانگ کر ان کی خدمت میں خانقاہ میں داخل ہوتے اور ان کو ایسے سلام کرتے جیسے غلام بادشاہ کو کرتے ہیں، پھر انکے پاؤں دباتے اور برابر انکی خدمت میں لگے رہتے، اور ان کے قدموں پر آنسو گراتے، یہاں تک کہ شیخ ان کے لئے دعا فرماتے اور ان کو واپس جانے کا حکم دیتے (کی اجازت دیتے)

**دانت:** دون (ن) دؤننا کمزور ہونا، گھٹیا ہونا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۴ پر ہے۔ یکبس: کبس (ض) کبستا بھینچنا اور حملہ کرنا (س) کبستا بڑے سروالا ہونا (تفعیل) تکبستا گھس پڑنا، جسم کو ہاتھوں سے مل کر نرم کرنا۔ یلرف: ذرف (تفعیل) تذریفا بہانا، قریب الہرگ کرنا۔

وَإِنَّ عِلَاءَ الدِّينِ الْحَلَجِيَّ أَكْبَرُ مُلُوكِ الْهِنْدِ فِي زَمَانِهِ اسْتَأْذَنَ الشَّيْخَ

(۱) شیخ الاسلام قطب الدین بختیار لاڈلی المعروف ککئی کا شمار بہت بڑے اولیاء میں ہوتا ہے، آپ نے شیخ معین الدین چشتی کے ہاتھ پر بیعت کی اور بیس سال کی عمر میں خلیفہ ہونے کی سعادت حاصل کی، پھر دہلی تشریف لے گئے اور اسی کو اپنا وطن بنالیا، وہاں آپ نے دعوت و تبلیغ کا سلسلہ جاری رکھا جس سے لوگوں کو بہت نفع ہوا، آپ کے خلفاء میں سے مشہور خلیفہ شیخ فرید الدین گنج شکر ہیں ۱۱۰۰ .. .. ۶۳۳ھ میں اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔

نِظَامَ الدِّینِ الْبَدَایُونِیِّ، الدَّهْلَوِیِّ فِی أَنْ یُزَوَّرَ فَلَمْ یَأْذَنْ لَهُ الشَّیْخُ. وَلَمَّا مَرَضَ الشَّیْخُ الدَّوْلَةُ أَبَادِیَ الْمَفْسَرُ وَأَشْرَفَ عَلَى الْمَوْتِ عَادَهُ السُّلْطَانُ إِبْرَاهِیمُ الشَّرْقِیَّ، وَدَعَا عِنْدَ رَأْسِهِ أَنْ یُکُونُ هُوَ (أَی السُّلْطَانُ) فِدَاءَهُ مِنَ الْمَوْتِ. وَكَانَتْ زَاوِیَةُ نِظَامِ الدِّینِ الْبَدَایُونِیِّ، أُحْفَلُ بِالْقَصَادِ، وَأَزْخَرُ بِالنَّاسِ مِنْ قَصْرِ الْمَلِکِ، وَكَانَ سُلْطَانُهُ الرُّوحِیُّ أَعْظَمَ مِنْ سُلْطَانِ الْمَلِکِ الْمَادِیِّ. كَانَ ذَلِکَ یَاسَادَةً، لَمَّا تَجَرَّدَ هَؤُلَاءِ الْعُلَمَاءُ مِنْ أَثْوَابِ الْمَطَامِعِ وَالرَّغَبَاتِ، وَزَهَدُوا بِمَا فِی أَيْدِیِ الْمُلُوکِ، فَسَعَى إِلَى أَبْوَابِهِمُ الْمُلُوکُ، وَنَزَعُوا حُبَّ الدُّنْیَا مِنْ قُلُوبِهِمْ فَأَلْقَتْ بِنَفْسِهَا عَلَى أَقْدَامِهِمُ الدُّنْیَا.

(حضرت مولفؒ نے مزید فرمایا) علاؤ الدین خلجی نے جو کہ اپنے زمانے میں ہندوستان کے سب سے بڑے حکمران تھے، شیخ نظام الدین بدایونی دہلویؒ (۱) سے زیارت کی اجازت چاہی لیکن شیخؒ نے اجازت نہیں دی۔ جب مفسر شیخ دولت آبادیؒ (۲) بیمار ہوئے اور موت کے قریب ہوئے تو سلطان ابراہیم شرقی نے انکی عیادت کی اور شیخؒ کے سر ہانے دعا کی کہ شیخؒ کی موت کے بدلے اس (سلطان) کا نفس فدا ہو جائے۔ قصر شاہی کے مقابلے میں نظام الدین بدایونیؒ کی خانقاہ آپکی خدمت میں حاضری کیلئے آنے والوں سے بہت زیادہ بھری رہتی تھی اور لوگوں کے نزدیک قصر شاہی سے زیادہ زینت والی تھی۔ آپکی روحانی سلطنت مادی بادشاہ کی سلطنت سے بڑی تھی جی ہاں، سردارو! (یہ علماء کو خطاب ہے) یہ تب تھا جب یہ علماء طمع اور رغبت کی چادروں سے فارغ ہو گئے (اپنے سے دور رکھا) اور بادشاہوں کے احوال سے منہ موڑا پھر بادشاہ ان کے دروازوں پر آئے، انہوں نے اپنے دلوں سے دنیا کی محبت کو نکالا تو دنیا نے اپنے آپ کو ان کے قدموں میں ڈال دیا۔

**أحفل: حفل (ض) حفلًا، حُفُولًا کثرت سے جمع کرنا، میقتل کرنا، بقیہ تفصیل صفحہ**

(۱) علماء کے سر تاج احمد بن عمر شاہ الدین دولت آبادیؒ کو بہت بڑے امام اور علم تفسیر میں شاہیں مارتا ہوا سندھ رتے، دہلی میں پیدا ہوئے اور ۸۳۹ھ جو نیپور (ہندوستان) میں وفات پائی۔

(۲) الشیخ الامام نظام الدین محمد بن احمد البدایونیؒ ہندوستان کے مشہور اولیاء اللہ میں سے تھے، لوگوں کو دنیا سے بے رغبتی دلانا اللہ کی طرف بلانے اور سلوک کے راستوں پر چلانے میں انتہا کر دی، ۶۳۶ھ میں بدایون میں پیدا ہوئے، پھر دہلی کا سفر کیا اور وہاں کے اساتذہ سے استفادہ کیا، اسکے بعد آپ نے ایودھیا کا سفر کیا، شیخ فرید الدین گنج شکر کی محبت میں رہے اسکے ہاتھ پر بیعت کی اور ان سے اجازت بھی لی پھر اللہ کی طرف ظاہر و باطن متوجہ ہو گئے اور دعوت و تبلیغ و تربیت میں مشغول ہو گئے، یہاں تک کہ اللہ کی طرف منتقل ہونے کا وقت آ پہنچا اور ۷۲۵ھ میں وفات پا گئے۔



نمبر ۹۸ پر ہے۔ انحصار: زخرف (ف) زُخْرُفٌ، زُخْرُفٌ آراستہ کرنا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۳۸ پر ہے۔

وَفِي عَهْدِ السُّلْطَانِ إِبْرَاهِيمَ اللُّودِيَّ سَنَةَ ۹۳۳ هـ جَاءَ بَابَرٌ حَفِيدُ تَيْمُورُ لَنْكَ مِنْ كَابُلٍ وَكَسَرَ جُيُوشَ اللُّودِيَّ وَكَانَتْ مِائَةُ أَلْفٍ، بِمِائَتَيْ عَشَرَ أَلْفًا مِنْ فُرْسَانَ الْمُغْلِي الْمُسْلِمِينَ، وَأُسِّسَ دَوْلَةُ الْمُغْلِي الَّتِي كَانَتْ أَكْبَرَ الدُّوَلِ الْإِسْلَامِيَّةِ فِي الْهِنْدِ وَكَانَ مِنْ مُلُوكِهَا، الْمَلِكُ الصَّالِحُ أَوْرَنْكُ زَيْبُ.

۹۳۳ء میں سلطان ابراہیم لودھی کے دور حکومت میں بابریورنگ کا پوتا کابل سے مغل مسلمانوں کے بارہ ہزار شہسواروں کو لے کر نکلا اور لودھی کے لشکر جس کی تعداد ایک لاکھ کے قریب تھی، کے چھکے چھڑا دیے اور مغل دور حکومت کی بنیاد ڈالی جو ہندوستان میں اسلامی حکومتوں میں سب سے بڑی حکومت تھی اور ان ہی بادشاہوں میں سے نیک اور پارسا بادشاہ اورنگ زیب تھا۔

وَلَمَّا مَاتَ بَابَرٌ، وَوَلَّى ابْنُهُ هَمَايُونُ، وَثَبَ عَلَيْهِ رَجُلٌ عَصَامِيٌّ لَمْ يَكُنْ مِنْ بَيْتِ الْمَلِكِ وَلَكِنْ كَانَتْ لَهُ هِمَمُ الْمُلُوكِ، فَانْتَزَعَ الْبِلَادَ مِنْهُ وَ أَقَامَ دَوْلَةً كَانَتْ نَادِرَةً فِي الدُّوَلِ، وَنَظَّمَ الْإِدَارَةَ وَالْمَالِيَةَ وَالْجَيْشَ تَنْظِيمًا لَمْ يُسَبِّقْ إِلَيْهِ مِثْلُهُ، هُوَ السُّلْطَانُ شِيرَ شَاهُ السُّوْرِيَّ وَلَمَّا مَاتَ عَادَ الْمَلِكُ إِلَى ابْنِ هَمَايُونُ وَهُوَ الْأَمِيرُ اطُورُ أَكْبَرُ وَكَانَ مِنْ أَعَاظِمِ الْمُلُوكِ، حَكَمَ الْهِنْدُ كُلَّهَا إِلَّا قَلِيلًا، وَطَالَ حُكْمُهُ فَكَفَرَ فِي آخِرِ أَيَّامِهِ بِاللَّهِ وَأَكْرَهَ النَّاسَ عَلَى الْكُفْرِ وَابْتَدَعَ لَهُمْ دِينًا جَدِيدًا، وَأَزَالَ مَعَالِمَ الْإِسْلَامِ، وَأَبْطَلَ شَعَائِرَهُ، وَكَانَ مَعَهُ الْجَيْشُ، وَكَانَ مَعَهُ الْأَمْوَاءُ، وَكَانَتْ الْبِلَادُ كُلُّهَا فِي يَدِهِ، فَمَنْ يَقُومُ فِي وَجْهِهِ، وَمَنْ يَنْصُرُ الْإِسْلَامَ، وَمَنْ يُدَافِعُ عَنِ الدِّينِ؟

بابر کی موت کے بعد اس کا بیٹا ہمایوں تخت نشین ہوا تو ایک شریف آدمی نے جو کہ شاہی خاندان سے تو تعلق نہیں رکھتا تھا البتہ بادشاہوں والی ہمت رکھتا تھا اس سے حکومت چھینی اور حکومتوں میں ایک بے مثال حکومت قائم کی، حکومتی اداروں، مالیاتی نظام اور فوج کو ایسا منظم کیا جسکی کوئی نظیر پہلے نہیں ملتی یہ سلطان شیر شاہ سوری تھے، انکی وفات کے بعد حکومت ایک بار پھر ہمایوں کے بیٹے شہنشاہ اکبر کے ہاتھوں میں چلی گئی اس کا شمار بڑے بادشاہوں میں ہے، تھوڑے سے حصے کے علاوہ پورے ہندوستان پر اس نے حکومت کی۔ اسکی حکومت لمبی ہوئی اور اس نے اپنے آخری ایام میں خود بھی کفر کیا اور لوگوں کو بھی کفر پر مجبور کیا، ان کے

لئے ایک نئے دین کی بنیاد ڈالی، اسلامی علامات کو مٹایا اور اسلامی شعائر کو ختم کر دیا۔ فوج اس کے ہاتھ میں، امراء اسی کے تابع، تمام شہر اس کے قبضے میں، اس صورت میں کون اس کے مقابلہ کے لئے کھڑا ہو؟ کون اسلام کی حمایت کرے؟ اور کون دین کا دفاع کرے؟ (ہر ایک کیلئے یہ لمحہ فکریہ تھا، نظریں کسی پر نکلتی نہ تھیں ان حالات میں کسی کو اس کے مد مقابل آنے کی ہمت بھی نہ پڑ رہی تھی لیکن قدرت اس کا بندوبست کر رہی تھی)

**وئیب:** وئیب (ض) وئیباً، مؤنثاً و فاعلاً، پہنچنا (تفعلیل) تو شینا گدی پر بٹھانا، فرش بچھانا (افعال) ایٹایا کدوانا۔ **عصامی:** عالی ہمت، بڑا آدمی، ذاتی شرافت رکھنے والا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۵۵ پر ہے۔

لَقَدْ قَامَ بِذَلِكَ شَيْخٌ ضَعِيفُ الْجِسْمِ، قَلِيلُ الْمَالِ وَالْجَاهِ وَالْأَعْوَانِ وَلَكِنَّهُ قَوِيٌّ الْإِيمَانُ بِاللَّهِ، كَبِيرُ النَّفْسِ وَالْقَلْبِ، قَدْ اسْتَصَغَرَ الدُّنْيَا فَهُوَ لَا يَخْفَلُ بِكُلِّ مَا فِيهَا مِنْ مَالٍ وَمَنَاصِبٍ وَلَذَلِكَ، وَاسْتَهَانَ بِالْحَيَاةِ فَهُوَ لَا يَبَالِي عَلَى أَىِّ جَنْبٍ كَانَ فِي اللَّهِ مَصْرَعُهُ، هُوَ الشَّيْخُ أَحْمَدُ السَّرْهَنْدِيُّ، وَلَمْ يَكُنْ يَطْمَعُ بِإِصْلَاحِ الْأُمُورِ، وَلَا يَجِدُ فِيهِ أَمَلًا، فَجَعَلَ يَتَّصِلُ بِالْقَوَادِمِ الصَّغَارِ، وَبِالْحَاشِيَةِ، وَيُعَدُّ لِإِنْقِلَابٍ شَامِلٍ، لَا لِإِنْقِلَابٍ عَسْكَرِيٍّ ثَوْرِيٍّ، بَلْ لِإِنْقِلَابٍ رُوحِيٍّ فِكْرِيٍّ، وَكَانَ يُرْسِلُ الرَّمَايِلَ تَلْتَهُبُ بِالْحَمَاسَةِ الدِّينِيَّةِ وَالْعَاطِفَةِ وَالْإِيمَانِ، وَلَمَّا مَاتَ أَكْبَرُ وَوَلَّى ابْنُهُ جِهَانَكْبِيرُ اسْتَطَاعَ الشَّيْخُ مُحَمَّدٌ مَعْصُومٌ السَّرْهَنْدِيُّ ابْنُ الشَّيْخِ السَّرْهَنْدِيِّ أَنْ يُشْرِفَ عَلَى تَرْبِيَةِ طِفْلِ صَغِيرٍ، هُوَ أَحَدُ حَفَدَةِ جِهَانَكْبِيرٍ.

ان سب باتوں کے باوجود ایک ایسے شیخ نے کمر ہمت باندھی جو جسم کے لحاظ سے کمزور، مال اور جاہ میں کم اور مددگار ان کے تھوڑے تھے لیکن اللہ پر پختہ ایمان رکھتے تھے، مضبوط نفس اور دل کے مالک تھے، دنیا کو انہوں نے حقیر سمجھا، اس میں جو کچھ مال، مناصب اور لذتیں ہیں انہیں اس کی کوئی پرواہ نہیں تھی، زندگی کو انہوں نے حقیر سمجھا اور ان کو اسکی کوئی پرواہ نہیں تھی کہ اللہ کے راستے میں کس کروٹ گریں گے، یہ شخصیت شیخ احمد سرہندیؒ (۱) کی (۱) امام ربانی شیخ احمد بن عبد اللہ قادری سرہندی مجدد الف ثانیؒ سرہند میں پیدا ہوئے علوم دینیہ میں رسوخ حاصل کرنے کے بعد ۱۰۱۴ھ میں شیخ عبدالہادی نقشبندی کے ہاتھ پر بیعت کی اور ان سے اجازت حاصل کر کے ظلیہ مجاز بن گئے پھر دعوت و تبلیغ کے ذریعے جہاں کفر و الحاد اور بدعت کے خلاف بہت زیادہ کام کیا وہیں احیاء سنت رسول کا خصوصاً اہتمام کیا، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اور آپ کے خلفاء کے ذریعے لوگوں کو بہت نفع پہنچایا انہی کی کوشش کے نتیجے سے ہندوستان میں (جاری ہے)

ہے انہیں شہنشاہ کی اصلاح کی کوئی طمع تھی اور نہ ہی وہ اس بارے میں پر امید تھے لہذا انہوں نے چھوٹے چھوٹے کمانڈروں اور بادشاہ کے مقررین سے ملنا شروع کیا اور ایک عمومی انقلاب کی تیاری کرنے لگے، کوئی فوجی انقلاب نہیں بلکہ ایک فکری اور روحانی انقلاب، وہ ایسے خطوط بھیجا کرتے تھے جو دینی سختی، شفقت اور ایمان کو بھڑکا دیتے تھے، اکبر کی وفات کے بعد جب ان کا بیٹا جہانگیر والی بنایا گیا تو شیخ سرہندیؒ کے فرزند محمد معصوم سرہندیؒ جہانگیر کے پوتوں میں سے ایک چھوٹے بچے کی تربیت پر قادر ہو سکے۔

**القواد:** [مفرد] القائد قیادت کرنے والا، کمانڈر۔ قود (ن) قَوْدًا، قیادۃ آگے آگے چلنا، لشکر کا سردار ہونا۔ **تلتہب:** لہب (التهال) آگ بھڑکانا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۳۳۳ پر ہے۔ **حفدہ:** [مفرد] حافہ پوتا، مددگار، تابع، خادم۔

وَلَمْ يَكُنْ هَذَا الطُّفْلُ أَكْبَرَ إِخْوَتِهِ، وَلَا كَانَ وَلِيُّ الْعَهْدِ، وَلَمْ يَكُنْ يُؤْمَلُ لَهُ أَنْ يَلِيَ الْمُلْكَ، وَلَكِنْ الشَّيْخُ وَضَعَ فِي تَرْبِيَتِهِ جُهْدَهُ، وَبَذَلَ لَهُ رِعَايَتَهُ كُلَّهَا، فَنَشَأَ نَشْأَةً طَالِبٍ فِي مَدْرَسَةِ دِينِيَّةٍ دَاخِلِيَّةٍ، بَيْنَ الْمَشَايِخِ وَالْمُدْرَسِينَ، فَقَرَأَ الْقُرْآنَ وَجَوَّدَهُ، وَالْفِقْهَ الْحَنْفِيَّ وَبَرَعَ فِيهِ وَالْحِطَّةَ وَاتَّقَنَهُ، وَالْمَعْلُومَ عَصْرِهِ، وَرَبَّى مَعَ ذَلِكَ عَلَى الْقُرْوَسِيَّةِ، وَذَرَبَ عَلَى الْقِتَالِ وَلَمَامَاتِ جِهَانِكِيَرٍ وَوُلَّى شَاهَ جِهَانَ، وَلَّى كُلًّا مِنْ أُنْبَاءِ قُطْرَامِنْ أَقْطَارِ الْهِنْدِ وَكَانَ نَصِيبُ هَذَا الطُّفْلِ وَهُوَ (أُورَنْكَ زَيْب) وَلَايَةِ الدَّكْنِ.

یہ بچہ اپنے بھائیوں میں سے بڑا تھا اور نہ ہی ولی عہد اور اس کے بارے میں کوئی امید بھی نہیں کی جاسکتی تھی کہ یہ بادشاہ بنے گا لیکن شیخ نے اس کی تربیت میں اپنی محنتوں کو خرچ کیا (خوب محنت کی) اور اپنی تمام تر توجہات اس پر صرف کیں۔ اس کی زندگی ایسی تھی جیسے کسی دینی مدرسہ میں مشائخ اور مدرسین کے درمیان ایک طالب علم کی ہوتی ہے، اس نے قرآن مجید پڑھا اور تجوید کے ساتھ پڑھا، فقہ حنفی پڑھی اور اسمیں کمال پیدا کیا، خوشحلی سیکھی اور اس میں مہارت پیدا کی، علوم عصریہ کو بھی پڑھا اس کے ساتھ ساتھ اس کو گھڑ سواری اور جنگ کی تربیت بھی دی گئی، جب جہانگیر کی وفات کے بعد شاہ جہاں والی بنایا گیا تو اس نے اپنے ہر بیٹے کو کچھ ولایت دی اور اس بچے (اورنگزیب) کے حصے میں دکن کی ولایت آئی۔

بی: برع (ن، س، ک) بَرَاعَةٌ، بَرُوْعًا علم یا فضیلت یا جمال میں کامل ہونا، بقیہ اسلام روشن ہوا تھا، یہی حضرت مجدد الف ثانی کے نام سے مشہور ہیں، بالآخر ۱۰۳۳ھ میں اپنے محبوب خلقی سے جا ملے۔

تفصیل صفحہ نمبر ۶۶ پر ہے۔ اتقنه: تقن (إفعال) اتقانا مضبوطی سے کرنا (تفعیل) متقیاناً [الارض] پیداوار زیادہ ہونے کے لئے زمین کو سنبھالتا۔

وَكَانَ لِشَاهِدْجَهَانِ زَوْجَةً لَا تَنْظِيرُ لِحُسْنِهَا فِي الْحُسْنِ، وَلَا مِثِيلَ  
لِحُبِّهِ إِيَّاهَا فِي الْحُبِّ هِيَ (مُمْتَاز مَحَلٌّ) فَمَا تَتْ، فَرثَاهَا وَلَكِنْ لَا بِقَصِيدَةٍ مِنْ  
الشَّعْرِ، وَخَلَدَهَا وَلَكِنْ لَا بِصُورَةٍ وَلَا بِمَثَالٍ، لَقَدْ رَثَاهَا فَخَلَدَهَا بِقِطْعَةٍ فَنِيَّةٍ مِنْ  
الرُّخَامِ مَا قَالِ شَاعِرٌ قَصِيدَةً أَشْعَرَ مِنْهَا، وَلَا لَحْنَ مُوسِيقَى أَغْنِيَةً أَغْدَبَ مِنْهَا،  
وَلَا صُورَ مُصَوِّرٍ لَوْحَةً أَرْوَعَ مِنْهَا، فَهِيَ شِعْرٌ، وَهِيَ أَغْنِيَةٌ وَهِيَ صُورَةٌ، وَهِيَ  
أَعْظَمُ تُخْفَةٍ فِي فَنِّ الْعُمَرَانِ. هِيَ تَاجَ مَحَلٍّ، هَذَا الْبِنَاءُ الْعَجِيبُ الَّذِي أَذْهَشَ  
بِجَمَالِهِ الدُّنْيَا، وَمَا زَالَ يُدْهِشُهَا، وَالَّذِي لَانَ فِيهِ الرُّخَامُ لِهَذِهِ الْأَيْدِي الْعَبْقَرِيَّةِ  
فَجَعَلَتْ مِنْهُ أَجْمَلَ بِنَاءٍ شِيدَ عَلَى ظَهْرِ هَذِهِ الْأَرْضِ بِلَا خِلَافٍ، وَنَقَشَتْ هَذَا  
النَّقْشَ الَّذِي لَمْ يُعْرِفْ قَطُّ نَقْشٌ فِي مِثْلِ دِقَّتِهِ وَفَنِّهِ وَسِحْرِهِ.

شاہ جہاں کی ایک بیوی تھی حسن میں اس کے حسن کے مقابلے میں کوئی نظیر ہے اور نہ  
ہی شاہ جہاں کی اس سے بے مثال محبت کی کوئی مثال ہے وہ ممتاز محل تھی، یہ وفات پا گئی تو شاہ  
جہاں نے اس کا مرثیہ کہا لیکن شعر والا قصیدہ کہہ کر نہیں اور اس کی یاد کو زندہ جاوید کیا، لیکن اس کی  
صورت کی مورق ترائش کر نہیں، شاہ جہاں نے اس کا مرثیہ بھی کہا اور اس کو زندہ جاوید بھی کیا  
لیکن سنگ مرمر کے ایک فنی شاہکار سے (یہ مرثیہ ایسا مرثیہ تھا کہ) کسی شاعر نے اس سے  
بہتر قصیدہ کہا اور نہ کسی موسیقار کی موسیقی نے اس سے اچھا ترنم پیش کیا اور نہ کسی مصور نے  
اس سے عمدہ تصویر بنائی، وہ اپنے آپ میں شعر بھی ہے گیت بھی، تصویر بھی اور فنِ تعمیر میں  
سب سے عظیم تحفہ بھی۔ یہ تاج محل ہے۔ یہ ایک ایسی عجیب عمارت ہے جس کے حسن و جمال  
نے دنیا کو حیران کر دیا تھا اور ابھی تک حیران کر رہا ہے۔ یہ وہ محل ہے جس میں سنگ مرمر ماہر  
ہاتھوں میں جا کر نرم ہو گیا تو ان (ماہر ہاتھوں) نے اس کے ذریعے روئے زمین کی بلا شک  
و شبہ خوبصورت ترین عمارت بنائی اور اس کو ایسے نقش و نگار سے منقش کیا کہ اس جیسا نقش و  
نگار ایسے حراور فن میں اس سے پہلے نہیں دیکھا گیا۔

الرخام: سنگ مرمر، ایک ٹکڑے کو رخامہ کہتے ہیں۔

هَذَا الْقَبْرُ الَّذِي يَأْتِي الْيَوْمَ السَّيَاحُ، نَحْنُ ﴿مِنْ﴾ أَقْصَى أَمِيرٍ كَا إِلَى  
(أَكْرَهَ) قُرْبٍ دِهْلِي لِيُشَاهِدُوهُ، وَيَسْمَعُوا قِصَّتَهُ وَهِيَ أَكْثَرُ قِصَصِ الْحُبِّ

عَلَى الْبَاطِلِاقِ، لَقَدْ صَدَّعَ مَوْتُ هَذِهِ الزَّوْجَةِ الْحَبِيْبَةِ الْأَمِيرَ اطُورَ الْعَظِيمِ،  
فَزَهَدَ فِي دُنْيَاهُ لِأَنَّهَا كَانَتْ هِيَ دُنْيَاهُ، وَحَقَّرَ مُلْكَ الْهِنْدِ لِأَنَّهَا كَانَتْ أَعْظَمَ  
عِنْدَهُ مِنْ مُلْكِ الْهِنْدِ، وَلَمْ يَعُدَّ لَهُ أَرْبَ بَعْدَ هَا إِلَّا أَنْ يُمْلَصَ مِنْ حَاضِرِهِ،  
وَيُوْغَلَ بِذِكْرِ يَاتِهِ فِي مَسَارِبِ الْمَاضِي، لِيَعِيشَ بِخِيَالِهِ مَعَهَا وَيُسْتَرْوِحَ رِيَّاهَا،  
وَيَسْتَجْلِيَ جَمَالَهَا، وَيَسْمَعَ خَفَى نَجْوَاهَا، وَيُحَسَّ حَرَارَةَ أَنْفَاسِهَا، ثُمَّ اسْتَحَالَ  
حُبَّهُ إِيَّاهَا حُبًّا لِهَذَا الْقَبْرِ الَّذِي شَادَهُ لَهَا، فَجُنَّ بِهِ جُنُونًا، وَصَارَ يُحَسُّ فِي بُرُودَتِهِ  
حَرَارَتَهَا، وَفِي جُمُودِهِ خَطَرَاتَهَا، وَفِي صَمْتِهِ حَدِيثَهَا، وَانْصَرَفَ عَنِ الْمُلْكِ  
وَأَهْمَلَهُ فَوَثَّ بِابْنِهِ الْأَكْبَرِ قَوْلِي الْمُلْكِ إِلَّا اسْمُهُ، وَتَصَرَّفَ بِالْأَمْرِ وَخُدَّةِ،  
وَنَارَعَهُ إِخْوَتَهُ، وَجَاءَ كُلُّ مَنْ إِمَارَتِهِ، شَجَاعٌ مِنَ الْبُغَالِ، وَمُرَادٌ بَخْشٍ مِنَ  
(الْكُجَرَاتِ) وَأَوْزَنَكَ زَيْبٌ هَذَا مِنَ الدُّكْنِ، وَاسْتَطَاعَ أَنْ يَغْلِبَهُمْ جَمِيعًا وَ  
يَنْفَرِدَ بِالْأَمْرِ وَوَضَعَ أَبَاهُ فِي قَصْرِ مِنْ قُصُورِ الْمَلِكِ، جَعَلَ لَهُ فِيهِ مَا يَشْتَهِيهِ  
مِنَ الْفُرْشِ وَالطَّعَامِ وَاللَّبَاسِ وَالْخَاشِيَةِ وَالْجَوَارِي، وَجَعَلَ لَهُ خِيَالَ سَرِيرِهِ مِرَآةً  
أَقِيَمَتْ عَلَى صِنَاعَةٍ عَجِيْبَةٍ لَا تُزَالُ تُدْهِشُ السَّيَّاحَ يَرَى مِنْهَا (تَاجَ مَحَلِّ)  
عَلَى الْبُعْدِ وَهُوَ مُصْطَبِحٌ فِي سَرِيرِهِ كَأَنَّهُ أَمَامَهُ، وَكَانَ ذَلِكَ كُلُّ مَا بَقِيَ لَهُ  
مِنْ لَذَائِدِ دُنْيَاهُ !

یہ مقبرہ کہ جہاں آج بھی سیاح ہماری مراد امریکہ ہے، سے آگرہ جو کہ دہلی کے قریب ہے، آتے ہیں تاکہ اس کا مشاہدہ کریں اور اس کا قصہ سنیں اور وہ علی الاطلاق محبت کے قصوں میں عظیم قصہ ہے۔ محبوب بیوی کی موت نے اس عظیم شہنشاہ کے دل کو پارہ پارہ کر دیا۔ اس نے اس کے بعد دنیا سے بے رغبتی اختیار کی کیونکہ یہی اس کی دنیا تھی اور ہندوستان کی بادشاہت اس کی نظر میں سچ ہو گئی کیونکہ اس کی بیوی اس کے ہاں بادشاہت سے زیادہ عظیم تھی، بیوی کے بعد اس کو کوئی حاجت نہ رہی بس صرف یہ کہ زمانہ حال سے نجات پالے اور ماضی کے جھروکوں میں اپنی یادوں کے ساتھ گم ہو جائے تاکہ اپنے خیال میں وہ اس کے ساتھ زندہ رہے، اس کی خوشبوؤں کو سونگھے، اسکے جمال کا نظارہ کرے، اس کی چھپی ہوئی سرگوشیوں کو سنے اور اس کی سانسوں کی حرارتوں کو محسوس کرے پھر اس کی یہ محبت اس مقبرہ کی محبت میں جس کو اس نے اپنی بیوی کی یاد میں بنایا تبدیل ہو گئی تو وہ مجنون ہو گیا قبر (اگرچہ ٹھنڈی تھی لیکن اس) کی ٹھنڈک میں بیوی کی حرارت محسوس کرتا تھا قبر (ساکن تھی لیکن اس)

کی جمودت میں بیوی کی حرکتوں کو محسوس کرتا تھا قبر (خاموش تھی لیکن وہ قبر) کی خاموشی میں ممتاز محل کی باتوں کو محسوس کرتا تھا۔ اس نے حکومت سے منہ موڑا اور اس کی طرف سے غافل ہوا تو بڑے بیٹے نے آکر حکومت سنبھالی، صرف نام اس کا بادشاہ نہیں تھا۔ تمام امور میں اکیلے تصرف کرنے لگا تو بھائیوں نے جنگ چھیڑ دی ہر ایک اپنی ولایت سے آیا۔ شجاع بنگال سے مراد بخش گجرات سے اور یہ اورنگزیب دکن سے آیا اس میں اتنی طاقت تھی کہ سب پر غالب آجائے اور حکومت میں اکیلا ہوا اور بلا شرکت غیرے حکومت قائم کرے (اور ایسا ہی ہوا، سب پر غالب رہے اور بلا شرکت غیرے حکومت قائم کی) اپنے والد کو شاہی محلات میں سے ایک محل میں ٹھہرایا اور وہاں پر ان کے لئے پچھونا، پوشاک، خشم و خدم سب کچھ جو وہ چاہتے تھے مہیا کیا۔ ان کی چار پائی کے سامنے عجیب صنعت گری سے آئینہ نصب کرایا گیا جو آج بھی سیاح کی آنکھوں کو خیرہ کرتا ہے وہ چار پائی پر لیٹے لیٹے دور سے تاج محل کا نظارہ اس طرح کیا کرتے تھے گویا کہ وہ ان کی آنکھوں کے سامنے ہے، دنیا کی لذتوں میں سے ان کیلئے باقی کا حاصل صرف یہی تھا۔

**صدع:** صدع (تفعل) تصدیقاً پھاڑنا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۲۹۸ پر ہے۔ **بمخلص:** مخلص (إنفعال) إملاضاً پھسلانا (س) مخلصاً چکنا ہونے کی وجہ سے پھسل جانا (تفعل) تمخلصاً فح لکلنا، پھسل جانا۔ **مسارب:** [مفرد] مسرب جانے کی جگہ، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۸۵ پر ہے۔ **یستروح:** روح (استفعال) استرواحاً سوگھنا، آرام پانا۔ **الربا:** عمدہ خوشبو۔

وَكَانَ جُلُوسُهُ عَلَى سَرِيرِ الْمَلِكِ سَنَةَ ۱۰۶۸ هـ (قَبْلَ ثَلَاثِمِائَةِ سَنَةٍ) وَكَانَتْ بِكُمْ تَطَنُونَ أَنَّ هَذَا الْمَلِكَ الَّذِي رَبَّنَا بَيْنَ كُتُبِ الْفِقْهِ وَأَوْرَادِ النُّقُشِ بِنْدِيَّةٍ، سَيَذْخُلُ خَلْقُهُ، وَيَعْمَلُ مِنْ قَصْرِهِ مَدْرَسَةً أَوْ تَكْنِيَةً، يُصَلِّي وَيَقْرَأُ فِي كُتُبِ الْفِقْهِ، وَيُسَيِّبُ أُمُورَ الدُّنْيَا وَيُهْمِلُهَا زَاهِدًا فِيهَا، كَلَّا يَا سَادَةَ، وَمَا هَذِهِ خَلَاتُ الْإِسْلَامِ، وَلَا هِيَ لَا طَرِيقَتُهُ، إِنَّ الْعَمَلَ لِإِسْعَادِ النَّاسِ، وَإِقَامَةِ الْعَدْلِ، وَرَفْعِ الظُّلْمِ، وَجِهَادِ الْكَافِرِينَ الْمُفْسِدِينَ فِي الْأَرْضِ، كُلُّ ذَلِكَ صَلَاةٌ كَالصَّلَاةِ فِي الْمَحْرَابِ، بَلْ هُوَ خَيْرٌ مِنْ صَلَاةِ النَّفْلِ، وَصَوْمِ التَّطَوُّعِ، وَعَذْلُ سَاعَةِ الْفَضْلِ مِنْ عِبَادَةِ أَرْبَعِينَ سَنَةً.

آپ کی تحت نشینی ۱۰۶۸ھ میں عمل میں آئی یعنی آج سے تین سو سال پہلے، مجھے معلوم ہے گویا کہ آپ یہ گمان کرتے ہیں کہ یہ بادشاہ جو کتب فقہ اور ارقشہندہ میں تربیت

دیا گیا عنقریب خلوت گاہ میں داخل ہو جائیگا اور اس نے اپنے شاہی محل کو ایک مدرسہ یا خانقاہ میں تبدیل کر دیا ہوگا، اسکا مشغلہ نماز اور کتب فقہ پڑھنا ہوگا اور امور دنیا کو جان بوجھ کر چھوڑ دیا اور ان سے اعراض کرتے ہوئے انکو موزر کر دیا۔ نہیں ہرگز نہیں، حضرات! یہ اسلام کا مزاج ہے اور نہ ہی، یہی باتیں کرنا (ایسا سوچنا) اسکا طریقہ ہے۔ لوگوں کی خوشحالی کیلئے، عدل قائم کرنے کیلئے، ظلم کو رفع کرنے کیلئے اور زمین میں فساد مچانے والے کافروں کے خلاف برسر پیکار رہنے کیلئے کوشاں رہنا یہ تمام اعمال ایسے ہی نماز ہیں جیسے محراب والی نماز بلکہ یہ نفل نماز دروزے سے بہتر ہیں اور تھوڑی دیر کا عدل چہل سالہ عبادت سے بہتر ہے۔

لِذَلِكَ تَرَوْنَهُ لَيْسَ لِأَمَّةِ الْحَرْبِ مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ (وَكَانَ يَوْمَئِذٍ فِي الْأَرْبَعِينَ) وَنَهَضَ بِنَفْسِهِ، يَقْضِي عَلَى الْخَارِجِينَ، وَيَقْمَعُ الْمُتَمَرِّدِينَ، وَيَفْتَحُ الْبِلَادَ، وَيَقْصِرُ الْعِدَالَهَ وَالْأَمْنَ فِي الْأَرْضِ، وَمَا زَالَ يَنْتَقِلُ مِنْ مَعْرَكَةٍ يَخْوضُهَا إِلَى مَعْرَكَةٍ، وَمِنْ بَلَدٍ يُضِلُّهُ إِلَى بَلَدٍ، حَتَّى امْتَدَّ سُلْطَانُهُ مِنْ سُفُوحِ هِمَالِيَّةٍ، إِلَى سَيْفِ الْبُخْرَمِ مِنْ جَنُوبِ الْهِنْدِ، وَكَأَدَ يَمْلِكُ الْهِنْدَ كُلَّهَا، حَتَّى قُضِيَ شَهِيدًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فِي أَقْصَى الْجَنُوبِ بَعِيدًا عَنْ عَاصِمَتِهِ بِأَكْثَرِ مِنَ أَلْفٍ وَخَمْسِمِائَةِ كِيَلٍ.

اس لئے آپ انہیں دیکھیں گے کہ پہلے ہی دن سے (جبکہ عمر کی چالیس بہاریں لٹ چکیں تھیں) جنگی زرہ پہنی اور باغیوں کی سرکوبی اور فساد یوں کی تیج کنی کے لئے بنفس نفیس میدان میں اترے، شہر پر شہر فتح کئے، زمین پر عدل اور امن کا دور دورہ کر دیا۔ وہ برابر ایک جنگ میں کودنے کے بعد دوسری جنگ اور ایک شہر کو ٹھیک کرنے کے بعد دوسرے شہر منتقل ہوتے رہے، یہاں تک کہ ان کی حکومت ہمالیہ کے دامن سے لے کر جنوبی ہند میں سیف البحر تک پھیلی اور قریب تھا کہ پورا ہندوستان قبضہ میں آ جاتا کہ اپنے دار الخلافہ سے پندرہ سو کلومیٹر سے زیادہ دور جنوبی ہند کے آخری حصے میں جام شہادت نوش فرما گئے۔

لَا مَـلَکَ: [جمع] اَلْأُمُورُ، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۲۷ پر ہے۔ یَقْمَعُ: قمع (إفعال) اِقماعاً ہٹانا، ذلیل و خوار کرنا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۱۸۲ پر ہے۔ الْمُتَمَرِّدِينَ: مرد (تفعل) تَمَرَّدُوا سرکشی کرنا، سرکشوں کے پاس آنا (ن) اَمْرًا (ک) اَمْرًا، سرکشی کرنا (ن) اَمْرًا، سرکشی کرنا، صاف کاٹنا۔ سُفُوح: دامن [جمع] سَحْ۔

مَنْ خَاصَّ هَذِهِ الْمَعَارِكِ، اسْتَفْذَتْ وَقْتَهُ كُلَّهُ، وَلَمْ تَدَعْ لَهُ بَقِيَّةَ

لِإِصْلَاحٍ فِي الدَّخْلِ، أَوْ نَظَرٍ فِي أُمُورِ النَّاسِ وَلَكِنْ أَوْرَنَكَ زَيْبٌ، حَقَّقَ مَعَ ذَلِكَ مِنَ الْإِصْلَاحِ الدَّاخِلِيِّ مَا لَمْ يُحَقِّقْ مِثْلَهُ إِلَّا قَلِيلٌ ..... مِنَ الْمُلُوكِ. كَانَ يَنْظُرُ فِي شُؤْنِ الرِّعْيَةِ مِنْ أَدْنَى بِلَادِهِ إِلَى أَقْصَاهَا، بِمِثْلِ عَيْنِ الْعِقَابِ، كَمَا كَانَ يَبْطِشُ بِالْمُفْسِدِينَ بِمِثْلِ كَفِّ الْأَسَدِ، فَأَسْكَنَ كُلَّ نَامَةٍ فَسَادٍ، وَأَقْرَأَ كُلَّ بَادِرَةٍ اضْطِرَابٍ، ثُمَّ أَخَذَ بِالْإِصْلَاحِ فَأَزَالَ مَا كَانَ بَاقِيًا مِنَ الزُّنْدَقَةِ الَّتِي جَاءَ بِهَا (أَكْبَرُ) أَبُو جَدِّهِ، وَكَانَتْ الصَّرَائِبُ الظَّالِمَةُ تُرْهِقُ النَّاسَ وَلَا يَنَالُ أُمَرَاءُ الْمَجُوسِ لَفْحَ مِنْ نَارِهَا، فَأَبْطَلَ مِنْهَا ثَمَانِينَ نَوْعًا، وَسَنَّ لِلصَّرَائِبِ سُنَّةً عَادِلَةً، وَأَوْجَبَهَا عَلَى الْجَمِيعِ فَكَانَ هُوَ أَوَّلُ مَنْ أَخَذَهَا مِنْ هَؤُلَاءِ الْأُمَرَاءِ، وَلَوْ لَا هَيْئَتُهُ وَشِدَّتُهُ فِي الْحَقِّ لَأَبَوَهَا عَلَيْهِ وَأَصْلَحَ الطُّرُقَ الْقَدِيمَةَ، وَوَسَّقَ طُرُقًا جَدِيدَةً، وَبِكُفْيٍ لِنُدْرِ كُنُوطُولِ هَذِهِ الطُّرُقِ أَنْ تُعْرِفُوا أَنَّ طَرِيقًا وَاحِدًا مِمَّا كَانَ فَتَحَهُ شِيرِشَاهُ السُّورِي، كَانَ يَمْشِي فِيهِ الْمُسَافِرُ ثَلَاثَةَ أَشْهُرٍ، وَكَانَتْ تُخَفُّ بِهِ الْأَشْجَارُ مِنَ الْجَانِبَيْنِ عَلَى طُولِهِ وَتَتَعَاقَبُ فِيهِ الْمَسَاجِدُ وَالْخَنَائِثُ! وَبَنَى الْمَسَاجِدَ فِي أَقْطَارِ الْهِنْدِ، وَأَقَامَ لَهَا الْأَيْمَةَ وَالْمُدَرِّسِينَ، وَأَسَّسَ دُورَ اللَّعْجَرَةِ وَمَارِسَتَانَاتِ لِلْمَجَانِينِ، وَمُسْتَشْفَيَاتِ لِلْمَرْضَى.

جوان جنگوں میں کودتا ہے جنگیں اسکے تمام اوقات لے لیتی ہیں اور اس کیلئے درون ملک کی اصلاح یا عوام کے مسائل میں غور و فکر کرنے کیلئے کچھ بھی باقی نہیں چھوڑتیں لیکن اورنگزیب نے بایں ہمہ درون خانہ کی اصلاح کے وہ کارنامے دکھائے جو معدودے چند بادشاہوں کے کوئی اور نہ کر سکا۔ وہ عقابی نظروں سے قریب کے علاقے سے دور کے علاقے تک عوام کے مسائل میں ایسے غور و فکر کرتے جیسے وہ مفسدین پر شیر کی طرح جھپٹتے تھے، فساد کے ہر نعرے کو خاموش کر دیا اور بے چینی کی ہر حرکت کو ٹھنڈا کر دیا۔ پھر اصلاح کی طرف توجہ کی اور ان کے پر داد اکبر جو بے دینی ساتھ لائے تھے اس کے باقی ماندہ کو صاف کیا، ظالمانہ ٹیکسوں کی وجہ سے عوام کی زندگی دو بھر ہو گئی تھی حالانکہ مجوسیوں کے امراء کو اس آگ کی تپش بھی نہیں پہنچتی تھی، ٹیکس کی ان اقسام میں سے ۸۰ اقسام کو ختم کر کے عادلانہ طریقے سے اس کا ایک ضابطہ مقرر کیا اور اس کو سب پر لاگو کر دیا چنانچہ وہ پہلی شخصیت ہیں جنہوں نے ان امراء سے ٹیکس لیا اور اگر حق کے معاملے میں ان کا رعب اور سختی نہ ہوتی تو وہ امراء ٹیکس دینے سے انکار کر دیتے۔ قدیم سڑکوں کی مرمت کی اور جدید سڑکیں تعمیر کیں، ان



سڑکوں کی لمبائی معلوم کرنے کے لئے اتنا جان لینا ہی کافی ہے کہ ایک سڑک جس کو شیر شاہ سوری نے نکالا تھا، مسافر اس پر تین مہینوں تک سفر کرتا، اس طویل راستے کے دونوں جانبوں کا درختوں، مساجد اور مسافر خانوں نے احاطہ کیا ہوا تھا۔ ہندوستان کے علاقوں میں مسجدیں تعمیر کیں، ان میں ائمہ اور مدرسین مقرر کئے، عاجزوں کیلئے گھر، پاگلوں کے لئے شفا خانے اور مریمضوں کے لئے ہسپتال قائم کئے۔

**شؤون:** [مفرد] الشان بڑے بڑے امور و احوال، معاملہ، حالت۔ **نامة:** آواز، نغمہ۔ **نیم (ف، ض)** نینا آواز نکالنا، آہستہ آہستہ رونا۔ **ترهق:** رھق (إفعال) اِرھاقاً تختی ڈالنا، طاقت سے زیادہ کام پر اکسانا (س، ک) رَهَقًا بیوقوف ہونا (تفعیل) ترھیفًا برائی کی تہمت لگانا (مفاعلہ) مراهقۃ جوانی کے قریب پہنچنا۔ **لفح:** تپش، لپٹ۔ **لفح (ف)** لَفْحًا، لَفْحًا، [النار بحرہا] جھلس دینا۔ **تحف:** تحف (ن) کھٹا گھیرنا، احاطہ کر لینا (ض) حَفِيفًا سرسراہٹ ہونا، کھُوفًا خشک ہونا، بہرا ہونا (تفعیل) تحفیفًا احاطہ کرنا، مبتلائے مصیبت ہونا (إفعال) اِحْفَافًا برائی سے یاد کرنا۔ **السخانات:** [مفرد] الخان سرائے، دوکان اور خان ترکوں کے بادشاہ کا لقب ہے۔ **مارستانات:** [مفرد] المارستان شفا خانہ۔

وَأَقَامَ الْعَدْلَ فِي النَّاسِ جَمِيعًا، فَلَا يَكْبُرُ أَحَدٌ عَنْ أَنْ يُنْفَذَ فِيهِ حُكْمُ الْقَضَاءِ، وَكَانَ أَوَّلَ مَنْ جَعَلَ لِلْقَضَاءِ قَانُونًا فَكَانَ يَحْكُمُ فِي الْقَضَايَا الْكُبْرَى بِنَفْسِهِ لَا حُكْمًا كَيْفِيًّا بَلْ حُكْمًا بِالْمَذْهَبِ الْحَنَفِيِّ مُعَلَّلًا لَهُ مُدَلَّلًا عَلَيْهِ، وَ نَصَبَ الْقَضَاةَ لِلنَّاسِ فِي كُلِّ بَلَدَةٍ وَقَرْيَةٍ، وَكَانَ لِلْأَمِيرِ أَطْوَرُ امْتِيَازَاتٍ فَأَلْغَاهَا كُلَّهَا، وَجَعَلَ نَفْسَهُ تَابِعًا لِلْمَحَاكِمِ الْعَادِيَةِ، وَأَنَّ مَنْ لَهُ عَلَيْهِ حَقٌّ أَنْ يُقَاضِيَ بِهِ أَمَامَ الْقَاضِي مَعَ السُّوْقَةِ وَالسَّوَادِ مِنَ النَّاسِ. كَانَ الرَّجُلُ عَالِمًا، فَقِيهًا بَارِعًا فِي الْفِقْهِ الْحَنَفِيِّ، فَأَذْنَى الْعُلَمَاءِ وَلَا زَمَهُمْ، وَجَعَلَهُمْ خَاصَّةً وَمُسْتَشَارِيَهُ وَبَنَى لَهُمُ الْمَدَارِسَ، وَجَعَلَ الرُّوَاتِبَ،

تمام لوگوں میں عدل قائم کیا۔ کوئی بھی اس سے ماوراء نہیں تھا کہ اس کے بارے میں عدالت کا حکم نافذ ہو۔ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے عدالت کیلئے باقاعدہ قانون بنایا، وہ بذات خود بڑے مسائل میں فیصلہ کیا کرتے تھے مگر وہ کوئی کیفی حکم نہیں ہوا کرتا تھا بلکہ فقہ حنفی کے مطابق مدلل و معلل فیصلہ ہوا کرتا تھا (اس سلسلے میں) گاؤں گاؤں، شہر شہر قاضی مقرر کئے۔ شہنشاہ کے کچھ امتیازات ہوا کرتے تھے آپ نے وہ ختم کر دیے اور خود اپنے آپ کو عام

محاکم (عدالتوں) کے تابع کیا، جسکا بادشاہ کے خلاف کوئی حق ہو اس کو یہ حق حاصل تھا وہ رعیت اور عام شہریوں کے ساتھ قاضی کے سامنے اس سے اس حق کا مطالبہ کر سکتا ہے۔ وہ ایک عالم اور فقہ حنفی میں ماہر فقیہ تھے انہوں نے علماء کو قریب کیا، اپنے ساتھ لگائے رکھا، اپنا خواص اور مشیر بنایا، ان کے لئے مدرسے قائم کئے اور وظائف مقرر کئے۔

**الرواتب:** [مفرد] راتب وظیفہ، تنخواہ، سنن مؤکدہ۔ رتب (ن) رتبنا، رتبتا قائم وثابت ہونا (تفصیل) ترتیباً مرتبہ کے لحاظ سے رکھنا، ثابت کرنا (تفعل) ترتیباً ترتیب وار ہونا، سیدھا کھڑا ہونا۔

وَوَفَّقَ إِلَى أُمْرَيْنِ، لَمْ يَسْبِقْهُ إِلَيْهِمَا أَحَدٌ مِنْ مُلُوكِ الْمُسْلِمِينَ  
الْأَوَّلُ: إِنَّهُ كَانَ لَمْ يَكُنْ يُعْطَى عَالِمًا عَطِيَّةً أَوْ رَاتِبًا إِلَّا طَالِبُهُ بِالْعَمَلِ، بِتَأْلِيفٍ  
أَوْ تَدْرِيسٍ، لِئَلَّا يَأْخُذَ الْمَالُ وَيَتَكَاَسَلَ، فَيَكُونُ قَدْ جَمَعَ بَيْنَ السَّيِّئَتَيْنِ، أَخَذَ  
الْمَالِ بِلَا حَقٍّ، وَكَيْتَمَانَ الْعِلْمِ، فَمَا قَوْلُ مُدْرِيسٍ الْإِفْتَاءِ وَالْأَوْقَافِ؟ وَالثَّانِي:  
أَنَّهُ أَوَّلُ مَنْ عَمِلَ عَلَى تَدْوِينِ الْأَحْكَامِ الشَّرْعِيَّةِ، فِي كِتَابٍ وَاحِدٍ، يَتَّخِذُ  
قَانُونًا، فَوَضِعَتْ لَهُ وَبِأَمْرِهِ وَبِأُشْرَافِهِ وَنَظَرِهِ الْفَتَاوَى الَّتِي نُسِبَتْ إِلَيْهِ فَسُمِّيَتْ  
الْفَتَاوَى الْعَالِمِ كِبَرِيَّةً، وَاشْتَهَرَتْ بِالْفَتَاوَى الْهِنْدِيَّةِ، وَيَعْرِفُهَا كُلُّ مَنْ يَقْرَأُ هَذَا  
الْمَقَالَ مِنَ الْعُلَمَاءِ لِأَنَّهُمْ أَشْهَرُ كُتُبِ الْفِقْهِ الْإِسْلَامِيِّ، وَأَجْوَدُهَا تَرْتِيبًا وَتَضَمُّنًا.  
انہیں ایسے دو کاموں کی توفیق دی گئی جنکی طرف پہلے کے مسلمان بادشاہوں نے  
سبق نہیں کی:

(۱) جب بھی وہ کسی عالم کو عطیہ یا وظیفہ جاری کرتے تو اس سے کسی عمل تالیف یا تدریس کا مطالبہ کرتے تاکہ ایسا نہ ہو کہ وہ مال لے لے اور سستی کا شکار ہو جائے، کیونکہ اس صورت میں وہ دو برائیوں ایک بغیر استحقاق کے مال لینا اور دوسری علم کو چھپانا کو جمع کرنے والا ہوگا۔ تو پھر افتاء اور اوقاف کے مدرسین کا کیا کہنا؟ (یہ تو عام عالم کو وظیفہ دیتے وقت انکا طرز تھا، اصحاب افتاء اور اوقاف والوں سے تو اس سے بھی زیادہ کام لیتے ہو گئے)

(۲) وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے ایک کتاب میں احکام فقہیہ کی تدوین کا کام کیا، وہ قانون بنادی گئی (اس کو قانون کا درجہ دیا گیا) ان کے حکم اور ان کی نگرانی میں ان کے لئے وہ فتاویٰ مرتب کئے گئے جو ان کی طرف فتاویٰ عالمگیریہ کے نام سے منسوب ہے اور پھر فتاویٰ ہندیہ کے نام سے مشہور ہوئے ہیں اور جو علماء اس کتاب کو پڑھتے ہیں انہیں اس کا پتہ ہے کیونکہ

ترتیب اور تصنیف کے اعتبار سے فقہ اسلامی کی مشہور اور اچھی کتابوں میں اس کا شمار ہوتا ہے  
وَكَانَ بَعْدَ ذَلِكَ كُتُبُهُ يُؤَلَّفُ، أَلْفَ كِتَابًا فِي الْحَدِيثِ وَشَرْحِهِ وَ  
تَرْجُمَهُ إِلَى الْفَارِسِيَّةِ، وَيَكْتُبُ الرِّسَائِلَ الْبَلِغَةَ، الَّتِي تُعَدُّ فِي لِسَانِهِمْ مِنْ رَوَائِعِ  
الْبَيَانِ، وَيَكْتُبُ بِخَطِّهِ الْمَصَاحِفَ وَيَبِيعُهَا لِيَعِيشَ بِشِمَنِهَا لِمَا زَهَدَ فِي أُمُورِ  
الْمُسْلِمِينَ وَتَرَكَ الْأَخْذَ مِنْهَا، وَإِنَّهُ حَفِظَ الْقُرْآنَ بَعْدَ أَنْ وَلِيَ الْمُلْكَ، وَإِنَّهُ  
كَانَ شَاعِرًا مُوسِقِيًّا، وَلَكِنَّهُ تَرَكَ ذَلِكَ، وَكَرِهَهُ وَأَبْطَلَ مَا كَانَ لِلشُّعْرَاءِ  
وَالْمُوسِقِيِّينَ مِنْ هَبَاتٍ وَعَطَايَا وَلَمْ يَكُنْ يَرَاهُمْ لِأَزْمِنَ لِأُمَةٍ لَا تَزَالُ تَبْنِي فِي  
الْأَرْضِ صَرَحَ مَجْدَهَا.

ان تمام صفات کے ساتھ ساتھ وہ مولف بھی تھے، حدیث میں ایک کتاب تالیف  
کی پھر فارسی میں اسکی شرح اور ترجمہ کیا، وہ بلخ رسائل لکھا کرتے تھے جو انکی زبان میں بیان  
کے خوبصورت شاہکار شمار کئے جاتے ہیں چونکہ انہوں نے اموال مسلمین سے بے رغبتی  
اختیار کی تھی اور اس سے (وظیفہ) لینا چھوڑ دیا تھا اسلئے وہ اپنے قلم سے مصحف (قرآن کریم)  
لکھتے اور گذراوقات کرنے کیلئے اس کو بیچا کرتے تھے اور (عجیب بات یہ کہ) ملک سنبھالنے  
کے بعد انہوں نے قرآن حفظ کیا۔ بہترین شاعر تھے لیکن اسکو اچھا نہ سمجھتے ہوئے چھوڑ دیا۔  
شعراء اور اہل موسیقی کو جو کچھ بدایا اور تحائف ملتے تھے ان کو ختم کر دیا اور ان چیزوں کو ایک  
ایسی امت پر جو روئے زمین پر اپنی شرافت کا کل تعمیر کر رہی ہو، لازم نہیں سمجھتے تھے۔

روائع: [مفرد] الرُّوْعَةُ حسن وجمال کا حصہ، ڈر۔ روع (ن) رَوْعًا تعجب میں  
ڈالنا (ن، ض) رَوْعًا لَوْثًا۔

وَكَانَ يُصَلِّيُ الْفَرَائِضَ فِي أَوَّلِ وَقْتِهَا مَعَ الْجَمَاعَةِ لَا يَتْرُكُ ذَلِكَ  
بِحَالٍ، وَالْجُمُعَةَ فِي الْمَسْجِدِ الْكَبِيرِ وَلَوْ كَانَ غَائِبًا عَنِ الْمِصْرِ لِأَمْرِ مِنَ الْأُمُورِ  
يَأْتِيهِ يَوْمَ الْخَمِيسِ لِيُصَلِّيَ الْجُمُعَةَ، ثُمَّ يَذْهَبُ حَيْثُ شَاءَ، وَكَانَ يَصُومُ رَمَضَانَ  
مَهْمَا اشْتَدَّ الْحَرُّ، وَمَا أَذْرَاكُمْ مَا حَرُّ الْهِنْدِ؟ وَيُحْيِي اللَّيَالِيَ بِالتَّرَاوِيجِ، وَيَعْتَكِفُ  
فِي الْعَشْرِ الْأَوَّلِ مِنْ رَمَضَانَ فِي الْمَسْجِدِ، وَيَصُومُ الْبَائِثِينَ وَالْخَمِيسَ  
وَالْجُمُعَةَ، فِي كُلِّ أُسْبُوعٍ مِنْ أَسَابِيعِ السَّنَةِ، وَيَدَاوِمُ عَلَى الطَّهَارَةِ بِالْوُضُوءِ  
وَيَحَافِظُ عَلَى الْأَذْكَارِ، وَيُمِدُّ أَهْلَ الْحَرَمَيْنِ بِالصَّلَاتِ الْمُتَكَرِّرَةِ الدَّائِمَةِ.  
فرض نمازوں کو اول اوقات میں جماعت کے ساتھ پڑھنے کی پابندی کیا کرتے

تھے اور کسی بھی حال میں انکو نہیں چھوڑتے تھے، شہر کی بڑی مسجد میں نماز جمعہ ادا کیا کرتے تھے اور کسی کام کی وجہ سے شہر میں موجود نہ ہوتے تو جمعرات کو آجاتے تاکہ نماز جمعہ شہر میں ادا فرمائیں پھر جہاں چاہتے تشریف لے جاتے۔ وہ رمضان کے روزے ہر حال میں رکھا کرتے تھے چاہے گرمی کتنی ہی سخت کیوں نہ ہو اور آپکو کیا معلوم ہندوستان کی گرمی کتنی سخت ہے؟ تراویح کے ذریعہ راتوں کو زندہ فرماتے اور رمضان کے آخری عشرے کا مسجد میں اعتکاف کرتے، سال کے تمام مفتوں میں سے ہر ہفتے میں پیر، جمعرات اور جمعہ کا روزہ رکھتے، ہمیشہ با وضو رہتے اور ذکر کی پابندی کرتے، اہل حرمین کو دائمہ متکررہ ہدایا بھیجا کرتے تھے۔

وَكَانَ مَعَ ذَلِكَ آيَةٌ فِي الْحَزْمِ وَالْعَزْمِ، وَالْبَرَاةِ فِي فُنُونِ الْحَرْبِ، وَفِي التَّنْظِيمِ الْإِدَارِيِّ، فَكَيْفَ اسْتَطَاعَ أَنْ يَجْمَعَ هَذَا كُلَّهُ؟ كَيْفَ قَدَّرَ أَنْ يَتَعَبَّدَ هَذِهِ الْعِبَادَةَ؟ وَيَقْضَى بَيْنَ النَّاسِ؟ وَيُؤَلَّفَ فِي الْعِلْمِ؟ وَيَكْتُبَ الْمَصَاحِفَ؟ وَ يَحْفَظَ الْقُرْآنَ؟ وَيُدِيرَ هَذِهِ الْقَارَةَ الْهَائِلَةَ؟ وَيَخُوضَ هَذِهِ الْمَعَارِكَ الْكَبِيرَةَ؟ وہ اس کے ساتھ ساتھ دور اندیشی اور پختگی عزم، جنگی فنون کی مہارت اور حکومتی اداروں کو منظم چلانے میں اپنی مثال آپ تھے، یہ سب کرنے کی انکو استطاعت کیسے ملی؟ ایسی عبادت، لوگوں کے درمیان فیصلے، علمی تالیفات، مصاحف کا (اپنے قلم سے) لکھنا، قرآن کا حفظ، اس عظیم براعظم کا نظم چلانا اور ایسے خوزیر معرکوں میں کودنا، یہ سب کچھ وہ کیسے کر سکے؟؟؟

لَقَدْ كَانَ يُقَسِّمُ بَيْنَ ذَلِكَ أَوْقَاتَهُ، وَيَعِيشُ حَيَاةَ مُرْتَبَةٍ، فَوَقَّتَ لِنَفْسِهِ وَوَقَّتَ لِأَهْلِهِ، وَوَقَّتَ لِرَبِّهِ، وَلِلْإِدَارَةِ وَالْقِتَالِ وَالْقَضَاءِ أَوْقَاتَهَا. حَكَمَ أَنَّهُنَّ كُلُّهَا خَمْسِينَ سَنَةً كَوَامِلَ، وَكَانَ أَعْظَمَ مُلُوكِ الدُّنْيَا فِي عَصْرِهِ وَكَانَتْ بِيَدِهِ مَفَاتِيحُ الْكُنُوزِ، وَكَانَ يَعِيشُ عَيْشَ الزُّهْدِ وَالْفَقْرِ، مَامَدَّ يَدَهُ وَلَا عَيْنَهُ إِلَى حَرَامٍ، وَلَا أَدْخَلَهُ بَطْنَهُ، وَلَا كَشَفَ لَهُ إِزْرَهُ، كَانَ يَمُرُّ عَلَيْهِ رَمَضَانُ كُلُّهُ لَا يَأْكُلُ إِلَّا أَرْغِفَةً مَعْدُودَةً مِنْ خُبْزِ الشَّعِيرِ مِنْ كَسْبِ يَمِينِهِ مِنْ كِتَابَةِ الْمُصْحَفِ لَا مِنْ أَمْوَالِ الدَّوْلَةِ. رَحِمَهُ اللَّهُ عَلَى رُوحِهِ الطَّاهِرَةِ.

(دیکھیے اوہ یہ سب اس طرح انجام دیتے تھے کہ) ان تمام کاموں کو انجام دینے کیلئے انہوں نے اپنے اوقات کو تقسیم کیا ہوا تھا اور ایک مرتب زندگی گزارا کرتے تھے اپنے لئے، اہل خانہ کیلئے، اپنے رب کیلئے، ادارہ، قتال اور قضاء ہر ایک کیلئے اوقات مخصوص تھے۔

پوری نصف صدی تک پورے ہندوستان کے حکمران رہے اور اپنے زمانے میں دنیا کے بادشاہوں میں سب سے بڑے بادشاہ تھے ان کے ہاتھوں میں خزانوں کی چابیاں تھیں لیکن زاہدانہ فقیرانہ زندگی بسر کرتے تھے، حرام کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا اور نہ اس کی طرف ہاتھ بڑھایا، اس کو اپنے پیٹ میں ڈالا اور نہ ہی اس کے لئے اپنا ازار کھولا۔ رمضان کا پورا مہینہ ان پر گزر جاتا مگر ان کی خوراک جو کی چند روٹیاں اور وہ بھی حکومت کے مال سے نہیں بلکہ مصحف لکھ کر اپنے ہاتھ سے کمائے ہوئے مال سے ہوا کرتی تھیں۔

اللہ تعالیٰ ان کی پاک روح پر رحمت فرمائے۔ آمین یا رب العالمین۔

☆☆☆☆☆☆

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد والہ وأصحابہ  
وآزواجہ وذریا تہ وأهل بیتہ وعلینا معهم أجمعین آمین۔  
بجاء سید المرسلین ﷺ برحمتک یا أرحم الراحمین۔  
تمت بالخیر۔ والحمد لله علی ذالک۔

<https://darsenizamibooks.wordpress.com/>